اسلامی تاریخ کا مستند اور بنیادی ماخذ

طبقات ابن سعد

اردو

اخبار النبی
صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری ۱۶۸ھ – ۲۳۰ھ

دار الاشاعت
اردو بازار، ایم اے جناح روڈ کراچی
021-2213768

طبقات ابنِ سعد

اسلامی تاریخ کا مستند اور بنیادی ماخذ

طبقاتِ ابنِ سعد

اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جلد اوّل

حصہ اول ودوم

سرور کائنات ﷺ کا مفصل تذکرہ محققانہ اور مورخانہ انداز کا شاہکار، غزوات وسرایا کا تفصیل کے ساتھ جامع بیان

سرور کائنات ﷺ کا مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخاۃ کرانے کی تفصیل اور مرض الموت اور وفات تک کے حالات، آخر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن انس رضی اللہ عنہ، حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، اروی بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا، عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا وغیرہ کے محبت اور درد میں ڈوبے ہوئے مراثی بھی شامل کتاب ہیں

مصنف
علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد البصری
(المتوفی ۲۳۰ھ)

ترجمہ
علامہ عبداللہ العمادی مرحوم

تسہیل، اضافہ عنوانات وحواشی
مولانا محمد اصغر مغل (فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی)

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : ۲۰۰۳ء حسان پرنٹنگ پریس فون: 6642832
ضخامت : ۶۴۴ صفحات

...........ملنے کے پتے...........

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ B-437 دیب روڈ لسبیلہ کراچی
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
بیت العلوم 20 نابھ روڈ لاہور

ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

طبقات ابن سعد

حصہ اول ودوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا اِلٰهَ اِلّا الله،مُحَمَّد رَسُولُ الله،صلّی الله عَلَیهِ وَسَلَّمَ
اَلحَمدُ لِلّٰهِ الَّذی بَعَثَ فِی الاُمِّیِّینَ رَسُولاً مِنهُم یَتلُوا عَلَیهِم ایَاتِه
وَیُزَکِّیهِم،وَیُعَلِّمُهُم الکِتَابَ و الحِکمَةَ وَاِن کَانُوا مِن قَبلُ لَفِی
ضَلَالٍ مُبِینٍ،وَّاٰخَرِینَ مِنهُم لَمَّا یَلحَقُوا بِهِم وَهُوَ العَزِیزُ الحَکِیمِ
رَبَّنَا اِهدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیمَ،صِرَاطَ الَّذِینَ انعَمتَ عَلَیهِم
غَیرِ المَغضُوبِ عَلَیهِم وَلَاالضَّآلِّینَ

جناب رسول اللہ ﷺ کا نسب نامہ

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں آدم (علیہ السلام) کی اولاد کا سردار ہوں۔

واثلہ بنؓ اسقع سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیلؑ کو، اسماعیل کی اولاد میں سے بنی کنانہ کو، بنی کنانہ مین سے قریش کو، قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو قبول فرمایا ہے۔

روئے زمین میں سے حضور کا انتخاب

علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کے دو برابر حصے کئے جو بہترین حصہ تھا مجھے اسی میں رکھا۔ اس حصے کی بھی تین تہائیاں کیں۔ جو بہترین تہائی تھی مجھے اس میں رکھا۔ یہ ( ) کرلی تو انسانی اقوام میں سے قوم عرب کو پسند فرمایا، عرب میں سے قریش کو، قریش میں سے بنی ہاشم کو، بنی ہاشم میں سے عبد المطلب کی اولاد کو ان میں سے مجھ کو۔

محمد بن علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ نے عربوں کو پسندیدہ ٹھہرایا، ان میں سے کنانہ یا نضر بن کنانہ کو ان میں سے قریش کو، قریشیوں میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو اپنی پسندیدگی کا شرف بخشا (راوی کو شک ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کنانہ کا نام لیا تھا یا نضر بن کنانہ ارشاد ہوا تھا۔

عبداللہؓ بن عبید بن عمیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی عربوں کی طرف ہوئی، عربوں میں سے بنی کنانہ، کنانیوں میں سے قریش، قریشیوں میں سے بنی ہاشم اور ہاشمیوں میں سے میرے ساتھ یہ پسندیدگی خاص کی گئی،

حضور کے سابق العرب ہونے کی روایت ......حسنؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سابق العرب ہوں۔

آپ ﷺ کا سفر میں حدی سرا سے جاملنا......عبداللہ بن عباسؓ سے آیت رسول من انفسکم ۔(ایک پیغمبر جوتم ہی میں سے ہے) کی تفسیر میں روایت ہے کہ وہ کہتے تھے، اے عرب والوں: وہ پیغمبر تمہاری ہی اولاد تو ہے: ۔یعنی جو نسبت کا سلسلہ تمہارا ہے وہی ان کا بھی ہے۔

مجاہدؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی سفر میں رات کو جنگل میں چل رہے تھے، مصیبت میں ایک شخص رہنمائی کا کام دے رہا تھا۔اچانک ایک حدی سرا[1] کی آواز سنائی دی جس کے آگے کچھ اور لوگ بھی تھے، آنحضرت ﷺ نے اپنے سفر کے دوست سے فرمایا کیا اچھا ہوگا کہ ان لوگوں کے حدی سرا[1] سے ہم بھی جاملیں، یہ ارشاد پاتے ہی ہم نے قدم بڑھائے، نزدیک ہوئے یہاں تک کہ ان سے جاملے آنحضرتا نے معلوم کیا مِمَّنِ القوم؟ (تم لوگ کون ہو؟) انہوں نے جواب دیا۔مضری: ۔آپ نے فرمایا میں بھی مضری ہوں، وَفِی حَادِیْنَا فَسَمِعنَا حَادِیَکُم فَأتَینَاکُم' (ہمارا حدی سرا کچھ سست ہوگیا ہے، ہم نے تمہارے حدی سرا کی آواز سنی تو پاس آگئے)

یحیٰی بن جعدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کچھ لوگوں سے ملے جو سوار تھے، پوچھا مِمَّنِ القوم؟ (تم لوگ کس قبیلے سے ہو؟) انہوں نے جواب دیا: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: وانا من المضری (میں بھی مضری ہوں) انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ ہم ایک ایک جانور پر کئی کئی سوار ہیں اور سوائے دوسودوں کے ہمارے پاس کوئی اور چیز سفر کے لئے نہیں، آنحضرت ﷺ نے جواب دیا: (رداف مالنا زاد الاسود ان[1] التمر والماء) (ہم بھی اسی حال میں ہیں ہمارے پاس بھی سوائے دونوں اسود یعنی چھوارے اور پانی کے اور کوئی کھانے کی چیز نہیں۔)

طاؤسؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے کہ ایک حدی سرا[1] کی آواز سنائی دی آپ اسی آواز کی سمت چلے گئے اور ان لوگوں کے پاس آگئے۔قریب پہنچ کر فرمایا۔ہمارا حدی سرا سست ہوگیا تھا۔ہم نے تمہارے حدی سرا[1] کی آواز سنی، یہی سننے کے لئے ہم یہاں آئے ہیں پھر کچھ وقفے کے بعد پوچھا تم لوگ کون ہو؟ جواب ملا مضری۔فرمایا: میں بھی مضری ہوں۔ان لوگوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ پہلی مرتبہ جس نے حدی سرائی[1] کی اس کا واقعہ یوں ہے کہ ایک مسافر مرد نے سفر کی حالت میں اپنے غلام کے ہاتھ پر اتنی زور سے ڈنڈا مارا کہ اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔غلام اسی حالت میں اونٹ کو چلا رہا تھا اور کہہ رہا تھا: وایداہ[2] ، وایداہ ، ھبیاً، ھبیاً۔اس آواز سے اونٹ چلنے لگے۔

میں قبیلہ مضر کا ایک فرد ہوں ....یحیٰی بن جابر جنہیں رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ کا شرف تابعیت حاصل تھا فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی فہیر نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا کہ: یارسول اللہ آپ تو ہم میں

---

[1] عربی محاورہ میں چھوارے اور پانی کو الاسودان کہتے ہیں، یعنی دونوں اسود، یہاں اسود کے معنی سیاہ کے نہیں ہیں بلکہ عظیم وجلیل کے ہیں کہ حیات انسانی کے لئے اہل عرب پانی اور چھوارے کو اعظم اشیاء سمجھتے تھے۔لطیف پانی کو اسی وجہ سے (سوید) بھی کہتے تھے۔[2] وایداہ، وایداہ کے معنی ہیں ہائے ہاتھ ہائے ہاتھ اور ہیا، اونٹ چلانے کے لئے کہتے ہیں یعنی چل چل۔

سے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: (حضرت) جبرئیلؑ مجھے خبر دیتے ہیں کہ میں قبیلہ مضر کا ایک فرد ہوں۔

حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باتوں باتوں میں قبیلہ مضر کی باتوں کو یاد دلاتے ہوئے کہا۔ آدمؑ کی اولاد کے سردار تو تم ہی میں سے ہیں۔ (یعنی رسول اللہ ﷺ)

آپ کا وفد کو ریشم کے کپڑے پہننے سے منع کرنا .... زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ قبیلہ کندہ کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے سامنے حاضر ہوئی جس کے ارکان وافراد نقش ونگار والی یمنی چادروں کے بنے ہوئے جبے پہنے ہوئے تھے اوران کی جیبوں اور آستینوں کے کنارے ریشم کے تھے۔

آنحضرت ﷺ نے معلوم فرمایا: کیا تم لوگ مسلمان نہیں؟ جماعت نے کہا: بے شک ہم مسلمان ہیں۔ فرمایا:۔ تو پھر اسے (ریشمین کنارے کو) نکال ڈالو۔ ان لوگوں نے جبے اتار دیئے باتوں باتوں میں عرض کیا:۔ آپ لوگ جو کہ عبد مناف کی اولاد ہیں آکل العواد (بادشاہ) کی اولاد ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: سلسلۂ نسب کے متعلق عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے گفتگو کرو۔ انہوں نے کہا ہم تو سوائے آپ کے اور کسی سے یہ باتیں کرنے کو تیار نہیں، آنحضرت ﷺ نے جواب دیا۔ تو ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں اور اپنی ماں کو چھوڑنے والے ہیں نہ کسی غیر کو اپنا باپ بنانے والے ہیں۔

وفد کا آپ ﷺ کے متعلق نسب دریافت کرنا .... ابن شہاب کا بیان ہے کہ قبیلہ کندہ کی جماعت جب مدینے میں حاضر ہوئی تو جماعت کے عزت دار لوگ اس خیال میں تھے کہ بنی ہاشم انہیں کے سلسلۂ نسب سے تعلق رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ ہم نضر بن کنانہ کی اولاد اپنی ماں کو ہرگز چھوڑتے نہیں اور کسی غیر کو اپنا باپ بناتے نہیں۔

ابوذویب (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہاں قبیلہ کندہ کے کچھ لوگ ہیں جن کا گمان ہے کہ حضور ﷺ انہیں کے سلسلہ میں سے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واقعہ یہ ہے کہ عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن عبدالمطلب اور ابوسفیانؓ یمن میں تھے اور یہ اس لئے کہتے تھے کہ وہاں شر سے محفوظ رہیں ورنہ خدا کی پناہ کہ ہم اپنی ماں کو زانیہ قرار دیں یا اپنے باپ کو چھوڑ دیں، ہم نضر بن کنانہ ہیں۔ جس نے اس کے خلاف کہا اس نے جھوٹ بولا۔

اشعث بن قیس سے روایت ہے کہ قبیلہ کندہ کی جماعت میں میں بھی نبی کریم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا تھا جماعت کی یہ رائے تھی کہ میں ان سب میں افضل ہوں (تاہم) رسول اللہ سے میں نے عرض کیا اے نبی کریم ﷺ ہم سب کا گمان ہے کہ آپ ہم میں سے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہم لوگ نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں ہم نہ اپنی ماں کو چھوڑ سکتے ہیں نہ اپنی ماں سے بے تعلق ہو سکتے ہیں۔ اشعث (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے سن کر عرض کیا کہ اگر کسی کو میں نے سنا کہ قریش کو بنی نضر بن کنانہ کے سلسلہ سے الگ کرتا ہے تو میں اسے کوڑے ماروں گا۔

عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ ہوں یہ کہہ کر نضر بن کنانہ تک اپنے سلسلہ کے نسب کی تشریح فرمائی اور پھر ارشاد ہوا: اب جس نے اس کے خلاف کہا اس نے جھوٹ کہا۔

میں فرشتہ نہیں (فانی لستُ بملک)............ قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن ابی حازم سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں آیا اور سامنے کھڑا تھا کہ لرزنے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تـقـون علیک (اطمینان رکھ گھبرا نہیں) فانی لستُ بملک (میں کوئی فرشتہ نہیں ہوں) انّما انا ابن امرأةمن قریش کانت تاکل قدید (میں تو اصل میں ایک ایسی قریشیہ کا بیٹا ہوں جو قدید یعنی سوکھا گھاس کھاتی تھیں۔

قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ...الآیة کی تفسیر

ابو مالک (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت ہے کہ قریش میں رسول اللہ ﷺ واسط النسب تھے (دور ونزدیک) سب کے ساتھ ایک خاندان ہونے کا رشتہ[1] تھا اللہ تعالیٰ نے دلیل مکمل کرنے کے طور پر بیان فرمایا: **قل لا اسالکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ** (یعنی اے پیغمبران سے کہہ کہ جو الٰہی میں تمہیں سناتا ہوں اور جس دین کی دعوت دیتا ہوں اس پر کسی اجر ومنّت کو طلب کرنے والا نہیں میں تو صرف اتنا چاہتا ہوں کہ میرے ساتھ بھی رشتہ داری کا لحاظ رکھو اور مجھے محفوظ رہنے دو۔ شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: آیت: **قل لا اسالکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ**، کی تفسیر میں ہم لوگوں سے بہت سے سوالات واعتراضات کئے گئے آخر تحریراً حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رجوع کیا گیا جنہوں نے جواب میں لکھا کہ پورے قریش میں رسول اللہ ﷺ واسط النسب (یعنی ہر ایک قبیلہ سے آپ ﷺ کا کچھ نہ کچھ قریبی تعلق تھا) تھے، قریش کا کوئی فرد ایسا نہ تھا جو آنحضرت ﷺ سے یکجدی کا رشتہ نہ رکھتا ہو اس وجہ سے توحید کی جو دعوت دے رہا ہوں اس پر میں کسی اجر اور بدلے کا طلبگار نہیں۔ میں تو اتنی سی بات کا طلبگار ہوں کہ رشتہ داری کے لحاظ کی وجہ سے میری ساتھ بھی محبت والفت سے پیش آؤ اور اس بات میں میرا خیال رکھو۔

عمرو (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن ابی زائدہ فرماتے ہیں کہ میں نے **قل لا اسالکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ** کی تفسیر میں اکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ قریش میں بہت کم کوئی خاندان ہوگا جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آبائی واجدادی رشتہ نہ رکھتا ہو۔ اسی لئے فرمایا کہ جو دین حنیف لے کر میں آیا ہوں اس کا خیال نہیں کرتے تو میری رشتہ داری ہی کا خیال کرو۔

سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "**قل لا اسالکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ**" کا یہ مطلب بیان کیا کہ رشتہ داری کے لحاظ سے جو کہ میرے اور تمہارے درمیان ہے صلہ رحمی کا برتاؤ کرو۔

ابو اسحاقؒ براء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن عازب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے غزوہ حنین کے دن رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔

انا النبیّ لا کذب

(میں پیغمبر ہوں، اس میں کچھ جھوٹ نہیں)

انا ابن عبد المطلب

---

[1] یعنی بہ اعتبار سلسلہ نسبی ہر ایک قبیلہ کے ساتھ کچھ نہ کچھ آپ کا قرابتی تعلق تھا [2] عرب میں اس وصف کیساتھ کہ رشتہ داریوں کا نہایت پاس اور لحاظ ملحوظ تھا رسول اللہ ﷺ کو انتہائی ایذا دیتے تھے۔

(میں عبدالمطلب کا بیٹا، (پوتا) ہوں)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک پیغمبر سے دوسرے پیغمبر سے دوسرے پیغمبر اور دوسرے سے تیسرے پیغمبر کی پیٹھ میں خدا تجھ کو منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ خود تجھے پیغمبری عطا فرما کے بھیجا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بنی آدمؑ پر زمانے کے بعد جو زمانے گذرے ہیں میری بعثت ان میں سے بہترین زمانے میں ہوتی رہی یہاں تک کہ اس زمانے میں بھیجا گیا جس میں ہوں۔

قتادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کوئی پیغمبر بھیجنا چاہتا ہے تو اس قبیلہ میں سے انتخاب کرتا ہے جو زمین کے لوگوں میں بہترین ہو، پھر اس میں جو سب سے اچھا شخص ہوتا ہے اسی کو پیغمبر بنا کے بھیجتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کن کن پیغمبروں کی اولاد میں تھے

حضرت آدم علیہ السلام ...... ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے پیدا ہوئے۔

سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ آدمؑ جس زمین سے پیدا ہوئے اسے وحناء[1] (بلند زمین) کہتے ہیں۔

ابو حصین سے سعید بن جبیر نے معلوم کیا، تم جانتے ہو کہ آدم کا نام آدمؑ کیوں پڑا؟

آدم کا نام آدمؑ یوں پڑا کہ وہ ادیم ارض (یعنی روئے زمین، سطح زمین) سے پیدا ہوئے تھے۔

آدمؑ تمام روئے زمین سے پیدا ہوئے .... ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم کو ایک مٹھی مٹی سے پیدا کیا تھا جو تمام روئے زمین سے لی تھی، یہی وجہ ہے کہ آدمؑ کی اولاد میں اسی مٹی کا اندازہ قائم رہا کہ ان میں سرخ بھی ہیں، سفید بھی ہیں، کالا بھی ہیں، درمیانی رنگ کے بھی ہیں، سہل بھی ہیں، سخت بھی ہیں، خبیث بھی اور طیب بھی۔

ابو قلابہؒ فرماتے ہیں: آدمؑ ہر قسم کی زمین سے پیدا ہوئے، کالی مٹی سے بھی، لال مٹی سے بھی، سفید سے بھی، حزن سے بھی اور سہل سے بھی۔ حسن بصریؒ کا یہی قول ہے، آدمؑ کا بالائی حصہ ایک ایسی مٹی سے پیدا ہوا تھا جس کی سطح برابر تھی۔

سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں، آدمؑ کا نام آدمؑ اس لئے پڑا کہ وہ زمین کی سطح سے پیدا ہوئے تھے اور انسان اس لئے نام رکھا کہ ان پر بھول چوک کا پیش آنا ہوا۔

شیریں اور کھاری زمین سے پیدا ہونا .... عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ابلیس (یعنی شیطان) کو بھیجا جس نے زمین کی سطح کے ہر کھاری، ریتلی اور عمدہ سے مٹی لی، اللہ تعالیٰ نے اسی مٹی سے آدمؑ کو پیدا کیا،

---

[1] وحناء، فراز، بلند اونچی زمین

جس کو شیریں زمین (عمدہ نمکین مٹی) سے پیدا کیا ہے۔ وہ جنت میں جانے والا ہے چاہے کافر کی اولاد کیوں نہ ہو اور جسے زمین شور (کھاری یا ریتلی) مٹی سے پیدا کیا ہے وہ دوزخ میں جانے والا ہے خواہ وہ نیک باپ کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو، اسی وجہ سے ابلیس (یعنی شیطان) نے کہا تھا، کیا میں اس کا سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے؟ کیونکہ ابلیس ہی تو یہ مٹی لایا تھا، آخر آدمؑ کا نام آدمؑ اس لئے پڑا کہ وہ ادیم زمین سے پیدا ہوئے تھے۔

انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب آدمؑ کی صورت بنائی تو جب تک چاہا اس کے ڈھانچے کو پڑا رہنے دیا۔ ابلیس اس کے اردگرد پھرا کرتا تھا۔ جب دیکھا کہ اس کے اندر جوف ہے تو جان لیا کہ یہ مخلوق راہِ راست پر نہ رہے گی۔

سلمان فارسی یا ابن مسعودؓ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ چالیس رات یا چالیس دن تک آدم کی مٹی کا خمیرہ اٹھاتا رہا۔ پھر اس پر اپنا ہاتھ مارا تو پاک وطیّب مٹی داہنے ہاتھ میں آ گئی اور ناپاک وخبیث دوسرے ہاتھ میں پھر دونوں کو آپس میں ملا دیا۔ یہی بات ہے کہ زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور مردے کو زندہ سے۔

عبداللہ بن الحارث سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔

مراحل پیدائش .... وہب بن منبہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جیسا چاہا اور جس سے چاہا ہی آدمؑ کو پیدا کیا۔ اسی کی تخلیق کے مطابق بنی آدم علیہ السلام کی تکوین ہوئی، وہ کتنا اچھا بابرکت بہترین خالق ہے اس نے مٹی اور پانی سے آدمؑ کو بنایا۔ اسی سے گوشت، خون، بال، ہڈیاں اور جسم سب کچھ بنا، یہی آدمؑ کی اولاد کی ابتدائی پیدائش ہے، جس سے وہ پیدا ہوا اس کے بعد اس میں سانس پھونکی جس کی بدولت وہ اٹھتا ہے، بیٹھتا ہے، سنتا ہے، دیکھتا ہے۔ جانور جو کچھ جانتے ہیں اور جس سے بچتے ہیں وہ بھی سب کچھ جانتا ہے۔ اوران سب سے بچتا ہے، پھر اس میں جان ڈالی کہ اسی وجہ سے حق وباطل، ہدایت وگمراہی میں امتیاز کرسکتا ہے اسی کی وجہ سے بچتا ہے آگے بڑھتا ہے، ترقی کرتا ہے، چھپتا ہے، سیکھتا ہے، تعلیم حاصل کرتا ہے اور جتنے کام ہیں سب کی سوچ وفکر، کام کی ترتیب میں مگن ہوتا ہے۔

حق تعالیٰ اور آدمؑ کا مکالمہ .... ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب آدمؑ کو پیدا کیا۔ تو ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا جس سے تمام جاندار کہ قیامت تک خدا انہیں پیدا کرتا رہیگا۔ کرلے اور نکلے، ان میں جو انسان تھے۔ ہر ایک کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی ایک چمک پیدا کردی، اور پھر ان کو آدمؑ پر پیش کیا۔

آدمؑ نے پوچھا، یارب یہ کون لوگ ہیں؟

جواب ملا: یہ تیری اولاد جوذریات ہیں۔ ان میں سے ایک شخص کی دونوں آنکھوں کے درمیان جو نور تھا آدمؑ کو بھلا معلوم ہوا پوچھا یارب یہ کون ہیں؟

جواب ملا یہ بھی تیری اولاد ہے، آخر میں جو قومیں ہوں گی، انہیں میں یہ ہوگا۔ اوراس کو داؤد کہیں گے۔

آدمؑ نے پھر پوچھا یارب اس کی عمر کتنی ہے؟

فرمایا ساٹھ سال۔

آدم علیہ السلام نے کہا میری عمر میں سے چالیس سال لے کر اس کی عمر بڑھا دے۔

فرمایا: اس صورت میں یہ بات لکھ جائے گی۔ پختہ ہو جائیگی۔ اور پھر اس میں تبدیلی نہ ہوگی۔

جب آدمؑ کی عمر پوری ہوگئی تو موت کا فرشتہ روح قبض کرنے آیا۔ آدمؑ نے تعجب کیا کہ ہائے ابھی تو میری زندگی میں چالیس برس باقی ہیں۔

موت کے فرشتے نے کہا کیا یہ عمر آپ نے (اپنے) بیٹے داؤدؑ کو نہیں دے دی تھی۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں آدمؑ نے انکار کیا تو ان کی اولاد نے بھی انکار کیا۔ آدمؑ بھولے تو ان کی اولاد بھی بھولی، آدمؑ نے غلطی کی تو ان کی اولاد بھی غلطی کرنے والی ہوئی۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔ جب قرض کی آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ کہ پہلی مرتبہ آدمؑ ہی نے انکار کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جب آدمؑ کو پیدا کیا تو ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھر کر نسلِ آدم ظاہر فرمائی۔ اور آدمؑ پر ان سب کو پیش کیا انہیں میں آدمؑ کی نظر ایک روشن آدمی پر پڑی۔ پوچھا۔

یارب میری اولاد میں یہ کون ہے؟

فرمایا:۔ یہ تیرا بیٹا داؤد ہے۔

پھر پوچھا اس کی عمر کتنی ہے؟

فرمایا: ساٹھ سال

عرض کیا یارب اس کی عمر زیادہ کر۔

فرمایا: نہیں البتہ اگر تو چاہے تو اپنی عمر میں سے لے کر اس کی زندگی بڑھا سکتا ہے آدمؑ کی زندگی ایک ہزار سال جتنی تھی۔ عرض کیا

یارب میری ہی زندگی کی مدت میں سے لے کر اس کی زندگی بڑھا دے۔

اللہ تعالیٰ نے داؤد کی عمر چالیس سال بڑھا دی۔

آدمؑ کا انکار...... آدمؑ پر دلیل کو مکمل کرنے کے لئے ایک شہادت نامہ بھی لکھ لیا۔ جس پر فرشتوں سے گواہیاں کرائیں۔ جب آدمؑ کا آخری وقت آیا۔ روح کے نکالنے کے لئے فرشتے پہنچے تو آدمؑ نے کہا، ابھی تو میری زندگی کے چالیس سال باقی ہیں۔ فرشتوں نے بتایا کہ تو نے یہ مدت اپنی اولاد داود کو دی تھی، آدمؑ نے الٰہی کے دربار میں عرض کیا: یارب میں نے ایسا تو نہیں کیا تھا۔

اس انکار کرنے پر خدا نے وہ اقرار نامہ آدمؑ کے پاس بھیج کر دلیل قائم کی مگر خود ہی پھر آدمؑ کے ہزار سال پورے کر دیئے اور داؤد کو بھی پور سو سال دیئے۔

عہد الست (کیا میں نے تم سے وعدہ نہیں لیا تھا)......سعید بن جبیر، عبداللہ بن عباسؓ کے حوالہ سے آیت: . **واذاخذربک من بنی آدم من ظهورهم ذريّتهم واشهدهم على انفسهم الست بربكم ؟قالوا بلىٰ شهدنا** (وہ واقعہ یاد کرو جب تیرے پروردگار نے بنی آدمؑ کی پشتوں سے ان کی نسلیں نکالیں اور خود ان پر انہیں کو گواہ بنایا کہ آیا میں تمہارا پروردگار نہیں؟ سب نے کہا بلاشبہ تو ہی ہمارا پروردگار ہے اور ہم اس کے گواہ ہیں)

کا یہ مطلب بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی پیٹھ چھوئی تھی۔ جس سے وہ تمام یعنی جاندار انسان نکلے تھے۔ کہ قیامت کے دن تک خدا انہیں پیدا کرتا رہے گا۔ یہ واقعہ اسی مقام نعمان میں پیش آیا تھا جو عرفات کے پہاڑ کے اُدھر ہے خدا نے "الست بربکم" کہ کر سب سے وعدے لئے، سب نے "بلیٰ شھدنا" کہا۔

ابن عباسؓ دوسری روایت میں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اسی مقام نعمان میں آدمؑ کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر وہ تمام متنفس (یعنی سانس لینے والے) نکالے تھے۔ جنہیں قیامت کے دن تک پیدا کرتا رہے گا۔ پھر ان سب سے عہد لیا تھا اتنا کہ کے ابن عباسؓ نے یہ آیت پڑھی: واذاخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذرّیتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم، قالوابلیٰ شھدنا، ان تقولوا یوم القیامۃانا کنا عن ھذاغافلین اوتقولواانمااشرک اباؤنا من قبل (ترجمہ: وہ واقعہ یاد کرو جب تیرے پروردگار نے بنی آدمؑ کی پشتوں سے ان کی نسلیں نکالیں اور خود انہیں کو ان پر گواہ بنا کر پوچھا میں تمہارا پروردگار نہیں؟ سب نے جواب دیا: بلا شبہ تو ہمارا پروردگار ہے ہم اس پر گواہ ہیں یہ اس لئے ہوا کہ قیامت کے دن تم لوگ یہ نہ کہہ سکو کہ ہم تو اس سے غافل تھے۔ یا یہ کہو کہ پہلے تو ہمارے بزرگ ہی شرک میں مبتلا ہوئے تھے۔

ابن عباسؓ سے تیسری روایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو ایک اونچے مٹی کے ڈھیر پر پیدا کر کے ان کی پیٹھ چھوئی تو وہ تمام متنفس (یعنی سانس لینے والے) نکال لئے جنہیں قیامت تک پیدا کرتا رہے گا۔ سب سے خطاب کیا آیا میں تمہارا پروردگار نہیں؟ سب نے عرض کیا بلا شبہ تو ہمارا پروردگار ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی کے متعلق فرماتے ہیں: ہم نے یہ بات دیکھ لی کہ ایسا نہ ہو تم قیامت کے دن یہ کہو کہ ہم تو اس سے غافل تھے۔ سعید ابن جبیرؒ کہتے ہیں اہل علم کی رائے یہ ہے کہ بنی آدمؑ سے اسی دن وعدہ لے لیا گیا تھا۔

پیدائش آدمؑ کس دن ہوئی ......ابولبابہؓ بن عبدالمنذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: جمعے کا دن تمام دنوں کا سردار اور خدا کے نزدیک سب سے بڑا دن ہے اللہ تعالیٰ نیا سی دن میں آدمؑ کو پیدا کیا۔ اسی دن زمین پر اتارا۔ اور اسی آدمؑ کو وفات دی۔

عبداللہ بنؓ سلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم کو جمعہ کے آخری وقتوں میں پیدا کیا۔

ترتیب پیدائش......سلمانؓ فارسی فرماتے ہیں: پہلی مرتبہ آدمؑ کا سر پیدا ہوا پھر بدن پیدا ہونے لگا جسے پیدا ہوتے آدمؑ خود دیکھ رہے تھے عصر کے وقت تک دونوں پاوں باقی رہے تھے، یہ دیکھ کر آدمؑ نے کہا اے رات کے پروردگار جلدی کر کیونکہ رات آرہی ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وخلق الانسان عجولا (ترجمہ: انسان جلد باز پیدا ہوا ہے)

قتادہؒ: آیت (من طین) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: کہ آدمؑ مٹی سے نکالے گئے۔

آیت (اناانشاناہ خلقاً آخر) (ترجمہ: ہم نے اس کو دوسری مرتبہ پیدا کر کے نشو نما دی) تفسیر میں قتادہؒ فرماتے: ہیں کہ بعض اہل علم تو اس کا مطلب بال اگنا بتاتے ہیں (یعنی سبز خط) اور بعض اس سے روح کا پھونکنا مراد لیتے ہیں۔

عبدالرحمان بن قتادہؓ السلمی (جو کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں شمار کئے جاتے ہیں) فرماتے ہیں: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کر کے مخلوق کو اس کی پیٹ سے نکالا پھر کہا: جنت

میں جائیں گے اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔ دوزخ میں جائیں گے اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔ حاضرین میں ایک شخص نے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ یہی بات ہے تو پھر ہم عمل کس بنا پر کریں؟ فرمایا تقدیر کے مواقع کی بنا پر کرو۔

روح ٹھہرنے کی ترتیب...... ابو ہریرہؓ کہتے ہیں پہلی بار آدمؑ کی آنکھ اور ناک کے سوراخوں میں جان پڑی۔ جب سارے جسم میں روح پھیل گئی، تو آدمؑ کو چھینک آئی۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد کرنے کی ہدایت کی تو آدمؑ نے خدا کی حمد کی اور جواب میں اللہ تعالیٰ نے کہا رحمک ربک (ترجمہ: تجھ پر تیرے پروردگار کی رحمت ہو) پھر فرمایا یہ لوگ یعنی ارواح) جو سامنے ہیں۔ انہیں کے پاس جا کر کہہ "سلام علیکم" دیکھ تو جواب دیتے ہیں۔ آدمؑ سلام کر کے اللہ تعالیٰ کے دربار میں واپس آئے۔ تو اس کے باوجود کہ خدا خوب جانتا تھا۔ مگر اس نے پوچھا، انہوں نے تجھے کیا جواب دیا، آدمؑ نے عرض کیا۔ انہوں نے مجھے یہ جواب دیا" وعلیکم السلام ورحمة الله" ارشاد ہوا۔ یہ تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہے۔

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: آدمؑ کے جسم میں روح پھونکی گئی تو انہیں چھینک آئی اس حالت میں انہوں نے کہا (الحمد لله ربّ العلمين) اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: یرحمک ربک (تجھ پر خدا کی رحمت نازل ہو) یہ بیان کر کے ابن عباسؓ نے کہا، خدا کی رحمت اس کے غضب سے بڑھ گئی۔

ابتداء میں حضرت آدمؑ کا قد...... عبداللہ بن عباسؓ دوسری روایت میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے جب آدمؑ کو پیدا کیا تو ان کا سر آسمان سے چھو رہا تھا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے مستقل مزاجی کے ساتھ ان کو زمین پر ثابت قدمی عطا فرمائی۔ یہاں تک کہ ان کا قد کم ہو کر ساٹھ ہاتھ رہ گیا اور چوڑائی میں سات ہاتھ۔

ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمؑ اتنے بلند و بالا انسان تھے کہ گویا ایک طویل کھجور کا درخت ہو۔ سر میں بال بہت تھے۔ جب غلطی کی تو وہ چیز دکھائی دی جو چھپانے کے قابل تھی۔ پہلے یہ آدمؑ کو نظر نہ آتی تھی۔ یہ واقعہ جنت کا ہے جہاں اسے دیکھتے ہی آدمؑ بھاگ چلے تھے۔ کہ ایک درخت نے الجھالیا۔ آدمؑ نے کہا مجھے چھوڑ دے، درخت نے جواب دیا میں تو نہیں چھوڑوں گا۔ پروردگار نے آواز دی آدمؑ کیا تو مجھ سے بھاگتا ہے؟ عرض کیا یا رب تجھ سے مجھے شرم آئی۔

ابی بن کعبؓ سے ایک دوسری غیر مرفوع روایت بھی انہیں معنوں میں ہے۔

ابی بن کعبؓ سے ایک تیسری روایت یہ ہے کہ آدمؑ لمبے قد، گندم گوں، گنجان بالوں کے تھے۔ جیسے ایک بڑا کھجور کا درخت ہو۔

سعیدؒ بن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔ جنت میں اہل جنت اس حالت میں ہونگے کہ ننگے، امرد (یعنی بغیر ڈاڑھی اور بغیر مونچھ کے) گھونگر والے سرگین چشم ۳۳ سال کی عمر کے ہوں گے، جیسے آدمؑ تھے جسم ساٹھ ہاتھ لمبا سات ہاتھ چوڑا ہوگا۔

حسنؒ بصری کہتے ہیں۔ آدمؑ تین سو سال تک جنت کے لئے روتے رہے۔

ابوذر غفاری فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ سے معلوم کیا کہ پہلے نبی کون تھے؟ فرمایا آدمؑ: میں نے کہا کیا وہ نبی تھے؟ فرمایا ہاں وہ نبی تھے خدا ان سے کلام کرتا تھا۔ میں نے پوچھا تو رسول کتنے تھے؟
فرمایا: تین سو پندرہ ایک بڑی جماعت ہے۔

سعید بن جبیرؓ، ابن عباسؓ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: آدمؑ کی چار اولادیں تھیں۔ ایک پیٹ سے ایک لڑکا ایک لڑکی، دوسرے پیٹ سے دوسرا لڑکا اور دوسری لڑکی، یہ سب توام پیدا ہوئے تھے، ایک لڑکا کسان تھا۔ اور دوسرے کے پاس بھیڑ بکریاں تھیں کسان کی بہن خوبصورت تھی۔ اور چرواہا کی بدشکل تھی کسان کہتا تھا: میری خوبصورت بہن میرے ہی لئے مناسب ہے۔ چرواہا کہتا تھا میں اس کا حق دار ہوں۔ گفتگو بڑھی۔ چرواہے نے کہا افسوس کیا تو اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اسے اپنے ہی لئے خاص کرنا چاہتا ہے؟ اچھا میں اور، تو دونوں قربانی کریں (بھینٹ چڑھائیں تیری قربانی قبول ہو تو اس کا حق دار تو ہے، اور میری قبول ہو تو میں مستحق ہوں، چرواہا ایک بڑی آنکھ والا بڑے مضبوط سینگوں والا مینڈھا لایا اور کسان کھانے کی چیزیں لایا، مینڈھا قبول ہوا اور کسان کی قربانی ہوں ہی رہ گئی اللہ تعالیٰ نے اس مینڈھے کو چالیس سال تک جنت میں تکھا اور یہ وہی مینڈھا ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (اپنے فرزند اسماعیل کے بدلے) ذبح کیا تھا۔ کسان نے بات بنتی نہ دیکھی تو بگڑ کر چرواہے سے کہا لَاَقتُلَنَّکَ (میں تجھے ضرور قتل کر ڈالوں گا) چرواہے نے جواب دیا۔ لئن بسطت الیّ یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک (ترجمہ: تو نے اگر مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھاتے تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہ بڑھاؤ گا) یہ آیت قرآن پاک میں موجود ہے اور اس کا آخری حصہ ہے۔ و ذالک جز اء الظالمین (بہرحال کسان نے اپنے بھائی کو قتل کر ڈالا آدمؑ کی تمام کافر اولاد اسی کافر سے ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے تھے: آدمؑ اپنی اولاد میں اس پیٹ کے لڑکے کو اس پیٹ کی لڑکی سے اور اس پیٹ کے لڑکے کو اس پیٹ کی لڑکی سے منسوب کرتے تھے (یعنی بیاہتے تھے)۔

ابی بن کعبؓ کا بیان ہے کہ جب آدمؑ کے انتقال کا وقت آیا تو لڑکوں سے کہا میرے لئے جنتی میوہ تلاش کرو میرا جی چاہتا ہے۔ لڑکے اسی بیماری کی حالت میں جنتی میوہ تلاش کرنے نکلے اچانک دربار الٰہی کے فرشتوں سے آمنا سامنا ہوا جنہوں نے معلوم کیا اے آدمؑ کی اولاد کس کی تلاش میں ہو؟

جواب دیا جنتی میوہ کھانے کو والد کا جی چاہتا ہے۔ ہم اس کی تلاش میں ہیں، فرشتوں نے کہا واپس جاؤ جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ یہاں پہنچے تو آدمؑ کی جان نکل چکی تھی۔ فرشتوں نے انہیں لے جا کر غسل دیا، خوشبو لگائی، کفن پہنایا، قبر کھودی لحد بنائی، ایک فرشتہ نے بڑھ کر امامت کی، نماز جنازہ پڑھائی، باقی فرشتے مقتدی بنے۔ بنی آدمؑ کی صف ان سب کے پیچھے تھی، قبر میں لاش دفن کر دی، مٹی برابر کی اور کہا اے آدمؑ کی اولاد یہی تمہاری راہ ہے اور یہی تمہارا طریقہ ہے۔

ابی بن کعبؓ ایک دوسری روایت میں فرماتے ہیں آدمؑ کے روح کے نکلنے کا وقت آیا تو اپنے لڑکوں سے کہا: جاؤ اور میرے لئے جنتی میوے چن لاؤ۔ لڑکے نکلے تھے کہ فرشتے ملے پوچھا کہاں چلے؟ لڑکوں نے کہا والد نے بھیجا ہے کہ ہم ان کے لئے جنتی میوے توڑ لائیں فرشتوں نے سمجھایا کہ واپس جاؤ کام پورا ہو گیا ہے لڑکے فرشتوں کے ساتھ واپس چلے یہاں تک کہ آدمؑ کے پاس پہنچے۔ حواؑ نے فرشتوں کو دیکھا تو ڈر گئی کھسک کے آدمؑ سے جا لگی آدمؑ نے کہا ہٹ جا تیری ہی طرف سے مجھ پر یہ آزمائش پیش آئی، مجھ میں اور میرے پروردگار کے فرشتوں میں جگہ کر دے، آخر فرشتوں نے آدمؑ کی

روح قبض کر کے انہیں غسل دیا، کفن دیا، خوشبو لگائی، نماز جنازہ پڑھی، دفن کیا اور پھر کہا آدمؑ کی اولاد: مردوں کے متعلق یہی تمہارا طریقہ ہے (یا ہونا چاہیے)۔ ابوذرؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: کہ آدمؑ تین قسم کی مٹی سے پیدا ہوئے، ایک قسم کی مٹی تو سیاہ تھی، ایک سفید رنگ اور ایک وہ جسے حضرا کہتے ہیں یعنی (ایسی زمین جو نباتات کے اگنے ونشوونما کی صلاحیت رکھتی ہو۔

خالد الخذاء جن کی کنیت ابومنازل تھی کہتے ہیں: کہ میں ایک مرتبہ نکل کر اہل علم کے حلقہ میں آیا تو ان لوگوں کو کہتے ہوئے سنا: کہ آدمؑ کے بارے میں حسنؒ (کنیت ابوسعید اور نام حسن ابن ابی الحسن النصری) یہ کہتے ہیں۔ میں حسنؒ سے ملا اور مل کر کہا؛ ابوسعید: یہ تو بتایئے آدمؑ آسمان کے لئے پیدا ہوئے تھے۔ یا زمین کے لئے، جواب دیا: ابومنازل: یہ کیا سوال ہے؟ ظاہر ہے کہ آدمؑ زمین کے لئے پیدا ہوئے تھے۔ میں نے کہا آپ کی رائے میں اگر وہ ضبط کرتے اور درخت کا پھل نہ کھاتے تو؟ جواب دیا: تو بھی، پیدا تو زمین کے لئے ہوئے تھے، کیوں نہ کھاتے چارہ کیا تھا۔

جعدہ بن ہبیرہؓ فرماتے ہیں: وہ درخت جس نے آدمؑ کو فتنہ میں مبتلا کیا، آزمائش میں ڈالا، انگور کا درخت تھا جو بنی آدمؑ کے لئے بھی فتنہ کا سبب ہے۔

مصعبؒ کے آزاد غلام زیاد سے، اور جعفرؒ بن ربیعہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ سے سوال کیا گیا۔ آدمؑ پیغمبر تھے۔ یا فرشتے؟ فرمایا پیغمبر تھے خدا ان سے کلام کیا کرتا تھا۔

عقبہؓ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انسان جتنے ہیں آدمؑ کی اولاد ہیں (جیسے تولنے میں ڈنڈی مارنے سے اتنا بچالینا ممکن نہیں کہ پورے وزن کی تکمیل کی جا سکے ایسے ہی یہاں بھی نسبی اضافاتسے اس میں مساوات میں فرق نہیں آسکتا جو ایک ماں باپ کی اولاد ہونے کی وجہ سے تمام انسانوں کی قسموں کو شامل ہے۔ کطف الصاع لن یملوہ قیامت کے دن خدا تمہارے حسب ونسب کو نہ پوچھے گا۔ خدا کے نزدیک تو سب میں شریف و بزرگ وہی ہے جو تم سب میں زیادہ متقی اور پاکدامن ہو۔

مفصل واقعات

ابن عباسؓ فرماتے ہیں آدمؑ نماز ظہر وعصر کے درمیان جنت سے زمین پر اتارے گئے۔ جنت میں ان کے ٹھہرنے کا زمانہ آدھا دن تھا، اس دن کا حساب آخرت کے دنوں کے اعتبار سے آدھا دن کے پانچ سو سال ہوئے۔ ہر دن بارہ گھنٹے کا اہل دنیا کے حساب سے ایک دن کے ایک ہزار سال ہوتے ہیں۔

آدمؑ ہندوستان کے ایک پہاڑ پر اتارے گئے جس کو نوذ کہتے ہیں اور حواؑ جدہ میں اتریں، آدمؑ اترے تو ان کے ساتھ جنتی ہوا بھی تھی۔ جس کے درختوں اور وادیوں میں لگنے سے تمام جگہ خوشبو ہی خوشبو بکھر گئی۔ یہ آدم علیہ السلام ہی کی ہوا تھی۔ جس سے خوشبو پھیلی اور جس کی وجہ سے ہندوستان خوشبو کا ٹھکانہ ہے کہ وہیں سے خوشبو لاتے ہیں۔

کہتے ہیں جنت سے آدمؑ کو ساتھ درخت آس بھی اترا حجر اسود بھی اترا جو برف سے زیادہ سفید تھا، عصائے موسیٰ (علیہ السلام) بھی اترا جو جنتی درخت آس کی لڑکی کا تھا۔ یہ دس ہاتھ لمبا تھا جتنے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام لمبے تھے، مرّ دہوبان اور لبان بھی جنت ہی سے حضرت آدمؑ کے ساتھ اتارے گئے۔ بعد میں سندان (علاۃ) ہتوڑا (مطرقہ) سنسی (کلبتان) یہ سب بھی ان کے پاس بھیجے گئے۔ کوہِ نور پر جب آدمؑ کا نزدک ہوا تو پہاڑ پر لوہے کی ایک شاخ دیکھی۔ دیکھتے

ہی کہنے لگے یہ آس کا درخت ہے۔ جو درخت پرانے ہوکر سوکھ گئے تھے۔ان کی لکڑیاں ہتوڑے مار مار کر توڑتے تھے لکڑیاں جلا کر لوہے کی سلاخ پگھلائی۔ جس سے چھری بنائی۔ اور یہ پہلی چیز تھی جو لوہے کی بنی۔ آدمؑ اسے کام میں لاتے۔ پھر تنور بنایا جو نوح کو وراثت میں ملا یہ وہی تنور تھا۔ جس سے ہندوستان میں عذاب الٰہی نے جوش مارا تھا۔ (یعنی طوفان آ گیا تھا۔)

آدم علیہ السلام نے حج کیا تو حجر اسود کو کوہ ابوقبیس پر نصب کر دیا۔ یہ اندھیری راتوں میں روشن رہتا جیسے چاند روشن رہتا ہو، اہل مکہ اس کی روشنی سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ (جاہلیت پھیلی تو یہ طریقہ ہو گیا کہ) حائضہ عورتوں اور ناپاک مرد (پہاڑ پر چڑھ کر اسے چھوتے چومتے تھے۔) جس کے وجہ سے یہ سیاہ پڑ گیا۔ اسلام سے چار سال پہلے کا واقعہ ہے کہ قریش نے اس کو ابوقبیس کی چوٹی سے اتار لیا اور خانہ کعبہ میں نصب کر دیا۔ جہاں اب بھی لگا ہوا ہے۔ آدمؑ نے ہندوستان سے مکے تک چالیس حج کئے تھے۔

دنیا میں آدمؑ کا فرشتوں کی آواز سننا...... جب آدم نیچے اترے ہیں تو وہ اتنے لمبے قد کے تھے کہ ان کا سر آسمان کو لگتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی پیشانی کے بال گر گئے۔ اور یہ مرض ان کی اولاد میں بھی بطور وراثت منتقل ہوا۔ روئے زمین کے چار پائے ان کے لمبے قد سے بھاگ گئے۔ اور اسی دن سے انسانوں سے انسیت کرنے لگے، آدمؑ اس پہاڑ پر کھڑے فرشتوں کی آوازیں سنا کرتے تھے۔ اور جنت کی ہوا کھایا کرتے، آخر ان کا قد کم ہو کر ساٹھ گز رہ گیا اور مرنے تک یہی قد رہا۔ آدمؑ جیسا حسین وخوبصورت انکی اولاد میں یوسفؑ کے علاوہ اور کوئی نہ ہوا۔

آدمؑ کی پکار...... قد کے کم ہونے کے بعد آدمؑ نے جناب الٰہی میں عرض کیا: یارب میں تیرے پڑوس میں تھا، تیرے ملک میں تھا، سوائے تیرے نہ کوئی دوسرا میرا پروردگار تھا، نہ محافظ ونگران تھا۔ میں جنت میں مزے سے کھاتا پیتا تھا۔ اور جہاں جی چاہتا تھا رہتا تھا۔ آخر تو نے اس مقدس پہاڑ پر مجھے اتارا تو یہاں بھی میں فرشتوں کی آوازیں سنتا تھا فرشتے عرش کے اردگرد جو گھرے ہوئے ہیں۔ ان کی حالت دیکھتا تھا۔ مجھے جنت کی ہوا ملتی تھی۔ اور میں اس کی خوشبو سونگھتا تھا۔ بعد کو تو نے مجھے پہاڑ سے زمین پر اتار دیا اور میرے قد وقامت کو گھٹا کر ساٹھ ہاتھ کر دیا۔ اب وہ آواز بھی مجھ سے دور ہو گئی وہ نظر (خوش گذر) بھی نہ رہی، وہ منتظر بھی رخصت ہو گئے۔ وہ جنت کی ہوا بھی جاتی رہی۔

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ آدمؑ میں نے تیرے ساتھ جو کچھ کیا وہ تیرے ہی گناہ اور نافرمانی کی وجہ سے کیا۔

اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کے ساتھ جنت سے بھیڑ بکریوں کے آٹھ جوڑے بھی زمین پر اتارے تھے۔ جب آدمؑ وحواؑ کی برہنگی دیکھی تو ان میں سے ایک کو ذبح کرنے کا حکم دیا آدمؑ نے اس کو ذبح کر کے اون لی، حواؑ نے اسے کاتا اور دونوں مل کر اسے بننے لگے اپنے لئے تو آدمؑ نے ایک جبہ تیار کیا اور حواؑ کے لئے ایک کرتہ اور ایک اوڑھنی یہی کپڑے تھے۔ جو دونوں نے پہنے، آدمؑ وحواؑ دونوں جمعہ کے دن جمع ہوئے تھے۔ اسی لئے اس کا نام جمع پڑا اور عرفات پر دونوں میں تعارف ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ پہاڑی عرفات کے نام سے جانی گئی۔

ہابیل اور قابیل (قائن)

آدمؑ کا اپنے کیے پر استغفار...... آدمؑ وحواؑ دونوں کیے کی تلافی میں دوسوسال تک روتے رہے، چالیس دن تک کھانا نہ کھایا نہ پیا، کھانے پینے کی باری ایک چلے (یعنی چالیس دن) بعد آئی اب تک کوہ نوذ ہی پر تھے جس پر آدمؑ کا اترنا ہوا تھا۔

سو برس کے بعد آدمؑ وحواؑ کا ملاپ......سوسال تک آدمؑ، حواؑ سے الگ تھلگ رہے، سوسال کے بعد قریب گئے تو حمل ٹھہرنے پر قابیل اور اس کی بہن لبود جو کہ اسی کی جڑواں تھی پہلے پیٹ سے پیدا ہوئی۔ دوسرے پیٹ سے ہابیل اور اس کی بہن اقلیما جو کہ ہابیل کی جڑواں بہن تھی پیدا ہوئی۔ بالغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ پہلے پیٹ سے ہونے والی اولاد کی شادی، دوسرے پیٹ سے ہونے والی اولاد سے اور دوسرے پیٹ سے پیدا ہونے والی اولاد کی پہلے پیٹ سے ہونے والی اولاد سے کی جائے، یعنی ہر پیٹ سے ہونے والی اولاد کا آپس میں نکاح نہ ہو بلکہ دوسرے پیٹ کے بھائی بہنوں سے ہو۔ قابیل کی بہن حسین اور ہابیل کی بہن بدشکل تھی آدمؑ کو جو حکم ملا تھا۔ حواؑ سے بیان کر دیا، حوا نے دونوں بیٹوں سے تذکرہ کیا، ہابیل تو راضی ہو گئے۔ مگر نے قابیل ناخوش ہو کر کہا۔

نہیں: واللہ یہ بات نہیں، خدا نے یہ حکم کبھی نہیں دیا۔ یہ تو اے آدمؑ خود تیرا حکم ہے، آدمؑ نے کہا۔ یہی بات ہے تم دونوں قربانی کرو، اللہ تعالیٰ آسمان سے آگ نازل کرے گا۔ اس لڑکی کا جو مستحق ہوگا آگ اس کی قربانی کھا لے گی۔

ہابیل قابیل کا قربانی پیش کرنا......اس فیصلے پر دونوں رضامند ہو گئے۔ ہابیل کے پاس جانور تھے، وہ اپنی بھیڑ بکریوں میں سے قربانی کے لئے کھانے کے قابل بہترین مال کو لے آئے اور مکھن اور دودھ بھی ساتھ تھے۔ قابیل کسان پیشہ تھا۔ اس نے اپنی زراعت کی بدترین پیداوار میں سے ایک بوجھ لیا۔ دونوں کوہ نوز پر چڑھ گئے ساتھ ساتھ آدمؑ بھی تھے، وہاں قربانی رکھی (چڑھائی) جس کے متعلق آدمؑ نے جناب الٰہی کے لئے دعاء کی، قابیل نے اپنے جی میں کہا، قربانی قبول ہو یا نہ ہو۔ مجھے پروانہیں، بہر حال میری بہن کے ساتھ ہابیل کبھی نکاح جنہیں کر سکتا۔ آگ اتری اور اس نے ہابیل کی قربانی کھالی۔ قابیل کی قربانی سے صاف بچ کر نکل گئی کیونکہ اس کا دل صاف نہ تھا۔

ہابیل اپنی بھیڑ بکریوں میں چلے گئے۔ تو قابیل نے گلے میں آ کر یہ وعید سنائی کہ میں تجھ کو مار ڈالوں گا۔ ہابیل نے پوچھا کس لئے؟

جواب دیا اس لئے کہ تیری قربانی قبول ہوئی۔ میری قربانی قبول نہیں ہوئی واپس ہوگئی میری حسین وجمیل بہن تیرے نکاح میں آئی، اور مجھے تیری بدصورت بہن ملی، آج کے بعد لوگ کہیں گے کہ تو مجھ سے بہتر تھا۔ ہابیل نے کہا۔ لئن بسطت الیّ یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدیّ الیک لاقتلک انی اخاف الله رب العالمین، انی ارید ان تبوء باثمی واثمک فتکون من اصحاب النار وذلک جزاء الظالمین (تو نے اگر مجھے قتل کرنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھانے والا نہیں کیونکہ میں خدائے رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا گناہ بھی تجھ ہی پر پڑے اور تیرا گناہ بھی تیرے ہی سر ہو کہ تو دوزخیوں میں شمار ہونے لگے اور

ظالموں کی یہی سزا ہے۔

ہابیل کے اس قول کا کہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا گناہ بھی تجھ ہی پر پڑے۔(انّی ارید ان تبوء باثمی) کہ میرا قتل گناہ ہے، میرے قتل کرنے سے پہلے تو جتنا گناہ گار تھا۔ مجھے قتل کر کے اس سے بھی زیادہ گناہ گار ہو جائے گا۔لہذا میری خواہش ہے کہ یہ بوجھ بھی تیرے ہی سر پڑے۔

قتل کے بعد قابیل کی ندامت اور تدفین...... قابیل نے ہابیل کو قتل تو کر ڈالا مگر پھر شرمندہ بھی ہوا، لاش وہیں چھوڑ دی، دفن نہ کی۔ خدا نے ایک کوا بھیجا جو زمین پر مٹی کریدنے لگا۔ کیونکہ قابیل کو دکھانا تھا کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو کیا کرے، کیسے زمین میں دفن کردے، ہابیل کو اس نے عشاء کے وقت قتل کیا تھا۔ دوسرے دن دیکھنے آیا تو ایک کوّے کو دیکھا جو دوسرے مردے کو دفن کرنے کیلئے مٹی کرید رہا تھا۔ یہ دیکھ کر اس نے کہا افسوس کیا میں اتنے سے بھی عاجز ہوں کہ اس کوّے جیسا ہو سکوں کہ جس طرح یہ مردہ کو اچھپا رہا ہے میں بھی اپنے بھائی کی لاش چھپا سکوں، آخر شور وغوغا کرنے لگا۔ اور شرمندہ ہوا۔ اب لاش کی جانب توجہ کی، بھائی کا ہاتھ پکڑا اور کوہ نوذ سے نیچے اتر آیا۔

آدمؑ نے قابیل سے کہا: جا تو ہمیشہ خوفزدہ رہے گا۔ جسے دیکھے گا اسی سے خوف کھائے گا۔ اس بددعا کے بعد قابیل کی یہ حالت ہوگئی کہ خود اس کی اولاد میں سے کوئی اس کے پاس گزرتا تو کچھ نہ کچھ اس پر پھینک مارتا، ایک مرتبہ قابیل کا ایک اندھا بیٹا اپنے لڑکے کے ساتھ قابیل کے پاس آیا۔ لڑکے نے (جو کہ قابیل کا پوتا تھا) اپنے اندھے باپ سے کہا یہ سامنے تیرا باپ قابیل ہے اندھے نے قابیل کو پتھر پھینک مارا اور وہ قتل ہو گیا۔ اندھے کو لڑکے نے باپ سے کہا: ہائیں تو نے اپنے باپ کو مار ڈالا۔ اندھے نے ہاتھ اٹھا کر بیٹے کو ایسا تھپڑ مارا کہ وہ بھی مر گیا۔ پھر خود ہی افسوس کرنے لگا۔ کہ مجھ پر افسوس ہے کہ خود ہی نے اپنے باپ کے پتھر سے اور بیٹے کے تھپڑ سے جان لی۔

حضرت شیث علیہ السلام

حواؑ جب پھر حاملہ ہوئیں تو ان کے پیٹ سے حضرت شیثؑ اور ان کی بہن عزورا پیدا ہوئیں۔ شیثؑ کا نام ہبۃ اللہ پڑا جو ہابیل کے نام سے نکلا تھا۔ کیونکہ ان کی پیدائش کے وقت جبرائیلؑ نے حواؑ سے کہا تھا۔ کہ ہابیل کے بدلے تیرے لئے ہبۃ اللہ (خدا کی دین) ہے شیثؑ کو عربی میں (شت) سریانی میں ''شیات'' اور عبرانی میں ''سیث'' کہتے ہیں حضرت آدمؑ نے انہیں کو (مرتے وقت) وصیت کی تھی، جب وہ پیدا ہوئے ہیں تو آدمؑ کی عمر اس وقت ایک سو تیں (۱۳۰) سال کی تھی۔

عبدالحارث

شیطان کا حوؑا کو بہکانا...... آدمؑ نے پھر صحبت کی، حواؑ پھر حاملہ ہوئیں، حمل کچھ زیادہ عرصہ کا نہیں تھا۔ شیطان بھیس بدل کر آیا اور کہنے لگا۔

حواؑ: یہ تیرے پیٹ میں کیا ہے۔؟

جواب دیا: میں نہیں جانتی۔

اس نے کہا عجب نہیں: انہیں جانوروں میں سے کوئی جانور ہوگا۔

جواب دیا: میں نہیں جانتی۔شیطان منہ پھیر کر چلا گیا۔ یہاں تک کہ جب گرانی پیدا ہوئی تو پھر آیا اور دریافت کیا حوا تو اپنے آپ کو کیسا پاتی ہے؟

جواب دیا کہ میں ڈرتی ہوں کہ کہیں وہی نہ ہو جس کا تو نے مجھے خوف دلایا تھا، میں اٹھنا چاہتی ہوں تو اٹھ نہیں سکتی۔

شیطان نے کہ تیری کیا رائے ہے کہ میں اگر خدا سے دعاء کروں کہ وہ اس جنین (یعنی پیٹ کا بچہ) کو تجھ جیسا اور آدم جیسا انسان بنادے تو کیا تو میرے نام پر اس کا نام رکھے گی؟

حوا نے کہا ہاں۔شیطان تو یہ سن کر چلا گیا۔مگر اب حوا نے آدمؑ کو اطلاع دی کہ ایک شخص نے آکر مجھے خبر دی ہے کہ تیرے پیٹ کا بچہ انہیں جانوروں میں سے کوئی جانور ہے۔میں بھی اس کی گرانی محسوس کر رہی ہوں اور ڈرتی ہوں کہ جو اس نے کہا ہے وہی نہ ہو اب آدمؑ وحوا کو سوائے اس کے اور کوئی اندیشہ نہ تھا۔

اس فکر میں مبتلا رہتے تھے، یہاں تک کہ لڑکا پیدا ہوا، اللہ تعالیٰ نے اسی کے متعلق فرمایا ہے۔(**دعوا الله بهما لئن اعطيتنا صالحا لنكونن من الشاكرين**)(ترجمہ: دونوں نے خدا سے کہ ان کا پروردگار ہے دعا کی کہ اگر ہمیں نیک بیٹا عنایت کرے تو ہم اس کے شکر گزار ہوں گے۔آدمؑ وحوا نے یہ دعا لڑکا پیدا ہونے سے پہلے کی تھی۔

جب اچھا خاصا، بھلا چنگا لڑکا پیدا ہو گیا تو شیطان نے حوا کے پاس آکے پھر کہا، وعدہ کے مطابق تو نے اس بچے کا نام کیوں نہیں رکھا۔

حوا نے پوچھا تیرا کیا نام ہے۔؟

شیطان کا نام تو عزازیل تھا۔مگر یہ نام لیتا تو وہ پہچان لیتیں۔اس لئے کہا؟ میرا نام حارث ہے۔

حوا نے اس بچے کا نام عبدالحارث رکھا۔مگر وہ مر گیا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **فلمّا اتاهما صالحا جعلا له شركاء فيما اتاهما فتعالى الله عمّا يشركون** (ترجمہ: جب اللہ نے ان دونوں کو نیک بیٹا عطا فرمایا تو اللہ کی اس نعمت میں انہوں نے دوسروں کو اللہ کا شریک بنایا۔یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں اللہ اس سے برتر ہے۔

بیت اللہ کی عمارت (خانہ کعبہ)

اللہ تعالیٰ نے آدمؑ پر وحی نازل کی کہ میرے عرش کے بالمقابل (روئے زمین پر) ایک حرم ہے۔جا، وہاں میرے لئے تو ایک گھر بنا کر اس میں عبادت کر جس طرح تو دیکھ چکا کہ میرے فرشتے عرش سے لگے رہتے ہیں تیری اور تیری اولاد میں سے جو فرمانبردار ہوں گے۔وہاں ان سب کی دعائیں قبول کروں گا۔آدمؑ نے عرض کیا: یارب یہ مجھ سے کیسے ہوگا۔میں اس پر کہاں قادر ہوں؟ اور اس کا پتہ کیسے لگا سکتا ہوں؟ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک فرشتہ متعین کر دیا۔ جس کے ساتھ وہ مکے چلے، سفر کے دوران میں جب آدمؑ کسی باغ یا کسی جگہ میں گزرتے جو انہیں اچھی لگتی تو فرشتے سے کہتے یہاں ٹھر جاؤ۔وہ کہتا منزل مقصود کو پہنچنا ہے۔اسی طرح چلتے چلتے مکے پہنچے راستے میں جن جن مقامات پر ٹھہرے وہ آباد ہوئے اور جہاں جہاں سے گزرتے گئے وہ غیر آباد صحرا اور جنگل رہے۔

آدمؑ نے پانچ پہاڑیوں کے مصالح (یعنی اینٹ سمنٹ چونا لکڑی وغیرہ جو ضروریات تعمیرات ہو) سے خانہ کعبہ

کی تعمیر کی، (۱) طور سینا (۲) طور زیتون (۳) لبنان (۴) جودی (۵) حرا۔ جس سے کعبہ کی بنیادیں مظبوط کیں جب تعمیر سے فارغ ہو گئے تو فرشتہ انہیں عرفات پہاڑ پر لے چلا اور وہاں وہ تمام مناسک دکھائے (بتائے) جن پر لوگ آج بھی عمل کرتے ہیں اس سے بھی فراغت ہو گئی تو فرشتہ انہیں ساتھ لے کے مکے آیا جہاں وہ ایک ہفتہ تک بیت اللہ کا طواف کرتے رہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی وفات

خانہ کعبہ کی تعمیر ہو چکی تو آدمؑ ہندوستان میں واپس آئے اور یہاں آ کر کوہ نوذ پر انتقال کر گئے، شیثؑ نے جبرئیلؑ سے آدمؑ کی نماز جنازہ پڑھنے کو کہا۔ مگر جبرئیلؑ نے جواب دیا، تو ہی آگے بڑھ، اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھ، اور اس نماز کو تیس تکبیروں سے ادا کر۔ پانچ تکبیریں تو پانچ نماز کی اور پچیس تکبیریں زائد آدم کی فضیلت کی وجہ سے۔

اولاد آدمؑ کا حال

آدمؑ اس وقت تک زندہ رہے جب تک کہ ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد کوہ نوذ پر چالیس ہزار تک پہنچ گئی۔ آدمؑ نے دیکھا کہ ان میں زنا کاری، شراب پینا اور فتنہ وفساد پھیل گیا ہے۔ وصیت کی کہ شیث کی اولاد کا نکاح قابیل کی اولاد کے سلسلے میں نہ ہونے پائے۔ شیثؑ کی اولاد نے آدمؑ کو ایک غار میں دفن کیا۔ اور ایک محافظ مقرر کر دیا کہ قابیل کی اولاد میں سے کوئی بھی اس کے نزدیک نہ آنے پائے۔ وہاں جو آتے تھے شیث علیہ السلام کے فرزند ہی آتے تھے۔ اور وہی آدمؑ کے لئے استغفار کرتے تھے۔ آدمؑ کی عمر نوسو چھتیس (۹۳۶) سال تھی۔

شیثؑ کے ایک سو بیٹوں نے جو کہ خوبصورت بھی تھے، آدمؑ کے انتقال کرنے کے بعد مشورہ کیا کہ دیکھیں تو سہی کہ ہمارے چچازاد بھائی (چچا کے بیٹے) یعنی قابیل کی اولاد کیا کرتی ہیں۔ اس مشورے کے مطابق وہ سو کے سو آدمی پہاڑ سے نیچے اتر کر قابیل کی اولاد کی عورتوں کے پاس پہنچے جو بدشکل تھیں، عورتوں نے ان سب کو روک لیا۔ آخر خدا نے جب تک چاہا وہیں رہے۔ جب ایک مدت گذر گئی۔ تو دوسرے سو آدمیوں نے مشورہ کیا کہ دیکھنا چاہیے کہ ہمارے بھائیوں نے کیا کیا؟ وہ بھی پہاڑ سے نیچے اتر گئے انہیں بھی عورتوں نے روک لیا۔ یہ واقعہ پیش آ چکا تو پھر شیثؑ کی ساری اولاد پہاڑ سے نیچے اتری جس کی وجہ سے ان میں معصیت پھیلی ایک دوسرے کے ساتھ نکاح ہونے لگا۔ مل جل گئے۔ اور بنی قابیل اتنے بڑھے کہ زمین بھر گئی۔ یہی وہ لوگ ہیں جو نوحؑ کے زمانے میں غرق ہوئے تھے۔

حضرت حوا علیہا السلام

آیت ''وخلق منها زوجها '' (ترجمہ: اسی سے اس کا جوڑ پیدا کیا) کی تفسیر میں مجاہدؒ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حواؑ کو حضرت آدمؑ کے قصیریٰ سے پیدا کیا۔ قصیریٰ سب سے چھوٹی پسلی کو کہتے ہیں۔ آدم علیہ السلام اس وقت سو رہے تھے بیدار ہوئے تو دیکھ کر کہا: ''اثا'' یہ نبطی زبان کا لفظ ہے، اس کے معنی عورت کے ہیں۔

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ حواؑ کا نام حواؑ اس لئے پڑا کہ وہ ہر ایک زندگی والے (انسان کی ماں ہیں)

ابن عباسؓ ایک دوسری روایت میں فرماتے ہیں آدم علیہ السلام (جنت سے) ہندوستان میں اترے۔ اور حواؑ

جدہ میں، آدمؑ ان کی تلاش میں چلے تو چلتے چلتے مقام جمع تک پہنچے، یہاں حواؑ ان سے ملیں اس لئے اس جگہ کا نام مزدلفہ پڑا اور جمع میں دونوں اکھٹے ہوئے اسی لئے وہ جمع کے نام سے جانا گیا۔

حضرت ادریس علیہ السلام

ابن عباسؓ فرماتے ہیں آدمؑ کے بعد روئے زمین پر پہلے پیغمبر جو بھیجے گئے وہ ادریسؑ تھے کہ وہی خنوخ بن یرذ ہیں اور یرذ ہی کا نام الیاذ ہے۔ ایک ایک دن میں ان کے اتنے اعمال حسنہ (جناب الٰہی میں) چڑھتے تھے کہ ایک ایک مہینے میں اتنے بنی آدمؑ کے اعمال نہیں جاتے، ابلیس نے ان پر حسد کیا اور قوم نے بھی ان کی نافرمانی کی، تو خدا نے جیسا کہ فرمایا بھی ہے انہیں اپنے ہاں ایک برتر جگہ میں اٹھالیا۔ ''ورفعناہ مکاناً علیاً'' ادریسؑ کو خدا نے جنت میں داخل کیا اور فرمایا کہ میں اس کو یہاں سے نکالنے والا ہی نہیں یہ ادریس علیہ السلام کے ایک بڑے قصہ کا خلاصہ ہے۔

خنوع یعنی ادریسؑ کے متوشلخ اور دوسرے لڑکے ہوئے مگر نائب متوشلخ ہی تھے۔ متوشلخ کے لمک اور دوسرے لڑکے ہوئے مگر نائب لمک ہی تھے۔ لمک سے حضرت نوحؑ پیدا ہوئے۔

حضرت نوح علیہ السّلام

ابن عباسؓ فرماتے ہیں، لمک کی نسل سے جب نوحؑ پیدا ہوئے ہیں تو اس وقت لمک کی عمر بیاسی (۸۲) سال تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ انسانوں کو اس وقت برائیوں سے روکنے والا کوئی نہ تھا آخر اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو بھیجا اور ان لوگوں کے پاس پیغمبر بنا کے بھیجا، نوحؑ کی عمر اس وقت چار سو اسی (۴۸۰) سال تھی، وہ ایک سو بیس سال تک قوم کو نبوت کی دعوت دیتے رہے (جب اس دعوت الی اللہ پر کسی نے غور نہ کیا اور سیدھے راستے پر نہ آئے تو) اللہ تعالیٰ نے انہیں کشتی بنانے کا حکم دیا جو انہوں نے بنالی اور اس پر سوار ہوگئے۔ اس وت وہ چھ سو (۶۰۰) سال کے تھے جنھیں (اس طوفان میں) غرق ہونا تھا۔ وہ سب غرق ہوگئے۔ کشتی کے واقعے کے بعد وہ ساڑھے تین سو سال (۳۵۰) تک زندہ رہے، ان کے بیٹے سام پیدا ہوئے جن کی اولاد کے رنگ میں سفیدی وگندم گونی ہے، حام پیدا ہوئے جن کی اولاد میں سیاہی اور پر کچھ سفیدی ہے، یافث پیدا ہوئے جن کی اولاد میں سرخی مائل سیاہی ہے کنعان پیدا ہوا جو (طوفان میں) غرق ہوگیا۔ عرب اس کو یام کے نام سے جانتے ہیں۔ عربوں کا قول ہے ''انما ھام عمنا یام:۔ ان سب کی ماں ایک ہی تھیں۔

طوفان نوح علیہ السلام

حضرت نوحؑ نے کوہ نوذ پر کشتی بنائی اور وہیں سے طوفان بھی شروع ہوا نوحؑ خود کشتی میں سوار ہوئے۔ ساتھ میں ان کے وہی مذکور الاہم بیٹے اور بہوئیں یعنی بیٹوں کی بیویاں تھیں اور تہتر (۷۳) افراد شیثؑ کی اولاد میں سے تھے۔ جو ان پر ایمان لا چکے تھے۔ کشتی میں ان سب کی مجموعی تعداد (۸۰) تھی، نوحؑ نے (حیوانات کے بھی) دودو جوڑے کشتی پر لے لئے تھے۔ یہ کشتی تین سو ہاتھ لمبی، پچاس ہاتھ چوڑی اور تیس ہاتھ اونچی تھی۔ ہاتھ کا پیمانہ نوحؑ کے پردادا کے ہاتھ کے مطابق تھا پانی سے یہ چھ ہاتھ باہر نکلی ہوئی تھی، بند تھی۔ نوحؑ نے اس میں تین دروازے بھی نکالے تھے جن میں بعض اوپر اور بعض نیچے تھے۔ اللہ تعالیٰ چالیس رات دن تک بارش برساتا رہے۔ وحشی جانور، چار پائے، چڑیاں

یہ سب بارش سے متأثر ہو کے نوحؑ کے پاس آ گئیں۔ اور سب کے سب ان کے فرمانبردار ہو گئے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق دو دو جوڑے کشتی پر لے آئے۔ آدم علیہ السلام کا جسم بھی ساتھ لے لیا اور اسے اسی طرح رکھا کہ عورتوں اور مردوں کے درمیان رکاوٹ حائل رہے۔ رجب کی دس راتیں گزری تھیں کہ کشتی پر سوار ہوئے (۱۱۔ رجب) اور عاشورہ (۱۰ محرم) کو پھر خشکی پر اترے یہی وجہ ہے کہ روزہ رکھنے والوں نے عاشورہ کا روزہ رکھا۔

پانی نکلا تو آدھا آدھا کر کے نکلا (اس طوفان کی نصف وجہ تو زمین کا سیلاب تھا اور آدھا سبب بارش کی طغیانی یعنی سرکشی) اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے، ''ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر وفجرنا الارض عیونا فالتقی الماء علیٰ امر قد قدر'' (ترجمہ ہم لگا تار پانی کی جھڑی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور زمین کے سوئے ہوئے چشمے جاری کر دیئے۔ تو پانی ایک حکم پر جس کا اندازہ ہو چکا تھا پہنچ کے مل گیا) آیت میں ''ماء منھمر'' سے مراد ''ماء منصب'' بہتا ہوا پانی ہے اور ''فجرنا الارض'' کا مطلب ہے ''شققنا الارض'' ہم نے زمین کو چاک چاک کر ڈالا اور اس میں شگاف کر دیئے) فالتقی الماء علیٰ امر قد قدر (پانی ایک حکم پر جس کا اندازہ ہو چکا تھا۔ پہنچ کے مل گیا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ پانی کے دو حصے ہو گئے۔ آدھا پانی آسمان سے اور آدھا زمین کا۔ زمین کے بلند ترین پہاڑ پر بھی پندرہ ہاتھ پانی چڑھ گیا۔

کشتی نے اپنے سواروں کے ساتھ چھ مہینے میں تمام زمین کا دورہ پورا کر لیا اور کہیں نہ ٹھہری یہاں تک کہ حرم (مکہ) تک پہنچی مگر اس کے اندر نہ گئی۔ اور ایک ہفتے تک حرم کے گرد پھرتی رہی (طواف) کرتی رہی وہ خدا کا گھر جو آدمؑ نے بنایا تھا۔ اٹھالیا گیا۔ غرق نہ ہونے پایا۔ یہی گھر بیت المعمور ہے، حجر اسود بھی اٹھالیا گیا۔ غرق نہ ہونے پایا اور وہ ابوقبیس نامی پہاڑ پر رہا۔

کشتی جب حرم کے گرد پھر چکی تو سواروں کو لئے ہوئے مقام جودی پر پہنچی جو موصل کے علاقہ کی ایک پہاڑی ہے جو کہ دو قلعوں کے درمیان واقع ہے۔ چھ ماہ کا سفر ختم کر کے سال پورا کرنے کے لئے مقام جودی پر آ کر ٹھہر گئی۔ تو چھے مہینے کے بعد ارشاد ہوا: بُعداً لِلقومِ الظّٰلمین (ظالموں کے لئے دوری ہو) جودی پہاڑ پر جب کشتی ٹھہر چکی تو حکم ہوا: یَا اَرضُ ابلَعِی ماءَ کِ وَ یَا سَمَاءُ اَقلِعِی (ترجمہ: اے زمین اپنے پانی کو نگل لے اور اے آسمان رک جا) آسمان کے رکنے کا یہ مطلب ہے کہ اے آسمان اپنے پانی کو یعنی بارش کو روک لے ''وَغِیضَ المَاءُ'' پانی خشک ہو گیا) زمین نے اسے جذب کر لیا۔ آسمان سے جو بارش ہوئی تھی اسی کی یادگار یہ سمندر اور دریا ہیں جو زمین پر نظر آتے ہیں طوفان کا آخری بقیہ وہ پانی تھا۔ جو حسمٰی نامی زمین (حسمی بادیہ عرب کے ایک علاقہ کا نام تھا جس میں اونچی اونچی پہاڑیاں واقع تھیں، نابغہ ذبیانی کے کلام میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔) میں چالیس سال تک رہ کے ختم ہو گیا۔

طوفان نوح کے بعد حالات ...... طوفان سے نجات ملی تو نوحؑ (کشتی والوں کے ساتھ نیچے اترے اور وہاں ہر شخص نے اپنے لئے ایک ایک گھر بنایا۔ اس بستی کا نام اسی لئے سوق الثمانین پڑا (یعنی اسی (۸۰) آمیوں کا بازار) نوحؑ کے جتنے آباؤ اجداد گزرے تھے۔ آدمؑ تک سب کا دین اسلام تھا۔ نوحؑ نے شیر کو بد دعا دی کہ اس پر بخار چڑھا رہے کبوتر کے حق میں مانوس ہونے کی دعا دی اور کوے کو کہا کہ یہ معاش کی جانب سے تنگی میں مبتلا رہے گا۔

عکرمہؒ کہتے ہیں آدمؑ و نوحؑ کے درمیان دس نسلیں گزریں سب کا دین اسلام تھا۔ یہ ایک بعید سی روایت تھی، اب آگے پھر وہی روایت چلتی ہے جو عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے اور جس کے جزئیات ابتدائے ذکر نوحؑ سے لے کر حضرت عکرمہؒ کی روایت سے قبل تک ذکر ہو چکے ہیں۔)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔نوح نے قابیل کی نسل میں سے ایک عورت سے نکاح کر لیا۔اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بوناطن رکھا۔یہ لڑکا مشرق کے ایک شہر میں پیدا ہوا تھا۔جس کا نام معلنور شمسن تھا۔

بابل شہر کا آباد ہونا...... سوق ثمانین نامی مقام کی وسعت آبادی کے لئے جب کافی نہ ہوئی تو لوگ وہاں سے نکل کر اس مقام پر پہنچے جہاں بابل شہر آباد ہوا۔بابل کی تعمیر انہیں لوگوں نے کی جو دریائے فرات اور مقام صراۃ کے درمیان واقع تھا،طول،عرض میں یہ ۱۲×۱۲ میل تھا۔اس کا دروازہ اس جگہ تھا جہاں آج (مصنف کے زمانے) میں وہ مکانات ہیں کہ آبادی میں سے گزرو تو بائیں جانب کونے کے پل کے اوپر بھی عمارتیں ملتی ہیں۔بابل کی آبادی بہت بڑھی لوگ بہت ہو گئے۔یہاں تک کہ ایک لاکھ تک تعداد ہو گئی۔یہ سب لوگ دین اسلام پر قائم تھے نوحؑ جب کشتی سے نکلے تو آدمؑ کا جسم بیت المقدس میں دفن کر دیا۔اور ایک زمانے کے بعد خود بھی انتقال کر گئے۔"صلی اللہ علی نبینا وعلیہ و بارک وسلم"

نوح علیہ السلام کی اولاد...... سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔نوحؑ کے بیٹوں میں عربوں کے ابوالآباء سام ہیں،حبشیوں کے حام ہیں اور رومیوں (رومانیوں) کے یافث ہیں۔سعیدؒ بن المسیب کہتے ہیں:نوحؑ کے تین لڑکے تھے،سام،حام و یافث،سام سے تو اقوام عرب فارس و روم پیدا ہوئے کہ ان سب میں خیر و فلاح ہے،حام سے قوم سوڈان و بربر و قبط (یہ تینوں قومیں مصر کی ہیں) پیدا ہوئے اور یافث سے ترک وصقالیہ و یاجوج و ماجوج کی قومیں پیدا ہوئیں۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں:اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کے پاس وحی بھیجی کہ"اے موسیٰ تو اور تیری قوم اہل جزیرہ اور اہل العال (یعنی بالائی عراق کے باشندے سام بن نوحؑ کی اولاد ہیں۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عرب،ایرانی،نبطی،ہندوستانی،سندھی اور بندی[1] بھی سام بن نوحؑ کی اولاد ہیں۔

محمدؒ بن السائب فرماتے ہیں:ہندوستانی وسندی (سندھی) و بندی،یوفر بن یقطن بن عابر بن شالخ ارفخشد بن سام بن نوحؑ کی اولاد ہیں،بند کے بیٹے کا نام مکران تھا۔

نسبتوں کا سلسلہ......قوم جرہم:۔جرہم بن عامر بن سبان یقطن بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام،جرہم کا نام ہذرم تھا۔

حضر موت:۔حضرت موت بن یقطن بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ یہ ان روایت کرنے والوں کا قول ہے جو قوم حضر موت کو بنی اسماعیل میں منسوب نہیں کرتے،یقطن ہی کا نام قحطان بھی تھا۔

نوحؑ کی نسل کا سلسلہ...... ابن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ یہ قول ان کا ہے جو آل قحطان کو حضرت اسماعیلؑ کی اولاد نہیں مانتے۔

---

[1] بند بھی اہل سند سے ملتی جلتی ایک قدیم قوم تھی۔

فارسی (پارسی۔ایرانی) فارس بن بیرس بن یاسور بن سام بن نوحؑ۔

نبطی:۔نبیط بن ماش ارم بن سام بن نوحؑ۔

اہل جزیرہ واہل العال:۔اولاد بن ارم بن سام بن نوحؑ۔

عمالقہ:۔عملیق بن لوذ بن سام بن نوحؑ عملیق ہی کا نام عریب تھا،قوم بن عمالقہ کا ابوالآباء یہی ہے۔بربری بھی عمالقہ ہی کی شاخ ہیں۔جن کا سلسلہ یوں ہے:۔بربر بن تمنیلا بن مازرب بن فاران بن عمرو بن عملیق بن لوذ بن سام بن نوحؑ،علاوہ قبائل ضہاجبہ وکتامہ کہ یہ بھی اگرچہ بربر ہیں،مگر عمالقہ کی اولاد نہیں ہیں بلکہ افریقیس بن قیس بن صیفی بن سیاہ بن قحطان بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ کی اولاد ہیں،کہا جاتا ہے کہ بابل سے نکلتے ہوئے عملیق ہی نے سب سے پہلے عربی زبان میں باتیں کیں۔عرب العاربہ انہیں عمالقہ وجرہم کو کہتے ہیں۔

طلسم وامیم:۔اولاد لوذ بن سام بن نوحؑ۔

ثمود وجدیس:۔اولاد جاثر بن ارم بن معام بن نوحؑ۔

عاد وعبیل:۔اولاد عوص بن ارم بن سام بن نوحؑ۔

روم:۔اولاد فطی بن یونان بن یافث بن نوحؑ۔

نمروذ (نمرود) ابن کوش جبن کنعان بن حام بن نوحؑ۔نمروذ ہی فرماں روائے بابل تھا اور اسی کے ساتھ ابراہیم خلیل اللہ علیہ وعلی نبیّنا الصلاۃ والسلام کا واقعہ پیش آیا تھا۔

زبان کا اختلاف

قوم عاد کو ان کے زمانے میں حادارم کہتے تھے،جب یہ قوم تباہ ہوگئی تو قوم کو ثمود ارم کہنے لگے۔جب یہ قوم بھی برباد ہوگئی تو اولاد ارم[1] کو ارمان کہنے لگے کہ وہی نبطی ہیں ان سب کا دین اسلام تھا۔اور بابل ان سب کا مقام تھا۔یہاں تک کہ نمرود بن کوش بن کنعان بن حام بن نوح حاکم بنا۔انہیں بت پرستی کی دعوت دی اور سب نے مان لی بت پرست ہوگئے۔آخر یہ واقعہ پیش آیا۔کہ شام اس حالت میں بسر کی تھی کہ سریانی زبان میں باتیں کرتے تھے۔اور صبح ہوئی۔تو اللہ تعالیٰ نے زبانیں بدل دیں اور ایسی بدل دیں کہ ایک کی ایک نہ سمجھتا تھا۔

سام کی اولاد کی اٹھارہ زبانیں ہوگئیں۔

حام کی اولاد کی بھی اٹھارہ زبانیں ہوگئیں۔

یافث کی اولاد کی چھتیس (۳۶) زبانیں ہوگئیں۔

اللہ تعالیٰ نے (۱) قوم عاد (۲) عبیل (۳) ثمود (۴) جدیس (۵) عملیق (۶) طسم (۷) امیم (۸) اور یقطن کی اولاد بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ کو عربی زبان کی تعلیم دی (یعنی ان قوموں کی زبان عربی

---

[1] ارم بن سام بن نوحؑ۔

ہوگئی) یوناطن بن نوحؑ نے بابل میں انہیں اقوام کے لئے جھنڈے قائم کئے۔

بنی سام

بابل سے نکل کر سام کی اولاد نے مجدل کی زمین میں قیام کیا کہ زمین کا مرکز یہی ہے یہ وہ زمین ہے کہ جوایک طرف تو علاقہ سائید ما سے سمندر تک اور دوسری جانب یمن سے شام تک بیچوں بیچ واقع ہے۔ یہی وہ قوم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیغمبری، بنوت کتاب شریعت، حسن و جمال گندم گونی اور گورارنگ عنایت فرمایا۔

بنی حام کی منازل

بنی حام اس علاقے میں ٹھہرے جہاں جنوب کی ہوا اور مغربی ہوائیں چلتی ہیں زمین کے اس حصہ کو داروم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان میں کچھ گندم گونی اور تھوڑا بہت گورا رنگ رکھا ہے۔ ان کے علاقے آباد، موسم شاداب، طاعون اٹھایا گیا، دفع کیا گیا، اوران کی زمین میں [1] اشجار اثل (یعنی درخت طرفا) واراک (پیلو، چنار جیسا کہ ایک عربی درخت جس کی لکڑیاں زیادہ تر چقماق کا کام دیتی ہیں) غاف (عربوں کے مذاق کا ایک خاص درخت جس کے میوے بہت ہی شیریں ہوتے ہیں) نخل (کھجور) درخت خرما پیدا کئے۔ ان کے علاقوں کی فضاوں میں آسمانی کتاب، آفتاب ومہتاب دونوں روشن ہیں۔

بنی یافث

اولاد یافث نے صفون کے شہر میں رہائش اختیار کی جہاں شمالی ومشرقی ہوائیں چلتی ہیں ان میں سرخی مائل سیاہی کا رنگ غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے علاقے الگ کردیئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں سخت سردی پڑتی ہے، ان کی فضائے آسمانی بھی الگ تھلگ رکھی ہے جس کی وجہ سے سات ستارے میں سے کسی کے یہ زیر حرکت نہیں۔ اور ہوں تو کیسے ہوں؟ یہ لوگ تو نبات النعش، جدی فرقدین کے نیچے واقع ہیں (یعنی ان اقوام کے ممالک انہیں کرّوں یا ستاروں کے بالمقابل ہیں۔ یہ طاعون میں مبتلا ہوا کرتے ہیں۔

عرب کی رہائش گاہ

کچھ زمانے کے بعد قوم عاد اور مقام شحر میں آ کے مقیم ہوگئی اور اسی مقام پر ایک وادی میں ہلاک وتباہ بھی ہوئی جس کو وادی مغیث کہتے ہیں۔ قوم عاد جب فنا ہوگئی تو شحر میں اس کی چاہنے والی قوم مہرہ ہوئی۔

قوم عبیل وہاں جا کر رہی جہاں یثرب (مدینہ رسول اللہ ﷺ آباد ہوا۔ عمالقہ صنعاء جا پہنچے لیکن یہ اسوقت کی بات ہے جب صنعا کا نام بھی صنعا نہیں پڑا تھا۔ زمانے گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں سے کچھ لوگوں نے یثرب جا کے وہاں سے قوم عبیل کو نکال دیا اور خود مقام جحفہ میں ٹھہر گئے بعد میں ایک سیلاب آیا جو ان سب کو بہا کر لے گیا۔ جب ہی

---

[1] اثل، درخت طرفا۔ اراک، پیلو۔ عشر، چنار جیسا کہ ایک عربی درخت جس کی لکڑیاں زیادہ تر چقماق کا کام دیتی ہیں۔ غاف عربوں کے مذاق کا ایک خاص درخت جس کے میوے بہت ہی شیریں ہوتے ہیں۔ نخل کھجور، درخت خرما۔

اس کا نام جحفہ[۱] پڑا۔

قوم ثمود مقام حجر اور اس کے مضافات میں آباد ہوئی اور وہیں برباد ہوئی۔

اقوام طسم وجدیس نے یمامہ میں رہنا شروع کیا اور وہیں ہلاک ہوئے، یمامہ[۲] انہیں میں سے ایک عورت کا نام تھا۔ جس کے نام پر یہ مقام بھی یمامہ مشہور ہوا۔

قوم امیم سرزمین ابار میں آباد ہوئی اور وہیں ختم بھی ہوئی۔ یہ مقام علاقۂ یمامہ وشحر کے درمیان واقع ہے۔ مگر اب اس زمانے میں وہاں تک کسی کی پہنچ نہیں کیونکہ اس پر جن غالب آچکے ہیں اس علاقہ کا نام ابار بن امیم کے نام پر اُبار پڑا تھا۔

یقطن بن عابر کی اولاد یمن کے شہر میں آباد ہوئی۔ اور اسی وجہ سے اس کا نام یمن[۳] پڑا کیونکہ یہیں سے قبلہ کی جانب چل کر داہنے ہاتھ کی طرف آگے آئے تھے اور یہاں آباد ہوئے۔

کنعان بن حام (بن نوحؑ) کی اولاد کے کچھ لوگ شام میں آباد ہوئے اور اسی وجہ سے اس کا نام شام[۴] پڑا کیونکہ ان لوگوں نے تشادم کیا تھا۔ یعنی قبلہ رخ سے بائیں جانب مڑ گئے تھے۔ شام کو اولاد کنعان کی سرزمین کہا کرتے تھے۔ آخر بنی اسرائیلیوں نے آکر کنعانیوں کو قتل کر ڈالا اور جو بچے انہیں جلاوطن کر دیا، اب شام بنی اسرائیل کا ہو گیا، مگر ان پر بھی رومیوں نے حملہ کیا، ان کو قتل کر ڈالا اور جو بچے انہیں عراق میں جلاوطن کر دیا۔ شام میں بہت تھوڑے سے اسرائیلی رہ گئے۔ اس کے بعد عرب آئے۔ اور شام بھی عربوں ہی کے تحت استعمال میں آ گیا۔ نوحؑ کی اولاد کے درمیان زمین کی تقسیم فالغ[۵] نے کی جن کو فالخ بھی کہتے ہیں فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ جیسا کہ ہم اس کتاب میں پہلے بیان کر چکے ہیں۔

قوم سبا

فروہؓ بن مسیک غطیفیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی جناب میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ: میری قوم کے جو لوگ ایمان لا چکے ہیں کیا میں انہیں لیکر قوم کے ان لوگوں سے نہ لڑوں جو اب تک ایمان نہیں لائے ہیں یعنی اب تک ایمان نہیں لائے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں۔

اس کے بعد میں مجھے دوسرا خیال آیا میں نے پھر گذارش کی: یا رسول اللہ ﷺ: نہیں، وہ بات نہیں بلکہ اہل سبا سے لڑنا چاہئے۔ کہ یہ لوگ بڑے غلبے والے اور نہایت طاقتور ہیں۔

آنحضرت نے مجھ ہی کو اس مہم کا امیر بنایا اور اہل سبا سے لڑنے کی اجازت عطا فرمائی میں حضور کے پاس سے نکلا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قوم سبا کے متعلق جو وحی بھیجنی تھی بھیجی، نزول وحی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے معلوم کیا فرمایا۔ غطیفیؓ نے کیا کیا؟

---

۱ جحف، لے جانا، بہالے جانا جحفہ، نکال لینے کے بعد جو پانی حوض میں بچ رہا ہو۔ مقام جحفہ، سیلاب آنے سے پہلے اس مقام کا نام مہیعہ تھا۔

۲ یہ وہی عورت ہے جسکی دوربینی اس قدر مبالغے سے بیان کی جاتی ہے کہ تین دن کی مسافت کے طویل وعریض فاصلے سے وہ اپنی آبادی میں آنے والے سواروں کو دیکھ لیا کرتی تھی۔ ۳ یمن ناحیۃ الیمن، وہ علاقہ جو قبلہ رخ کے داہنے جانب واقع ہو۔ ۴ شام وہ علاقہ جو قبیلے کے بائیں طرف پڑے۔ ۵ فلغ خلق تقسیم، جدا جدا کرنا، بانٹنا، فالغ یا فالق، قاسم تقسیم کنندہ۔

میری رہائش گاہ پر آدمی بھیجا، میں نکل چکا تھا، قاصد نے مجھے وہاں نہ پایا، راستے میں پکڑ لیا اور واپس لایا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو بیٹھا ہوا پایا، اردگرد اصحاب بیٹھے تھے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ "أدع القوم، فمن اجابک منهم فاقبل ومن ابى فلا تعجل عليه حتى تحدث الى" (قوم سبا کو اسلام کی دعوت دینا، ان میں سے جو اس دعوت کو مان لے اور مسلمان ہو جائے اس کو قبول کر اور جو انکار کرے اس پر جلدی نہ کر یعنی فوراً منکرین اسلام کے خلاف کاروائی شروع نہ کر دے جب تک کہ اس کا تذکرہ مجھ سے کر لے۔ یعنی انکار کرنے والوں کے متعلق مجھے اطلاع دے کے کچھ کرنا ہو تو کرنا،،

حاضرین میں ایک شخص نے سوال کیا، یا رسولؐ اللہ: سبا کیا ہے؟ یہ کوئی زمین ہے یا کسی عورت کا نام ہے؟

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: نہ زمین ہے نہ عورت یہ ایک شخص تھا جس سے عرب کے قبائل پیدا ہوئے چھ تو یمن میں آباد ہوئے اور چار شام میں، شام میں تو (۱) لخم (۲) جزام (۳) وغسان (۴) وعاملہ آباد ہوئے اور یمن والے (۱) آزو (۲) وکندہ (۳) وحمیر (۴) واشعر (۵) وانمار (۶) وحذحج ہیں۔

ایک شخص نے پھر سوال کیا: یا رسولؐ اللہ: انمار کیا؟

آنحضرت (علیہ الصلاۃ والسلام) نے فرمایا انمار وہی ہیں جن سے قبائل خثعم ابجیلہ نکلے

خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السّلام

ابن السائب الکلبی کہتے ہیں: ابراہیمؑ کا باپ شہر حران (عراق کا باشندہ تھا۔ ایک سال قحط پڑا تو تنگی معاش میں ... گرد چلا آیا (یہ شہر ایران میں واقع تھا) اس کیساتھ اس کی بیوی یعنی ابراہیم کی ماں بھی تھیں جن کا نام نونا ... بن کوثا، جو ارفخشد بن سام بن نوحؑ کی اولاد میں تھے۔

محمد بن عمر الاسلمی نے کئی اہل علم سے روایت کی ہے کہ ابراہیمؑ کی ماں کا نام ابیونا تھا۔ اور وہ افرایم بن ارغو بن فالغ بن عابر بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ کے سلسلہ نسب میں تھیں۔

محمد ابن السائب کہتے ہیں: نہر کوثی کو کربنا نے کھودا تھا۔ جو ابراہیمؑ کا نانا تھا۔ ابراہیمؑ کا باپ بادشاہ نمرود کے بتوں پر مامور و متعین تھا ابراہیمؑ ہرمزگرد میں پیدا ہوئے اور یہی ان کا نام تھا۔ اس کے بعد نقل مکانی کر کے کوثی آ گئے۔ جو بابل کے علاقے میں ہے۔

ابراہیمؑ کی دعوت جب ابراہیمؑ بالغ ہوئے تو قوم کی مخالفت کی، عبادت الٰہی کی جانب دعوت دی، بادشاہ نمرود کے پاس خبر پہنچی تو اس نے ابراہیمؑ کو قید کر دیا۔ سات سال تک قید خانے میں رہے۔ آخر کار نمرود نے ایک خطیرہ کی طرح باغ (یا احاطہ) بنوایا۔ بڑی بڑی بھاری خشک لکڑیاں اس میں بھروا کے ان میں آگ لگوادی اور ابراہیمؑ کو اسی میں ڈلوادیا۔ اس وقت انہوں نے کہا "حسبی اللہ ونعم الوکیل" (ترجمہ:۔ مجھے اللہ کافی ہے اور بہترین بھروسہ کے قابل وہی ہے) وہ آگ سے صحیح وسلامت باہر نکل آئے ان پر آنچ تک نہ آئی۔

ابن عباس کہتے ہیں: آگ سے صحیح وسالم باہر نکلنے کے بعد ابراہیم کوثا سے چلے گئے ان کی زبان اس وقت تک سریانی تھی۔ جب حران سے دریائے فرات پار کر گئے تو اللہ تعالیٰ نے زبان بدل دی۔ فرات کو پار کرنے کی حیثیت سے

عبران کہے گئے۔نمرود نے ان کے پیچھے لوگ بھیجے اور حکم دے دیا کہ جو کوئی س

بابل سے شام کی طرف ہجرت...... محمد بن السائب کہتے ہیں: واقعات مذکورہ کے بعد ابراہیمؑ بابل کی زمین سے شام میں ہجرت کر گئے۔ وہاں سارہ آئیں۔ ابراہیمؑ نے ان سے نکاح کر لیا اور وہ انہیں کے ساتھ نکل کھڑی ہوئیں۔ ان دنوں ابراہیمؑ کی عمر سینتیس (۳۷) سال تھی۔ حران پہنچ کے کچھ روز تو وہاں ٹھہرے پھر کچھ زمانے تک اردن میں رہائش کی پھر مصر جا کے کچھ مدت تک وہاں رہے پھر شام واپس آئے۔ اور یہاں سرزمین سبع میں ٹھہرے جو ایلیا (بیت المقدس یا یروشلم) اور فلسطین کے درمیان واقع ہے۔ یہاں ایک کنوں (بیر سبع) کھودا اور ایک مسجد بنائی۔ اس کے بعد بعض اہل شہر نے جب ان کو تکلیف دی تو اس جگہ کو بھی چھوڑ کے ایک دوسری جگہ ٹھہرے جو رملہ اور ایلیا کے درمیان واقع تھی وہاں بھی ایک کنوں کھودا اور رہنے لگے۔ مال اور سامان اور نوکر چاکر اور حشم میں ان کو وسعت اور فراخی حاصل تھی

آپؑ تین چیزوں میں اول رہے...... آپ پہلے مہمان نواز، پہلے ثرید (ایک قسم کا کھانا جس میں روٹیاں شوربے میں توڑ کے اچھی طرح بھگو کے کھاتے ہیں) کھلانے والے اور پہلے شخص ہیں جنہوں نے پیرانہ سالی (یعنی بوڑھاپے) کو دیکھا۔

عاصم کہتے ہیں ابوعثمان نے غالباً سلمان فارسیؓ سے روایت کی ہے کہ ابراہیمؑ نے اپنے پروردگار سے خیر طلب کی صبح ہوئے تو سر کے دو تہائی بال سفید تھے، عرض کیا: یہ کیا ہے کہا گیا: یہ دنیا میں عبرت اور آخرت میں نور ہے۔

عکرمہؒ کہتے ہیں: خلیل الرحمن ابراہیمؑ کی کنیت ابوالاضیاف تھی (یعنی مہمانون کے باپ)

ابوہریرہؓ کہتے ہیں ابراہیمؑ نے مقام قدوم میں اپنا ختنہ کیا، اس وقت ان کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال تھی، اس کے بعد وہ اسی سال اور زندہ رہے،

آپؑ کا خلیل بننے کی خوشی میں غلام آزاد کرنا...... ابن عباسؓ کہتے ہیں: اللہ تعالی نے ابراہیمؑ کو جب اپنا خلیل (دوست) بنایا اور نبوت عطا فرمائی تو اس وقت ان کے تین سو (۳۰۰) غلام تھے۔ ان سب کو آزاد کر دیا اور سب کے سب اسلام لے آئے ان کے پاس لاٹھی اور ڈنڈے ہوتے تھے۔ یہ دشمنانِ اسلام سے ابراہیمؑ کے ہمراہ انہیں ڈنڈوں سے لڑتے تھے۔ (لاٹھیاں چلاتے ڈنڈے مارتے) پہلے آزاد غلام وہی ہیں جو اپنے آقا کے شریک ہو کے لڑے ہیں۔

محمد بن السائب کہتے ہیں: ابراہیمؑ علیہ السلام کے یہاں اسماعیلؑ پیدا ہوئے۔ کہ وہی آپ کے بڑے خلیفہ تھے ان کی ماں ہاجرہ قبطی نسل کی تھیں۔ دوسرے لڑکے اسحاق سارہ سے پیدا ہوئے یہ دیکھنے سے معذور تھے۔

سارہ کا سلسلہ نسب...... سارہ کا سلسلہ نسب یہ ہے: سارہ بنت ثبویہ بن ناحور بن ساروغ بن ارغو بن فالخ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ بقیہ لڑکے (۳) مدن (۴) ومدین (۵) ویفشان (۶) وزمران (۷) واشبق (۸) وشوخ تھے، ان سب کی ماں قطورا بنت مفطور، عرب عاربہ کی نسل سے تھیں۔ یفشان کی اولاد نے مکے میں رہائش اختیار کی، مدین نے سرزمین مدین میں اقامت کی تو انہیں کے نام سے اس علاقے کا نام رکھا گیا، بقیہ لڑکے دوسرے

شہروں میں چلے گئے۔

اولادِ ابراہیمؑ کی آپؑ سے گذارش ...... (ایک مرتبہ) سب لڑکوں نے ابراہیم سے عرض کیا: اے ہمارے باپ: تونے اسماعیلؑ واسحاقؑ کوتو اپنے ساتھ رکھا اور مجھے حکم دیا کہ علیحدہ اور وحشت ناک شہروں میں قیام پذیر ہوں۔

ابراہیمؑ نے جواب دیا:۔ مجھے ایسا ہی حکم ملا ہے۔ پھر انہیں اللہ تعالیٰ کا ایک نام سکھا دیا جس کی برکت سے وہ بارش کے لئے دعا مانگتے اور نصرت مانگتے تو جناب الٰہی میں یہ دعا قبول ہو جاتی ابراہیمؑ کی بعض اولاد نے خراسان میں اقامت اختیار کی۔ قوم خضران کے پاس آئی اور کہنے لگی جس نے تمہیں ایسے نام کی تعلیم دی وہ زمین کے رہنے والوں میں رہنے کے لائق ہے یا زمین کا سب سے اچھا بادشاہ وہ ہی ہوسکتا ہے اسی وجہ سے انہوں نے بادشاہوں کا نام (لقب) خاقان رکھا۔

محمد بن عمر الاسلمی کہتے ہیں: ابراہیمؑ نوے (۹۰) سال کے تھے کہ ان کی پشت سے اسماعیلؑ پیدا ہوئے، پھر تیس (۳۰) سال کے بعد اسحاقؑ پیدا ہوئے۔ جب کہ ابراہیمؑ ایک سو بیس (۱۲۰) سال کے تھے۔ سارہ انتقال کر گئیں تو ابراہیمؑ نے ایک کنعانی عورت سے نکاح کر لیا۔ جنہیں قنطورا کہتے ہیں۔ ان سے چار لڑکے پیدا ہوئے، ماذی، زمران، سرج، سبق، ایک دوسری خاتون سے بھی نکاح کیا جن کا نام جھونی تھا۔ ان سے سات لڑکے ہوئے، نانس، مدین، کیشان، شروخ، امیمؑ، لوط، یقشان لہٰذا ابراہیمؑ کے کل تیرہ (۱۳) لڑکے ہوئے۔

آپؑ کا حج کرنا ...... محمد بن السائب کہتے ہیں: ابرہیمؑ تین مرتبہ مکّے گئے۔ آخری مرتبہ لوگوں کو حج کی دعوت دی، یہ دعوت جس نے اور جس چیز نے بھی سنی مان لی، اس سے پہلے ماننے والوں میں قوم جرہم تھی جس نے عمالقہ سے بھی پہلے حجِ بیت اللہ کی دعوت قبول کی پھر یہ قوم مسلمان ہوگئی۔

ابراہیمؑ کا وصال ...... اور ابراہیمؑ شہر شام میں واپس آئے۔ جہاں آپ دوسو (۲۰۰) سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ (وصلی اللہ علیٰ نبینا وعلیہ وبارک وسلم،،

حضرت اسماعیل علیٰ نبینا وعلیہ السّلام

محمد بن عمر الاسلمی نے کئی اہل علم سے روایت کی ہے جن کا قول یہ ہے، ہاجرہ (حضرت اسماعیل کی ماں) قبطیہ قوم کی تھیں، فسطاط مصر (قاہرہ) کے ساتھ مقام فرامی (فرما) کے آگے ایک گاؤں تھا۔ وہیں کی وہ رہنے والی تھیں قبطیوں کے ایک ظالم وجابر سرکش فرعون کے پاس وہ تھیں اور یہ وہی فرعون تھا۔

فرعون کا ارادہ بدکاری اور اس کا وبال ...... جو ابرہیمؑ کی بیوی سارہ کے ساتھ پیش آیا یعنی ان کے ساتھ گستاخی کی تھی۔ یا کرنی چاہی تھی) جس کے نتیجہ میں مردود ہو گیا۔ (یعنی ناکام و ذلیل ہونا پڑا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ سارہ کا ہاتھ پکڑنے چلا تھا۔ جس کا وبال یہ ہوا کہ سینے تک اس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ آخر سارہ سے التجا کی کہ وہ خدا سے دعا کرے کہ میری یہ مصیبت جاتی رہے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ تجھے جوش و جذبہ نہ دلاؤں گا۔ یعنی ناخوش

وناراض نہ کروں گا۔) سارہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس کا ہاتھ پھیل گیا۔ تکلیف جاتی رہی اور افاقہ ہو گیا۔ فرعون نے بطور شکر گزاری کے) ہاجرہ کو طلب کیا جو اس کے تمام نوکر و چاکروں میں سب سے زیادہ ایماندار تھیں اور سب سے زیادہ ایماندار مانی جاتی تھیں۔ انہیں ایک لباس عنایت کیا اور سارہ کو بخش دیا۔ یعنی ہاجرہ کو سارہ کی ملکیت میں دیدیا۔ سارہ نے انہیں ابراہیم کو بخش دیا۔ جنہوں نے ہمبستری کی تو اسماعیل پیدا ہوئے۔ کہ ان کے بڑے خلیفہ وہی تھے ان کا نام اشمویل تھا عربی میں تبدیل ہو کر اسماعیل ہو گیا۔

ابن عون کہتے ہیں: محمد (ابن السائب الکلبی کہتے ہیں کہ اسماعیلؑ کی ماں کا نام آجرہ (الف ممدودہ کے ساتھ) ہے ہاجرہ (ہائے مہملہ کے ساتھ) نہیں ہے۔

فرعون اور ابراہیمؑ کا مکالمہ...... ابو ہریرہؓ کہتے ہیں، ابراہیمؑ اور سارہ ایک ظالم کے پاس سے گزریں، اسے اطلاع ملی تو ابرہیمؑ کو بلا کے پوچھا

یہ تیرے ساتھ کون ہے؟

جواب دیا: یہ میری بہن ہے۔

ابو ہریرہؓ نے (یہ قصہ کہتے وقت) بیان کیا کہ ابرہیمؑ سوائے تین مرتبہ کے اور کبھی جھوٹ نہ بولے دو مرتبہ تو اللہ تعالیٰ کے متعلق اور ایک مرتبہ اپنی بیوی کے متعلق جھوٹ بولے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق تو یہ جھوٹ بولے تھے کہ ایک واقعے میں کہا: انی سقیم (میں بیمار ہوں) دوسرے واقعہ میں: بل فعله كبيرهم هذا (میں نے تو نہیں بلکہ ان کے بڑے نے یہ کام کیا ہے) اور بیوی کے متعلق یہ جھوٹ تھا کہ اس ظالم سے کہا، یہ تو میری بہن ہیں۔

ظالم کے ہاں سے نکل کر ابرہیمؑ جب سارہ کے پاس آئے تو ان سے کہا: اس ظالم نے مجھ سے تیری نسبت سوال کیا تھا، میں نے اسے بتایا کہ تو میری بہن ہے۔ اور حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے رشتے سے تو میری بہن ہے، تجھ سے بھی اگر وہ پوچھے تو اپنے آپ کو میری بہن بتانا۔

فرعون کی دست درازی...... ظالم کے طلب کرنے پر سارہ جب اس کے پاس لائی گئیں تو اللہ تعالیٰ سے دعاء کی کہ اس کے شر سے انہیں محفوظ رکھے (ایوب جو کہ اس روایت کے راوی ہیں) کہتے ہیں کہ سارہ کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ ظالم کا ہاتھ (قدرت کاملہ کی دستگیری سے پکڑ لیا گیا اور بڑی سخت گرفت ہوئی مجبور ہو کر اس نے سارہ سے عہد کیا کہ یہ گرفت جاتی رہی تو پھر اس کے قریب نہ آئے گا۔ (ہاتھ نہ بڑھائے گا سارہ نے دعا کی وہ گرفت جاتی رہی اب پھر اس نے قصد کیا تو دوبارہ ایسی گرفت میں آیا۔ جو پہلے سے بھی شدید تھی۔ دوبارہ عہد کیا کہ اس بلا سے رہائی ملی تو قریب تک نہ آئے گا۔ سارہ نے پھر دعا کی اور پھر اسے نجات مل گئی۔ تو تیسری مرتبہ بھی اس نے قصد کیا جس کی سزا میں پہلی دوبارہ سے کہیں زیادہ شدت کے ساتھ گرفتار ہوا۔ اب کے پھر عہد کیا کہ چھوٹ جائے تو پاس نہ پھٹکے گا۔ سارہ نے اب کے بھی دعا کی اور وہ چھوٹ گیا۔ سارہ کو جو لایا تھا اسے (بلا کے) کہا۔

اسے (یعنی سارہ کو) یہاں سے باہر نکال تو یہ میرے پاس انسان کو نہیں لایا۔ شیطان کو لے کے آیا۔

(واپس بھیجتے ہوئے) سارہ کی خدمت کے لئے ہاجرہ کو بھی ساتھ کر دیا، جب وہ ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام

کے پاس لوٹیں تو وہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے، سارہ نے کہا:۔

ابراہیمؑ تجھے خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کافر فاجر کا ہاتھ روک لیا اور ہاجرہ کو اس نے میری خدمت کے لئے دیا۔ اس واقعہ کے بعد ہاجرہ ابراہیم علیٰ نبینا علیہ السلام کی ہو گئیں۔ اور ان کے پیٹ سے اسماعیلؑ پیدا ہوئے (صلوات اللہ وسلامہ علیہ)

ابو ہریرہؓ نے یہ سب بیان کر کے کہا اے آسمانی بارش[1] کی اولاد: یہ تھیں تمہاری ماں۔ کہ اسحاق کی ماں کی ایک لونڈی تھیں۔

ابن شہاب زہری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم قبطیوں پر غالب آؤ اور وہ تمہارے محکوم ہو جائیں تو ان کے ساتھ احسان کرنا کیونکہ وہ عہد وذمہ رکھتے ہیں اور ان سے قرابت ہے۔ آنحضرت ﷺ کی مراد اسماعیلؑ کی ماں سے ہے کہ وہ اسی قوم کی تھیں۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں: عورتوں نے پہلے بڑے بڑے لمبے چوڑے دوپٹے جو اوڑھنے شروع کئے تو وہ اس بنا پر تھے کہ حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہ السلام کی ماں نے یہ لباس اختیار کیا تھا (نیچے لٹکتے دوپٹے سے جو چلتے وقت زمین کو جھاڑتا چلے گا۔) سارہ کو ان کا نشان اور کھوج نہ مل سکے گا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب انہیں اور ان کے فرزند (اسماعیل کو لے کر ابراہیمؑ مکے چلے تھے۔

مکہ جانے کا حکم ...... ابوجہم بن حذیفہ بن غانم کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام پر وحی نازل کر کے حکم دیا کہ بلد اللہ الحرام (مکہ مبارکہ) چلے جائیں۔ حکم کی اتباع میں ابراہیمؑ براق پر سوار ہوئے۔ اسماعیلؑ دو سال کے تھے اپنے آگے بٹھا لیا اور ہاجرہ کو پیچھے۔ ساتھ میں جبرئیلؑ تھے۔ جو بیت اللہ کا راستہ بتاتے چل رہے تھے۔ اسی کیفیت سے مکہ پہنچے تو وہاں اسماعیلؑ اور انکی ماں کو بیت اللہ کے ایک گوشے میں اتارا اور خود شام واپس آ گئے۔

عربی زبان اور گفتگو کا آغاز ...... عقبہ بن بشیر نے محمد بن علیؒ سے پوچھا: عربی زبان میں سب سے پہلے کس نے کلام کیا تھا؟

جواب دیا: اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام نے جب کہ وہ تیرہ سال کے تھے۔

(محمد بن علی کی کنیت ابو جعفر تھی، عقبہ کہتے ہیں) میں نے پھر پوچھا۔ ابو جعفر: اس سے پہلے لوگوں کی زبان کیا تھی؟

کہا: عبرانی۔

میں نے دوبارہ سوال کیا: اللہ تعالیٰ اس زمانے میں اپنے پیغمبروں اور بندوں پر کس زبان میں اپنا کلام نازل کرتا تھا؟

جواب دیا: عبرانی میں۔

---

[1] اصل میں ہے، یابنی ماء السماء یعنی اے آسمانی بارش کی اولاد کیونکہ ماء السماء آسمانی بارش کو کہتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ ماء السماء ایک عربیہ خاتون کا لقب تھا جو عراق کے ایک عرب بادشاہ منذر لخمی کی ماں تھی۔ اس کا رنگ بہت ہی صاف نکھرا ہوا تھا۔ اس لئے آسمانی بارش سے تشبیہ دیتے تھے۔ جو بالکل ہی خالص ہوتا ہے، یہ عہد جاہلیت کی بات ہے، مگر اسلام ...... میں بھی یہ خاندان بہت ہی شریف اور نہایت ہی مشہور مانا جاتا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسی خاندان کے لوگوں کو یہ قصہ سنا رہے تھے اور انہیں فخر (شرافتِ نسبی) کم کرنے کے لئے کہا تھا۔ کہ تم جن کی نسل میں ف ہو وہ تو خود ایک لونڈی تھیں۔ بات یہ ہے کہ جس خاندان میں تقوی ہو وہ بہر حال شریف ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔

محمد بن عمر الاسلمی کئی اہل علم سے روایت کرتے ہیں: اسماعیلؑ جب پیدا ہوئے اسی زمانے میں عربی زبان ان کو الہام ہوئی۔ بخلاف ابراہیمؑ کی دوسری اولاد کے کہ ان کی وہ زبان تھی جوان کے باپ کی تھی۔ (عبرانی یا سریانی)۔

محمد بن السائب کہتے ہیں: اسماعیلؑ نے عربی میں کلام نہیں کیا تھا اور اپنے باپ کی مخالفت جائز نہیں رکھی تھی۔ عربی میں تو ان کی اولاد میں سے سب سے پہلے ان لوگوں نے کلام کیا ہے جو ماں کی جانب سے) رعلہ بنت یشجب بن یعرب بن لوذان بن جرہم بن عامر بن سبا بن یقطن بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد میں سے تھے۔

حیّ بن عبداللہ کہتے ہیں یہ روایت مجھ تک پہنچی ہے کہ اسماعیلؑ پیغمبر علی نبینا وعلیہ السلام نے اپنا ختنہ اس وقت کیا جب وہ تیرہ سال کے تھے۔

علی بن رباح لخمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تمام عرب اسماعیل بن ابراہیمؑ کی اولاد ہیں علیہما السلام۔

اسماعیلؑ کی اولاد ...... محمد بن اسحاق بن یسار اور محمد بن السائب الکلبی دونوں صاحبوں کا بیان ہے۔

اسماعیل بن ابراہیمؑ کے بارہ لڑکے ہوئے۔

(۱) نیاوذ، کہ بنت اور نابت بھی انہیں کو کہتے ہیں اور بڑے خلیفہ بھی انہیں کو کہتے ہیں۔

(۲) قیذر

(۳) اذبل

(۴) منسی، کہ انہیں کا نام مَنشی بھی ہے۔

(۵) مسمع، کہ مستماعہ بھی انہیں کو کہتے ہیں۔

(۶) دماء، کہ دوما بھی انہی کا نام ہے اور انہی کے نام سے دومۃ الجندل منسوب ہے۔

(۷) ماشی۔

(۸) آذر۔

(۹) طیما۔

(۱۰) فیطور۔

(۱۱) نیش۔

(۱۲) قیذ ما۔

ان سب کے ماں رعلہ تھیں جو بروایت محمد بن اسحاق ابن یسار، مضاض بن عمرو جرہمی کی اور بروایت محمد بن السائب الکلبی، یشجب بن یصرب کی بیٹی تھیں، یشجب کا سلسلہ نسب محمد بن السائب کی پہلی روایت میں آچکا ہے۔ محمد بن السائب یہ بھی کہتے ہیں کہ رعلہ جرہمیہ سے پہلے اسماعیلؑ نے عمالقہ میں بھی ایک عورت سے نکاح کیا تھا۔ جس کے باپ کا نام صدی تھا۔ یہ وہی عورت ہے کہ ابراہیمؑ کے پاس آئے تھے تو وہ سخت کلامی سے پیش آئی تھی۔ اسماعیلؑ نے اس کو چھوڑ دیا اور اس سے کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔

ہاجرہؑ کا انتقال ...... زید بن اسلم کہتے ہیں۔ اسماعیلؑ جب (۲۰) سال کے ہوئے تو ان کی ماں ہاجرہ

نوے (۹۰) سال کی عمر میں انتقال کر گئیں۔اسماعیل نے انہیں حجر کے مقام میں دفن کیا۔

ابوجہم کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ پر وحی نازل کی کہ بیت اللہ (خانہ کعبہ) کی تعمیر کریں۔ابراہیم اس وقت سو (۱۰۰) سال کے تھے۔اور اسماعیل تیس (۳۰) سال کے دونوں پیغمبروں نے مل کر یہ عمارت بنائی۔ابراہیمؑ کے بعد اسماعیلؑ نے انتقال کیا تو اپنی ماں کے ساتھ کعبے کے برابر حجر کے اندر دفن ہوئے۔ان کی وفات کے بعد نابت بن اسماعیل خانہ کعبہ کے سرپرست ونگران ہوئے۔قوم جوہم کے لوگ جوان کے ماموں تھے۔وہ بھی اس سرپرستی میں شریک تھے۔

اسماعیلؑ کی قبر ...... اسحاق بن عبداللہ بن ابی فردہ کہتے ہیں۔سوائے تین پیغمبروں کے اور کسی پیغمبر کی قبر معلوم نہیں۔

(۱) اسماعیلؑ کی قبر جو میزاب کے نیچے رکن اور خانہ کعبہ کے درمیان ہے۔

(۲) ہودؑ کی قبر جو ریت کے ایک بہت بڑے ٹیڑھی طرز کے ایک ٹیلے کے اندر جو یمن کے ایک پہاڑ کے نیچے واقع ہے۔اس قبر پر تندیٰ کا درخت بھی ہے اور یہ بہت ہی گرم مقام ہے۔

(۳) رسول اللہ ﷺ کی قبر، کہ درحقیقت تینوں قبریں انہیں پیغمبروں کی قبریں ہیں (صلوات اللہ علیہم اجمعین)

حضرت آدم اور محمد علیہما السلام کے درمیان

حضرت آدم علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کتنی صدیاں گزریں

عکرمہؒ کہتے ہیں: آدمؑ اور نوحؑ کے درمیان دس قرن (سو ۱۰۰ سال) کا زمانہ حائل ہے۔یہ تمام نسلیں دین اسلام پر قائم تھیں۔

محمد بن عمرو بن واقد الاسلمی کئی اہل علم سے روایت کرتے ہیں جن کا قول یہ ہے۔آدمؑ ونوحؑ کے درمیان دس قرن گزرے۔ہر قرن ایک سو (۱۰۰) سال کا ہے نوحؑ وابراہیمؑ کے درمیان دس قرن، قرن سو سال، ابراہیمؑ وموسیٰؑ بن عمران کے درمیان دس قرن ہر قرن سو سال۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں: موسیٰ بن عمران وعیسیٰ بن مریم کے درمیان ایک ہزار نو سو (۹۰۰) سال گذرے، یہ درمیانی زمانہ عہد فترت نہ تھا، ان دونوں پیغمبروں کے درمیانی عہد میں بنی اسرائیل میں ایک ہزار پیغمبر مبعوث ہوئے اور دوسری قوموں میں جو پیغمبر بھیجے گئے وہ ان کے علاوہ ہیں عیسیٰؑ کی ولادت اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان پانچسو انہتر (۵۶۹) سال کا فاصلہ ہے جس کے ابتدائی زمانے میں تین پیغمبر مبعوث ہوئے کلام اللہ میں اسی کے متعلق ہے:۔اذ ارسلنا الیھم الثنین فکذبوھما فعززنا بثالث: وہ واقعہ یاد کرو جب ہم نے ان کے پاس دو شخص بھیجے تو انہوں نے ان کی تکذیب کی آخر ہم نے تیسرے سے انہیں غلبہ دیا) وہ تیسرے پیغمبر شمعونؑ تھے جن کی بدولت غلبہ حاصل ہوا یہ حواریوں میں سے تھے۔

عہد فترت ...... (عہد فترت جس میں اللہ تعالیٰ نے کوئی رسول نہ بھیجا) چار سو چونتیس سال رہا۔

عیسیٰ بن مریم کے بارہ حواری تھے۔ ان کی پیروی تو بہت سوں نے کی مگر ان سب میں حواری بارہ ہی تھے۔حواریوں میں دھوبی اور شکاری بھی تھے۔یہ سب لوگ پیشہ ور دستکار تھے کہ اپنے ہاتھوں سے کام کرتے تھے۔یہی حواری

منتخب اور چنے ہوئے نکلے۔

حضرت عیسیٰؑ کا آسمانوں پر اٹھالیا جانا ...... عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام جب اٹھائے گئے ہیں تو بتیس (۳۲) سال چھ (٦) مہینے کے تھے ان کی نبوت (۳۰) مہینے رہی، اللہ تعالیٰ نے انہیں روح مع جسم کے اٹھایا، وہ اس وقت زندہ ہیں، عنقریب دنیا میں واپس آئیں گے، دنیا کے بادشاہ ہو جائیں گے پھر اسی طرح وفات پائیں گے جس طرح سب لوگوں کی وفات ہوا کرتی ہے۔ عیسیٰؑ کی بستی کا نام ناصرہ تھا ان کے اصحاب کو ناصری کہتے تھے، اور خود حضرت عیسیٰؑ ناصری کہے جاتے تھے، نصاریٰ کا نام اسی لئے نصاریٰ پڑا۔

ابنیا علیم اسلام کی تعداد اور نام ونسب

ابوذرؓ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ سے معلوم کیا کہ پہلے نبی کون تھے۔؟

فرمایا آدمؑ

میں نے گذارش کی کیا وہ نبی تھے۔؟

فرمایا: ہاں، وہ ایسے نبی تھے کہ اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرتا تھا۔

عرض کیا، اچھا تو رسول کتنے تھے؟

فرمایا تین سو پندرہ (۳۱۵) کی ایک بڑی تعداد۔

جعفرؒ بن ربیعہ اور زیادؒ (مصعبؒ کے آزاد غلام) کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے آدمؑ کے متعلق سوال کیا گیا کہ آیا وہ نبی تھے؟

فرمایا کیوں نہیں، وہ نبی تھے، اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرتا تھا۔

محمد بن السائب الکلبی کہتے ہیں: سب سے پہلے جو نبی (پیغمبر) بھیجے گئے وہ ادریسؑ تھے خنوخ بن یارذ بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدمؑ وہی ہیں۔

(۲) نوحؑ بن لمک بن متوشلخ بن خنوخؑ، کہ ادریسؑ وہی تھے۔

(۳) ابراہیمؑ بن تارح بن ناحور بن ساروغ بن ارغو بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ۔

(۴) اسماعیلؑ اور اسحاقؑ، ابراہیمؑ کی اولاد۔

(۵) یعقوبؑ بن اسحاقؑ بن ابراہیمؑ۔

(٦) یوسفؑ بن یعقوبؑ بن اسحاقؑ۔

(۷) لوط بن ہاران بن تارح بن ناحور بن ساروغ، کہ خلیل الرحمٰن ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے۔

(۸) ہودؑ بن عبداللہ بن الخلود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوحؑ۔

(۹) صالحؑ بن آصف بن کماشج بن اروم بن ثمود بن جاثر بن ارم بن سام بن نوحؑ۔

(۱۰) شعیبؑ بن یوبب بن عیفا بن مدین بن ابراہیمؑ خلیل الرحمٰن۔

(۱۱) موسیٰؑ وہارونؑ فرزندان عمران بن قاہث بن لاوی بن یعقوبؑ بن اسحاق بن ابراہیمؑ۔

(۱۲) الیاسؑ بن تشبین بن العارز بن ہارونؑ بن عمران بن قاہث بن لادی بن یعقوبؑ۔
(۱۳) الیسعؑ بن عزی بن نشوتلخ بن افرائیم بن یوسفؑ بن یعقوبؑ بن اسحاقؑ۔
(۱۴) یونسؑ بن متی جو کہ فرزندان یعقوبؑ بن اسحاقؑ بن ابراہیمؑ کے سلسلہ نسب میں تھے۔
(۱۵) ایوبؑ بن زارح بن اموص بن لیطزن بن العیص بن اسحاقؑ بن ابراہیمؑ۔
(۱۶) داؤدؑ بن ایشا بن عوید بن باعر بن سلمون بن نحشون عمینا ذب بن ارم بن حضرون بن فارض بن یہوذا ابن یعقوبؑ بن اسحاقؑ بن ابراہیمؑ۔
(۱۷) سلیمان بن داؤدؑ۔
(۱۸) ذکریا بن بشوی کہ یہوذا ابن یعقوبؑ کی نسل میں تھے۔
(۱۹) عیسیٰ بن ذکریاؑ۔
(۲۰) عیسیٰ بن مریم بنت عمران بن ماثان جو کہ یہوذا ابن یعقوبؑ کی اولاد میں سے تھے۔
(۲۱) محمد رسول اللہ ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

رسول اللہ ﷺ کا سلسلہ نسب آدم علیہ السلام تک آپ ﷺ کے آباء

ہشام بن محمد بن السائب بن بشیر الکلبی کہتے ہیں: میں ابھی لڑکا ہی تھا کہ میرے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب کی یوں تعلیم دی۔

محمد الطیب المبارک (ﷺ) ابن عبد اللہ بن عبد المطلب، جن کا نام شیبۃ الحمد تھا۔ ابن ہاشم جن کا نام عمرو تھا، ابن عبد مناف، جن کا نام مغیرہ تھا، ابن قصی جن کا نام زید تھا۔ ابن کلاب بن مرہ بن کعب ابن غالب بن فہر، جامعہ قرشیت فہر ہی تک پہنچتا ہے، جو فہر سے اوپر گزرے ہیں۔ انہیں قرشی یا قریشی نہیں کہتے۔ کنانی کہتے ہیں۔ فہر کے والد مالک بن النضر تھے۔ نضر کا نام قیس تھا۔ ابن کنانہ بن حزیمہ بن مدرکہ، جن کا نام عمرو تھا، ابن الیاس بن مضر ابن نزار بن معد بن عدنان۔

کریمہؓ بنت مقدادؓ بن الاسود البرانی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا معد کے والد عدنان تھے۔ ابن اُود بن یریٰ اعراق الثریٰ۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نسب کا تذکرہ فرماتے تو اپنے سلسلہ نسب کو معد بن عدنان اُود سے آگے نہ بڑھاتے بلکہ یہاں تک پہنچ کر رک جاتے اور ارشاد فرماتے: سلسلہ نسب ملانے والے جھوٹے ہیں اللہ تعالیٰ تو فرمایا ہے "وقرونا بین ذالک نکبرا" اس کے بیچ میں بہت سی نسلیں گزریں)

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اگر اس کو (یعنی عدنان بن اود سے آگے کے سلسلہ نسب کو) جاننا چاہتے تو جان چکے ہوتے۔

عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ عبداللہ آیت "وعاداً وثموداً" پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ جو لوگ ان کے (یعنی عاد و ثمود کے بعد گزرے نہیں سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ سلسلہ جسب ملانے والے جھوٹے ہیں۔

---

۱ حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مددگار رضی اللہ عنھم۔

ہشام بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ معید و اسماعیل علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے درمیان تیس (۳۰) سے کچھ اوپر نسلیں گزری ہیں، وہ یعنی محمد بن السائب) ان نسلوں کے نام نہیں لیتے تھے۔ اور نہ ان کے سلسلے ملاتے تھے۔ ممکن ہے کہ اس لئے چھوڑ دیا ہو کہ ابو صالح کی حدیث بروایت ابن عباسؓ ان کے کان سے گزری ہو کہ رسول اللہ ﷺ جب سلسلۂ نسب بیان کرنے میں معد بن عدنان تک پہنچتے تھے تو رک جاتے تھے۔

ہشام کہتے ہیں ایک شخص نے میرے والد سے مجھے یہ روایت سنائی۔ مگر خود میں نے ان سے یہ روایت نہیں سنی تھی۔ وہ روایت یہ ہے کہ میرے والد معد بن عدنان کا سلسلہ نسب یوں بیان کرتے تھے۔

معد بن عدنان کا سلسلہ...... معد بن عدنان بن اود بن المیسع بن سلامان بن عوص بن یوز بن قموال بن ابی بن العوام بن ناشد بن حزا ابن بلداس بن تدلاف بن طابخ بن جاعم بن ناحش بن ماخی بن عیفی بن عبقر بن عبید بن الوعا بن حمدان بن سنبر بن یثربی بن لحزن بن یلحن بن ارعوی بن عیفی بن ویشان بن عیصر بن اقناد بن ابہام بن مقصی بن ناحث بن زارح بن شمی بن مزّی بن عرام بن قیذر بن اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام۔

اسماء کا عبرانی سے عربی میں ترجمہ...... ہشام بن محمد کہتے ہیں: تدمر کے ایک شخص نے جس کی کنیت ابویعقوب تھی اور جو بنی اسرائیل کے مسلمانوں میں سے تھا۔ اسرائیلیوں (یہودیوں) کی کتابیں بھی پڑی تھیں ان کے علوم سے بھی باخبر تھا۔ اس نے بیان کیا کہ یہ نام عبرانی زبان سے ترجمہ ہوئے ہیں بورخ ابن ناریہ نے جو کہ ارمیا کے کاتب تھے۔ معد بن عدنان کا سلسلہ نسب اپنے ہاں ثابت کیا ہے۔ اپنی کتابوں میں لکھا ہے، اہل کتاب کی خبریں اور علمائے یہود میں یہ مشہور ہے نیز ان کی کتابوں میں مذکور ہے جو نام انہوں نے لکھے ہیں انہیں ناموں کے قریب قریب ہیں، آپس کا جو اختلاف ہے وہ زبان کی حیثیت سے ہے، کیونکہ

ہشام بن محمد کہتے ہیں: میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ معد، عیسیٰ ابن مریم کے زمانے میں تھے۔ ان کا سلسلہ نسب یوں ہے۔

معد بن عدنان کا سلسلہ نسب...... معد بن عدنان بن اود بن زید بن یقدُر بن یقدم بن امین بن منحر بن صابوح ابن المیسع بن یشجب بن یعرُب بن العوام بن سلیمان بن حمل بن قیذر بن اسماعیل بن ابراہیمؑ۔

ہشام کہتے ہیں کہ بعض علماء نے سلسلۂ انساب میں عوام کو ممیسع پر مقدم رکھا ہے (یعنی پہلے ممیسع کا زمانہ گزرا ہے پھر عوام ہوئے ہیں) ان راویوں نے عوام کو ممیسع کی اولاد میں قرار دیا ہے۔

ہارون بن ابویحییٰ شامی کہتے ہیں محمد بن اسحاق اپنی بعض روایتوں میں معد بن عدنان کا سلسلہ نسب دوسرے طریقوں پر بیان کرتے تھے وہ یوں کہتے تھے۔

معد بن عدنان بن مقوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن نابت بن اسماعیل۔

انہیں کی ایک دوسری روایت ہے:۔

معد بن عدنان بن اود بن اتیحب بن ایوب بن قیذر بن اسماعیل بن ابراہیمؑ۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں: قصی بن کلاب نے بعض اشعار میں اپنے آپ کو قیذر کے سلسلہ نسب میں ظاہر کیا ہے۔

محمد بن سعد (مصنف کتاب): مجھے ہشام محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد کی روایت سے قصی کا وہ شعر یوں پڑھ کے سنایا تھا۔

فلست لحامنن ان لو تاتل بھا اولاد قیذر والنبیّت

(یعنی قیذر و نبیت کی اولاد نے اگر قدیم شرف اور پرانے سلسلہ کی رعایت رکھے ہوئے نہیں ہوں تو میں اس سے بری ہوں)

ابوعبداللہ محمد بن سعد: معد کے قیذر بن اسماعیلؑ کی اولاد میں ہونے کے متعلق مجھے علمائے انساب میں کوئی اختلاف نظر نہ آیا، یہ جو نسبتی اختلاف ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راویوں کو ان کا سلسلہ نسب یاد نہ رہا تھا۔ بلکہ یہ اہل کتاب سے لیا گیا ہے کہ انہیں سے عربی میں یہ نام نقل ہوئے اور اسی وجہ سے اختلاف بھی پیدا ہوا۔ یہ سلسلہ نسب اگر صحیح و درست ہوتا اور اس سلسلہ میں کوئی غلطی نہ ہوتی تو سب سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم ہونا چاہئے تھا۔ ہمارے نزدیک درست بات یہ ہے کہ معد بن عدنان تک ہم اس سلسلے کا تسلسل یقیناً مانتے ہیں۔ پھر اس کے اوپر عدنان سے لے کے اسماعیل بن ابراہیمؑ تک خاموش رہتے ہیں۔

عروۃ بن الزبیرؓ کہتے ہیں ہم نے کسی کو ایسا نہ پایا جو معد بن عدنان سے اوپر کے سلسلہ نسب سے باخبر ہوتا۔

ابوالاسعد فرماتے ہیں: میں نے ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ معد بن عدنان سے اوپر کے سلسلہ نسب کے متعلق ہم کو نہ تو کسی عالم کے علم میں کوئی ثابت و درست بات ملی اور نہ کسی شاعر کے شعر میں۔

عبداللہ بن خالد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مضر کو برا نہ کہو (گالیاں نہ دو) وہ تو اسلام لا چکے تھے۔ (مسلمان ہو گئے تھے۔)

محمد بن السائب فرماتے ہیں: بخت نے (بنوکدنصر) جب یمن کے قلعوں پر حملہ کیا ہے تو معد بھی اس مہم میں بخت نصر ہی کے ساتھ تھے۔

محمد بن السائب کہتے ہیں: معد بن عدنان کی اولاد حسب ذیل ہے۔

(۱) نزار، کہ نبوت مال و دولت و خلافت انہیں کی اولاد میں ہے۔ (۲) قنص (۳) قناصہ (۴) اسنام (۵) العرف (۶) عوف (۷) شک (۸) حیدان (۹) حیدۃ (۱۰) عبید الرناح (۱۱) جنید (۱۲) جنادہ (۱۳) القحم (۱۴) ایاد۔

ان سے کی ماں مفانہ تھیں، بنت جوشم بن جلہمۃ بن عمرو بن ودّۃ بن جرہم، اور قضاعۃ ان کے ماموں تھے مگر بعض بنی قضاعہ اور بعض علمائے انساب کہتے ہیں کہ قضاعہ معد کے بیٹے تھے اور معد کی کنیت انہیں کے نام پر تھی (یعنی ابو عمرو) واللہ اعلم۔ قضاعہ کا نام عمرو تھا۔ وہ قضاعہ اس لئے کہے گئے کہ اپنی قوم سے الگ ہو کر دوسرے لوگوں سے جا ملے۔

نزار کے علاوہ معد بن عدنان کی جس قدر اولاد تھی سب کی سب دوسرے دوسرے قبائل میں پھیل گئی۔ جن میں بعض معد ہی سے منسوب رہے۔ نزار بن معد کی نسل سے مضر و ایاد پیدا ہوئے جن کی ماں سودۃ بنت عک تھیں، نزار کی کنیت ایاد ہی کے نام پر تھی۔ (یعنی ابوایاد) تیسرے لڑکے ربیعہ تھے کہ ربیعۃ الفردوں وہی ہیں اور انہیں کو القشم کہتے ہیں، چوتھے انمار تھے۔ ربیعہ و انمار کی ماں خدالہ بنت وعلان بن جوشم بن جلہمہ بن عمرو بن جرہم تھیں۔ مضر کو مضر الحمراء ایاد و اشمطاء ایاد البلتا ربیعہ کو ربیعۃ الفرس اور انمار الحمار کہتے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بجیلہ وخثم کے والد انمار تھے، واللہ اعلم۔

ہشام بن محمد اپنے والد محمد بن السائب وغیرہ سے روایت کرتے ہیں، ابراہیمؑ کا باپ آذر تھا۔ قرآن میں اسی طرح ہے مگر توراۃ میں ابراہیم کو تارح کہا ہے اور بعض یوں کہتے ہیں۔

آذر بن تارح بن ناحور بن ساروغ کہ انہیں شروغ بھی کہتے ہیں، ابن ارغوا، کہ انہیں ارعوا بھی کہتے ہیں، ابن فالغ کہ انہیں فالخ بھی کہتے ہیں ابن عابر بن شالح کہ ان کو شالخ بھی کہتے ہیں۔ ابن ارفخشد بن سام بن نوح پیغمبر علیہ السلام، ابن لمک بن متوشلخ کہ انہیں موسلخ بھی کہتے ہیں۔ ابن خنوخ کہ وہی ادریس پیغمبر تھے علیہ السلام ابن یرذ کہ الیارذ بھی وہی ہیں اور انہیں کو الیاذر بھی کہتے ہیں ابن مہلائیل بن قینان بن انوس بن شیث کہ انہیں کوشث بھی کہتے ہیں اور وہی ہبۃ اللہ بھی ہیں ابن آدم ﷺ نبینا وعلیہ وسلم تسلیماً کثیراً۔

امہات جناب نبوی ﷺ کا مادری سلسلۂ نسب

محمد بن السائب کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی والدہ آمنہ تھیں، بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ کلاب بن مرہ۔

آمنہ کی والدہ برہ تھیں، بنت عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار بن قصی بن کلاب برّہ کی والدہ ام حبیب تھیں، بنت اسد بن عبد العزیٰ ابن قصی بن کلاب۔

ام حبیب کی والدہ برہ تھیں، بنت عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوی۔

برہ کی والدہ قلابہ تھیں، بنت حارث بن مالک بن حباشہ بن غنم بن لحیان بن عادیۃ بن صعصعۃ بن کعب بن ہند بن طابخۃ بن لحیان بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر۔

قلابہ کی والدہ امیمہ تھیں، بنت مالک بن غنم بن لحیان بن عادیہ بن صعصعۃ۔

امیمہ کی والدہ دُب تھیں، بنت ثعلبہ بن الحارث بن تمیم بن سعد ابن ہذیل بن مدرکہ۔

دبّ کی والدہ عاتکہ تھیں، بنت غاضرۃ بن خطیط بن جشم بن ثقیف کہ انہیں کا نام قسی بھی تھا ابن منبہ بن بکر بن ہوزان بن منصور بن عکرمہ بن خصفۃ بن قیس بن عیلان، کہ ان کا نام الیاس تھا ابن مضر

عاتکہ کی والدہ لیلیٰ تھیں، بنت عوف بن قسی، کہ انہیں کو ثقیف بھی کہتے ہیں۔

وہب بن عبد مناف بن زہرۃ کہ رسول اللہ ﷺ کے دادا تھے، ان کی والدہ قیلہ تھیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہند بنت ابی قیلہ ان کی والدہ تھیں ابو قیلہ کا نام وجز تھا، بن غالب بن الحارث بن عمرو بن ہلکان بن افضی بن حارثہ کہ قبیلہ خزاء کے تھے۔

قیلہ یا ہند بنت ابی قیلہ کی والدہ سلمیٰ تھیں، بنت لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ۔

سلمیٰ کی والدہ ماویہ تھیں، بنت کعب بن القین، جو قبیلہ قضاعہ کے تھے۔

وجز (ابو قیلہ) ابن غالب کی والدہ سلافہ تھیں، بنت وہب بن البکیر ابن مجدعہ بن عمرو جو خاندان کے اعتبار سے بنی عمرو بن عوف اور قبیلہ کے اعتبار سے اوس کے سلسلے میں تھے۔

سلافہ کی والدہ قیس کی بیٹی تھیں ارقیس ربیعہ کے بیٹے اور بنی مازن میں تھے۔ یعنی مازن بن لوی بن ملکان افصیٰ جو اسلم بن افصیٰ کے بھائی تھے۔

ان کی والدہ بخعہ تھیں۔ بنت عبید بن الحارث کہ حارث بن الخزرج کے خاندان میں تھے۔

عبد مناف بن زہرہ کی والدہ جمل تھیں، بنت مال بن قضیہ بن سعد بن ملیح بن بن عمرو کہ قبیلۂ خزاعہ کے تھے۔
زہرۃ بن کلاب کی والدہ ام قصی تھیں جن کا نام فاطمہ تھا۔ بنت سعد بن سیل، کہ انہیں کا نام خیر بھی ہے، بن جمالہ بن عوف بن عامر الجادر، اکہ قبیلہ ازد کے تھے۔

آپ ﷺ کے مادری سلسلہ میں تمام خواتین پاکدامن اور منکوحہ تھیں ...... محمد بن السائب کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ کے سلسلہ مدری میں پانچ سو (۵۰۰) ماؤں کے نام لکھے مگر ان میں کسی ایک کے متعلق میں نے زنا (یا ناجائز تعلق) اور کوئی ایسی بات نہ پائی جس کا تعلق رسومات جاہلیت سے تھا۔

جعفرؒ بن محمد اپنے والد محمدؒ بن علیؒ بن الحسینؓ (بن علیؓ بن ابی طالب) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: واقعہ یہ ہے کہ میں فقط نکاح سے نکلا ہوں سفاح سے نہیں نکلا ہوں (سفاح: زنا ناجائز تعلق) آدمؑ سے لے کے اب تک چلی آئی اہل جاہلیت کے ناجائز تعلقات کا مجھ پر کچھ بھی شک نہ پڑا میں نکلا ہوں تو صرف طہارت سے نکلا ہوں۔

عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں آدمؑ سے لے کے اب تک نکاح سے نکلا ہوں، ناجائز تعلقات سے نہیں نکلا ہوں۔

(ام المومنین) حضرت عائشہؓ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نکاح سے نکلا ہوں، ناجائز تعلقات سے نہیں نکلا ہوں (یعنی خود آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام ہی نہیں بلکہ تمام آبائی حضرات پیغمبر علیہم السلام رسالت مآب ﷺ سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک سب کی ولادت ایسے نکاحِ شرعی سے ہوئی جس پر ناجائز تعلقات کا جو جہالت میں مختلف اعتبارات سے معمول و مروج تھے۔) مطلق طور پر کوئی اثر نہیں پڑا۔

فواطم وعواتک

سلسلۂ مادری جناب نبویؐ کی وہ بیبیاں جنکے نام فاطمہ اور عاتکہ تھے

عاتکہ اور فاطمہ کے معنیٰ ...... عاتکہ کلام عرب میں ایسی بی بی کو کہتے ہیں جو پاک وطاہر ہو (لغت کے اعتبار سے عاتک وعاتکہ، شریف وکریم وخالص اللون وصاف ستھرے مزاج کو کہتے ہیں، خصوصاً وہ بیبیاں جو اس قدر خوشبو میں بسی ہوں کہ اس کی کثرت سے جسم سرخ ہو رہا ہو، فاطمہ وہ لڑکی جس کا دودھ چھٹایا گیا ہو یا اپنی ماں سے جدا کر دی گئی ہو۔ عرب میں ان خواتین کی شرافت ضرب المثل تھی۔ اور اسی وجہ سے غزوہ حنین میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا: میں فواطم وعواتک کی اولاد ہوں۔

سلسلہ نسب ...... محمد بن السائب الکلبی کہتے ہیں: عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار ابن قصی کی ماں جن کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔ ہصیبہ تھیں بنت عمرو بن عتوارۃ بن عائش بن ظرب بن الحارث بن فہر۔
ہصیبہ کی ماں لیلیٰ تھیں، بنت بلال بن وہیب بن ضبۃ بن الحارث بن فہر۔

لیلیٰ کی ماں سلمیٰ تھیں، بنت محارب بن فہر۔
سلمیٰ کی ماں (۱) عاتکہ تھیں، بنت یخلد بن النضر بن کنانہ،
عمرو بن عتوارۃ بن عائش بن ظرب بن الحارث بن فہر کی ماں (۲) عاتکہ تھیں بنت عمرو بن سعد بن عوف بن قسی۔
عاتکہ کی ماں (الف) فاطمہ تھیں، بنت ہلال بن عمرو بن شمالہ کہ قبیلہ ازد کے تھے۔
اسد بن عبد العزیٰ بن قصی کا ماں، جن کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے خطیاً تھیں، ان کا نام ریطہ تھا بنت کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔
کعب بن سعد بن تیم کی ماں نُعم تھیں، بنت ثعلبہ بن وائلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر نعم کی ماں ناہیہ تھیں، بنت الحارث بن منعقد بن عمرو بن معیص بن عامر بن لوی،
ناہیہ کی ماں سلمیٰ تھیں، بنت ربیعہ بن وہیب بن ضباب بن جہیر بن عبد بن معیص بن عامعر بن لوی۔
سلمیٰ کی ماں خدیجہ تھیں، بنت سعد بن سہم۔
خدیجہ کا ماں (۳) عاتکہ تھیں، بنت عبدۃ بن ذکوان بن غاضرۃ بن صعصعہ۔
ضباب بن جہیر بن عبد بن معیص کی ماں (ب) فاطمہ تھیں بنت عوف بن الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ۔
عبید بن عویج بن عدی بن کعب کی ماں، جن کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے قشیہ تھیں، بنت عمرو بن سلول بن کعب بن عمرو کہ قبیلہ خزاعہ کے تھے۔
قشیہ کی ماں (۴) عاتکہ تھیں بنت مدلج بن مرۃ بن عبد مناۃ ابن کنانہ یہ تمام بیبیاں رسول اللہ ﷺ کی والدہ کے سلسلہ نسب میں ہیں۔

آپ علیہ السلام کے والد گرامی کی جانب سے سلسلہ مادری کا ذکر

......عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم (یعنی رسول اللہ کے والد کی ماں (ج) فاطمہ تھیں بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم۔ سلسلۂ فواطم میں رسول اللہ سے قریب ترین فاطمہ یہی ہوتی ہیں۔
فاطمہ کی ماں صخرا تھیں بنت عبد بن عمران بن مخزوم۔
صغرا کی ماں تخمرہ تھیں، بنت عبد بن قصی۔
تخمرہ کی ماں سلمیٰ تھیں، بنت عامر بن عمیرہ بن ودیقۃ بن الحارث بن فہر۔
سلمیٰ کی ماں (ھ) عاتکہ تھیں بنت عبد اللہ وائلہ بن ظرب بن عیاذۃ بن عمرو بن بکو بن یشکر بن الحارث کہ عدوان بن عمرو قیس وہی ہیں اور عبد اللہ بن حرب بن وائلہ بھی انہیں کو کہا جاتا ہے۔
عبد اللہ بن وائلہ بن ظرب کی ماں (۵) فاطمہ تھیں، بنت عامر بن ظرب بن عیاذہ۔
عمران بن مخزوم کی ماں سعدیٰ تھیں، بنت وہب بن تیم بن غالب۔
سعدیٰ کی ماں (۶) عاتکہ تھیں، بنت ہلال بن وہب بن ضبۃ۔
ہاشم بن عبد المناف بن قصی کی ماں (۷) عاتکہ تھیں، بنت مرۃ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بہثہ سلیم بن منصور بن عکرمہ بن حفصہ بن قیس بن عیلان، سلسلہ عواتک میں رسول اللہ ﷺ سے قریب ترین عاتکہ یہی ہوتی ہیں۔

ہلال بن فالج بن ذکوان کی ماں (ھ) فاطمہ تھیں بنت عبید بن رداس بن کلاب بن ربیعہ۔
کلاب بن ربیعہ کی ماں مجد تھیں، بنت تیم الادرم بن غالب۔
مجد کی ماں (و) فاطمہ تھیں بنت معاویہ بن بکر بن ہوازن۔
مرۃ بن ہلال بن فالج کی ماں (۸) عاتکہ تھیں بنت عدی بن سہم کہ اسلم کے سلسلہ میں تھے جو خزاعہ کے بھائی ہوتے ہیں۔
وہب بن ضبہ بن الحارث بن مہر کی ماں (۹) عاتکہ تھیں، بنت غالب بن فہر۔
عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کی ماں (ز) فاطمہ تھیں بنت ربیعہ بن عبد العزیٰ بن زرام بن جحوش بن معاویہ بن بکر بن ہوازن۔
معاویہ بن بکر بن ہوازن کی ماں (۱۰) عاتکہ تھیں، بنت سعد بن ہذیل بن مدرکہ۔
قصّی بن کلاب کی ماں (ح) فاطمہ تھیں، بنت سعد بن سیل جو کہ جدرہ کے پیٹ سے تھے جو قبیلہ ازد سے تھے۔
عبد مناف بن قصّی کی ماں حبّیٰ تھیں، بنت حلیل بن حبشیہ الخزاعی۔
حبّیٰ کی ماں (ط) فاطمہ تھیں بنت نصر بن عوف بن عمرو بن الحیّ کہ قبیلہ خزاعہ کے تھے۔
کعب بن لوی کی ماں ماویہ تھیں، بنت کعب بن القین، کہ وہی نعمان تھے۔ بن جسر بن شیع اللہ بن اسد بن وبرۃ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ۔
ماویہ کی ماں (۱۱) عاتکہ تھیں بنت قاہل بن عذرۃ۔ لوی ابن غالب کی ماں (۱۲) عاتکہ تھیں بنت یخلد بن النصر بن کنانہ۔
غالب بن فہر بن مالک کی ماں لیلیٰ تھیں۔ بنت سعد بن ہذیل بن مارکہ بن الیاس بن مضر۔
لیلیٰ کی ماں سلمیٰ تھیں، بنت طابخۃ ابن الیاس بن مضر۔
سلمیٰ کی ماں (۱۳) عاتکہ تھیں،، بنت الاسد بن الغوث۔
ہشام بن محمد بن السائب نے اپنے والد کے علاوہ دوسرے راوی کی اس روایت سے ہمیں خبر دی کہ عاتکہ بنت عامر بن انظرب رسول اللہ ﷺ کے سلسلہ مادری میں تھیں جن کا تسلسل یوں ہے۔
برہ بنت عوف بن عبیدہ بن عویج بن عدی بن کعب کی ماں امیمہ تھیں، بنت مالک بن غنم بن سوید حبشی بن عادیۃ بن صعصعۃ بن کعب بن طابخۃ بن لحیان۔ امیمہ کی ماں قلابہ تھیں، بنت الحارث بن صعصعۃ بن کعب بن طابخۃ بن لحیان۔ قلابہ کی ماں دبّ تھیں بنت الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل۔ دبّ کی ماں لبنیٰ تھیں، بنت الحارث بن نمیر بن اسید بن عمرو بن تمیم۔ لبنیٰ کی ماں فاطمہ تھیں۔ بنت عبد اللہ بن حرب بن وائلہ۔ فاطمہ کی ماں زینب تھیں۔ بنت مالک بن ناضرہ بن غاضرہ بن حطیط بن جشم بن ثقیف۔ زینب کی ماں عاتکہ تھیں بنت عامر بن ظرب۔ عاتکہ کی ماں شقیقہ تھیں بنت محن بن مالک کہ قبیلۂ باہلہ کے تھے۔ شقیقہ کی ماں سودہ تھیں، بنت اسید بن عمرو بن تمیم۔
یہ ہیں عواتک جو تعداد میں (۱۳) تھیں اور فواطم جو دس (۱۰) تھیں۔

امہات آباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرتؐ کے آباؤ واجداد کا مادری سلسلۂ نسب

محمد بن السائب الکلبی کہتے ہیں :عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم کی ماں فاطمہ تھیں، بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم۔

فاطمہ کی ماں صخرہ تھیں، بنت عبد بن عمران بن مخزوم۔

صخرہ کی ماں تخمر تھیں بنت عبد بن قصی۔

عبد المطلب بن ہاشم کی ماں سلمیٰ تھیں، بنت عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار، نجار کا نام تیم اللہ تھا، بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج۔

سلمیٰ کی ماں عمیرہ تھیں۔ بنت صخر بن حبیب بن الحارث بن ثعلبہ بن مازن بن النجار۔

عمیرہ کی ماں سلمیٰ تھیں۔ بنت عبد الاشمل بن حارثہ بن دینار بن النجار۔

سلمیٰ کی ماں اثیلہ تھیں، بنت زعور بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔

ہاشم بن عبد مناف کی ماں عاتکہ تھیں، بنت مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم بن منصور۔

عاتکہ کی ماں مادیہ تھیں، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صفیہ ان کا نام تھا، بنت حوزہ بن عمرو بن صعصعۃ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن۔

''ماویہ'' یا بقول بعض ''صفیہ'' کی ماں رقاش تھیں، بنت الاسحم ابن منبہّ بن اسد بن عبد مناۃ بن عائذ اللہ بن سعد العشیرہ، جو قبیلۂ مذحج کے تھے۔

رقاش کی ماں کبشہ تھیں، بنت الرافقی بن مالک بن الحماس بن ربیعۃ بن کعب بن الحارث بن کعب

عبد مناف بن قصی کی ماں حبّی تھیں، بنت حلیل بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن عامر جو قبیلۂ خزاعہ کے تھے۔

حبی کی ماں ہند تھیں، بنت عامر بن النضر بن عمرو بن عامر جو قبیل خزاعہ کے تھے۔

ہند کی ماں لیلیٰ تھیں، بنت مازن بن کعب بن عمرو بن عامر، کہ قبیلہ خزاعہ کے تھے۔

قصی بن کلاب کی ماں فاطمہ تھیں، بنت سعد بن سیل کہ انہیں کو خیر کہتے ہیں بن حمالۃ بن عوف بن عامر الجادر، جو قبیلہ آذر کے تھے خانہ کعبہ کی جدر یعنی دیوار پہلی مرتبہ انہوں نے تعمیر کی اسی لئے ان کا لقب جادر (دیوار بنانے والا) پڑ گیا۔

فاطمہ کی ماں ظریفہ تھیں، بنت قیس بن ذی الرّاسین، جن کا نام امیّہ تھا، بن جشم بن کنانہ بن عمرو بن یقین بن فہم بن عمرو قیس بن عیلان۔

ظریفہ کی ماں صخرہ تھیں، بنت عامر بن کعب بن افرک بن بُدیل بن قیس بن عبقرہ بن انمار۔

کلاب بن مرہ کی ماں ہندہ تھیں، بنت سریر بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ۔

ہند کی ماں امامہ تھیں، بنت عبدہ مناۃ بن کنانہ۔

امامہ کی ماں ہندہ تھیں بنت دوان بن اسد بن خزیمہ۔

مرہ بن کعب کی ماں فخشیہ تھیں، بنت شیبان بن محارب بن فہر بن مال بن لنصر بن کنانہ۔

فخشیہ کی ماں وحشیہ تھیں، بنت وائل بن قاسط بن ہنب بن اقصی بن دمی بن جدیلہ۔

وحشیہ کی ماں ماویہ تھیں، بنت صبیعہ بن ربیعہ بن نزار۔

کعب بن لوی کی ماں ماویہ تھیں، بنت کعب بن الیقین ،جن کا نام نعمان تھا۔ بن جسر بن سیع اللہ بن اسد بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ۔

لوی بن غالب کی ماں عاتکہ تھیں بنت یخلد بن النضر بن کنانہ، اسی قول (روایت) پر سب کا اجماع ہے، مگر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ لوی بن غالب کی ماں سلمیٰ تھیں بنت کعب بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن عامر، کہ قبیلہ خزاعہ کے تھے۔

عاتکہ کی ماں اُنیسہ تھیں، بنت شعبان بن ثعلبۃ بن کے بن صعب بن علی بن بکر بن مائل۔

انیسہ کی ماں تماضر تھیں بنت الحارث بن لعلیہ بن دوداں بن اسد بن خزیمہ۔

تماضر کی ماں رہم تھیں بنت کاہل بن اسد بن خزیمہ۔

غالب کے فہر کی ماں لیلیٰ تھیں، بنت الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ غالب بن فہر کی ماں لیلیٰ بنت الحارث نہ تھیں، لیلیٰ بنت سعد تھیں، بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر۔

لیلیٰ کی ماں عاتکہ تھیں بنت الاسعد بن الغوث۔

عاتکہ کی ماں زینب تھیں، بنت ربیعۃ بن وائل بن قاسط بن ہنب۔

فہر بن مالک کی ماں جندلہ تھیں، بنت عامر بن الحارث بن مضاض بن زید بن مالک جو قبیلہ جرہم کے تھے یہ بھی کہا جاتا ہے، کہ فہر بن مالک کی ماں جندلہ بنت عامر نہ تھیں بلکہ جندلہ بنت الحارث تھیں بن جندلہ بن مضاض بن الحارث، لیکن یہ حارث، حارث اکبر نہ تھے، بلکہ عوانہ کے بیٹے تھے یعنی عوانہ بن عاق بن یقطن جو قبیلہ جرہم کے تھے۔

جندلہ کی ماں ہند تھیں، بنت الظلیم بن الحارث، جو قبیلہ جرہم کے تھے۔

مالک بن النضر کی ماں عکرشعہ تھیں۔ بنت عدوان، جو انہیں کو حارث کہتے ہیں، بن عمرو بن قیس بن عیلان بن مضر۔

نضر بن کنانہ کی ماں تبرہ تھیں، بنت مرہ بن اُدّ بن طابخہ، بنرہ کے بھائی تمیم بن مرّہ تھے۔

کنانہ بن خزیمہ کی ماں عوانہ تھیں کہ انہیں کا نام ہند بھی ہے، بنت سعد بن قیس بن عیلان۔

عوانہ کی ماں وعدہ تھیں، بنت الیاس بن مضر۔

خزیمہ بن مدرکہ کی ماں سلمیٰ تھیں، بنت اسلم بن الحاف بن قضاعہ۔

مدرکہ بن الیاس کی ماں لیلیٰ تھیں، خندف انہیں کا نام ہے، بنت علوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ۔

لیلیٰ کی ماں ضریہ تھیں۔ بنت ربیعۃ بن نزار، مکے اور بناخ کے درمیان مارضریہ کے نام سے جو تالاب مشہور ہے (مصنف کے زمانے سے) وہ انہیں کے نام پر موسوم ہے۔

الیاس بن مضر کی ماں رباب (الرّ باب) تھیں، بنت عیدۃ بن مصدّ بن عدنان۔

مضر بن نزار کی ماں سودہ تھیں بنت عک بن اتربث بن عدنان بن اُدّو،اس خاندان کے جوافراد اپنے آپ کو قبائل یمن سے منسوب کرتے ہیں وہ اپنا سلسلہ نسب یوں بیان کرتے ہیں ،عک بن عدثان بن عبد اللہ بن نصر بن زہران، جوقبیلہ اسد کے تھے۔

نزار بن معدّ کی ماں معانہ تھیں، بنت جوشم بن جاہہ بن عمرو بن برّ ۃ بن جرہم۔

معانہ کی ماں سلمیٰ تھیں، بنت الحارث بن مالک بن غنم، جوقبیلہ لخم کے تھے۔

معد بن عدنان کی ماں مہدہ تھیں، بنت اللحم بن جلحب بن جدیس بن جاثر بن اَرَم۔

قصّی بن کلاب

محمد بن عمر الاسلمی نے اہل مدینہ کے متعدد علماء کے حوالہ سے اور ہشام بن محمد نے محمد بن السائب الکلبی کے حوالہ سے ہم کو یوں خبر دی: کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک نے فاطمہ کو اپنے نکاح میں لے لیا، فاطمہ سعد کی بیٹی تھیں ابن سیل ،سیل کا اصل نام خیر تھا، بن حمالۃ بن عوف بن عامر، عامر ہی کو جادر (دیوار بنانے والا) کہتے ہیں کہ انہی نے پہلی مرتبہ جدار (دیوار) کعبہ کی تعمیر کی ،بن عمرو جعصۃ بن مبشر بن صعب بن دُہمان بن نصر بن الازو۔یمن سے جن دنوں قبائل ان سے باہر نکل کے آباد ہوئے انہیں دنوں میں جعثمہ بھی نکل آئے۔اور بنی الدیل میں ٹھہرے یعنی دیل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ،ان سے محبت کا وعدہ قائم کرلیا، باہم رشتہ داریاں ہوئیں ان لوگوں نے جعثمہ کے ہاں شادی کی اور جعثمہ کو اپنی لڑکی بیاہ دی۔

کلاب بن مرہ کی نسل سے فاطمہ بن سعد کے زہرۃ بن کلاب پیدا ہوئے پھر کچھ زمانے بعد قصی کی ولادت ہوئے جن کا نام زید رکھا گیا۔کلاب بن مرۃ کی وفات پر( ) بن حرام بن ضمنہ بن عبد( ) بن عذرۃ بن سود بن زید، جو قضاعہ کے تھے۔وہاں آئے اور فاطمہ بنت سعد کو اپنی قوم بنی عذرۃ کے علاقے میں لے آئے۔جو ملک شام کے سرغا تھے اور سرغ کے آگے اور پیچھے انہیں کا علاقہ تھا۔زہرہ بن کالب تو بڑے تھے۔اپنی قوم ہیم میں رہ گئے۔مگر قصی چھوٹے تھے۔اور ابھی ان کا دودھ چھڑایا تھا۔فاطمہ ان کو اپنے ساتھی لے گئیں اسی سبہ سے جام بھی قصی مشہور ہوا کہ وہ انہیں لے کیر شام کی طرف چلی گئی تھیں، دہاں ربیعہ کی نسل سے( ) ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام رزاح پڑا۔

مکہ مکرمہ کی طرف واپسی

قصی اپنے آپ کو ربیعۃ بن حرام سے منسوب کرتے تھے (یعنی ربیعۃ کو اپنا والد کہتے تھے) قبیلہ قضاعہ کے ایک شخص سے جس کا نام رقیع تھا ان کا تیراندازی کا مقابلہ ہوا ہشام بن الکلبی کہتے ہیں کہ یہ بنی عذرہ کا ایک فرد تھا۔قصی اس پر غالب آئے ،منضول (مغلوب) کو غصہ آیا ،دونوں میں جھگڑا بڑھا، یہاں تک کہ بے ہودہ باتیں شروع ہوئیں ،جھگڑا ہونے لگا، رقیع نے کہا،تو کچھ ہم میں سے تو ہے نہیں پھر اپنے شہر میں کیوں نہیں جاتا ،اپنی قوم سے کیوں نہیں جاملتا؟ وہاں سے لوٹ کے قصی اپنی ماں کے پاس آئے اور پوچھا میرے والد کون ہیں؟

جوب ملا ربیعۃ۔

قصی نے کہا: ربیعہ اگر میرے والد ہوتے تو میں نکالا جاتا۔

قصی کی والدہ بولیں۔ تو نے کیا کہدیا؟ واللہ اچھے پڑوسی کا بھی لحاظ نہیں کیا، حقوق کی حفاظت اور انکی رعایت بھی نہ رکھی۔ میرے بیٹے خدا کی قسم تو اپنی ذاتی حیثیت سے اپنے والد کی حیثیت سے اپنے خاندان کی حیثیت سے اس سے کہیں زیادہ شریف ہے اور تیرا گھرانا اس سے بہت اشرف ہے، کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ القرشی تیرے باپ تھے، تیری قوم مکے میں بیت الحرام کے پاس اور اس کے اردگرد مقیم ہے۔

قصی نے کہا: یہ بات ہے تو خدا کی قسم میں یہاں کبھی نہ ٹھہروں گا۔

ماں بولی: اچھا تو ابھی ٹھہر: یہاں تک کہ حج کا موسم آجائے۔ اس وقت نکل کے حجاج عرب کے ساتھ چلے چلانا، کیونکہ میں ڈرتی ہوں تجھے کوئی نقصان نہ پہنچائے۔

قصی ٹھہر گئے۔ جب وہ وقت آیا تو ماں نے قبیلہ قضاعہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ انہیں روانہ کردیا۔ مکے پہنچے تو زہرہ (ابن کلاب) ان دنوں زندہ تھے۔ اس وقت زہرہ اور قصی دونوں کے دونوں حج کی تیاری میں تھے۔ قصی نے ان کے پاس آکے کہا۔

میں تیرا بھائی ہوں۔

زہرہ کی بینائی جاتی رہی تھی، بوڑھے ہو چکے تھے، جواب دیا۔ اچھا میرے قریب آؤ۔ قریب پہنچے تو زہرہ نے ان کے جسم پر ہاتھ پھیر کر کہا: خدا کی قسم میں اس آواز کو جانتا ہوں۔ اس شباہت کو پہچانتا ہوں۔

جب حج سے فراغت ہو چکی تو بنی قضاعہ نے جو قصی کے ساتھ آئے تھے انہیں اپنے ساتھ لیکر چلنے کی فکر کی کہ قضاعہ کے شہر میں واپس لے چلیں، مگر قصی نے جو کہ ایک طاقتور سخت مزاج، ثابت قدم، پرجوش، اور شباب کی امیدوں سے بھرے ہوئے تھے۔ انکار کردیا اور مکے ہی میں رہے، تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ حلیل بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن ربیعہ کی بیٹی حبی کے لئے پیغام دیا، حلیل کہ لحی الخزاعی انہی سے مراد ہے اور وہی اس زمانے میں مکہ کی حکومت اور خانہ کعبہ کی حجابت (پردہ داری) کے متولی تھے قصی کے خاندان سے واقف ہو کر ان کی جانب ہو گئے اور لڑکی بیاہ دی۔

بیت اللہ کی سربراہی ...... حلیل کی وفات پر ان کے بیٹے۔ المحترش، جانشین ہوئے کہ ابوغبشان انہی کی کنیت تھی ہر سال موسم حج میں اہل عرب ان کو کچھ محصول (ٹیکس) دیا کرتے تھے۔ ایک سال اس میں کمی کردی اور جو دیتے تھے۔ اس میں سے کچھ نہ دیا۔ محترش کو غصہ آیا تو قصی نے ان کی دعوت کی اور خوب پائی، اسی حالت میں کچھ اونٹ دے کر خانہ کعبہ کی سربراہی ان سے خرید لی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ ایک مشک بھر شراب دے کر یہ سربراہی خرید لی تھی۔ محترش راضی ہو گئے اور بیچ کر کے مکے کی جانب چلدیئے۔

خداش بن امیۃ الکعبی اور طاطمہ خزاعیہ جو صحابہ رسول اللہ ﷺ کی فیض یافتہ تھیں۔ ان دونوں کا بیان ہے کہ قصی نے جب حلیل بن حبیشہ کی بیٹی حبی کو اپنے عقد نکاح میں لیا اور ان سے لڑکے پیدا ہوئے تو حلیل نے کہا۔

قصی کے لڑکے میرے ہی لڑکے ہیں۔ میری ہی لڑکی کے لڑکے ہیں۔

خانہ کعبہ کی سربراہی اور مکے کی حکومت کا کام سنبھالنے کی قصی کو وصیت کر کے کہا کہ اس کے لئے تو ہی لائق ہے۔

یہ درمیانی حدیث تو ایک ضمنی روایت تھی اب پھر وہی پہلی روایت شروع ہوتی ہے جو محمد بن عمر بن واقد الاسلمی اور ہشام بن محمد الکلبی سے مروی ہے۔ یہ حضرات کہتے ہیں کہ)

بکر وخزاعہ کی تولیت کا اختتام ...... کہا جاتا ہے کہ جب حلیل بن حبشیہ انتقال کر چکے، قصی کی اولاد بڑھی مال ودولت میں زیادتی ہوئی، ان کی شرافت معظم ومسلم مانی جا چکی، تو قصی کی رائے یہ ہوئی کہ قبائل خزاعہ و بنی بکر کے مقابلہ میں خانہ کعبہ کی سربراہی اور مکے کی حکومت کے لئے۔ وہ خود ہی زیادہ حقدار واولیٰ ہیں کیونکہ اسماعیلؑ بن ابراہیمؑ (علیہما السلام) کی شاخ ہے تو قریش ہے اور یہی لوگ ان کی خالص اولاد میں ہیں، قریش و بنی کنانہ کے کچھ لوگوں سے قصی نے اس باب میں گفتگو کی اور مکہ سے قبائل خزاعہ اور بنی بکر کے نکالنے کی انہیں دعوت دے کر کہا: اس منصب کے لئے ان سے زیادہ لائق اور مناسب ہم لوگ ہیں۔

ان کی بات لوگوں نے مان لی اور اس تجویز میں انہیں کے پیروکار ہو گئے۔

قصی نے اپنے ماں شریک رزاح بن ربیعۃ بن حرام العذری کو بھی خط لکھ کر تیاری کے لئے دعوت دی، رزاح خود بھی مدد کو نکلے اور ان کے بھائی (باپ کی جانب سے صلبی اولا) حُن ومحمود وجلہمہ بھی انہی کے ساتھ ہو لئے اتباع میں قضاعہ کے اور لوگ بھی ساتھی چلے۔ اور مکے پہنچ گئے۔

قبیلہ صرقہ کے لوگ جو غوث بن مر کی اولاد میں تھے۔ عرفات سے لوگوں کو ہٹا دیا کرتے تھے جب تک ان میں سے کوئی فرد پہلے رمیِ جمار نہ کر لیتا لوگ یہ رکن ادا نہ کر سکتے۔ پہلے سال تو یہی قاعدہ رہا۔ لیکن ب دوسرے سال قبیلہ صرقہ نے (حج کے دنوں میں) اسی دائمی قانون پر عمل کیا تو قصی اپنی قوم قریش وکنانہ وقضاعہ کی جماعت ساتھ لیکر گھاٹی کے پاس پہنچے اور قبیلہ صوقہ سے کہا کہ تم سے زیادہ ہم اس کے مستحق ہیں، صوقہ نے انکار کیا تو باہم اس قدر جنگ ہوئی کہ صوقہ کے جلجوؤں کو آخر کار شکست اٹھانی پڑی، رزاح نے (یہ دیکھ کے کہ مخالفین کا زور ٹوٹ گیا ہے۔ قصی سے فرمائش کی کہ لوگوں کو رمی جمار کر کے گزر جانے کی اجازت دو، قصی نے اجازت دیدی اور جو کچھ مخالفین کے ہاتھ میں تھا۔ سب پر غالب آ گئے۔ اسی زمانہ میں افاضہ[1] آج تک (مولف کے زمانے تک) قصی کی ہی اولاد میں ہے۔

اس شکست سے خزاعہ اور بنی بکر کو شرمندگی ہوئی، قصی سے الگ ہو گئے۔ یہ دیکھ کر قصی نے پھران کے ساتھ جنگ کی تیاری کی۔ الطح میں بڑے معرکہ کا رن پڑا فریقین میں بہت سے قتل ہوئے آخر مصالحت کی جانب مائل ہوئے اور لیمر بن عوف بن کعب بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کو فیصل ٹھہرایا۔ یعمر نے یہ فیصلہ کیا کہ: خانہ کعبہ کی سربراہی و حکومت مکہ کے لئے خزاعہ سے قصی بن کلاب زیادہ بہتر ہیں۔

قصی نے خزاعہ و بنی بکر کے جو خون کئے ہیں وہ سب میرے قدموں تلے پامال ہیں۔ یعنی ان کا کوئی خون بہا نہیں۔

(۲) خزاعہ و بنی بکر نے قریش و بنی کنانہ کے جو خون کئے ہیں ان کا خون بہا دینا ہوگا۔

(۴) قصی کے لئے خانہ کعبہ کی سربراہی و مکہ کی حکومت خالی کر دی جائے۔

اسی دن سے یعمر کا نام یعمر الشداخ پڑا کہ اپنے فیصلے سے تمام خون شدخ[2] کر دیئے۔

---

[1] افاضہ سے طواف افاضہ مراد ہے۔ [2] شدخ اصل میں توڑنے کو کہتے ہیں، مراد معنی خون کا کوئی معاوضہ ودیت قرار نہ دینا ہدر کر دینا، شداخ اسم مبالغہ، جس میں یہ صفت نہایت مبالغہ کے ساتھ پائی جاتی ہو۔

سرآغاز قریش

مقداد(ابن الاسود) کہتے ہیں: جب قصی کو فرصت حاصل ہوئی اور خزاعہ اور بنی بکر مکے سے نکالے جا چکے، تو قریش ان کے پاس جمع ہوئے اور اسی دن سے (اس اجتماعی حالت کی بناء پر) یہ لوگ قریش کے نام سے جانے گئے۔ تقرش (جس سے لفظ قریش نکلا ہے اس کے معنی بھی تجمع (اجتماع) ہی کے ہیں۔

قصی کے معملات بہتر اور سیدھے ہوئے۔ تو ان کے اخیافی (یعنی ماں شریک) رزاح بن ربیعۃ العذری اپنی برادری والوں کے ساتھ جو کہ تین سو کی تعداد میں تھے اپنی علاقہ میں واپس گئے رزاح اور حن، قصی سے ملا کرتے تھے۔ حج کے موسم میں مکے آیا کرتے تھے، انہیں کے ساتھ رہتے تھے انہیں کے گھر ٹھہرتے تھے اور دیکھتے تھے کہ قریش و عرب ان کی کیسی تعظیم کرتے تھے قصی بھی رزاح اور حن کی بزرگی کا لحاظ رکھتے تھے اور انہیں صلہ دیا کرتے تھے قریش کے پیش نظر بھی ان کا اعزاز و اکرام تھا۔ کیونکہ جنگ خزاعہ و بکر میں قریش کو ان سے مدد ملی تھی۔ اس آزمائش میں وہ پورے اترے تھے اور حق استقامت ادا کیا تھا۔

قریش نام رکھنے کی وجہ...... ہشام بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قریش کی وجہ تسمیہ فقط یہ ہے۔ کہ فہر کے تینوں بیٹوں میں دو تو ایک ماں سے تھے اور ایک بیٹا دوسری ماں سے تھا۔ یہ سب جدا جدا ہو کے مکہ میں الگ الگ ٹھہرے، کچھ زمانے تک تو یہی حال رہا۔ مگر پھر کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ آپس میں اکھٹے ہو گئے مل جل گئے۔ بنی بکر نے اس پر کہا، لقد تقرش بنو جندلۃ [1] (جندلہ کی اولاد نے تو پھر تقرش یعنی اجتماع کرلیا)

بت پرستی کی ابتداء

قبیلہ مضر کا پہلا شخص جو مکے میں ٹھہرا وہ خزیمہ بن مدرکہ تھا، یہی وہ شخص ہے جس نے پہلی مرتبہ ہبل (بت) اس کی جگہ رکھ دیا تھا۔ اور اسی وجہ سے اس بت کو صنم خزیمہ۔ (یعنی خزیمہ کا بت) کہتے تھے۔

خزیمہ کی اولاد مکہ ہی میں رہ پڑی اور اس وقت تک مقیم رہی جب تک کہ فہر بن مالک اس کے وارث ہوئے۔ اس زمانے میں بنی اسد و بنی کنانہ کے جو لوگ مکہ میں تھے سب کے سب نکل گئے اور وہاں جاکے آباد ہوئے جہاں آج تک (مصنف کے زمانے تک) ان کی رہائش گاہ اور گھر موجود ہیں۔

قصی بن کلاب کی اولاد

محمد بن السائب کہتے ہیں کہ قصی کی تمام اولاد ان کی بیوی حُبّی بنت حُلَیل سے ہے۔

لڑکے:

---

[1] جندلہ کی اولاد سے فہر بن مالک ہی کی اولاد مراد ہے کیونکہ انہیں کی بیوی کا نام جندلہ بنت عامر بن الحارث یا جندلہ بنت الحارث تھا۔ اہل عرب میں طریق خطاب یہ بھی تھا کہ محل استعجاب میں بجائے نسبت ابوت کے نسبت امومت درمیان میں لاتے تھے۔

(۱) عبدالدار بن قصی جوان کے پہلے بیٹے تھے۔
(۲) عبدمناف بن قصی جن کا نام مغیرہ تھا۔
(۳) عبدالعزیٰ بن قصی۔
(۴) عبدبن قصی۔

لڑکیاں:

(۱) تخمر بنت قص:۔
(۲) برہ بنت قصی:۔

عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں:۔قص کہا کرتے تھے کہ میرے چار لڑکے ہیں جن میں دو کے نام تو میں نے اپنے معبود کے نام پر رکھے ہیں ایک کو اپنے گھر کی نسبت سے اور ایک کو خاص اپنے سے موسوم کیا ہے اسی وجہ سے عبد بن قصی کو عبد قصی کہتے تھے، جن دو لڑکوں کو اپنے معبود کے نام پر نام رکھا تھا وہ عبدمناف وعبدالعزیٰ تھے۔اور عبدالدار ؎۲ نام رکھنے کا سبب دار (گھر) کے نام پر نام رکھنا تھا۔

دارالندوہ

قریش کی مجلس شوراء...... محمد عمر الاسلمی نے دو طریقوں سے روایت کی ہے، ایک روایت تو عبداللہ بن جعفر الزہری سے ہے جنہوں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن مسور بن مخرمہ کی کتاب سے محمد بن جبیر بن معطِم کے حوالہ سے یہ خبر دی ہے، دوسری روایت محمد بن السائب سے ہے جو ابو صالح کے واسطے سے ابن عباس کا قول بیان کرتے ہیں۔ان دونوں روایتوں میں بالاتفاق کہا گیا ہے کہ کعب بن لوی کے پہلے بیٹے قصی بن کلاب ہی ہیں جن کو ملک ومملکت حاصل ہوئی اور قوم نے بھی ان کی اطاعت کی، وہ اہل مکہ میں ایسے مانے ہوئے شریف تھے کہ کسی کو ان کی شرافت وعظمت میں کوئی بات کرنے کی گنجائش نہ تھی۔قصی نے دارالندوہ تعمیر کر کے اس کا دروازہ بیت اللہ کی جانب رکھا یہی دارلندوہ ہے جس میں قریش کے تمام معاملات کے فیصلے ہوئے تھے، مثلاً: نکاح یا جنگ یا سامنے آنے والے مسائل میں مشورہ۔سب کا محل یہی تھا۔حتی کہ:

۱: جب لڑکی بالغ ہوتی اور قمیص پہننے کی عمر کو پہنچتی تو اس کی قمیص وہیں چاک کی جاتی اور پھر وہیں سے اپنے گھر والوں میں پہنچائی جاتی۔
۲: جنگ کا جھنڈا چاہے اپنے لئے ہو یا کسی دوسری جماعت کے لئے، دارالندوہ ہی میں گاڑا جاتا جو قصی کا خاص کام تھا۔
۳: لڑکے کا ختنہ ہوتا تو دارالندوہ ہی میں ہوتا۔
۴: قریش کا کوئی قافلہ نکلتا تو وہیں سے ہو کے نکلتا۔
۵: قصی کے بڑے لوگ مشورہ کو بابرکت بنانے، اور ان کے فضل وشرف کا اعتراف کرنے کے لئے سفر سے

؎۲ عربی میں (گھر کو دار کہتے ہیں، بشرطیکہ وسیع ہو اور اس پر عمارت کا اطلاق ہو سکے، ورنہ معمولی مکان کو بیت کہیں گے۔

واپس آتے تو پہلے دارالندوہ یہی میں اترتے۔
جسطرح کسی مذہب کی پیروی کی جاتی ہے اہل مکہ اسی طرح قصی کے حکم کی پیروی کرتے زندگی تو زندگی، قصی کے مرجانے کے بعد انہیں کے حکم پر عمل ہوتا۔

قصیٰ بن کلاب کے اختیارات......ا: حجابت (خانہ کعبہ کی پردہ برادری یا دربانی کہ جسے چاہیں اندر جانے دیں اور جسے چاہیں نہ جانے دیں۔
۲: سقایہ (حاجیوں کو پانی پلانا۔
۳: رفادہ (حاجیوں کو کھانا کھلانے کا انتظام۔)
۴: لواء (جنگ کا جھنڈا بلند کرنا۔)
۵: ندوہ (مجلس شوریٰ یا ایوان حکومت)
۶: حکومت مکہ۔ یہ سارے اختیارات قصی کے ہاتھ میں تھے۔
۷: اہل مکہ کے علاوہ جو لوگ مکہ میں داخل ہوتے قصی ان سب سے عشر (دس فیصد ٹیکس) لیا کرتے۔

دارالندوہ نام رکھنے کی وجہ...... دارالندوہ نام رکھنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ قریش کا منتدیٰ (یعنی محل اجتماع) تھا۔ نیک و بد خیر و شر، کوئی معاملہ ہو، سب کے لئے۔ وہیں جمع ہوتے (ندوے کا ماخذ ندی ہے) اور ندی قوم کے مجمع کو کہتے ہیں، جب وہ مجتمع ہوں تو اسی مناسبت سے ان کے دارالاجتماع کو ندوہ یا دارالندوہ کہیں گے۔

آبادی مکہ.......... قصی نے مکہ کے مختلف حصہ کر کے اپنی قوم میں تقسیم کر دیئے۔ اور ان منازل و مقامات میں قریش کی جماعتیں آباد کیں جہاں وہ اب (مصنف کے زمانہ سے) ہیں مکے میں عضاہ اور سلم کے درخت بکثرت تھے ،حرم کے اندر ان کے کاٹنے سے قریش پر خوف طاری ہوا تو قصی نے خود ان کے کاٹنے کا حکم دیا۔؛ اور کہا کہ "یہ صرف اپنے مکانات و محلات اور راستوں کے لئے تم کاٹتے ہو جو خرابی چاہئے اس پر خدا کی لعنت۔
یہ کہہ کے اپنے ہاتھ سے درخت کاتے اور ان کے انصار و مددگاروں نے بھی کاٹنے شروع کئے تو قریش نے بھی ہاتھ لگایا اور سب کاٹ ڈالے۔

مجمع

قصی کو ملنے والا خطاب...... قریش نے قصی کو مجمع (جمع کرنے والے) کے لقب سے ملقب کیا، کیونکہ انہیں کی بدولت قریش کو مل جل کر رہنا نصیب ہوا تھا، (اسی وجہ سے) ان سے اور ان کے حکم سے برکت حاصل کرتے تھے ان کا اعزاز و اکرام کرتے تھے اور انہیں اپنا مالک حکمران بنا رکھا تھا۔

قصی نے قریش کی جماعتیں ابطح ۱ میں لا بسائیں، اسی لئے یہ سب قریش البطاح کے نام سے جانے گئے۔

قبائل بنی معیص بن عامر بن لوی و بنی تیم الا درام بن غالب بن فہر و بنی محارب بن فہر و بنی حارث بن فہر ظہر مکہ یعنی اس کے بالائی حصے میں مقیم رہے۔ یہی لوگ ظواہر ۲ ہیں کیونکہ قصی کے ساتھ یہ مقام ابطح میں نہیں اترے تھے۔ البتہ ابوعبیدہؓ بن الجراح کا گروہ جو بن حارث بن فہر سے تھا ابطح میں ٹھہرا۔ لہٰذا یہ لوگ مطیبین ۳ اہل ابطاح کے ساتھ شمار ہوتے تھے۔

ایک شاعر جس سے مراد ذکوان ہے، کہ عمرؓ بن الخطاب کا آزاد غلام تھا اور ضحاک بن قیس الفہری نے اس کو مارا تھا، کہتا ہے۔

فلو شهد قنى من قريش عصابة قريش الطاح لاقريش الظواهر

(اے کاش قریش کی ایک جماعت میرے سامنے ہوئی مگر یہ جماعت قریش بطاح کی ہوتی قریش ظواہر کی نہ ہوتی)

ابو كم قصى كان يدعى مجمّعا به جمّع الله القبائل من فهر

(تمہارے ہی باپ قصی بن کلاب کہے جاتے تھے انہیں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قبائل فہر مجتمع و یکجا کر دیئے)

غرض کہ قریش کے جمع کر دینے کی وجہ سے قصی مجمع کہے گئے۔ اور قریش کا نام بھی قصی ہی کی بدولت قریش پڑا۔ ورنہ اس سے پہلے ان کو بنی النضر یا اولاد نضر کہتے تھے۔

قریش نام پڑنے کی وجہ ......

سعید بن محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے محمد بن جبیر سے دریافت کیا کہ:

قریش کا نام قریش کب پڑا۔

محمد نے جواب دیا: قریش کا نام قریش اس وقت پڑا جب یہ لوگ تفرق و پریشانی کے بعد جمع ہوئے۔ اسی اجتماع کا نام تقرش (یعنی قرشت یا قریشیت) ہے، عبدالمطلب نے کہا میں نے یہ بات تو نہیں سنی البتہ یہ سنی ہے کہ قصی کو قریشی کہتے تھے اور اس سے پہلے قریش کا نام نہیں پڑا تھا۔

ابوسلمہؓ بن عبدالرحمٰنؓ بن عوف کہتے ہیں: قصی جب حرم میں ٹھہر کے غالب آ چکے تو اچھے اچھے کام کئے، لہٰذا انہیں قریشی کہا گیا، اس نام سے پہلی مرتبہ وہی جانے لگے۔

ابوبکر بن عبداللہ بن ابوجہم کہتے ہیں: قریش کے نام سے نظر بن کنانہ جانے گئے تھے۔

شریعتِ ابراہیمی پر زیادتیاں اور بدعات ......

یعقوب بن عتبہ الاخنسی کہتے ہیں: قریش و کنانہ و خزاعہ اور بقیہ اہل عرب کے وہ تمام لوگ جو قریش کے سلسلہ اولاد میں داخل تھے۔ یہ سب جلکے سب حمس

---

۱ ابطح، بطحاو، بطاح: وہ فراخ وسیع وادی جس میں ریت اور کنکریاں ہوں ۲ قریش الظواہر، جو مکے کے بالائی حصوں میں مقیم تھے قریش البطاح، جو مکے کے اندر فروکش ہوئے ۳ فرزندان عبدمناف و بنی عبدالدار میں کہ یہ سب قصی کی اولاد تھے، حجابہ ورفادہ ولواء سقایہ کے متعلق منازعہ تھا۔ جسے طے کرنے کے لئے ایک جماعت آمادہ ہوئی تھی اور اسی جماعت کا نام مطیبین پڑا تھا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے خاندان والے انہیں لوگوں کے پڑوس میں آباد ہوئے تھے۔

(یعنی تحمس وتشدد وسخت پکڑنے والے اور رسوم کی پابندی کے متعلق اپنے اوپر سختی اور تشدد کرنے والے تھے۔
یہی روایت محمد بن عمر نے بھی کی ہے۔ مگر سند دوسری ہے، جس میں اتنا اضافہ ہے کہ قریش کے سلسلہ اولاد والے یا قریش کے حلیف بھی (یعنی وہ قبائل جو قریشیوں کے ساتھ پیمان رفاقت باندھتے تھے) متحمس تھے۔
محمد بن عمر کہتے ہیں: تحمس وہ چیزیں تھیں جو ان لوگوں نے دین میں ایجاد کی تھیں۔ ان نئی ایجادات پر وہ تحمس یعنی تشدد کرتے تھے۔ کہ سختی سے اپنے آپ کو ان کا پابند رکھا تھا۔
(۱) حج کر لیتے تو حرم سے باہر نہ نکلتے۔ اس وجہ سے حق تک پہنچنے سے قاصر رہتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم (علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے لئے جو شریعت قرار دی تھی وہ عرفات پر وقوف کی شرط تھی کہ وہ من جملۂ مقام حل ہے۔
(۲) گھی کو (موسم حج میں) پکا کے صاف نہیں کرتے تھے (اور ایسا کرنا حرام جانتے تھے۔)
(۳) بالوں کے چتر (چھتر یا چھوٹے شامیانے یا مختصر سائبان) نہیں بنتے تھے (یا نہیں بناتے تھے۔
(۴) خود یہ لوگ ادیم (کیمخت) کے سرخ رنگ کے جتے (یعنی چھوٹے چھوٹے شامیانے) نصب کر کے (ایام حج میں) رہتے اور مذہباً ایسا کرنا ضروری سمجھتے تھے)
(۵) جو حاجی باہر سے آتا تو اس پر لازم تھا کہ کپڑے پہنے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کرے لیکن یہ پابندی اس شرط کے ساتھ تھی۔ کہ ابھی وہ عرفات میں نہ گیا ہو۔
(۶) عرفات سے واپس آتے تو ننگے ہو کے خانہ کعبہ کا طواف اضافہ کرتے یا پہنتے بھی تو دواحمسی [1] کپڑے پہنتے۔
(۷) اگر کوئی اپنے دو کپڑے پہنے ہوئے طواف کرتا تو پھر ان کپڑوں کا پہننا اس کے لئے حلال نہ ہوتا۔

مزدلفہ کی روشنی …… محمد بن عمر کہتے ہیں، قصی جس وقت مزدلفہ میں ٹھہرے تو وہاں آگ جلانے کی رسم نکالی، کہ عرفات سے جو آ رہا ہو وہ اس روشنی کو دیکھے اس رسم کے مطابق ہمیشہ یہ آگ اسی رات میں یعنی اجتماع عرفات (حج کی رات) میں روشن رہا کرتی، جاہلیت میں یہی قانون (آخر تک) تھا۔
عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ کے زمانہ میں بھی ہوا کرتی تھی۔
محمد بن عمرؓ کہتے ہیں: یہ روشنی میرے نزدیک اب بھی ہوتی ہے۔

حاجیوں کی آسائش …… قصی نے قریش رسقایہ ورفادہ (یعنی حاجیوں کو پانی پلانا اور کھانا کھلانا لازم قرار دے کے ان سے خطاب کیا۔)

> اے جماعت قریش تم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہو، پڑوسی ہو، اللہ کے گھر والے ہو اہل حرم ہو، حاجی اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اس کے گھر کی زیارت کرنے والے ہیں، اور تمام مہمانوں سے زیادہ عزت کے مستحق ہیں لہٰذا تم بھی ان کے لئے حج کے دنوں میں کھانے پینے کا انتظام کردو، اور یہ انتظام اس

---

[1] احمس انہیں لوگوں کو کہتے تھے۔ بضرورت دو کپڑے پہن کے طواف کرنے کی رسم بھی انہیں نے نکالی تھی، لہٰذا ان کپڑوں کو بھی انہیں سے منسوب کر کے احمسی کپڑے کہتے تھے ان رسوم کے اختیار کرنے کا سبب ان کی رائے میں خانہ کعبہ کا ادب واحترام تھا، انہیں رسوم تعظیمی کی شہادت دینے کے لئے عربی زبان میں لفظ حمست بوزن ومعنی حرمت یعنی اکرام واحترام آج تک چلا آتا ہے۔

وقت تک کے لئے ہو کہ وہ تمہارے ہاں سے رخصت نہ ہو جائیں۔

حاجیوں کی آسائش کے لئے قریش ہر سال اپنے مال و دولت میں سے کچھ مقدار نکال کے قصی کے سپرد کر دیا کرتے تھے جو منیٰ (منا) کے دنوں میں اور مکے میں لوگوں کو اسی آمدنی سے کھانا کھلواتے اور پانی کے لئے حوض تیار کرواتے جن سے مکے منا و عرفات میں لوگ سیراب ہوتے جاہلیت میں ہمیشہ یہ قانون جاری رہا اور قصی کی قوم اس پر عمل کرتی رہی۔ یہاں تک کہ اسلام آیا اور اسلام میں بھی آج تک (یعنی مصنف کے زمانہ تک) یہی طریقہ جاری ہے۔

عبدالدار............ قصی جب بوڑھے ضعیف ہوئے تو عبدالدار سے جو کہ ان کے پہلے لڑکے اور اولاد میں سب سے بڑے تھے۔ مگر ضعیف واقع ہوئے تھے حتیٰ کہ ان کے چھوٹے بھائی ان پر فائق رہتے تھے، یہ کہا کہ بیٹا: خدا کی قسم یہ لوگ اگرچہ تجھ پر فائق ہیں مگر میں تجھے ان لوگوں کے ساتھ ملائے دیتا ہوں (برابر کئے دیتا ہوں)۔

(۱) ان میں سے کوئی شخص خانہ کعبہ میں اس وقت تک داخل نہ ہو سکے گا جب تک تو دروازہ نہ کھولے اور اسے اندر جانے دے۔

(۲) قریش جنگ کا کوئی جھنڈا بلند نہ کر سکیں گے جب تک کہ تو اپنے ہاتھ سے بلند نہ کرے۔

(۳) مکے میں جب کوئی پانی پیئے گا تیرے پلانے سے پیئے گا۔

(۴) حج کے موسم میں جو کوئی کھانا کھائے گا۔ تیرے کھانے میں سے کھائے گا۔

(۵) قریش اپنے جس کام کا فیصلہ کرنا چاہیں گے۔ تیرے ہی گھر میں کریں گے۔

یہ کہہ کر قصی نے عبدالدار کو (۱) دارالندوہ (۲) خانہ کعبہ کی حجابت (۳) لواء (۴) سقایت (۵) رفادت، دے دی اور یہ تخصیص اس لئے کی کہ یہ دوسرے بھائیوں کے برابر ہو جائیں۔

قصی کی وفات ...... قصی نے انتقال کیا تو مقام حجون میں دفن ہوئے (اس حادثے میں انکی بیٹی تخمرہ اپنے باپ کے مرثیے میں کہتی ہیں۔

طرق النعیّ بعید لوم الهجد فنعیٰ قصتیا ذا الندی و اسوده

(سونے والے شب میں سو رہے تھے کہ کچھ ہی دیر کے بعد موت کی خبر دینے والے نے دروازہ کھٹکھٹایا اور قصی کے مرنے کی خبر سنائی جو کریم تھے، سخی تھے اور سردار اور قوم کے رہبر تھے۔)

فنعی المهذب من لوّی کلها نانهلّ ومعی کالجمان العفرم

(اس نے ایسے شخص کے مرنے کی خبر سنائی جو تمام خاندان لوی میں سب سے زیادہ مہذب تھا یہ سن کے میرے آنسو چلنے لگے جیسے موتی کی ایک لڑی بکھر جائے)

فارقت من حزن وهم داخل اوق السلیم[۱] لوجده المتفقد

(اس اندرونی رنج و غم سے میرے نیند اچٹ گئی، جاتی رہی، جیسے بے قراری کی وجہ سے سانپ کے ڈسے ہوئے کی حالت ہوتی ہے)

---

[۱] سلیم اور مسلوم، اس شخص کو کہتے ہیں جیسے سانپ نے ڈسا یا بچھو نے ڈنک مارا ہو۔

عبدمناف .... محمد بن السائب کہتے ہیں قصی کے انتقال کرنے پر عبد مناف بن قصی انکے قائم مقام ہوئے۔ قریش کے تمام امور انہیں کے ہاتھ میں تھے قصی نے اپنی قوم کے لئے جن محلات ک بنیاد ڈالی تھی عبد مناف نے ان کے علاوہ دوسرے محلات کی بنیاد بھی ڈالی یہ عبدمناف ہی کی خصوصیت تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جب آیۃ'' وانذر عشیر تک الاقــــربیــن ''ترجمہ: اپنے خاندان کے قریب ترین لوگوں کو خدا کے خوف سے ڈراؤ) نازل فرمائی تو آنحضرت (صلوات اللہ علیہ) نے مخصوص خاندانِ عبدمناف کے مخصوص لوگوں کو ہی انذار فرمایا یعنی خداوندی کے غصہ سے ڈرایا۔

ابن عباس کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جب رسول اللہ پر یہ آیت:۔ وانــذر عشیرتک الاقـربیـن :نازل فرمائی تو آنحضرت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مروہ پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اور وہاں سے آواز دی یاٰل فھر (اے خاندان فہر کے لوگوں کہاں ہیں، آواز دیتے ہی تمام قریش حاضر ہو گئے۔

ابولہب بن عبدالمطلب نے کہا: اولا د فہر یہ تیرے سامنے ہے جو کہنا ہو کہہ آنحضرت (سلام اللہ علیہ و برکاتہ) نے فرمایا یاٰل غالب، اس آواز پر حارث اور فہر کے جنگجوؤں کی اولا د واپس چلی گئی۔

آنحضرت (علیہ التحیات) نے فرمایا یاٰل لوئ بن غالب، اس آواز پر تیم الادرم بن غالب کی اولا د واپس گئی۔

آنحضرت (رحمۃ اللہ وصلوات علیہ) نے فرمایا: یاٰل کعب بن لوئ اس آواز پر عامر بن لوئ کی اولا د واپس گئی۔

آنحضرت (علیہ السلام) نے فرمایا: یاٰل مـرۃ بن کعب اس آواز پر عـدی بن کعب کی اولا د اور سہم و جمح عمرو بن ہصیص بن کعب کے بیٹوں کی اولا د واپس گئی۔

آنحضرت (برکات اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: یـاٰل کـلاب بـن مرۃ، اس آواز پر مخزوم بن یقظہ بن مرہ اور تیم بن مرہ کی اولا د واپس گئی۔

آنحضرت (بارک اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:۔ یــاٰل قـصـی، اس آواز پر عبد الدار بن قصی کی اولا د اسد بن عبد العزیٰ بن قصی کی اولا د اور عبد بن قصی کی اولا د واپس گئی۔

ان سب کے چلے جانے پر ابولہب نے (آنحضرتؐ) سے کہا: یہ عبدمناف کی اولا د تیرے سامنے ہیں اب جو کہنا ہو کہہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

توحید کی دعوت .... انّ اللہ قد امرنی ان انذر عشیرتی الاقربین، وانتم الاقربون من قریش، وانی لا املک لکم من اللہ خطاولامن الاخرۃ نصیباً الا ان تقولوا لا الٰہ الا اللہ فاشھد بھا لکم عند ربکم وتدین لکم بھا العرب وتذل لکم بھا العجم۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اپنے قریب ترین خاندان والوں کو ڈراؤں قریش میں قریب ترین تمہیں لوگ ہو، میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نہ کسی حصے کا مالک بنا سکتا نہ آخرت سے کوئی آسرہ دلا سکتا۔ سوائے اس صورت کے کہ تم، لا الٰہ الا اللہ کہو اس میں:

توحید کا اقرار کرنے کے نتائج .... (ا:) میں تمہارے پروردگار کے سامنے تمہارے حق میں

شہادت دوں گا۔

(۲) تمام عرب تمہارا ہی دین اختیار کرے گا اور تمہارے ہی طریقہ کی پیروی کرے گا۔

(۳) اس کے کہنے پر تمام عجم تمہارا تابع اور مطیع ہو جائیگا۔

ابولہب نے یہ سن کر کہا۔ تبا لک فلھذا دعوتنا ؟ تو خسارے میں رہے، کیا اسی لئے تو نے ہم لوگوں کو بلایا تھا۔؟ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ''تبت یدا ابی لھب'' نازل فرمائی۔

فرماتے ہیں ''تبت یدا ابی لھب'' یعنی ''خسرت یدا ابی لھب'' (ابولہب کے دونوں ہاتھ خسارے میں رہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے پیغمبر تو نقصان میں نہیں رہا۔ وہ خود ہی غائب و خاسر ہوا۔ کیونکہ توحید کے انکار کا آخری نتیجہ نقصان ہی ہوا کرتا ہے)

عبد مناف کی اولاد

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی۔ عبد مناف کے چھ لڑکے اور چھ لڑکیاں ہوئیں۔

(۱) مطلب بن عبد مناف یہ سب میں بڑے لڑکے تھے، انہی نے قریش کے لئے نجاشی (حکمران حبشہ) سے تجارتی معاہدہ کیا تھا کہ قریش اس کے ملک میں تجارت کر سکیں۔

(۲) ہاشم بن عبد مناف، ان کا نام عمرو تھا، انہوں نے ہرقل فرمانروائے قلمہ وشام وروم) سے وعدہ وعہد لیا تھا، کہ قریش امن وحفاظت کے ساتھ شام میں سفرِ تجارت کر سکیں۔

(۳) عبد شمس بن عبد مناف۔

(۴) الف) تماضر بنت عبد مناف۔

(۵) ب۔ حنہ بنت عبد مناف۔

(۶) ج۔ قلابہ بنتِ عبد مناف۔

(۷) د۔ برہ بنت عبد مناف۔

(۸) ھ۔ ہالہ بنت عبد مناف۔

ان پانچوں بہنوں اور ان کے تینوں بھائیوں یعنی آٹھ کے آٹھوں کی ماں عاتکہ کبریٰ تھیں بنت مرہ بن ہلال بن فالج بن ثعلبۃ بن ذکوان بن ثعلبۃ بن بہثۃ بن سلیم بن منصور بن عکرمہ بن خصفۃ بن قیس بن صعیلان بن مضر۔

(۹) نوفل بن عبد مناف، کسریٰ (بادشاہ ایران) سے انہی نے اجازت نامہ حاصل کیا تھا۔ کہ قریش، عراق میں سفر تجارت کر سکیں۔

(۱۰) ابوعمرو بن عبد مناف۔

(۱۱) ابوعبیدہ بن عبد مناف، یہ خود بھی انتقال کر گئے۔ اور نسل بھی نہ چلی، ان تینوں بھائیوں کی ماں واقدہ تھیں بنت ابوعدی کہ ان کا نام عامر تھا بن عبد لہم بن زید

(۱۲) و۔ رایط بنت عبد مناف، بلال بن معیط جو کہ بنی کنانہ بن خزیمہ سے ہیں ان کی اولاد انہی کے پیٹ سے تھی (یعنی زیطہ ہلال بن معیط کی منکوحہ تھیں۔) ریطہ کی ماں ثقفیہ تھیں یعنی ان کا نام بھی یہی تھا۔

ہاشم .... ابن عباسؓ کہتے ہیں، ہاشم کا نام عمرو تھا، ایلاف قریش یعنی قریش کا داب وطریقہ انہی سے منسوب ہے (اس ایلاف یاداب قریش کی تشریح ملاحظہ ہو)

وہ پہلے شخص ہیں کہ سال میں دومرتبہ قریش کے لئے (تجارت کی غرض سے) سفر کے طریقے نکالے ایک سفر تو سردیوں میں کرتے تھے (یعنی رحلۃ الشتاء) جس میں یمن وحبشہ تک جاتے، حبشہ میں اس کے حاکم نجاشی کے پاس پہنچتے جوان کا احترام کرتا اورانہیں عطیات دیتا۔

دوسرا سفر گرمیوں کا تھا (رحلۃ الصیف) جس میں شام تک جاتے، غزہ تک پہنچتے، کبھی کبھی انقرہ تک (واقع اناطول۔روم۔ جسے عوام آج تک انگورہ کہتے ہیں) پہنچ جاتے قیصر روم کی پیش گاہ تک آتے جوان کی بزرگی کا احترام کرتا اورنہیں انعامات دیتا۔

ہاشمیت کے خطاب ...... ایک مرتبہ قریش پر چندایسی خشک سالیاں گزریں ایسے ایسے قحط پڑے کہ مال ودولت سب کچھ جاتا رہا۔انہیں دنوں ہاشم نے شام کا سفر کیا۔وہاں پہنچ کر بہت سی روٹیاں پکوائیں جب تیار ہوگئیں تو بوریوں اورتھیلیوں میں بھر کے اونٹوں پر ڈال دیں، واپسی میں جب مکے پہنچے تو ان روٹیوں کو ہشم (یعنی روٹیوں کا توڑنا ہاشم توڑنے والا) یعنی توڑتوڑ کر ثرید بنالی۔(وہ اونٹ جن پر روٹیاں ڈالی تھیں) ذبح کرڈالے، باورچیوں کو حکم دیا انہوں نے گوشت پکایا۔ جب تیار ہوگیا تو دیگیں تھالیوں میں الٹ دیں مکے والوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا قحط کے بعد جس کی مصیبت میں لوگ مبتلا تھے، یہ پہلی بارش (بہت ارزانی اور فراخی تھی) اسی وجہ سے ان کا نام ہاشم پڑا عبداللہ بن الزبعری اس مسئلہ میں کہتے ہیں

عمرو العلیٰ ھشم الثرید لقومه ورجال مكة مسنتون عجافٖ

(بلندمرتبہ عمرو نے اپنی قوم کے لئے روٹیاں توڑ کے ثرید تیار کی، یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ مکے کے لوگ قحط زدہ کمزور ہورہے تھے۔

معروف بن خربوذ مکی سے خاندان عدی بن الخیار بن عدی نوفل بن عبدمناف کے ایک شخص نے اپنے باپ کے حوالے سے روایت کی کہ وہ وہب بن عبدقصی نے بھی اس معاملہ میں اشعار کہے تھے۔

تحهل هاشمٌ ما ضاق عنه واعيان يقوم به ابن بيض

(ہاشم نے وہ بوجھ اٹھالیا جسدک برداشت کرنے اوراسے ٹھا کے کھڑے ہونے سے شریف انسان تنگ آگئے، تھک گئے)

اتاهم بالغرائر متاٗفات من ارض الشام البر النفيضٖ

(لوگوں کے لئے وہ ملک شام سے عمدہ وصاف گیہوں کی بوریاں بھر بھر کے لائے جن کے سب ہی شوقین ہوتے ہیں)

فاوصع اهل مكة من هشيم وشاب الخبز باللحم الغريض

(انہوں نے بڑی وسعت وفراخی کے ساتھ روٹیاں توڑتوڑ کے مکے والوں کو پیش کی اور مزبہ گوشت سے تروتازہ کردیا۔)

فظل القوم بين مكللا هبّ　　　من الشيزاء حائرها يقيض

(سب لوگوں نے لکڑی کے ان پیالوں پر ہاتھ مارا جو بھرے ہوئے تھے اور ان کے کنارے چھلک رہے تھے)

بنی ہاشم و بنی امیہ میں دشمنی کی ابتداء............ امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی کو (مذکورہ واقعہ کی وجہ سے ہاشم پر حسد ہوا، وہ مالدار تھے۔ لہٰذا جو ہاشم نے کیا تھا یہ تکلیف وہی خود بھی کرنا چاہا مگر نہ کر سکے اور عاجز آ گئے قریش کے کچھ لوگوں نے اس پر گالی گلوچ کی تو امیہ کو غصہ آ گیا، ہاشم کو برا بھلا کہنے لگے اور انہیں مفاخرت[1] کی دعوت دی۔

ہاشم نے اپنی عمر و قدر و منزلت کا خیال کر کے باہم تفاخر کو ناپسند کیا مگر قریش نے نہ چھوڑا۔ اور ان کو مجبور کر لیا، (نہ چاہتے ہوئے بھی) ہاشم نے امیہ سے کہا کہ میں تیرے ساتھ اس شرط سے مفاخرت کرتا ہوں کہ اگر تو مغلوب ہو تو سیاہ آنکھوں کی پچاس اونٹنیاں وادیٔ مکہ میں تجھے ذبح کرنے کے لئے دینی ہونگی اور دس سال کے لئے مکہ سے جلاوطن ہونا پڑے گا۔ امیہ نے یہ شرط منظور کر لی، باہم تفاخر ہوا، بنی خزاعہ کے کاہن کو دونوں نے ثالث بنایا۔ جس نے ہاشم کے حق میں فیصلہ کیا، ہاشم نے امیہ سے وہ مشروط اونٹ لے لئے۔ ذبح کئے اور حاضرین کی مہمان نوازی کی امیہ ملک شام میں نکل گئے اور وہاں دس سال تک مقیم رہے۔

یہ پہلی دشمنی تھی جو ہاشم و امیہ کے قبائل میں واقع ہوئی۔

حکومت طلب کرنا............ علی بن یزید بن عبد اللہ بن وہب بن زمعہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قصی نے عبد الدار کو جو کچھ دیا تھا، یعنی حجابہ ولواء ورفادہ وسقیہ وندوہ، اولادِ عبد مناف یعنی ہاشم و عبد شمس و مطلب و نوفل نے اتفاق کر کے اولاد عبد الدار کے ہاتھوں سے نکال لینا چاہا۔ کیونکہ ان عہدوں کے لئے عبد الدار کی اولاد سے کہیں زیادہ وہ اپنے آپ کو مستحق سمجھتے تھے کہ عبد الدار پر ان کو شرف بھی حاصل تھا اور قوم میں بھی ان کی عظمت و بزرگی مانی جا چکی تھی۔

اس معاملہ کے غور فکر کرنے والے اور کام کرنے والے ہاشم عبد مناف تھے۔

بنی عبد الدار نے اختیارات کو سپرد کرنے سے انکار کیا اور عامر بن ہوشم بن عبد مناف بن عبد مناف بن عبد الدار اس معاملہ میں ان کی معاونت کرنے کو اٹھے۔

قبائل بنی اسد بن عبد العزی بن قصی، بنی زہرہ بن کلاب، و بنی تیم بن مرہ و بنی حارث بنی فہر نے بنی عبد مناف بن قصی کا ساتھ دیا۔ اور بنی عبد الدار کے ساتھ بنی مخزوم و سہم و جمح و بنی عدی بن کعب ہوئے بنی عامر بن لوی ومحارب بن فہر علیحدہ رہے اور دونوں فریقوں میں سے کسی کے ساتھ نہ ہوئے۔

مطیبین نام پڑنے کی وجہ...... دونوں جماعتوں میں سے ہر ایک نے اپنی جگہ خود سخت سے سخت قسمیں

---

[1] مناضرہ: مفاخرت اور اس کا محاکمہ، عربوں میں دستور تھا کہ جب فریقین اپنی عظمت پر زور دیتے تو سرداران قوم کے مجمع عام میں ثالثوں کو حکم بنایا جاتا۔ اور وہ کسی ایک کے حق میں فیصلہ کرتے اسی کا نام منافرہ تھا۔ ابتدا میں اس دستور کی حد یں قوت وطاقت کا فیصلہ ہو جانے کے بعد آگے نہ بڑھتیں فریقین جب مقابل ہوتے تو پہلا سوال یہ ہوتا کہ اینـا اعـز نفـراً یعنی فیصلہ کن امر یہ تھا کہ ہم میں از روئے تعداد و کثرت یا قلت انفار غالب کون ہے اور مغلوب کون ہے۔ منافرہ اسی سوال کا جواب دینے کے لئے ہوتا یہی اس کی وجہ تسمیہ ہے۔

کھائیں کہ: اپنی جماعت کو ذلیل نہ ہونے دیں گے اور اپنے میں سے کسی کو مقابل فریق کے سپرد نہ کریں گے۔ مابل یحر صوفۃ یعنی عہد و پیمان اس وقت تک برقرار رہے گا۔ جب تک کہ دریا کا پانی بھیڑ اور دنبے کی اون کو تر کر سکے اس زمانے میں قول وقرار کو مضبوط کرنے کے لئے یہی محاورہ استعمال میں تھا۔ مطلب یہ تھا کہ کبھی اس کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے گی۔

بنی عبد مناف اور ان کے طرفداروں نے ایک بادشاہی پیالہ نکالا جسے شبوؤں سے بھر کے خانہ کعبہ کے سامنے رکھ دیا۔ تمام لوگوں نے اس میں اپنے اپنے ہاتھ ڈالے اور قسم اٹھا کے انہیں ہاتھوں سے کعبہ کا مسح کیا کہ یہ پیمان پوری طرح پکا ہو جائے یہی وہ کارروائی تھی جس کے بعد ان لوگوں کا نام مطیبین پڑا (یعنی خوشبو میں ہاتھ بھرنے والے)

حلف اٹھانا...... بنی عبد الدار اور ان کے ساتھیوں نے خون سے بھرا ہوا بادشاہی برتن لے کے اس میں ہاتھ ڈالا اور سب نے وعدہ کیا کہ اپنی جماعت کو ذلیل وخوار ہونے نہ دیں گے: مابل بحرٌ صوفته (جب تک کہ دریا کا پانی اون کو تر کر سکے) ان لوگوں کے (دو مختلف) نام پڑے۔

۱:۔ احلاف (یعنی حلف اٹھانے والے)

۲:۔ لعقۃ الدمّ (یعنی خون چاٹنے والے)

مصالحت........... جنگ کی تیاریاں ہوئیں۔ دونوں جماعتیں تیار ہو گئیں۔ جنگ کرنے والوں کو ترتیب سے کیا جانے لگا ہر ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ میں مل گیا یہ سامان تیار ہو ہی رہا تھا لوگ اس رضامندی کے ساتھ تیار ہی تھے کہ صلح کی سلسلہ جنبانی ہوئی اور اس قرارداد پر صلح اور امان ٹھہری کہ:

۱:۔ سقایہ ورفادہ بنی عبد مناف بن قصی کو دے دیا جائے،

۲:۔ حجابہ ولواء دارالندوہ سابق قانون کے مطابق بنی عبد الدار کے پاس رہے اس قرارداد کے مطابق فیصلہ ہو گیا۔ اور لوگ (جو درپے جنگ وقتال تھے) صلح وملاپ سے رک گئے۔

دارالندوہ دارالامارہ کی حیثیت میں تبدیلی...... عبدالدار کے صاحب زادے (مذکورہ معاہدہ کے مطابق حجابہ ولواء کے ساتھ) دارالندوہ پر بھی عمل کرتے رہے اور رہتے چلے آئے، یہاں تک کہ عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی نے (کہ سربراہی کا مرتبہ انہیں کو حاصل تھا یہاں تک کہ دارالندوہ کو معاویہؓ بن ابی سفیان کے ہاتھ بیچ ڈالا (یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حجاز کی زمین میں بھی معاویہؓ کی حکومت وسلطنت مانی جا چکی تھی) دارالندوہ کو لے کر معاویہؓ نے دارالامارہ بنالیا اور یہ آج تک (یعنی مصنف کے زمانے) تک خلفاہی کے ہاتھ میں ہے۔

ہاشم کی سربراہی........... یزید بن عبد الملک بن المغیرہ النوظی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، مصالحت کے بعد یہ فیصلہ ٹھہرا کہ ہاشم بن عبد مناف بن قصی، سقایہ ورفادہ (پلانے اور کھانا کھلانے) کے سربراہ مقرر پائے، ہاشم سخی دست آدمی تھے، حج کا موسم آتا تو قریش کے مجمع میں کھڑے ہو کر تقریر کرتے۔

اے جماعت قریش، تم لوگ اللہ کے پڑوس میں ہو، بیت اللہ والے ہو، اس موسم میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے والے آتے ہیں۔ جو اس کے گھر کی حرمت کے ساتھ تعظیم سے پیش آتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اور سب میں پہلے عزت کے لائق وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا مہمان ہو، اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس نعمت سے مخصوص فرمایا ہے۔ خاص یہ کرامت تمہیں کو عطا کی ہے۔ ایک ہمسایہ اپنے دوسرے ہمسائے کا جتنا لحاظ کرتا ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ تمہارا خیال ولحاظ کرتا ہے۔ لہذا تم بھی اس کے زیارت کرنیوالوں کی بزرگی کی رعایت کرو، جو بکھرے ہوئے بال غبر آلود، ہر ایک کے شہر سے ایسی ایسی کمزور سواریوں پر آتے ہیں قمار بازی (ایک قسم کے ناجائز کھیل کا نام ہے) کے تیر کی طرح بغیر بال وپر بے ساز وسامان ہوتے ہیں، چلے ہیں چل کے تھک تھک گئے ہیں۔ جس سے بو آنے لگی ہے، کپڑوں میں جوئیں پڑ گئی ہیں سفر کا سامان اور کھانے پینے کی چیزیں ختم ہو چکی ہیں۔ تم ان کی مہمان نوازی کرو، کھانا کھلاؤ۔ اور پانی پلاؤ۔

قریش اسی وجہ سے حاجیوں کے آرام وراحت پہنچانے کا اس قدر سامان کرتے کہ گھر والے طاقت کے مطابق معمولی چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی فراہم کر دیتے، ہاشم بن عبد مناف خود بھی ہر سال بہت سامان اسی غرض سے نکالتے اور قریش کے جو لوگ دولت مند تھے وہ بھی مدد کرتے۔ ہرقل (بادشاہ روم) کے سکے کے سو سو مثقال ہر شخص بھیجتا، ہاشم حوضوں کی تیاری کا انتظام کرتے جن کا محل وقوع (مقام) زمزم کا کنواں ہوتا۔ ان میں مکے کے کنوؤں سے پانی لاتے اور بھر دیتے، حاجی یہی پانی پیتے تھے یوم الترویہ (۸۔ ذی الحجہ) سے حاجیوں کی مہمان نوازی کا سامان ہوتا۔ اور مکے ومنیٰ (منا) اور حجاج کے جمع ہونے کے مقام (جمع) وعرفات پر ان کو کھانا کھلایا جاتا، گوشت روٹی، گھی اور چھوارے اور ستو کی ثرید بنا بنا کے دی جاتی سب کے لئے پانی کا اہتمام ہوتا اور باوجود اس کے کہ حوضوں میں پانی کی کمی ہوتی پھر بھی منی میں سب کو پانی پلایا جاتا، ارکان حج سے فارغ ہو کر منیٰ سے جب لوگ واپس آتے تو اس وقت مہمان نوازی ختم ہوتی اور لوگ اپنے اپنے مقام پر چلے جاتے۔

تجارتی معاہدات........ عبداللہ بن نوفل بن الحاث کہتے ہیں: ہاشم ایک شریف آدمی تھے، قیصر سے قریش کے لے انہیں نے یہ عہد لیا تھا کہ امن وامان وحفاظت کے ساتھ سفر کر سکیں، سڑکوں اور راستوں پر مال اور اسباب لے کر گذریں تو کرایہ چنگی ٹیکس نہ دینا پڑے قیصر نے یہ اجازت نامہ لکھ دیا۔ اور نجاشی (حبشہ کا گورنر) کو بھی لکھا کہ قریش کو اپنے ملک میں داخل ہونے دیں یہ لوگ تجارت پیشہ تھے (اور اسی لئے ان ممالک میں سفر کرنے کی انہیں ضرورت لاحق تھی)

عقد نکاح........ قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ جو تجارتی مال واسباب سے بھرا ہوا تھا۔ ہاشم بھی چل پڑے راستہ مدینہ پر سے گزرتا تھا، قافلہ مقام سوق النبطہ میں ٹھہرا (سوق النبطہ) نبطی قوم کا بازار یہاں ایسے بازار میں پہنچے جو سال میں ایک مرتبہ لگتا اور سب لوگ اس میں جمع ہوتے قافلے والوں نے خرید وفروخت کی اور آپس میں لین دین ہوئی۔

ایک مقام پر جو سر بازار واقع تھا۔ اہل قافلہ کی ایک عورت پر نظر پڑی ہاشم نے دیکھا کہ اس عورت کو جو چیز خریدنی ہیں ان کے متعلق احکام دے رہی ہے۔ یہ عورت بہت دور کی سوچنے والی مستقل مزاج حسن والی نظر آئی۔

ہاشم نے معلوم کیا یہ بیوہ ہے۔ یا شوہر والی؟

معلوم ہوا بیوہ ہے۔احیحہ بن الجلال کے عقد نکاح میں تھی۔عمرو ومعید، دولڑکے بھی اس کے پیٹ سے پیدا ہوئے، پھر اس نے جدا کر دیا، اپنی قوم میں عزیز وشریف ہونے کی وجہ سے یہ عورت اس وقت تک کسی کے نکاح میں نہ آتی جب تک یہ شرط نہ ہو جاتی کہ اس کی عنان اختیار (ہر چیز کا اختیار) اسی کے ہاتھ میں رہے گی، کسی شوہر سے نفرت وناپسندیدگی آتی تو اس سے جدا ہو جاتی (یعنی خود اس کو طلاق دیدیتی، اس کا نام سلمیٰ تھا بنت عمرو بن زید بن لبید ابن خداش بن عمر بن غنم بن دئی بن النجار۔

ہاشم نے اس کو پیغام دیا۔ان کی شرافت ونسب کا جب حال معلوم ہوتو وہ راضی ہوگئی اور ان کے نکاح میں آ گئی۔ہاشم اس کے پاس آئے اور دعوت ولیمہ کی تیاری کی قافلے کے لوگ جو وہاں تھے سب کو بلایا تعداد میں ؓف یہ چالیس قریشی تھے بنی عبد مناف و بنی مخزوم و بنی سہم کے کچھ لوگ بھی ان میں تھے۔قبیلہ خزرج (اہل مدینہ) کے بعض افراد کو بھی دعوت دی اور سب کے ساتھ چند دن وہاں مقیم رہے۔سلمہ حاملہ ہوئیں، عبد المطلب پیدا ہوئے جن کے سر میں شیبہ تھا۔(یعنی سر میں کچھ بال سفید تھے) اسی مناسبت سے اس کا نام شیبہ رکھا گیا۔

وفات اور وصیت ...... ہاشم اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے شام کو روانہ ہوئے، غزہ میں پہنچے تھے کہ بیکاری کی شکایت پیدا ہوئی، لوگ ٹھہر گئے اور اس وقت تک ٹھیرے رہے جب تک کہ ہاشم نے وفات پائی غزہ ہی میں ان کو دفن کیا گیا۔اور ان کا ترکہ لے کر ان کے لڑکوں کے پاس واپس آئے کہا جاتا ہے کہ ابورہم بن عبد العزی العامری جو عامر بن لوی کے خاندان سے تھے۔اور ان دنوں خود بیس سال کے لڑکے تھے۔ہاشم کی اولاد کے پاس یہ ترکہ لے کر آئے تھے۔

محمد بن السائب الکلبی کہتے ہیں: ہاشم بن عبد مناف نے اپنے بھائی مطلب بن عبد مناف کو اپنا وصی (نائب) بنایا تھا۔یہی وجہ ہے کہ بنی ہاشم و بنی عبد المطلب آج تک ایک ہیں اور بنی عبد شمس و بنی نوفل فرزندان عبد مناف کی اولاد (بھی اسی طرح) اب (یعنی مصنف کے زمانے) تک ایک ہیں۔

اولاد .... ہشام بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔کہ ہاشم بن عبد مناف کے چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

(۱) شیبۃ الحمد، انہیں کو عبد المطلب کہتے ہیں، یہ اپنے مرتے دم تک قریش کے سردار رہے۔

(۲) الف۔رقیہ بنت ہاشم، ابھی لڑکی ہی تھیں۔بالغ بھی نہ ہوئی تھیں کہ انتقال کر گئیں ان دونوں بہن بھائی کی ماں سلمیٰ تھیں، بنت عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عمر بن غنم بن عدی بن النجار، ان کے دونوں ماں جائے شریک بھائی عمرو ومعید احیحہ بن الجلاح بن الحریش بن حجبا بن کلفۃ بن عوف بن عمر بن عف بن الادس کے بیٹوں میں سے تھے۔

(۳) ابوصیفی بن ہاشم، ان کا نام عمرو تھا۔یہ سب میں بڑے تھے۔

(۴) صیفی بن ہاشم ان دونوں بھائیوں کی ماں ہند تھیں، بنت عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن الخزرج۔ان کے ماں شریک بھائی مخرمہ تھے۔ابن المطلب بن عبد مناف بن قصی۔

(۵) اسد بن ہاشم، انکی ماں قیلہ تھیں۔ان کا جزور لقب بنت عمر بن مالک بن جزیمہ کہ انہیں کو المصطلق ابھی

کہتے ہیں، وہ قبیلہ خزاعہ کے تھے۔

(۶) فضلہ بن ہاشم

(۷) ب۔ شفا بنت ہاشم۔

(۸) ج۔ رقیہ بنت ہاشم۔ ان تینوں کی ماں امیہ تھیں، بنت عدی بن عبداللہ بن دینار بن مالک بن سلامان بن سعد جو قبیلہ قضاعہ کے تھے یہ دونوں ماں شریک بھائی نضیل وعمرو تھے، نضیل بن عبدالعزی العدوی وعمرو بن ربیعۃ بن الحارث بن حبیب بن حزیمۃ بن مالک بن حبل بن عامر بن لوی۔

(۹) د۔ ضعیفۃ بنت ہاشم۔

(۱۰) ھ۔ خالدہ بنت ہاشم، ان کی ماں ام عبداللہ تھیں جن کا نام واقدۃ بنت ابی عدی۔

(۱۰) و۔ حنہ بن ہاشم، ان کی ماں عدی تھیں، بنت حبیب بن الحارث بن مالک بن حطیط بن جشم بن قصّی کہ انہیں کو ثقیف کہتے ہیں۔

ہاشم کا مرثیہ............ ہاشم کی کنیت ابویزید تھی۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں، وہ اپنے بیٹے اسد ابن ہاشم کے نام پر کنیت رکھتے تھے۔ (یعنی ابواسد) ہاشم کی وفات پر ان کی اولاد نے بہت سے مرثیہ کہے جن میں ایک مرثیہ خالدہ بنت ہاشم کا ہے کہ محمد بن عمر نے اس کی روایت اپنے راویوں کے حوالے سے کی ہے لیکن اس کے اشعار میں کمزوریاں ہیں:

بکر النعیّ یخییر من وطی الحصی ذی المکوہات وذی الفغالٰ الفاضل

(موت کا پیغام دینے والے شخص نے سویرے ہی ایسے شخص کی خبر سنائی جو زمین پر چلنے والوں میں سب سے اچھا عزت والے کام والے بزرگ تھے۔

بالسّید الغمر السید)ذی النّھیٰ ماضی العزیمۃ غیر نکسٍ داخلٍ

(ایسے شخص کی سنائی جو سردار تھا۔ وسیع الاخلاق کریم تھا، شریف وسخی بہادر تواضع کرنے والا عقلمند تھا۔

ناقد العزم تھا، کمزور رائے والا بوڑھا نہ تھا، اور نہ بیوقوف کمینہ پست ہمت آدمی تھا۔

زینَ العشیرۃ کلھا وربیعھا فی الطبقاتِ وفی الزمان الملحلِ

مسلسل خشک سالی وقحط کے زمانے میں وہ تمام خاندان کی سجاوٹ ورونق وبہار کا ذریعہ تھا

ان الھذبِ من لویّ کلھا بالشام بین سفائح وجنادلِ

تمام خاندان لوی کا مہذب ترین ملک شام میں اس وقت مٹی اور پتھر کے درمیان آسودہ ہے)

فابکی علیہ ما بقیت بعونۃ فلقد رذئت اخا ندی وفواضلِ

توجب تک زندہ ہے اس پر زرہ روتی رہ اس لئے کہ تجھے اسے بزرگ کی مصیبت اٹھانی پڑی ہے جو صاحب فیض وبزرگی تھا)

ولقد رذئت قریع فھر کلّھا ورئیھا فی کل امرٍ شامل

تجھے ایسے شخص کی مصیبت اٹھانی پڑی ہے جو تمام قبیلہ فہر کا سردار تھا۔ اور ہر ایک عام وخاص معاملہ میں شامل اور سب کا

---

۱ المصطلق، خوش آواز، اچھا نغمہ سرا، جذیمہ بن سعد بن عمرو خزاعی کو یہ لقب ان کی اچھی آواز کی بنا پر ملا تھا، قبیلہ خزاعہ کے پہلے گویے وہی ہیں۔

رئیس مانا جاتا تھا۔)

شفاء بنت ہاشم کہتی ہیں:

عین جودی بعبرة وسجوم واسفحی الدمع للجواد الکریم

(اے آنکھ اشک بار ہو اور اس سخی اور کریم بزرگ کے لئے آنسو بہا)

حاشم الخیر ذی الجلالة والجد وذی الباع والندیٰ والصمیم

خیر و خوبی والے ہاشم کے لئے جو مال اور مرتبے والا اور بزرگی والا تھا، قوت، حوصلہ مند سخی اور خالص و مخلص آدمی تھا)

عین واستعبری ومحی وجھیّ لابیک المسوّد المعلوم

اے آنکھ اپنے باپ کے لئے جو قوم کا مشہور سردار تھا اور خوب رو اور روتی رہ)

وربیع للمجتدین وحرز ولزازٍ لکلّ امرٍ عظیم

جو حاجتمندوں کے حق میں بہار تھا۔ اور ہر ایک بڑے سے بڑے کام کے لئے نجات دہندہ یا سبب حفظ دامن تھا اور خراب دروازہ کو بند رکھنے والا دستہ تھا)

شمّریٍ نماہ للعز مقرٌ شافح البیت من سراة الادیم

(تجربہ کار نا قد العزم شہباز کہ عزت ہی کے لئے اس کا نشو ونما ہوا تھا اور زمین کے شریف ترین گھرانوں میں اسکا گھر سب سے پرانا اور شریف تھا۔

شیظیٌ مھذّب ذی فضولٍ اریحیٌ مثل القناة وسیم

صحت مند بلند و بالا، فصیح و بلیغ، شیر مرد، مہذب، فضل والا سردار قوم خوش طبیعت، وخوبصورت وخوش منظر بھی تھا۔

خالیّ سمیدعٍ احوذی باسق المجد مضرحیّ حلیم

(اور سردار ڈھنگ والا حاذق وقہار جس کا درخت بزرگ وکرم تناور تھا۔ اور جو خود ایک سخی و بردبار گروہ سالار تھا۔)

مادق الناس فی المواطن شھمٍ ماجد الجد غیر نکسٍ ذمیم

(معرکوں میں راست باز بہادر و بزرگ آدمی جو بے وقوف وضعیف و پست ہمت بھی نہ تھا اور نہ عادتوں کا برا تھا۔

عبدالمطلب ...... محمد بن عمر بن واقد الاسلمی کہتے ہیں:۔ مطلّب بن عبد مناف بن قصی بن کلاب، ہاشم اور عبد شمس دونوں سے بڑے تھے۔ قریش کے لئے نجاشی سے انہیں نے تجارتی عہد نامہ حاصل کیا تھا، وہ اپنی قوم میں شریف تھے، سردار تھے اور ان کی پیروی کی جاتی تھی، جود وکرم کی وجہ سے قریش انہیں الفیض کہتے تھے (یعنی بہت زیادہ سخی) ہاشم کے بعد سقایہ ورفادہ کے وہی سربراہ ہوئے، وہ اس معاملہ میں کہتے ہیں:

وآبلغ لدیک بنی ھاشم بما قد فعلنا ولم تومر

(ہم نے جو کچھ کیا ہے اور بغیر کسی حکم کے جو کام ہم سے ہوا ہے، بنی ہاشم کو اپنے پاس بلا کے اس کی اطلاع دے دے)

اقمنا لنسقی حجج الحرا م اذ ترک المجد لم یوتر

(ایسی حالت میں کہ بزرگی وشرف چھوڑا جا چکا تھا ہم نے حاجیان بیت الحرام کو پلانے کا انتظام کیا۔

نسوق الحجيج لابياتنا كانهم بقرٌ تحشر

(حاجیوں کو ہم اپنے گھروں میں اس طرح کھینچ لاتے ہیں کہ گویا وہ اجتماعی طور پر گائے بیل ہیں جو بلا روک ٹوک کھنچے چلے آتے ہیں)

ثابت بن المنذر بن حرام جو حسانؓ بن ثابت شاعر (جناب نبویؐ) کے والد تھے۔ عمرہ کے لئے (مدینہ مبارکہ سے) مکہ میں آئے، یہاں مطلب سے ملے جو ان کے دوست تھے (باتوں باتوں میں) ان سے کہا:۔

اگر تو اپنے بھتیجے شیبہؑ کو ہمارے قبیلہ میں دیکھتا تو اس کے شکل و عادات میں) تجھے خوبی وخوبصورتی دبدبہ وشرافت نظر آتی، میں نے دیکھا کہ وہ اپنے ماموں زاد بھائیوں میں تیر اندازی کر رہا ہے کہ نشان بازی اکے دونوں تیر میرے ہاتھ کی ہتھیلی جیسے چھوٹی سی مقدار کے ہدف میں داخل ہو جاتے ہیں، جب تیر نشانہ پر بیٹھتا ہے تو وہ کہتا ہے: انا ابن عمرو العلی (میں بلند مرتبہ عمرو کا لڑکا ہوں)

مطلب نے کہا: میں تو جب تک وہاں نہ جاؤں اور اس کو ساتھ نہ لاؤں اتنی بھی تاخیر نہیں کرسکتا کہ شام ہو جائے (یعنی اتنی جلدی ہے کہ آج کے دن تمام ہونے کا انتظار کرنا بھی ممکن نہیں)

ثابت نے کہا: میری رائے میں اسے نہ تو سلمیٰ تیرے سپرد کردے گی اور نہ اس کے ماموں تجھے لے جانے دیں گے۔ اگر تو اسے وہیں رہنے دے کہ اپنے ننھیال میں اس وقت تک رہے کہ خود بخود (تیرے پاس اپنی رضا اور مرضی سے آ جائے تو اس میں تیرا کیا حرج ہے؟

مطلب نے کہا وابوادس: میں تو اسے وہاں نہ چھوڑوں گا کہ اپنی قوم کے مناقب وفضائل سے بے خبر رہے، تجھے یہ تو معلوم ہی ہے کہ اس کا سلسلہ خاندان و بزرگی اور شرف سب کچھ اس کی قوم ہی کے ساتھ ہے۔ مطلب مکے سے نکل کے چلے اور مدینے میں پہنچ کے ایک کونے میں ٹھہرے شیبہ کو معلوم کرتے رہے حتیٰ کہ اپنے ننھیالی لڑکوں میں تیر اندازی کرتے ہوئے وہ مل گئے مطلب نے دیکھا تو باپ کی شباہت ان میں نظر آئی، پہچان لیا۔ آنکھیں رونے لگیں گلے سے لگایا، حلہ یمانی پہنایا اور کہنے لگے:

عرفت شيبة والنجار قد حفلت ابناؤها حوله بالنبل فنتضل

(میں نے شیبہ کو پہچان لیا اور ایسی حالت میں پہچانا کہ قبیلۂ بنی نجار کے لڑکے اس کے اردگرد تیر اندازی کے لئے مجمع کئے ہوئے تھے)

عرفت اجلا ده منا وشيمته ففاض مني عليه وبل سيل

(میں نے پہچان لیا کہ اس کا زور بازو و ڈھنگ وطریق ہم ہی میں سے ہے اور یہ پہچان کر میری آنکھیں اس پر آنسوؤں کے ڈونگرے برسانے لگیں۔)

سلمیٰ نے پیغام بھیج کر مطلب کو اپنے یہاں ٹھہرنے کی دعوت دی جس کے جواب میں مطلب نے کہا: میری حالت اس (تکلف) سے بہت ہی عاری واقع ہوئی ہے، میں جب تک اپنے بھتیجے کو نہ پاؤں گا۔ اور اسے اس کے شہر قوم میں نہ لے جاؤں گا اس وقت تک گرہ بھی نہیں کھولنا چاہتا۔

سلمیٰ نے کہا: میں تو اس کو تیرے ساتھ بھیجونگی نہیں۔

سلمیٰ نے اس جواب میں مطلب کے ساتھ سختی وخشونت ظاہر کی تو انہوں نے کہا ایسا نہ کر میں تو بغیر اس کو ساتھ

لئے واپس جانے والا نہیں، میرا بھتیجا سن شعور کو پہنچ چکا ہے اور غیر قوم میں ہے اور اجنبی ہے، ہم لوگ اس خاندان کے ہیں کہ ہماری قوم کی شرافت اور اپنے قومی شہر میں قیام کرنا یہاں کی اقامت سے اس کے بہتر ہے اور وہ جہاں کہیں بھی ہو بہر حال تیرا ہی لڑکا ہے۔

سلمٰی نے جب دیکھا کہ شیبہ کو ساتھ لئے بغیر مطلّب (اپنی کوشش میں) کمی کرنے والے نہیں ہیں تو ان سے تین دن کی مہلت طلب کی اور اب مطلّب بھی نقل مکان کر کے انہیں کے ہاں ٹھہرے تین دن تک ٹھہرنے کے بعد شیبہ کو لے کر چل کھڑے ہوئے اور بہ روایت ہشام بن محمد (اس موقع پر) مطلّب نے یہ شعر پڑھے۔

ابلغ بنی النجار ان جئتهم انی منهم وابنهم والخمسين

(بنی نجار کے پاس آنا تو ان سے کہہ دینا کہ میں اور ان کا لڑکا بھی یہ جماعت کی جماعت سب انہیں میں سے ہے۔)

روایتهم قوما اذا جئتهم هو والقائی واحبّوا حسیسی

(میں نے دیکھا کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس آئے تو وہ میری ملاقات کے خواہشمند ہوتے ہیں اور میری آہٹ سے بھی محبت رکھتے ہیں)

(ان دونوں شعروں کی روایت تو ہشا بن محمد نے اپنے والد سے کی ہے۔ اب آگے پھر وہی محمد بن عمر والی روایت شروع ہوتی ہے۔

شیبہ کا نام عبدالمطلب کیوں پڑا ......

محمد بن عمر کہتے ہیں: مطلّب شیبہ کو لئے ہوئے ظہر کے وقت مکے پہنچے، قریش نے یہ دیکھ کر کہا: هذا عبد المطلّب (یہ مطلّب کا غلام ہے)

مطلّب نے کہا: ہائیں، افسوس، یہ تو حقیقت میں میرا بھتیجا شیبہ ابن عمرو ہے۔

لوگوں نے (بنظر غائر) شیبہ کو جب دیکھ لیا لو (پہچان کر) سب نے کہا: ابنه لعمری (میری جان کی قسم یہ عمرو کا لڑکا ہے) اس وقت سے عبدالمطلّب مسلسل مکے ہی میں مقیم رہے، یہاں تک کہ بالغ ہونے کو پہنچے اور جوان ہوئے۔

آبائی میراث اعزازی ......

مطلّب بن عبد مناف نے تجارت کی غرض سے یمن کا سفر کیا تھا وہاں مقام او مان میں انتقال کر گئے۔ ان کے بعد رفادہ وسقایہ کے عبدالمطلّب ابن ہاشم سربراہ ہوئے اور یہ عہدے ہمیشہ انہیں کے ہاتھ میں رہے، حاجیوں کو کھانا کھلاتے، پانی پلاتے، مکے میں کئی حوض بنوائے تھے کہ انہی سے حاجیوں کو سیراب کراتے جب زمزم سے پانی پلانے کا آغاز ہوا تو مکے میں حوضوں کے ذریعہ پانی پلانے کا طریقہ بند ہو گیا اور عبد الطلّب نے حجاج کو زمزم ہی سے پانی پلوانا شروع کیا، اس کا سر آغاز اس واقت ہوا جب زمزم کو از سر نو کھود کے جاری کیا ہے۔ یہی پانی عرفات تک پہنچاتے تھے اور وہاں بھی سب کو پلواتے تھے۔

چشمۂ زمزم ......

زم زم اللہ تعالیٰ کی جانب سے پانی پینے کے لئے تھا، خواب میں کئے مرتبہ، عبد المطلب کو بشارت ہوئی۔ کھودنے کا حکم ملا۔ اور وہ جگہ بھی بتادی گئی (ایک رات خواب کی حالت میں) کہا گیا۔

طیبہ کو کھود ڈالو۔

انہوں نے پوچھا طیبہ کیا ہے؟
دوسرے دن پھر آ کے کہا: برّہ کو کھود۔
انہوں نے پوچھا: برّہ کیا ہے؟
تیسرے دن وہ اپنے بستر پر آرام فرما رہے تھے کہ خواب میں ایک شخص آ کے کہتا ہے مضنونہ کو کھود۔
انہوں نے پوچھا۔
مضنونہ کیا ہے بیان کر تو کیا کہتا ہے؟
چوتھی رات میں پھر آ کے کہا: احفر زم زم (زمزم کو کھود)
انہوں نے پوچھا: وماذم زم (زمزم کیا ہے؟)

جواب دیا:۔ لاقنوح ولاتذم ،تسقی الحجیج الاعظم وھی بین الفرث والدم عند نقرۃ الغراب الاعصم (زمزم وہ ہے کہ نہ اس کا پانی ختم ہوگا نہ اس کی مذمت کی جا سکے گی، حاجیوں کے چاہنے کے مطابق وہ سیراب کرے گا۔ یہ گندگی اور خون کے درمیان اس جگہ واقع ہے جہاں غراب اعصم[1] چونچ سے کریدتا رہتا ہے۔)

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ ذبیح کی جگہ سے جہاں گندگی اور خون جمع رہتا ہے غراب اصم وہاں سے ہٹتا ہی نہ تھا۔
"ھی شرب لک ولو لدک من بعد ک :(اسی خواب میں عبدالمطلب کو یہ بھی بشارت ہوئی کہ یہ تیرے پینے کے لئے اور تیرے بعد تیری اورلاد کے پینے کے لئے ہے) عبدالمطلب نے زمین کھودنے، مٹی پھینکنے پانی نکالنے کے سامان وآلات لئے اور اپنے بیٹے حارث بن عبدالمطلب کو ساتھ لیا کہ اس وقت تک سوائے ان کے اور کوئی دوسرا لڑکا نہ تھا۔ کدال اور پھاوڑے سے زمین کھودتے تھے۔ مٹی کو برتن میں بھر دیتے تھے۔ جسے حارث اٹھا اٹھا کے باہر ڈال دیتے تھے۔ تین دن تک کھودتے رہے جس کے بعد زمزم کا نشان ملا۔ عبدالمطلب نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور کہا۔
ھذا طوی اسماعیلؑ (یہ وہی زمزم ہے جو کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے جاری ہوا تھا اور بعد کو چھپ گیا۔

تحکیم.......... اب قریش نے بھی جان لیا تھا کہ عبدالمطلب نے پانی تک قدرت حاصل کر لی لہذا سب نے آ کر کہا: ہمیں اسمیں شریک کرو۔

عبدالمطلب نے کہا میں تو شریک کرنے والا نہیں، یہ معاملہ میرے ہی ساتھ مخصوص ہے تمہارا اس میں لگاؤ نہیں، اس معاملہ میں جسے چاہو ثالث مقرر کرلو کہ اس سے کروائیں اور وہ فیصلہ دے۔

قریش نے کہا: ہذیم، کہ قبیلہ بنی سعد کی جادوگرنی ہے یہ جادوگرنی مقام معان میں مقیم تھی جو شام کے اردگرد میں واقع ہے۔

آخر سب لوگ اسی کے ہاں چلے، عبدالمطلب کے ساتھ عبدمناف کی اولاد کے بیس آدمی تھے اور قریش نے بھی اپنے قبائل میں سے بیس آدمی لئے تھے، شام کے راستہ میں جب یہ لوگ فقیر، یا اس کے قریب تک پہنچے تو سب کے ہاں پانی کا ذخیرہ ختم ہو چکا تھا (فقیر ایک سوکھے نالے کے مخزن کا نام تھا جس میں کبھی پانی رہا ہوگا۔ مگر ان دنوں مدتوں

---

[1] غراب اعصم: وہ کوا جس کے دونوں پاؤں اور چونچ سرخ رنگ کے ہوں اور اس کے پروں میں کچھ سفیدی ہو اس زمانہ بس اسی رنگ کا ایک کوا مقام زمزم پر آ کر بیٹھتا تھا، زمزم تو باقی نہ رہا تھا البتہ اس کی جگہ قریش قربانی کیا کرتے تھے اور اسی وجہ سے وہ کوا وہاں سے ہٹتا نہ تھا۔

سے خشک پڑا تھا۔)

پیاس کا غلبہ ہوا تو سب نے عبد المطلب سے کہا: کیا رائے ہے؟ جواب دیا، یہ موت ہے، بہتر یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک شخص اپنے لئے ایک گڑھا (قبر) کھود رکھے، جب کوئی مرے تو ساتھ والے اسے دفن کر دیا کریں، حتیٰ کہ آخر میں صرف ایک شخص رہ جائے کہ اسے ضائع ہونے کی موت مرنا پڑے (یعنی مرنے کے بعد پیچھے کوئی اس کو قبر میں دفن کرنے والا نہ ہو) یہ صورت اس سے آسان ہے کہ تم سب کے سب مر جاؤ اور کوئی کسی کو دفن نہ کر سکے) سب لوگ (اسی رائے کے مطابق وہیں ٹھہر گئے اور بیٹھ موت کا انتظار کرنے لگے۔

قدرتی فیصلہ...... عبد المطلب نے یہ دیکھ کے کہ سب کے سب موت کے منتظر بیٹھے ہیں لوگوں سے خطاب کیا۔

خدا کی قسم خود کو اپنے ہاتھوں سے اس طرح ہلاکت میں ڈالنا تو بڑی عاجزی و بے بسی کی بات ہے۔ ہم کیوں نہ چلیں پھریں قدم بڑھائیں (بیٹھے کیوں رہیں؟) شاید اس علاقے میں کہیں نہ کہیں اللہ تعالیٰ ہمیں پانی عطا فرمائے۔ یہ سن کر سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے، عبد المطلب بھی اپنے سامان کے پاس آئے، اور سوار ہو کر چلے، سواری چلی ہی تھی کہ اس کے سم کے نیچے سے ایک میٹھے پانی کا چشمہ ظاہر ہوا، عبد المطلب اور ان کے ساتھیوں نے تکبیر کہی اور سب نے پانی پیا۔ قریش کے بھی افراد قبائل کو بلا کے کہا: ھلموا الی الماء الرواع فد سقانا اللہ (یہ لو آب زلال وصافی، کہ خود اللہ تعالیٰ نے ہمیں سیراب فرمایا ہے۔ سب نے پانی پیا اور پلایا اور کہا:

قد قضی لک علینا ،الذی سقاک ھذا الماء بھذہ الفلاۃ ھو الذی سقاک زم زم ،فوالدر لاتحامسک فیھا ابدا (حقیقت یہ ہے کہ ہمارے خلاف تیرے حق میں فیصلہ ہو چکا جس نے اس جنگل میں تجھے یہ پانی عطا فرما کے سیراب کیا ہے۔ اسی نے آب زم زم بھی تجھے عنایت فرمایا ہے، خدا کی قسم ہم اس معاملے میں کبھی تجھ سے لڑائی، جھگڑا نہیں کریں گے)

یہ سن کے عبد المطلب لوٹے، ساتھ ہی وہ سب لوگ بھی واپس آئے جادوگرنی تک کوئی نہ گیا، اور زم زم کو عبد المطلب کے لئے چھوڑ دیا۔

دوسری روایت...... معمر بن سلیمان الیتمی کہتے ہیں: میں نے اپنے والد کو ابومجلز سے روایت کرتے سنا کہ خواب میں کسی نے عبد المطلب سے آ کے کہا۔ خود عبد المطلب سے پوچھا کہاں؟

جواب ملا: وہاں عبد المطلب نے اس پر عمل نہ کیا تو پھر خواب میں آ کر ان سے کہا گیا: خود اس جگہ خود جہاں گندگی ہے، جہاں دیمک ہے، جہاں قبیلۂ خزاعہ کی نشست گاہ ہے۔

عبد المطلب نے خود تو ایک ہرن ملا، ہتھیار ملا اور پرانے کپڑے ملے۔

قوم نے جب مال غنیمت دیکھا تو ایسا معلام ہوا کہ گویا عبد المطلب سے لڑنا چاہتے ہیں۔ اس حالت میں عبد المطلب نے منت مانی کہ اگر ان کے دس لڑکے ہوئے تو ایک کو قربان کریں گے۔

جب دسوں پیدا ہو چکے اور عبد المطلب نے عبد اللہ کو قربان کرنا چاہا تو قبیلہ بنی زہرہ نے روک دیا اور کہا:۔ عبد اللہ کے اور اتنے اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کرو، قرعہ اندازی کی تو سات مرتبہ عبد اللہ کا قرعہ نکلا اور

ایک مرتبہ اونٹوں کا۔

سلیمان کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ سات کی تعداد ابومجلز نے کہی تھی، یا نہیں آخر کو یہ ہوا کہ عبد المطلب نے عبد اللہ کو تو رہنے دیا اور اونٹوں کی قربانی کی۔

یہاں تک تو ابومجلز کی روایت تھی، اب آگے پھر محمد بن عمر کی روایت شروع ہوتی ہے۔

دفینۂ قدیمہ ...... محمد بن عمر کہتے ہیں جس وقت قبیلہ جرہم نے محسوس کیا کہ مکے سے اب ان کو چلا جانا چاہئے۔ تو ان میں سے ہر ایک نے سات قلعی [1] تلواریں اور پانچ مکمل زرہیں دفن کر دیں تھیں جن کو عبد المطلب نے نکالا۔

عبد المطلب کا طریقہ خدا کی عبادت کرنا تھا۔ ظلم وستم وفق وفجور کرنا بڑے برے کام سمجھتے تھے۔ انہوں نے دونوں ہرن جو کہ سونے کے تھے کعبے کے سامنے چڑھا دیئے تلواریں (حسنہ کعبہ کے دونوں دروازوں پر لٹکا دیں کہ کعبہ کا خزانہ محفوظ رہے۔ اور چابی اور تالہ سونے کا بنا کر لگا دیا۔

ابن عباس فرماتے ہیں: یہ ہرن قبیلۂ جرہم کا تھا، عبد المطلب نے جب زم زم کی کھدائی شروع کی تو غزال (ہرن) اور تیز تلواریں بھی (کھود کے) نکالیں۔ ان پر قداح [2] اڑالے تو سب کعبے کے نکلیں، یہ سونے کی چیزیں تھیں جو کعبے کے دروازے پر چڑھا دیں مگر قریش کے تین شخصوں نے اتفاق کر کے انہیں چرالیا۔

باہمی امداد ونصرت کا عہد .... ہشام بن محمد نے اپنے والد سے عبد المجید بن ابی عبس سے، اور ابوالمقوم وغیرہم سے روایت کی ہے کہ ان سب نے بیان کیا کہ تمام قریش میں عبد المطلب سب سے زیادہ خوبصورت سب سے زیادہ بلند وبالا، سب سے زیادہ بردبار متحمل مزاج سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ فیاض اور سب سے زیادہ ہلاکت میں ڈالنے والی ان اشیاء سے دور رہنے والے شخص تھے، جو لوگوں کی حالت وحیثیت بگاڑ دیا کرتے ہیں کبھی ایسا اتفاق نہیں پیش آیا کہ کسی بادشاہ نے انہیں دیکھ کر ان کی تعظیم وتکریم نہ کی ہو اور ان کی سفارش نہ مان ہو، وہ جب تک زندہ رہے قریش کے سردار بنے رہے، قبیلہ خزاعہ کے کچھ لوگوں نے آ کے ان سے کہا: نحن قوم :متجارون فی الدار ،هلم فلها نعک (ہم سب لوگ گھر کے اعتبار سے آپس میں ہمسایہ اور پڑوسی ہیں یعنی آ ؤ محالفہ یعنی باہمی امداد ونصرت کا عہد وپیمان کرلیں۔

عبد المطلب نے یہ درخواست قبول کر لی اور سات شخصوں کو لے کر چلے جو اولاد مطلب (ابن عبد مناف) وارقم بن نفلتہ بن ہاشم وضحاک عمرو فرزندان ابوصیفی بن ہاشم تھے، اس میں سے نہ تو فرزندان عبد شمس میں سے کوئی شریک ہوا اور نہ نوفل کی اولاد میں سے کسی نے شرکت کی۔

عبد المطلب اپنی جماعت کو لئے ہوئے دارلندوہ میں آئے۔ جہاں دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کی مدد غم خواری کے لئے عہد وپیمان کئے اور ایک عہد نامہ لکھ کر خانہ کعبہ پر لٹکا دیا۔

---

1 قلعی تلواریں:۔ شیوف قلعیۃ مبادیہ عرب میں ایک مقام مرج القلعۃ تھا جہاں کی تلواریں نہایت عمدہ تھیں شمشیر قلعی اس مقام سے منسوب ہے۔

2 قدح، جمع قدح، فال دیکھنے اور شگون لینے کے لئے تیر جاہلیت عرب میں اس کا عام دستور تھا۔ اور اس طریقہ کو قداحۃ کہتے تھے، سیر جس کی تحریم کلام اللہ نے کی یہ رسم بھی اسی کی ایک قسم تھی۔

عبدالمطلب اس معاملہ میں کہتے ہیں۔

ساوصی زبیرا ان توافت منیّتی　　بامساک ما بینی و بین بنی عمرو

اگر میری موت آئی تو میں زبیر کو وصیت کر جاؤں گا کہ میرے اور فرزندان عمرو خزاعی کے درمیان جو معاہدہ تھا وہ اس پر قائم رہے اور ٹوٹنے نہ دے۔

و ان یحفظ الحلف الذی مسین شخه　　و لایلحدن فیه بظلم و لاعذر

میں وصیت کر جاؤں گا کہ اس کے بزرگ نے جو عہد کیا ہے اس کی حفاظت کرے اور ایسا نہ ہو کہ کسی طرح کے ظلم وعذر کی وجہ سے اس کی خلاف ورزی ہو)

ھم حفظو الال القدیم وحالفوا　　اباک فکانوادون قومک من فھر

(اے زبیر، فہر کا خاندان جو کہ وہی تیری قوم والے ہیں ان سب میں سے یہی لوگ ہیں کہ انہوں نے پرانی قسم کی حفاظت کی اور تیرے باپ کے ماننے والے بنے)

اسی وجہ سے عبدالمطلب نے اپنے بیٹے زبیر بن عبدالمطلب کو عہد و پیمان کی وصیت کی زبیر نے ابوطالب سے اور ابوطالب نے یہی وصیت عباسؓ ابن عبدالمطلب سے کی تھی۔

نبوت اور حکومت کی پیشگوئی ...... مسور بن مخرمۃ الزہری کہتے ہیں: عبدالمطلب جب کبھی یمن جاتے تو قوم حمیر کے ایک سردار کے ہاں ٹھہرے ایک مرتبہ کے ٹھہرنے میں ایک یمنی سے وہیں ملاقات ہوئی، جو بہت ہی بڑی عمر والا تھا اور اس نے (قدیم) کتابیں پڑھی تھیں۔اس نے عبدالمطلب سے کہا:

تاذن لی ان افتش مکانامنک؟ کیا تو مجھ کو اجازت دیتا ہے کہ تیرے جسم میں سے کوئی جگہ ٹٹولوں)

عبدالمطلب نے جواب دیا: لیس کل مکان منی اذن لک فی تفبشه (میں تجھے ہر جگہ ٹٹولنے کی اجازت تو نہیں دے سکتا)

یمنی نے پھر کہا، انم اهو منخریک (وہ جگہ جو ٹٹولنی ہے صرف تیرے دونوں نتھنے ہیں)

عبدالمطلب نے اجازت دی: قـــدو مک (یہی بات ہے تو بسم اللہ) یمنی نے عبدالمطلب کے یار، یعنی نتھنوں کے بال دیکھے اور کہا: اری نبوة و اری ملکا و لهی احدهام فی بنی زهرة (میں نبوت دیکھ رہا ہوں، ملک اور حکومت دیکھ رہا ہوں مگر ان دونوں میں سے ایک چیز مجھے قبیلۂ بنی زہرہ میں نظر آتی ہے)۔

عبدالمطلب نے اس سفر سے واپس آ کے خود تو ہالہ بنت وہیب ابن عبدمناف بن زہرہ سے نکاح کیا اور اپنے بیٹے عبداللہ کا نکاح آمنہ بنت وہب ابن عبدمناف بن زہرہ سے کر دیا جن سے محمد رسول اللہ پیدا ہوئے۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے اولاد عبدالمطلب کو نبوت وخلافت دونوں عطا فرمائی اور اللہ (اس خانوادہ شریعت کے تقدس وعظمت کو) خوب جانتا ہے، جہاں اس سے یہ عطیہ فرمایا ہے۔

خضاب ...... ہشام بن محمد اپنے والد سے بیان کرتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ان سے مدینہ کے ایک شخص نے جعفر بن عبدالرحمٰن بن المسور بن مخرمہ سے روایت کی جو اپنے والد (عبدالرحمٰن بن المسور) سے روایت کرتے تھے۔ان

دونوں راویوں کا بیان یہ ہے کہ جس قریشی نے پہلی مرتبہ سے خضاب کیا وہ عبدالمطلب بن ہاشم تھے (اصل کتاب میں بجائے عبدالمطلب کے عبدالملک بن ہاشم لکھا ہوا ہے جسے طبع کرنے والوں کی غلطی سمجھنی چاہئے)

واقعہ یہ ہے کہ عبدالمطلب جب یمن جاتے تو ایک حمیری سردار کے گھر اترتے، عبدالمطلب سے اس نے کہا: اگر تو ان سفید بالوں کا رنگ بدل دے تو پھر جوان نظر آئے۔

عبدالمطلب نے اجازت دی تو اس حکم سے پہلے مہندی کا خضاب لگایا گیا۔ پھر اس پر وسمہ چڑھایا گیا۔ عبدالمطلب نے کہا: ہمیں اس میں سفری کھانے کے طور پر تھوڑا خضاب دے دینا۔

میزبان نے بہت سا خضاب ان کے ساتھ کر دیا، رات میں وہ مکے پہنچے اور دن میں باہر نکلے تو ان کے بال ایسے نظر آئے جیسے کوے کے سیاہ پر ہوں۔ قبیلہ بنت خباب بن کلیب نے جو کہ عباس بن عبدالمطلب کی ماں تھیں۔ یہ دیکھ کے کہا: شیبۃ الحمد! یہ اگر ہمیشہ رہ جائے تو خوبصورتی ہے۔ عبدالمطلب نے جواب دیا:

ولو دم لی ھذا السواد حمدتہ فکان بدیل من شباب قد انصرم

یہ سیاہی اگر میرے لئے ہمیشہ رہتی تو میں اس کی تعریف کرتا اور اس صورت میں یہ اس جوانی کا بدلہ ہوتی جو ختم ہو چکی ہے۔)

تمتعتُ منہ والحیاۃ قصیرۃ ولابد من موتٍ نتیکہ اوھوم

میں نے اس سے فائدہ تو اٹھایا مگر زندگی تھوڑی ہے اور اسے قبیلہ آخر کار مرنا یا بوڑھا ہونا ضروری ہے)

وما ذاالذی یجدی علی المرء حفظہ ونعمۃ یوماً اذا عرشہ انھدم

(انسان کو اس کی فراخی اور نعمت بھلا کیا نفع پہنچا سکتی ہے جبکہ ایک دن اس کے تخت کو منہدم ہونا ہی ہے)۔

فموتٌ جھیزٌ عاجلٌ لاشوی لہ احب الیّ من مقالھم حکَم

(ان حالات میں لوگوں کو عقلمندی دکھانے سے زیادہ محبوب میرے نزدیک وہ موت ہے جو آراستہ ہو، جلد آئے اور اس میں کسی قسم کی آسانی وسہولت نہ ہو)۔

یہی واقعہ تھا جس کے بعد اہل مکہ سیاہ خضاب کرنے لگے۔

باہمی تفاخر...... محمد بن السائب الکلبی کہتے ہیں کہ مجھ سے دو شخصوں نے روایت کی ہے، جن میں ایک تو قبیلہ بنی کنانہ کے ایک صاحب تھے جنہیں ابن ابی صالح کہتے تھے اور دوسرے ایک علم والے تھے جو مقام رقہ کے باشندے اور قبیلہ بنی اسد کے آزاد غلام تھے، ان دونوں صاحبوں کا بیان یہ ہے کہ عبدالمطلب بن ہاشم وحرب بن امیہ کے درمیان (حبشہ کے سفر کے دوران میں) منافرے کی ٹھہری اور دونوں نے نجاشی، حبشی (بادشاہ حبشہ) کو فیصل قرار دیا۔ لیکن اس نے اس میں بیچ میں پڑنے اور فیصلہ کرنے سے انکار کر دیا، ناچار نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح، بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب کی جانب رجوع کرنا پڑا اور وہی حکم بنائے گئے لیکن انہوں نے حرب سے یہ کہا: اتنا فر رجلاً ھو اطول منک قامۃ واعظم منک ھامۃ واو سم منک وسامۃ، واقل منک لامۃ، واکثر منک والد اواجز منک صفدًا واطول منک مذوداً۔ کیا تو ایسے شخص سے منافرہ کرتا ہے جو تجھ سے زیادہ بلند وبالا ہے، تجھ سے زیادہ بڑے سر والا ہے، تجھ سے زیادہ صاحب عزت وشرف، موجبات ملامت وخوف اور ڈرانے والی چیزوں میں تجھ سے بہت کم ہے، تجھ سے زیادہ کثیر الاولاد ہے، تجھ سے زیادہ بدلہ عطاء کرنے والا وکریم اور سخی ہے، تجھ سے زیادہ اس کی

زبان فصیح ہے)

نفیل نے حرب کے مقابلہ میں عبدالمطلب کے حق میں فیصلہ کیا، اس پر حرب نے کہا: ۔ انّ من انتکاف الزمان آن جعلناک حکماً " یہ زمانے کا نقص وابرام ہے، یعنی خراب وفساد اور دھوکہ بازی روزگار کی یہ بھی ایک دلیل ہے کہ ہم نے تجھ کو فیصلہ کرنے والا بنایا)

محمد بن السائب کہتے ہیں: جب تک باہمی تفاخر نہیں ہوتا اور نفیل بن عبدالعزیٰ کو جو کہ عمرؓ بن الخطاب کے دادا تھے حاکم نہیں بنایا تھا اس وقت تک عبدالمطلب ہی حرب بن امیہ کے ہم نشین اور ساتھی تھے ۔ جب نفیل نے عبدالمطلب کے حق میں فیصلہ کیا تو حرب وعبدالمطلب دونوں جدا ہو گئے اور حرب عبداللہ ابن جوعان کے ساتھی اور ہمراز ہو گئے ۔

طائف میں کامیابی ...... ابومسکین کہتے ہیں: طائف میں ایک کنواں (یا چشمہ) عبدالمطلب کی ملکیت میں تھا۔ جسے ذوالہرم کہتے تھے ۔ یہ ایک زمانہ سے قبیلہ ثقیف کے قبضے میں تھا، عبدالمطلب نے مطالبہ کیا تو انہوں نے انکار کردیا، جندب ابن الحارث بن حبیب بن الحارث بن مالک بن حطیط بن جشم بن ثقیف (ان دنوں) قبیلہ ثقیف کے سردار تھے جو منکر ہو گئے اور عبدالمطلب سے لڑنے لگے ۔ دونوں کو باہمی تفاخر کی ضرورت پڑی جس کے لئے کاہن بنی عذرہ چنا گیا، کہ اس کو غذیٰ سلمہ کہتے تھے اور وہ شام میں رہتا تھا، باہمی تفاخر چند اونٹوں پر قرار پایا جو چن لئے گئے (یعنی شرط یہ ہوئی کہ جیتنے والے کو اتنے اونٹ دیئے جائیں گے ۔

عبدالمطلب چند قریشیوں کو لے کر نکلے ساتھ میں حارث بن عبدالمطلب تھے کہ ان کے علاوہ عبدالمطلب کے ان دنوں کوئی دوسرا لڑکا نہ تھا۔

جندب چلے تو ان کے ہمراہ ثقیف کے کچھ لوگ تھے،

عبدالمطلب اور ان کے ساتھیوں کے پاس (راستہ میں) پانی ختم ہو گیا ثقیف کے رہنے والے سے پانی مانگا تو انہوں نے نہ دیا، اللہ تعالیٰ نے خود ہی عبدالمطلب کے اونٹ کے نیچے ان کے لئے ایک چشمہ جاری کردیا، عبدالمطلب نے خدائے عزوجل کی حمد کی اور جان لیا کہ یہ اسی کا احسان ومنت ہے، سب نے سیر ہو کر پانی پیا اور بقدر ضرورت لے لیا۔ ثقیفوں کا بھی پانی ختم ہو گیا۔

عبدالمطلب سے درخواست کی تو انہوں نے سب کو پانی پلوایا۔

نجومی کے پاس آئے تو انہوں نے عبدالمطلب کے حق میں فیصلہ کیا۔ عبدالمطلب نے شرط کے اونٹ لے کر ذبح کر ڈالے، ذوم الہرم کو اپنے قبضے میں لے لیا اور واپس آئے خدا نے عبدالمطلب کو جندب پر اور عبدالمطلب کی قوم کو جندب کی قوم پر فضیلت بخشی ۔

عبدالمطلب کی نذر

بیٹے کی قربانی ...... ابن عباسؓ اور محمد بن ربیعہ الحارث وغیرہما سے روایت ہے کہ زمزم کھودنے میں عبدالمطلب

ا اردو میں تو زبان درازی برے معنوں میں مستعمل ہے مگر عربوں کے محاورے میں زبان دراز اس شخص کو کہتے ہیں جو نہایت فصیح اللّسان ہو۔

نے جب اپنے مددگاروں کی کمی دیکھی تو تن تنہا کھودتے تھے اور صرف اپنے بیٹے حارث کو کہ وہی بڑے خلافہ تھے ان کے ساتھ کھودائی میں شریک رہے تو منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں پورے دس بیٹے دیئے حتی کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں تو ایک کو قربانی پر چڑھائیں گے جب دس کی تعداد پوری ہوگئی تو باپ نے بیٹوں کو جمع کر کے اس منت کی اطلاع دی ،اور چاہا کہ اس نذر کو اللہ تعالیٰ کے لئے پوری کریں ،ان بیٹوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱:الحارث ۲:الزبیر بن عبدالمطلب ۳:ابوطالب ۴:عبداللہ ۵:حمزہ ۶:ابولہب ۷:الخیداق ۸:المقوم ۹:ضرار ۱۰:العباس

ان میں سے کسی نے بھی اختلاف نہ کیا سب نے نذر کو پورا کرنے اور ان کی خواہش کے مطابق عمل پورا کرنے کی صلاح دی۔

عبدالمطلب نے کہا: اچھا تو تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے نام پیالے میں لکھ لکھ کر ڈال دے اس پر عمل ہو چکا تو عبدالمطلب نے خانہ کعبہ کے اندر آ کر سادن (خادم) سے کہا: ان سب کو لے کر نام نکال۔ خادم نے نام نکالا تو سب سے پہلے عبداللہ ہی کا نام نکلا جن سے عبدالمطلب کو خاص محبت تھی (اسکے باوجود) ذبح کرنے کی چھری لے کر عبدالمطلب ان کا ہاتھ پکڑے قربان گاہ کو چلے لڑکیاں (یعنی عبداللہ کی بہنیں) جو کہ وہیں کھڑی تھیں رونے لگیں اور ایک نے کہا اس قربانی کے بدلے کیا ایک تدبیر کر اور وہ یہ ہے کہ حرم میں جو تیری ساٹھ اونٹنیاں ہیں ان پر سے پانسے ڈال۔

عبدالمطلب نے خادم سے کہا: عبداللہ پر اور دس اونٹوں پر پانسے ڈال خادم نے نام نکالا تو عبداللہ کا نام نکلا۔ عبدالمطلب دس دس اونٹ بڑھاتے رہے یہاں تک کہ سو کی تعداد پوری ہوگئی اور اب نام نکالا تو قربانی کے لئے اونٹ کا نام نکلا، عبدالمطلب نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور ساتھ ہی ساتھ لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ عبدالمطلب کی لڑکیاں اپنے بھائی عبداللہ کو لے گئیں اور اونٹوں کو لے کر عبدالمطلب نے صفا و مروا کے درمیان قربانی کی۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں: عبدالمطلب نے جب ان اونٹوں کی قربانی کی تو ہر ایک کے لئے ان کو چھوڑ دیا (یعنی جو چاہے گوشت کھائے اسی کے لیے ممانعت نہ رکھی انسان یا درندہ یا پرندہ کوئی بھی ہو کسی کی ممانعت نہ کی البتہ نہ خود کھایا اور نہ ان کی اولاد میں سے کسی نے فائدہ اٹھایا۔

عکرمہ عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ان دنوں دس اونٹ کی دیت (خون بہا) ہوتی تھی یعنی دستور تھا کہ ایک جان کے بدلے دس اونٹ دیئے جائیں) عبدالمطلب پہلے شخص ہیں جنھوں نے ایک جان کا بدلہ سو اونٹ قرار دیا، جس کے بعد قریش اور عرب میں بھی یہ قانون ہوگیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کو اپنے وقت میں برقرار رکھا۔

استسقا...... عبدالرحمن بن موہب بن رباح الاشعری قبیلہ بنی زہرہ کے حلیف تھے، ان کے لڑکے سے ولید بن عبد اللہ جمیع الزہری روایت کرتے ہیں یہ لڑکا اپنے والد عبدالرحمن کے حوالے سے راوی ہے کہ مخرمہ بن نوفل الزہری کہتے تھے میں انے اپنی ماں رقیہ بنت ابی صیفی بن ہاشم بن عبد مناف جو کہ عبدالمطلب کی لدہ[۱] (ہمجولی تھیں) انہیں یہ روایت

[۱] لدہ ہمجولی، لڑکا یا لڑکی، جو کسی کے ہم عمر و ہم سن ہو، یعنی دونوں ایک ہی دن یا قریب قریب ایک ہی تاریخ میں پیدا ہوئے ہوں۔ اور دونوں کی تربیت پرورش بھی ایک ہی ساتھ ہوئی ہو اس لفظ کا صیغہ تثنیہ الدان، اور جمع لدات ولدون ہے اسی کے مرادف لفظ: ترب بھی ہے کہ وہ انہیں معنی میں مستعمل ہے۔

(مندرجہ ذیل) سنی ہے رقیقہ جن کا ذکر گذر چکا بیان کرتی تھیں۔

قریش پر ایک مرتبہ ایسی خشک سالیاں گزریں جو مال ودولت سب (اپنے ساتھ) لے گئیں اور جان پر آبنی میں نے انہیں دنوں ایک شخص کوخواب میں کہتے سنا:۔

یا معشر قریش ،ان هذا النبی المبعوث منکم وهذا ابان خروجه وبه یاتیکم الحیا والخصب ،فانظر وا رجلا من اوسطکم نسباً طوالا ،عظاما ابیض ،مقرون الحاجبین ،اهدب الاشفار ،جعدا سهل الخدین ،رقیق العرنین ،فلیخرج هو وجمیع ولده ،ولیخرج منکم من کل بطن رجل ،فتطهر وا وتطیبوا ،ثم استلموا الرکن ثم الرتوا راس ابی قبیس ثم یتقدم هذا الرجل فیستسقی وتومنون ،فانکم ستسقون .

نبی موعود کی بشارت

...... رقیقہ کوخواب میں جو بشارت ہوئی اس کا مفہوم یہ تھا:

یہ پیغمبر جو مبعوث ہونے والا ہے تم ہی لوگوں میں سے ہوگا۔ اس کے ظہور کا یہی زمانہ ہے اسی کے سبب تمہیں فراخی وکشادگی نصیب ہوگی، دیکھو ایسا شخص تلاش کرو جو تم سب میں اوسط النسب یعنی نہایت شریف خاندان کا ہو، بلند وبالا ہو بڑا ہو بھاری بھرکم ہو، سفید رنگ گورا چٹا ہو۔ اس کی بھویں گھنی ہوں، پلکیں لمبی ہوں، گھونگھریالے بال ہوں، گال بہت بھرے ہوں ناک پتلی ہو (یا ناک کا بانسا پتلا ہو) وہ نکے۔ اس کی اولاد نکلے اور تم میں سے ہر ایک گھرانے کا ایک ایک شخص نکلے سب کے سب طہارت کرو، خوشبوئیں لگاؤ رکن حرم کو بوسہ دو قبیس پہاڑ کی چوٹی پر چڑ جاؤ ، وہ شخص آگے بڑھے بارش طلب کرنے کے لئے دعاء کرے اور تم سب آمین کہو، ایسا کرو گے تو سیراب کئے جاؤ گے (یعنی دعاء قبول ہوگی اور رحمت کی بارشیں نازل ہونگیں۔

آنحضرت ﷺ اجتماعِ استسقاء میں

...... رقیقہ نے اس خواب کا واقعہ لوگوں سے بیان کیا سب نے دیکھا تو یہ صفت اور یہ حلیہ جو خواب میں بتایا گیا تھا کہ عبدالمطلب کا حلیہ تھا سب لوگ انہیں کے پاس جمع ہو گئے ۔ ہر گھرانے سے ایک ایک شخص نکلا، جو حکم ملا تھا پورا کیا پھر ابوقیس پر چڑھ گئے۔ ساتھ میں رسول اللہ ﷺ بھی تھے کہ اس وقت لڑکے ہی تھے عبدالمطلب آگے بڑھے اور دعاء کی۔

اللهم هٰولاء عبیدک وبنو عبیدک واماءک وبنات امائک وقد نزل بنا ماتری وتتابعت علینا هذه السنون فذهبت بالظلف والخفّ واشفت علی الانفس فاذهب عنا الجدب وائتنا بالحیا والخصب .

باران رحمت کی دعا

...... یا اللہ یہ تیرے بندے ہیں، یہ تیرے بندے کے بیٹے ہیں، یہ تیری لونڈیاں ہیں، یہ تیری کنیز زادیاں ہیں، تو دیکھ رہا ہے کہ ہم پر کیا مصیبت نازل ہے، یہ خشک سالیان ایسی پڑیں کہ ان تمام جانوروں کو ہلاک کر ڈالا جو نچے اور سم رکھتے تھے اور اب تو جانوں پر آبنی ہے یا اللہ ہم سے اس قحط کو دور فرما رحمت کی بارش برسا اور

فراخی عطافرما۔

لوگ ابھی واپس بھی نہ چلے تھے (کہ اس قدر مینھ برسا،اتنی بارش ہوئی کہ وادیاں جاری ہوگئیں، نالے بہنے لگے،سیلاب آ گیا،رسول اللہ ﷺ ہی کے سبب ان سب کو سیرابی نصیب ہوئی۔اسی ذیل میں رقیقہ بنت ابوصیفی بن ہاشم بن عبدمناف کہتی ہیں۔

بشيبة الحمد اسقى الله بلدتنا وقد فقدنا الحياء واجلو د المطر

عبدالمطلب کے سبب میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے شہر کو سیراب کیا حالانکہ حالت یہ تھی کہ بارش کے بادل کو ہم کھو چکے تھے۔اور مینھ بہت جلد روانہ ہو چکا تھا۔

فجاد بالماء جونّی له سبلٌ دانِ فعاشت به الانعام والشجر

آخرایسے ابرتاریک نے پانی برسایا جو مینھ سے بھرا ہوا تھااور اس بارش کی وجہ سے حیوانات نباتات جی اٹھے۔

منا من الله بالميون طائره وخيره من بشرت يومنا به مضر

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان تھا وراس بابرکت اور نیک طبیعت کی وجہ سے یہ احسان ظہور پذیر ہوا جوان سب لوگوں سے بہتر ہے جن کی کبھی قوم مضر کو بشارت ہوئی تھی۔

مبارک الامر يستسقى انعام به مافى الانام له عدل ولا خطر

(وہ جو کہ مبارک ہے،اس کے معاملے مبارک ہیں،اس کی بدولت رحمت کی بارش ہوتی ہے وہ بے مثال ہےاور مخلوق میں کوئی اس کا جیسااور برابرنہیں۔

ابرہہ کا واقعہ...... عثمان بن ابی سلیمان،عبدالرحمن بن لبلیمانی،عطار بن یسار،ابوزرین العقیلی،مجاہداورابن عباسؓ جن کے بیانات آپس میں مل جل گئے روایت کرتے ہیں کہ نجاشی (فرماں روائے حبشہ) نے ابوصحم اریاط کو چار ہزارفوج دے کے یمن بھیجا تھا۔اریاط نے ملک اپنے تابع کرلیا،اہل ملک کو ذلیل کرڈالا،ان پر غالب آ گیا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ کو محتاج بنادیا اور فقیروں کی خوب ذلت کی۔

جو حالت اس نتیجے سے مرتب ہوئی ان کی وجہ سے حبشہ کا ایک شخص کہ اسے ابویکسوم ابرہۃ الاشرم کہتے تھے اٹھ کھڑا ہوااور اہل یمن کو اپنی اطاعت کی دعوت دی،لوگوں نے یہ دعوت قبول کرلی تو اس نے اریاط کو مارڈالا اوریمن پر قابض ہوگیا۔

موسمِ حج کے دنوں میں ابرہہ نے دیکھا کہ لوگ حج بیت اللہ کی تیاری کررہے ہیں پوچھا یہ لوگ کہاں جاتے ہیں؟

جواب ملا حج بیت اللہ کے لئے مکے جاتے ہیں۔

دریافت کیا،وہ (یعنی بیت اللہ) کس چیز سے بنایا گیا ہے؟

جواب ملا: پتھر سے پھر پوچھا: اس کا غلاف کیا ہے؟

کہا: یہاں جو دھاری دار کپڑے جاتے ہیں وہی اس کے غلاف کے کام آتے ہیں۔

ابرہہ نے کہا: مسیح کی قسم تمہارے لئے اس سے اچھا گھر تعمیر کروں گا،آخر یہ عمارت اس نے تعمیر کرلی۔

یمن کا کعبہ...... ابرہہ نے اہل یمن کے لئے سفید وسرخ وزرد وسیاہ پتھروں کا ایک گھر بنایا جو سونے چاندی سے مجلیٰ اور جوہر سے مزین تھا۔اس میں کئی دروازے تھے جن میں سونے کے پتر اور زرین گل کیلیں لگی ہوئی تھیں اور بیچ بیچ میں جواہر تھے اس مکان میں ایک بڑا سا یا لال یاقوت لگا ہوا تھا، پردے پڑے تھے،عودمندلی (یعنی مقام سندل کا جو خوشبویات کے لئے مشہور تھا وہاں لوبان ،اگر،عود سلگاتے رہتے تھے،دیواروں پر اس قدر مشک ملا جاتا تھا کہ سیاہ ہو جاتیں حتیٰ کہ جواہر بھی نظر نہ آتے۔

لوگوں کو اس مکان کے حج کرنے کا ابرہہ نے حکم دیا ،اکثر قبائل عرب کئی سال تک اس کا حج کرتے رہے،عبادت اور خدا کی عبادت وزہد پاکدامنی کے لئے بہت سے لوگ اس میں اعتکاف بھی کرتے تھے اور حج کے ارکان یہیں ادا کرتے تھے۔

بیت اللہ کا انتقام ...... نفیل الخثعمی نے نیت کر رکھی تھی کہ اس عبادت خانے کے متعلق کوئی ناپسندیدہ حرکت کرے گا اس میں ایک زمانہ گزر گیا،آخر ایک رات میں جب اس نے کسی کو حرکت کرتے نہ دیکھا تو اٹھ کے نجاست وغلاظت اٹھا لایا صومعہ کے قبیلے کو اس سے آلودہ کر دیا اور بہت سی گندگی جمع کر کے اس میں ڈال دی۔

ابرہہ کو اس کی خبر ملی تو سخت غضب ناک ہوا اور کہنے لگا۔

عرب نے فقط اپنے گھر (کعبۃ اللہ) کے لئے غضب میں آ کر یہ کاروائی کی ہے،میں اس کو ڈھادوں گا۔اور ایک ایک پتھر توڑ ڈالوں گا۔

حرم پر لشکر کشی ...... نجاشی کو ابرہہ نے لکھ کے اس واقعہ کی اطلاع دی اور اس سے درخواست کی کہ اپنا ہاتھی جس کا نام محمود تھا بھیج دے۔یہ ہاتھی ایسا تھا کہ عظمت وجسامت وقوت کے لحاظ سے روئے زمین پر کسی نے اس کی مثل نہ دیکھی تھی،نجاشی نے اسے ابرہہ کے پاس بھیج دیا۔

جب ہاتھی آ گیا تو ابرہہ لوگوں کو لے کر نکلا،(یعنی فوج لے کر مکہ مشرفہ پر چڑھائی کر دی۔ساتھ میں خمیر کے بادشاہ اور نفیل بن حبیب الخثعمی بھی تھے۔حرم کے قریب پہنچے تو ابرہہ نے فوجوں کو حکم دیا کہ لوگوں کے بھیڑ بکریاں (وغیرہا) لوٹ لیں،اس حکم کے مطابق سپاہیوں نے چھاپا مارا اور عبدالمطلب کے کچھ اونٹ پکڑ لئے۔

خدا اپنے گھر کا خود محافظ ہے...... نفیل عبدالمطلب کا دوست تھا،اونٹوں کے واسطے عبدالمطلب نے اس سے گفتگو کی تو اس نے ابرہہ سے عرض کیا۔

اے بادشاہ تیرے سامنے میں ایسا شخص آیا ہے جو تمام عرب کا سردار،فضل وعظمت وشرف میں سب پر بلند ہے۔لوگوں کو اچھے اچھے گھوڑوں پر سوار کراتا ہے،عطیات دیتا ہے کھانے کھلاتا ہے،اور جب تک ہوا چلتی ہے (یعنی ہمیشہ سے) یہی اس کا طریقہ وشیوہ ہے۔

نفیل نے اس تقریب کے ساتھ عبدالمطلب کو ابرہہ کے سامنے پیش کیا اس نے دریافت کیا تو کہا۔

قود علیٰ ابلی (غرض یہ ہے کہ میرے اونٹ مجھے واپس مل جائیں) ابرہہ نے کہا۔

مادری مابلغنی عنک الا الغرور وقد ظننت انک تلکمنی فی بینکم هذا الذی صوشر فکم : (میری رائے میں تیرے متعلق جو اطلاع مجھے ملی وہ محض دھوکے پر مبنی تھی، میں تو اس گمان میں تھا کہ تو مجھ سے اپنے اس گھر کے متعلق گفتگو کریگا۔ جس کے ساتھ تم سب کی عزت وشرف وابستہ ہے۔

عبدالمطلب نے جواب دیا۔ اردد علی ابلی ، ودونک والبیت ،فانّ له رجا سنیعه (تو مجھے میرے اونٹ واپس دے، بیت اللہ کے ساتھ جو چاہے کر۔ کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ اس گھر کا ایک پروردگار ہے وہ خود ہی عنقریب اس کی حفاظت کرے گا۔

ابرہہ نے حکم دی کہ عبدالمطلب کے اونٹ واپس دے دیئے جائیں، جب اونٹ مل گئے تو عبدالمطلب نے ان کے سموں پر[1] چمڑے چڑھا دیئے، ان پر نشان کر دیئے ان کو قربانی کے لئے مخصوص کر کے حرم میں چھوڑ دیا کہ انہیں پکڑیں گے تو پروردگار حرم غضب ناک ہوگا۔

ابابیل سے حفاظت کا سامان ...... عبدالمطلب حراء پر چڑھ گئے، ساتھ میں عمرو بن عاید بن عمران بن مخزوم مطعم بن عدی اور ابو مسعود ثقفی تھے، عبدالمطلب نے اس موقع پر جناب الٰہی میں) عرض کیا۔

لا هم ان المرء یمنع رحله   فامنع حلالک

(یا اللہ انسان اپنے سامان کی حفاظت کرتا ہے، تو اپنے متاع وسامان کعبے کی حفاظت کر)

لا یغلبنّ صلیبهم ومحالهم   غدوا محالک

اوران کی صلیبیں اوران کے فریب وحیلے تیری قوت پر قدرت پر غالب نہیں آسکتے) ان کنت تارکهم وقبلتنا فامرما بد الک (اگر تو انہیں چھوڑ دینے والا ہے کہ ہمارے قبیلے کے ساتھ جو چاہیں کریں تو تجھ کو اختیار ہے)

سمندر سے چڑیوں کے غول آگے بڑھے ہر ایک چڑیا تین تین چھوٹے چھوٹے پتھر لئے ہوئے تھیں دو تو دونوں پاؤں میں اور ایک چونچ میں، یہ پتھر چڑیوں نے ان پر گرانے شروع کئے جس چیز تک پہنچتے اس کو توڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور اس جگہ دانے نکل آتے، یہ پہلی بیماری چیچک تھا جو ظاہر ہوئی، جتنے کڑوے درخت تھے (یا جن کے پھل کڑوے تھے) ان پتھروں نے سب کی جڑ اکھیڑ ڈالی، اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک سیلاب آیا جو ان سب کو بہا کر لے گیا اور سمندر میں ڈال دیا۔

اصحاب فیل ...... ابرہہ اور جتنے لوگ اس کے ساتھ باقی رہ گئے تھے سب کے سب بھاگ نکلے، ابرہہ کا ایک ایک عضو جسم سے کٹ کٹ کر گرتا جاتا تھا۔

نجاشی کا ہاتھی فیل محمود رک گیا تھا، اس نے یہ دلیری وجرات نہ کی کہ حرم پر حملہ کرتا۔ اس لئے بچ گیا۔ لیکن

---

[1] اونٹ کے سموں پر چمڑے چڑھانا، علامت بنا دینا یہ ان کی تقدیس کی نشانیاں تھیں کہ لوگ سمجھ جائیں یہ قربانی کے اونٹ ہیں اور خدائے عزوجل سے تعلق رکھتے ہیں۔

دوسرے ہاتھی نے یہ گستاخی کی تھی، پتھروں کا شکار ہو گیا، یہ بھی کہتے ہیں کہ (ایک دو نہیں بلکہ تیرہ ہاتھی تھے۔) اب حراسے عبدالمطلب نیچے اتر آئے، حبشہ کے دو شخصوں نے حاضر ہو کر ان کے سر کو بوسہ دیا اور عرض کیا: انت کنت اعلم (تو خوب جانتا تھا۔)

اولادِ عبدالمطلب

...... محمد بن السائب کہتے ہیں، عبدالمطلب کے بارہ لڑکے او چھ لڑکیاں پیدا ہوئیں:

۱:۔ حارث یہ عبدالمطلب کے سب سے بڑے لڑکے تھے انہیں کے نام سے وہ اپنی کنیت ظاہر کرتے تھے (یعنی ابوالحارث یہ اپنے باپ (عبدالمطلب) کی زندگی ہی میں انتقال کر گئے تھے۔ ان کی صفیہ تھیں بنت جنیدب ابن حجیر بن زباب بن جلیب بن سواۃ بن عامر بن صعصعہ

۲:۔ عبداللہ جو رسول اللہ ﷺ کے والد تھے۔

۳:۔ زبیر جو ایک شریف شاعر تھے۔ عبدالمطلب نے انہی کو وصیت کی تھی (یعنی اپنا وصی انہیں کو بنایا تھا)

۴:۔ ابوطالب [۱] جن کا نام عبدمناف اور عبدالکعبہ تھا، یہ بے اولاد انتقال کر گئے۔

۵:۔ الف: ام حکیم جن کا نام البیضاء تھا۔

۶:۔ ب:۔ عاتکہ

۷:۔ ج:۔ برہ

۸:۔ د:۔ امیمہ

۹:۔ ھ:۔ اروی ان سب کی والدہ فاطمیہ تھیں، بنت عمرو بن عایذ ابن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرۃ بن کعب بن لوی۔

۱۰:۔ حمزہؓ کہ شیر خدا اور شیر رسولؐ خدا تھے۔ غزوہ بدر میں شریک تھے اور احد میں شہید ہوئے۔

۱۱:۔ المقوم۔

۱۲:۔ حجل جن کا نام مغیرہ تھا۔

۱۳:۔ صفیہ ان سب کی ماں ہالہ تھیں، بنت وہیب بن عبدمناف ابن زہرۃ بن کلاب اور ہالہ کی ماں عیلۃ تھیں، بنت المطلب بن عبدمناف ابن قصی۔

۱۴:۔ عباسؓ ایک شریف و دانشمند اور ہیبت والے و رعب والے بزرگ تھے۔

۱۵:۔ ضرار کہ جمال اور سخاوت کے اعتبار سے نوجوانان قریش میں ممتاز تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جس زمانے میں رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل فرمائی ہے انہیں دنوں وہ بے اولاد انتقال کر گئے۔

۱۶:۔ قثم بن عبدالمطلب، یہ بھی بے اولاد تھے ان سب کی ماں نتیلہ تھیں بنت جناب بن کلیب بن مالک بن عمر بن عامر بن زید مناۃ بن عمار کہ وہی ضحیان تھے ابن سعد بن الخزرج بن تیم اللہ بن المضر ابن قاسط بن ہنب اقصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعۃ بن نزار بن معد بن عدنان۔

ابولہب بن عبدالمطلب جن کا نام عبدالعزی تھا اور ابوعتبہ ان کی کنیت تھی، حسن و جمال کی وجہ سے عبدالمطلب

---

[۱] ابوطالب بے اولاد نہ تھے ان کی اولاد آج تک باقی ہے، چنانچہ اس فصل کے آخر میں خود مصنف نے بھی یہی لکھا ہے، غالباً یہ سہو خطی ہوگا۔

ابولہب نے ان کی کنیت رکھی تھی، سخی آدمی تھے ان کی ماں لبنٰی تھیں، بنت حاجر بن عبد مناف ابن ضاطر بن حشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو جو کہ قبیلہ خزاعہ کے تھے۔ لبنٰی کی ماں ہند تھیں۔ بنت عمرو بن معب بن سعد بن تیم بن مرہ اور ہند کی ماں سوداء تھیں، بنت ند ہرۃ بن کلاب۔

الغیداق بن عبدالمطلب جن کا نام مصعب تھا، ان کی ماں ممنعہ تھیں، بنت عمرو بن مالک بن مومل بن سوید بن اسعد بن مشنوء بن عبد ابن حبتر بن عدی ابن سلول بن کعب بن رمرو کہ قبیلہ خزاعہ کے تھے اور نہیں کے ماں شریک بھائی عوف تھے ابن عبد عوف بن عبد بن الحارث، ابن ند ہرۃ، یہی عوف رسول اللہ ﷺ کے مشہور صحابی عبدالرحمن بن عوف کے والد تھے۔ کلبی کہتے ہیں کہ تمام عرب میں عبدالمطلب کی اولاد کی طرح کسی ایک باپ کی اولاد میں نہ تھی اور نہ کوئی ایسا تھا جو ان سے زیادہ شریف اور اچھے جسم اور اونچی نظر والا، روشن پیشانی کا مالک ہو۔ قرۃ بن حجل بن عبدالمطلب انہیں کے متعلق کہتے ہیں:

اعدد ضراراً عدودت فتیٰ ندا ً والليث حمزة واعدد العباسا

(اگر کسی فیاض نوجوان کا شمار کرتا ہے تو ضرار کو شمار کر، شیر مرد حمزہ کو شمار کر اور عباس کو شمار کر)

وعد زبيراً والمقوم بعده والصتم حجلا والفتى الرااسا

زبیر کو اور اس کے بعد مقوم کو حجل کو شمار کر جو نوجوان سردار ہے)

والقرم عيد نأنعد حجا حجا سادو على رغم العدو الناساً

(بہادر غیداق کو شمار کر کہ یہ سب عظیم قوم ہیں اور بشمول دشمن ان کو سب کی سرداری حاصل ہو چکی ہے)

والحارث الفياض ولىّ ما جدا ايام نازعه الهمام الكاسا

فیاض حارث کو شمار کر جو ایسا بہادر تھا۔ کہ موت کا نام پینے کے دنوں میں اس نے دنیا سے بزرگی و شرف کے ساتھ منہ موڑا۔

مافى النام عمومة كعومتى خيراً ولا كانا سنا اناسا

(جیسے چچا میرے ہیں تمام مخلوق میں ویسے اچھے چچا کسی کے نہیں اور نہ جیسے لوگ ہم میں ہیں ویسے کسی خاندان میں ہیں)

عبدالمطلب کی اولاد میں عباس، ابو طالب، حارث، ابولہب کی اولاد تو چلی اور اگر چہ حمزہ، مقوم، زبیر اور حجل کی لصلبی اولاد بھی تھی مگر سب کا خاتمہ ہو گیا اور باقی جتنے تھے سب بے اولاد رہے۔

بنی ہاشم میں کثرت تعداد پہلے تو حارث بن عبدالمطلب کی اولاد میں رہی پھر ابوطالب کی اولاد میں منتقل ہو گئی، لیکن آخر میں بنو عباس میں یہ کثرت آ گئی۔

عبداللہ کا نکاح آمنہ سے ...... مسور بن مخرمہ اور ابوجعفر محمد بن علی بن الحسینؒ فرماتے ہیں:

آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب اپنے چچا وہیب بن عبد مناف بن زہرہ کی تربیت میں تھیں، عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی اپنے بیٹے عبداللہ (ابوالنبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو لے کر ان کے ہاں گئے اور عبداللہ کے لئے آمنہ بنت وہب کو مانگا چنانچہ نکاح ہو گیا)

اسی مجلس میں خود اپنے لئے عبدالمطلب بن ہاشم نے وہیب کی بیٹی ہالہ کو مانگا اور یہ نکاح بھی ہو گیا)۔ اسی مجلس میں خود اپنے لئے عبدالمطلب بن ہاشم نے وہیب کی بیٹی ہالہ کو مانگا اور یہ نکاح بھی ہو گیا: یہ دونوں عقد یعنی عبداللہ بن عبد

المطلب اور عبدالمطلب بن ہاشم کی نکاح ایک ہی مجلس اور ایک ہی نشست میں ہوئے ہالہ بنت وہیب کے بطن سے حمزہ پیدا ہوئے جو نسب میں تو رسول اللہ ﷺ کے چچا تھے مگر سن وعمر میں آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام کے رضاعی بھائی تھے۔

محمد بن السائب اور ابوالفیاض الخشعی کہتے ہیں:۔

عبداللہ بن عبدالمطلب نے جب آمنہ بنت وہب سے نکاح کیا تو وہیں تین دن گزارے، ان لوگوں میں یہ قاعدہ تھا کہ نکاح کے بعد بیوی کے پاس جاتے تو تین دن تک اسی گھر میں رہتے۔

جس عورت نے عبداللہ پر اپنے آپ کو پیش کیا تھا

...... اس باب میں جو روایتیں اور خبریں ہم کو ملی ہیں ان میں اختلاف ہے کوئی تو کہتا ہے کہ وہ عورت ورقہ بن نوفل کی بہن قتیلہ تھی، بنت نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی، اور کوئی کہتا ہے فاطمہ بنت مرالخشعیہ تھی۔

عروہؒ بن زبیر، محمد بن صفوان اور سعید بن محمد بن جبیر کہتے ہیں۔

یہ عورت (جس نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب پر پیش کیا تھا) ورقہ بن نوفل کی بہن قتیلہ بن نوفل تھی وہ دیکھ کے اپنے لئے شوہر پسند کرتی تھی)[۱]

فائدہ ...... عبداللہ بن عبدالمطلب (ایک دن اتفاقاً قتیلہ کے پاس سے گزرے اس نے اپنی ذات سے انہیں فائدہ حاصل کرنے کے لئے بلایا اور ان کا کنارہ دامن پکڑ لیا عبداللہ نے انکار کیا کہ مجھے واپس جانے دے، وہاں سے جلدی نکل کے آمنہ بنت وہب کے پاس آئے اور ان سے ملے چنانچہ حمل ٹھہر گیا، رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک کا بطن میں ٹھہراو ہوا، بعد کو اس عورت کے پاس لوٹے تو اس کو منتظر پایا، پوچھا؟

تو نے مجھ پر جو پیش کیا تھا آیا اس پر راضی ہے؟

اس نے کہا۔

نہیں، تو یہاں سے گزرا تھا تو تیرے چہرے میں ایک نور چمک رہا تھا، اب واپس آیا ہے تو وہ نور نہیں ہے، بعض لوگ بجائے اس کے یہ روایت کرتے ہیں کہ قتیلہ نے (عبداللہ سے) کہا۔

جس طرح گھوڑے کی پیشانی چمکتی ہے اسی طرح جب تو یہاں سے گزرا تھا تو تیری دونوں آنکھوں کے درمیاں چمک تھی، ایک واضح چمک تھی اب جو واپس آیا ہے تو چہرے میں وہ بات نہیں۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں: جس عورت نے عبداللہ بن عبدالمطلب پر جو بات پیش کی تھی وہ ورقہ بن نوفل کی بہن اور خاندان اسد بن عبدالعزیٰ کی ایک عورت تھی۔

ابوالفیاض الخشعی کہتے ہیں:۔

عبداللہ بن عبدالمطلب قبیلہ خثعم کی ایک عورت کے پاس سے گزرے جسے فاطمہ بنت مر کہتے ہیں یہ بہت ہی نوخیز و نوجوان و باعزت و پاکدامن عورت تھی اور اس نے کتابیں بھی پڑھی تھیں، نوجوانان قریش میں اس کے چرچے تھے، عبداللہ کے چہرے میں اس کو نبوت کا نور نظر آیا تو پوچھا: تو کون ہے؟

---

[۱] اصل میں کانت تنظر وتعتاف اعتیاف کے لغوی معنی اپنی پسند سے زاد وتوشہ حاصل کرنے کے ہیں، لیکن محاورے میں اس کا وہی مفہوم ہے جو مذکور ہوا ہے۔

عبداللہ نے حقیقت بیان کی تو کہا: کیا تو مجھ سے صحبت کرنے پر راضی ہے؟ میں تجھے سو اونٹ دوں گی۔
عبداللہ نے اس کی طرف دیکھ کے کہا:۔

اما الحرام فالممات دونه　　　والحل لا حل فاستبينه

(فعل حرام تو ممکن نہیں، بجائے اس کے مرجانا قبول ہے اور حلال کی کوئی صورت نہیں کہ اس کا راستہ نکلے)۔

فكيف بالامر الذی تنوینه

پھر وہ معاملہ کیونکر ہو جو تیری نیت ہے

عبداللہ اس کے بعد آمنہ بنت وہب کے پاس جاکے رہے پھر جو (فاطمہ) خثعمہ اور اسکے حسن و جمال کا خیال آیا کہ اس نے ان پر کیا بات پیش کی تھی تو اس کے پاس آئے مگر اب کے مرتبہ اس کی وہ توجہ نہ دیکھی جو پہلی بار دیکھی تھی۔ پوچھا؟

تو نے جو مجھ سے کہا تھا کیا اس پر اب بھی راضی ہے؟

فاطمہ نے جواب دیا: قد كان ذاک مرةً فاليوم لا ۔ وہ ایک مرتبہ کی بات تھی اب نہیں۔ یہ مقولہ) اس وقت سے مثال کو طور پر مشہور ہو گیا،

اس نے یہ بھی پوچھا۔

میرے بعد تو نے کیا کیا؟

عبداللہ نے کہا: میں اپنی بیوی آمنہ بنت وہب سے ملا،

اس نے کہا:۔ خدا کی قسم میں ایسی عورت نہیں جس کے چال چلن میں شک و شبہ کی گنجائش ہو۔ بات یہ ہے کہ میں نے تیرے چہرے میں دیکھا کہ نور نبوت چمک رہا ہے چاہا تھا کہ یہ نور مجھ میں آ جائے مگر خدا نے نہ چاہا اور اس نے اس کو وہیں منتقل کر دیا جہاں ہونا تھا۔

فاطمہ نے عبداللہ پر جو پیش کیا تھا اور عبداللہ نے اس سے انکار کیا تھا۔ نوجوانان قریش کو بھی اس کی خبر ملی، انہوں نے اس سے تذکرہ کیا تو اس نے کہا:۔

انی رایت مخیلة عرضت　　　فتلالات بحناتم القطر

میں نے دیکھا کہ ایک گھٹا سامنے ہے جو تیرہ و تار (یعنی بابرکت بارش کے بادل سے روشن ہو گئی ہے۔

فلما ئها نور یضی له　　　ما حوله کاضائة الفجر

اس کے پانی میں ایک ایسا نور ہے جس سے اس کے اردگرد اسی طرح روشنی ہو رہی ہے جس طرح صبح صادق کی روشنی ہوتی ہے)۔

ورایتهُ شرفاًابوءُ به　　　ماکل قادح زنده یوری

میں نے دیکھا کہ یہ ایک ایسی عزت ہے جو مجھے حاصل کرنی چاہئے لیکن ہر شخص جو چقماق جھاڑتا ہے ضروری نہیں کہ وہ کامیاب ہی ہو)۔

لله مار هرية سلبت　　　ثوبيک ما استبلت وما تدری

قبیلہ بن زہرہ کی وہ خاتون کیسی خوش نصب ہے جس نے اسے عبداللہ تجھ سے یہ دولت حاصل کر لی اور تجھے خبر تک نہ ہوئی۔

اسی سلسلہ میں اس نے یہ بھی کہا:۔

بنی هاشم قد غادرت من اخیکم　　　امینه اذللباه یعتلجان

اے بنی ہاشم تمہیں خبر بھی ہے تمہارے بھائی کا روشن نور چھوٹی سے آمنہ نے اس سے لے لیا)

کما غادر المصباح بعد خبوه　　　فتائل قد میشت له بدهان

اس کی مثال ایسی ہے جس طرح چراغ کے بجھ جانے کے بعد بتیاں اس کے روغن میں تر رہتی ہیں

وما کل ما یحوی الفتی من تلاده　　　بخرمٍ ولا فاته لتوان

انسان جو کسی پرانے سامان پر قابض ہو جائے تو یہ ہمیشہ اس کی عقلمند و دور اندیشی کا نتیجہ نہیں سمجھنا چاہئے اور جو بات اس سے رہ گئی اس کو اس کی سستی و غفلت ہی پر محمول نہیں کرنا چاہیے)

فاجل اذا طالبت امراً فانه　　　سیکفیکه جدن ایصطر عان

جب تو کسی معاملہ کا طلب گار ہو تو اس میں خوبی اور اچھے طریقے کو ملحوظ رکھ کہ دو آمنے سامنے آنے والے نصیبوں کے نتائج تجھے کافی ہونگے۔

سیکفیکه امّا ید مقضعله　　　واما ید مبسوطة ینان

جو مٹھی بند ہے یا جو ہاتھ کھلے ہوئے ہیں ان میں سے کوئی نہ کوئی تیرے لئے کافی ہوگا اور عنقریب کافی ہوگا۔

ولما قصت منه امینة ماقضت　　　بنا بصری عنه وکل لسانی

(چھوٹی سی آمنہ نے جب فرصت حاصل کر لی تو پھر اس نوجوان کی جانب سے میری نظر کم اور زبان گونگی ہوگئی، یعنی اس واقعہ کے بعد اس کی طرف مجھ کو خواہش نہیں رہی۔

ابو یزید مدنی کہتے ہیں:۔

مجھے خبر دی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے والد عبد اللہ قبیلہ خثم کی ایک عورت کے پاس سے گزرے جس نے دیکھا کہ ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک ایسا نور روشن ہے کہ اس کی چمک آسمان تک پہنچی ہوئی ہے۔ یہ دیکھ کے اس نے عبد اللہ سے کہا:۔ **هل لک فی** (آیا تو مجھ سے فائدہ اٹھانے میں راغب ہے؟

عبد اللہ نے کہا:

نعم حتیٰ ارمی الجمره (ہاں مگر میں پہلے رمی جمرات کرلوں)۔

عبد اللہ نے یہ کہہ کے رمی جمرات کے ارکان ادا کئے، پھر اپنی بیوی آمنہ بنت وہب کے پاس گئے۔ پھر وہ خثیمہ عورت یاد آئی تو وہاں پہنچے اس نے پوچھا

هل اتیت امراة بعدی (کیا میرے بعد تو کسی عورت کے پاس گیا ہے۔

عبد اللہ نے کہا:

نعم امراتی امنة بنت وهب (ہاں اپنی بیوی آمنہ بنت وہب کے پاس)

خثعمیہ نے کہا:۔

فلاحاجة لی فیک انک مررت وبین عنیک نورٌساطع الی اسماء فلما وقعت علیها وهب ،فاخبر ها نها همت خیرا هل الارض.

(اب مجھے تیری ضرورت نہیں جب تو یہاں سے گذرا تھا تو تیری دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور آسمان تک چمک رہا تھا۔ جب اس سے ملا تو نور جاتا رہا۔ اس کو اطلاع دیدے کہ وہ بہترین اہل زمین کی حاملہ ہے)

حضرت آمنہ کا وہ حمل جس سے رسول کریم ﷺ ہوئے

یزید بن عبداللہ بن وہب بن زمعہ اپنی پھوپھی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی تھیں ہم لوگ سنا کرتے تھے کہ آمنہ بنت وہب جب رسول اللہ ﷺ کی حاملہ ہوئیں تو وہ کہتی تھیں:۔

مجھے یہ محسوس ہی نہ ہوا کہ میں حاملہ ہوں، نہ ویسا بھاری پن کا احساس ہوا۔ جیسا عورتوں کو ہوا کرتا ہے البتہ نئی بات ایام کی بندش تھی وہ بھی کبھی بند ہو جاتے کبھی لوٹ کے آتے ایک مرتبہ میں سوتے جاگتے کی درمیانی حالت میں تھی کہ ایک آنے والے نے آ کے مجھ سے کہا:۔

تو نے محسوس بھی کیا کہ تو حاملہ ہے؟۔

میں نے گویا اسکا یہ جواب دیا۔

میں کیا جانوں۔

اس نے کہا:۔

تو اس امت کے سردار اور پیغمبر کی حاملہ ہے اور یہ واقعہ یعنی حمل کا ٹھہرنا پیر کے دن ہوا ہے۔

آمنہ کہتی ہیں کہ یہی بات تھی جس نے مجھ کو حمل کا یقین دلایا۔ پھر ایک زمانہ تک خاموشی رہی۔ یہاں تک کہ ولادت کا قریب آیا تو وہی پھر آیا اور اس نے کہا:۔

کہہ: "اُعیذہ بالصمد الواحد من شر کل حاسد" میں ہر ایک حاسد کے شر سے اس بچہ کے لئے خدائے واحد و صمد سے پناہ مانگتی ہوں۔"

آمنہ کہتی ہیں۔"

میں (اس تعلیم کے مطابق) یہی کہا کرتی تھی، عورتوں سے تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا اپنے دونوں بازوؤں اور گلے میں لوہا لٹکا لے، لوہا لٹکا تو لیا مگر چند ہی روز لٹکا رہا پھر میں نے اس کو کٹا ہوا پایا تو پھر نہ لٹکایا۔"

زہری کہتے ہیں۔"

آمنہ کہتی تھیں کہ میں حاملہ ہوئی تو حمل کے ہونے تک کسی قسم کی تکلیف نہ پائی۔

اسحاق بن عبداللہ کہتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کی والدہ کہتی تھیں کہ کئی بار میں حاملہ ہوئی میرے لڑکے ہوئے لیکن اس سے زیادہ بھیڑ بکریوں کا کوئی بچہ بھاری نہ رہا ہوگا۔"

محمد بن عمر الاسلمی کہتے ہیں:۔

یہ قول (یعنی اسحاق بن عبداللہ کا شروع میں ذکر کیا جانے والا بیان) من جملہ ان باتوں کے ہے جو ہمارے

نزدیک غیر معروف ہیں اور اہل علم اس سے واقف نہیں،

آمنہ بنت وہب اور عبداللہ بن عبدالمطلب کے سوائے رسول اللہ ﷺ کے کوئی دوسرا لڑکا ہی نہیں ہوا۔"

ابوجعفر محمد بن علی کہتے ہیں: آمنہ رسول اللہ ﷺ کی حاملہ ہی تھیں کہ انہیں حکم ملا، احمد نام رکھنا۔"

حضرت عبداللہ کی وفات

...... محمد بن کعب اور ایوب بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ کہتے ہیں:۔

قریش کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ جو کے ملک شام میں تجارت کے لئے جا رہا تھا۔ عبداللہ بن عبدالمطلب بھی نکلے اور غزہ تک گئے۔ اہل قافلہ تجارت سے فارغ ہو کے واپس ہوئے تو مدینے سے گزرے عبداللہ اس وقت بیمار تھے کہا کہ میں اپنے ننھیال بنی عدی بن النجار کے لوگوں میں رہ جاتا ہوں، وہاں وہ ایک مہینے تک ٹھہرے اور لوگ چلے گئے اور مکہ پہنچے عبدالمطلب نے عبداللہ کی نسبت معلوم کیا تو کہا۔ وہ بیمار تھے، ہم انہیں ان کے ننھیال یعنی خاندان عدی ابن النجار میں چھوڑ آئے۔

عبدالمطلب نے اپنے بڑے بیٹے حارث کو بھیجا۔ تو عبداللہ وفات پا چکے تھے اور نابغہ کے گھر میں دفن ہوئے تھے، نابغہ عدی بن النجار کے ایک فرد تھے اور ان کا گھر (جس میں عبداللہ دفن ہوئے۔) وہ ہے کہ جب تم اس محلّہ میں د اخل ہو گے تو تمہارے بائیں جانب ایک چھوٹی سی عمارت پڑے گی۔ (یہ نشان جو مصنف نے دیا ہے اسی زمانے کا ہے۔ اب تو محلّہ بنی عدی تک باقی نہ رہا۔"

ننھیال والوں نے حارث سے عبداللہ کی بیماری، ان کی عیادت اور تیمارداری کی حالت بیان کی اور کہا ہم انہیں دفن کر چکے، حارث یہ سن کر واپس آئے، عبدالمطلب کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو خوان کو اور عبداللہ کے بھائی بہن سب کو سخت صدمہ ہوا، رسول اللہ ﷺ اس وقت ماں کے پیٹ میں تھے، عبداللہ نے پچیس سال کی عمر میں وفات پائی۔

محمد بن عمر الواقدی کہتے ہیں:۔

عبداللہ بن عبدالمطلب کی وفات اور ان کی عمر کے متعلق جتنی روایتیں ہیں ان سب میں صحیح ترین قول ہمارے نزدیک یہی ہے۔"

زہری کہتے ہیں:۔

عبدالطلب نے عبداللہ کو مدینے میں سوکھے چھوارے لینے بھیجا تھا، مدینہ ہی میں وہ انتقال کر گئے۔"

محمد بن عمر کہتے ہیں۔

ثابت ترین روایت پہلی روایت ہے۔"

ابوعبداللہ محمد بن سعد کہتے ہیں۔"

عبداللہ کی وفات کی نسبت ہم سے ایک روایت اور بھی کی گئی ہے اور وہ حسب ذیل ہے۔"

ہشام نے اپنے والد محمد بن السائب اور عنوانۃ بن الحکم، دونوں صاحبوں سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عبدالمطلب نے اس وقت وفات پائی جب رسول اللہ ﷺ ۲۸، ۲۹ مہینے کے ہو چکے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ (۷) مہینے ہو چکے تھے۔"

محمد بن سعد کہتے ہیں:۔

ثابت ترین روایت پہلی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ماں کے پیٹ میں تھے کہ عبداللہ انتقال کر گئے:۔

محمد بن واحد الاسلمی کہتے ہیں۔''

عبداللہ بن عبدالمطلب نے ام ایمن کو پانچ اوارک اونٹوں اور بھیڑ کے ایک مختصر ریوڑ کو ترکے میں چھوڑا جس کے رسول اللہ ﷺ وارث ہوئے، اوارک ان اونٹوں کو کہتے ہیں جن کی خوراک درخت اراک (پیلو) ہے۔ ام ایمن کو رسول اللہ ﷺ کی دایہ کا کام نصیب ہوا ان کا نام برکۃ تھا۔''

آمنہ بنت وہب اپنے شوہر عبداللہ بن عبدالمطلب کے مرثیے میں کہتی ہیں۔''

حفا جا نب ا لبطحا ء من ا بن ھا شم و جا و ر لحد ا جا فی ا لغما غم

فرزند ہاشم کی وفات کی وجہ سے کنارہ بطحا کا نام ونشان تک مٹ گیا، نوحہ ورونے وغوغا کے غیر متمیز شور غل کی کیفیت میں باہر نکل کے وہ ایک لحد میں مقیم ہوگیا۔''

د عته ا لمنا یا د عو ۃ فا جا بھا و ما تر کت فی ا لنا س مثل ابن ھا شم

(موت نے اسے دعوت دی اور اس نے وہ دعوت قبول کر لی، انسانوں میں کسی ایک کو بھی موت نے ایسا نہ چھوڑا جو ہاشم کے لڑکے جیسا ہوتا۔

عشیّۃ ر ا حو ا یحملو ن سر یر ہ تعا و ر ا صحا بہ فی ا لتر ا حم

(شب میں اس کا تابوت اٹھا کے چلے تو اس کے ساتھیوں نے انبوہ میں تابوت کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔''

فا ن یک غا لتہ ا لمنا یا و ر یبھا فقدد کا ن معطا ء کثیر ا لتز ا حم

(اگر وہ مر گیا تو کیا ہوا، اس کے آثار خیر تو نہیں مرے، کیونکہ وہ انتہائی درجہ کا سخی اور بہت ہی رحم دل تھا۔''

قد ا ستر ا ح ا لیر ا ع من تر جمتہ ا لقسم ا لا و ل ا لجز ء ا لا و ل من کتا ب ا لطبقا ت الکبیر ، صبیحتہ لیلۃ ا سر ی با لنبی ﷺ ا لی ا لمسجد ا لا قصی ا لذ ی بو ر ث حو لہ من شھو ر سنتہ ۱۳۳۷ للھجر ۃ ، و جد لک قد تمت ا لا نبا ء الخصیصتہ بما قبل مو لد ہ بنعمۃ ا للہ و بنعمتہ قتم لصا لحا ت ، و لہ ا لحمد من قبل و من بعد ، و علیہ ا لا قکا ل و بید ہ ا لتو فیق ر بنا تقبل منا نک ا نت الغفو ر ا لر حیم ."

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد اللہ الذی ارسل الینا شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا
الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا ، صلی اللہ علیہ و علی الہ
و صحبہ و سلم تسلیما کثیرا
ربنا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم
و لا الضالین .

رسول اللہ ﷺ کی ولادت

ابوجعفر محمدؒ بن علی فرماتے ہیں:

ماہ ربیع الاول کی دس راتیں گزریں تھیں کہ دو پیر کے دن رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔ اصحاب فیل اس سے دس ماہ پہلے محرم میں آ چکے تھے۔ لہذا رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور واقعہ فیل کے درمیان پچپن راتیں گزر چکی تھیں:

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ ابومعشر نجیح المدنی کہا کرتے تھے:۔

ماہ ربیع الاول کی دو راتیں گزری تھیں کہ پیر کے دن رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔''

عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔''تمہارے پیغمبر (علیہ الصلوۃ والسلام) پیر کے دن پیدا ہوئے تھے۔''

عبداللہ بن عقلتہ الفغوا، عبداللہ بن عباس محمد بن کعب، عمران بن مناح سعید بن جبیر ابنت ابی تجراۃ بن مخرمہ کہتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ فیل کے سال میں پیدا ہوئے (یعنی جس سال اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا کہ ابرہہ نے کعبہ شریفہ''زادھا اللہ شرفا و تعظیما پر چڑھائی کی ہے اسی سال آنحضرت صلوۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔''

ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ یوم الفیل میں پیدا ہوئے یوم الفیل سے مرادیں آپس میں مل گئی ہیں

زہری محمد بن کعب القرظی المسور ابووجزہ، مجاہد ابن عباسؓ جن کی راویتیں باہم مل جل گئی ہیں فرماتے ہیں کہ آمنہ بنت وہب (رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ) نے کہا:۔

میں اس بچے، یعنی رسول اللہ ﷺ سے حمل میں ہوئی تو وضع حمل تک میں نے کوئی تکلیف محسوس نہ کی۔ مجھ سے جدا ہونے پر ایک ایسا نوران کے ساتھ ہی نکلا کہ مشرق سے لے کر مغرب تک اس کی روشنی پھیل گئی۔ بعد کو اپنے دونوں ہاتھوں کے سہارے سے زمین پر آئے تو ایک مٹھی مٹی لے کر آسان کی جانب سر اٹھایا۔''

کیفیت ولادت...... بعض فرماتے ہیں:۔زمین پر آئے تو اپنے دونوں زانوں پر جھکے ہوئے تھے، سر آسمان کی جانب بلند تھا ان کے ساتھ ایک ایسا نور نکلا کہ شام کے محل و بازار روشن ہو گئے۔ یہاں تک کہ میں نے بصری میں اونٹوں کی گردنیں دیکھ لیں۔''

اسحاق بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ نے کہا ان کے پیدا ہوتے ہی مجھ سے ایک ایسا نور نکلا کہ ملک شام کے قصر و ایوان سے روشن ہو گئے۔

پیدا ہوئے تو پاک وصاف وطاہر ومطہر پیدا ہوئے جس طرح بھیڑ بکریوں کے بچے ہوتے ہیں کہ انکے کچھ بھی آلائش نہیں ہوتی زمین پر آئے تو فرش خاک پر اپنے ہاتھ کے سہارے بیٹھے ہوئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے متعلق ابن القبطیہ نے روایت کی کہ آنحضرت علیہ السلام کی والدہ کہتی ہیں۔

میں نے دیکھا گویا ایک شہاب مجھ سے نکلا ہے کہ زمین اس سے روشن ہوگئی ہے۔

عکرمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی والدہ سے پیدا ہوئے تو پتھر[1] کے ایک کونڈے کے نیچے انہیں الٹالٹا دیا گیا۔ مگر کونڈا پھوٹ گیا، میں نے دیکھا تو وہ آنکھ پھاڑ کے آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

ابوالعجفا، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمایا میرے پیدا ہوتے وقت میری والدہ نے دیکھا کہ ان سے نور چمک رہا ہے کہ بصرہ کے قیصر دو محل اس سے روشن ہو گئے ہیں۔ ابولیستہ الباہلی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میری والدہ نے دیکھا کہ گویا ان سے ایسا نور نکلا ہوا ہے جس سے شام قیصر محل روشن ہو گئے۔

حسان بن عطیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں زانوں پر ٹیک لگائے آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے۔

خاصیتِ پیدائش...... عبداللہ بن عباسؓ اپنے والد عباسؓ بن عبدالمطلب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو ختنہ شدہ ناف کٹی ہوئی تھی۔ عبدالمطلب کو اس پر مسرت آمیز تعجب ہوا۔ ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی قدر بڑھ گئی اور انہوں نے کہا۔

میرے اس لڑکے کی ایک خاص شان ہوگی چنانچہ فی الواقع آنحضرتؐ کی شان ہوئی۔

یزید بن عبداللہ بن زمعۃ کی بہن کہتی ہیں:۔آمنہ بنت وہب کے بطن سے رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو آمنہ نے عبدالمطلب کو خبر دلائی خوش خبری لانے والا ایسے وقت میں انکے پاس پہنچا کہ وہ حجر[2] میں اپنے بیٹوں اور قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اطلاع دی کہ آمنہ کے لڑکا پیدا ہوا۔ عبدالمطلب خوش ہوئے اور ان کے ساتھ جتنے لوگ تھے سب اٹھے آمنہ کے پاس آئے تو جو کچھ انہیں نظر آیا تھا۔ جو ان سے کہا گیا تھا اور جس کا حکم ملا تھا۔ عبدالمطلب کو سب کچھ سنا دیا، عبدالمطلب آنحضرت ﷺ کو لئے ہوئے کعبہ میں آئے۔ وہاں کھڑے ہو کر خدا سے دعا کی اور خدا نے جو نعمت بخشی اس کا شکر کرتے رہے۔''

---

[1] پتھر کا کونڈا: اصل میں برمہ کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی ہیں قدر من الحجارۃ، پتھر کی دیگ۔ [2] حجر وہ مقام جس پر حطیم شان ہے جو شمالی جانب سے کعبہ کو محیط ہے۔

محمد بن عمر الاسلمی کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس دن عبدالمطلب نے یہ کہا تھا۔

الحمد الله الذی اعطانی هذا الغلا م الطیب الاردان

ہر طرح اور ہر قسم کی حمد وثنا اس خدا کے لئے جس نے مجھے یہ پاکدامن لڑکا عنایت فرمایا)

قد ساؤنی المهد علی الغلمان اعیذه بالله ذی الارکاب

یہ وہ لڑکا ہے کہ گود ہی میں تمام لڑکوں پر سردار ہو گیا اس کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں اور اس کے لئے خدا سے پناہ مانگتا ہوں۔

حق اراہ بالغ البنیان اعیذه من شر ذی شنئان

میری خواہش ہے کہ اس کو جوانی کی عمر پہنچنے تک دیکھوں، میں اس کی نسبت بغض رکھنے والے کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

من حاسد مضطرب العنان

میں اس حاسد سے پناہ مانگتا ہوں، جسے حسد کے سوا کوئی نہ چارہ ہو اور وہ مجبور ہو یعنی ایک طریقے پر اسے قرار نہ رہے)

رسول اللہ ﷺ کے نام ...... خیثمہ کے آزاد غلام سہل، مریش جو کہ نصرانی تھے اور انجیل پڑھا کرتے تھے ان کا بیان ہے کہ انجیل میں رسول اللہ ﷺ کی صفت موجود ہے کہ وہ اسماعیلؑ کے خاندان سے ہوں گے اور ان کا نام احمدؐ ہوگا۔

ابو جعفر محمد بن علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابھی ماں کے پیٹ میں تھے کہ آمنہ کو حکم ہوا۔

ان کا نام احمدؐ رکھنا۔

محمد بن علی، یعنی ابن الحنفیہؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے علی بن ابی طالب کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

میرا نام احمدؐ رکھا گیا۔

جبیرؓ بن مطعم کہتے ہیں: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

میں محمدؐ ہوں، احمد ہوں، حاشر[1] ہوں، ماحی ہوں، خاتم ہوں، عاقب ہوں حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ کی ایک گلی میں یہ کہتے ہوئے سنا۔

میں محمدؐ ہوں، احمد ہوں، حاشر ہوں، مقفی ہوں، نبی رحمت ہوں۔

ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے نام بتائے جن میں سے بعض نام ہم نے یاد کر لئے آپؐ نے فرمایا تھا: میں محمدؐ ہوں، احمد ہوں، مقفی ہوں (مقفی وہ نبی جس کا نام تمام پیغمبروں کے بعد آئے)، حاشر ہوں، نبی رحمت ہوں، نبی توبہ ہوں، نبی ملحمہ ہوں (وہ پیغمبر جو قرب قیامت کے ایام فتنہ وفساد سے کچھ ہی دنوں پہلے مبعوث ہوں۔)

مجاہد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں محمدؐ ہوں، احمد ہوں، رسول رحمت ہوں، رسول ملحمہ ہوں، مقفی ہوں، حاشر ہوں جہاد کے لئے بھیجا گیا ہوں زراعت کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں۔

---

[1] حاشر وہ پیغمبر جو قرب قیامت کے زمانے میں مبعوث ہو۔ ماحی۔ جس کی بدولت گناہ مٹ جائیں، خاتم، خاتم النبیین۔ عاقب: جس کی بعثت تمام پیغمبروں کے بعد ہوئی ہوں۔ مقفی: جس کا زمانہ تمام پیغمبروں کے بعد آئے۔ ملحمہ: وہ پیغمبر جو قرب قیامت کے دنوں فتنہ وفساد کے کچھ ہی دنوں پہلے مبعوث ہوں۔

جبیر بن مطعم سے روایت کرتے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں۔

ا:۔ میں محمد ہوں۔

۲:۔ احمد ہوں۔

۳:۔ میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے۔

۴: میں حاشر ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر جمع ہوں گے۔

۵: اور میں عاقب ہوں۔

جبیر بن مطعم سے دوسری روایت بھی اسی طرح ہے مگر اس میں یہ لفظ زائد ہے میں وہ عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

نافع بن جبیر سے روایت ہے کہ وہ عبدالملک بن مروان کے پاس گئے تو عبدالملک نے ان سے پوچھا۔ تجھے رسول اللہ ﷺ کے ان ناموں کا شمار معلوم ہے جن کو جبیر یعنی ابن مطعم گنا کرتے تھے۔

نافع نے کہا ہاں وہ چھے نام ہیں۔

ا: محمدؐ

۲: احمد

۳: خاتم

۴: حاشر

۵: عاقب

۶: ماحی

حاشر اس لئے کہ آنحضرتؐ تم سب کو (خدا کے خوف سے) ڈرانے کے لئے عذاب شدید آمنے سامنے قیامت کے ساتھ ساتھ بھیجے گئے تھے۔

عاقب۔ اس لئے کہ پیغمبروں کے بعد آئے۔

ماحی۔ اس لئے کہ جن لوگوں نے ان کا اتباع کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہ آنحضرتؐ کے طفیل میں مٹا دیئے۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

اے خدا کے بندوں۔ دیکھو ان لوگوں کی گالیاں و لعنت کو اللہ تعالےٰ تمہاری طرف سے کیسے پلٹ دیتا ہے۔

ان لوگوں سے آنحضرت ﷺ کی مراد قریش کے لوگ تھے۔ سامعین نے عرض کیا: کیف یا رسول اللہ (یا رسول اللہ وہ کیسے؟)

فرمایا:۔ یشمّون مُذمما ویلعنو ن مذ مما و انا محمد (مذمم [1] سیرت والوں کو گالیاں دیتے ہیں، مذمم پر لعنت کرتے ہیں، حالانکہ میں مذمم نہیں ہوں، میں تو محمد ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کی کنیت

ابو ہریرہؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] (مذمم: مذموم و نکوہیدہ سیرت، محمد۔ ستودہ خصال)

میرے نام پر نام رکھو، مگر میری کنیت پر کنیت نہ رکھو، کیونکہ میں ہی ابوالقاسم ہوں۔
ابو ہریرہؓ سے یہ تو دوسری) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
میرے نام اور کنیت، دونوں کو جمع نہ کرو (یعنی ایسا نہ کرو کہ کسی کا نام رکھو تو میرا ہی نام رکھو اور کنیت رکھو تو وہ بھی میری ہی کنیت ہو۔ ایک تک کوئی مضائقہ نہیں مگر دونوں کا اجتماع نامناسب ہے۔ میں ابوالقاسم ہوں، اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

ابو ہریرہؓ کی ایک اور روایت میں (حلف کردہ) ابی قاسم' کے الفاظ ہیں کہ اس سے آنحضرتؐ ہی مراد ہیں۔''
انسؓ بن مالک سے روایت ہے:۔
رسول اللہ ﷺ بقیع میں تھے کہ ایک شخص نے آواز دی، ''یا ابا القاسم'' اس آواز پر رسول اللہ ﷺ متوجہ ہوئے تو اس نے کہا میں نے آپ کو آواز نہیں دی۔
رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا:
سموا باسمی و لا تکنتوا بکنیتی (میرے نام پر نام رکھو مگر میری کنیت نہ رکھو۔
جابرؓ کہتے ہیں۔''
ایک انصاری کے لڑکا پیدا ہوا، جس کا نام اس نے محمد رکھا، انصار اس پر بہت غصے ہوئے۔'' اور کہا۔''
یہ نام اس وقت رکھا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ہم اجازت حاصل کر لیں۔ آنحضرتؐ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا۔''
انصار نے اچھا کیا۔ پھر ارشاد ہوا۔''
میرا نام رکھو میری کنیت نہ رکھو کیونکہ فقط میں ہی ابوالقاسم ہوں کہ تمہارے درمیان خدا کی نعمتیں تقسیم کرتا ہوں۔''
جابر بن عبداللہ سے روایت ہے۔'
ایک انصاری نے اپنی کنیت ابوالقاسم رکھی، انصار نے اس پر کہا۔''
جب تک رسول اللہ ﷺ سے اس مسئلہ کو ہم پوچھ نہ لیں۔ تجھے اس کنیت سے مخاطب نہ کریں گے۔''
رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا:
میرا نام رکھو میری کنیت نہ رکھو۔''
سعیدؓ کہتے ہیں، قتادہؓ اس امر کو ناپسند سمجھتے تھے۔ کہ کوئی شخص اپنی کنیت ابولقاسم رکھنے چاہئے تو اس کا نام محمد نہ ہو۔''
عبدالرحمٰن بن ابی عمرۃ الاانصاری کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔''
میرا نام اور میری کنیت جمع نہ کرو۔
ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا نام نہ رکھو میری کنیت رکھو مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس بات کی ممانعت فرمائی کہ نام اور کنیت دونوں جمع ہوں۔
ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے نام اور میری کنیت کو جمع نہ کرو۔
مجاہد کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔
میرا نام رکھو میری کنیت نہ رکھو۔''

رسول اللہ ﷺ کی رضاعت کا جنہیں شرف حاصل ہوا اور آنحضرتؐ کے رضاعی بھائی و بہن

برہ بنت تجراۃ کہتی ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ کو سب سے پہلے ثوبیہ نے اپنے ایک لڑکے کے ساتھ دودھ پلایا جسے مسروح کہتے تھے، یہ واقعہ حلیمہ کی آمد سے قبل کا ہے ثوبیہ نے اس سے پہلے حمزہ بن عبدالمطلب کو دودھ پلایا تھا، اور اس کے بعد ابوسلمہ بن عبدالاسد المخزومی کو دودھ پلایا۔

ابن عباس کہتے ہیں:۔

ثوبیہ نے کہ ابولہب کی لونڈی تھیں، حلیمہ کے آنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو چندروز دودھ پلایا تھا، اور آپ ہی کے ساتھ ابوسلمہ بن عبدالاسد کو بھی دودھ پلاتی تھیں، لہذا ابوسلمہ آپ کے دودھ شریک بھائی تھے۔"

عروۃ بن الزبیرؓ سے روایت ہے کہ ثوبیہ کو ابولہب نے آزاد کر دیا تھا اور اسی وجہ سے اس نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ ابولہب کے مرنے پر بعض لوگوں نے اس کو بدترین حالت میں خواب میں دیکھا تو پوچھا۔"

کہو کیا گزری؟

ابولہب نے کہا۔

تمہارے بعد ہمیں کوئی آرام نہ ملا، البتہ میں ثوبیہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے اس میں ہوا۔ ابولہب نے اس میں، کہا تو انگوٹھے اور اس کے بعد انگلیوں کے پوروں کے درمیان اشارہ کیا تھا۔"

محمد بن عمر کئی اہل علم روایت کرتے ہیں جو کہتے تھے۔"

رسول اللہ ﷺ مکہ میں ثوبیہ کی خبر دریافت فرماتے تھے خدیجہ بھی ثوبیہ کی بڑائی کا خیال کرتیں ثوبیہ اُن دنوں آزادی کی غرض سے خدیجہؓ نے ابولہب سے درخواست کی کہ ان کے ہاتھ فروخت کر دیں کہ آزاد کر دی جائیں، مگر ابولہب نے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب مدینہ میں ہجرت کی تو ابولہب نے ثوبیہ کو آزاد کر دیا رسول اللہ ﷺ وہاں سے بھی ثوبیہ کو صلے بھجواتے اور کپڑے دیتے یہاں تک کہ غزوہ خیبر سے واپس آتے وقت ۷ ےء میں خبر ملی کہ ثوبیہ انتقال کر گئیں،

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا:۔

ثوبیہ کے بیٹے مسروح نے کیا کیا؟۔

کہا گیا۔"

وہ تو ثوبیہ سے پہلے ہی مر چکے تھے، ان کی رشتہ داری میں بھی کوئی باقی نہیں۔"

قاسم بن عباس الاسلمی کہتے ہیں۔

ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ ثوبیہ کا حال معلوم فرمایا کرتے اور ان کے لئے انعام اور کپڑے بھیجا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کی وفات کی خبر آئی تو دریافت فرمایا:۔

ان کے رشتہ دار میں کون باقی ہے لوگوں نے کہا کوئی نہیں۔"

عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔''
حمزہؓ بن عبدالمطلب میرے رضاعی بھائی ہیں۔''
ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں۔''
حمزہؓ بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے دودھ شریک بھائی تھے، آنحضرت کو بھی اور انہیں بھی ایک عربی عورت نے دودھ پلایا تھا۔ قبیلہ بنی بکر کے لوگوں میں حمزہ کے دوددھ پلانے کا انتظام تھا۔ رسول اللہ ﷺ ایک دن اپنی دودھ پلانے والی ماں حلیمہ کے پاس تھے کہ حمزہؓ کی والدہ نے آنحضرتؐ کو اپنا دودھ پلایا تھا۔''
ام سلمیٰؓ آپ ﷺ کی بیوی کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی۔
یارسول اللہ ﷺ، آپ حمزہؓ کی لڑکی کی جانب سے کہا (بھولے ہوئے ہیں،؟ یا آپ سے یہ کہا گیا حمزہؓ کی لڑکی کو آپ کیوں نہیں پیغام دیتے۔''
آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔
رضاعت کی حیثیت سے حمزہ میرے بھائی ہیں۔
ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حمزہؓ کی بیٹی کے لئے رسول اللہ ﷺ سے خواہش کی گئی تو فرمایا:۔
وہ مجھ پر حلال نہیں، وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے جو نسبت سے حرام و رضاعت سے بھی حرام ہے۔
علیؓ بن ابی طالب کہتے ہیں کہ حمزہؓ کی لڑکی نسبت میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اور ان کے حسن و جمال کا بھی تذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔
از روئے رضاعت وہ میرے بھائی کی لڑکی ہے کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو نسبت سے حرام کیا ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہے محمد بن عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں نے صالح کو علیؓ (ابن ابی طالب) سے روایت کرتے سنا کہ وہ کہتے تھے؟
میں نے رسول اللہ ﷺ سے حمزہؓ کی لڑکی کے لئے تذکرہ کیا تو فرمایا:
وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔
عراک بن مالک سے روایت ہے کہ زینب بنت ابی سلمہ نے ان کو خبر دی کہ ام حبیبہؓ (ام المومنین) رسول اللہ ﷺ نے سے عرض کیا۔
ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ آپ درۃ بنت ابی سلمہ سے نکاح کرنے والے ہیں۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اعلی ام سلمته (کیا ام سلمہ پر؟) پھر فرمایا۔
لو انی لما نکح ام سلمته ما حلت لی، ان ابا ھا اخی من الر ضا عت ۔ میں اگر ام سلمہ سے نکاح نہ بھی کئے ہوتا تو بھی درۃ ابی سلمہ میرے واسطے حلال نہ ہوتی۔
کہ از روئے رضاعت اس کا باپ تو میرا بھائی ہے۔

حلیمہ سعدیہ............یحییٰ بن یزید السعدی کہتے ہیں:۔

مکے میں بچوں کو دودھ پلانے کی غرض سے بنی سعد بن بکر کے قبیلہ کی دس عورتیں آئیں تو سب کو تو بچے مل گئے، ایک باقی رہیں تو حلیمہ باقی رہیں۔

حلیمہ بنت عبداللہ بن الحارث بن شجنۃ بن جابر بن ازارم بن ناصرۃ بن فصیۃ بن نسر بن سعد بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمۃ ابن خصفۃ بن قیس بن عیلان بن مضر،

حلیمہ کے ساتھ ان کے شوہر حارث بھی تھے ابن عبدالعزیٰ بن رفاعۃ بن ملان بن ناصرۃ بن فصیۃ بن سعد بن بکر بن ہوازن۔

حارث کی کنیت ابوذوویب تھی حلیمہ کے لڑکے عبداللہ انہیں کی نسل سے تھے اور ابھی دودھ پیتے بچے تھے۔

حارث کی دولڑکیاں بھی تھی۔انیسہ بنت الحارث اور جدّامۃ بنت الحارث، جدامہ کا لقب شیماء[1] تھا۔رسول اللہ ﷺ کو وہی گود میں لئے رہتیں اور اپنی ماں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو کھلایا کرتیں۔

حلیمہ پر آنحضرت ﷺ کی رضاعت پیش کی گئی تو کہنے لگیں۔

یتیم ولا مال له وماعست امه ان تفعل

(یتیم بے مال ومتاع، ان کی ماں کیا کرلینگی)

قبیلہ کی تمام عورتیں حلیمہ کو چھوڑ کے چلی گئیں تو حلیمہ نے اپنے شوہر سے کہا تیری کیا رائے ہے؟ میری ساتھ والیاں تو چلی گئیں اور مکہ میں دودھ پلانے کے لئے سوائے اس یتیم بچے کے کوئی نہیں، اگر ہم اسے لے لیں تو کیا؟ کیونکہ مجھے یہ برا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لئے بغیر گھر واپس جائیں۔

شوہر نے جواب دیا۔

اس کو لے لے، شاید اللہ تعالیٰ اس میں ہمارے لئے بہتری کرے۔

حلیمہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ کے پاس آئیں ان سے لے کے آنحضرت ﷺ کو اپنی گود میں لے لیا تو دونوں چھاتیاں اس قدر بھر آئیں کہ اب ان سے دودھ بار بار ٹپکتا رسول اللہ ﷺ نے سکون سے پیا اور آپ کے دودھ شریک نے بھی پیا جس کی پہلے یہ حالت تھی کہ بھوک کے مارے سوتا نہ تھا۔

آنحضرت ﷺ کے متعلق آمنہ کا حلیمہ کو ہدایت دینا...... آنحضرت ﷺ کی والدہ نے (حلیمہ سے کہا:۔

مہربان اور شریف دائی (دودھ پلانے والی) اپنے بچے (یعنی رسول اللہ ﷺ) کی جانب سے خبردار رہنا کیونکہ عنقریب اس کی ایک خاص شان ہوگی۔

آمنہ نے آنحضرت ﷺ کی ولادت کے وقت جو کچھ دیکھا تھا اور اس بچے کی نسبت جو ان سے کہا گیا تھا۔حلیمہ کو سب کچھ بتادیا اور یہ بھی کہا:۔

مجھ سے (مسلسل) تین رات کہا گیا کہ اپنے بچے کو پہلے قبیلہ بنی سعد بن بکر میں، پھر آل ابوذویب میں دودھ پلوانا۔

[1] (شیماء وہ عورت جس کے جسم پر دھبے ہوں)

حلیمہ نے کہا یہ بچہ جو میری گود میں ہے اسی کا باپ ابوذ ویب میرا شوہر ہے۔
غرض کہ حلیمہ کی طبیعت خوش ہوگئی اور ان سب کو سن کے خوشی خوشی آنحضرت ﷺ کو لئے ہوئے اپنی رہائش گاہ پر پہنچی، گدھی پر ضرورت کا سامان و کجاوہ رکھا اور حلیمہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے آگے لئے ہوئے بیٹھ گئیں ان کے آگے حارث بیٹھے، چلتے چلتے وادی المستر رمیں پہنچے ساتھ والیوں سے ملاقات ہوئی جو خوش حال اور مسرور تھیں اور حلیمہ و حارث کوشش کررہے تھے کہ ان کے برابر آجائیں۔
حلیمہ سے ان عورتوں نے پوچھا۔
کیا کیا؟
جواب دیا:۔ **اخذت وُالله مولود رائیه قط واعظمهم برکة** :۔ (خدا کی قسم جتنے بچے میں نے دیکھے ان سب میں بہترین بچہ اور بزرگ ترین برکت والے کو میں نے لیا ہے)
عورتوں نے کہا۔
کیا وہ عبد المطلب کا لڑکا؟
حلیمہ نے کہا:۔
ہاں۔
حلیمہ کہتی ہیں:۔
ہم نے اس منزل سے کوچ بھی کیا نہ تھا کہ دیکھا بعض عورتوں میں حسد ظاہر ہے۔
محمد بن عمر کہتے ہیں بعض لوگوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو حلیمہ اپنے گھر لے چلیں تو آمنہ بنت وہب نے کہا

اعیده بالله ذی الجلال من شر ما مر علی الجبال ۔ ا

جسم پر جو مصائب گزرتے ہیں، جو برائی وخرابی ہوتی ہے، جو آفات وامراض پیش آتے ہیں ان سب سے میں اس بچے کو خدائے ذوالجلال کی پناہ میں دیتی ہوں اور اس کے لئے خدا سے پناہ مانگتی ہوں۔)

حتی اراه حامل الحلال ویفعل العرف الی الموالی

میں اس وقت تک کے لئے اس کو خدا کی پناہ میں دیتی ہوں کے اسے حلال معاملے کا کرنے والا اور غلاموں کے ساتھ نیکی کرتے دیکھ لوں۔

وغیرهم من حشوة الرّجال

اور صرف غلاموں ہی کے ساتھ نہیں بلکہ یہ بھی دیکھوں کہ ان کے علاوہ دوسرے ادنیٰ درجے کے لوگوں کے ساتھ بھی وہ نیکیاں کررہا ہے۔

شقِّ صدر

.... محمد بن عمر اپنے اصحاب سے روایت کرتے ہیں:۔

ا اس نظم کے دوسرے مصرعہ میں لفظ جبال بوزن خیال آیا ہے، جبال کے معنی جسم کے ہیں محاورہ عرب میں کہتے ہیں۔ ھوعظیم الجبال یعنی وہ شخص بڑے جسم وقامت، خوبصورت رخساروں کا تناور وتنومند آدمی ہے آخری مصرعہ میں حشوہ، آیا ہے جس کے معنی اراذل کے ہیں یعنی کم پایہ انفار۔

رسول اللہ ﷺ دو سال تک قبیلہ بنی سعد میں رہے، دودھ چھڑایا گیا ہے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آپ چار سال کے ہیں، آنحضرت ﷺ کی والدہ سے ملنے کے لئے آپ کو لے چلے حلیمہ نے ان سے آنحضرت ﷺ کے حالات بیان کئے، اور آپ کی برکت سے جو دیکھا تھا اس کی کیفیت سنائی۔ آمنہ نے کہا:۔

میرے بچے کو واپس لے جائیں اس کی طرف سے مکہ کی وبا سے ڈرتی ہوں، خدا کی قسم اس کی ایک خاص شان ہوگی۔

چنانچہ آنحضرت سلام اللہ علیہ کو واپس لے گئیں۔

آنحضرت ﷺ جب چار سال کے ہوئے۔ تو اپنے بھائی بہنوں کے ساتھ نکل جاتے تھے یہ جگہ محلے کے قریب ہی تھی اور یہاں جانور رہتے تھے۔ اسی مقام پر دو فرشتوں نے آ کے آنحضرت ﷺ کا سینہ چاک کر کے ایک سیاہ نقطہ نکال کر اس کو پھینک دیا۔ اور سونے کے ایک بڑے تسلے میں رکھ کے برفاب سے سینہ مبارک کو دھویا، امت کے ایک ہزار آدمیوں کے ہم عمر کر کے آپ کو تولا۔ تو آپ ہی بھاری ٹھہرے ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا:۔

دعه فلوزن بامته کلها لوزنهم (جانے دو اگر تمام امت کے ساتھ وزن کرو گے تو بھی آپ ہی کا پلہ بھاری ہوگا۔

آنحضرت ﷺ کے بھائی چیختے چلاتے اپنی ماں کے پاس پہنچے کہ:۔

ادر کی اخی القرشی (میرے قریشی بھائی کی خبر لے)

حلیمہ اپنے شوہر کے ساتھ دوڑتی ہوئی نکلیں تو رسول اللہ ﷺ کو ایسی حالت میں پایا کہ آپ کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ آمنہ کے پاس آنحضرت ﷺ کو لے کے پہنچیں اور حالت سنا کے کہا: **انا لانرد ه الا علی جلع آنفنا** (ہم اس بچے کو یوں واپس نہیں کرتے اپنی ناک کٹا کے واپس کرنے پر مجبور ہیں)

مگر لوٹتے وقت آنحضرت ﷺ کو پھر لیتی آئیں اور ایک سال یا اسی کے قریب آنحضرت ﷺ (واقعہ شق صدر کے بعد) حلیمہ ہی کے پاس رہے کہ اب آپ کو وہ کہیں دور نہ جانے دیتی تھیں۔

کچھ دن گزرے تھے کہ حلیمہ نے دیکھا کہ ایک بادل آنحضرت ﷺ پر سایہ ڈالے ہوئے ہے، جب آپ ٹھہر جاتے ہیں تو وہ بھی ٹھہر جاتا ہے اور چلتے ہیں تو وہ بھی چلتا ہے، حلیمہ اس بات سے بھی ڈریں اور آنحضرت ﷺ کو لے کر چلیں کہ آپ کو آپ کی والدہ کے حوالے کر دیں، اس وقت آپ پانچ سال کے تھے۔ وہاں سے لے کے چلیں تو مکے کے قریب پہنچی تھی کہ) لوگوں کے مجمع میں آپ کو گم کر دیا۔ تلاش کیا او نہ پایا۔ تو آ کے عبدالمطلب کو خبر دی، عبدالمطلب نے بھی تلاش کی انہیں بھی نہ ملی تو کعبے کے پاس آ کے وہ کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے:۔

لاهم ادر اکبی محمدا ادہ الی و اصطنع عندے یدا

(یا اللہ میرے شہسوار محمد کو مجھے دیدے، اسے مجھ کو دیدے، میرے پاس بھیج دے، اور اس عنایت کی بدولت مجھ پر اپنا فضل و کرم کر)

انت الذی جعلته لی عضدا لا یبعد الدهر به فلیعدا۔

یا اللہ تو ہی نے اس لڑکے کو میرا بازو بنا دیا ہے، یا اللہ ایسا نہ ہو کہ زمانہ اس کو دور کر دے تو پھر یہ دور ہی ہو جائے گا)۔

انت الذی سمیته محمدا

تو ہی نے تو اس کا نام محمد رکھا ہے اور اس تعریف اور ستائش سے موسوم کیا ہے)

کندیر بن سعید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے
میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک شخص نظر آیا جو کہہ رہا تھا۔
ربِّ :۔(اے میرے پروردگار)
رد الیّ راکبی محمداً ردہ الی واصطنع عندے یدا
(محمد کو واپس کردے، اسے میرے پاس واپس کردے اور اس طرح میرے حق میں عنایت کر)
میں نے کہا یہ کون ہے؟
لوگوں نے جواب دیا:
عبدالمطلب بن ہاشم ہیں، اپنے اونٹوں کی تلاش میں اپنے ایک صاحب زادے کو بھیجا اور اس لڑکے کی یہ برکت ہے کہ جس کام میں اس کو بھیجا وہ ضرور کامیاب ہو کے واپس آیا
سعید کہتے یں ہم لوگ کچھ دیر ٹھہرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ آ گئے عبدالمطلب نے آنحضرت ﷺ کو گلے سے لگایا اور کہا۔
اب میں تجھے کسی ضرورت کے لئے نہ بھیجوں گا۔
ابن القبطیہ کہتے ہیں:۔رسول اللہ ﷺ کی رضاعت قبیلہ بنی سعد بن بکر میں ہوئی۔

یہود کا واقعہ...... اسحاق بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب آنحضرت ﷺ کی والدہ نے دودھ پلانے کے لئے (حلیمہ) سعدیہ کے حوالہ کیا تو یہ بھی کہا کہ میرے بچے کی حفاظت کرتی رہنا۔اسی کے ساتھ وہ تمام باتیں بھی حلیمہ کو بتا دیں (جو آنحضرت ﷺ کے متعلق انہوں نے دیکھی تھیں)۔
کچھ دن گزرے تھے کہ حلیمہ کے پاس یہودیوں کا گزر ہوا۔جس سے حلیمہ نے کہا۔
میرے اس بچے کی نسبت تم مجھے کچھ باتیں نہیں بتاتے، یہ پیٹ میں رہا اس طرح پیدا ہوا تو یوں پیدا ہوا، اور میں نے یہ یہ کچھ اس کی نسبت دیکھا ہے۔غرض کہ آنحضرت ﷺ کی والدہ نے جو باتیں بتائی تھیں سب کہہ دیں۔
ان میں سے ایک یہودی نے کہا:
اقتلوہ (اسے قتل کر ڈالو)
دوسرے نے کہا
ایتیم ھو (کیا یہ بچہ یتیم ہے؟)
حلیمہ نے کہا:۔
نہیں، یہ (اپنے شوہر کی طرف اشارہ کرکے) اس کا باپ ہے اور میں اس کی ماں ہوں۔
سب نے کہا۔
لو کان یتیماً لقتلناہ (اگر یہ بچہ یتیم ہوتا تو ہم اس کو قتل کر ڈالتے۔
جب یہ واقعہ پیش آیا تو حلیمہ آنحضرت کو لے کر چلیں گئیں او کہنے لگیں:۔
قریب تھا کہ مین اپنی امانت ہی کو خراب اور ضائع کر چکی تھی۔

اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک دودھ شریک بھائی تھے جو آنحضرت ﷺ سے کہنے لگے:۔

اتری انه یکون بعث (کیا آپ کی رائے میں پیغمبری و بعث ہونے والی ہے)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

اما والذی نفسی بیده قدرت لاخذن بیدک یوم القیامة و لا عرفنک (قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ قیامت کے دن میں تیرا ہاتھ پکڑلوں گا اور تجھے پہچان لونگا)

رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد جب یہ صاحب ایمان لائے تو بیٹھ کر رویا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے، انما ارجو ان یاخذ النبی علیه السلام بیدی یوم القیامة فانجو " مجھے تو صرف اتنی امید ہے کہ رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن میرا ہاتھ پکڑلیں گے تو میری نجات ہو جائے گی۔

رضاعت کی پاسداری

...... یحیی بن یزید السعدی کہتے ہیں:۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سب میں زیادہ فصیح میں ہوں اس لئے کہ میں قریش سے ہوں اور میری زبان بنی سعد بن بکر کی زبان ہے (جو عرب کے فصحاء مشہور تھے۔

اسامہ بن زید اللیثی قبیلہ بنی سعد کے ایک بزرگ سے روایت کرتے ہیں: حلیمہ بنت عبداللہ (ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مکے پہنچیں، یہ وہ زمانہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ خدیجہؓ سے نکاح کر چکے تھے۔ حلیمہ نے آنحضرت ﷺ سے خشک سالی گرانی اور مویشیوں کے ہلاک ہوجانے کی شکایت کی آنحضرت ﷺ نے خدیجہؓ سے اس بارے میں گفتگو کی تو انہوں نے حلیمہ کو چالیس بکریاں دیں اور سواری کے لئے ایک اونٹ عنایت کیا جو سامان و متاع سے لدا ہوا تھا، حلیمہ یہ سب لے کے اپنے خاندان میں واپس آگئیں۔

محمد بن المنکدر کہتے ہیں:۔

رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک عورت کہ جس نے آنحضرت ﷺ کو دودھ پلایا تھا آنے کی اجازت طلب کی، جب یہ خاتون حاضر ہوئیں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

میری ماں، میری ماں، اپنی چادر لے کر ان کے لئے بچھادی جس پر وہ بیٹھیں۔

عمر بن سعد کہتے ہیں:۔

رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلانے والی آنحضرت ﷺ کے پاس آئیں تو آپ نے ان کے لئے اپنی چادر بچھادی، ان کے کپڑوں کے اندر اپنا ہاتھ ڈال کر ان کے سینے پر رکھا اور جو ضرورت ان کی تھی پوری کردی۔

ابوبکرؓ کے پاس آئیں تو انہوں نے بھی اپنی چادر بچھادی اور کہا۔

مجھے اجازت دیجئے کہ باہر سے اپنا ہاتھ آپ کے کپڑوں تک لے جاؤں اس کے بعد ان کی ضرورت پوری کردی۔ بعد میں حضرت عمرؓ کے پاس آئی تو انہوں نے بھی یہی کیا۔

ہوازن کی جماعت

...... زہری، عبداللہ بن جعفر، اور ابن سبرہ وغیر ہم کہتے ہیں:۔

رسول اللہ ﷺ کی پیش گاہ میں قبیلہ بنی ہوازن کا وفد جعرانہ کے مقام میں پیش آیا جب کہ آنحضرت ﷺ مال

غنیمت تقسیم کر چکے تھے اس وفد میں ابوثر وان بھی تھے کہ رشتہ رضاعت سے رسول اللہ ﷺ کے چچا ہوتے تھے اس موقع پر انہوں نے عرض کیا؛

ان خطیروں میں وہ ہیں جنہوں نے آپ کی کفالت کی تھی ،آپ کی چچی ہیں خالائیں ہیں دائیاں ہیں ،ہم اپنی (آغوش میں آپ کو پالتے رہیں ہیں ،اپنی چھاتیوں سے آپ کو دودھ پلاتے رہے ہیں ۔میں نے آپ کو دودھ پیتے دیکھا ہے ،کوئی دودھ پیتا ،بچہ آپ سے اچھا نہیں دیکھا ،آپ کو دودھ چھوڑتے دیکھا ہے کہ کوئی دودھ چھڑایا ہوا بچہ آپ سے اچھا نہیں دیکھا آپ کو جوان دیکھا کہ کوئی جوان آپ سے اچھا نہیں ،دیکھا نیک عادتیں آپ میں درجہ کمال تک پہنچ چکی ہیں ان سب باتوں کے باوجود آپ کی جڑ بنیاد ہم ہیں آپ کے خاندان کے لوگ ہم ہیں ہم پر احسان کیجئے ،اللہ آپ پر احسان کریگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

تم لوگوں نے اتنی سستی اور دیر کی کہ میں نے گمان کیا۔اب تم لوگ نہ آ ؤ گے۔

حالت یہ تھی کہ رسول اللہ غلام (جولڑائی کے لونڈی غلام بنائے گئے) تقسیم کر چکے تھے اوران کے حصے بھی لگ چکے تھے۔

ہوازن کے چودہ آدمی مسلمان ہو کے آئے تھے۔اور جولوگ رہ گئے ان کے اسلام کی خبر لائے تھے۔ان لوگوں کے سرداراور خطیب ابومروز ہیر بن صرد تھے۔جنہوں نے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ : ہم لوگ ہی آپ کے اورآپ کے خاندان ہیں جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں وہ آپ پر پوشیدہ نہیں انہیں خطیروں میں آپ کی پھوپیاں ہیں خالائیں ہیں اوردائیاں ہیں ،پرورش کرنے والیاں ہیں جو آپ کی کفالت کر چکی ہیں ۔اگر ہم حارث بن ابی شمر (بادشاہ غسان) یا نعمان بن منذر (بادشاہ حیرہ) سے یہی سلوک اختیار کئے ہوتے اور جو مرتبہ آپ کا ہے ،ہم میں یہی محل ومقام ان کو حاصل ہوا ہوتا تو ہم ان کی رحمت وشفقت اور طلب کے بھی امیدوار ہوتے اور آپ تو بہترین کفیل ہیں۔

دوسری روایت یہ ہے کہ اس دن ابوصرہ نے حسب ذیل تقریر کی۔

یارسول اللہ ﷺ) یہی خطیرے ہیں جن میں آپ کو بہن یں ہی پھوپیاں ہیں خالائیں ہیں چچیری اور خالازاد بہنیں ہیں اوران میں جو دور کے رشتے کے بھی ہیں وہ بھی آپ سے قریبی تعلق رکھتی ہیں ،میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ،انہیں نے اپنے کنارو آغوش میں آپ کو لیا ہے اپنی چھاتیوں کا دودھ آپ کو پلایا ہے ،اوراپنے زانوؤں پر آپ کو کھلایا ہے اواب آپہی بہترین کفیل ہیں،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

سب سے اچھی بات وہی ہے جو سچائی میں سب سے اچھی ہو مسلمانوں میں جو میرے پاس ہیں انہیں تم دیکھ رہے ہو،اب بتاؤ تمہیں اپنی عورتیں اوراولاد زیادہ محبوب ہیں یا مال ومتاع

وفد نے عرض کیا:یارسول اللہ ﷺ نسب ومال دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کر لینے کی آپ نے ہمیں اجازت دی ہے ،ہم تو نسب کے برابر کسی چیز کو نہیں سمجھتے ۔آپ ہمارے بال بچوں کو واپس کر دیجئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

جو میرے لئے اور اولا د عبد المطلب کے لئے ہے وہ تمہارے لئے ہے مسلمانوں سے میں بھی تمہارے لے مسالت کروں گا۔ لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز جب میں پڑھ چکوں تو تم کہنا

نستشفع حر رسول الله الى المسلمين وبالمسلمين الى رسول الله

(مسلمانوں سے رسول اللہ ﷺ کے طفیل میں اور رسول اللہ ﷺ سے مسلمانوں کی بدولت ہم طلب گار شفاعت ہیں) اس پر میں تم سے کہوں گا کہ میرے اور نبی عبد المطلب کے حصے میں جو ہیں وہ تمہارے ہیں اس کے ساتھ ساتھ میں تمہارے لئے لوگوں سے بھی تلاش کروں گا۔

رسول اللہ ﷺ جب ظہر کی نماز پڑھ چکے تو ان لوگوں نے اٹھ کر جو باتیں آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھیں عرض کیں۔

آنحضرت و نے اپنے اور بنی عبد المطلب کے حصے کے بردے (یعنی لونڈی غلام) ان کو واپس کر دیئے اور مہاجرین اور انصار نے بھی اپنے اپنے حصے واپس کر دیئے اور قبائل عرب سے بھی آنحضرت ﷺ نے اس کے لئے خواہش ظاہر فرمائی۔ سب نے اسی ایک بات پر اتفاق کیا۔ کہ تسلیم و رضا پر راضی ہیں۔ جتنے غلام قبضہ میں ہیں سب واپس کر دیں گے البتہ کچھ لوگوں نے غلاموں کے دینے سے ہاتھ روک لئے تو رسول اللہ نے انہیں بدلے میں اونٹ دے دیئے۔

رسول کریم ﷺ کی والدہ محترمہ آمنہ کی وفات ...... زہری، عاصم بن عمر بن قتادہ، عبد اللہ بن ابی بکرؓ بن محمد بن عمرو بن حزم اور ابن عباسؓ سے روایت ہے جن کے بیان ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ آمنہ بنت وہب کے پاس تھے، چھ سال کے ہوئے تو آنحضرت ﷺ کو مدینے، آپ کے ننھیال بنی عدی ابن النجار میں لے کر چلیں کہ ان سے مل لیں، ساتھ میں ام ایمن تھیں جو آپ کو کھلانے والی تھیں دو اونٹ سواری میں تھے۔ نابغہ......... کے گھر آنحضرت ﷺ کو لے کر اتریں اور ایک مہینے تک انہیں لوگوں میں رہیں، وہاں ٹھہرنے کے دوران میں جو باتیں پیش آئی تھیں رسول اللہ ﷺ ان کو یاد کر کے بیان کیا کرتے تھے۔ بنی عدی بن النجار کا اطم (مربع گھر) دیکھا تو پہچان لیا اور فرمایا:۔

میں اس محل پر انصار کی ایک لڑکی انیسہ کے ساتھ کھیلا کرتا تھا اور اپنے ننھیالی لڑکوں کے ساتھ ہم ایک چڑیا کو اڑایا کرتے تھے جو اس گھر پر آ کے بیٹھا کرتی تھی۔

گھر کو دیکھ کر فرمایا۔

میری ماں مجھے لے کر یہیں اتری تھیں اور اسی گھر میں میرے والد عبد اللہ بن عبد المطلب کی قبر ہے بنی عدی بن النجار کے حوض میں میں نے اچھی طرح سے تیرا کی سیکھ لی تھی۔

کچھ یہودی بھی وہاں آ کر آنحضرت ﷺ کو دیکھا کرتے تھے ام ایمن کہتی ہیں کہ میں نے ان میں سے ایک کو کہتے سنا کہ یہ (یعنی آنحضرت ﷺ اس امت کے پیغمبر ہیں اور یہی ان کا دار الہجر ۃ ہے میں نے (یعنی ام ایمن نے) اس کی باتوں میں سب کو ذہن نشین کر لیا۔

آنحضرت ﷺ کی والدہ آپ کو لے کر مکے واپس چلیں، مقام ابواء میں پہنچ کے انتقال کر گئیں وہیں ان کی قبر ہے۔ ام ایمن نے آنحضرت ﷺ کو لے کے مکے واپس لوٹیں، سواری میں وہی دونوں اونٹ تھے جنہیں مدینے جاتے وقت لائے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی والدہ زندہ تھیں تب بھی اور بعد کو بھی ام ایمن ہی آنحضرت ﷺ کو پالتی پوستی تھیں۔

عمرہ حدیبیہ میں جب رسول اللہ ﷺ مقام ابواء میں پہنچے تو فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت دے دی ہے۔

قبر کے پاس آنحضرت آئے اس کو درست کیا، صفائی ستھرائی کی اور روئے، مسلمان بھی آپ کے رونے پر رونے لگے، جب اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا تو فرمایا۔

مجھ پر انکی رحمت ومحبت چھا گئی تو میں رویا۔

قاسم کہتے ہیں:۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کے لئے (اللہ تعالیٰ سے) اجازت چاہی تو مل گئی مگر ان کے لئے مغفرت کی درخواست کی تو قبول نہ ہوئی۔

بریدہ کہتے ہیں:۔

رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کرلیا تو ایک مقام پر آکے ایک بُن قبر پر بیٹھ گئے اور لوگ بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے اپنی حالت ایسی بنالی تھی جیسے کوئی کسی سے خطاب کرتا ہو کچھ دیر یوں ہی گزری تھی کہ روتے ہوئے اٹھ گئے، عمرؓ نے کہ جناب رسالت ﷺ میں سب سے زیادہ بہادری رکھتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے سامنے آکر عرض کیا:

یارسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، رونے کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا:۔

یہ میری والدہ کی قبر ہے، میں نے اللہ تعالیٰ سے زیارت کے لئے درخواست کی تو اجازت دے دی، مغفرت کے لئے درخواست کی تو قبول نہ کی، مجھے وہ یاد آئی تو رقت آگئی اور میں رودیا۔

یہ ایسا دن تھا کہ اس دن سے زیادہ رونے والوں کی تعداد اور کبھی نظر نہ آئی۔

ابن سعد کہتے ہیں:۔

یہ غلط ہے اس لئے کہ آمنہ کی قبر مکے میں نہیں ہے۔ ابواء میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی والدہ کی وفات

رسول اللہ ﷺ عبدالمطلب کے آغوش رافت میں

...... زہری، عبدالواحد بن حمزۃ بن عبداللہ، منذر بن جہم، مجاہد، ابوالحویرث اور نافع بن جبیر، جن کے بیانات باہم خلط ملط ہو گئے ہیں کہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ آمنہ بنت وہب کے ساتھ ہوئے تھے (یعنی انہیں کے ساتھ رہتے تھے۔ جب وہ انتقال کر گئیں تو آنحضرت ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کو لے لیا اور اپنی صلبی اولاد سے بھی زیادہ آپ کے ساتھ مہربانی اور شفقت سے پیش آئے۔ کمال تقریب کا برتاؤ کرتے، اپنے نزدیک ہی رکھتے، عبدالمطلب جب تنہا ہوتے، جب سوتے رہتے (کہ ایسے وقتوں میں کوئی اندر نہ آتا) آنحضرت ﷺ اس وقت بھی اوران کے پاس جاتے اور ان کے بستر پر بیٹھ جاتے (حالانکہ کسی دوسرے کی اتنی ہمت نہ تھی) یہ دیکھ کر عبدالمطلب کہتے :۔ دعوا النبی، انہ لیونس ملکا) (میرے بیٹے کو رہنے دو، وہ ملک وسلطنت سے مانوس نظر آتا ہے۔)

قبیلہ مدلج کے کچھ لوگوں نے ایک مرتبہ عبدالمطلب سے کہا۔

احتفظ بہ فانا لم نرقد ما اشبہ بالقوم التی فی المقام منہ) (اس لڑکے کی حفاظت کر کیونکہ مقام ابراہیم میں حضرت ابراہیمؑ کا جونشان قدم ہے اس کے ساتھ اس لڑکے کے قدموں سے زیادہ مشابہ ہم نے کسی کا قدم نہیں دیکھا)

عبدالمطلب نے ابوطالب سے کہا۔ سن یہ لوگ کیا کہتے ہیں۔

اسی وجہ سے ابوطالب، آنحضرت ﷺ کی حفاظت کیا کرتے تھے۔

ام ایمن سے جوکہ رسول اللہ ﷺ کی دایہ گیری کرتی تھیں ایک مرتبہ عبدالمطلب نے کہا۔

یا برکۃ[1] لاتغفلی عن ابنی فانی وجدتہ مع غلمان قریبا من السدوۃ ان اھل الکتاب یزعمون ان ابنی ھذہ الامۃ (اے برکت میرے بیٹے سے غافل نہ ہو، میں نے اسے چند لڑکوں کے پاس بیری کے درخت کے پاس پایا ہے، حالانکہ اہل کتاب یعنی یہود ونصاری یہ گمان کرتے ہیں کہ میرا بیٹا اس امت کا پیغمبر ہے۔

عبدالمطلب جب کھانا کھانے بیٹھتے تو کہتے :علی بابنی (میرے بیٹے کو میرے پاس لاؤ) جب تک آپ نہ آتے کھانا نہ کھاتے، آجاتے تو کھاتے اوکھلاتے۔

عبدالمطلب کی وفات

ابوطالب سے آنحضرت ﷺ کے لئے وصیت...... عبدالمطلب جب مشرف بموت ہوئے انتقال کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ کی حفاظت واحتیاط کے لئے ابوطالب کو وصیت کی مرنے لگے تو اپنی لڑکیوں سے فرمائش کی۔

ابکیتنی و انا اسمع (مجھے روؤں کہ میں بھی سنوں)

سب لڑکیوں نے منظوم مرثئے کہے اوران کا ماتم کرتی رہیں امیمہ کی نوبت آئی تو عبدالمطلب کی زبان بند ہوچکی تھی۔ بول نہ سکتے تھے ان کا مرثیہ سن کر سر ہلانے لگے، مطلب یہ تھا کہ تو نے سچ کہا میری جو صفت بیان کی میں حقیقۃ ایسا ہی تھا۔ امیمہ بنت عبدالمطلب کے وہ اشعار یہ ہیں۔

اعینی جود ابد مع درر   علی طیب اغیم و المعتصر

(اے میری دونوں آنکھو آنسو بہاؤ، اشکبار ہو، ایسے شخص پر جوطبیعت وعادت کا پاک وطیب اورعطیات دینے میں کریم وفیاض تھا)

علی ماجد الجد داری الزناد   جیل الحیا عظیم الخطر

اس پر جو صاحب مجد وعظمت تھا، نصیب والا تھا، ضرورت مندوں کی مدد کرنے والا تھا، خوبصورت تھا، عالی رتبہ اورعظیم القدر تھا،)

علی شبیۃ الحمد ذی الکرمات   وذی المجد والعز والمفتخر

---

[1] برکت کسی خاتون سے خطاب کرتے اور نام لینا چاہتے تو عرب اس کو"برکۃ" کے لفظ سے مخاطب کرتے یعنی برکت والی بی بی، جیسے ہندوستان میں عورتیں"بوا" کہتی ہیں۔ اور مصروشام میں اب آج کل"حرمۃ" کا اطلاق کرتے ہیں۔

(آنسو بہاو، شیبۃ الحمد پر آنسو بہاؤ، اور اس مکرمت و بزرگی وعزت وفخر والے شخص پر روؤ۔

وذی الحلم و الفضل فی النائبات   کثیر المکارم جمر الفخر

(وہ جو کہ حوادث ومصائب کے وقت برداشت بردباری اور فضیلت اس سے ظاہر ہوا کرتی بہت سی نیک عادتیں اس کی ذات میں تھیں، بہت سے فخر اس میں موجود تھے۔

له فضل مجدِ علی قومه   مبینٍ یلوح کضوء القمر

(وہ اپنی قوم پر ایسی فضیلت و برتری رکھتا تھا جو چاند کی روشنی کی طرح کھلی ہوئی واضح وروشن تھی۔

اتته المایا فلم تشوه   بصرف اللیالی وریب القدر

(یہ سارے فضائل اس میں جمع تھے مگر موت آئی تو گردش ایام اور تقدیر کے بدلنے سے کوئی چیز اس کو نہ بچا سکی)

عبدالمطلب انتقال کے بعد حجون کے مقام مین دفن کئے گئے وہ اس وقت بیاسی ۸۲ سال کے تھے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک سو دس (۱۱۰) سال کی عمر تھی۔

رسول اللہ ﷺ سے معلوم کیا گیا: کیا آپ کو عبدالمطلب کی موت یاد ہے؟

فرمایا: ہاں میں ان دنوں آٹھ سال کا تھا۔

ام ایمن کہتی ہیں: میں نے اس دن دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ عبدالمطلب کے تابوت کے پیچھے پیچھے رو رہے تھے۔

ہشام بن محمد بن السائب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: کہ عبدالمطلب بن ہاشم نے یوم الفجاء سے پہلے وفات پائی۔ ان کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال تھی۔

رسول اللہ ﷺ ابوطالب کی آغوش شفقت میں

مجاہد ابن عباسؓ، محمد بن صالح، عبداللہ بن جعفر ابراہیم بن اسماعیل ابن ابی حبیبہ، جن کی روایتیں باہم مل گئی ہیں کہتے ہیں:

عبدالمطلب جب انتقال کر گئے تو ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے پاس رکھا اور آنحضرت ﷺ انہیں کے ساتھ رہنے لگے، ابوطالب مال ودولت والے نہ تھے آنحضرت کو بہت ہی چاہتے تھے یہاں تک کہ اپنی اولاد کے ساتھ بھی اتنی محبت نہ تھی۔ سوتے تو آنحضرت بھی انہیں کے پہلو میں سوتے باہر نکلتے تو آنحضرت ﷺ بھی ساتھ ہوتے، یہ رغبت اتنی بڑھی اس حد تک پہنچی کہ کسی شے کے ابوطالب اتنے عاشق نہ ہوئے تھے۔

آپ کو خاص طور پر اپنے ساتھ کھانا کھلاتے، حالت یہ تھی کہ ابوطالب کے بال بچے خود ایک ساتھ یا الگ الگ، کسی طرح بھی کھانا کھاتے مگر پیٹ بھر کے اور آرام سے نہ ہوتے لیکن جب رسول اللہ ﷺ کھانے میں شریک ہوتے تو سب کے سب آرام سے ہو جاتے۔ لڑکوں کو کھانا کھلانے چاہتے تو ابوطالب کہتے: کما انتم حتی یحضر ابنی (تم لوگ تو جیسے ہو ظاہر ہے، ٹھہرو میرا بیٹا آ جائے)

رسول اللہ ﷺ آتے اور ساتھ کھاتے تو کھانا بچ جاتا۔ اوا گر آپ ﷺ ساتھ میں نہ ہوتے تو لڑکوں کو پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہ ہوتا، اسی وجہ سے ابوطالب آنحضرت ﷺ سے کہا کرتے کہ انک لمبارک (تو حقیقت میں بابرکت ہے۔

صبح کو سب لڑکے اٹھتے تو آنکھوں میں چیپڑ بھرے ہوتے، بال بکھرے ہوتے، مگر رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں تیل اور آنکھوں میں سرمہ لگا ہوتا۔

ابن القبطیہ کہتے ہیں:۔

ابو طالب کے لئے بطحاء میں ایک دوہرا تکیہ رکھ دیا جاتا تھا۔ جس پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھا کرتے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے آ کر اسے بچھا دیا۔ اور اسی پر لیٹ رہے۔ ابو طالب آئے اور تکیہ لگانا چاہا (تو تکیہ نہ ملا) پوچھا:۔

تکیہ کہاں ہے؟

لوگوں نے جواب دیا۔

وہ تو تیرے بھتیجے نے لے لیا۔

ابو طالب نے کہا:۔

بطحاء کے مقام کی قسم حقیقت ہے کہ یہ میرا بھتیجہ نعمت کی قدر کرتا ہے۔

عمرو بن سعد کہتے ہیں:۔

ابو طالب کے لئے ایک بچھونا ڈال دیا جاتا۔ جس پر وہ بیٹھا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ جو کہ ابھی لڑکے تھے۔ آ کے اس پر بیٹھ گئے۔ ابو طالب نے یہ دیکھ کر کہا:۔

قبیلہ ربیعہ کے معبود کی قسم ہے کہ یہ میرا بھتیجا حقیقت میں نعمت کی قدر کرتا ہے۔

شام کا پہلا سفر .... خالد بن خداش معتمر بن سلیمان کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ معتمر کہتے تھے میں نے اپنے والد سلیمان کو ابومجلز سے یہ روایت کرتے سنا ہے کہ عبدالمطلب یا ابو طالب نے (اس روایت میں خالد کو شبہ تھا کہ عبدالمطلب کا نام تھا یا ابو طالب کا) عبداللہ کے انتقال کر جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی جانب توجہ کی، جب کبھی سفر میں جاتے تو............ساتھ میں آنحضرت ﷺ کو بھی لے جاتے، ایک مرتبہ شام کا رخ کیا، منزل پر پہنچ کر اتر پڑے وہاں ایک راہب ان کے پاس آ کر کہنے لگا۔

تم میں کوئی نیک آدمی ہے؟۔

جواب دیا: ہم میں ایسے لوگ ہیں جو مہمان کی میزبانی کرتے ہیں قیدی کو رہا کرتے ہیں اور نیکی کرتے ہیں یہ یا اسی طرح کا جواب دیا تھا۔

راہب نے پھر کہا:

تم میں ایک صالح آدمی ہے؟۔ کچھ دیر ٹھہر کے پھر پوچھا:

اس لڑکے یعنی رسول اللہ ﷺ کے باپ کہاں ہیں؟

مخاطب نے جواب دیا:

یہ اس کے سرپرست یا تربیت کرنے والے موجود ہیں۔ یا یہ جواب دیا گیا کہ:۔ یہ اس کے سرپرست ہیں۔

راہب نے کہا:

احتفظ بهذا الغلام ،ولا تذهب به الى الشام ،ان اليهود حسد وأني اخشاهم عليه

(اس لڑکے کی حفاظت کر اور اسے لے کے شام نہ جا یہودی حسد کرنے والے ہیں اور مجھے اس لڑکے کی نسبت ان سے خوف ہے)

انھوں نے کہا۔ یہ تو نہیں کہتا، یہ اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے۔ راہب نے اس کا جواب دیا اور کہا:
یا اللہ میں محمد (ﷺ) کو تیرے سپرد کرتا ہوں یہ کہا اور پھر مر گیا۔

بحیرا راہب ...... داود بن الحصین کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب بارہ سال کے ہوئے تو ..... شام کی تجارت کرنے کے لئے ایک قافلہ روانہ ہو رہا تھا۔ ابو طالب بھی آنحضرت ﷺ کو لے کر نکلے اور قافلہ کے ساتھ چلے۔ اہل قافلہ بحیرا راہب کے پاس جا کے اترے رسول اللہ ﷺ کے متعلق بحیرا نے ابو طالب سے جو کہنا تھا کہا اور انہیں حکم دیا کہ آنحضرت ﷺ کی حفاظت کریں اسی وجہ سے ابو طالب آنحضرت ﷺ کو لے کر مکے واپس آئے۔

الامین ...... رسول اللہ ﷺ ابو طالب کے ساتھ ہی رہے اور جوان ہوئے، اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر اپنا فضل و کرم کرنا تھا، اس لئے خود ہی آپ کی حراست و حفاظت کرتا تھا اور جاہلیت کے کام اور عیبوں سے آپ کو بچاتا تھا۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ اپنی قوم ہی کے طریقے پر تھے اور انہیں کا مسلک رکھتے تھے یہاں تک ایسے جوان ہوئے کہ مروت (جوان مردی میں تمام قوم سے افضل، اخلاق میں سب سے زیادہ اچھے، ملنے جلنے و معاشرت میں سب سے زیادہ شریف باتیں کرنے میں سب سے بہتر۔ بردباری و امانت میں سب سے بڑے تکلم میں سب سے سچے فحش اور تکلیف دینے میں سب سے دور اور نفرت کرنے والے تھے نہ کبھی گالی گلوچ یا بدکلامی کرتے دیکھے گئے نہ کسی سے لڑتے جھگڑتے یا کسی پر شبہ کرتے پائے گئے۔

ایسی اچھی اچھی خیر و صلاح کی عادتیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات میں جمع کر دیں تھیں کہ قوم نے آپ کا نام ہی الامین رکھ دیا مکے میں پہلے آپ کا یہی لقب رہا۔ ابو طالب مرتے وقت تک آپ کی حفاظت و احتیاط و حمایت و نصرت میں سرگرم رہے۔

ابو طالب کی اولاد ...... محمد بن السائب کہتے ہیں: ابو طالب کا نام عبد مناف تھا (ابو طالب کنیت تھی) ان کی اولاد میں۔

۱: طالب بن ابی طالب سب سے بڑے تھے مشرکین جبراً انہیں اور تمام بنی ہاشم کو نکال کر غزوہ بدر کے مقام میں لے گئے تھے۔ طالب نکل کے کہنے لگے:

لاھم اما مغزونّ طالب   فی مقنب من ھذہ المقانب

یا اللہ ان ضرر رساں بھیڑیوں کے ایک غول میں ہو کر طالب لڑ تو رہا ہے، لڑنے میں ان گرگوں کا ساتھ تو دیتا ہے۔

فلیکن المغلوب غیر الغالب   ولیکن المسلوب غیر السالب

(مگر یا اللہ جو غالب ہے وہ مغلوب ہو جائے اور جو چھین رہا ہے اس سے چھن جائے)

مشرکین قریش کو جب شکست ہوئی تو وہ (طالب) نہ قیدیوں میں پائے گئے۔ نہ مقتولوں میں ملے نہ مکے میں

واپس آئے اور نہ ان کا حال معلوم ہوا۔ انکی اولاد بھی نہیں۔

۲: عقیل بن ابی طالب ان کی کنیت ابو یزید تھی، طالب میں اور ان میں دس سال کا فرق تھا۔ یعنی طالب دس سال بڑے تھے۔) انساب قریش کے یہ عالم تھے۔

۳: جعفر بن ابی طالب یہ عقیل سے دس سال چھوٹے تھے، قدیم الاسلام مہاجرین حبشہ میں ہیں غزوہ موتہ میں شہید ہوئے، ذوالجناحین (دو پروں والے) وہی ہیں کہ ان پروں کے ذریعے جنت میں وہ جہاں چاہتے ہیں پرواز کرتے ہیں۔

۴: علی بن ابی طالب یہ جعفر سے دس سال چھوٹے تھے۔

۵: الف۔ ام ہانی بنت ابی طالب، ان کا نام برہنہ تھا۔

۶: ب۔ جمانہ بنت ابی طالب۔

۷: ج ریطہ بنت ابی طالب، بعض لوگ اسماء بنت ابی طالب بھی کہتے ہیں، ان سب کی ماں فاطمہ تھیں، بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ابن قصی۔

۸: طلیق بن ابی طالب، ان کی ماں علہ تھیں اور ان کے ماں شریک بھائی حویرث تھے، ابن ابی ذباب بن عبد اللہ بن عامر بن الحارث ابن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ۔

ابوطالب کا خاتمہ اور قبول اسلام سے انکار

...... سعید بن المسیبؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابوطالب کی موت کا جب وقت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے، دیکھا تو وہاں عبد اللہ بن امیہ اور ابوجہل بن ہشام ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا:

یا عم قل لا الہ الا اللہ کلمۃ اشھد لک بھا عند اللہ (چچا: لا الہ الا اللہ کہہ اس کلمے کے کہنے سے اللہ تعالیٰ کے پاس میں تیرے حق میں گواہی دوں گا) اس پر ابوجہل اور عبد اللہ بن امیہ نے کہا: اے ابوطالب، کیا تو عبد المطلب کی ملت سے بیزار اور نفرت کرتا ہے؟

رسول اللہ ﷺ برابر کلمہ توحید ان پر پیش کرتے رہے اور کہتے رہے کہ اے چچا لا الہ الا اللہ کہہ، اس کلمے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے پاس میں تیرے حق میں گواہی دوں گا۔

یہ تو رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے اور وہ دونوں کہتے تھے کہ اے ابوطالب کیا تو عبد المطلب کی ملت سے پھرا جاتا ہے؟

یہ مکالمہ (عرض وجواب) یوں ہی ہوتا رہا یہاں تک کہ آخری بات جو ابوطالب نے کہی وہ یہ تھی کہ میں عبد المطلب کی ملت پر ہوں یہ کہا اور پھر انتقال کر گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لاستغفرن لک مالو انہ (اے ابوطالب اے چچا۔ مجھے جب تک روکا نہ جائے میں تیرے لئے مغفرت طلب کرتا رہوں گا۔ استغفار کیا کروں گا) ابوطالب کے مرنے پر رسول اللہ ﷺ ان کے لئے استغفار کرتے رہے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی "وما کان لنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبیین لھو انھم اصحاب الجحیم (پیغمبر اور مومنین پر جب یہ بات واضح ہو چکی کہ مشرکین جہنمی ہیں تو چاہے یہ مشرکین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں ان کے لئے استغفار مناسب نہیں)

عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر العذری کہتے ہیں: ابوطالب نے (رسول اللہ ﷺ) سے کہا: اے میرے بھتیجے، خدا کی قسم اگر قریش کے اس کہنے کا خوف نہ ہوتا کہ میں ڈر گیا ہوں۔ (کیونکہ ایسی بات کہی گئی تو یہ تجھ پر اور تیرے باپ کی اولاد پر گالی ہوگی) تو میں وہی کرتا جو تو کہتا ہے اور اس سے تیری آنکھ کو ٹھنڈک پہنچاتا اس لئے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تیری باتیں میرے ساتھ قابل شکر ہیں، محسوس کر رہا ہوں کہ تجھے کتنا شوق اور شفقت مجھ سے ہے مشاہدہ کرتا ہوں کہ تو میرے حق میں کیسی نصیحت وخیر خواہی کا لحاظ رکھتا ہے۔

ابوطالب نے اس کے بعد فرزندان عبدالمطلب کو بلا کر کہا: **لن تزالو بخير ما سمعتم من محمدٌ وما اتبعتم امره فاتبعوه واعينوه ترشدوا**: محمد ﷺ کی باتیں جب تک سنتے رہو گے اور حکم مانتے رہو گے اس وقت تک برابر خیر وفلاح میں رہو گے ان کی پیروی کرو انہیں مدد دو کہ خود تم کو ہدایت نصیب ہو رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: **اتارهم بها وتدعها لنفسک** (تو انہیں تو اس کا حکم دیتا ہے۔ مگر خود اپنے لئے چھوڑ دیتا ہے؟)

ابوطالب نے کہا: **اما انک لو سالتنی الکلمة وانا صحيح لتا بعتک علی الذی تقول ولکن اکره ان اجزع عند الموت فتری قریش انی اخذتها جزعا ورددتها فی صحتی** ۔ جب تندرست تھا اس وقت اگر تو مجھ سے اس کلمہ کا سوال کرتا جو کہہ رہا ہے میں اس کی پیروی کرتا۔ لیکن موت کے وقت یہ برا جانتا ہوں کہ جزع وفزع میں ڈالا او خوفزدہ مشہور ہوں، کیونکہ اس صورت میں قریش کی رائے یہ ہوگی کہ میں نے اپنی تندرستی کے حالت میں تو اس کے ماننے سے انکار کر دیا تھا مگر موت کے ڈر سے قبول کر لیا)

عمرو بن دینار، ابوسعیدؓ یا ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ" آیت **انک لاتحدی من احببت** "تو جس سے محبت کرتا ہے اسکو ہدایت یافتہ نہیں بنا سکتا) ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔

ابن عباسؓ آیت **وهم ينهون عنده وينا ءُ ون عنه** (وہ لوگ مشرکین وکفار کو تو پیغمبر کو تکلیف پہنچانے سے باز رکھتے ہیں، مگر خود اس کا اتباع وامتثال نہیں کرتے) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی جو لوگوں کو روکتے تھے۔ کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ پہنچے اور آپ دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے بچتے تھے اور اس میں سستی کرتے تھے۔

اموات مشرکین کے لئے استغفار

...... علیؓ (ابن ابی طالب) کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ابوطالب کے انتقال کی خبر دی تو آپ رونے لگے اور پھر فرمایا: **اذهب وفاعله وكفنه وواره غفرا الله له ورحمه** (جا کے اسے غسل دے، اور کفن پہنا اور توپ دے، یعنی دفن کر دے، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے اور رحم کرے) چنانچہ میں نے یہی کیا، رسول اللہ ﷺ کئی دن تک ابوطالب کے لئے استغفار کرتے رہے اور گھر سے نہ نکلے، یہاں تک جبرئیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے: **ما كان للنبی والذين امنوا ان يستغفروا للمشركين** (پیغمبر کو اور ان کو جو ایمان لا چکے مناسب نہ تھا کہ مشرکوں کے لئے استغفار کرتے)

علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق میں نے بھی غسل کیا (یعنی ابوطالب کی میت کو غسل دینے کے بعد ارشاد وہدایت نبویؐ کے مطابق خود بھی غسل کر ڈالا تھا۔

عمرو کہتے ہیں کہ ابوطالب نے جب انتقال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے اور تجھے

بخش دے جب تک جناب الٰہی سے ممانعت نہ ہوگی: میں تیرے لئے استغفار کرتا رہوں گا۔

اس ارشاد سے مسلمان بھی اپنے مردوں کے لئے دعائے مغفرت کرنے لگے جو شرک کی حالت میں مرے تھے۔تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کان اولی قربی (پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لا چکے ہیں، مناسب نہ تھا کہ مشرکوں کے لئے استغفار کریں، چاہے وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔

تجہیز و تکفین ...... علیؓ ابن ابی طالب کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی جناب میں حاضر ہو کے عرض کیا: ان عمک الشیخ انصل قدمات (یا حضرتؐ آپ کا بوڑھا گمراہ چچا مر گیا) بوڑھے گمراہ چچا سے علیؓ کی مراد خود ان کے والد تھے (یعنی ابوطالب)

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اذھب فواره ولا تحدثن شيئاً حتى تاتينى (جا کے اسے دفن کر دے اور جب تک میرے پاس نہ آنا اس وقت تک کوئی بات بیان نہ کرنا، یا اس وقت تک کچھ نہ کرنا) میں نے تدفین کے بعد حاضر ہو کر کہا (حالت) بیان کی تو مجھے حکم دیا اس کے مطابق میں نے غسل کیا، تو آنحضرت ﷺ نے میرے لئے ایسی دعائیں کیں کہ خواہ کوئی کیسی ہی چیز پیش کی جائے مگر جتنی خوشی مجھے ان دعاؤں سے ہوئی اتنی کسی چیز سے نہ ہوگی)

وفات کے بعد کا حال ...... عباسؓ بن عبدالمطلب کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: هل نفعت ابا طالب بشیٔ؟ فانه قد كان يحوطك ويغضب لك (کیا آپ نے ابوطالب کو بھی کچھ نفع پہنچایا یا جو آپ کو گھیرے رہا کرتے تھے، حفاظت کیا کرتے تھے اور اگر کوئی تکلیف دینا چاہتا تو اس سے آپ کے لئے لڑ بیٹھا کرتے تھے)

نعم وهو في ضحضاح من النار ،ولو لا ذل لكان في الدرك الاسفل من النار (ہاں وہ خفیف اور ہلکی سی آگ میں ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہوتا۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ انہیں علی بن الحسین (ابن ابی طالب) نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ابوطالب نے وفات پائی۔تو جعفرؓ (ابن ابی طالب کے ان کا یعنی ابوطالب کا) ورثہ و ترکہ ملا بلکہ طالب و عقیل (ابو طالب کی اولاد) ان کے وارث ہوئے اس کا سبب یہ تھا کہ نہ مسلمان کافر کا وارث ہو سکتا ہے اور نہ کافر مسلمان کا۔

عروہ کہتے ہیں: جب تک ابوطالب نے وفات نہ پائی اس وقت تک آپ سے رکے رہے، عروہ کا مطلب یہ ہے کہ جب تک ابوطالب جیتے رہے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچانے سے قریش رکے رہے۔

اسحاق بن عبداللہ بن الحارث کہتے ہیں: عباسؓ (ابن عبدالمطلب) نے عرض کیا: یا رسول الله اترجو لابی طالب (یارسول اللہ کیا آپ ابوطالب کے لئے بھی امید رکھتے ہیں، یعنی آیا ان کے لئے بھی کچھ مغفرت کی امید ہے؟

فرمایا: كل الخير ارجو من ربی (میں اپنے پروردگار سے ہر طرح کی خیر و خوبی اور نیکی کی امید رکھتا ہوں)۔

خدیجۃ الکبریٰ کی وفات .... محمد بن عمر الاسلمی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے دسویں سال، شوال کا درمیان تھا کہ ابوطالب نے انتقال کیا۔ اس وقت وہ اسی سال سے زیادہ کے تھے، ان کی وفات کے ایک مہینے پانچ دن کے بعد خدیجہ (رضی اللہ عنہا) پینسٹھ (۶۵) سال کی عمر میں انتقال کر گئیں اس سے رسول اللہ ﷺ پر ڈبل مصیبتیں جمع ہوگئیں۔ خدیجہ بنت خویلد کی موت (جو آپ کی بیوی تھیں) اور ابوطالب کی موت جو آپ کے چچا تھے۔

مکے میں آنحضرت ﷺ کا راتوں میں شغل

مخلوق کے چرواہے بھیڑ بکریوں کی حیثیت میں ...... عبید بن عمیر کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ما من نبی الا وقد رعی الغنم (کوئی پیغمبر ایسا نہیں کہ جس نے بھیڑ بکریاں نہ چرائی ہوں۔

لوگوں نے عرض کیا: وانت یا رسول اللہ (یارسول اللہ ﷺ و آپ؟ یعنی آپ نے بھی چرائی ہیں۔) فرمایا: وانا (اور میں نے بھی) ابوہریرہؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسی کو پیغمبر مبعوث فرمایا جو بھیڑ بکریاں چرا چکا ہو۔

لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ، اور آپ؟

فرمایا: وانا رعیتها لاهل مکة بالقراریط (اور میں نے بھی اہل مکہ کے لئے جب تمر ہندی یعنی املی کے بدلے چرائی ہیں)

ابوسلمہؓ بن عبدالرحمن کہتے ہیں: اراک (یعنی درخت مسواک پیلو) کے پھل کے لئے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے گذرے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ان پھلوں میں جو سیاہ ہوگیا ہو اسے لو، بھیڑ بکریاں چراتا تھا تو میں بھی ان کو چنا کرتا تھا۔

لوگوں نے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ آپ نے بھی بھیڑ بکریاں چائی ہیں؟

فرمایا: ہاں اور کوئی پیغمبر ایسا نہیں جس نے نہ چرائی ہوں۔

جابرؓ بن عبداللہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم لوگ اراک کے پکے پکے پھل چنا کرتے تھے آنحضرت (ﷺ) نے فرمایا: جو سیاہ ہوگیا ہو وہ لو، کہ سب میں اچھے وہی ہوتے ہیں، میں بکریاں چراتا تھا۔ تو میں بھی اسے چنتا تھا۔

ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ؟ کیا آپ بھی بھیڑ بکریاں چراتے تھے؟

فرمایا: ہاں، اور کوئی ایسا پیغمبر نہیں جس نے نہ چرائی ہوں ابواسحاق کہتے ہیں: بھیڑ بکریاں چرانے والوں اور اونٹ چرانے والوں میں تنازعہ اور جھگڑا تھا جس میں اونٹ والوں نے ان پر زیادتی کی اور بڑھ چلے ہم کو اطلاع ملی، اور حقیقت حال خدا کو معلوم ہے، کہ رسول اللہ نے فرمایا: موسیٰ مبعوث ہوئے او بھیڑ بکریوں کے چرواہے تھے، داؤدؑ مبعوث ہوئے اور وہ بھیڑ بکریوں کے چرواہے تھے۔ میں مبعوث ہوتو میں اجیاد[1] میں اپنے لوگوں کی بھیڑ بکریاں چراتا تھا۔

---

[1] (اجیاد: مکہ مبارکہ کی ایک سرزمین یا پہاڑی کا نام ہے جو چراگاہ کا کام دیتی تھی۔

آنحضرتؐ حرب الفجار میں .... ابراہیم بن عبدالرحمان بن عبداللہ بن ابی ربیعہ، محمد بن ابراہیم التیمی یعقوب بن عقبۃ الاخنسی سے روایت ہے اوران کے علاوہ دوسروں نے بھی اس واقعہ کے بعض حصے بیان کئے ہیں ان کا یہ قول ہے۔

جنگ فجار کی وجہ یہ ہوئی کہ نعمان بن منذر (فرماں روائے حیرہ) نے تجارت کے لئے بازار عکاظہ میں کچھ مشک بھیجا تھا۔ اس کو عروہ بن عتبہ بن جابر ابن کلاب الرحال[1] نے اپنی پناہ[2] میں لے لیا تھا۔

جو لوگ وہ مشک لے کر آئے تھے۔ ایک تالاب پر ٹھہرے جسے اوارہ کہتے تھے۔ قبیلہ بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کا ایک شخص براض ابن قیس، چالاک، آدمی تھا۔ جس نے عروہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ اور بھاگ کے خیبر میں چھپا رہا۔ بشر بن ابی خازم الاسدی سے جو شاعر تھا۔ ملاقات ہوئی تو یہ واقعہ بیان کر کے کہہ دیا کہ عبداللہ بن جدعان، ہشام بن المغیرہ، حرب ابن امیہ نوفل بن معاویہ الدیلی او بلعا بن قیس کو اس کی اطلاع کر دے۔

ان لوگوں کو خبر ہوئی تو جان بچا کے حرم (بیت اللہ) سے التجا کی: اسی دن جب دن آخری ہو گیا تھا قبیلہ قیس کو یہ خبر ملی تو ابو براء نے کہا:

ہم تو قریش کی طرف سے دھوکے ہی میں تھے۔

آخر ان پناہ گیروں کے پیچھے پیچھے چلے مگر انہیں اس وقت پایا جب کہ حرم کے اندر وہ جا چکے تھے۔[3]

قبیلہ بنی عامر کے ایک شخص نے جسے اورم بن شعیب کہتے تھے، اپنی پوری آواز میں پناہ لینے والوں کو پکار کے کہا: ان میعاد مابیننا وبینکم هذه اللیالی من قابل وانا لانا قلی فی جمیع (آئندہ سے ہمارے تمہارے درمیان انہیں راتوں کا وعدہ ہے، اور ہم مزدلفہ میں کمی اور سستی نہ کریں گے) یہ کہہ کے اورم نے یہ شعر بھی کہے۔

لقد وعدنا قیشاً وهی کارهة ... بان تجی الی ضرب رعابیل

مقام احابیش ....[4] اس سال عکاظہ کا بازار نہ لگا، قریش، قبیلہ کنانہ، اسد بن خزیمہ اور احابیش کے سب لوگ

---

[1] رحال: وہ شخص جو اونٹوں کے کجاوے کے فن میں ماہر ہو، عروہ بن عتبہ کا یہ خاص لقب تھا اور اسی مہارت کی وجہ سے وہ "رحال" مشہور تھے۔

[2] پناہ میں لینا، جس طرح اس زمانے میں مال ومتاع کا بیمہ کہتے ہیں، اسی طرح عرب میں دستور تھا کہ مال کو کہیں بھیجتے تو کسی کی پناہ میں دے دیتے وہ اس کی حفاظت وغیرہ کا ذمہ دار ہوتا۔ عکاظ: عرب کا مشہور ترین بازار جہاں ہر سال ایک بڑا میلہ ہوتا تھا، عرب کی پیداوار سد تکاری و دل ودماغ کی نمائش کی جاتی تھی اور علم وادب کا سب سے بڑا دنگل ہوتا تھا سال میں ایک مرتبہ بازار لگتا تھا اور ماہ ذیقعدہ کی پہلی سے بیسویں تاریخ تک کھلا رہتا اس کا صدر مقام وہ میدان تھا، جو نخلہ اور طائف کے درمیان واقع ہے۔

[3] عرب میں دستور تھا کہ سخت سے سخت مجرم بھی جب تک حرم کعبہ میں پناہ لئے رہتا اس سے تعرض نہ کرتے۔

[4] احابیش، مکہ کیا رکہ کے مین ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جسے حبشی کہتے ہیں۔ اسی پہاڑی کے دامن میں سب لوگوں نے آپس کی مدد ومعاونت پر قسمیں کھائی تھیں۔ قسم کے الفاظ یہ تھے۔ نحن لید علی غیر ناما سجا لیلٌ ووضح نهارٌ ومار ما حبشی۔ یعنی جب تک رات کی شان یہ ہے کہ رات اندھیری ہو، جب تک دن کا منظر یہ ہے کہ روشن رہے گا جب تک کوہ حبشی اپنی جگہ پر قائم واستوار رہے گا اس وقت تک ہم لوگ غیروں کے مقابلہ میں اکٹھے رہیں گے اسی مناسبت سے یہ مخالفین احابیش قریش کے نام سے مشہور ہوئے یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حبشی (پہاڑ) معرف باللام نہیں۔ بلحارث، اصل میں ابا الحارث تھا۔ قبیلہ مذکورہ اسی ابوالحارث کے نام سے منسوب ہے جسے عرف عام میں بلحارث ہی کہتے ہیں۔

جوان میں شامل تھے۔ سال بھر تک ٹھہرے رہے اور اس جنگ کے لئے (جو ٹھن چکی تھی) تیاریاں کیں۔

مقام احابیش میں یہ قبائل تھے۔

۱: الحارث بن عبدالمناۃ بن کنانہ

۲: عضل

۳: القارۃ

۴: دیش

۵: المصطلق، یہ لوگ قبیلہ خزاعہ کے تھے اور ان کی شرکت کی وجہ یہ تھی کہ قبیلہ بلحارث بن عبدمناۃ کے ساتھ ان کا محالفہ (باہمی عہد و پیمان) تھا۔

سرداران قریش .... قبیلہ قیس عیلان کے لوگوں نے بھی جنگ کی تیاری کر لی اور آئندہ سال کے لئے موجودہ ہو گئے سرداران قریش یہ لوگ تھے:

۱: عبداللہ بن جدعان

۲: ہشام بن المغیرہ

۳: حرب بن امیہ

۴: ابواحیحہ سعید بن العاص

۵: عتبہ بن ربیعہ

۶: العاص بن وائل

۷: معمر بن حبیب الجمعی

۸: عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار

لشکر جو نکلا تو جدا جدا جھنڈیوں کے تحت نکلا، سب کی ٹولیاں اور جماعتیں الگ الگ تھیں کسی ایک سرلشکر کے تحت نہ تھا، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن جدعان کے یہ سب ماتحت تھے۔[۱]

سردارانِ قیس ...... قبیلہ قیس میں یہ لوگ تھے،

۱: ابوالبراء عامر بن مالک بن جعفر

۲: وبیع بن ربیعہ بن معاویہ النصری

۳: درید بن الصمۃ

۴: مسعود بن معتب الثقفی

---

[۱] روایت کا خاص لفظ ہے خرجوا متساندین' متساندین کے متبادر معنی تو ایک دوسرے پر ٹیک لگانے والے سہارا لینے والے کے ہیں، مگر عہد جاہلیت کے محاورہ میں ف اس کا وہی مفہوم تھا جو ترجمہ میں ف لکھا گیا۔ یقال لھم متساندون ،ای تحت رایاتٍ تشتّی لا یجمعھم رایۃ امیر واحد)

۵: ابوعروۃ بن مسعود
۶: عوف بن ابی حارثۃ المری
۷: عباس بن رعل السلمی۔

یہ سب لوگ سردار و سپہ سالار تھے (یعنی غنیم کی طرح ان سرداروں میں سے بھی ہر ایک کی فوج اپنی اپنی جگہ مستقل وخود مختار تھی اور کوئی ایک سرلشکر نہ تھا جس کے سب ماتحت وفرماں پذیر ہوتے) لیکن یہ بھی کہا جاتا ہے ابوالبراء ان سب کے اولی الامر تھے جھنڈا انہیں کے ہاتھ میں تھا اور صفیں انہیں نے برابر کیں مصنف نے یہ دوسرا قول بصیغۂ تضعیف بیان کیا ہے، واللہ اعلم)

فریقین کا مقابلہ

فریقین کا مقابلہ...... فریقین کا مقابلہ ہوا تو دن کے ابتدائی حصہ میں قریش پر، کنانہ پر اور ان کے متعلقین پر قیس کو شکست ہوئی مگر پچھلے وقتوں میں قریش وکنانہ کے لئے قیس کو شکست ہوئی۔[1]

فاتحوں نے اپنے حریضوں کے قتل کرنے میں ایسی مرگا مرگی پھیلائی (یعنی اس کثرت سے لوگوں کو قتل کیا، کہ عتبہ بن ربیعہ نے جو اس وقت جوان تھے، اور ابھی ان کی عمر پورے تیس سال بھی نہ ہوئی تھی صلح کے لئے آواز دی اور اس شرط پر صلح ہوگئی کہ مقتولوں کا شمار کیا گیا اور قریش نے اپنے مقتولین کے علاوہ غنیم کے جن لوگوں کو قتل کیا تھا قیس کو ان سب کے خون بہا دیئے۔ جنگ نے اپنے بوجھ رکھ دیئے (یعنی لڑائی ختم ہوگئی اور قریش وقیس دونوں اپنے اپنے مقام پر واپس آ گئے۔

جنگ میں آنحضرت ﷺ کی شرکت

جنگ میں آنحضرت ﷺ کی شرکت...... حرب الفجار کا تذکرہ کرتے ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے چچاؤں کے ساتھ اس جنگ میں موجود تھا، میں نے اس میں شرکت کی تھی، تیر چلائے تھے اور میں یہ نہیں چاہتا کہ کاش میں ایسا نہیں کرتا (یعنی یہ شرکت جنگ وتیراندازی پشیمانی کا سبب نہیں رسول اللہ ﷺ جب اس میں شریک ہوئے ہیں اس وقت بیس سال کے تھے اور یہ جنگ فجار واقعہ اصحاب فیل سے بیس سال بعد ہوئی تھی۔

حکیمؓ ابن حزام کہتے ہیں: میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ حرب الفجار میں موجود تھے۔
محمد بن عمرؒ فرماتے ہیں: عربوں نے فجار کے متعلق بہت سے اشعار کہے ہیں۔

آنحضرتؐ حلف الفضول میں

آنحضرتؐ حلف الفضول میں...... عروۃ بن الزبیرؓ کہتے ہیں: میں نے حکیمؓ بن حزام کو کہتے ہوئے سنا کہ قریش جب فجار سے واپس آ رہے تھے اس وقت حلف الفضول کا واقعہ پیش آیا، رسول اللہ ﷺ ان دنوں بیس سال کے تھے۔

محمد بن عمر فرماتے ہیں: ضحاک کے علاوہ دوسرے راوی نے مجھ سے روایات کی کہ جنگ فجار شوال میں ہوئی تھی

---

[1] یعنی پہلے ہلہ میں قیس کو فتح، قریش کو شکست، اور دوسرے میں قیس کو شکست قریش کو فتح ہوئی۔ ترجمہ میں عرب کا خاص انداز بیان دکھایا گیا ہے۔ اس مفہوم کو شکر ادا کرتے تھے۔

اوراس حلف کی باری ذی قعدہ میں آئی۔[1]

جتنے عہد و پیمان ہو چکے تھے حلف الفضول کا معاہدان سب میں معزز تھا۔ سب سے پہلے زبیر بن عبدالمطلب نے اس کی دعوت دی بنی ہاشم و بنی زہرہ و بنی تیم، یہ سب لوگ عبداللہ بن جدعان کے گھر میں جمع ہوئے۔ زبیر نے ان کے لئے کھانے کا انتظام کیا۔ سب نے اللہ تعالیٰ کو بیچ میں ڈال کے ان لفظوں میں عہد کیا۔

جب تک دریا میں صوف کے بھگونے کی شان باقی ہے، ہم مظلوم کا ساتھ دیں گے یہاں تک کہ اس کا حق ادا کیا جائے۔ اور معاش میں ہم (اس کی) خبر گیری و غم خواری بھی کریں گے۔

قریش نے اسی وجہ سے اس حلف (عہد) کا نام حلف الفضول رکھا۔

جبیر بن مطعم کہتے ہیں: میں ابن جدعان کے گھر میں جس حلف میں شریک ہوا تھا، مجھے یہ پسند نہیں کہ سرخ رنگ کے اونٹ ملیں تو میں اس کو توڑ دوں، ہاشم و زہرہ و تیم نے قسمیں کھائی تھیں کہ کوئی دریا جب تک کسی صوف کو بھگو سکتا ہے، وہ مظلوم کا ساتھ دیں گے اور اگر مجھ کو (اب بھی) اس میں بلایا جائے تو میں قبول کرلونگا، حلف الفضول یہی ہے۔

محمد بن عمر کہتے ہیں: ہم کو معلوم نہیں کہ اس حلوف میں بنی ہاشم سے کوئی سبقت لے گیا ہو (یعنی جہاں تک علم کی رسائی ہے) سب سے پہلے بنی ہاشم ہی نے اس نیک کام کی بنیاد ڈالی اور بابرکت عہد و پیمان کے آثار قائم کئے۔

آنحضرت ﷺ کا دوسرا شام کا سفر ...... نفیسہ بنت منیہ کہ یعلی بن منیہ کی بہن تھیں کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب پچیس سال کے ہوگئے تو ابو طالب نے کہا کہ میں ایسا شخص ہوں کہ میرے پاس مال کہاں، زمانہ ہم پر سخت گزر رہا ہے اور یہ تمہاری قوم کے قافلے ہیں جن کے شام کا سفر کا وقت آ گیا ہے۔ خدیجہؓ بنت خویلد اپنے تجارتی قافلوں میں تمہاری قوم کے لوگوں کو بھیجا کرتی ہیں، اگر وہاں جاکے تم اپنے آپ کو ان پر پیش کرو تو وہ فوراً تمہیں منظور کرلیں گی۔

یہ گفتگو جو آنحضرت ﷺ اور آپ کے چچا کے درمیان ہوئی تھی۔ خدیجہ کو اس کی خبر پہنچی تو انہوں نے اس بارے میں پیغام بھیجا۔ اور آنحضرت کو کہلایا کہ آپ کی قوم کے کسی شخص کو میں جتنا دیتی ہوں (آپ اس تجارتی سفر کے لئے رضامند ہو جائیں تو) آپ کی خدمت میں اس کا دوگنا پیش کروں گی۔

عبداللہ بن عقیل کہتے ہیں: ابو طالب نے کہا، اے میرے بھتیجے، مجھے یہ خبر ملی ہے کہ خدیجہ نے فلاں شخص کو دو بکروں کے بدلے اپنا اجیر مقرر کیا ہے، جو معاوضہ خدیجہ نے اس کو دیا ہے ہم اس معاوضہ پر تیرے لئے تو راضی نہیں مگر کیا تو اس سے گفتگو کرنے پر راضی ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما احببت (تو جیسا چاہے)

ابو طالب نے یہ سنا تو خدیجہؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا: "اے خدیجہ! کیا تو نے محمد (ﷺ) کو اجرت پر کام دینے کے لئے راضی ہے؟

---

[1] پہلی روایت، بحوالہ عروۃ بن الزبیرؓ کے راوی محمد بن عمر الواقدی ہی ہیں جو انہوں نے ضحاک بن عثمان سے روایت کی ہے، ضحاک نے عبداللہ بن عروہ بن الزبیرؓ سے اور عبداللہ نے اپنے والد عروہؓ سے یہ دوسری روایت کسی دوسرے راوی سے ہے: جس میں ضحاک کی روایت بظاہر صحیح اور وہ حقیقت میں اسکی وضاحت ہے۔

ہم کو خبر ملی ہے کہ تو نے فلاں شخص کو دو بکروں ایک معاوضہ پر اپنا اجیر مقرر کیا ہے لیکن محمد (ﷺ) کے لئے تو چار بکروں سے کم پر راضی نہ ہوں گی۔

خدیجہ نے کہا: اگر کسی دور کے بغض سے بھرے آدمی کے لئے بھی تو یہ سوال کرتا تو ہم ایسا ہی کرتے، چہ جائے کہ تو نے ایک قریبی دوست کے لئے یہ خواہش کی ہے۔

نسطور راہب...... نفیسہ بنت منیہ کہتی ہیں: ابو طالب نے رسول اللہ سے کہا: یہ وہ رزق ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے تیری جانب اسے کھینچ کے بھیجا ہے، آخر رسول اللہ خدیجہؓ کے غلام میسرہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اور آپ کے جتنے چچا تھے سب نے اہل قافلہ کو آپ کے متعلق وصیت کی، چلتے چلتے آنحضرتؐ اور میسرہ ملک شام کے شہر بصریٰ میں پہنچے اور وہاں ایک درخت کے سائے میں ٹھہرے۔ نسطور راہب نے یہ دیکھ کر کہا: اس درخت کے نیچے سوائے پیغمبر کے اور کوئی نہیں اترا۔

میسرہ نے پوچھا: کیا اس شخص (یعنی رسول اللہ ﷺ) کی آنکھوں میں سرخی ہے؟

میسرہ نے کہا: ہاں، اور یہ سرخی کبھی اس سے جدا نہیں ہوتی،

نسطور نے کہا: وہ پیغمبر ہے، اور سب میں آخری پیغمبر ہے۔

بتوں سے نفرت...... رسول اللہ ﷺ نے تجارتی مال واسباب کو فروخت کر لیا تو ایک شخص سے بات بڑھ گئی جس نے آنحضرت ﷺ سے لات وعزیٰ کی قسم اٹھانے کو کہا، آنحضرتؐ نے فرمایا: میں نے کبھی ان دونوں کی قسم نہیں کھائی۔ اور میں تو گزرتے وقت ان سے منہ موڑ لیا کرتا ہوں۔

اس شخص نے کہا: بات وہی ہے جو آپ نے فرمائی، اور پھر میسرہ سے کہا: **هذا والله نبی تجده احبار نا فی کتبهم** (خدا کی قسم یہ تو وہی پیغمبر ہے، جس کی صفت ہمارے علماء کتابوں میں مذکور پاتے ہیں

میسرہ کا یہ حال تھا کہ جب دوپہر ہوتی اور گرمی بڑھتی تو وہ دیکھتا کہ دو فرشتے رسول اللہ پر دھوپ سے سایہ کر رہے ہیں سب کچھ اس کے دل نشین ہو گیا اور خدا نے اس کے دل میں آنحضرت ﷺ کی ایسی محبت ڈال دی کہ گویا وہ آنحضرت ﷺ کا غلام بن گیا۔

قافلے کا لوٹنا...... قافلے نے اپنا تجارتی مال واسباب فروخت کر کے فرصت کر لی۔ جس میں معمول سے زیادہ نفع اٹھایا، واپس چلے تو مقام مرالظہر ان میں پہنچ کے میسرہ نے عرض کیا: یا محمد رسول ﷺ، آپ خدیجہ کے پاس چل دیجئے اور آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے خدیجہ کو جو نفع پہنچایا ہے اس کی اطلاع دیجئے۔ خدیجہ آپ کا یہ حق یاد رکھیں گی۔

رسول اللہ ﷺ اس رائے کے مطابق پہلے روانہ ہو گئے یہاں تک کہ ظہر کے وقت مکہ پہنچے۔ خدیجہ اس وقت اپنے ایک بالا خانے میں بیٹھی ہوئی تھیں، دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اونٹ پر تشریف لاتے ہیں اور دو فرشتے ادھر ادھر سے سایہ کئے ہوئے ہیں، خدیجہ نے اپنے یہاں کی عورتوں کو یہ منظر دکھایا تو ان کو تعجب ہوا۔

---

[1] بکرہ اردو میں تو بکرہ کو کہتے ہیں مگر عربی میں جوان اونٹوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے اور یہاں مراد بھی یہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور منافع کا حال بیان کیا تو خدیجہ خوش ہوئیں او جو کچھ دیکھا تھا میسرہ کے آنے کے بعد بیان کیا تو میسرہ نے کہا: میں تو جب سے ملک شام سے واپس آیا ہوں یہی دیکھتا ہوں یہی دیکھتا آیا ہوں۔

میسرہ نے دو باتیں بھی کہدیں جونسطور راہب نے کہی تھیں، اور اس شخص کی گفتگو بھی بیان کردی، جس نے مال کے بیچنے میں آنحضرت ﷺ سے مخالفت کی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کے آنے سے خدیجہؓ کی یہ تجارت اسی کامیاب ہوئی کہ جتنا پہلے منافع ہوا کرتا تھا اس سے دگنا نفع ہوا۔ آنحضرت (ﷺ) کے لئے خدیجہؓ نے جو معاوضہ کیا تھا اس کو بھی دگنا کردیا (یعنی بجائے چار کے آٹھ اونٹ کردیئے۔

خدیجہؓ سے آنحضرت ﷺ کی شادی

......نفیسہ بنت منیہ کہتی ہیں: خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی اس بزرگی او برتری کے ہوتے ہوئے بھی جو اللہ تعالیٰ نے انکے لئے چاہی تھی۔ حقیقتاً ایک عاقبت اندیش مستقل مزاج [1] اور شریف بیوی تھیں۔ اور اس وقت تمام قریش میں خاندان کے اعتبار سے زیادہ شریف، عزت کے اعتبار سے سب سے بڑی اور مال و دولت کے اعتبار سب سے بڑھ کے تھیں، اگر ہوسکتا تو قوم کے جتنے اگر سب ان کے ساتھ نکاح کرنے کے خواہشمند تھے۔ یہ سب درخواست کرچکے تھے اور سب نے مال وزر بھی پیش کئے تھے۔

خدیجہؓ کے تجارتی قافلے میں محمد (ﷺ) جب شام سے واپس آئے تو چپکے سے خدیجہؓ نے مجھے ان کے پاس بھیجا اور میں نے کہا: اے محمد (ﷺ) آپ کو نکاح کرنے سے کونسا معاملہ روکتا ہے؟

(آپ نے) فرمایا: میرے ہاتھ میں وہ سامان نہیں ہے جس سے نکاح کرسکوں، میں نے عرض کیا: اگر سامان ہوجائے اور آپ کو حسن و جمال وزر و مال و شرف میں برابری کی جانب دعوت دی جائے تو کیا آپ قبول فرمائیں گے؟

اچھا تو کون ہے؟

میں نے عرض کیا: خدیجہؓ۔

فرمایا: وہ میرے لئے کیسے؟ (یعنی میرے ساتھ ان کی شادی کا کیا راستہ ہے۔

میں نے عرض کیا: یہ میرا ذمہ۔

فرمایا: تو میں کروں گا۔

میں نے جا کر خدیجہ کو خبر دی، تو انہوں نے، رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا، کہ وہ فلاں وقت آئیں اور اپنے چچا عمرو بن اسد کو بلایا کہ وہ آ کر نکاح کردیں چنانچہ وہ حاضر ہوگئے۔

رسول اللہ ﷺ اپنے چچاؤں کے ساتھ تشریف لائے جن میں سے ایک نے رسمِ نکاح ادا کیا۔

عمرو بن اسد نے اس موقع پر کہا: هذا البقع لا يقرع انفه (یہ وہ نکاح ہے کہ اس کی ناک نہیں ٹکرائی جاسکتی، یعنی اس پر کسی قسم کی نکتہ چینی و حرف گیری ممکن نہیں)

رسول اللہ ﷺ نے جب یہ نکاح کیا ہے تو آپ اس وقت پچیس سال کے تھے اور خدیجہؓ ان دنوں چالیس سال کی تھیں، واقعہ اصحاب فیل سے وہ پندرہ سال پہلے پیدا ہوچکی تھیں۔

---

[1] مستقل مزاج، اصل میں جدۃ ہے۔ جس کے معنی شدت وقوت والی عورت کے ہیں۔ استقلال طبعیت کے یہی اوصاف ہیں اور محاورے میں بھی مراد یہی ہے۔

محمد بن جبیر بن مطعم، عائشہؓ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں: خدیجہؓ کے چچا عمرو بن اسد نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خدیجہؓ کا نکاح کیا، خدیجہؓ کے والد حرب فجار سے پہلے مر چکے تھے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں: عمرو بن اسد بن العزی بن قصی نے، خدیجہؓ بنت خویلد کو رسول اللہ ﷺ کے عقد نکاح میں دیا، عمرو اس وقت بہت بوڑھے تھے، اسد کی نسل سے اس وقت سوائے عمرو کے اور کوئی اولاد باقی نہیں رہی تھی، اور عمرو بن اسد کے تو کوئی پیدا ہی نہ ہوا۔

دو جھوٹی روایتیں .... (۱) معیمر بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ ابومجلز نے روایت کی کہ خدیجہؓ نے اپنی بہن سے کہا: (محمد ﷺ) کے پاس جا کے ان سے میرا تذکرہ کر یہی الفاظ تھے یا اسی قسم کے الفاظ کہے خدیجہؓ کی بہن آنحضرت (ﷺ) کے پاس آئیں اور جو خدا نے چاہا آنحضرتؐ نے ان کو جواب دیا۔

ان لوگوں نے (یعنی خدیجہؓ کی طرف کے لوگوں) نے اتفاق کر لیا کہ رسول اللہ ﷺ ہی خدیجہؓ کے ساتھ نکاح کریں، خدیجہؓ کے والد کو اتنی شراب پلائی گئی کہ وہ مست ہو گئے، پھر محمد ﷺ کو بلایا اور خدیجہؓ کو آپ سے نکاح میں دے دیا بوڑھے کو ایک لباس پہنا دیا، جب وہ ہوش میں آیا تو پوچھا۔

یہ لباس کیسا؟

لوگوں نے جواب دیا: یہ تجھے تیرے داماد محمد (ﷺ) نے پہنایا ہے۔

بوڑھا بگڑ گیا اور ہتھیار اٹھا لیا، بنی ہاشم نے بھی ہتھیار سنبھا لئے اور کہا: کچھ اس قدر ہم تمہارے خواہشمند نہ تھے۔
اس گھما گھمی کے بعد آخر کار صلح ہو گئی۔

(۲) محمد بن عمر اس سند کے علاوہ دوسری سند سے روایت کرتے ہیں کہ خدیجہؓ نے اپنے والد کو اس قدر شراب پلائی کہ جو مست ہو گیا، گائے ذبح کی، والد کے جسم میں خوشبو لگائی اور ایک مخطط (دھاری دار) لباس پہنایا، جب اسے ہوش آیا تو پوچھا: ماھذا العقیر، وما ھذا العبیر، وما ھذا لجبیر ؟ (یہ ذبیحہ کیسا؟ یہ خوشبو کیسی؟ اور یہ دھاری دار لباس کیسا؟)

خدیجہؓ نے جواب دیا: تو نے مجھے محمد (ﷺ) کے عقد نکاح میں دیدیا ہے (یہ سب کچھ اسی نتیجہ میں ہے) اس نے کہا: میں نے یہ کام نہیں کیا، بھلا میں ایسا کام کیوں کروں گا۔ بزرگانِ قریش نے تجھے پیغام دیا تب تو میں نے کیا ہی نہیں؟

محمد بن عمر کہتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ سب سہو[۱] و نسیان اور وہم ہے، جو بات ہمارے نزدیک ثابت ہے اور اہل علم سے محفوظ چلی آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ خدیجہؓ کے باپ خویلد بن اسد کا جنگ فجار سے پہلے انتقال ہو چکا تھا اور خدیجہؓ کو ان کے چچا عمرو بن اسد نے رسول اللہ ﷺ کے عقد نکاح میں دیا تھا۔

آنحضرت ﷺ کی اولاد اور ان کے نام ...... ابن عباسؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے

---

[۱] وہم و سہو: اصل میں لفظ او ہل ہے جس کے معنی ضعف، نسیان، وہم اور غلط کے ہیں۔ تو ہل کا استعمال یہیں سے نکلا ہے جس کے معنی غلط بات کرنے کے یا لانے کے ہیں۔

پہلے صاحبزادے قاسم تھے جو نبوت سے پہلے مکے میں پیدا ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ انہیں کے نام پر کنیت بھی کرتے تھے، (یعنی ابوالقاسم کنیت اسی وجہ سے تھی کہ قاسم آپ کے فرزند کا نام نامی تھا)

۲: بعد کو آپ کے نسل میں زینب پیدا ہوئیں،

۳: پھر رقیہ پیدا ہوئیں،

۴: پھر فاطمہؓ پیدا ہوئیں،

۵: پھر ام کلثوم پیدا ہوئیں،

۶: عہد اسلام میں (یعنی بعثت کے بعد، آپ کے نسل سے عبداللہ پیدا ہوئے جن کا طیب و طاہر لقب پڑا۔)

ان تمام نبی زادوں اور نبی زادیوں کی والدہ خدیجہ تھیں، بنت خویلد ابن اسد بن عبدالعزی بن قصی، اور خدیجہؓ کی ماں فاطمہ تھیں، بنت زائدہ ابن الاصم بن مرم بن رواحہ بن حجر بن معیص بن عامر بن لوی۔ ان سب میں پہلے قاسم نے انتقال فرمایا: پھر عبداللہ نے وفات پائی، اور یہ دونوں حادثے مکے میں ہوئے، عاص بن وائل اسہمی نے اس موقع پر کہا کہ **قد انقطع ولدہ فھو ابتر** (آپ کی اولاد منقطع ہوگئی۔ لہٰذا ابتر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس پر آیت نازل فرمائی: **ان شانئک ھو الابتر** (حقیقت میں ابتر وہ ہے جو تیری عیب جوئی کرتا ہے، یا تجھ پر عیب لگاتا ہے)

محمد بن جبیر بن مطعم کہتے ہیں: قاسم دو سال کے تھے کہ انتقال کر گئے[۱]۔

محمد بن عمر فرماتے ہیں: سلمٰی صفیہ بنت عبدالمطلب کی آزاد لونڈی، خدیجہؓ کی زچگی میں دائیگی کا کام کیا کرتی تھیں (یعنی وہی فاطمہ ہوئی کرتی تھیں) لڑکا ہوتا تو خدیجہؓ دو بکریاں، لڑکی ہوتی تو ایک بکری کا عقیقہ کرتیں دو دو لڑکوں کے درمیان ایک ایک کا فاصل تھا، لڑکوں کے لئے دودھ پلانے والیاں مقرر کیا کرتیں اور ان کے پیدا ہونے سے پہلے ہی یہ انتظام کر لیتیں۔

ابراہیم بن النبی ﷺ ...... عبدالحمید بن جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ہجرت کے چھٹے سال ماہ ذیقعدہ میں حدیبیہ سے واپس آئے تو آپ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس قبطی والی اسکندریہ کے پاس بھیجا اور انہیں ایک خط بھی دیا جس میں مقوقس کو اسلام کی دعوت دی تھی، مقوقس نے جب یہ پڑھا تو حاطب سے اچھی باتیں کیں، خط پر مہر لگا ہوا تھا، مقوقس نے اس کو ہاتھی دانت کی ایک ڈبیہ میں رکھ کے اس پر مہر لگا کے ایک لونڈی کے سپرد کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کے خط کا جواب لکھا مگر اسلام نہ لایا۔

مقوقس نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے:

۱: ماریہ کو۔

---

۱ اس روایت کا سلسلہ اسناد یوں ہے۔

اخبرنا محمد بن عمر قال حدثنی عمر وبن سلمة الھذلی بن اسعد ابن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ قال الخ (اس مین سلمۃ الھذلی اور سعد کے درمیان لفظ ''بن'' غلط ہے اور بجائے اس کے عن ہوتا چاہئے، کیوں کہ سعید بن محمد کے سلسلہ اولاد مین عمرو بن سلمہ نہ تھے، واللہ اعلم۔

۲: ان کی بہن سیرین کو۔
۳: اپنے گدھے کو جس کا نام یعضور تھا۔
۴: اپنے خچر کو جس کا نام دلدل تھا، تحفۃً بھیجا، یہ خچر سفید رنگ کا تھا، اوران دنوں عرب میں بھی ایسا خچر نہ تھا۔
ابوسعید کہ اہل علم میں سے تھے، کہتے ہیں۔
ماریہؓ علاقہ انصنا (مصر) کے مقام حفن کی تھیں:
عبدالرحمن بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ کہتے ہیں:
ماریہ قبطیہ سے رسول اللہ ﷺ خوش ہوتے تھے، وہ گورے رنگ گھونگھر والے بال کی حسین وجمیل بیوی تھیں۔

ماریہ قبطیہ ...... رسول اللہ ﷺ نے ان کو اوران کی بہن کو ام سلیم بنت سلمان کے ہاں ٹھہرایا اور پھر ان کے پاس آ کر دونوں بیبیوں پر اسلام پیش کیا اور دونوں مسلمان ہوگئیں۔''
رسول اللہ ﷺ ماریہ قبطیہ ملک یمین کی حیثیت سے اپنے پاس رکھا بنی مصر کے اموال واسباب میں آنحضرتؐ کا کچھ مال مقام عالیہ میں تھا،
ماریہ کو بھی وہیں بھیج دیا۔ جہاں وہ گرمیوں میں رہیں اور خزاعتہ التمل میں بھی رہتی تھیں، رسول اللہ ﷺ وہیں ان کے پاس آیا کرتے تھے وہ اچھی دیندار تھیں۔''
رسول اللہ ﷺ نے ماریہؓ کی بہن سیرینؓ حسان ثابت شاعر کو بخشدی جن کے بطن سے حسان عبدالرحمن پیدا ہوئے۔

پیغمبر زادۂ اسلام ...... رسول اللہ ﷺ کے نسل سے ماریہؓ کے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام آنحضرت علیہ صلوۃ والسّلام نے ابراہیمؑ رکھا، ساتویں دن آنحضرتؐ نے ان کا عقیقہ کیا ایک بکری ذبح کی ابراہیم کے سر کے بال اتروائے اوراس کے ہموزن چاندی مسکینوں کو خیرات کی، بالوں کیلئے فرمایا زمین میں دفن کردئے گئے اور لڑکے کا نام ابراہیمؑ رکھا گیا۔ ابراہیمؑ کی دائی رسول اللہ ﷺ کی آزادلونڈی سلمی تھیں، سلمی نکل کے اپنے شوہر ابورافع کے پاس گئیں اوران سے کہا کہ میں نے ایک لڑکے کی دائیگی کی ہے، ابورافع رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اور آنحضرتؐ کو مبارکباد دی، آنحضرتؐ نے انہیں ایک غلام انعام دیا۔''
رسول اللہ ﷺ کی بیویاں رشک کھانے لگیں اور جس وقت ماریہؓ کے لڑکا ہوا تو ان پر یہ بات بھاری گزری۔''
ابوجعفر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (کچھ دنوں ماریہؓ کے پاس نہ گئے کیونکہ آپ کی بیویوں پر وہ بھاری گزرتی تھیں، بیویاں ان پر رشک کھاتی تھیں مگر نہ اسقدر جتنا عائشہؓ کو رشک تھا۔
محمد بن عمر کہتے ہیں: ابراہیمؑ ہجرت کے آٹھویں سال ماہ ذی الحجہ میں ماریہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے۔
انسؓ بن مالک فرماتے ہیں۔'' ابراہیمؑ جب پیدا ہوئے تو جبرئیلؑ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کے
اکس لاابا ابراہیم (اے ابراہیمؑ کے والد السلام علیکم)
فرمایا کہ آج رات کو میرے آیت: صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ (حرم) سے باہر نکل کے ہمارے پاس آئے۔ اور
،،، میں نے اپنے باپ کے نام پر اس کا نام ابراہیمؑ رکھا ہے۔

حسنؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کل رات میرے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اور میں نے باپ کے نام پر اس کا نام ابراہیمؑ رکھا ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں: ابراہیمؑ کی والدہ سے جب ابراہیمؑ پیدا ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ کی ماں کو جو (ملک یمین میں تھیں) انکے لڑکے (ابراہیمؑ نے آزاد کردیا۔

دودھ پینے کا زمانہ

......عبداللہ بن عبدالرحمن ابی صعصعہ کہتے ہیں:

ابراہیمؑ جب پیدا ہوئے تو انصار کی عورتیں آپس میں رغبت کی کہ کون انہیں دودھ پلائے (یعنی سب چاہتی تھیں کہ ابراہیم کو ہم ہی دودھ پلائیں کوئی دوسری دودھ پلانے والی نہ ہو)

رسول اللہ ﷺ نے ابراہیمؑ کو ام بردہؓ کے حوالے کردیا بنت المنذر بن زید بن لبید بن خواش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔

ام بردہؓ کے شوہر براءؓ تھے ابن اوس بن خالد بن الجعد بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن عدی بن النجار۔

ابراہیمؑ کو ام بردہؓ دودھ پلاتی تھیں۔ اور وہ اپنے انہیں رضاعی ماں باپ کے پاس محلہ بن النجار میں رہتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ بھی ام بردہ کے گھر آتے تھے اور دوپہر کے وقت وہیں قیلولہ فرماتے تھے۔ اور اس وقت ابراہیمؑ آنحضرت ﷺ کے پاس لائے جاتے تھے۔

آنحضرت ﷺ اپنے عیال کے ساتھ

......انسؓ بن مالک فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات میرے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جس کا نام میں نے اپنے باپ کے نام پر رکھا ہے (علیہ السلام)۔

آنحضرت (ﷺ) نے ابراہیم کو ام سیف کے حوالے کردیا، جو مدینے کے ایک لوہار کی بیوی تھیں، اس لوہار کا نام ابوسیف تھا۔

رسول اللہ ﷺ تشریف لے چلے اور میں آپ کے پیچھے چل دیا، یہاں تک کہ یوسف کے پاس پہنچے جو اس وقت اپنی دھونکنی دھونک رہے تھے اور تمام گھر دھوئیں سے بھر گیا تھا۔ میں آنحضرت ﷺ سے آگے بڑھنے میں جلدی کر کے ابویوسف کے یہاں پہنچ گیا اور ان سے کہا: ابوسیف روک دے، رسول اللہ ﷺ آگئے۔

ابولوسیف رک گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے لڑکے کو بلوایا، سینے سے لگایا اور جو خدا نے چاہا فرمایا۔

انسؓ بن مالک کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے زیادہ میں نے کسی کو عیال واطفال پر مہربان نہ پایا۔ ابراہیمؑ کے دودھ پینے اور رہنے کا انتظام عوالی مدینہ (بالائی حصہ شہر) میں تھا، آنحضرت ﷺ وہیں تشریف لے جاتے تھے۔ اور ساتھ ساتھ ہم بھی آتے تھے۔

گھر میں دھواں بھرا ہوتا آپ اندر جاتے کیونکہ ابراہیمؑ کے مرضعہ کے شوہر لوہار تھے۔ ابراہیمؑ کو آنحضرت ﷺ (اپنی گود میں) لے لیتے اور بوسہ دیتے تھے۔

عائشہؓ فرماتی ہیں: ابراہیمؑ جب پیدا ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کو لئے ہوئے میرے پاس آئے اور فرمایا میرے ساتھ اس کی شباہت دیکھ،

میں نے کہا: میں تو کوئی شباہت نہیں دیکھی۔
فرمایا: کیا تو اس کے گورے رنگ اور گوشت کو نہیں دیکھتی۔
میں نے کہا: جو صرف دائی (یا اونٹنی) کے دودھ سے پالا جاتا ہے وہ گورا اور موٹا، فربہ ہوا کرتا ہے۔
رسول اللہ ﷺ سے عائشہؓ کی دوسری روایت عمرو نے کی ہے، اور اس کا بھی یہی مضمون ہے۔ البتہ اس میں یہ فقرہ زیادہ ہے کہ عائشہؓ نے کہا۔
جیسے بھیڑ...... کا دودھ پلایا جائے وہ موٹا اور گورا ہوتا ہے۔
محمد بن عمر فرماتے ہیں:
رسول اللہ ﷺ کی چند راس بھیڑ بکریاں ابراہیمؓ کے واسطے مخصوص تھیں اور ایک اونٹنی کا دودھ بھی، انہیں کے لئے خاص تھا، یہی وجہ ہے کہ ان کا اور ان کی والدہ ماریہ کا جسم اچھا تھا۔

ابراہیمؓ کی وفات

آنحضرت ﷺ حضرت ابراہیمؓ کی وفات کے وقت...... مکحول کہتے ہیں: ابراہیمؓ کی روح نکلنے کا عالم تھا کہ رسول اللہ ﷺ عبدالرحمٰن بن عوف کے سہارے اندر تشریف لائے، ابراہیمؓ انتقال کر گئے، تو آنحضرت ﷺ کے آنسو بھر آئے۔ عبدالرحمٰن نے یہ دیکھ کر کہا: یا رسول اللہ (ﷺ) یہی بات ہے جس سے آپ لوگوں کو منع فرمایا کرتے، مسلمان جب آپ کو روتے دیکھیں گے تو سب رونے لگیں گے۔

آنحضرت ﷺ کے جب آنسو تھمے تو فرمایا: فقط رحم کی بات ہے، اور جو خود رحم نہیں کرتا اس پر رحم کیا بھی نہیں جاتا ہم تو لوگوں کو صرف نوحہ کرنے سے روکتے ہیں اور اس معاملے سے کہ کسی شخص کا ماتم یوں کیا جائے۔ کہ جو باتیں اس میں نہ ہوں ان کا اظہار ہو۔

پھر فرمایا: اگر یہ جامع راستہ نہ ہوتا (یعنی اگر سبیل موت جامع جمیع عالم نہ ہوتی) اگر یہ ایسی راہ نہ ہوتی جس پر سب ہی کو چلنا ہے اور جو ہم میں پیچھے ہیں وہ ہمارے اگلوں سے مل جانے والے ہیں تو اس غم کے علاوہ ہم ابراہیمؓ پر کچھ اور ہی غم کئے ہوتے، اور ہم (اس حالت میں بھی) اس کی وفات پر پریشان ہیں، آنکھیں اشک بار ہیں، دل رنجیدہ ہے، مگر ہم ایسی بات نہیں کرتے جو پروردگار کو ناخوش کردے، ابراہیمؓ کی رضاعت (شیرخوارگی) کا جو زمانہ باقی رہ گیا وہ تو جنت میں پورا ہوگا۔

عبدالرحمٰنؓ بن عوف فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ میرا ہاتھ پکڑ کے اس کھجوروں کے اس باغ کی جانب لے چلے جہاں ابراہیمؓ تھے ان کا دم نکل ہی رہا تھا کہ آپ نے میری گود میں دے دیا، یہ دیکھ کر آپؐ کے آنسو بھر آئے، تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپ رو رہے ہیں؟

کیا آپ نے رونے اور چلانے سے منع نہیں کیا تھا؟

میں نے رونے سے منع کیا تھا، اور دو احمقانہ فاجرانہ آوازوں کی ممانعت کی تھی، ایک آواز وہ کہ عیش و نعمت کے وقت بلند ہو جو لہو و لعب اور شیطان کی گھنٹیاں ہے اور دوسری وہ آواز کہ مصیبت کے وقت نکلے جو چہروں کا خراشنا، جیب

ودامن پھاڑنا، اور شیطان کی جھنکار ہے۔

حدیبیہ میں عبداللہ بن نمیر نے (اسی) ذیل میں آنحضرت ﷺ کا یہ فقرہ بھی بیان کیا کہ: یہ تو فقط رحم کی بات ہے، اور جوخود رحم نہیں کرتا اس پر رحم کیا بھی نہیں جاتا[1]

اے ابراہیمؑ اگر یہ (موت کا معاملہ) حق نہ ہوتا، اگر یہ سچا وعدہ نہ ہوتا اگر یہ ایسا راستہ نہ ہوتا جس پر سب ہی کو چلنا ہے اور ہم میں جو پیچھے رہ گئے ہیں وہ بھی اگلوں کے ساتھ عنقریب شامل ہو جانے والے ہیں، تو ہم تجھ پر اس سے کہیں زیادہ سخت رنج کئے ہوتے۔ اور حقیقت میں ہم تیرے واسطے رنجیدہ ہیں، آنکھ میں آنسو بھرے ہوئے ہیں، دل رنج سے بھرا ہوا ہے اس پر بھی ہم ایسی بات نہیں کہتے جو پروردگار عزوجل کو ناخوش کردے۔

مکحول سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بیٹے ابراہیمؑ کے پاس تشریف لے گئے۔ جو سکرات اور دنیا سے جانے کے حالت میں تھے، اور آنحضرت (ﷺ) کے آنسو بھر آئے۔

عبدالرحمٰنؓ بن عوف ساتھ تھے، عرض کیا۔

آپ رویا کرتے ہیں، حالانکہ آپ نے رونے سے روکا ہے۔

فرمایا: میں نے فقط نوحہ کرنے سے روکا ہے اور اس بات سے منع کیا ہے کہ مرنے والے میں جو وصف نہ ہو اس کا اظہار کیا جائے۔) بے اختیار تو حقیقت میں رحمت ہے۔

عطاء کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیمؑ نے جب انتقال کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: دل عنقریب رنجیدہ ہوا چاہتا ہے، آنکھ عنقریب اشکبار ہونے کو ہے ان تمام باتوں کے باوجود ایسی بات ہرگز ہم نہ کہیں گے جو پروردگار کو ناخوش کردے، اگر یہ سچا وعدہ اور جامع دن نہ ہوتا تو ہمارا غم تجھ پر بہت سخت بڑھ جاتا، اور اے ابراہیمؑ ہم تیرے لئے رنجیدہ ہیں۔

بکیرؓ بن عبداللہ بن الاشج سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بیٹے پر روئے۔ اسامہؓ بن زید نے چیخ کے نالہ کیا، آنحضرتؐ نے انہیں روک دیا، اسامہؓ نے عرض کیا:

میں نے تو آپ کو روتے دیکھا:

فرمایا: رونا رحمت اور چیخنا شیطان سے ہے۔

حکمؓ کہتے ہیں: ابراہیمؑ نے جب انتقال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ موت کا وقت متعین نہ ہوتا تو جتنا رنج ہم نے کیا ہے اس سے زیادہ سخت رنج کرتے، آنکھ آنسوؤں سے بھری ہوئی دل رنجیدہ ہے، مگر اللہ نے چاہا تو ہم وہی بات کہیں گے جو پروردگار کو راضی رکھے۔ اور اے ابراہیمؑ تیری وفات پر ہم رنجیدہ ہیں۔

قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیمؑ نے وفات پائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آنکھ آنسوؤں سے بھری ہے، دل رنجیدہ ہے، مگر اللہ نے چاہا تو ہم اچھی ہی بات کہیں گے اور اے ابراہیمؑ ہم تجھ پر غمگین ہیں۔

اسی روایت میں آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا

ابراہیمؑ کی بقیہ شیرخوارگی جنت میں پوری ہوگی۔

عمرو بن سعید کہتے ہیں: ابراہیمؑ نے جب وفات پائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] یہ ایک جملہ معترضہ تھا، اب پھر روایت سابقہ شروع ہوتی ہے، آنحضرت ﷺ کے بقیہ ارشادات۔

ابراہیمؓ میرا بیٹا ہے،، اور وہ دودھ پیتے مرا ۲؎ ہے، جنت میں اس کے لئے دو دائیاں ہیں جو اس کی شیر خوارگی کی تکمیل کر رہی ہیں۔

شعبیؒ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ابراہیمؓ کو ایک دودھ پلانے والی دائی ہے جو اس کی شیر خوارگی کا بقیہ پورا کر رہی ہے۔

براءؓ بن عازب کہتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیمؓ کا جب انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ایک دودھ پلانے والی جنت میں ہے۔

انسؓ بن مالک کہتے ہیں: میں نے ابراہیمؓ کو دیکھا جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے دم توڑ رہے تھے۔ یہ دیکھ کے رسول اللہ ﷺ کی دونوں آنکھیں بھر آئیں اور فرمایا کہ آنکھ آنسوؤں سے بھری ہوئی ہے دل رنجیدہ ہے اور ہم سوائے اس بات کے جس سے ہمارا پروردگار راضی ہے کچھ اور نہیں کہتے، اے ابراہیمؓ واللہ ہم تیرے لئے غمگین ہیں۔

قتادہؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے کی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا کہ اس کی شیر خوارگی جنت میں پوری ہوگی۔

براءؓ بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیمؓ پر نماز پڑھی، جو (ماریہ) قبطیہ کے پیٹ سے تھے، ابراہیمؓ جب مرے ہیں تو سولہ مہینے کے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے لئے ایک دائی ہے جو جنت میں اس کی شیر خوارگی پوری کر رہی ہے اور وہ صدیق ہے۔

عابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیمؓ پر نماز پڑھی۔ اور وہ سولہ (۱۶) مہینے کے تھے۔

براءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابراہیمؓ کی ایک دودھ پلانے والی جنت میں ہے جو اس کی شیر خوارگی کا بقیہ پورا کر رہی ہے۔ اور وہ صدیق اور شہید ہے۔

اسماعیل السدی کہتے ہیں: میں نے انسؓ بن مالک سے پوچھا کہ آیا رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیمؓ پر نماز پڑھی تھی؟

انہوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں، اللہ ابراہیمؓ پر رحم کرے، وہ اگر جیتے تو صدیق و نبی ہوتے۔

انسؓ بن مالک کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیمؓ پر جنازے کی نماز میں) چار تکبیریں کہیں۔

جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیمؓ نے انتقال کی تو آنحضرت ﷺ نے ان پر نماز پڑھی۔

مسعر، عدی بن ثابت کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ عدی نے براءؓ کو یہ کہتے سنا کہ جنت میں رسول اللہ ﷺ کے انتقال کئے ہوئے بیٹے کی دودھ پلانے والی یا دائی ہے۔

حدیث میں دودھ پلانے والی کا لفظ تھا یا دائی کا؟ مسعر کو اس میں شک ہے۔

براءؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیمؓ نے (۱۶) مہینے کی عمر میں وفات پائی تو رسول ﷺ نے فرمایا:

۲؎ وہ دودھ پیتے مرا ہے، اصل میں ہے، انہ مات فی الثدی، عربوں میں ان دنوں محاورہ تھا کہ جو بچے عالم شیر خوارگی میں انتقال کرتے تو ان کے لئے کہتے'' وہ چھاتی (پستان) میں مرا ہے منشاء وہی ہے جو ترجمے میں ہے۔

کہ اسے بقیع میں دفن کرو اس لئے کہ اس کی ایک دودھ پلانے والی جنت میں ہے، ابراہیمؑ آنحضرت ﷺ کی ماریہ قبطیہ کے پیٹ سے تھے۔

محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب کہتے ہیں: بقیع میں پہلی مرتبہ عثمانؓ بن مظعون دفن ہوئے، پھر ابراہیمؑ (یعنی) رسول اللہ ﷺ کے بیٹے کی باری آئی۔

محمد بن موسیٰ (راوی حدیث) کہتے ہیں کہ محمد بن عمر بن علیؓ ابن ابی طالب نے مجھے خبر دینے کے لئے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

بقیع کی حد پر پہنچ کے اس مزبلے کے نیچے سے گزرتے ہوئے جو مکان کے پیچھے ہے، بائیں جانب سے ہوکر مکان کی انتہا سے آگے بڑھے تو وہیں ابراہیمؑ کی قبر ہے۔

ابراہیمؑ بن نوفل بن المغیرہ بن سعید الہاشمی نے خاندان علیؓ (ابن ابی طالب) کے ایک شخص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ابراہیمؑ کو دفن کیا تو فرمایا: کیا کوئی ہے جو ایک مشک لائے؟

ایک انصاری سن کر ایک مشک پانی لایا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اسے ابراہیمؑ کی قبر پر چھڑک دے۔

ابراہیمؑ کی قبر راستے کے قریب ہے، اسی کے ساتھ راوی نے اشارہ کیا کہ یہ قبر عقیل کے جانب کے قریب ہے۔

عطاء کہتے ہیں: ابراہیمؑ کی قبر جب برابر ہو چکی تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ جیسے پتھے قبر کے کنارے پڑا ہوا ہے، آنحضرتؐ اپنی انگلی سے برابر کرنے لگے اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جب کوئی کام کرے، تو اسے درست طور پر کرنا چاہیے کہ مصیبت زدہ کی طبیعت کو اس سے تسلی ہوتی ہے۔

مکحول کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے کی قبر کے کنارے دیکھا تو لحد میں ایک شگاف نظر آیا، گورکن کو خشک مٹی کا ایک ٹکڑا[1] (بڑا ڈھیلا) دے کر فرمایا: انہا لاتضرو لا تنفع و لکنہا تقر عین الحیّ (یہ نہ مضر ہے نہ مفید، لیکن زندہ آدمی کی آنکھ میں اس سے ٹھنڈک آتی ہے، یعنی مرنے والے کی قبر کی درستگی و نادرستگی سے کوئی مطلب نہ اس سے مضرت نہ اس سے نفع البتہ دیکھنے والا جب قبر کو دیکھتا ہے تو ایک گونہ تسلی ہوتی ہے۔

---

[1] خشک مٹی کا ٹکڑا یا ڈھیلا، اصل میں لفظ مدرہ ہے جس کے یہی معنی ہیں۔

لوگوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ آپ تو خدا کے پیغمبر ہیں پھر آپ کیوں روتے ہیں۔
فرمایا؛ میں فقط ایک انسان ہی تو ہوں۔ آنکھ میں آنسو بھرے ہیں۔ دل میں خشوع ہے ان سب کے وجود ایسی بات نہیں کہتا جو پروردگار کو ناراض کردے۔ خدا کی قسم اے ابراہیم حقیقت میں ہم تیرے لئے اداس ہیں۔
ابراہیمؑ نے جب انتقال کیا ہے تو اٹھارہ مہینے کے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا کہ راہیمؑ کی ایک دودھ پلانے والی جنت میں ہے۔
عامر کہتے ہیں۔ ابراہیم اٹھارہ مہینے کے تھے کہ وفات پائی۔
اسماء بنت یزید کہتی ہے۔ ابراہیمؑ نے جب وفات پائی تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھرآئے زیت کرنے والے نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ خدا کا جاننے پہچاننے کے سب سے زیادہ لائق ہیں۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ آنکھ میں آنسو بھرے ہیں۔ دل اداس ہے۔ مگر ہم ایسی بات نہیں کہتے جو اکو ناراض کردے اگر یہ (موت کا وعدہ) سچا اور جامع وعدہ نہ ہوتا۔ اگر پچھلے اگلوں کے ساتھ جاملنے والے نہ تے تو اے ابراہیم تجھ پر ہم اس سے زیادہ غم نہیں کرتے ہم اور ہم واقعی میں تیرے واسطے اداس ہیں۔

عبدالرحمٰنؓ بن حسان بن ثابت اپنی والدہ سیرین سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انھوں نے کہا۔
ابراہیم کے حادثے میں میں موجود تھی۔ میں دیکھا کہ جب میں اور میری بہن چیختی تھیں تو رسول اللہ ﷺ

وقت روکتے نہ تھے۔ ابراہیم جب انتقال کرگئے۔ تو آپ نے نالہ وفریاد سے منع فرمایا۔
فضل بن عباس نے غسل دیا۔ رسول اللہ ﷺ اور عباسؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد جنازہ اٹھایا گیا تو نے دیکھا رسول اللہ ﷺ قبر کے کنارے تھے۔ اور عباسؓ آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ قبر میں فضل بن عباسؓ و امہ بن زید اترے میں قبر کے پاس آرہی تھی مگر کوئی منع نہیں کرتا تھا۔ اس دن سورج کو گرہن لگ گیا تو لوگوں نے کہا یہ ابراہیم کی موت کی وجہ سے ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا آفتاب کو کسی موت وحیات سے گرہن نہیں لگتا۔ اینٹ کھڈے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے بند کردیا جائے۔ اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی تو فرمایا۔
اس سے نہ نقصان پہنچتا ہے اور نہ نفع ہوتا ہے۔ لیکن زندہ آدمی کی آنکھ اس سے خشک ہوتی ہے۔ بندہ کوئی کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اسے درست اور ٹھیک طرح سے کرے۔
ابراہیمؑ نے منگل کے دن وفات پائی۔ ربیع الاول کی دس راتیں گزر چکی تھیں۔ اور دسواں سال (یعنی ربیع ل ۱۰ھ)۔
عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیمؑ نے بنی مازن میں ام کے پاس وفات پائی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، فی الواقع جنت میں ایک دودھ پلانے والی دودھ بچے کے دن پورے کررہی ہے۔
ام بردہؓ کے گھر سے ایک چھوٹی سی چوکی پر جنازہ اٹھایا گیا۔ اور بقیع میں رسول اللہ نے ان پر نماز پڑھی۔
معلوم کیا گیا۔ یارسول اللہ ہم انہیں کہاں دفن کریں؟

فرمایا۔ ہمارے سلف عثمانؓ بن مظعون کے پاس۔

رسول اللہ ﷺ نے ام بردہؓ کو ایک قطعہ نخلستان عنایت فرمایا جسے منتقل کر کے انہوں نے بدلے میں عبداللہ بن زمعہ ابن الاسود الاسدی کا مال حاصل کیا۔

عمر بن الحم بن توبان کہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو ایک پتھر ان کی قبر پر رکھ دیا اور قبرہ پر پانی کا چھڑکاؤ ہوا۔ محمد بن عبداللہ بن مسلم کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی بکرؓ بن محمد بن عمرو بن حزم کو میں اپنے چچا یعنی زہری سے روایت کرتے سنا کہ وہ کہتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ نے جب وفات پائی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں فرمایا۔ وہ یعنی ابراہیمؑ اگر زندہ ہوتا تو اس کا کوئی ماموں غلام نہ ہوتا قبطی قوم کے تمام لوگ ابراہیمؑ کے طفیل آزاد ہو جاتے۔

خانہ کعبہ کی تعمیر

تعمیر میں قریش کے ساتھ آنحضرتؐ کی شرکت ...... عمرو بن الہذلی ، ابن عباسؓ، محمد بن جبیر بن مطعم جن کی روایتیں آپس میں مل جل گئی ہیں۔ یہ سب کہتے ہیں۔

پانی کی روکے کہ پر واقع تھی۔ سیلاب اس کے اوپر سے آتا تھا۔ یہاں تک کہ خانہ کعبہ تک پہنچ جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے درز اور شگاف بھی اس میں آ گیا تھا۔ قریش ڈرے کہ منہدم نہ ہو جائے۔ کچھ زیور اور سونے کا یک ہرن جو موتی وجوہرات سے مزین زمین پر رکھا ہوا تھا۔ بیت اللہ سے چوری ہو گئے۔

انہیں دنوں سمندر میں ایک جہاز آ رہا تھا۔ جس میں رومی (عیسائی) سوار تھے۔ اور باقوم نام ایک شخص سر کردہ تھا۔ یہ شخص معمار بھی تھا۔ ہوا نے جہاز کو درہم برہم کر کے مقام شیعبہ پہنچا دیا۔ کہ وہ جدہ سے پہلے جہازوں کی بندرگاہ یہی مقام تھا۔ یہاں آ کے جہاز ٹوٹ گیا۔

ولید بن مغیرہ کچھ قریشیوں کے ساتھ جہاز پر پہنچے اس کی لکڑیاں مول لیں۔ باقوم رومی سے بات چیت کہ جوان کے ساتھ ہو لیا۔ اور لوگوں نے کہا (لو بیننا بیت ربنا) اگر ہم اپنے پروردگار کا گھر بنائیں۔ فصیح محاورہ جاہلیت اسی قدر ہے مطلب یہ ہے کہ اگر ہم اپنے پروردگار کا گھر بنائیں۔ یعنی خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کریں تو کیا اچھی بات ہے۔

آنحضرتؐ بیت اللہ کی عمارت بنانے میں .... قریش نے یہ انتظام کیا کہ پتھر جمع کر کے کنارے صاف اور درست کر لئے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ انہی لوگوں کے ساتھ پتھر اٹھا اٹھا کر لے جا رہے تھے۔ آپؐ اس وقت پینتیس (۳۵) سال کے تھے۔

حالت یہ تھی کہ لوگ اپنے تہ بند اٹھا کر گردن پر ڈال لیتے تھے۔ اور پتھر اٹھاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی یہی کیا۔ مگر دامن پھنس جانے کے کی وجہ سے پھسل جانے کی نوبت آ چلی تھی کہ پکار ہوئی ''عورتک'' اپنا پردہ اپنی

ستر عورت کا خیال رکھو اور دیکھو کہ بے پردگی نہ ہونے پائے یہ پہلی پکار تھی۔
ابو طالب نے کہا؛ اے میرے بھتیجے اپنے تہ بند کا دامن سر پر ڈال لے۔
آنحضرت نے فرمایا؛۔ یہ جو کچھ مجھے پیش آیا اپنی تعدی کی وجہ سے پیش آیا۔ اس کے بعد کبھی رسول اللہ ﷺ کا پردہ کھلا نظر نہ آیا

جاہلیت کا اخلاق............ جب خانہ کعبہ کی قریب الانہدام عمارت کے ڈھانے پر سب نے اتفاق کرلیا تو کسی نے کہا اس عمارت میں صرف پاک کمائی داخل کرو اور وہ اس شرط کے ساتھ کہ کوئی قطع رحم نہ ہونے پائے اور نہ اس میں کسی پر زور و ظلم ہو۔ انہدام کی ابتداء ولید بن مغیرہ نے کہ۔ پھاوڑا لے کے کھڑا ہو گیا اور پتھر گرانے لگا کہتا جاتا تھا۔

یا اللہ تجھے ناراض کرنا مقصود نہیں۔ ہم لوگ تو صرف بہتری چاہتے ہیں۔ ولید خود بھی انہدام میں لگا رہا اور قریش نے بھی ساتھ دیا۔ جب ڈھا چکے تو عمارت شروع کی۔ بیت اللہ کا امتیاز و اندازہ کرکے پرچیاں ڈالی۔
رکن اسود سے رکن حجر تک کعبے کے پیش خانے کی تعمیر بنی عبد مناف اور بنی زہرہ کے حصہ میں آئی۔
رکن حجر سے دوسرے رکن حجر تک بنی اسد بن عبد العزیٰ و بنی عبد الدار بن قصی کے حصہ میں آیا۔
بنی تیم و بنی مخزوم کے حصے میں رکن یمانی سے رکن حج کے درمیان تک۔
بنی سہم و بنی جمع و بنی عدی و بنی عامر بن لوی رکن اسود سے رکن یمانی کے درمیان تک۔

حجر اسود کا رکھنا

قرعہ فال بنام حبیب ذو الجلال کے نام سے نیک شگون کی پرچی

عمارت اس حد تک پہنچی جہاں خانہ کعبہ میں رکن (حجر اسود) نصب کرنے کا موقع تھا۔ تو ہر قبیلہ نے اس کے لئے اپنے اپنے استحقاق پر زور دیا۔ اور اس قدر مخالفت ہوئی کہ جنگ کا اندیشہ ہونے لگا آخر یہ قرار پائی کہ باب بنی شیبہ سے جو پہلی مرتبہ داخل ہو وہی حجر اسود کو اٹھا کے اپنی جگہ پر رکھ دے۔ سب نے اس پر رضامندی ظاہر کی۔ اور اس رائے کو تسلیم کرلیا۔
باب بنی شیبہ سے پہلی مرتبہ جو اندر آئے وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ لوگوں نے جب آپ کو دیکھا تو بول اٹھے۔ ''یہ امین ہیں ہمارے معاملے میں جو فیصلہ کریں گے ہم اس راضی ہیں۔

آنحضرت ﷺ کا فیصلہ.......... قریش نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی قرارداد سے اطلاع دی رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر بچھادی اور رکن (حجر اسود) اس میں رکھ کے فرمایا۔
قریش کے ہر ایک ربع سے ایک ایک شخص آئے (یعنی تمام قریش جو چار بڑی جماعتوں میں تقسیم ہیں ان میں سے ہر ایک جماعت اپنا اپنا ایک ایک قائم مقام چن لے)۔

پہلی جماعت میں سے ابوزمعہ
دوسری جماعت میں سے ربع رابع میں قیس بن عدی
تیسری جماعت میں سے ابوحذیفہ بن المغیرہ
چوتھی جماعت میں سے
اب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

تم سے ہر فرد اس کپڑے کا ایک ایک کنارہ پکڑ لے۔ اور سب مل کے اس کو اٹھاؤ سب نے اسی طرح اٹھایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کو اسی جگہ (جہاں وہ ہے) اپنے ہاتھ سے اٹھا کر رکھ دیا۔

دوسری جماعت میں نجد کے ایک شخص نے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کو ایک پتھر دینا چاہا۔ جس سے آنحضرت رکن مضبوط رکھ سکیں۔ عباس بن المطلب نے کہا ''نہیں'' اور اس شخص کو ہٹا کے خود رسول اللہ ﷺ کو ایک پتھر دیا جس سے آپ نے رکن کو مضبوط فرمایا۔ نجدی اس ہٹائے جانے پر غضبناک ہوا تو آنحضرتؐ نے فرمایا۔

بیت اللہ میں ہمارے ساتھ وہی شخص عمارت کا کام کر سکتا ہے۔ جو ہم میں سے ہو نجدی نے کہا۔

تعجب ہے ایسے لوگ جو اہل شرف ہیں۔ عقلمند ہیں، مسن ہیں، صاحب مال ہیں، اپنے وسیلہ مکرمت و بزرگی وحفاظت میں ایسے شخص کو اپنا سرکردہ قرار دیتے ہیں جو عمر میں سب سے چھوٹا اور سب سے کم مال و دولت رکھتا ہے۔ گویا سب لوگ اس کے خدمت گار ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ خدا کی قسم یہ شخص سب سے بڑھ جائے گا۔ سب کو اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا۔ اور خوش بختی اور سعادت ان سب سے بانٹ لے گا۔

کہا جاتا ہے کہ یہ کہنے والا ابلیس تھا۔

ابوطالب نے اس موقع پر کہا؛

ان لنا اوله و اخره
فی الحکم والعدل الذی لا ننکره

• (اس کی ابتداء بھی حقیقت میں ہمارے ہی لئے اور انتہا بھی۔ حکم میں بھی اور عدل میں بھی جس میں انکار کی ہمت نہیں۔

وقد جهد فاجهد لنعمره
قد عمر تاخير و اكبر

(ہم نے اس کی تعمیر اور اس کے آباد کرنے کے لئے کوشش کی۔ اور ہم نے اس کی خیر و بزرگی کو آباد بھی کر لیا یا یہ کہ ہم نے اس بہترین و بزرگ ترین حصہ کو بنا بھی لیا

فان یکن حقاً ففینا او فره

(اب اگر کوئی حق ہے تو بدرجہ وافر وکثیر ہم ہی لوگوں میں ہے۔)

پھر تعمیر ہونے لگی یہاں تک کہ لکڑی کی جگہ آئی (یعنی چھت بنانے کی باری آئی جس میں لکڑیوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ پندرہ شہتیر (صفحہ نمبر ۲۰۷) تھے۔ جن پر چھت قائم کی گئی۔ سات ستونوں پر بنیادیں رکھی اور حجر کو بیت اللہ کے باہر کر دیا۔

بنیاد کی ناقص تعمیر ......عائشہؓ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہؓ تیری قوم نے کعبے کی عمارت میں کمی کر دی۔ اگر شرک کو چھوڑ کے ابھی۔ نئے نئے مسلمان نہ ہوتے تو جو کچھ اس تعمیر میں انہوں نے چھوڑ دیا ہے میں اس کو پھر سے بنا دیتا میرے بعد اگر تیری قوم اسے بنانا چاہے تو انہوں نے بھی اسے چھوڑا ہے میں اسے تجھ کو دکھا دوں۔

اس کے بعد آپ نے حجر میں سات گز کے قریب قریب، عائشہؓ کو دکھایا۔ (جسے خالی چھوڑ دیا گیا تھا)۔

عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیان میں یہ (بھی فرمایا تھا کہ زمین میں اس کے دو مشرقی ومغربی دروازے بھی میں بناتا۔ کیا تو جانتی کہ تیری قوم نے کس لئے دروازہ اونچا کر دیا۔

میں تو نہیں جانتی؛

فرمایا: تعزز کے لئے جسے وہ چاہیں وہی اندر آسکے اور کوئی دوسرا داخل نہ ہو۔ جب یہ لوگ کسی کے اندر کو مکروہ خیال کریں تو اسے چھوڑ دیتے حتیٰ کہ وہ داخل ہونے لگتا تو اسے دھکیلتے یہاں تک کہ وہ گر پڑتا۔

سعید بن عمر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے۔

میں نے قریش کو دیکھا کہ پیر اور جمعرات کے دن خانہ کعبہ کھولتے تھے۔ جس کے دروازے پر چوکیدار بیٹھے ہوتے تھے۔ وہ شخص (جسے زیارت کرنی ہوتی) چڑھ کر اوپر آتا پھر دروازہ میں سے ہو کر اندر جاتا اگر مراد یہ ہوتی کہ وہ اندر آئے۔ تو وہ دھکیل دیا جاتا جس سے وہ گر پڑتا کبھی ایسا بھی ہوتا کہ چوٹ بھی لگتی کعبے کے اندر جوتی پہنے داخل نہ ہوتے اس کو بڑی بری بات سمجھتے تھے۔ زینے کے نیچے اپنی جوتیاں رکھ دیا کرتے تھے۔

ابن ہرساجو کہ قریش کے آزاد غلام تھے۔ کہتے تھے کہ میں نے عباسؓ بن عبدالمطلب کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حج کے موقع پر دھاری دار غلاف چڑھایا۔

رسول اللہ ﷺ کی نبوت ......عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں۔

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کب سے پیغمبر ہوئے۔ لوگوں نے کہا ہائیں ہائیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا اسے کہنے دو۔ آدم ابھی روح وجسم کی درمیانی حالت میں تھے کہ میں پیغمبر تھا۔

ابن ابی الجدعا کہتے ہیں۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کب سے پیغمبر ہوئے۔

فرمایا: جب آدم روح وجسم کی درمیان میں تھے۔

مطرف بن عبداللہ بن الشخیر کہتے ہیں۔ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے معلوم کیا کہ آپ کب سے پیغمبر ہیں۔

فرمایا جب آدم روح ومٹی کے درمیان (یعنی روح وخاک سے آدم علیہ السلام کا جسم بھی بنانہ تھا کہ مجھے نبوت کا شرف حاصل ہو چکا تھا۔ مطلب یہ کہ میری نبوت ازلی ہے وقتی نہیں ہے۔

عامر کہتے ہیں۔

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا آپ کب سے پیغمبر ہوئے فرمایا مجھ سے جب وعدہ لیا گیا ہے تو

آدم اس وقت روح وجسم کی درمیانی حالت میں تھے۔

عرباضؓ بن ساریہ جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں کہتے تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔

آدم ابھی اپنی مٹی ہی میں رلے ملے تھے۔ کہ میں خدا کا بندہ اور خاتم النبیین ہو چکا تھا۔ میں ابھی ابھی تم لوگ کو اس کی خبر دیتا ہوں میرے والد ابراہیم (خلیل اللہ علیہ السلام) کی دعا میرے لئے عیسیٰ (علیہ السلام کی بشارت اور میری ماں کا خواب جو انہوں نے دیکھا تھا۔ (یہ تمام باتیں ولادت سے پہلے ہی ظاہر ہونے کی خبر دے چکی تھیں)

پیغمبروں کی مائیں اسی طرح خواب دیکھتی ہیں اور اسی طرح انہیں خواب دکھایا جاتا ہے۔

وضع حمل کے وقت رسول اللہ ﷺ کی والدہ نے ایک نور دیکھا تھا کہ ان کے لئے شام کے ایوان تک اس سے روشن ہو گئے تھے۔

ضحاکؒ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنے والد ابراہیمؑ کی دعا ہوں۔ خانہ کعبہ کو بلند کر رہے تھے کہ انہوں نے کہا ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم۔ اے ہمارے پروردگار ان لوگوں میں ایک پیغمبر بھیج جو انہیں میں سے ہو) اس کو پڑھ کے آنحضرتؐ نے آخر تک یہ آیت تلاوت فرمائی۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن معمر کہتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنے والد ابراہیمؑ کی دعا ہوں اور میرے لئے عیسیٰ بن مریم نے بشارت دی تھی۔

ابوامامہ باہلی کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی گئی کہ یارسول اللہ آپ اپنے ابتدائی معاملات سے آگاہ فرمائیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میرے والد ابراہیمؑ کی دعا میرے لئے عیسیٰ بن مریم نے بشارت دی۔

قتادہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں پیدائش و خلقت میں سب سے پہلا اور بعثت میں سب سے پچھلا شخص ہوں۔

وحی سے پہلے نبوت کی علامات

.... خالد بن معدان کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی گئی کہ آپ اپنے بارے میں ہمیں مطلع فرمائیے۔ ارشاد ہوا۔

ہاں میں دعائے ابراہیم ہوں۔ میری بشارت عیسیٰ نے دی۔ میری ماں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا کہ ان سے ایک ایسا نور نکلا کہ شام کے قصر وایوان (تک) اس سے روشن ہو گئے۔ میری رضاعت قبیلہ بنی سعد بن بکر میں ہوئی۔ ایک مرتبہ میں اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ تھا۔ ہم اپنے مکان کے پیچھے جانوروں کو چرا رہے تھے۔ کہ دو سفید پوش آدمی سونے کا ایک طشت لئے جو برف سے بھرا ہوا تھا میرے پاس آئے۔

کہ میرا سینہ چاک کیا۔ میرا دل نکالا اور چاک کر کے ایک سیاہ نقطہ نکال کر پھینک دیا۔

میرے سینہ اور دل کو اسی برف سے دھویا اور پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: انہیں امت کے آدمیوں کے برابر تول، ان کے ساتھ مجھے تولا تو میں بھاری ٹھہرا۔ آخر اس نے کہا کہ انہیں امت کے ہزار آدمیوں کے برابر وزن کر، وزن ہوا تو پھر میں بھاری ٹھہرا آخر اس نے کہا انہیں چھوڑ دے گا۔ اگر ان کی تمام امت کے ساتھ ان کا وزن ہو تب بھی انہیں کا پلہ بھاری رہے گا۔

موسیٰ بن عبیدؒ نے اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں انہیں نے کہا:۔رسول اللہ ﷺ جب پیدا ہوئے اور زمین پر آئے دونوں ہاتھوں کے بل تھے۔سر آسمان کی طرف اٹھا ہوا تھا۔اور ہاتھ میں ایک مٹھی مٹی تھی۔خاندان لہب کے ایک شخص کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اپنے ایک ساتھی سے کہا؛اسے بچا اگر یہ فال سچ نکلی تو وقعتاً یہ بچہ بڑا ہو کر اہل زمین پر غالب آئے گا۔

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔کہ اسی حالت میں ایک آنے والا آیا جس نے پکڑ کر آپ کا پیٹ چاک کر ڈالا۔اور اس میں سے ایک نقطہ نکال کے پھینک دیا۔اور کہا هذه نصيب الشيطان منك (تجھ میں سے یعنی تیرے جسم میں یہ شیطان کا حصہ تھا۔پھر سونے کے ایک طشت میں اسے رکھ کے آب زم زم سے دھویا اور جوڑ دیا۔آنحضرت کی دایہ کے پاس (یہ کہتے ہوئے دوڑے) کہ محمد قتل ہوگئے محمد قتل ہوگئے۔وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچی تو دیکھا کہ آپ کا رنگ بدلہ ہوا تھا۔

انسؓ کہتے ہیں کہ واقعی ہم دیکھا کرتے کہ رسول اللہ ﷺ کے سینے میں سوئی (بخیہ) کا نشان موجود ہے''۔

زید بن اسلم کہتے ہیں۔حلیمہ جب مکہ میں آئے تو ان کے ساتھ ان کے شوہر بھی تھے۔اور ایک چھوٹا بچہ تھا جسے دودھ پلاتی تھیں۔اس بچے کا نام عبداللہ تھا۔سفید رنگ کی ایک گدھی اور ایک بوڑھی لمبی عمر والی اونٹنی بھی تھی۔جس کا بچہ بھوک کے مارے مر چکا تھا۔اور اس کی ماں یعنی اونٹنی کے تھن میں دودھ کا ایک قطرہ بھی تھا۔ان لوگوں نے آپس میں گفتگو کی کوئی بچہ مل گیا تو اسے دودھ پلائیں گے۔

حلیمہ کے ساتھ قبیلہ سعد کی دوسری عورتیں بھی تھیں۔سب نے آ کے چند دن قیام کیا بچے لئے۔مگر حلیمہ نے کوئی نہ لیا۔رسول اللہ ﷺ ان پر پیش کیے جاتے تھے۔مگر وہ کہتی تھیں۔یتیم لا اب لہ یعنی یہ بچہ یتیم ہے اس کا باپ مر چکا ہے۔یعنی اجرت رضاعت کی یہاں کیا امید ہے۔حتیٰ کے آخر میں جب جانے کا وقت آ گیا تو حلیمہ نے آنحضرت ﷺ کو لے لیا۔ساتھ والیاں ایک دن پہلے جا چکی تھیں۔

آمنہ نے چلتے وقت کہا۔اے حلیمہ تو نے ایک ایسے بچے کو لیا ہے جس کی ایک خاص شان ہے خدا قسم میں حاملہ تھی مگر حمل سے جو تکلیف عوتیں پاتی ہیں۔مجھے کچھ نہ ہوئی۔یہ واقعہ ہے کہ میں سامنے لائی گئی اور مجھ سے کہا گیا تو ایک بچہ جنے گی اس کا نام احمد رکھنا وہ تمام جہان کا سردار ہوگا۔یہ بچہ جب پیدا ہوا تو اپنے دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگائے زمین پر آیا اور آسمان کی طرف سر اٹھائے ہوئے تھا۔

حلیمہ نے خاص اپنے شوہر کو خبر دی وہ خوش ہوگئے۔آخر گدھی پر سوار ہو کے واپس چلے۔جو تیز رفتار ہوگئی تھی۔اور اونٹنی کا تھن دودھ سے بھر گیا تھا۔شام وسحر دونوں وقت دوہتے تھے۔جاتے جاتے حلیمہ اپنے ساتھ والیوں سے جا ملیں۔انہوں نے دیکھا تو پوچھا۔

من اخذت (کس کو لیا)؟

جواب میں واقعہ کی اطلاع دی گئی۔تو کہنے لگیں۔والله انا لنرجوان يكون مبارکا. (خدا کی قسم ہم امید کرتے ہیں کہ یہ بچہ مبارک ہوگا۔

حلیمہ نے کہا؛۔ہم نے تو اس کی برکت دیکھ لی۔میری چھاتیوں میں اتنا دودھ بھی نہ کہ اپنے بیٹے عبداللہ کو سیر کر سکتی بھوک کے مارے وہ ہمیں سونے نہیں دیتا تھا۔اب یہ حالت ہے کہ وہ اور اس کا بھائی آنحضرت ﷺ

دونوں جتنا چاہتے ہیں پیتے ہیں۔ آسودہ ہو جاتے ہیں اور سو رہتے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ تیسرا بچہ بھی ہو تو وہ بھی سیر ہو جائے اس کی ماں نے مجھے حکم دیا کہ (کسی کاہن سے) اس کے متعلق دریافت کروں۔

عرف ہذیل .... اپنے شہر پہنچ کر حلیمہ رہنے سہنے لگیں یہاں تک کہ عکاظ کا بازار لگا۔ رسول اللہ ﷺ کو لئے ہوئے قبیلہ ہذیل کے ایک عراف قسمت شناس (کاہن) کے پاس چلیں جسے لوگ اپنے بچے دکھاتے تھے۔ عراف نے آنحضرت کو دیکھا تو چلایا۔

یا معشر ھذیل یا معشر العرب (ہذیل کے لوگو دوڑو۔ عرب کے لوگو دوڑو)۔ میلے والے اس کے پاس جمع ہو گئے تو اس نے کہا اقتلو ھذا الصبی (اس بچے کو مار ڈالو) اتنے میں آنحضرت ﷺ کو لے کر حلیمہ چل دیں۔

لوگ پوچھنے لگے؛ کون سا بچہ؛

وہ کہتا؛ یہی؛

لیکن کوئی بھی کچھ نہیں دیکھ سکتا تھا اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کو تو وہ لے جا چکی تھیں۔ عراف سے کہتے وہ کیا بات ہے؟ آخر اس نے کہا؛

رایت غلاماً والھۃ لقتلن اھل دینکم ولیکسرن الھتکم ولیظھر ن امر علیکم (میں نے ایک لڑکا دیکھا اس کے معبودوں کی قسم ہے وہ تمہارے دین والوں کو قتل کر دالے گا۔ تمہارے دیوتاؤں کو توڑ پھوڑ ڈالے گا۔ اور اس کا حکم تم سب پر غالب آئے گا۔

سوق عکاظ میں تلاش ہونے لگی۔ مگر نہ ملے کیوں کہ حلیمہ آپ کو لے کے واپس اپنے گھر جا چکی تھیں اس واقعہ کے بعد آنحضرت کو نہ کبھی کسی عراف (اصفحہ نمبر ۲۱۲) کے سامنے پیش کرتیں اور نہ کسی کو دکھاتی تھیں۔

آسمانی تعلق .... عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک کہتے ہیں۔ قبیلہ ہذیل کا یہ بوڑھا عراف چلایا (والھذیل والھۃ) ہذیل کے اور اس کے دیوتاؤں کی جے. ان ھذا الینظر امر امن السماء (یہ بچہ آسمان سے کسی حکم کا انتظار کر رہا ہے)

رسول اللہ ﷺ کی نسبت لوگوں کو بھڑ کا تا رہا اس حالت میں کچھ ہی دن گزرے تھے کہ دیوانہ ہو گیا (اصفحہ نمبر ۲۱۳) عقل جاتی رہی حتیٰ کی کافر ہی مرا۔

ابن عباس کہتے ہیں۔ حلیمہ رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلیں یہ وہ وقت تھا کہ دوپہر کا دھوپ سے چار پائے ستانے لگے تھے رسول اللہ ﷺ کو اپنی ہمشیرہ (یعنی دودھ شریک بہن) حلیمہ کہ بیٹی کے ساتھ پایا تو کہنے لگیں فی ھذا محرا (ہائے اس گرمی میں؟)

آنحضرت کی ہمشیرہ بولیں۔ یا امہ (اے میری ماں) میرے بھائی کو گرمی لگی ہی نہیں میں نے دیکھا کہ ایک بادل ان پر سایا کئے ہوئے ہے جب ٹھہرتے ہیں تو وہ بھی ٹھہر جاتا ہے جب وہ چلتے ہیں تو وہ بھی چلتا ہے یہاں تک کہ آپ اس جگہ پر پہنچے

ابو معشر نجیح کہتے ہیں (اصفحہ نمبر ۲۱۳)

کعبے کے سائے میں عبدالمطلب کے لئے ایک بچھونا بچھا دیا جاتا تھا جس کے ارد گرد ان کے بیٹے بیٹھ کر عبد المطلب کا انتظار کرتے تھے رسول اکرم ﷺ اس وقت بالکل ہی کم عمر تھے (اصفحہ نمبر ۲۱۴) دودھ چھوٹ چکا تھا اور کچھ کھانے لگے تھے اور جسم میں گوشت بھرا چلا تھا آتے اور آ کے بچھونے پر چڑھ جاتے اور بیٹھے رہتے چچا کہتے

مهلا يا محمدمن فراش ابيك (ایک محمد ﷺ اپنے باپ کے بچھونے سے ہٹ کر بیٹھو)۔

عبدالمطلب جب یہ دیکھتے تو کہتے کہ میرے بیٹے سے حکومت و مملکت کی بو آتی ہے یا یہ کہتے کہ وہ اپنے جی میں حکومت کی باتیں کر رہا ہے۔

عمرو بن سعید سے روایت ہے کہ ابو طالب نے بیان کیا کہ میں مقام ذی المجاز میں تھا اور میرے ساتھ میرا بھتیجا یعنی رسول اللہ ﷺ بھی تھے مجھے پیاس لگی تو آپ نے شکایت کی کہ اے میرے بھتیجے مجھے پیاس لگی ہے میں نے یہ اس وقت کہا کہ جب میں دیکھ رہا تھا کہ خود ان پر بھی پیاس غالب ہے البتہ انہیں بے قراری یا تڑپ نہیں ہے۔

آنحضرت نے یہ سن کر پاؤں موڑ لئے اور اتر کر فرمایا کہ اے میرے چچا کیا پیاس لگی ہے میں نے کہا کہ ہاں آپ نے زمین پر ایڑھی دبائی پھر دیکھتے ہیں تو پانی موجود ہے فرمایا کہ اے میرے چچا پیو ابو طالب کہتے ہیں کہ میں نے پانی پیا

پیغمبری کے آثار

عبداللہ بن محمد عقیل کہتے ہیں:

ابو طالب نے شام کا سفر کرنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے چچا آپ مجھے یہاں کس کے پاس چھوڑ کر جاتے ہو میری تو کوئی ماں بھی نہیں جو کفالت کرے اور نہ دوسرا ہے جو پناہ دے سکے ابو طالب کو رقت آئی آنحضرت ﷺ کو پیچھے بٹھا لیا اور ساتھ لے کر چلے دوران سفر دیر کے راہب کے ہاں ٹھہرے جس نے پوچھا

یہ لڑکا تیرا کون لگتا ہے ابو طالب نے کہا کہ میرا بیٹا ہے

راہب نے کہا کہ وہ تیرا بیٹا نہیں ہے اور نہ اس کا باپ زندہ ہے

ابو طالب نے پوچھا کہ یہ کیوں اس نے جواب دیا کہ اس کا منہ پیغمبر کا منہ ہے اس کی آنکھ پیغمبر کی آنکھ ہے۔

ابو طالب نے کہا کہ پیغمبر کیا چیز ہے؟

راہب نے کہا کہ پیغمبر وہ ہے کہ آسمان سے اس کے پاس وحی آتی ہے اور وہ زمین والوں کو اس کی خبر دیتا ہے۔

ابو طالب نے کہا کہ تو جو کہتا ہے اللہ اس سے کہیں برتر ہے۔ راہب نے کہا کہ یہودیوں سے اس کو بچائے رکھنا۔

وہاں سے چلے تو ایک دوسرے دیر کے راہب کے ہاں ٹھہرے اس نے بھی پوچھا کہ یہ لڑکا تیرا کون ہے ا ابو طالب نے کہا کہ میرا بیٹا ہے۔ راہب نے کہا کہ یہ تیرا بیٹا نہیں ہے اس کا باپ زندہ ہو ہی نہیں سکتا ابو طالب نے کہا کہ یہ کس لئے راہب نے کہا کہ اس لئے کہ اس کا منہ پیغمبر کا منہ ہے اور اس کی آنکھ پیغمبر کی آنکھ ہے

ابوطالب نے کہا کہ سبحان اللہ تو جو کچھ کہہ رہا ہے اللہ تعالیٰ اس سے کہیں برتر ہے
رسول اللہ ﷺ سے حضرت ابو طالب فرمانے لگے کہ اے میرے بھتیجے تو کیا نہیں سنتا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے چچا اللہ کی کسی قدرت کا انکار نہ کر۔

بچپن کے زمانے میں نبوت کی نشانیاں

...... محمد بن صالح بن دینار عبداللہ بن جعفر الزہری اور داؤد بن الاآسین کہتے ہیں ابو طالب جب ملک شام کو چلے کو تو رسول ﷺ ساتھ تھے یہ پہلی مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اس وقت بارہ برس کے تھے شام کے شہر بصرہ میں جب اترے تو وہاں ایک راہب تھا جسے بحیرا کہتے تھے وہ اپنے ایک صومعہ (عبادت خانے میں) رہتا تھا جس میں علمائے نصاریٰ رہا کرتے تھے اور موروثی طور پر رہتے آئے تھے یہاں ایک کتاب کا درس بھی دیتے تھے

قافلے والے بحیرا کے پاس اترے بحیرا کی یہ حالت تھی کہ اکثر قافلے والے وہاں سے گزرتے تھے مگر وہ ان سے ہم کلام بھی نہیں ہوتا تھا اس سال نوبت آئی کہ تو حسب معمول اس کے صومعہ کے پاس اترے کہ پہلے جب بھی ادھر سے گزرتے تھے تو یہیں اترا کرتے تھے بحیرا نے اب کی مرتبہ ان کے لئے کھانا پکوایا اور سب کو دعوت دی دعوت دینے کا سبب یہ ہوا کہ قافلہ جب پہنچا تو بحیرا نے دیکھا کہ ایک بادل ہے جو تمام لوگوں کو چھوڑ کر اکیلے ایک ﷺ پر سایا کئے ہوئے ہے لوگ درخت کے نیچے اترے تو دیکھا کہ وہی بادل درخت پر سایا کئے ہوئے ہے رسول اکرم ﷺ اس کے سائے میں آئے تو شاخیں سرسبز ہو گئیں۔

بحیرا نے جب یہ دیکھا تو کھانا منگوایا اور پیغام بھیجا۔

اے جماعت قریش میں نے تم لوگوں کے لئے کھانا تیار کرایا ہے میں چاہتا ہوں کہ تم سب اس میں شریک ہو چھوٹے بڑے آزاد غلام کوئی بھی نہ رہ جائے اس سے میری عزت ہوگی۔

ایک شخص نے کہا کہ بحیرا تیری یہ خاص بات ہے تو ہمارے لئے ایسا نہیں کرتا تھا آج کیا ہے

بحیرا نے کہا کہ میں تمہاری بزرگزاشت کرنا چاہتا ہوں اور تم اس کے مستحق ہو سب لوگ آئے مگر کم سنی کی وجہ سے آپ ﷺ نہ آئے کیونکہ آپ سب میں چھوٹے تھے۔

قافلے کا سامان درخت کے نیچے تھا اس لئے آپ بھی وہیں بیٹھے رہے

بحیرا نے ان لوگوں کو دیکھا تو جس کیفیت کو وہ جانتا پہچانتا تھا کسی میں نہ پائی اور نہ کہیں نظر آئی اور بادل بھی سر پر دکھائی نہیں دیا بلکہ دیکھا کہ وہیں رسول اکرم ﷺ کے سر پر رہ گیا بحیرا نے یہ دیکھ کر کہا کہ تم میں سے کوئی ایسا نہ ہو کہ میرے ہاں کھانا کھانے سے رہ جائے۔

لوگوں نے کہا کہ بجز ایک لڑکے کے کہ سب میں کم سن وہی ہے اور اسباب کے پاس کوئی دوسرا باقی نہیں رہا
بحیرا نے کہا کہ اسے بھی بلاؤ کہ میرے کھانے میں شریک ہو یہ کتنی بری بات ہے کہ تم سب تو آؤ اور ایک شخص رہ جائے ان وصف کے ساتھ میں دیکھتا ہوں کہ وہ بھی تم لوگوں میں سے ہے۔

لوگوں نے کہا کہ خدا کی قسم وہ ہم سب سے شریف النسب ہے وہ اس شخص یعنی ابو طالب کا بھتیجا ہے اور عبدالمطلب کی اولاد میں ہے۔

حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف نے کہا کہ خدا کی قسم ہمارے لئے یہ قابل ملامت معاملہ تھا کہ عبد المطلب کا لڑکا ہم میں نہ ہو اور پیچھے رہ جائے۔

حارث یہ کہہ کر اٹھے آنحضرت ﷺ کو گود میں لیا اور لا کر کھانے پر بٹھا دیا بادل اس وقت بھی آپ کے سر پر ہیبات افروز حسن جمال تھا بحیرا سخت غور وفکر کے ساتھ آپ کو دیکھنے لگا جسم کی چیزیں دیکھنی شروع کیں جن کی علامتیں آنحضرت ﷺ کے اوصاف کی نسبت اس کے پاس لکھی ہوئی موجود تھیں

بتوں کا واسطہ اور خدا کا سہارا...... رسول اکرم ﷺ کے پاس آ کر اس راہب نے کہا کہ اے لڑکے تجھے لات وعزیٰ کا واسطہ دلاتا ہوں کہ جو کچھ تجھ سے پوچھوں اس کا جواب دے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لات وعزیٰ کا واسطہ دلا کر مجھ سے نہ پوچھ خدا کی قسم میں جتنا ان دونوں سے بغض رکھتا ہوں اس قدر اور کسی چیز سے نفرت نہیں کرتا۔ راہب نے کہا کہ میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ جو کچھ تجھ سے پوچھوں اس کا جواب دے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو تیرے جی میں آئے پوچھ لے۔

آنحضرت ﷺ کے حالات کے نسبت راہب نے سوالات شروع کئے یہاں تک کہ آپ کے سونے کی کیفیت بھی دریافت کی رسول اکرم ﷺ جواب دیتے جاتے تھے جو خود اس کی معلومات کے مطابق اتر رہے تھے راہب نے پھر آنحضرت ﷺ کی آنکھوں کے درمیان نظر کی پھر آپ کی پیٹھ کھول کر مہر نبوت دیکھی ان دونوں مونڈھوں کے درمیان اس طرح نمایاں جس طرح صفت وکیفیت راہب کے پاس مرقوم تھی یہ سب دیکھ کر مہر نبوت جہاں تھی اس کو چوم لیا۔

قریش کی جماعت میں چرچے ہوئے کہ اس راہب کے نزدیک محمد ﷺ کی کس قدر عزت ہے

یہودیوں سے احتیاط............ راہب کا برتاؤ دیکھ کر ابو طالب اپنے بھتیجے آنحضرت ﷺ کی نسبت خوف کھا رہے تھے ابو طالب سے اس نے پوچھا کہ یہ لڑکا تیرا کون ہے۔

ابو طالب نے کہا کہ میرا بیٹا ہے راہب نے کہا کہ وہ تیرا بیٹا نہیں ہے اور اس لڑکے کے لائق ومناسب نہیں کہ اس کا باپ زندہ ہو۔

ابو طالب نے کہا کہ میرا بھتیجا ہے راہب نے کہا کہ اس کا باپ کیا ہوا

ابو طالب نے کہا وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھا کہ اس کا باپ مر گیا راہب نے پوچھا کہ اس کی ماں کیا ہوئی ابو طالب نے کہا کہ تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ انتقال کر گئیں

راہب نے کہا کہ تو نے سچ کہا اپنے بھتیجے کو لے کر اس جہر وودیار میں واپس پہنچا دے یہودیوں سے بچائے رکھنا خدا کی قسم اگر اسے دیکھ لیا اور جو کچھ میں ان کی نسبت جانتا ہوں وہ بھی جان گئے تو اسے تکلیف پہنچانا چاہیں گے تیرے اس بھتیجے کی بڑی شان ہونے والی ہے جو ہماری کتابوں میں لکھی ہوئی موجود ہے اور ہم اپنے آباؤ اجداد سے اس کی روایت کرتے چلے آئے ہیں یہ بھی جان لے کہ میں نے تیری خیر خواہی کی ہے اور نصیحت کا فرض ادا کیا ہے۔

اہل قافلہ جب تجارت سے فارغ ہوئے تو رسول اکرم ﷺ کو لے کر آپ فوراً چل دیئے کچھ یہودیوں

نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا اور آپ کے اوصاف بھی جان لئے تھے ان لوگوں نے دھوکہ دے کر ایک ایک کر کے ہلاک کرنا چاہا بحیرا کے پاس جا کر اس معاملے میں مذاکرہ کیا تو اس نے سختی سے منع کیا اور پوچھا کہ اتجدون صفتة (تم لوگ بھیجے ہوئے نبی کی صفت اس لڑکے میں پاتے ہو؟)

یہودیوں نے کہا کہ ہاں

بحیرا نے کہا کہ فمالکم الیه سبیل (جب یہ بات ہے تو اس کو تکلیف پہچانے کا راستہ ہی ممکن نہیں)

یہودیوں نے یہ بات مان لی اور باز آئے۔

ابو طالب نے آنحضرت ﷺ کی معیت میں مراجعت کی تو از راہ شفقت پھر کبھی آپ کو لے کر سفر کو نہ نکلے۔

سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے روایت ہے کہ ابو طالبؓ سے اس راہب نے کہا؛ یہاں کے علاقے میں اپنے بھتیجے کو لے کے نہ نکلنا اس لئے کہ یہودی دشمنی پیشہ ہیں۔ اور یہ اس امت کا پیغمبر ہے۔ وہ عرب ہے یہودی حسد کریں گے۔ وہ چاہتے ہیں کہ نبی جو آیا ہے وہ بنی اسرائیل قوم کا ہو۔ لہذا اپنے بھتیجے کو بچائے رکھنا۔

آنحضرت ﷺ کی برکت

.... نفیسہ بنت مینہ کہ لیلیٰ بن مینی کی بہن تھیں کہتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ جب پچیس سال کے ہوئے مکہ میں اس وقت تک آپ امین کے نام سے جانے گئے تھے۔ اور یہ نام اس لئے مشہور تھا کہ نیک عادتیں آپ کی ذات میں حد کمال کو پہنچی ہوئی تھیں۔ آپ اسی عمر تھے کہ ابو طالبؓ نے گزارش کی۔

اے میرے بھتیجے میں ایک ایسا شخص ہوں کہ میرے پاس مال و زر نہیں۔ زمانہ ہم پر شدت اور سخت گیری کر رہا ہے۔ پے در پے کئی مہنگے سے گزرتے چلے آئے ہیں۔ اور حالت یہ ہے کہ نہ ہمارے پاس مال و دولت ہے اور نہ سامان تجارت یہ تیری قوم کا قافلہ ہے کہ ملک شام میں اس کے سفر کا وقت آ گیا ہے۔ اور خدیجہ بنت خویلد تیری قوم کے لوگوں کو اپنے ساتھ بھیجتی ہے۔ اگر تو بھی اپنے آپ کو پیش کرے تو (بہتر ہے)

خدیجہؓ کو یہ خبر ملی تو آنحضرت کو پیغام بھیجا اور جو اجرت اوروں کو دیتی تھیں۔ آپ کے لئے اس کا اتنا معاوضہ قرار دیا اور آنحضرت کو اس قرارداد کے مطابق خدیجہؓ کے غلام میسرہ کے ساتھ چلے۔ شام کے شہر بصریٰ میں پہنچے اور وہاں کے بازار میں ایک درخت کے نیچے ٹھہرے۔ ایک راہب جس کا نام نسطور تھا۔ یہ مقام اس کی عبادت گاہ کے قریب ہی واقع تھا۔ میسرہ کو یہ راہب پہلے سے جانتا تھا اس کے پاس آ کے پوچھا؛

اے میسرہ اس درخت کے نیچے کون اترا ہے؟

میسرہ نے کہا ایک قریشی جو حرم کعبہ والوں میں ہے۔

راہب نے کہا؛ اس درخت کے نیچے سوائے پیغمبر کے اور کوئی دوسرا ہرگز نہیں اترا۔ یہ کہہ کے میسرہ سے معلوم کیا؛۔

کیا اس کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہے؟ میسرہ نے جواب دیا؛۔ ہاں اور یہ سرخی کبھی اس سے جدا نہیں ہوئی۔

راہب نے کہا وہی آخری پیغمبر' اے کاش میں وہ زمانہ پاتا جب اس کے اخراج کا وقت آتا۔

رسول اللہ ﷺ جو مال لے کے مکہ سے چلے تھے بصریٰ کے بازار میں اس کو بیچ ڈالا اور دوسرا سامان مول لیا

ایک شخص کے ساتھ کسی چیز میں اختلاف کیا۔ اس نے کہا؛

لات وعزیٰ کی حلف اٹھاؤ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛

میں نے کبھی ان دونوں کی قسم نہیں کھائی۔ میں تو پاس سے گزرتا ہوں تو ان کی جانب سے منہ پھیر لیتا ہوں اس شخص نے تصدیق کی کہ بات وہی جو تو نے کہی ہے میسرہ کے راہب نے تنہائی میں کہا۔

خدا کی قسم یہ پیغمبر ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اسی کی قسم کہ یہ وہی ہے جس کی صفت ہمارے علماء اپنی کتابوں میں پاتے ہیں۔

میسرہ نے ذہن نشین کر لی آخر کار تمام قافلے والے واپس چلے۔

میسرہ کی نگاہ (سفر کے دوران) رسول اللہ پر تھی۔ جب دوپہر ہوتی اور گرمی پڑتی تو دیکھتا کہ آنحضرتؐ تو اونٹ پر سوار ہیں اور دو فرشتے دھوپ سے آپ پر سایہ کئے ہوئے ہیں۔

راویوں کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میسرہ کے دل میں آنحضرتؐ کی ایسی محبت ڈال دی کہ رسول اللہ کا وہ گویا غلام بن گیا۔ واپسی میں جب مقام مرالظہر ان پہنچے تو آنحضرتؐ سے عرض کیا؛

یا محمد (ﷺ) آپ خدیجہؓ کے پاس جایئے اور مجھ سے پہلے پہنچ جایئے۔ آپ کے باعث مال میں اللہ تعالیٰ نے خدیجہ کو جو نفع پہنچایا ہے اس سے مطلع فرمایئے۔ آئندہ کے لئے وہ اس کا خیال رکھیں گی۔

رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے یہاں تک کہ ظہر کے وقت مکہ پہنچے۔ خدیجہؓ اپنے ایک بالا خانہ میں چند عورتوں کے ساتھ بیٹھی تھیں جن میں ایک نفیسہ بنت منیہ بھی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کو آتے دیکھا کہ آپ اپنے اونٹ پر پر سوار ہیں اور دو فرشتہ سایہ کر رہے ہیں۔ ان عورتوں کو یہ حالت دکھائی تو تعجب ہوا۔ خدیجہ کے پاس آنحضرتؐ تشریف لائے اور مال میں جو نفع ہوا تھا اس کا حال بیان کیا خدیجہؓ اس سے خوش ہوئیں۔ میسرہ کے آنے پر اپنا مشاہدہ بیان کیا تو میسرہ نے کہا۔

جب سے ملک شام سے ہم واپس چلے ہیں یہ اسی وقت سے دیکھتا آیا ہوں۔

میسرہ نے نسطور راہب کی بات بھی خدیجہؓ سنا دی۔ اور اس شخص کی گفتگو بھی بتا دی جس نے بیع کے بارے میں آنحضرتؐ سے مخالفت کی تھی۔

پہلے جتنا فائدہ ہوتا تھا اس مرتبہ خدیجہؓ اس سے دوگنا فائدہ اٹھایا۔ آنحضرتؐ کے لئے جو معاوضہ نامزد کیا تھا۔ خدیجہؓ نے اس کی مقدار بھی دوگنا کر دی۔

نبوت کے بعض آثار

.... ابن عباسؓ کہتے ہیں۔

تمام آثار نبوت میں سے جو چیز پہلی مرتبہ مشاہدہ فرمائی وہ یہ تھی۔ کہ آپ ابھی لڑکے ہی تھے کہ حکم ہوا۔ استفز (ستر عورت کر۔ جن اعضاء کو ڈھانک چھپا کے رکھنا چاہیئے انھیں کھلا نہ رہنے دے۔ اسی دن سے پھر آپ کے اعضاء کھلے ہوئے نظر نہ آئے۔

عائشہؓ کہتی ہیں؛ میں رسول اللہ ﷺ کے جسم میں اسے نہ دیکھا۔

برہ بنت تجراب کہتی ہیں؛۔ اللہ تعالیٰ کو جب رسول اللہ کا اکرام اور نبوت کی ابتداء منظور ہوئی تو یہ حالت

پیش آنے لگی کہ آنحضرت سلام اللہ علیہ جب قضائے حاجت کے لئے نکلتے تو اتنی دور نکل جاتے کہ کوئی نظر نہ آتا غاروں، دروں اور دیواروں میں چلے جاتے مگر وہاں جس پتھر اور جس درخت کے پاس سے گزرتے وہ کہتا: السلام علیک یارسول اللہ (اے خدا کے پیغمبر آپ سلامت رہیں) دائیں بائیں اور پیچھے دیکھتے تو کوئی نظر نہیں آتا

ربیع ابن خثم کہتے ہیں۔ عہد جاہلیت میں اسلام سے بیشتر رسول اللہ ﷺ کو حکم بنایا جاتا تھا۔ مقدمات پیش ہوتے تھے۔ اور آپ سے فیصلہ کرایا جاتا تھا۔ اسلام میں تو پھر آپ کی یہ خصوصیت ہو ہی گئی۔۔

ربیع نے ایک بات کہی ہے اور وہ کون سی بات ہے؟ وہ بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کے اطاعت کی۔ آپ کو امین بنادیا تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کا امین آنحضرت کو ٹھہرایا تھا۔

مجاہد سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی غفار کے لوگوں نے ایک گوسالے کی قربانی کرنی چاہی کہ اسے ذبح کر کے بعض دیوتاؤں پر چڑھائیں۔ گوسالے کو جب قربانی باندھا تو وہ چلایا یا ل ذریح امر . لجهح ، صالح ، بمكة يشهـد ان لاالـه الاالله (جماعت کی دہائی ایک معاملہ کامیاب ہو چکا ہے۔ اور ایک چلانے والا ایک چلانے والا بزبان فصیح مکے میں اس بات کی شہادت دیتے ہوئے چلا رہا ہے کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں) لوگوں نے دیکھا اور کچھ دن کے بعد اس تاریخ کا حساب لگایا تو معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ مبعوث ہو چکے تھے۔

بوانہ کی عید .... ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے ام ایمن نے بیان کیا کہ بوانہ ایک بت تھا۔ جس کے سامنے قریش حاضر ہو کے اس کے تعظیم کرتے تھے قربانی کرتے تھے۔ وہیں اپنے سر منڈاتے تھے۔ ایک رات اسی کے پاس اعتکاف کرتے تھے۔ اور یہ تمام رسمیں سال میں ایک مرتبہ ہوا کرتیں تھیں۔

ابو طالب اپنے لوگوں کے ساتھ اس میں شریک ہوتے رہتے اور رسول اللہ ﷺ سے کہا کرتے کہ لوگوں کی معیت میں آپ بھی اس تقریب میں شرکت فرمائیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ انکار ہی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا ابو طالب آپ سے ناخوش ہو گئے۔ اور آپ کی پھوپھیاں غضبناک ہو کر کہنے لگیں

''تو جو ہمارے دیوتاؤں سے پرہیز واجتناب کر رہا ہے تو اس کرتوت سے ہمیں خود تجھ سے خوف ہے''۔

یہ بھی کہنے لگیں: اے محمد (ﷺ) کیا ارادہ ہے کہ تم اپنی قوم کے کسی میلے میں نہ شریک ہوتے اور نہ ان کی جمعیت بڑھاتے۔

میلے میں شریک ہونے کا نتیجہ .... ام ایمن کہتی ہیں کہ سب لوگ رسول اللہ ﷺ کے درپے رہے۔ مجبوراً آپ کو جانا پڑا۔ گئے تو سب جب تک خدا نے چاہا ان کے نظروں سے غائب رہے۔ واپس آئے تو مرعوب ودہشت زدہ تھے۔

پھپھیوں نے پوچھا:

ماء هاک (تجھے کیا ہے؟)

انی اخشنی ان یکون بی لھم (میں ڈرتا ہوں ڈرتا ہوں کہ مجھے جنون نہ ہو)

ان سب نے کہا ما کـان الله لیبـلیک بـالشیطان و فیک من خصال الخیر ما فیک . تجھ

میں جو نیک عادتیں ان کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ شیطان کے ابتلاء میں تجھے نہ پھنسائے گا (فما الذی رایت) آ کر تو نے کیا دیکھا؟

فرمایاانی کلما ذنوب من صنم تمثل لی رجل ابیض طویل یصبح بی وراء ک یامحمدً لاتمسه (ان بتوں میں سے جس بت کے جاتا ایک سفید رنگ بلند و بالا آدمی دکھائی دیتا جو للکارتا اے محمدً (ﷺ) پیچھے ہٹ جا اسے نہ چھو)

ام ایمن کہتی ہیں کہ اس کے بعد قریش کے کسی میلے میں آنحضرتؐ نے شرکت نہ کی یہاں تک کہ نبوت ملی

بادشاہ تبع مدینہ میں .... ابی بن کعب کہتے ہیں تبع (بادشاہ یمن) جب مدینے میں آیا اور ایک نالی کے کنارے ٹھہرا تو علماء یہود کو بلا کے کہا: اس شہر کو ویران دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ یہودیوں کا مذہب یہاں استقامت نہ پا سکے۔ عربوں کا مذہب مرجع قرار پائے۔

سامول یہودی جو سب سے بڑا عالم تھا اس کا جواب دیا۔

آنحضرتؐ کی نسبت ایک یہودی پیشوا کی پیشنگوئی ...... اے بادشاہ یہ وہ شہر کہ اولاد اسماعیل (علیہ السلام) کے ایک پیغمبر کا یہ مقام ہجرت ہوگا۔ اس اس کی ولادت گاہ مکہ، نام احمد اور یہ شہر مدینہ اس کا دارالہجرت ہوگا۔ اسی جگہ جہاں تو اس وقت کھڑا ہے بہتیرے قتل و زخمی ہوں گے۔ اس کے اصحاب بھی اور اس کے دشمن بھی۔

تبع نے پوچھا؛ تمہارے گمان کے مطابق وہ تو پیغبر ہوگا پھر ان دنوں اس سے لڑے گا کون؟

سامول نے کہا؛ اس کی قوم اس پر چڑھائی کرے گی۔ اور یہی آپس میں لڑیں گے۔

تبع نے کہا؛ اس کی قبر کہاں ہوگی؟

سامول نے کہا اسی شہر میں؛

تبع نے معلوم کیا جب اس کے ساتھ لڑیں گے تو شکست کس کو ہوگی۔؟

سامول نے کہا؛ کبھی اسے اور کبھی انہیں۔ جس جگہ تو اس وقت ہے یہیں اس کو ہزیمت ہوگی اور یہاں اس کے اتنے اصحاب کام آئیں گے کہ جتنے کسی دوسری جگہ قتل نہ ہوئے ہوں گے۔ مگر انجام کار اسی کو فتح ہوگی۔ وہی غالب آئے گا اور ایسا غالب آئے گا کہ اس امر (نبوت) میں کوئی اس کا منازع (یعنی طرف مقابل) نہ رہے گا۔

تبع نے کہا اس کا حلیہ کیسا ہوگا؟

سامول نے کہا؛ وہ نہ پست قامت ہوگا۔ نہ دراز قد، دونوں آنکھوں میں سرخی ہوگی۔ اونٹ پر سوار ہوا کرے گا۔ شملہ (ا صفحہ نمبر ۲۲۴) پہنے گا گردن پر تلوار رہے گی جو اس کے مقابل آئے گا۔ خواہ بھائی ہو یا بھتیجا یا چچا، کسی کی پرواہ نہ کرے گا یہاں تک کہ غالب آئے گا۔

تبع نے کہا؛ اس شہر پر قبضہ کرنے کا کوئی راستہ نہیں میں نہیں چاہتا کہ یہ میرے ہاتھ پر ویراں ہو تبع مجبوراً یمن چلا گیا۔

کتمان کا ذکر جناب نبوی کو چھپانا...... بدالحمید بن جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ زبیر بن باطا جو یہودیوں میں سب سے بڑا عالم تھا کہتا تھا کہ میں ایک کتاب پائی ہے جس کا آخری حصہ میرا باپ مجھے سنایا کرتا تھا۔ اس کتاب میں احمد کا تذکرہ ہے کہ وہ ایک پیغمبر ہوں گے۔ اور سرزمین قرظ (صفحہ نمبر ۲۲۵) میں ظہور فرمائیں گے۔ ان کا حلیہ ایسا ہوگا۔ اپنے باپ کے مرنے پر زبیر نے لوگوں سے اس تذکرہ کیا رسول اللہ ﷺ اس وقت مبعوث نہیں ہوئے تھے۔ کچھ ہی دن گزرے تھے کہ اس نے سنا رسول اللہ ﷺ نے مکے میں ظہور فرمایا ہے وہ وہ کتاب لی اور وہ تشریح مٹادی۔ رسول اللہ ﷺ کی شان جو اس کتاب میں مذکور تھی چھپا ڈالی اور کہہ دیا اس میں نہیں ہے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے سے قبل ہی قرظ ونضیر وخیبر وفدک کے یہودیوں کے ہاں آنحضرتؐ کے صفات وشمائل اور حلیہ موجود تھا۔ یہ بھی جانتے تھے کہ آپ کا دارالہجرت مدینہ ہوگا۔ آنحضرتؐ جب پیدا ہوئے تو علمائے یہود نے کہا کہ آج شب احمد (ﷺ) پیدا ہوگئے۔ یہ ستارہ نکل آیا جب آپ نبی ہوئے تو انہی لوگوں نے کہا احمد (ﷺ) نبی ہوگئے وہی ستارہ طلوع ہوگیا جو کسی نبی کی نبوت کے وقت طلوع ہوا کرتا ہے۔ وہ لوگ اس کو پہچانتے تھے۔ آپ کا ذکر پڑھا کرتے تھے۔ اور آپ کی صفت بیان کیا کرتے تھے۔ مگر حسد وسرکشی کی وجہ سے انکار کر بیٹھے۔

نملہ بن ابی نملہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ یہود بنی قریظ رسول اللہ ﷺ کا ذکر اپنی کتابوں میں پڑھا کرتے تھے۔ اور اپنے بچوں کو آپ کی صفات اور نام ہجرت کر کے آنے کی تعلیم دیا کرتے تھے پھر جب رسول اللہ ﷺ ظاہر ہوگئے تو ان لوگوں نے حسد کیا اور بغاوت کی اور کہا کہ یہ وہ نہیں ہیں۔

ابوسفیان مولائے ابن ابی احمد سے مروی ہے کہ ثعلبہ بن سعید اور اسید بن سعید واسد بن عبید کا (جوان لوگوں کے چچا کے بیٹے تھے) اسلام محض ابوعمیرہ ابن الہیبان کی حدیث کی وجہ سے ہوا

ابن الہیبان یہودی جو یہود شام میں سے تھا اسلام سے چند سال پہلے آیا

لوگوں نے کہا کہ ہم نے کسی شخص جو پانچ وقت کی نماز نہ پڑھتا ہو (یعنی مسلمان نہ ہو) اس سے بہتر نہیں دیکھا اور جب ہم سے بارش روک لی جاتی تھی تو ہم اس کے محتاج ہوتے تھے اس سے کہتے تھے کہ اے اے ابن الہیبان نکلو اور ہمارے لئے بارش کی دعا کرو وہ کہتا تھا کہ

وہ کہتا تھا کہ نہیں اس وقت کہ تم لوگ اپنے (نماز استسقاء کے لئے) نکلنے سے پہلے صدقہ نہ دو (میں دعا نہ کروں گا ہم کہتے تھے کہ کیا چیز پہلے کریں وہ کہتا تھا کہ ایک صاع کھجور یا دو مد جو ہر شخص کے بدلہ میں صدقہ دو۔

ہم یہی صدقہ کرتے تھے وہ ہمیں وادی کے درمیان لے جاتا تھا واللہ ہم لوگ مقام دعا سے نہ ہٹتے تھے اس وقت تک کہ بادل نہ گزرتا تھا اور ہم پر بارش نہ کردیتا تھا

اس نے بہت مرتبہ ہمارے ساتھ یہی کیا اور ہر مرتبہ ہمیں بارش دی گئی وہ ہمارے درمیان ہی تھا کہ اس کی وفات کا وقت آ گیا۔

اس نے کہا کہ اے گروہ یہود تمہارے خیال میں مجھے کس چیز نے شراب وخمیر (کی روٹی) کے ملک سے

تکلیف اور بھوک کے ملک کی طرف نکالا۔

لوگوں نے کہا کہ اے ابوعمیر تم ہی بہتر جانتے ہو۔اس نے کہا کہ میں اس زمین پر اس لئے آیا کہ ایک نبی کے خروج کا انتظار کروں جن کا زمانہ تم پر آ گیا ہے یہی شہر ان کی ہجرت گاہ ہے اور مجھے امید ہے کہ میں ان کو پاؤں گا میں ان کی پیروی کروں گا۔تم لوگ اگر ان کو سننا تو ہرگز کوئی شخص تم پر ان کے پاس سبقت نہ کرنے پائے کیونکہ وہ خون ریزی بھی کریں گے اور بچوں اور عورتوں کو بھی قید کریں گے یہ چیز ہرگز تمہیں ان سے روکنے نہ پائے۔

وہ مر گیا جب رات آئی تو اس کی صبح کو بنی قریظہ پر فتح حاصل ہوئی تو ثعلبہ اور اسید فرزندان سعید و اسید بن عبید جو نوجوان تھے ان لوگوں سے کہا کہ اے گروہ یہود واللہ یہ تو وہی شخص ہے جن کا ﷺ ذکر ہم سے ابوعمیر ابن الہیبان نے بیان کیا تھا لہذا اللہ سے ڈرو اور ان کی پیروی کرو۔

انہوں نے کہا کہ یہ وہ نہیں ہیں ان نوجوانوں نے کہا کہ واللہ بالضرور یہ وہی ہیں۔یہ لوگ اتر آئے ان کی قوم نے اسلام لانے سے انکار کیا۔

محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے ایک ماہ قبل ہم لوگ صنم بوانہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اونٹوں کی قربانی کی تھی اتفاق سے ایک بت کے پیٹ سے ایک شور کرنے والا شور کر رہا تھا کہ ایک عجیب بات سنو وحی کا چرنا بند ہو گیا اور ہمیں شہاب انگارے مارے جاتے ہیں ایک نبی کی وجہ سے جو مکہ مکرمہ میں ہوں گے اور ان کا نام احمد ہوگا اور ان کی ہجرت گاہ یثرب ہوگی۔

ہم لوگ رک گئے اور متعجب ہوئے رسول اکرم ﷺ ظاہر ہو گئے۔

النصر بن سفیان الہذلی نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ اپنے ایک قافلے کے ہمراہ شام روانہ ہوئے جب ذرقاء و معان کے درمیان پہنچے تو ستانے کے لئے رات کو مقیم ہو گئے اتفاق سے ایک سوار کہہ رہا تھا کہ اے سونے والے بیدار ہو جاؤ کیونکہ یہ وقت سونے کا نہیں ہے احمد ﷺ ظاہر ہو گئے ہیں اور جن پورے طور پر کھدیڑ دیئے گئے ہیں

ہم لوگ پریشان ہو گئے حالانکہ ہمارے رفیق بہت تھے جنہوں نے ان کو سنا ہم اپنے اعزہ کے پاس آئے تو انہیں مکہ مکرمہ میں اس اختلاف کا ذکر کرتے سنا جو قریش میں ایک نبی کے متعلق تھا جو بنی عبدالمطلب سے ظاہر ہوئے تھے اور نام احمد (ﷺ تھا)

عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو کہتے سنا کہ ہم اولاد اسماعیل کی شاخ بنی عبد المطلب میں سے ایک نبی کے منتظر ہیں میں یہ خیال نہیں کرتا تھا کہ انہیں پاؤں گا میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی ہیں (اے مخاطب اگر تمہاری مدت دراز ہو اور تم انہیں دیکھو تو ان سے میرا اسلام کہہ دینا اور میں تمہیں بتاؤں گا ان کی صفات کیا ہیں یہاں تک کہ وہ تم پر مخفی نہ رہیں گے۔

میں نے کہا کہ بیان کر انہوں نے کہا کہ وہ ایسے شخص ہوں گے جو نہ بلند قامت ہوں گے اور نہ پست قد اور نہ بہت بال والے ہوں اور نہ بہت کم بال والے ان کی آنکھوں سے سرخی کبھی جدا نہ ہوگی دونوں شانوں کے درمیان پشت پر مہر نبوت ہوگی نام احمد ہوگا۔

یہ شہر مکہ مکرمہ ان کی ولادت و بعثت کا ہوگا پھر اسے مکہ مکرمہ سے قوم نکال دے گی جو کچھ تعلیمات الہی وہ

لائیں گے ناپسند کرے گی وہ یثرب کی طرف ہجرت کریں گے اور ان کے امر کو غلبہ ہو جائے گا۔

پس خبردار رہنا کہ تمہیں ان سے بہکا دیا نہ جائے میں تمام شہروں میں دین ابراہیم کی طلب و تلاش میں گھوما ہوں جس یہودی و نصرانی یا مجوسی سے دریافت کرتا تھا وہ کہتے تھے کہ یہ دین تمہارے بعد آئے گا اور آنحضرت کی صفات اسی طرح بیان کرتے تھے جس طرح میں نے تم سے بیان کی ہیں اور کہتے تھے کہ اب ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں ہے۔

عامر بن ربیعہ نے کہا کہ جب میں اسلام لایا تو رسول اکرم ﷺ کو زید بن عمرو کے قول کی خبر دی اور ان کی طرف آپ کو سلام کہہ دیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور ان کے لئے دعائے رحمت کی اور فرمایا کہ میں نے انہیں جنت میں ناز سے ٹہلتے دیکھا ہے

عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل نے کہا کہ میں نے نصرانیت و یہودیت کی خوشبو لی مگر ان دونوں کو ناپسند کیا شام اور اس کے مضافات میں پھرا یہاں تک کہ صومعہ میں ایک راہب کے پاس گیا اس سے اپنی قوم سے جدائی اور بت پرستی اور یہودیت و نصرانیت سے کراہت بیان کی تو اس نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ تم دین ابراہیم چاہتے ہو اے اہل مکہ مکرمہ کے برادر تم وہ دین تلاش کرتے ہو جس پر آج عمل نہیں کیا جاتا وہ تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے جو حنیف تھے نہ یہودی تھے نہ نصرانی وہ اسی بیت اللہ کی طرف نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے تھے جو تمہارے شہر مکہ مکرمہ میں ہے لہذا تم اپنے شہر چلے جاؤ کیونکہ تمہاری قوم میں سے تمہارے ہی شہر میں ایک نبی مبعوث ہوں گے جو دین ابراہیم کو لائیں گے اور وہ خدا کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ بزرگ ہوں گے

عائشہؓ سے مروی ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک یہودی رہتا تھا جو وہیں تجارت کرتا تھا جب وہ شب جس میں رسول اکرم ﷺ کی ولادت ہوئی تو اس نے قریش کی ایک مجلس میں کہا کہ کیا آج کی شب میں تم لوگوں کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے لوگوں نے کہا کہ ہمیں اس کا علم نہیں ہے۔

اس نے کہا کہ میں نے غلطی کی واللہ جہاں میں ناپسند کرتا تھا (وہیں ولادت ہوئی) اے گروہ قریش دیکھو جو میں تم سے کہتا ہوں اس کی جانچ کرو آج شب کو اس امت کے نبی احمد جو سب سے آخر میں پیدا ہوئے ہیں اگر میں غلطی کرتا ہوں تو وہ فلسطین میں پیدا ہوئے ہیں ان کے دونوں شانوں کے درمیان ایک سیاہ و زرمسہ ہے جن میں برابر برابر بال ہیں۔

ساری قوم اپنی نشت گاہ سے منتشر ہوگئی اور وہ لوگ اس بات سے تعجب کر رہے تھے جب یہ لوگ اپنے اپنے مکان گئے تو انہوں نے اپنے متعلقین سے ذکر کیا اور ان میں سے بعض سے کہا گیا کہ آج شب کو عبداللہ بن عبد المطلب کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اس کا نام انہوں نے محمد ﷺ رکھا ہے۔

اس روز کے بعد یہ سب لوگ ملے اور اس یہودی کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے ہاں ایک بچہ پیدا ہے اس نے کہا کہ میرے خبر دینے سے پہلے ہوا ہے یا بعد میں ہوا ہے لوگوں نے کہا کہ اس سے پہلے ہوا ہے اور اس کا نام احمد ہے اس نے کہا کہ ہمیں اس کے پاس لے چلو

یہ لوگ اس کے ہمراہ نکلے یہاں تک کہ بچے کی والدہ کے پاس گئے انہوں نے اس بچے کو ان لوگوں کے

پاس باہر بھیج دیا اس یہودی نے وہ مسہ بچے کی پیٹھ پر دیکھا تو اسے غشی آ گئی افاقہ ہوا تو لوگوں نے کہا کہ تیری بربادی ہو تجھے کیا ہوا اس نے جواب دیا کہ بنی اسرائیل سے نبوت چلی اور ان کے ہاتھوں سے کتاب الہیٰ نکل گئی یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کو قتل کرے گا اور ان کے احبار پر غالب آئے گا عرب نبوت پر فائز ہوئے اے گروہ قریش کیا تم لوگ خوش ہوئے خبردار واللہ وہ تم لوگوں کو ایسا غلبہ دے گا جس کی خبر مشرق سے مغرب تک جائے گی

یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن الاخنس سے مروی ہے کہ ستارہ گرنے سے عرب میں سب سے پہلے قبیلہ ثقیف پریشان ہوا وہ عمرو بن امیہ کے پاس آئے کہ تم دیکھتے نہیں کہ کیا بات ہوئے۔

اس نے کہا کہ ہاں میں دیکھتا ہوں تم لوگ غور کرو اگر یہ راہ بتانے والے ستارے وہی ہیں جن سے راستے کا اندازہ کیا جاتا ہے اور جاڑے گرمی اور بارش کے اوقات معلوم کیے جاتے ہیں اگر وہی ستارے بکھر گئے ہیں تو دنیا کا فیصلہ ہے اور اس کی مخلوق کی روانگی ہے جو اس دنیا میں ہے اور اگر یہ کوئی دوسرے ستارے ہیں تو کوئی اور امر ہے جس کا اس مخلوق کے ساتھ اللہ نے ارادہ کیا ہے اور کوئی نبی عرب میں مبعوث ہوگا اس بات کا چرچا ہو گیا۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب کو وحی بھیجی کہ میں تمہاری زریت میں سے بادشاہ اور انبیاء مبعوث کروں گا جس کی امت ہیکل بیت المقدس تعمیر کرے گی وہ خاتم الانبیاء ہوگا اور اس کا نام احمد ہوگا۔

شعبی سے مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے دفتر میں تمہاری اولاد میں چند شاخیں اور چند شاخیں ہوں گی (یعنی اولاد اسماعیل اور اولاد اسحٰق) یہاں تک کہ وہ نبی امی آئیں گے جو خاتم الانبیاء ہوں گے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب ابراہیم کو ہاجرہ (والدہ اسماعیل کو نکالنے کا حکم ہوا تو انہیں براق پر سوار کیا گیا وہ جس شیریں اور نرم (قابل زراعت) زمین سے گزرتے تھے تو کہتے تھے کہ اے جبرائیل اسے یہیں اتار دو جواب ملتا کہ نہیں یہاں تک کہ مکہ مکرمہ آ گئے جبرائیل نے کہا کہ اے ابراہیم اترو انہوں نے کہا کہ یہاں نہ دودھ ہے اور نہ جانور اور نہ زراعت، جبرائیل نے کہا کہ ہاں یہیں تمہارے بیٹے کی اولاد سے وہ نبی نکلیں گے جن سے کلمہ علیاء تکمیل کو پہنچے گا

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ جب ہاجرہ اپنے فرزند اسماعیل کو لے کر نکلیں تو انہیں ایک ملنے والا ملا اور کہا کہ اے ہاجرہ تمہارا بیٹا متعدد قبائل کا باپ ہوگا اور اسی قبیلے سے نبی امی پیدا ہوں گے جو ساکن حرم ہوں گے

عاصم بن عمرو وغیرہ سے مروی ہے کہ جس وقت نبی کریم ﷺ بنی قریظہ کے قلعے میں اترے تو کعب بن اسد نے بنی قریظہ سے کہا کہ اے گروہ یہود اس شخص کی پیروی کرو کیونکہ واللہ وہ نبی ہیں تمہیں بھی خوب واضح ہو گیا کہ یہ وہی نبی مرسل ہیں جن کو تم اپنی کتاب میں لکھا ہوا پاتے ہو یہ وہی ہیں جن کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے تم لوگ خوب ان کی صفت پہچانتے ہو

ان لوگوں نے کہا کہ بے شک یہ وہی ہیں مگر ہم لوگ توریت کے حکم سے جدا نہ ہوں گے (توریت کو ترک کر کے قرآن پر عمل نہیں کریں گے)

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ مدرسہ توریت میں آئے اور فرمایا کہ تم میں جو سب سے بڑا ہے اسے میرے پاس بھیجو۔

انہوں نے کہا کہ وہ عبداللہ بن صوریا ہیں رسول اکرم ﷺ اسے تنہائی میں ملے اس سے آپ نے اس کے دین کی اور اس انعام کی جو اللہ نے ان لوگوں پر کیا اور من وسلویٰ کی جو انہیں عطا کیا گیا تھا اور اس ابر کی جس کے ذریعے سے ان پر سایا ڈالا تھا قسم دی کہ کیا تو جانتا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

اس نے کہا کہ بارالہ ہاں جو میں جانتا ہوں اسے ساری قوم جانتی ہے بے شک آپ کی حالت وصفت توریت میں واضح طور پر بیان کی گئی ہے ان لوگوں نے آپ سے حسد کیا۔

آپ نے فرمایا کہ اچھا خود تمہیں کون سا امر مانع ہے۔ اس نے کہا کہ میں اپنی قوم کی مخالفت پسند نہیں کرتا عنقریب یہ لوگ آپ کی پیروی کریں گے وہ اسلام لائیں تو میں بھی اسلام لاؤں گا۔

محمد بن عمراہ بن عزیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کے پاس وفد نجران آیا ان میں ابوالحارث بن علقمہ بن ربیعہ بھی تھا جوان لوگوں کے دین کا عالم تھا اور رئیس بھی تھا۔ وہ ان کا اسقف (پادری) اور امام اور توریت کا عالم بھی تھا لوگوں میں اس کی قدر بھی تھی اس کے خچر نے ٹھوکر کھائی اور اسے گرادیا بھائی نے کہا درماندہ ہلاک ہو گیا جو رسول اکرم ﷺ کا ارادہ کرتا ہے

ابوالحارث نے کہا تم خود ہلاک و برباد ہوئے کیا تم اس شخص کو برا کہتے ہو جو مرسلین میں سے ہیں بے شک یہ وہی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے اور بے شک توریت میں ان کا تذکرہ ہے انہوں نے کہا کہ پھر تجھے ان کا دین اختیار کرنے میں کون سا امر مانع ہے

اس نے کہا کہ اس قوم نے ہمیں شریف بنایا ہے ہمارا اکرام کیا ہے ہمیں مال دیا ہے ان لوگوں کو آپ کی مخالفت کے سوا کوئی بات منظور نہیں۔

بھائی نے قسم کھائی کہ وہ اس کی وجہ سے کسی طرف مائل نہ ہوں گے تاوقتیکہ مدینہ منورہ آکر آنحضرت ﷺ پر ایمان نہ لائیں اس نے کہا کہ اے برادر جانے دو میں تو مذاق کر رہا تھا جواب دیا کہ اگرچہ مذاق ہو وہ اپنی سواری کو مارنے لگے اور شعر پڑھنے لگے

الیک یزوی قلقا و ضینها

معتر ضافی بطنها جنینها

مخالفادین النصاری دینها

ابوالحارث کے بھائی آئے اور اسلام لائے

ابن عباس سے مروی ہے کہ قریش نے النضر بن الحارث بن علقمہ اور عقبہ ابن ابی معیط وغیرہ کو یہود یثرب کے پاس بھیجا اوران لوگوں سے کہا کہ تم ان سے محمد ﷺ کو دریافت کرو

یہ لوگ مدینہ منورہ آئے اور کہا کہ ہم لوگ تمہارے پاس ایسے امر کے لئے آئے ہیں جو ہم میں پیدا ہو گیا اور ہمارا ایک یتیم حقیر لڑکا بہت بڑی بات کرتا ہے اور وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ رحمٰن کا رسول ہے ہم سوائے رحمٰن یمامہ کے اور کسی رحمٰن کو نہیں پہچانتے۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم سے ان کی صفات بیان کرو تم میں سے کسی نے ان کی پیروی کی۔

انہوں نے کہا کہ ہمارے ادنیٰ ترین لوگوں نے ان میں سے ایک عالم ہنسا اور کہا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کی

نہ تو صفت ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں اور ان کی قوم کو ان کا سخت دشمن پاتے ہیں۔

حرام بن عثمان الانصاری سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ اپنی قوم کے چالیس آدمیوں کے ہمراہ ملک شام سے تجارت کے لئے آئے انہوں نے ایک خواب دیکھا کہ کوئی آنے والا ان کے پاس آیا اور کہا کہ اے ابوامامہ ایک نبی مکہ مکرمہ میں ظاہر ہوں گے تم ان کی پیروی کرنا اس کی علامت یہ ہے کہ تم لوگ ایک منزل میں اترو گے تمہارے ساتھیوں پر ایک مصیبت آئے گی تم بچ جاؤ گے اور فلاں شخص کی آنکھ میں طاعون ہو جائے گا۔

یہ لوگ ایک منزل میں اترے اور رات کے وقت ان سب کو طاعون نے آن دبایا سوائے ابوامامہ کے اور ان کے ایک ساتھی کے جس کی آنکھ میں طاعون ہوا سب پر مصیبت آ گئی۔

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ خالد بن سعید نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی بعث سے پہلے خواب میں ایک تاریکی دیکھی جس نے مکہ مکرمہ کو چھپالیا یہاں تک کہ میں نہ تو پہاڑ کو دیکھتا تھا نہ زمین کو پھر میں نے ایک نور دیکھا جو زمزم سے نکلا مثل چراغ کی روشنی کے وہ جب بلند ہوتا تو بڑا ہو جاتا اور پھیل جاتا وہ بلند ہوا اور سب سے پہلے میرے لئے بیت اللہ روشن ہو گیا روشنی بڑی ہو گئی کوئی پہاڑ اور زمین ایسی باقی نہیں رہی جسے میں نہ دیکھتا وہ بلند ہو کر پھیل گیا پھر وہ اترا یہاں تک کہ میرے لئے یثرب کے کھجور کے باغ جن میں گدرائی کھجوریں تھیں روشن ہو گئے میں نے اس روشنی میں کسی کہنے والے کو سنا کہ وہ کہتا ہے کہ سبحانہ سبحانہ ابن مارد اذرح اور الاکمہ کے درمیان ہبضۃ الحصیٰ ہلاک ہو گیا یہ امت سعادت مند ہوئی ان کا نبی آ گیا مکتوب الٰہی اپنی مدت کو پہنچ گیا اس بستی (مکے) نے جھٹلایا اس پر دو مرتبہ عذاب ہوگا تیسری بار وہ توبہ کرے گی تین میں دو مشرق باقی رہیں اور ایک مغرب میں۔ خالد بن سعید نے یہ خواب اپنے بھائی عمرو بن سعید سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ تم نے عجیب خواب دیکھا میرا گمان یہ ہے کہ یہ امر عبدالمطلب کے خاندان میں ہوگا کیونکہ تم نے نور کو زمزم سے نکلتے دیکھا ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء بنی اسرائیل کو وحی بھیجی کہ تم پر میرا بہت سخت غضب ہے اس لئے کہ تم نے میرا حکم ضائع کر دیا میں نے قسم کھائی ہے کہ تمہارے پاس روح القدس نہیں آئیں گے تاوقتیکہ ملک عرب میں اس نبی امی کو مبعوث نہ کر دوں جس کے پاس روح القدس آئیں گے۔

ابو حازم سے مروی ہے کہ ایک کاہن مکہ مکرمہ میں ایسے وقت آیا کہ رسول اکرم ﷺ پانچ برس کے تھے اور آپ کی دایہ آپ کو حضرت عبدالمطلب کے پاس لائی تھیں اور وہ ہر سال آپ کو ان کے پاس لایا کرتی تھیں اس کاہن نے جو آپ کو عبدالمطلب کے ساتھ دیکھا تو کہا کہ اے گروہ قریش اس بچے کو قتل کر دو کیونکہ یہ تمہیں قتل کر دے گا اور تمہیں جدا کر دے گا۔

عبدالمطلب آپ کو لے کر بھاگے اور قریش کو جیسا کہ کاہن نے ڈرایا تھا وہ لوگ آپ کے حال سے برابر ڈرتے رہے۔ علی بن حسین سے مروی ہے کہ بنی نجار میں ایک عورت تھی جس کا نام فاطمہ بنت النعمان تھا ایک جن اس کے تابع تھے وہ اس کے پاس آیا کرتا تھا جب رسول اکرم ﷺ نے ہجرت کی تو وہ اس کے پاس آیا اور دیوار پر اتر گیا فاطمہ نے کہا تجھے کیا ہوا جس طرح آیا کرتا تھا نہیں آیا اس نے کہا کہ وہ نبی آ گئے ہیں جو شراب و زنا کو حرام بتاتے ہیں

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو جن کھدیڑ دیئے گئے انہیں ستارے

مارے گئے حالانکہ آپ کی بعثت سے قبل وہ لوگ آسمان کی خبریں سنا کرتے تھے آسمان پر جنوں کے ہر قبیلے کا ٹھکانا تھا جہاں بیٹھ کر وہ لوگ خبریں سنا کرتے تھے اس واقعہ سے جو لوگ سب سے پہلے خوفزدہ ہوئے وہ اہل طائف تھے جن کے پاس اونٹ یا بکری تھی وہ روزانہ اپنے معبودوں کے لئے ذبح کرنے لگے یہاں تک کہ ان کا مال ختم کے قریب پہنچ گئے پھر وہ باز آ گئے۔

ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ تم دیکھتے نہیں کہ آسمان کے راہ بتانے والے ستارے اس طرح ہیں گویا ان میں سے کچھ نہیں گیا ابلیس نے کہا کہ زمین پر کوئی نئی بات ہوئی ہے تم لوگ میرے پاس ہر زمین کی مٹی لاؤ مٹی اس کے پاس لائی گئی وہ اسے سونگھ کر ڈال دیتا تھا یہاں تک کہ اس کے پاس تہامہ کی مٹی لائی گئی اس نے اسے سونگھا اور کہا کہ نئی بات یہیں ہے۔

زہری سے مروی ہے کہ بعثت سے پہلے) وحی سنی جاتی تھی بنی اسد کی ایک ایک عورت کے تابع جن تھا ایک روز وہ اس کے پاس آیا اور چلانے لگا کہ وہ امر ہو گیا جس کی طاقت نہیں احمد ﷺ نے زنا حرام کر دیا پھر جب اللہ اسلام کو لے آیا تو (جنوں کو وحی) سننے سے روک دیا گیا

سعید بن عمرو الہذلی نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ میں اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ہمراہ اپنے بت سواع کے پاس حاضر ہوا ہم لوگ اس کے پاس اپنی قربانیاں لے کر گئے تھے میں سب سے پہلا شخص تھا جس نے اس پر ایک مفربہ گائے چڑھائی اسے اس بات پر ذبح کیا پھر ہم نے اس کے پیٹ سے یہ آواز سنی کہ تعجب تعجب ہے بالکل تعجب ہے متفرق قسم کے لوگوں میں ایسے نبی کے ظہور کا وقت ہے جو زنا کو حرام بتائیں گے بتوں کے لئے ذبح کرنے کو حرام کہیں گے آسمان پر پہرہ کر دیا گیا اور وہ جنوں کو شہاب (ٹوٹنے والے ستارے) مارے گئے۔

یہ آواز سن ہم منتشر ہو گئے مکے آئے اور دریافت کیا کہ مگر ہمیں کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو محمد ﷺ کے خروج کی خبر دیتا یہاں تک ہم حضرت ابو بکر صدیق سے ملے ہم نے ان سے کہا اے ابو بکر کیا کوئی ایسے شخص مکہ مکرمہ میں ظاہر ہوئے ہیں جو اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور ان کا نام احمد (ﷺ) ہے ابو بکر نے کہا کہ ہاں کیوں کیا بات ہوئی میں نے انہیں یہ واقعہ (بت کے پیٹ کی آواز کا بتایا) انہوں نے کہا کہ ہاں یہ رسول اللہ ﷺ ہیں انہوں نے ہمیں اسلام کی دعوت دی ہم نے کہا کہ تاوقتیکہ ہم یہ نہ دیکھ لیں کہ قوم کیا کرتی ہے (ہم اسلام نہیں لائیں گے) کاش ہم لوگ اسی روز اسلام لے آتے پھر اس کے بعد ہم لوگ اسلام لائے۔

عبداللہ سعدۃ الہذلی نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ اپنے بت سواع کے پاس تھے میں اپنی دوسو بھیڑوں کا غلہ جن کو خارش کی شکایت تھی اس بت کے پاس لے گیا تھا میں انہیں اس کے قریب کر کے برکت کا طالب ہوا پھر میں نے بت کے شکم سے آواز سنی جو یہ ندا دیتا تھا کہ جنوں کا مکر گیا ہمیں ایک نبی کی وجہ سے جن کا نام احمد ﷺ ہے شہاب مارے گئے میں نے کہا کہ واللہ مجھے عبرت دلائی گئی ہے۔

میں اپنی بکریاں واپس لے کے اپنے متعلقین کے پاس گیا پھر ایک شخص سے ملا جس نے مجھے رسول اکرم ﷺ کے ظہور کی خبر دی

محمد بن عمر الشامی نے اپنے مشائخ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ ابو طالب کی پرورش میں تھے ابو طالب زیادہ مالدار نہ تھے ان کا اونٹوں کا ایک غلہ تھا جس کا دودھ ان کے پاس لایا جاتا تھا جب ابو طالب کے اہل

عیال سب مل کر تنہا کھانا کھاتے تھے تو شکم سیر نہ ہوتے تھے اور جب ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ نوش فرماتے تھے تو سب شکم سیر ہو جاتے تھے ابو طالب جب ان لوگوں کو کھانا کھلانے چاہتے تھے تو کہتے کہ میرے بیٹے کے آنے تک ٹھہر جاؤ آپ ﷺ آتے تو ان حضرات کے ساتھ نوش فرماتے تھے تو ان سب کے کھانے سے بچ جاتا تھا ہوتا یہ تھا کہ سب سے پہلے آپ نوش فرماتے تھے پھر انہیں دیتے تو وہ سب پیتے تھے اور وہ سب سیر ہو جاتے تھے ابو طالب کہتے تھے کہ بے شک آپ مبارک ہیں اور بچے صبح کو پراگندہ بال اور آنکھوں میں چیپڑ بھرے ہوئے اٹھتے تھے نبی کریم ﷺ تیل اور سرمہ لگائے ہوئے اٹھتے تھے۔

ام ایمن نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو بچپن اور بڑے پن میں کبھی بھوک پیاس کی شکایت کرتے نہیں دیکھا آپ صبح کو جاتے تھے اور زمزم نوش فرماتے تھے پھر ناشتہ پیش کیا جاتا تھا تو فرماتے کہ میں نہیں چاہتا کہ میں شکم سیر ہوں۔

امید نبوت محمدی

عہد جاہلیت میں جن کے نام محمد رکھے گئے ....سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عرب کاہنوں اور اہل کتاب سے سنا کرتے تھے کہ ایک نبی مبعوث ہوگا جس کا نام محمد ہوگا جس عرب کو یہ معلوم ہوا اس نے نبوت کی طمع میں اپنے لڑکے کا نام محمد رکھا۔

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ بنی سلیم میں بنی ذکوان کے محمد بن خزاعی بن حزابہ کا نام نبوت کی طمع میں رکھا گیا وہ یمن مین ابرہہ کے لشکر میں چلا گیا اور مرنے تک اس کے ساتھ اس کے دین پر رہا جب وہ صاحب وجاہت ہوگیا تو اس کے بھائی قیس بن خزاعی نے حسب ذیل شعر کہا۔

فذلكم ذوالتا ج منا محمد

ورايته نى حرمته الموت تخفق

ہمارا صاحب تاج محمد یہ ہے جس کا جھنڈا ہجوم موت لہراتا ہے)

قتادہ بن السکن العرفی سے مروی ہے کہ بنی تمیم بن محمد سفیان ابن مجاشع اسقف (یعنی پوپ بڑا پادری) تھا۔ اس کے باپ سے کہا گیا کہ عرب کے لئے ایک نبی ہوگا جس کا نام محمد ہوگا۔ تو اس نے اس کا نام محمد رکھا اور بنی سواءہ میں محمد الجشمی کا اور محمد الاسیدی اور محمد الفقیمی کا نام (محمد) بھی طمع نبوت میں لوگوں نے رکھا تھا۔

علامات نبوت بعد نزول وحی ....ابو زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجون میں تھے۔ اور آپ رنجیدہ اور غمگین تھے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ مجھے آج کوئی ایسی نشانی دکھا دے جس کے بعد میں اپنی قوم قوم کے تکذیب کرنے والوں کی پرواہ نہ کروں۔

یکایک مدینے کے پہاڑی راستے کی طرف کچھ نظر آیا آپ نے اسے پکارا وہ زمین کو چاک کرتا ہوا آیا یہاں تک کہ آپ کے پاس پہنچ گیا اس نے آپ کو سلام کیا آپ نے واپسی کا حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا۔ آپ نے فر

مایا اب مجھے اپنی قوم کے تکذیب کرنے والوں کی پرواہ نہیں۔

عطا سے مروی ہے مجھے معلوم ہوا کہ نبیؐ مسافر تھے آپؐ استنجا یا قضائے حاجت کے ارادے سے تشریف لے گئے۔ مگر کوئی ایسی چیز نہ ملی جس سے آپ لوگوں سے آڑ کریں دو درختوں کو دیکھا جو دور دور تھے۔ آپؐ نے مسعود سے فرمایا جاؤ اور ان دونوں کے بیچ میں کھڑے ہو کے کہو کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمھارے پاس بھیجا ہے کہ تم دونوں اکٹھا ہو جاؤ تا کہ میں تمہاری آڑ میں قضائے حاجت کرلوں۔

ابن مسعود گئے اور ان دونوں سے کہا تو ایک ان میں دوسرے کے پاس آ گیا اور آپ نے ان کی آڑ میں قضائے حاجت کرلی۔

یعلی بن مرہ سے مروی ہے کہ میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ہمراہ تھا لوگ ایک منزل میں اترے آپ مجھ سے فرمایا کہ ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں اکٹھا ہو جانے کا حکم دیتے ہیں۔ ان دونوں کے پاس گیا اور ان سے یہی کہا ایک نے دوسرے کی طرف جنبش کی اور دونوں جمع ہو گئے نبی ﷺ روانہ ہوئے۔ آپؐ آڑ میں ہو گئے اور قضائے حاجت کی اس کے بعد ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے ٹھکانے کی طرف جنبش کی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ بیت الخلاء تشریف لے جاتے ہیں مگر آپ کا کسی قسم کا فضلہ نظر نہیں آتا فرمایا؛ اے عائشہؓ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ انبیاء کے بدن سے جو خارج ہوتا ہے زمین اسے نگل لیتی ہے اس لئے ام میں سے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

نور اعظم کی زیارت

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ ایک روز جس وقت میں بیٹھا ہوا تھا۔ جبرئیل آئے انہوں نے میری پیٹھ پر ہاتھ مارا تو میں اٹھ کر ایک درخت کے پاس گیا جس میں پرندے آشیانے کی طرح دو چیزیں تھیں۔ ایک میں وہ بیٹھ گیا اور دوسری میں میں بیٹھ گیا وہ اونچی اتنی بلند ہوگئی کہ مشرق و مغرب کو روک لیا اگر میں آسمان کو چھونا چاہتا تو ضرور چھو لیتا میں اپنی نگاہ پھیر رہا تھا اور جبرئیل کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ ایسے معلوم ہوتے تھے۔ گویا ایک فرش ہیں جو ملا ہوا ہے۔ میں نے اللہ کے متعلق ان کی فضیلت علمی کو پہچانا انہوں نے میرے لئے آسمان کا دروازہ کھولا اور میں نے اس نور اعظم کو دیکھا اس طرف پردہ پڑا تھا۔ اور جھالر موتی اور یاقوت کی تھی۔ پھر اللہ نے مجھے جو وحی کرنا چاہی کی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے یہاں پرہ دیا جاتا کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ **واللہ یعصمک من الناس** (اے لوگو واپس جاؤ کیونکہ لوگوں سے اللہ نے میری حفاظت کی ہے)۔

عطا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا؛ ہم گروہ انبیاء ہیں ہماری آنکھیں سوتی ہیں اور ہمارے دل نہیں سوتے۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا؛ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس برآمد ہوئے۔ اور فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ جبرئیل میرے سرہانے اور میکائیل میرے پائینتی ہیں۔ ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہتا ہے

آنحضرت ﷺ کی کوئی مثال کرو۔ انہوں نے (آنحضرتؐ سے) کہا کہ سنئے (آپ کے کان سنتے رہے) اور سمجھئے (آپ کا قلب سمجھتا رہے آپ کی اور آپ کی امت کی مثال اس بادشاہ کی ہے جس نے ایک مکان بنایا اس میں ایک کوٹھری بنائی اور دستر خوان بچھایا پھر ایک قاصد کو بھیجا کہ وہ لوگوں کو کھانے کی دعوت دے۔ بعض نے قاصد قبول کر لی اور بعض نے اسے چھوڑ دیا۔

بادشاہ تو اللہ ہے اور مکان اسلام ہے اور کوٹھری جنت ہے اور اے محمد ﷺ آپ قاصد ہیں اے محمد جس نے آپ کی دعوت قبول کر لی وہ اسلام میں داخل ہو گیا اور جو اسلام میں داخل ہو گیا وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جو جنت میں داخل ہو گیا وہ وہ نعمتیں کھائے گا جو اس میں ہیں۔

زینب یہودیہ کا قتل............ابوسلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ صدقہ نہیں کھاتے تھے۔ اور ہدیہ نوش فرماتے تھے۔ ایک یہودیہ نے آپ کو ایک بھونی ہوئی بکری بھیجی رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے اس میں سے نوش فرمایا اس بکری نے کہا میں زہر آلود ہوں۔ آپؐ نے اصحابؓ سے فرمایا ہاتھ اٹھالو اس نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ زہر آلود ہے۔ سب نے ہاتھ اٹھالیا مگر بشیر بن البراء شہید ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس یہودیہ کو بلا بھیجا اور فرمایا کہ تجھے اس حرکت پر کس نے آمادہ کیا؟

اس نے جواب دیا؛۔ مجھے معلوم تھا کہ اگر آپ نبی ہوں گے تو آپ کو نقصان نہ کرے گا اور اگر آپ بادشاہ ہوں گے میں لوگوں کو آپ سے فرصت دلا دونگی۔ آپؐ اس کے قتل کا حکم دیا اور وہ قتل کر دی گئی۔

یہ واقعہ غزوہ خیبر کا ہے۔ جہاں زینب بن الحارث یہودیہ نے آپ کو زہر آلود بھنا ہوا گوشت ہدیۃً بھیجا اور آپ کو بطور اعجاز اس کا زہر آلود ہونا معلوم ہو گیا مگر اس سے حضرت بشیر شہید ہو گئے۔ اس لئے قصاصاً اس یہودیہ کی بھی گردن ماری گئی۔ اگر وہ اپنے مزعومہ امتحان نبوت میں آپ کی کامیابی کے بعد بھی ایمان لے آتی تو اس سزا سے بچ جاتی نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر مسلم کے گھر کا پکا ہوا کھانا بالکل حلال ہے ورنہ آنحضرت ﷺ اس یہودیہ کے گھر پکا ہوا گوشت ہرگز نوش نہ فرماتے قرآن مجید میں بھی ہے

فطعام الذين اوتو الكتاب حل لكم

معجزہ رسولؐ............سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو شخصوں کو کسی کام سے بھیجا ان دونوں نے عرض کی؛ یا رسول اللہ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس کو ہم توشہ بنائیں فرمایا ایک مشک لا دو، وہ دونوں آپؐ کے پاس مشک لائے تو آپ نے ہمیں اس کے بھرنے کا حکم دیا ہم نے اسے پانی سے بھر دیا آپؐ نے اس میں ڈاٹ لگا دی۔ اور فرمایا تم دونوں جاؤ یہاں تک کہ فلاں فلاں مقام تک پہنچو۔ اللہ تم دونوں کو رزق دے گا۔

وہ دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ اس مقام پر آئے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا۔ ان کی مشک کھل گئی بکری کا دودھ اور مکھن نکل آیا دونوں نے کھایا اور پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گئے۔

اسلمی گڈریا اور بھیڑیا............ابوسعید الخدری سے مروی ہے کہ قبیلہ اسلم کا ایک شخص اپنی بکریوں کے

ساتھ تھا جن کو وہ ذوطلیفہ کے میدان میں چرا رہا تھا۔ اس پر ایک بھیڑیا ٹوٹ پڑا۔ اور ایک بکری چھین لی وہ شخص چلایا اور پتھر مار کر اپنی بکری چھڑا لی۔

بھیڑیا سامنے آیا اور دم کو رانوں کے نیچے دبا کر سرین کے بل اس شخص کے روبرو بیٹھ گیا۔ اور کہا کہ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے کہ مجھ سے وہ بکری چھینتے ہو جو خدا نے مجھے بطور رزق دی ہے۔

اس شخص نے کہا بخدا میں نے کبھی ایسی بات نہیں سنی بھیڑئے نے کہا تم کس بات سے تعجب کرتے ہو۔ اس نے کہا میں بھیڑیئے کو اپنے ساتھ باتیں کرنے پر تعجب کرتا ہوں ۔

بھیڑیئے نے کہا۔ تم نے اس سے زیادہ عجیب بات کو چھوڑ دیا دیکھو وہ رسول اللہ ﷺ ہیں جو دو پتھریلی زمینوں کے درمیان کھجوروں کے باغ میں لوگوں سے گزری ہوئی باتیں بیان کرتے ہیں اور جو آنے والی باتیں ہیں وہ بھی ان سے بیان کرتے ہیں اور تم یہاں اپنی بکری کے پیچھے پڑے ہوئے ہو۔

جب اس شخص نے بھیڑیئے کا کلام سنا تو اپنی بکریوں کو جمع کیا اور انصار کے گاؤں قباء میں لایا۔ رسول اللہ ﷺ کو دریافت کیا تو ابوایوبؓ کے مکان میں پایا اس نے بھیڑیئے کا واقعہ سنایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

سچ کہا؛ عشاء کے وقت آنا اور جب دیکھنا کہ لوگ جمع ہو گئے تو انہیں اس واقعے کی خبر دینا۔

اس نے یہی کہا جب نماز پڑھ لی اور لوگ جمع ہوئے تو اس اسلمی نے انہیں بھیڑیئے کے واقعے کی خبر دی رسول اللہ نے تین مرتبہ فرمایا سچ کہا، سچ کہا۔ سچ کہا؛ ایسے عجائب قیامت سے پہلے ہوں گے قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے قریب ہے۔ قریب ہے کہ تم میں سے ایک شخص شام یا صبح کو اپنے متعلقین سے غائب ہوگا۔ پھر اس کا کوڑا یا اس کی چھڑی یا اس کا جوتا اسے واقعہ کی خبر دے گا جو اس کے متعلقین نے اس کی بعد کیا ہوگا۔

عثمان بن مظعون کا قبول اسلام

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ مکے میں رسول اللہ ﷺ جس وقت اپنے مکان کے آگے میدان میں بیٹھے ہوئے تھے تو عثمان بن مظعون آپ کے پاس سے گزرے وہ رسول اللہ کی طرف سے کترائے تو رسول اللہ نے فرمایا کہ تم بیٹھتے نہیں عرض کی ہاں (بیٹھتا ہوں)۔ رسول اللہ ﷺ ان کے روبرو بیٹھے اور پھر جس وقت وہ آپؐ سے باتیں کر رہے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے نظر اٹھائی اور تھوڑی دیر تک آسمان کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر اپنی طرف نظر ڈالنے لگے یہاں تک کہ آپؐ نے اسے زمین پر داہنی جانب ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ اپنے ہم نشین عثمانؓ سے سرک کر اسی مقام پر بیٹھ گئے۔ جہاں نظر ڈالی تھی۔ اپنے سر کو اس طرح حرکت دینے لگے گویا آپ وہ بات سمجھنا چاہتے ہیں جو آپؐ سے کہی جا رہی ہے۔ ابن مظعون بھی دیکھ رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی ضرورت پوری کر لی اور وہ بات سمجھ لی جو آپ سے کہی جا رہی تھی تو نظر آسمان کی طرف اٹھائی جیسا کہ پہلی بار کیا تھا آپ کی نظر اس کے پیچھے تھی یہاں تک کہ وہ آسمان میں چھپ گیا۔

پھر آپ اپنی پہلی نشست پر عثمان کی طرف متوجہ ہوئے عثمان نے کہا کہ یا محمد ﷺ میں جن اوقات میں آپ کے پاس بیٹھا کرتا تھا اور آپ کے پاس آیا کرتا تھا ان میں میں نے آپ کو آج صبح کی طرح کرتے نہیں دیکھا فرمایا کہ تم نے مجھے کیا کرتے دیکھا؟

انہوں نے کہا کہ آپ کو دیکھا کہ آپ اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں پھر آپ نے اسے اپنی داہنی

طرف ڈالا اس کے بعد سرک گئے مجھے چھوڑ دیا اپنے سر کو اس طرح حرکت دینے لگے گویا آپ اس بات کو سمجھانا چاہتے ہیں جو آپ سے کہی جا رہی ہے۔

فرمایا کہ تم اسے سمجھ گئے عثمان نے کہا کہ جی ہاں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تم بیٹھے تھے تو میرے پاس اللہ کا قاصد آیا عثمان نے پوچھا کہ اللہ کا قاصد آپ نے فرمایا کہ ہاں عثمان نے کہا کہ پھر اس نے آپ سے کیا کہا؟

آپ نے فرمایا کہ **ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون** اللہ عدل واحسان اور قرابت دار کو دینے کا حکم دیتا ہے بدکاری بے حیائی اور سرکشی سے منع کرتا ہے تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ اللہ کو یاد کرو عثمان نے کہا کہ بس یہی بات تھی کہ میرے دل میں ایمان نے جگہ کر لی اور مجھے رسول اکرم ﷺ سے محبت ہوگئی۔

یہودی وفد کے سوالات.......... ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک روز یہود کی ایک جماعت رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی ان لوگوں نے کہا کہ اے ابوالقاسم ہم سے وہ چند خصلتیں بیان کیجیے۔ جو ہم آپ سے دریافت کریں جن کو سوائے نبی کے کوئی نہیں جانتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جو چاہو دریافت کرو لیکن میرے لئے اللہ کو ذمہ دار کر دو اور جو عہد یعقوب نے اپنے بیٹوں سے لیا تھا وہ مجھ سے کرو کہ اگر میں تم سے کچھ بیان کروں اور تم اسے سمجھ لو تو بالضرور اسلام میں میری پیروی کرو گے۔

ان لوگوں نے کہا کہ یہ بات آپ کے لئے منظور ہے۔

فرمایا کہ تم جو چاہو پوچھو۔ انہوں نے کہا کہ وہ چار باتیں ہمیں بتایئے جو ہم آپ سے پوچھتے ہیں

ہمیں بتائے کہ وہ کون سا کھانا تھا جو اسرائیل (یعقوب) نے توریت نازل ہونے سے پہلے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا؟

عورت کی منی کی مرد کی منی سے کیا کیفیت ہوتی ہے اور اس سے لڑکا کیسے اور لڑکی کیسے ہوتی ہے

سونے میں ان نبی امی کی کیا کیفیت ہوتی ہے اور کون سا فرشتہ ان کا دوست ہوتا ہے

آپ نے فرمایا تم پر اللہ کا عہد لازم ہے اگر میں تم کو بتا دوں گا تو تم ضرور میری پیروی کرو گے

چنانچہ آپ نے جو عہد و پیمان چاہا انہوں نے کر لیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں ان ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ پر توریت نزل کی کیا تم جانتے ہو کہ اسرائیل (یعقوب) سخت بیمار ہو گئے اور ان کی علالت طول پکڑ گئی تو انہوں نے اللہ کے واسطے نظر مانی کہ اگر اللہ انہیں شفا دے گا تو وہ اپنی سب سے زیادہ پسندیدہ پینے کی چیز اور سب سے زیادہ پسندیدہ کھانے کی چیز اپنے اوپر حرام کر لیں گے ان کی سب سے زیادہ پسندیدہ کھانے کی چیز اونٹ کا گوشت اور سب سے زیادہ پسندیدہ پینے کی چیز اونٹ کا دودھ تھا ان لوگوں نے کہا کہ اے اللہ ہاں۔

آپ نے فرمایا کہ اے اللہ تو ان لوگوں پر گواہ رہنا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں اسی اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوائے کوئی معبود نہیں جس نے موسیٰ پر توریت نازل فرمائی۔

کیا تم جانتے ہو کہ مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی اور عورت کی منی زرد اور پتلی ہوتی ہے پھر ان میں جو غالب ہوتی ہے اللہ کے حکم سے بچہ اور شباہت اس کی ہوتی ہے اگر مرد کی منی عورت کی منی پر غالب آ جائے تو اللہ کے حکم سے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور اگر عورت کی منی مرد کی منی پر غالب آ جائے تو اللہ کے حکم سے لڑکی پیدا ہوتی ہے۔

ان لوگوں نے کہا کہ اے اللہ ہاں آپ نے فریا کہ اے اللہ تو ان پر گواہ رہنا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے توریت موسیٰ پر نازل فرمائی کیا تم جانتے ہو کہ ان نبی امی کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کا قلب نہیں سوتا۔

ان لوگوں نے کہا کہ اے اللہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ اللہ تو ان پر گواہ رہنا۔ ان لوگوں نے کہا کہ اب آپ ہم سے بیان کر دیجئے کہ کون سا فرشتہ آپ کا دوست ہے بس اسی وقت ہم آپ کے ساتھ ہو جائیں گے یا آپ کو چھوڑ دیں گے آپ نے فرمایا کہ جبرئیل ہیں اور کبھی کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا جس کے وہ دوست نہ ہوں۔

انہوں نے کہا کہ اس حالت میں تو ہم آپ کو چھوڑ دیں گے اگر آپ کا دوست جبرائیل کے علاوہ کوئی اور فرشتہ ہوتا تو ضرور آپ کی پیروی کرتے اور آپ کی تصدیق کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ اب تمہیں میری تصدیق کرنے سے کون سا امر مانع ہے؟

ان لوگوں نے کہا کہ جبرائیل ہمارے دشمن ہیں اسی بات پر اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ قل من کان عدو الجبریل فانه نزلهعلیی قلبک باذن ا لله (الیقوله) کانهم لایعلمون (آپ کہہ دیجئے کہ جو شخص جبرائیل کا دشمن ہو تو ہوا کرے کیونکہ انہوں نے تو قرآن کو آپ کے قلب پر خدا کے حکم سے نازل کیا ہے الخ) اسی بات پر ان لوگوں نے اپنے اوپر غضب نازل کیا۔

مالکانہ استحقاق .... اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سعد کو دیکھنے تشریف لے گئے انہیں کے پاس قیلولہ فرمایا جب ٹھنڈا وقت ہو گیا تو وہ لوگ اپنا دیہاتی سست رفتار گدھا لائے اور اس پر رسول اللہ ﷺ کے لئے چادر کسی رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے سعد نے چاہا کہ اپنے بیٹے کو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بٹھادیں تاکہ وہ گدھا واپس لے آئیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم ان کو میرے ساتھ بھیجنے ہی والے ہو تو انہیں میرے آگے سوار کرو سعد نے کہا کہ یارسول اللہ آپ کے پیچھے ہی بٹھاؤں گا

آپ ﷺ نے فرمایا کہ سواری کے مالک ہی اس کے آگے کے حصے کا زیادہ مستحق ہیں سعد نے کہا کہ میں انہیں آپ کے ہمراہ نہ بھیجوں گا لیکن آپ خود ہی گدھے کو لوٹا دیجئے گا۔ چنانچہ آپ نے خود اسے لوٹا دیا اس کی رفتار کی یہ کیفیت تھی کہ خوش رفتار اور اتنا تیز رو ہو گیا کہ اس کے ساتھ کوئی (جانور) نہ چل سکتا تھا۔

منافقین کے لئے دعائے استغفار .... ثابت البنانی سے مروی ہے کہ منافقین جمع ہوئے انہوں نے آپس میں گفتگو کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کچھ لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے یہ کہا اور یہ کہا لہٰذا تم لوگ کھڑے ہو اور اللہ سے توبہ کرو اور میں بھی تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں وہ لوگ کھڑے نہ ہوئے۔

آپ نے تین مرتبہ فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کھڑے ہو اللہ سے توبہ کرو اور میں بھی تمہارے لئے استغفار

کرتا ہوں (جب اس پر بھی نہ کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ ضرور بالضرور کھڑے ہو ورنہ تمہیں نام بنام بتادوں گا۔اس پر بھی نہ اٹھے تو آپ نے فرمایا کہ اے فلاں شخص اٹھ چنانچہ وہ لوگ شرمندہ ہوکر چہرہ چھپائے اٹھ کھڑے ہوئے۔

بارش کے لئے دعا........انس بن مالک سے مروی ہے کہ جمعہ کے روز میں منبر کے پاس کھڑا تھا رسول اکرم ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے بعض اہل مسجد نے کہا کہ یارسول اللہ بارش روک لی گئی ہے اور مویشی ہلاک ہوگئے لہذا آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں پانی دے رسول اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھادیئے۔

ہم لوگ آسمان پر ذرا بھی ابر نہیں دیکھتے تھے مگر اللہ نے ابر کو جمع کردیا اور اس نے ہم پر خوب پانی برسایا میں نے مضبوط سے مضبوط آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنے دل میں پریشان تھا کہ وہ کیونکر اپنے متعلقین کے پاس جائے گا سات دن تک اسی طرح بارش ہوتی رہی کہ وہ تھمتی نہ تھی۔دوسرے جمعے کو رسول اکرم ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے تو حاضرین میں سے کسی نے کہا یارسول اللہ مکانات گر گئے اور مسافر رک گئے اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ اس کو ہم سے اٹھالے۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا **الهمه حوالينا ولا علينا** (اے اللہ ہمارے اطراف برسے اور ہم پر نہ برسے) ابر ہمارے سروں پر تھا وہ اس طرح پھٹ گیا گویا ہم لوگ ایسی جگہ ہیں کہ ہمارے اردگرد بارش ہوتی ہے اور ہم پر نہیں برستا۔

رسول اور صحابہ رسول کی دعوت........ثابت سے مروی ہے کہ انصار کی ایک خاتون نے اپنا تھوڑا سا کھانا تیار کیا شوہر سے کہا کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ ﷺ کو دعوت دو رسول اکرم ﷺ پر یہ بات خفیہ طور پر کہو وہ آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ فلاں خاتون نے تھوڑا سا کھانا تیار کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ ہمارے یہاں تشریف لے چلیں۔

رسول اکرم ﷺ نے سب لوگوں سے فرمایا کہ فلاں کے والد کی دعوت قبول کرو۔انہوں نے کہا کہ میں آیا اور میری یہ کیفیت تھی اپنے متعلقین کے پاس جو کچھ چھوڑا تھا اس کی وجہ سے میرے قدم میرا ساتھ نہ دیتے تھے اور رسول اللہ لوگوں کو لے آئے ہیں

میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ ہماری تو نصیحت ہوگئی رسول اکرم ﷺ سب لوگوں کو اپنے ہمراہ لے آئے بیوی نے کہا کہ میں نے تمہیں مشورہ نہیں دیا تھا کہ خفیہ طور پر آنحضرت ﷺ سے کہنا انہوں نے کہا کہ میں تو یہی کیا بیوی نے کہا تب تو رسول اللہ ﷺ خود زیادہ جانتے ہیں

سب لوگ آ گئے یہاں تک گھر بھر گیا حجرہ بھی بھر گیا وہ لوگ گھر کے احاطے میں بھی تھے کھانے کی کوئی چیز مٹھی بھر لائی گئی اور رکھ دی گئی رسول اکرم ﷺ اسے برتن میں پھیلانے لگے اور فرمانے لگے کہ ماشاء اللہ پھر لوگوں سے فرمایا کہ قریب آؤ اور کھاؤ جب ایک کا پیٹ بھر جائے تو وہ اپنے ساتھی کے لئے جگہ خالی چھوڑ دے۔

ایک آدمی کھا کر اٹھنے لگا اور دوسرا اس کے مقام پر بیٹھنے لگا یہاں تک کہ گھر والوں میں سے کوئی نہ رہا جو شکم سیر نہ ہوگیا ہو۔آپ نے فرمایا کہ اہل حجرہ کو بلالاؤ بیٹھنے والا بیٹھنے لگا اور کھڑا ہونے والا کھڑا ہونے لگا یہاں تک کہ یہ

لوگ بھی شکم سیر ہو گئے آپ نے فرمایا کہ احاطہ والوں کو بلالاؤ یہاں تک کہ یہ لوگ بھی شکم سیر ہو گئے آپ نے فرمایا کہ احاطہ والوں کو بلاان لوگوں نے بھی اسی طرح کیا کھانا برتن میں باقی رہا جس طرح تھا پھر رسول کرم ﷺ نے فرمایا کہ اہل خانہ سے کھاؤ اور پڑوسیوں کو کھلاؤ۔

آب وضو کا معجزہ

آب وضو کا معجزہ.........ثابت سے مروی کہ میں نیان سے کہا کہ اے ابوحمزہ ان عجائب (معجزات) میں سے جن میں آپ خود موجود ہوں اور جن کو آپ کسی اور کی روایت سے بیان نہ کریں ہم سے کچھ بیان کیجئے

انہوں نے کہا کہا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر پڑھی اور روانہ ہوئے یہاں تک کہ آپ نشست گاہوں پر بیٹھ گئے جن پر جبرائیل آیا کرتے تھے بلال آئے اور عصر کی اذان کہی ہر وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا جس کے متعلقین مدینے میں تھے تا کہ قضائے حاجت کرے اور وضو کا پانی حاصل کرے

مہاجرین کے چندلوگ رہ گئے جن کے متعلقین مدینے میں نہ تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کشادہ پیالا گیا جس میں پانی تھا رسول اکرم ﷺ نے اپنی ہتھیلی برتن میں رکھی مگر رسول اکرم ﷺ کی پوری ہتھیلی برتن میں نہ سمائی تو آپ نے ان چار انگلیوں کو برتن میں گھما کر فرمایا کہ قریب آؤ اور وضو کرو آپ کا ہاتھ برتن میں ہی تھا لوگوں نے وضو کیا یہاں تک ان میں سے کوئی شخص باقی نہیں رہا جس نے وضو نہ کرلیا ہو۔

ثابت نے کہا کہ میں نے انس سے پوچھا اے ابوحمزہ آپ کے خیال میں وہ لوگ کتنے تھے جنہوں نے ایک برتن سے وضو کیا انہوں نے کہا کہ ستر اسی کے درمیان تھے۔انس سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے پانی مانگا وہ آپ کے پاس ایک کشادہ پیالے میں لایا گیا آپ نے اپنا ہاتھ اس میں رکھ دیا تو پانی آپ کی انگلیوں سے اس طرح ابلنے لگا گویا وہ چشمے ہیں ہم سب نے پیا (اور بروایت خالد) ساری جماعت وضو کرنے لگی۔

انس نے کہا کہ میں نے اس جماعت کا اندزاہ کیا تو ستر سے اسی تک رہے ہوں گے۔انس بن مالک سے مروی ہے کہ نماز کا وقت آ گیا تو مسجد کے پڑوسی اٹھ کر وضو کرنے لگے اور ستر سے اسی کے درمیان تک لوگ رہ گئے جن کے مکانات دور تھے رسول اللہ ﷺ نے ایک طشت منگایا جس میں پانی تھا لیکن بھرا ہوا نہ تھا آپ نے اپنی انگلیاں اس میں ڈال دیں اور آپ اس برتن کو ان لوگوں کے پاس پہنچانے لگے اور فرمانے لگے کہ وضو کرو سب نے وضو کرلیا اور برتن میں جتنا پانی تھا اتنا ہی باقی رہا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنی کسی ضرورت سے تشریف لے چلے ہمراہ اصحاب میں سے کچھ لوگ ساتھ چلتے رہے نماز کا وقت آ گیا تو اس جماعت کو کوئی چیز نہ ملی جس سے وضو کریں لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمیں کوئی چیز نہیں ملتی جس سے وضو کریں لوگوں کے چہروں سے اس کی ناگواری نظر آتی تھی ایک شخص گیا اور ایک پیالا لایا جس میں بہت پانی تھا رسول اکرم ﷺ نے اسے لیا اور وضو کیا آپ نے چاروں انگلیوں کو اس پیالے میں گھما کر فرمایا کہ تم لوگ آؤ ساری قوم نے وضو کیا انس سے دریافت کیا گیا یہ لوگ کتنے تھے تو انہوں نے کہا کہ ستر یا اسی کے قریب۔

حوض کے پانی میں اضافہ

حوض کے پانی میں اضافہ......یاس بن ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ

رسول اکرم ﷺ کے ہمرکاب مدینہ منورہ آئے ہم چودہ سوآدمی تھے حوض پر پچاس بکریاں بھی تھیں جن کو حوض سیراب نہ کرسکتا تھا تو پھر وہ چودہ سوآدمیوں کو اس کا پانی کیا کافی ہوسکتا تھا رسول اکرم ﷺ حوض پر بیٹھ گئے آپ نے اس میں اپنالعاب دہن ڈالا یا دعا کی (روای کو یادنہیں رہا) تو وہ جوش مارنے لگا چنانچہ ہم نے پیا اور پلایا اور بھرلیا۔

بھیڑ کے دودھ میں برکت......... نافع سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں چارسو کی تعداد میں آدمی تھے آپ نے ہمیں ایسی منزل میں اتارا جہاں پانی نہ تھا۔ مسلمانوں کو سخت تکلیف تھی لوگوں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے قیام فرمادیا تو سب نے بھی قیام کیا یکا یک ایک تیز دھار کے سینگوں والی بھیڑ سامنے آئی جو چل رہی تھی رسول اکرم ﷺ کے پاس آئی رسول اکرم ﷺ نے اس کا دودھ دوہا آپ نے سارے لشکر کو شکم سیر کردیا اور خود بھی سیراب ہوگئے فرمایا کہ اے نافع اسے روک لینا مگر میرا خیال تو یہی ہے کہ تم اسے نہ روک سکو گے نافع نے کہا جب رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرا خیال تو یہی ہے کہ تم اسے نہ روک سکو گے تو میں نے ایک لکڑی لی اور زمین میں گاڑ دی اور ایک رسی لی اور اس سے بھیڑ کو باندھ دیا رسول اکرم ﷺ اور سب لوگ سو گئے میں بھی سو گیا جب بیدار ہوا تو اتفاق سے رسی کھلی ہوئی تھی اور بھیڑ نہ تھی میں رسول اکرم ﷺ کے پاس گیا اور آپ کو خبر دی میں نے کہا کہ بھیڑ چلی گئی رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے نافع کیا میں نے تمہیں آگاہ نہیں کردیا تھا کہ تم اسے نہ روک سکو گے جو اسے لایا تھا وہی اسے لے بھی گیا۔

فاقہ سے نجات............ عبدالرحمٰن بن ابی عمرۃ الانصاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ کسی غزوہ میں رسول اللہ کے ہمراہ تھے لوگوں پر فاقی کی مصیبت آ گئی تو انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے اپنی بعض سواریوں کو ذبح کرنے کی اجازت چاہی اور عرض کیا کہ اس کے ذریعے سے اللہ ہمیں منزل تک پہنچا دیگا۔

عمر بن خطاب نے جب دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ نے انہیں اپنی سواریوں کو ذبح کرنے کی اجازت کا قصد کیا ہے تو عرض کیا کہ اگر سواریاں ذبح کردی جائیں گی تو ہماری کیا کیفیت ہوگی کل صبح کو ہم بھوکے اور پیادہ دشمن کا مقابلہ کریں گے آپ کی رائے ہو تو لوگوں سے ان کا بقیہ توشہ منگایئے اور اسے جمع کیجئے اور اللہ سے برکت کی دعا کیجئے بے شک اللہ ہمیں آپ کی دعا سے پہنچادے گا اور آپ کی دعا میں ہمیں برکت دے گا

رسول اکرم ﷺ نے لوگوں سے ان کا بقیہ توشہ منگایا تو لوگ ایک مٹھی اور اس سے زیادہ غلہ لانے لگے سب سے بڑی مقدار جو لایا وہ ایک صاع ساڑھے تین سیر کھجور تھی۔

رسول اکرم ﷺ نے اس کو جمع فرمایا کھڑے ہوئے اور جو دعا اللہ کو منظور تھی وہ مانگی لشکر کو مع ان کے برتنوں کو بلایا اور حکم دیا کہ وہ چنگل سے بھریں سارے لشکر میں کوئی برتن ایسا نہ بچا جس کو انہوں نے بھر نہ لیا ہو اس پر بھی بچ رہا تو رسول اللہ ﷺ اتنا مسکرائے کہ آپ کی کچلیاں کھل گئیں فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں جو بندہ مومن ان دونوں کلمات کے (عقیدے کے) ساتھ قیامت میں اللہ سے ملے گا تو اس سے دوزخ روک دی جائے گی

ابوقتادہ کے لئے رسول اکرم ﷺ کی دعا............ابوقتادہ سے مروی ہے کہ ایک شب رسول اکرم ﷺ نے ہمیں وعظ سنایا آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اسی شب کو رات بھر چلو گے اور صبح کو انشاء اللہ پانی منزل پر پہنچو گے لوگ اسی کیفیت سے روانہ ہوئے کہ کوئی کسی کی طرف رخ نہ کرتا تھا میں بھی رسول اکرم ﷺ کے پہلو میں چل رہا تھا۔

آدھی رات گزر گئی یکا یک نبی کریم ﷺ کو نیند آ گئی آپ اپنی سواری پر جھک گئے اور ہم روانہ ہوئے رات آخر ہو گئی رسول اکرم ﷺ کو پھر نیند آ گئی اور آپ دوبارہ اپنی سواری پر جھک گئے میں نے بغیر اس کے آپ کو بیدار کروں آپ کو سہارا لگا دیا آپ اپنی سواری پر درست ہو کر بیٹھ گئے پھر ہم روانہ ہوئے۔

جب پچھلی شب کا آخری حصہ ہوا تو آپ اس قدر جھک گئے جو پہلی دو مرتبہ جھکنے سے زیادہ تھا جب قریب تھا کہ آپ ڈھلک جائیں گے میں نے پھر آپ کو سہارا دیا آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ یہ کون ہے میں نے کہا کہ ابوقتادہ آپ نے فرمایا کہ تمہارا میرے ساتھ اس طرح چلنا کب سے ہے میں نے کہا کہ میرا اس طرح آپ کے ہمراہ چلنا برابر رات ہی سے ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تمہاری اسی طرح حفاظت کرے گا جس طرح تم نے اس کے نبی کی کی ہے۔

قضائے نماز کے لئے ہدایت.........پھر فرمایا کہ تم خیال کرتے ہو کہ ہم لوگ حریفوں سے مخفی رہیں گے کیا تم کسی کے متعلق یہ خیال کرتے ہو کہ وہ منزل میں آرام کر کے سفر کرنا چاہتا ہے میں نے کہا کہ ایک شتر سوار یہ ہیں پھر میں نے کہا کہ ایک شتر سوار یہ ہیں پھر ہم جمع ہو گئے اور ہم سب سات شتر سوار تھے نبی علیہ السلام راستے سے ہٹ گئے اپنا سر آرام کے لئے رکھ دیا اور فرمایا کہ ہماری نماز کا خیال رکھنا کہ کہیں سونے میں قضا نہ ہو جائے سب سے پہلے جو شخص بیدار ہوا وہ سورج نکلنے کی وجہ سے بیدار ہوا ہم سب لوگ گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا کہ سب لوگ سوار ہو جاؤ ہم لوگ روانہ ہوئے یہاں تک جب آفتاب بلند ہو گیا تو آپ اترے وضو کا برتن مانگا جو میرے پاس تھا اس میں پانی تھا

ہم لوگوں نے وضو سے کم وضو کیا اور اس برتن میں کچھ پانی بچ گیا نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابوقتادہ ہمارا یہ وضو کا برتن اچھی طرح رکھنا کیونکہ اس کے لئے ایک عظیم الشان خبر ہو گی نماز کی اذان کہی گئی تو نبی علیہ السلام نے دو رکعتیں فجر سے پہلے پڑھیں آپ نے اسی طرح فجر کی نماز پڑھی جس طرح آپ روزانہ پڑھا کرتے تھے

آپ نے فریا کہ سوار ہو جاؤ ہم سب سوار ہو گئے بعض لوگ سرگوشی کرنے لگے تو نبی علیہ اسلام نے فرمایا کہ کیا بات ہے تم لوگ مجھے چھوڑ کر سرگوشی کر رہے ہو ہم لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم اپنی نماز میں کوتاہی کے بارے میں سرگوشی کر رہے تھے جس کا وقت گزر گیا ہے اور ہم سوتے رہے فرمایا کیا میرے اندر تمہارے لئے نمونہ نہیں ہے یعنی جس طرح تم سے وقت فوت ہو گیا اس طرح مجھ سے بھی وقت فوت ہو گیا بے شک سو جانے میں اپنی طرف سے کوتاہی نہیں کی بلکہ یہ تو معذوری ہے کہ آنکھ ہی نہ کھلی لیکن کوتاہی اس شخص کی ہے جو اس نماز کو ادا نہ کرے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت ہو جائے جو ایسا کرے کہ وقت پر نہ پڑھ سکے تو اسے چاہیے کہ اس وقت کی نماز جب بیدار

ہو جائے تو پڑھ لے جب دوسرا دن ہو تو وقت پر پڑھے آپ نے فرمایا کہ تمہارے خیال میں لوگوں نے کیا کیا پھر فرمایا کہ لوگوں کی یہ کیفیت ہوگی کہ وہ اپنے نبی کو نہ پائیں گے

ابوبکر و عمر نے لوگوں کی تسلی کے لئے کہا کہ رسول اکرم ﷺ تم کو دھمکاتے ہیں آپ ایسے نہیں کہ تمہیں چھوڑ جائیں لوگوں نے کہا کہ نبی علیہ السلام تمہارے سامنے ہیں اگر تم ابوبکر و عمر کی پیروی کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔

نظم و ضبط کی ہدایت .... جس وقت ہر چیز گرم ہوگئی جس وقت دن بلند ہوگیا ہم لوگوں کے پاس پہنچے اور وہ لوگ کہہ رہے تھے کہ یا رسول اللہ ہم پیاس کے مارے مر گئے آپ نے فرمایا کہ تم پر ہلاکت نہ آئے گی آپ نے قیام فرمایا اور فرمایا کہ میرے لئے میرا چھوٹا پیالہ چھوڑ دو آپ نے وضو کا برتن مانگا نبی علیہ السلام چھوٹے پیالے میں پانی انڈیلنے لگے اور میں لوگوں کو پلانے لگا جب لوگوں نے دیکھا کہ پانی کم ہے تو ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جماعت کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو تم میں ہر شخص سیراب ہو جائے گا نبی علیہ السلام پانی انڈیلنے لگے اور میں لوگوں کو پلانے لگا یہاں تک کہ میرے اور نبی علیہ السلام کے سوا کوئی نہ بچا آپ نے پانی انڈیلا اور مجھ سے فرمایا کہ پیو عرض کی کہ یا رسول اللہ تاوقتیکہ آپ نہ نوش فرمائیں گے میں نہ پیوں گا تو نبی علیہ اسلام نے فرمایا کہ قوم کا ساقی قوم کے آخر میں پیتا ہے چنانچہ میں نے پیا اور نبی علیہ السلام نے بھی نوش فرمایا چنانچہ لوگ پانی کے پاس بکثرت سیراب ہو کر آئے۔

عبداللہ بن رباح نے کہا کہ میں تمہاری اس جامع مسجد میں یہ حدیث بیان کرتا ہوں جب مجھ سے عمران بن حصین نے کہا کہ دیکھو اے نوجوانو تم کیونکر حدیث بیان کرتے ہو اس شب میں بھی ایک سوار تھا راوی نے کہا کہ اے ابونجید کیا آپ زیادہ جانتے ہیں پوچھا کہ آپ کن لوگوں میں سے ہیں میں نے کہا میں انصار میں سے ہوں انہوں نے کہا کہ تب تو آپ لوگ اپنی حدیث کو زیادہ جانتے ہیں آپ قوم سے حدیث بیان کیجئے

میں نے قوم سے حدیث بیان کی تو عمران نے کہا کہ میں بھی اس شب میں موجود تھا اور میں نہیں سمجھتا کہ کسی نے اس حدیث کو اس طرح یاد کیا ہو جس طرح آپ نے یاد کیا ہے

ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور آپ سے کہا کہ آپ کس سبب سے نبی ہیں فرمایا کہ اگر میں کھجور کے درخت کی کسی چیز کو دعوت کروں اور وہ میری دعوت قبول کرے تو کیا تم مجھ پر ایمان لاؤ گے اس نے کہا کہ جی ہاں آپ نے اس کی دعوت کی اور اس نے آپ کی دعوت قبول کی تو وہ شخص آپ پر ایمان لایا اور مسلمان ہو گیا

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہمیں حدیبیہ میں پیاس کی شدت پیش آئی تو ہم لوگ گھبرائے رسول اکرم ﷺ کے پاس گئے آپ کے سامنے ایک ہانڈی تھی جس میں پانی تھا اس میں آپ نے اس طرح انگلیاں گھمائیں اور فرمایا کہ بسم اللہ لو پھر پانی آپ کی انگلیوں سے اس طرح نکلنے لگا کہ گویا وہ چشمے ہیں وہ ہم سب کو کافی ہو گیا اور سب کو پہنچ گیا ہم نے پیا اور وضو کیا۔

المقداد کی روایت .... المقداد سے مروی ہے کہ میں اور میرے دو ہمراہی اس کیفیت سے آئے کہ

مشقت کی وجہ سے ہماری سماعت و بصارت جا چکی تھی ہم لوگ اپنے کو صحابہ کرام کے سامنے پیش کرتے تھے اور کوئی شخص ہمیں قبول نہ کرتا تھا رسول اکرم ﷺ کے پاس گئے تو آپ ہمیں اپنے متعلقین کے پاس لے گئے وہاں تین بکریاں تھیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے درمیان یہی دودھ دوہ لو ہم لوگ دودھ دوہا کرتے تھے اور ہر شخص اپنا حصہ پی لیتا تھا رسول اکرم ﷺ کا حصہ آپ کے لئے اٹھا رکھتے آپ رات کو تشریف لاتے تھے اور اس طرح سلام کرتے کہ سونے والے بیدار نہ ہوتے اور جاگنے والے سن لیتے مسجد میں نماز پڑھ کر شربت دودھ کا حصہ نوش فرماتے

مقداد نے کہا کہ ایک شب میرے پاس شیطان آیا اور کہا کہ محمد ﷺ انصار کے پاس تشریف لے جاتے ہیں تو وہ لوگ آپ کو تحفہ دیتے ہیں اور ان لوگوں کے پاس آپ ضروریات پا جاتے ہیں آپ کو اس گھونٹ بھر دودھ کی کیا حاجت ہے لہذا تم اس کو پی جاؤ

وہ مجھے سبز باغ دکھاتا رہا یہاں تک کہ میں نے اسے پی لیا جب وہ میرے پیٹ میں پہنچ گیا اور وہ سمجھ گیا کہ اب اس دودھ پر کوئی قابو نہیں تو اس نے مجھے شرمندہ کیا اور کہا کہ تم پر افسوس ہے کیا حرکت کی کہ محمد ﷺ کا دودھ پی گئے آپ تشریف لائیں گے اور اس شربت یا دودھ کو نہ دیکھیں گے تو تمہارے لئے بددعا کریں گے۔

مقداد نے کہا کہ میرے بدن پر ایک کمبل تھا جب سر پر اوڑھا جاتا تو قدم باہر ہو جاتے اور جب قدموں پر ڈالا جاتا تو سر کھل جاتا مجھے نیند نہ آتی تھی میرے دونوں ہمراہی سو گئے تھے رسول اکرم ﷺ تشریف لائے آپ نے اسی طرح سلام کیا جس طرح آہستہ آواز سے کیا کرتے تھے مسجد میں آئے اور نماز پڑھی اور پھر شربت کے پاس آئے برتن کھولا تو اس میں کچھ نہ پایا آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا میں نے اپنے دل میں کہا کہ آپ میرے لئے بددعا کریں گے اور میں ہلاک ہو جاؤں گا مگر آپ نے فرمایا کہ اے اللہ اسے کھلا جو مجھے کھلائے اور اسے پلا جو مجھے پلائے میں نے اپنے کمبل کی طرف رخ کیا اور اسے اپنے اوپر کس لیا چھری لی اور بکریوں کے پاس جا کر تلاش کرنے لگا کہ ان میں کون زیادہ موٹی ہے تا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے ذبح کروں اتفاق سے وہ سب کی سب دودھ سے بھری ہوئی تھیں۔ میں نے آنحضرت کے متعلقین کے لئے ایسے برتن کی طرف رخ کیا جس میں ان لوگوں کو دودھ دوہنے کی خواہش نہ تھی اس میں نے اتنا دودھ دوہا کہ پھیل کر برتن کے اوپر آ گیا رسول اکرم ﷺ کے پاس لایا تو آپ نے فرمایا کہ اے مقداد کیا تم نے آج شب اپنے حصے شربت دودھ نہیں پیا جو اس قدر لے آئے عرض کی کہ یا رسول اللہ نوش فرمائے آپ نے نوش فرمایا مجھے دیا تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ نوش فرمایئے آپ نے نوش فرمایا پھر مجھے دیا جو بچا تھا وہ میں نے پی لیا جب میں سمجھ گیا کہ رسول خدا ﷺ سیراب ہو گئے ہیں اور آپ کی دعا کی برکت مجھ پر پہنچ گئی تو میں اتنا ہنسا کہ زمین پر لوٹ گیا رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اے مقداد یہ بھی تمہاری ایک برائی ہے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا یہ معاملہ ہوا اور میں نے یہ کیا یعنی شیطان کا واقعہ بیان کر دیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک رحمت ہی تھی کیا تم میرے قریب نہیں لائے تھے تا کہ اپنے دونوں ہمراہیوں کو بیدار کر دو اور وہ بھی اس دودھ میں سے کچھ پا جائیں۔ میں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ جب آپ اسے دودھ کو پا گئے اور میں بھی ساتھ پا گیا تو مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ لوگوں میں سے کس نے اسے پایا۔

عبداللہ بن مسعود کا قبول اسلام .... قاسم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ میں کسی کو نہیں پہچانتا جو مجھ سے پہلے اس طرح اسلام لایا ہو ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں اپنے متعلقین کی بکریاں (جنگل میں) چرا رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے میں نے کہا کہ نہیں آپ ﷺ نے ایک بکری پکڑ لی اور اس کے تھن کو چھوا تو دودھ آیا چنانچہ میں کسی کو نہیں پہچانتا جو مجھ سے پہلے اس طرح اسلام لایا ہو۔

حضرت سلمان فارسی کی آزادی .... سلمان سے مروی ہے کہ رسول اخدا ﷺ کے پاس حاضر ہوا آپ کسی صحابی کے جنازے میں تھے جب مجھے آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ میرے پیچھے گھوم جاؤ آپ نے اپنی چادر اتار دی میں نے مہر نبوت دیکھی اور اسے بوسا دیا پھر میں گھوم کر آپ کے پاس آ گیا اور سامنے بیٹھ گیا آپ نے فرمایا کہ (اپنے آقا سے) مکاتیب کرلو یعنی بعد ادائے زر مٰن اپنی آزادی کی دستاویز دکھادو میں نے تین سو پھل دینے والی کھجور کلموں چالیس اوقیہ (ڈیڑھ سیر سونا) سونے پر مکاتیب کرلی رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو لوگ ایک ایک دو دو تین تین کلمیں لاتے تھے۔

عرض کی مجھے ان کے پھل لانے پر کیونکر قدرت ہوگی آپنے فرمایا کہ تم جاؤ اور ان کے بونے کے لئے آپنے ہاتھ سے گڑھے کھودو میں نے گڑھے کھودے آپ کے پاس آیا تو آپ میرے ہمراہ تشریف لائے اور انہیں اپنے ہاتھ سے رکھ دیا ان میں سے ایک درخت بھی پھل دینے سے نہ بچا اور سونا ادا کرنا رہ گیا۔

میں جس وقت آپ ﷺ کے پاس تھا تو کبوتر کے انڈے کے برابر زکواۃ کا سونا لایا گیا آپ نے فرمایا کہ فارسی مکاتیب غلام (یعنی سلمان) کہاں ہیں میں اٹھ کھڑا ہوا آپ ﷺ نے فرمایا یہ لو اسے ادا کردو عرض کی کہ یہ کیونکر مجھے کافی ہوگا رسول ﷺ نے اپنی زبان سے اسے چھویا میں نے اس میں سے چالیس اوقیہ اپنے آقا کو تول دیا اور جتنا لوگوں کو دیا تھا اتنا ہی میرے پاس بچ گیا۔

یہودی مریض کا قبول اسلام .... ابوصخر اعقیلی سے مروی ہے کہ میں نکل کر مدینہ منورہ گیا تو رسول خدا ﷺ جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کے آگے چل رہے تھے آپ ایک یہودی پر گزرے جس کے پاس ایک دفتر تھا اس میں توریت تھی وہ اپنے ایک مریض بھتیجے کو پڑھ کر سنا رہا تھا

نبی ﷺ نے فرمایا اے یہودی میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ پر توریت نازل کی اور بنی اسرائیل کے لئے سمندر میں راستہ کر دیا کیا تو اپنی توریت میں میری صفت و ذکر اور میرے ظہور کا مقام پاتا ہے اس نے اپنے سر کے اشارے سے کہا کہ نہیں۔ اس کے بھتیجے نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ قسم ہے کہ اس ذات کی جس نے موسیٰ پر توریت نازل فرمائی اور بنی اسرائیل کے لئے سمندر میں راستہ کر دیا بے شک یہ شخص اپنی کتاب میں آپ کی نعت آپ کا زمانہ اور آپ کی صفت اور آپ کے ظہور کا مقام لکھا ہوا پاتا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں

نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس یہودی کو اپنے ساتھی کے پاس سے اٹھادو اس نوجوان کی روح قبض کر لی گئی تو نبی ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کردیا

رسول اللہ ﷺ اور ام معبد...... بنی جمح کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ جب نبی علیہ السلام دوران ہجرت میں ام معبد کے پاس آئے تو دریافت فرمایا کہ ضیافت کی کوئی چیز ہے ام معبد نے کہا کہ نہیں آپ اور ابوبکر وہاں سے علیحدہ ہٹ گئے شام کو ان کے بیٹے بکریوں کو (جنگل سے چرا کر) لائے تو انہوں نے اپنی والدہ سے کہا کہ یہ مجمع کیسا ہے جو مجھے دور بیٹھا ہوا نظر آتا ہے انہوں نے کہا کہ ایک قوم ہے جنہوں نے ہم سے مہمانی (ضیافت) طلب کی تھی تو میں نے کہا کہ ہمارے پاس کوئی چیز ضیافت کی نہیں ہے۔

ان کے بیٹے ان حضرات کے پاس آئے اور عرض کیا اور کہا کہ وہ ایک ضعیف عورت ہیں اور جس چیز کی آپ کو ضرورت ہو وہ ہمارے پاس ہے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اپنی بکریوں میں سے ایک بکری میرے پاس لاؤ وہ گئے اور ایک بکری پکڑی جو بچہ تھی ان کی والدہ نے کہا کہ تم کہاں جاتے ہوانہوں نے کہا کہ ان دونوں (حضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر) نے مجھ سے مانگی ہے ام معبد نے کہا کہ یہ لوگ اس کا کیا کریں گے بیٹے نے کہا کہ جو چاہیں گے کریں گے رسول ﷺ نے ان کے تھن پر ہاتھ پھیرا تو اس میں دودھ اتر آیا آپ نے دوہا یہاں تک کہ ایک بڑا پیالہ بھر گیا آپ نے اسے اسی طرح دودھ سے بھرا ہوا چھوڑا جس طرح وہ تھی فرمایا کہ اسے اپنی الدہ کے پاس لے جاؤ اور اپنی بکریوں میں سے دوسری بکری لے آؤ وہ اپنی والدہ کے پاس دودھ کا پیالا لائے تو پوچھا کہ یہ تمہیں کہاں سے مل گیا انہوں نے کہا کہ فلاں بکری کا دودھ ہے۔

ام معبد نے کہا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے اس کے تو ابھی بچہ بھی نہ ہوا لات کی قسم میں اس شخص کے لئے یہ گمان کرتی ہوں کہ وہ نئے دین والے ہیں جو مکہ مکرمہ میں تھے ام معبد نے دودھ پیا ان کے بیٹے ان کے پاس دوسری بکری لائے جو بچہ تھی آپ نے اس کا بھی دودھ دوہا یہاں تک کہ وہ بڑا پیالہ بھر گیا اور اسے اسی طرح دودھ سے بھرا ہوا چھوڑا جیسی وہ تھی آپ نے ان سے فرمایا کہ تم بھی پیو انہوں نے بھی پیا۔فرمایا کہ میرے پاس اور بکر لاؤ وہ اسے آپ کے پاس لائے تو آپ نے دوہا اور ابوبکر کو پلایا اور فرمایا کہ میرے پاس کوئی اور بکری لاؤ وہ اسے آپ کے پاس لائے آپ نے دوہا اور نوش فرمایا اور ان سب بکریوں کو اسی طرح دودھ بھرا چھوڑا جیسی کہ وہ ہوگئی تھیں۔

ایک اونٹ کی درخواست............ حسن سے مروی ہے کہ جس وقت نبی علیہ السلام اپنی مسجد میں تھے ایک بھڑ کنے والا اونٹ آیا اس نے اپنا سر آپ ﷺ کی آغوش میں رکھ دیا اور بلبلانے لگا نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اونٹ کہتا ہے کہ ایک شخص کا ہے جو اسے اپنے والد کی جانب سے کھانے میں ذبح کرنا چاہتا ہے یہ فریاد کرنے آیا ہے

ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ فلاں شخص کا اونٹ ہے اور اس نے اس کے متعلق یہی ارادہ کیا ہے نبی علیہ السلام نے اس شخص کو بلایا اور دریافت کیا کہ تو اس نے بتایا کہ اس کا ارادہ اس اونٹ کے متعلق یہی ہے نبی علیہ السلام نے اس سے سفارش فرمائی کہ وہ اسے ذبح نہ کرے جو اس نے منظور کرلیا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ علی نے کہا کہ ایک رات ہم لوگ بغیر شب کھانا کھائے سو

گئے صبح کو اٹھ کر باہر گیا واپس آیا تو دیکھا کہ فاطمہ علیہ السلام رنجیدہ تھیں میں نے کہا کہ آپ کو کیا ہوا انہوں نے کہا کہ آج نہ تو ہم نے رات کا کھانا کھایا اور نہ دن کا کھانا کھایا اور نہ ہمارے پاس رات کا کھانا ہے

میں نکلا اور تلاش کیا تو کچھ مل گیا جس سے میں نے غلہ لیا اور ایک درہم کا گوشت خریدا فاطمہ کے پاس لایا تو انہوں نے روٹی اور سالن پکایا جب وہ ہانڈی پکانے سے فارغ ہوئیں تو کہا کہ کاش آپ میرے والد کے پاس جا کر انہیں بلالاتے۔

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا جو مسجد میں کروٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے کہ اللہ میں بھوک سے پناہ مانگتا ہوں میں نے عرض کیا کیا کہ یارسول اللہ میرے ماں باپ پر فدا ہوں ہمارے پاس کھانا ہے لہذا تشریف لائے آپ نے میرے اوپر سہارا لگایا یہاں تک اندر تشریف لائے ہانڈی ابل رہی تھی

آپ نے فاطمہ سے فرمایا کہ عائشہ کے لئے سالن نکالو انہوں نے ایک پیالے میں نکالا فرمایا کہ حفصہ کے لئے سالن نکالو انہوں نے ایک پیالے میں سالن نکالا یہاں تک کہ انہوں نے آپ کی نو بیویوں کے لئے سالن نکالا فرمایا کہ اپنے بیٹے کے لئے اور اپنے شوہر کے لئے سالن نکالو اس کی بھی تعمیل کی۔ فرمایا کہ تم نکالو اور کھاؤ انہوں نے سالن نکالا ہانڈی چڑھادی گئی اور وہ بھری ہوئی تھی چنانچہ جتنا اللہ نے چاہا ہم نے اس میں سے کھایا

علی سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب مکہ مکرمہ میں تھے خدیجہ کو حکم دیا کہ آپ کے لئے کھانا تیار کریں علی سے فرمایا کہ اولاد عبدالمطلب کو بلالاؤ انہوں نے چالیس آدمیوں کو بلایا آپ نے علی سے فرمایا کہ اپنا کھانا کھاؤ

علی نے کہا کہ میں ان لوگوں کے پاس ثرید لایا جو صرف اتنا تھا جتنا ایک آدمی کھالیتا مگر ان سب نے اس میں سے کھایا یہاں تک سیر ہو گئے آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو پانی پلاؤ میں نے انہیں ایک ایسے برتن سے پانی پلایا جو ایک آدمی بھر کی سیرابی کا تھا مگر اس میں سب نے پیا اور یہاں تک کہ باز آ گئے

بنو ہاشم کو دعوت اسلام...... ابولہب نے کہا کہ محمد ﷺ تم نے سب پر جادو کر دیا ہے سب چلے گئے آپ نے کہا کہ ان لوگوں کو نہیں بلایا چند روز کے بعد ان لوگوں کے لئے اسی طرح کھانا تیار کرایا۔ مجھے حکم دیا تو میں نے ان سب کو جمع کیا انہوں نے کھایا آپ نے فرمایا کہ میں جس کام پر ہوں اس میں کون میری مدد کرے گا اور میری دعوت قبول کرے گا اس شرط پر کہ وہ میرا بھائی ہو اور اس کے لئے جنت ہو علی نے کہا کہ یارسول اللہ میں مدد کروں گا اور دعوت قبول کروں گا حالانکہ میں ان سب میں کم سن اور ان سب میں کمزور پتلی پنڈلیوں والا ہوں ساری قوم خاموش رہی ان لوگوں نے کہا کہ اے ابوطالب تم اپنے بیٹے علی کو نہیں دیکھتے ابوطالب نے کہا کہ انہیں چھوڑ دو کیونکہ وہ اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ خیر کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کریں گے۔

معجزات رسول اللہ ﷺ............ زید بن اسلم وغیرہ سے مروی ہے کہ غزوہ احد میں قتادہ بن نعمان کی آنکھ میں چوٹ آ گئی اور ان کے رخسار پر بہہ آئی رسول اکرم ﷺ نے اس آنکھ کو اپنے ہاتھوں سے اس کے حلقے میں لوٹا دیا وہ آنکھ سب سے اچھی اور سب سے زیادہ درست ہو گئی۔

زید بن اسلم وغیرہ سے مروی ہے کہ غزوہ بدر میں عکاشہ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی تو رسول اکرم ﷺ نے

انہیں درخت کی ایک چھڑی دی جوان کے ہاتھ میں تیز چمکدار اور مضبوط تلوار بن گئی۔

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایک لکڑی سے جو مسجد میں تھی تکیہ لگا کر خطبہ ارشاد فرمار ہے تھے جب منبر بنایا گیا تو رسول اکرم ﷺ اس پر چڑھے تو وہ لکڑی رونے لگی رسول اکرم ﷺ نے اسے گلے لگایا تو وہ خاموش ہوگئی

زید بن اسلم وغیرہ سے مروی ہے کہ (بحالت مشرک) سراقہ بن مالک نے تیروں سے اس امر کے متعلق قرعہ ڈالا کہ آنحضرت مکہ مکرمہ سے بچ کر نکل جائیں گے یا نہیں ہر مرتبہ یہی نکلا کہ آپ مکے سے بچ کر نہیں جائیں گے وہ نبی کریم ﷺ کی تلاش میں سوار ہوئے اور آنحضرت ﷺ کو پا گئے نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی کی ان کے گھوڑے کے پیر دھنس جائیں پیر دھنس گئے سراقہ نے عرض کی کہ اے محمد ﷺ آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ میرے گھوڑے کو چھوڑ دے تو میں آپ سے باز آ جاؤں گا نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ اگر یہ سچے ہیں تو ان کے گھوڑے کو رہا کر دے چنانچہ گھوڑے کے پیر نکل آئے۔

معاشرتی مقاطعہ ....قریش کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ جب ہاشم نے رسول اکرم ﷺ کو قریش کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا تو قریش نے باہم ایک عہد نامہ لکھا کہ وہ نہ بنی ہاشم کو بیٹی دیں گے اور نہ ان کی بیٹی لیں گے نہ ان سے کچھ خریدیں گے اور نہ ان کے ہاتھ فروخت کریں گے اور نہ کسی امر میں ان سے میل جول کریں گے اور نہ ان سے بولیں گے۔

قریش نے باہم یہ عہد نامہ لکھا تو بنی ہاشم تین سال تک اپنے شعب مکہ مکرمہ کے قریب ایک مقام میں محصور رہے سوائے ابولہب کے کہ وہ تو ان لوگوں کے ہمراہ شعب میں نہیں گیا باقی عبد المطلب بن عبد مناف کا خاندان شعب میں چلا گیا

جب اس معاہدے کو تین سال گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو عہد نامے کے مضمون پر اور اس امر پر مطلع کر دیا کہ اس میں جو ظلم و جور کا مضمون تھا اسے دیمک کھا گئی باقی صرف اللہ کا ذکر رہ گیا

رسول اکرم ﷺ نے ابوطالب سے بیان کیا تو ابوطالب نے کہا کہ اے میرے بھتیجے جو تم مجھے خبر دے رہے ہو کیا یہ سچ ہے آپ نے فرمایا کہ بخدا ہاں ابوطالب نے اس کو اپنے بھائیوں سے بیان کیا ان لوگوں نے ابوطالب سے کہا کہ آنحضرت کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے ابوطالب نے کہا کہ بخدا آپ جھوٹ نہیں بولتے ہیں اے میرے بھتیجے تمہاری کیا رائے ہے آپ نے فرمایا کہ میری یہ رائے ہے کہ آپ لوگوں کو اچھے سے اچھے کپڑے دستیاب ہوں وہ پہنئے پھر سب مل کر قریش کے پاس جایئے تا کہ اس کی خبر انہیں پہنچنے سے پہلے ہم ان سے بیان کر دیں

لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ مسجد حرام میں پہنچے انہوں نے حطیم کا قصد کیا حطیم میں صرف قریش کے سن رسیدہ اور صاحب عقل وفہم لوگ بیٹھا کرتے تھے

اہل مجلس ان کی طرف متوجہ ہو کر دیکھنے لگے کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں ابوطالب نے کہا کہ ہم ایک کام سے آئے ہیں لہذا تم لوگ بھی ایسے سبب سے اسے مان لو جو تم کو بتایا جائے گا۔ ان لوگوں نے کہا کہ مرحبا و اہلاً کے نعرے لگائے اور کہا کہ ہمارے یہاں وہ بات ہوگی جس سے تم خوش ہوں گے اچھا تم کیا چاہتے ہو؟

ابو طالب نے کہا کہ میرے بھتیجے نے خبر دی ہے کہ اور انہوں نے مجھ سے کبھی غلط بات نہیں کی کہ تمہاری اس کتاب پر جو تم نے لکھی ہے اللہ نے اس پر دیمک مسلط کر دی اس میں ظلم و جور و قطع رحم کے متعلق جو مضمون تھا اسے وہ چاٹ گئی صرف وہ مضمون باقی رہ گیا ہے جس میں صرف اللہ کا ذکر ہے۔

اگر میرے بھتیجے سچے ہیں تو تم لوگ اپنی برائی سے ہٹ جاؤ اور اگر وہ جھوٹے ہیں تو میں انہیں تمہارے حوالے کر دوں گا پھر چاہے تو تم لوگ انہیں قتل کر دو یا زندہ رکھو۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم نے ہمارے ساتھ انصاف کیا انہوں نے اس کتاب کو منگوا بھیجا جب وہ لائی گئی تو تو ابو طالب نے کہا کہ اس کو پڑھو۔ لوگوں نے اسے کھولا تو اتفاق سے وہ اسی طرح تھی جیسا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا تھا سوائے اس حصہ کے جس میں اللہ کے ذکر تھا سب کا سب دیمک کھا گئی تھی۔

سب لوگ حیران ہو گئے اور شرمندگی سے سرنگوں ہو گئے ابو طالب نے کہا کہ کیا تمہیں واضح ہو گیا ہے کہ تمہیں ظلم و قطع رحم و بدی کے قریب تر ہو؟ کسی نے کوئی جواب نہیں دیا

قریش نے بنی ہاشم کے ساتھ جو برتاؤ کیا تھا اس پر چند آدمیوں نے ایک دوسرے کو ملامت کی پھر یہ لوگ بہت تھوڑے رہ گئے۔ ابو طالب یہ کہتے ہوئے شعب واپس آئے کہ اے گروہ قریش ہم لوگ کس بنا پر محصور و مقید ہیں حالانکہ حقیقت امر واضح ہو گئی ہے۔

ابو طالب اور ان کے ساتھی کعبے کے پردوں میں داخل ہوئے اور کہا کہ اے اللہ جن لوگوں نے ہم پر ظلم کیا ہم سے قطع رحم کیا اور ہماری اس چیز کو حلال سمجھ لیا جو اس پر حرام ہے اس سے ہماری مدد کر یہ کہا اور واپس ہو گئے

زنا کی ممانعت ...... جابر وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ کے متعلق سب سے پہلے جو خبر مدینے میں آئی یہ تھی کہ اہل مدینے میں سے ایک عورت کے ایک جن تابع تھا وہ پرندے کی شکل میں آیا مکان کی دیوار میں اترا تو اس عورت نے کہا کہ نیچے اتر تو ہم سے بات کر ہم تجھ سے بات کریں تو ہمیں خبر دے ہم تجھے خبر دیں اس نے کہا کہ مکہ مکرمہ میں ایک نبی مبعوث ہوئے ہیں جنہوں نے زنا کو ہم پر حرام کر دیا ہے اور ہمارا قرار چین چھین لیا ہے۔

زمانہ بعثت و مقصد بعثت نبوی .... سفیان ثوری سے مروی ہے کہ میں نے السدی کو آیت ووجدک ضالا فھدیٰ (یعنی اللہ نے آپ کو ناواقف بنایا پھر اس نے ہدایت کر دی) کی تفسیر میں کہتے ہیں آپ چالیس برس تک اپنی قوم کے حال پر رہے

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنی ولادت سے چالیس برس بعد مبعوث کئے گئے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ چالیس برس کے بعد مبعوث ہوئے

ابو غالب الباہلی سے مروی ہے کہ وہ اس وقت العلا بن زیاد العدوی کے پاس موجود تھے جب انس بن مالک سے دریافت کیا اے ابو حمزہ رسول اکرم ﷺ جب مبعوث ہوئے تو آپ کس شخص کی عمر کے تھے انہوں نے کہا کہ چالیس برس کے تھے العلاء نے پوچھا کہ پھر اس کے بعد کیا ہوا انس نے جواب دیا آپ دس سال مکہ مکرمہ میں رہے اور دس مدینہ منورہ میں رہے۔

ابن سعد نے کہا انس کا قول ہے کہ آپ مکہ مکرمہ میں دس برس رہے اور ان کے سوا کوئی نہیں کہتا (سب تیرہ برس کہتے ہیں)

عامر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ پر نبوت نازل ہوئی تو آپ چالیس برس کے تھے تین سال سرافیل کے ساتھ رہے پھر انہیں آپ سے جدا کرلیا گیا اور جبرائیل کو دس برس مکہ مکرمہ میں اور دس برس مدینہ منوارہ میں آپ کی ہجرت کے زمانہ میں ساتھ رکھا گیا تریسٹھ سال کی عمر میں رسول اکرم ﷺ کی وفات ہوگئی۔

محمد بن سعید نے کہا کہ میں نے یہ حدیث محمد بن عمر سے بیان کی تو فرمایا ہمارے شہر کے اہل علم بالکل نہیں جانتے کہ اسرافیل نبی کریم ﷺ کے ساتھ رکھے گئے ان کے علماء اور ان میں سے علمائے سیرت کہتے ہیں کہ آپ پر جب وحی نازل ہوئی اس وقت آپ کی وفات تک سوائے جبرائیل کے کوئی فرشتہ آپ کے ساتھ نہیں رکھا گیا۔

زرارہ بن ادنیٰ سے مروی ہے کہ قرن ایک سوبیس برس کا ہوتا ہے جس سال رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے وہ وہی سال تھا جس میں یزید بن معاویہ کی وفات ہوئی

ابوجعفر سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں احمر (سرخ) واسود (سیاہ) کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں عبدالملک نے کہا کہ احمر انسان اور اوسود جن ہیں

حسن سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں ان سب کا رسول ہو جن کو میں زندہ پاؤں اور جو میرے بعد پیدا ہوں۔

خالد بن سعدان سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں اگر مجھ کو نہ مانیں تو قریش کی طرف وہ بھی نہ مانیں تو بنی ہاشم کی طرف اگر وہ بھی نہ مانیں تو میں صرف اپنی ہی طرف تبلیغ کروں گا۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے تم لوگوں کی طرف رسول بنایا گیا ہے اور مجھ پر انبیاء ختم کردئے گئے ہیں

جابر سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ میں ایک ہزار نبی یا اس سے زیادہ کا ختم کرنے والا ہوں

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میں آٹھ ہزار انبیاء کے بعد بھیجا گیا ہوں جن میں چار ہزر نبی بنی اسرائیل کے ہیں

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میں ملت حنیفیہ کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میں صرف اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ اخلاق حسنہ کو مکمل کردوں۔

معبد بن خالد سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو میں تو محض وہ رحمت ہوں جو بطور ہدیہ بھیجی گئی ہے میں ایک قوم کی ترقی اور دوسری کی تنزلی کے لئے مبعوث ہوا ہوں

ابوصالح سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے لوگو میں تو محض وہ رحمت ہوں جو بطور ہدیہ بھیجی گئی ہے

مالک بن انس سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں صرف اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ اخلاق حسنہ کی تکمیل کردوں

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرنے کے لئے مامور ہوا ہوں کہ لا الہ الا اللہ کہیں جو لا الہ الا اللہ کہے گا اس کی جان و مال مجھ سے محفوظ ہو جائے گا۔ سوائے اس (جان و مال کے لینے کا) حق ہوگا (تو لیا بھی جائے گا) اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے (کہ وہ واقعی مسلمان ہوا کہ نہیں) اللہ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے اور اس قوم کا ذکر کیا ہے جس نے تکبر کیا فرماتا ہے کہ (انهم كانوا اذا قيل لهم لا اله الا الله يتكبرون (وہ لوگ ایسے تھے جب ان سے کہا جاتا تھا کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کرتے تھے)

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں لوگوں میں اس وقت تک جہاد کرنے پر مامور ہوں کہ وہ لا الا الا اللہ کہیں جب وہ اس کو کہیں گے تو اپنے جان و مال کو مجھ سے بچالیں گے سوائے اس کے جو کہ اس کا حق ہو اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے

یوم بعثت

ابن عباس سے مروی ہے کہ تمہارے نبی علیہ السلام دوشنبہ کو نبی بنائے گئے

انس سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام دوشنبہ کو نبی بنائے گئے۔

ابو جعفر سے مروی ہے کہ ۱۷ رمضان یوم دوشنبہ کو حراء میں رسول اکرم ﷺ پر فرشتہ نازل ہوا اس زمانے میں رسول کرم ﷺ چالیس برس کے تھے جو فرشتہ آپ پر وحی لے کر نازل ہوا تھا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے

نزول وحی

نزول وحی .... قتادہ سے آیت وایدناہ بروح القدس (اور ہم نے روح القدس سے آپ کی مدد کی) تفسیر میں مروی ہے کہ وہ جبرائیل تھے

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جس وحی کی ابتدا ہوئی وہ سچے خواب تھے۔

آپ کوئی خواب نہیں دیکھتے تھے جو سفیدی صبح کی طرح پیش نہ آتا ہو جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا اسی حالت پر رہے خلوت و گوشہ نشینی کی رغبت دے دی گئی اس سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہ تھی آپ غار حراء میں گوشہ نشین رہتے تھے جس میں قبل اس کے اپنے اعزہ و متعلقین کے پاس واپس آئیں متعدد راتیں تنہائی و عبادت میں گزرتے تھے پھر خدیجہ کے پاس آتے تھے اسی طرح راتوں کے لئے توشے لیتے تھے یہاں تک کہ یکایک آپ کے پاس امر حق آ گیا حالانکہ آپ غار حرا میں ہی تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اکرم ﷺ اسی حالت میں (مذکورہ) میں تھے تو اجیاء میں قیام تھا آپ نے افق آسمان پر ایک فرشتے کو اسی کیفیت سے دیکھا کہ وہ اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے پکار رہا تھا یا محمد میں جبرائیل ہوں یا محمد میں جبرائیل ہوں (ﷺ)۔

رسول اکرم ﷺ ڈر گئے جب اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے تھے تو برابر ان کو دیکھتے تھے

آپ بہت تیزی کے ساتھ حضرت خدیجہ کے پاس تشریف لائے اور انہیں اس واقعہ سے آگاہ کیا اور فرمایا کہ واللہ مجھے ان بتوں اور کاہنوں کا سا بغض کبھی کسی چیز سے نہیں ہوا میں اندیشہ کرتا ہوں کہ کہیں کاہن نہ ہو جاؤں۔

خدیجہ نے کہا کہ ہرگز نہیں اے میرے چچا کے فرزند یہ نہ کہیے اللہ آپ کے ساتھ ایسا کبھی نہیں کرے گا آپ صلہ رحم کرتے ہیں بات سچ کہتے ہیں اور امانت ادا کرتے ہیں اور آپ اخلاق کریم ہیں

پھر حضرت خدیجہ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور یہ گویا سب سے پہلی مرتبہ اس کے پاس گئیں انہیں اس واقعہ سے خبر دار کیا جو رسول اکرم ﷺ نے بتایا تھا۔

ورقہ نے کہا کہ بخدا تمہارے چچا کے فرزند بے شک سچے ہیں یہ نبوت کی ابتدا ہے بے شک ان کے پاس ناموس اکبر (جبرائیل آئیں گے) تم ان سے کہو کہ اپنے دل میں سوائے نیکی کے اور کوئی بات نہ لائیں

عروہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے خدیجہ میں ایک نور دیکھتا ہوں اور ایک آواز سنتا ہوں اندیشہ ہے کہ میں کاہن نہ ہو جاؤں خدیجہ نے کہا کہ اے فرزند عبداللہ اللہ آپ کے ساتھ ہرگز ایسا نہیں کرے گا آپ سچ بات کہتے ہیں امانت ادا کرتے ہیں اور صلہ رحم کرتے ہیں۔

غالباً ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے خدیجہ میں ایک آواز سنتا ہوں اور ایک نور دیکھتا ہوں ڈرتا ہوں کہ مجھے جنون نہ ہو جائے خدیجہ نے کہا کہ اے فرزند عبداللہ اللہ ایسا نہیں ہے کہ آپ کے ساتھ ایسا کرے۔ وہ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ اگر وہ سچے ہیں تو یہ ناموس موسیٰ کی طرح ناموس (فرشتہ) ہے جس کی آواز وروشنی ہے) وہ میری زندگی میں مبعوث ہو گئے تو میں ان کی حمایت کروں گا اور مدد کروں گا اور ان پر ایمان لاؤں گا۔

نزول قرآن

محمد بن عبادہ بن جعفر سے مروی ہے کہ بعض علماء کو کہتے سنا کہ سب سے پہلے جو وحی نبی علیہ السلام پر نازل ہوئی وہ یہ تھی (**اقرا باسم ربک الذی خلق. خلق الانسان من علق اقرا ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم** جو وحی حرا کے مقام پر نبی علیہ السلام پر نازل ہوئی یہ اس کا ابتدائی حصہ ہے اس کے بعد مشیت الٰہیٰ کے مطابق اس کا آخری حصہ بھی نازل ہوا۔

عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ سب سے پہلے جو سورۃ نبی علیہ السلام پر نازل کی گئی وہ **اقرا باسم ربک الذی خلق** ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب حرا میں رسول اکرم ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو کچھ دن تک یہ کیفیت رہی کہ جبرائیل علیہ السلام نظر نہیں آئے آپ کو شدید غم ہوا کبھی شبیر جاتے تھے کبھی حراء اور یہ ارادہ کرتے تھے کہ اپنے آپ کو اس پر سے گرا دیں رسول اکرم ﷺ انہیں پہاڑوں میں سے کسی کا ارادہ کر رہے تھے کہ آسمان سے ایک آواز سنی رسول اکرم ﷺ آواز کی گرج سے رک گئے سر اٹھایا تو آسمان و زمین کے درمیان جبرائیل ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے نظر آئے جو کہہ رہے تھے کہ اے محمد ﷺ آپ واقعی رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں رسول اکرم ﷺ اس طرح واپس ہوئے کہ اللہ نے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیں اور دل کو مضبوط کر دیا اس کے بعد وحی کا تانتا بندھ گیا۔

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی مریم سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مجھ سے کہا گیا کہ اے محمد آپ کی آنکھ کو سونا چاہیے کان کو سننا چاہیے اور قلب کو یاد الٰہی کرنا چاہیے چنانچہ میری آنکھ سوتی ہے قلب یاد کرتا ہے اور کان

سنتا ہے

شدت وحی ....عبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کو تکلیف ہوتی تھی چہرے کا رنگ بدل جاتا تھا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ پر وحی نازل کی جاتی تھی تو آپ اس کی وجہ سے مدہوشی کی طرح پژمردہ ہوجاتے تھے۔

ابوراوی الدوسی سے مروی ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام پر اس وقت وحی نازل ہوتے دیکھا جب آپ اپنی سواری پر تھے وہ چلاتی تھی اور اپنے ہاتھ پیر سکیڑتی تھی مجھے گمان ہوا کہ اس کی باہیں ٹوٹ جائیں گی اکثر وہ بھڑکتی تھی اپنے ہاتھ کھڑے کرتی تھی یہاں تک کہ آنحضرت کو ثقل وحی سے افاقہ ہوجاتا اور آپ اس سے مثل موتی کی لڑی کے اتر جاتے تھے۔

عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ نے اپنے چچا سے روایت کی ہے کہ انہیں یہ معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس وحی دو طریقے سے آیا کرتی ہے۔

(۱) اسے جبرائیل لاتے ہیں اور مجھے تعلیم کرتے ہیں جس طرح ایک آدمی دوسرے آدمی کو تعلیم دیتا ہے یہ طریقہ جس میں مجھ سے چین چھوٹ جاتا ہے

(۲) میرے پاس جرس کی آواز کی طرح آتی ہے یہاں تک کہ میرے قلب میں رچ جاتی ہے وہ طریقہ ہے جس سے چین نہیں چھوٹتا۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ حارث بن ہشام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کبھی تو وہ میرے پاس جرس کی جھنکار کی سی آواز میں آتی ہے اور وہ مجھ پر سب وحی سے زیادہ سخت ہوتی ہے پھر وہ مجھ سے منقطع ہوجاتی ہے اور مجھے یاد ہوجاتا ہے کبھی فرشتہ میرے لئے شکل بدل لیتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے وہ جو کچھ کہتا ہے میں اسے یاد کرلیتا ہوں

حضرت عائشہ نے کہا کہ میں نے شدید سردی کے زمانے میں آپ پر وحی کو نازل ہوتے ہوئے دیکھا ہے اختتام پر آپ کی پیشانی پر پسینہ ٹپکتا ہوتا تھا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب نبی علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی تھی تو آپ کی شدت محسوس کرتے تھے اسے یاد کرتے تھے اور اپنے لب ہلاتے تھے تا کہ بھول نہ جائیں۔

پھر اللہ نے آپ پر یہ آیت نازل کی لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ (آپ زبان کو حرکت نہ دیجئے کہ اس کے ساتھ عجلت کریں) اس کے ساتھ عجلت کریں کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سیکھنے میں عجلت کریں ان علینا جمعہ وقرآنہ (بے شک اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے یعنی آپ اسے بھول نہیں سکتے یعنی یہ ہمارے ذمہ ہے ہم اسے آپ کے سینے میں اسے جمع کردیں۔

ابن عباس نے کہا کہ قرآنہ کا مطلب ہے کہ آپ اسے پڑھیں گے فاتبع قرآنہ (لہذا آپ ان کے پڑھنے کی پیروی کیجئے) یعنی آپ خاموش رہیے (اور جبرائیل کا پڑھنا سنئے) ان علینا بیانہ یعنی ہمارے ذمہ ہے کہ

ہم اسے آپ کی زبان سے بیان کرادیں گے چنانچہ رسول اکرم ﷺ مطمئن ہو گئے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ اس سے آیت **لاتحرک به لسانک تعجل به ان علینا جمعهو قرآنه** کی تفسیر میں مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نزول وحی سے شدت محسوس کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ اپنے لبوں کو حرکت دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **لاتحرک به لسانک الایته** آپ اس کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دیجئے آپ کے سینے میں اس کا جمع کرانا ہمارے ذمے ہے (جب جمع ہو جائے گا تو) پھر آپ اسے پڑھیں گے۔ **فاذا قراناه فاتبع قرآنه** یعنی اسے سنئے اور خاموش رہیے **ثم ان علینا بیانه** یہ ہمارے ذمہ ہے کہ آپ اسے پڑھیں گے اس کے بعد جب رسول اکرم ﷺ کے پاس جبرائیل امین آتے تھے تھے تو آپ ان کا کلام سنتے تھے جب جبرائیل چلے جاتے تھے تو آپ اسے اسی طرح پڑھتے تھے جس طرح آپ کو پڑھایا جاتا تھا۔

دعوت اسلام

عبدالرحمن بن الاسم نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ کے پاس جو وحی اللہ کی جانب سے آئی ہے اس کی اچھی طرح تبلیغ کریں لوگوں کو احکام الٰہی سے ندا دیں اور انہیں اللہ کی طرف بلائیں آپ ابتدائے نبوت سے تین سال تک خفیہ طور پر دعوت دیتے تھے یہاں تک کہ آپ کو حکم کھلا دعوت دینے کا حکم ہو گیا۔

محمد سے آیت **ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً وقال انني من المسلمين** (اس شخص سے زیادہ اچھے کلام والا کون ہے جو اللہ کی طرف دعوت دے عمل صالح کرے اور کہے کہ میں بھی مسلمان ہوں) کی تفسیر میں مروی ہے کہ وہ رسول اکرم ﷺ ہیں

زہری سے مروی ہے کہ رسول اکرم نے خفیہ و علانیہ اسلام کی طرف دعوت دی نوجوانوں اور کمزوروں میں سے جس کو خدا نے چاہا اللہ کو مانا یہاں تک کہ آپ پر ایمان لانے والوں کی کثرت ہوگئی آپ جو کچھ فرماتے تھے کفار قریش بھی اس کے منکر نہ تھے کہ خاندان عبدالمطلب کا یہ لڑکا آسمان کی باتیں کرتا ہے یہی طریقہ رہا یہاں تک کہ اللہ نے ان کے معبودوں کی ہجو کی جن کی وہ اللہ کے سوا پرستش کیا کرتے تھے ان کے ان بزرگوں کی ہلاکت کا ذکر کیا جو کفر پر مر گئے تھے وہ لوگ رسول اکرم ﷺ سے چوکنا ہو گئے اور آپ کے دشمن ہو گئے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب آیت **وانذر عشیر تک الاقربین** (اور اپنے سب سے زیادہ قریب کے رشتہ داروں کو ڈرایئے) نازل کی گئی تو رسول اکرم ﷺ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور فرمایا کہ اے گروہ قریش۔

قریش نے کہا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کوہ صفا پر چڑھ کر پکارتے ہیں سب لوگ جمع ہو گئے اور کہا کہ اے محمد ﷺ آپ کو کیا ہوا؟

فرمایا کہ اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ ایک لشکر اس پہاڑ کی جڑ میں ہے تو کیا تم لوگ میری تصدیق کرو گے

لوگوں نے کہا کہ جی ہاں آپ ہمارے نزدیک غیر متہم ہیں (آپ پر کبھی کوئی تہمت کذب کی بھی نہیں لائی گئی) اور ہم نے کبھی آپ کے کذب کا تجربہ نہیں کیا۔

آپ نے کہا کہ میں ایک عذاب شدید سے تمہیں ڈرانے والا ہوں اے بنی عبدالمطلب اے بنی عبد مناف اے بنی زہرہ (یہاں تک کہ آپ نے قبیلہ قریش کی تمام شاخوں کو گن ڈالا) اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے

سب سے زیادہ قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤں اور میں نہ تو دنیا کی تمہاری کسی منفعت پرادر ہوں نہ آخرت کے کسی حصے پر سوائے اس کے تم لا الہ الا اللہ کہو۔

ابولہب کہنے لگے کہ **تبالک سائر الیوم الھذا جمعتنا** (دن بھر آپ کی بربادی ہو کیا اسی لئے آپ نے ہمیں جمع کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پورا سورۃ تبت یدا ابی لہب نازل فرمائی۔ ابولہب کے ہی دونوں ہاتھ تباہ ہو گئے۔

یعقوب بن عتبہ سے مروی ہے کہ جب رسول ﷺ اور آپ کے اصحاب نے مکہ میں اسلام کو ظاہر کیا بعض نے بعض کو دعوت دی ابو بکر ایک کنارے خفیہ طور پر دعوت دیتے تھے سعید بن زید بھی اسی طرح کیا کرتے تھے عثمان بھی اسی طرح کے کرتے تھے عمر اعلانیہ دعوت دیتے تھے حمزہ بن عبدالمطلب وابوعبیدہ بن الجراح بھی۔

قریش اس سے سخت غصہ ہوئے رسول اکرم ﷺ کے لئے حسد و بغاوت کا ظہور ہوا بعض لوگ آپ کی بدگوئی کیا کرتے تھے وہ کھلم کھلا آپ سے عداوت کیا کرتے تھے دوسرے لوگ پوشیدہ رہتے تھے حالانکہ وہ بھی اسی (عداوت وحسد کی) رائے پر تھے مگر وہ لوگ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ عداوت کرنے اور اس کا بیڑا اٹھانے سے اپنی برات کرتے تھے۔

رسول اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب سے عداوت و دشمنی رکھنے والے جھگڑے اور فساد کے خواں یہ لوگ تھے

1 ابوجہل بن ہشام
2 ابولہب بن عبدالمطلب
3 اسود بن عبد یغوث
4 حارث بن قیس جس کی ماں کا نام غیطا تھا
5 لید بن المغیرہ
6 امیہ
7 ابی فرزندان خلف
8 ابوقیس بن الفاکہ بن المغیرہ
9 نصر بن الحارث
10 منبہ بن الحجاج
11 عاص بن وائل
12 زہیر بن ابی امیہ
13 سائب بن صیفی بن عابد
14 اسود بن عبدالاسد
15 عاص بن سعید بن العاص
16 عقبہ بن ابی معیط
17 ابن الصدیٔ الہذلی جس کو اروی (بنت عبدالمطلب) نے نکال دیا تھا۔
18 حکم بن ابی العاص
19 عدی بن الحمراء

یہ اس لئے کہ یہ سب قریش کے ہمسایہ تھے۔ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جن کی عداوت انتہا کو پہنچی ہوئی تھی وہ ابوجہل وابولہب وعقبہ بن ابی معیط تھے عتبہ وشیبہ فرزندان ربیعہ وابوسفیان بن حرب بھی اہل عداوت تھے مگر یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کی بدگوئی نہیں کرتے تھے یہ لوگ عداوت میں مثل قریش تھے۔ سوائے ابوسفیان اور حکم کے ان میں سے کوئی اسلام نہیں لایا۔

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میں دو پڑوسیوں کے شر کے درمیان تھا ابولہب و عقبہ بن ابی معیط دونوں پاخانہ لاتے تھے اور میرے دروازے پر ڈالتے تھے بعض مرتبہ ایسی ناپاک چیزیں ہوتی تھیں جو لوگ پھینک دیتے تھے میرے دروازے پر ڈال جاتے تھے رسول اکرم ﷺ باہر تشریف لاتے اور فرماتے اے بنی عبد مناف یہ کون سا حق ہمسائیگی ہے پھر اسے راستے میں ڈال دیتے تھے۔

قریش کا ابوطالب کے پاس جانا

......عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر العذری وغیرہ سے مروی ہے کہ جب قریش نے اسلام کا ظہور اور مسلمانوں کو کعبہ کے گرد بیٹھنا دیکھا تو وہ حیران ہو گئے ابوطالب کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ آپ ہمارے بزرگ اور ہم لوگوں میں افضل ہیں ان بے وقوفوں نے آپ کے بھتیجے کے ساتھ ہو کر جو کچھ کیا ہے وہ بھی آپ نے دیکھا ہے مثلاً ہمارے معبودوں کو ترک کر دینا اور ان کا ہم پر طعنہ زنی کرنا اور ہمارے نوجوانوں کو احمق وغیرہ کہنا)

یہ قریش کے لوگ عمارہ بن الولید المغیرہ کو بھی اپنے ہمراہ لائے تھے لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس ایسے شخص کو لائے ہیں جو نسب و جمال و بہادری اور شعر گوئی میں جوان قریش ہے اسے آپ کے حوالے کرتے ہیں تا کہ اس کی مدد و میراث آپ کے لئے ہو آپ اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دیں تا کہ ہم اسے قتل کر دیں یہ طریقہ خاندان کو ملانے والا اور انجام کار کے اعتبار سے بہترین ہوگا۔

ابوطالب نے کہا کہ واللہ تم لوگوں نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا تم مجھے اپنا بیٹا دیتے ہو تا کہ میں تمہارے لئے اسے پرورش کروں اور تمہیں اپنا بھتیجا دے دوں تا کہ تم اسے قتل کر دو یہ تو انصاف نہیں ہوا تم لوگ مجھ سے غریب وذلیل کا سودا کرتے ہو۔

ان لوگوں نے کہا کہ آنحضرت کو بلا بھیجو تا کہ ہم فیصلہ وانصاف انہیں کے سپرد کر دیں ابوطالب نے آپ کو بلا بھیجا رسول اکرم ﷺ تشریف لائے ابوطالب نے کہا کہ اے میرے بھتیجے یہ لوگ آپ کے چچا اور آپ کی قوم کے شرفاء ہیں اور آپ سے فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ کہو میں سنوں گا۔ ان لوگوں نے کہا کہ آپ ہمارے معبودوں کو چھوڑ دیجئے اور ہم لوگ آپ کو اور آپ کے معبود کو چھوڑ دیں گے ابوطالب نے کہا کہ قوم نے آپ کے ساتھ انصاف کیا لہذا آپ ان کے فیصلے کو قبول کر لیجئے

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں کی رائے ہے کہ اگر میں تمہیں یہ قول دے دوں تو تم بھی ایک ایسے کلمے کا قول دو گے کہ اس کی وجہ سے تم سارے عرب کے مالک بن جاؤ گے اور عجم بھی تمہارے لئے اسی کو دین بنائے گا

ابوجہل نے کہا کہ یہ کلمہ تو بہت ہی نفع مند ہے آپ کے والد کی قسم ہم اس کے سے اس کلموں کو ضرور کہیں گے

آپ نے فرمایا کی لا الہ الا اللہ کہو وہ لوگ سخت ناخوش ہوئے اور یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے کہ

اپنے معبودوں پر سختی کے ساتھ جمے رہو یہی چیز مقصود و مراد ہے

کہا جاتا ہے کہ یہ کہنے والا (بجائے ابوجہل کے) وقبہ بن ابی معیط تھا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم ان کے پاس دوبارہ کبھی نہیں آئیں گے اس سے بہتر کوئی بات نہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو دھوکے کے ساتھ قتل کر دیا جائے

جب یہ شب گزری دوسرے دن کی شام ہوئی تو رسول اکرم ﷺ گم ہو گئے ابوطالب آپ کے چچا قیامگاہ پر آئے مگر آپ کو نہ پایا اندیشہ ہوا کہ خدانخواستہ کہیں قریش نے آپ کو قتل تو نہیں کر دیا۔

ابوطالب نے بنی ہاشم و بنی مطلب کے نوجوانوں کو جمع کیا اور کہا کہ تم میں سے ہر شخص کو ایک ایک تیز تلوار لے کر میری پیروی کرنا چاہیے جب میں مسجد حرام میں داخل ہوں تو تم میں ہر نوجوان کو چاہیے کہ وہ کسی بڑے سردار کے پاس بیٹھے جن میں ابوجہل بھی ہو کیونکہ اگر محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے ہیں تو ابوجہل شر سے جدا نہیں یعنی وہ بھی اس میں شریک ہوگا نوجوانوں نے کہا کہ ہم کریں گے۔

زید بن حارثہ آئے تو انہوں نے ابوطالب کو اسی حال پر پایا ابوطالب نے کہا کہ اے زید تم نے میرے بھتیجے کا پتہ پایا انہوں نے کہا کہ جی ہاں میں تو ابھی ان کے ساتھ تھا ابوطالب نے کہا کہ تاوقتیکہ میں انہیں دیکھ نہ لوں اپنے گھر نہ جاؤں گا۔ زید تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے یہاں تک رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے آپ کوہ صفا پر ایک مکان میں تھے اور ساتھ اصحاب بھی تھے جو باہم باتیں کر رہے تھے زید نے۔ آپ کو یہ واقعہ بتایا۔

رسول اکرم ﷺ ابوطالب کے پاس آئے انہوں نے کہا کہ اے میرے بھتیجے کہاں تھے اچھی طرح تو تھے فرمایا کہ جی ہاں انہوں نے کہا کہ اپنے گھر جائیے۔

رسول اکرم ﷺ اندر تشریف لے گئے صبح ہوئی تو حضرت ابوطالب رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر مجالیس قریش میں کھڑا کر دیا ابوطالب کے ساتھ ہاشمی و مطلبی نوجوان بھی تھے۔

ابوطالب نے کہا کہ، اے گروہ قریش تمہیں معلوم ہے کہ میں نے کس بات کا قصد کیا تھا ان لوگوں نے کہا کہ نہیں ابوطالب نے انہیں واقعہ بتایا اور نوجوانوں سے کہا کہ جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں ہے اسے کھول دو ان لوگوں نے کھولا تو ہر شخص کے ہاتھ میں تلوار تھی۔

ابوطالب نے کہا کہ واللہ اگر تم لوگ محمد ﷺ کو قتل کر دیتے تو میں تم میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑتا یہاں تک کہ ہم تم دونوں آپس میں فنا ہو جاتے ساری قوم بھاگی اور ان میں سب سے تیز بھاگنے والا ابوجہل تھا۔

ہجرت حبشہ اول...... زہری سے مروی ہے کہ جب مسلمانوں کی کثرت ہوگئی ایمان ظاہر ہو گیا اور اس کا چرچا ہونے لگا تو کفار قریش کے بہت سے لوگوں نے اپنے قبیلے کے مؤمنین پر حملہ کر دیا ان پر عذاب کیا قید کر دیا اور انہیں ان کے دین سے برگشتہ کرنا چاہا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم روئے زمین پر منتشر ہو جاؤ عرض کی کہ یارسول اللہ کہاں جائیں فرمایا یہاں آپ نے حبشہ افریقہ کی جانب اشارہ فرمایا آپ کا سب سے زیادہ پسندیدہ ملک تھا جس کی جانب ہجرت کی جاتی۔

مسلمانوں کی کافی تعداد نے ہجرت کی ان میں بعض وہ بھی تھے جو اپنے ہمراہ اپنے متعلقین کو بھی لے گئے اور بعض وہ بھی تھے جو خود ہی گئے یہاں تک کہ ملک حبشہ میں آئے۔

حارث بن الفضیل سے مروی ہے کہ مسلمان خفیہ طور پر روانہ ہوئے وہ گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں یہ لوگ شعیبہ پہنچے ان میں سوار بھی تھے پیادہ بھی تھے جس وقت مسلمان ساحل تک آئے تو اللہ نے تجار کی دو کشتیوں کو ساتھ ساتھ پہنچا دیا انہوں نے ان مہاجرین کو نصف دینار کے عوض حبشہ تک سوار کر لیا۔

ان لوگوں کی روانگی رسول اکرم ﷺ کی نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں ہوئی تھی۔ قریش بھی ان لوگوں کے پیچھے پیچھے چلے جب سمندر کے مقام پر آئے جہاں مہاجرین سوار ہوئے تھے تو ان میں سے کسی کو بھی نہیں پایا۔

مہاجرین نے کہا کہ ہم لوگ ملک حبشہ میں آ گئے وہاں ہم بہترین ہمسائے کے پڑوس میں رہے ہمیں اپنے دین پر امن مل گیا ہم اس طرح اللہ کی عبادت کی کہ نہ ایذا دی گئی اور نہ ہم نے کوئی ایسی بات سنی جو ناگوار ہو۔

محمد بن یحیٰی بن حبان سے مروی ہے کہ اس جماعت مہاجرین کے مردوں اور عورتوں کے نام یہ ہیں۔

عثمان بن عفان جن کے ہمراہ ان کی بیوہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں

ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ جن کے ہمراہ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو بھی تھیں

زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد

مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار

عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدالحارث بن زہرہ

ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن مخزوم جن کے ہمراہ ان کی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بھی تھیں۔

عثمان بن مظعون الجمحی۔ عامر بن ربیعہ العنزی جو بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے اور ان کے ہمراہ ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ بھی تھیں

ابوسبرہ بن ابی رحم بن عبدالعزیٰ العامری

وحاطب بن عمرو بن عبد شمس

وسہیل بن بیضاء جو بنی الحارث بن فہر میں سے تھے

عبداللہ بن مسعود جو حلیف بنی زہرہ تھے۔

حبشہ سے اصحاب کی واپسی کا سبب

...... المطلب بن عبداللہ بن خطب س مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب قوم کا بار رہنا دیکھا تو آپ تنہا بیٹھے اور تمنا ظاہر فرمائی کی کاش مجھ پر کوئی ایسی وحی نازل نہ ہوتی جو کفار کو مجھ سے بیزار کرتی رسول اکرم ﷺ اپنی قوم میں متقرب اور ان کے نزدیک ہو گئے وہ لوگ آپ کے نزدیک ہو گئے۔

ایک روز انہیں مجالس میں سے کسی میں بیٹھے اور آپ نے ان لوگوں کو یہ پڑھ کر سنایا والنجم اذا ھوی جب افرأیتم الات و العزی ومناۃ الثالثۃ الاخری تک شیطان نے آپ کی زبان پر یہ دو کلمات بھی ڈال دیئے تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجی یہ تصاویر (بت) بلند مرتبہ ہیں اور بے شک ان کی شفاعت کی توقع کی جاتی ہے

رسول اکرم ﷺ نے یہ کلمات ادا فرمائے آپ آگے بڑھے اور پوری سورۃ پڑھ گئی اور سجدہ کیا ساری قوم مشرکین نے بھی سجدہ کیا ولید بن مغیرہ نے مٹی اپنی پیشانی تک اٹھائی اور اس پر سجدہ کیا وہ بہت بوڑھا تھا سجدہ کرنے پر قادر نہ تھا۔

کہا جاتا ہے کہ جس نے مٹی ڈالی اور سجدہ کیا اور پیشانی تک اٹھایا وہ ابو اصیحہ سعید بن العاص تھا وہ بہت بوڑھا تھا بعض کہتے ہیں کہ جس نے مٹی اٹھائی وہ ولید تھا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ابو اصیحہ تھا دوسرے کہتے ہیں کہ ان دونوں نے یہی کیا تھا۔

رسول اکرم ﷺ نے جو ارشاد فرمایا اس سے سب لوگ خوش ہو گئے اور کہا کہ ہم ﷺ کو جانتے ہیں کہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور وہ ہی مارتا ہے وہی پیدا کرتا ہے وہی رزق دیتا ہے لیکن ہمارے معبود اس کے ہاں ہماری سفارش کرتے ہیں جب آپ نے بھی ان معبودوں کا ایک حصہ مقرر کر دیا ہے (کہ انہیں فاعل نہ مانا صرف شفیع مانا) تو ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ ہیں

رسول اکرم ﷺ کو ان لوگوں کا یہ کہا ہوا بہت ہی گراں معلوم ہوا کیونکہ دراصل آپ نے یہ کلمات ادا ہی نہ فرمائے تھے یہ محض راوی کا سہو ہے البتہ یہ سن کر شیطان نے آپ کی آواز میں آواز ملا کر یہ کلمات ادا کر دیئے ہوں اس سورۃ کے شروع میں وما ینطق عن الھوی ان ھوا الاوحی یوحی موجود ہے کہ آپ کی زبان مبارک سے وحی کے ساتھ غیر وحی نکل ہی نہیں سکتی پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ شیطان کی زبان کو آپ کی زبان پر قابو مل جائے خدانخواستہ ایسا ہو تو تو پھر آپ کی تمام وحی میں شیطانی کلمات کی آمیزش کا شبہ ہوسکتا ہے

آپ بیت اللہ میں بیٹھ گئے شام ہوئی تو جبرائیل امین آئے آپ نے ان سے اس سورۃ کا دور کیا جبرائیل نے کہا کہ کیا میں آپ کے پاس یہ دو کلمات بھی لایا تھا

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اللہ پر وہ بات کہہ دی جو اس نے نہیں کہی تھی (یہ بھی محض وہم راوی ہے) قرآن میں صاف صاف مذکور ہے آنحضرت ﷺ اللہ کی طرف سے کوئی بات بغیر اس کے نہیں کہہ سکتے (ولی تقول بعض)۔

پھر اللہ نے آپ کو یہ وحی بھیجی جس میں یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ آنحضرت ﷺ تو اپنی طرف سے ہرگز وحی بنا ہی نہیں سکتے کوئی اور شخص بھی اس کا وہم و وسوسہ نہ کرے)

وان کادوالیفتنو نک عن الذی او حناالیک لتفتریٰ علینا غیرہ واذالا تخذوک خلیلا انی قولہ ثم لاتجدلک عبنا نصیر ا (اگر چہ قریب ہے کہ یہ لوگ جو وحی ہم نے آپ پر بھیجی ہے اس سے آپ کو باز رکھیں تاکہ آپ اس وحی کے خلاف ہم پر بہتان باندھیں اور اس وقت یہ لوگ آپ کو دوست بنالیں وغیرہ وغیرہ پھر آپ (ایسا واقع ہونے پر) ہمارے خلاف اپنا کوئی مددگار نہ پائیں گے۔ یہ آیت خود بتاتی ہے کہ ایسا واقعہ ہوا نہیں بلکہ مشرکین کی خواہش تھی کہ ایسا ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی یہ آیت نازل کر کے ان کی امید باطل پر پانی پھیر دیا۔

ابو بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام سے مروی ہے کہ اس سجدہ کی خبر لوگوں میں اتنی شائع ہوئی کہ ملک حبشہ تک پہنچ گئی۔ رسول اللہ کے اصحاب کو جب یہ معلوم ہوا تو کہ اہل مکہ نے سجدہ کیا اور اسلام لائے ولید بن مغیرہ

اور ابواحیہ نے بھی حضور ﷺ کے پیچھے سجدہ کیا اس جماعت مہاجرین نے کہا کہ جب یہی لوگ اسلام آئے تو اب مکہ میں کون رہ گیا ہے ہمیں قبائل اہل حبشہ زیادہ محبوب ہیں۔

یہ لوگ واپسی کے ارادے سے روانہ ہوئے جب مکہ کے اسی دن کے ایک گھنٹے راہ پر تھے تو ان کی ملاقات بنی کنانہ کے چند شتر سواروں سے ہوئی قریش اور ان کا حال دریافت کیا تو شتر سواروں نے کہا کہ محمد ﷺ نے ان کے معبودوں کا خیر کے ساتھ ذکر کیا یہ گروہ ان کا پیرو ہو گیا پھر آپ ﷺ ان کے معبودوں سے برگشتہ ہو گئے تو وہ لوگ بھی ان کے ساتھ شر کرنے لگے ہم نے ان لوگوں کو اسی حالت پر چھوڑا ہے اس جماعت نے ملک حبشہ کی واپسی کے بارے میں مشورہ کیا قرار پایا کہ اب تو پہنچ گئے دیکھیں تو قریش کس حال میں ہیں جو شخص اپنے اعزہ سے تجدید ملاقات کرنا چاہتا ہے تو کرلے پھر واپس آئے۔ ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ سوائے ابن مسعود کے جو تھوڑی دیر کے بعد (بیرون مکہ ٹھہر کر) ملک حبشہ واپس ہو گئے اور سب لوگ مکہ میں داخل ہو گئے اور جو شخص داخل ہوا وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ داخل ہوا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ لوگ جب رجب ۵ نبوی میں مکے سے نکلے تھے شعبان و رمضان میں (ملک حبشہ میں) مقیم رہے اور سجدے کا واقعہ رمضان میں ہوا تھا اور یہ لوگ شوال ۵ نبوی میں آئے تھے۔

ہجرت حبشہ ثانی...... عبدالرحمٰن بن سالبط وغیرہ سے مروی ہے کہ جب اصحاب نبی ﷺ پہلی ہجرت سے مکے میں گئے تو ان کی قوم نے سختی کیا اور ان کے خاندانوں پر حملہ کیا اور ان کو سخت اذیت کا سامنا کرنا پڑا۔

رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ ملک حبشہ کی روانگی کی اجازت مرحمت فرمائی اس بار روانگی سے پہلے سے بہت زیادہ دشوار تھی قریش کی طرف سے انتہائی سختی سے دوچار ہونا پڑا اور سخت اذیت پہنچی قریش کو جب نجاشی کا ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا معلوم ہوا تو سخت ناگوار گزرا۔

عثمان بن عفان نے کہا کہ یا رسول اللہ نجاشی کے پاس ہماری پہلی ہجرت اور یہ دوسری ہجرت اس طرح ہوئی کہ آپ ہمارے ہمراہ نہیں تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اللہ کی طرف میری طرف سے ہجرت کرنے والے ہو تمہیں ان دونوں ہجرتوں کا ثواب ہوگا حضرت عثمان نے کہا کہ یا رسول اللہ بس ہمیں اتنا ہی کافی ہے

ہجرت کرنے والوں مردوں کی تعداد تراسی تھی اور عورتوں گیارہ تھیں قریشی ساتھ بیرونی ان مہاجرین نے ملک حبشہ میں نجاشی کے ہاں اچھا برتاؤ میں قیام کیا۔

جب ان لوگوں نے رسول اکرم ﷺ کی ہجرت فرمانے کی خبر سنی تو تینتیس مرد اور آٹھ عورتیں واپس آ گئیں دو مرد مکہ مکرمہ میں ہی وفات پا گئے اور سات آدمی قید کر لئے گئے اور چوبیس بدر میں حاضر ہوئے۔

۷ ھ میں ربیع الاول کا مہینہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کو ایک فرمان تحریر فرمایا جس میں اسلام کی دعوت دی تھی عمرو بن امیہ الضمری کے ہمراہ روانہ کیا۔

فرمان سن کر نجاشی اسلام لایا اور کہا کہ اگر میں حاضر خدمت ہونے پر قادر ہوتا تو ضرور حاضر ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے تحریر فرمایا کہ وہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب کا آپ سے نکاح کر دیں جو اپنے شوہر عبیداللہ بن جحش کے ہمراہ ان لوگوں کے ہمراہ تھیں جنہوں نے ملک حبشہ میں ہجرت کی تھی عبیداللہ وہاں نصرانی بن گیا اور مر گیا۔

نجاشی ان کا نکاح آنحضرتؐ کے ساتھ کر دیا۔ اور آپ کی طرف سے چار سو دینار مہر کے دیئے۔ جو شخص ام حبیبہ کے ولی نکاح ہوئے وہ خالد بن سعید العاص تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کو تحریر فرمایا کہ آپ کے اصحاب میں جو لوگ ان کے پاس باقی ہیں انہیں آپ کے پاس بھیجیں اور سوار کرادیں۔

بہ تعمیل ارشاد نبویؐ نجاشی نے مہاجرین کو عمرو بن امیہ الضمری کے ساتھ دو کشتیوں میں سوار کر دیا یہ لوگ سال بولو پر جس کا نام الجار بھی ہے لنگر انداز ہوئے۔ سواریاں کرائے پر لیں مدینہ مبارک آئے۔ معلوم ہوا کہ حضورؐ خیبر میں تشریف فرما ہیں۔ آپؐ کے پاس روانہ ہو گئے۔

بارگاہ رسالتؐ میں پہنچے تو خیبر فتح ہو چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے گفتگو فرمائی کہ ان لوگوں کو بھی اپنے (مال غنیمت کے) حصوں میں شریک کرلیں۔ اس حکم کی تعمیل سب نے کی۔

رسول اللہ ﷺ اور بنی ہاشم کی محصوری شعب میں

......ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب قریش کو جعفر اور ان کے ہمراہیوں کے ساتھ نجاشی کا اکرام والطاف معلوم ہوا تو بہت گراں گزرا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب پر بہت غصہ ہوئے۔ اور آپؐ کے قتل پر اتفاق کیا اور بنی ہاشم کے خلاف ایک عہد نامہ لکھا کہ نہ تو ان سے شادہ بیاہ، خرید و فروخت کریں گے اور نہ میل جول رکھیں گے۔

جس نے یہ عہد نامہ لکھا وہ منصور بن عکرمہ العبدری تھا۔ کہ اس کا ہاتھ شل ہو گیا انھوں نے اسی عہد نامہ کو کعبہ کے بیچ میں لٹکا دیا۔ بعض اہل علم کی رائے میں وہ عہد نامہ ام الجلاس بنی محزبتہ الحنطلیہ کے پاس رہا جو ابو جہل کی خالہ تھی۔

محرم ۷ نبوی کی چاند رات کو شعب ابی طالب میں بنی ہاشم کا محاصرہ کر لیا گیا۔ بنی المطلب بن عبد مناف بھی شعب ابی طالب میں بھاگ آئے۔ ابولہب نکل کر قریش سے جاملا۔ اس نے بنی ہاشم و بنی المطلب کے خلاف قریش کو قوت پہنچائی۔

قریش نے ان لوگوں کا غلہ اور ضروری اشیاء بند کر دیں۔ (بنی ہزم) موسم حج کے سوا نے نکلتے تھے۔ ان پر سخت مصیبت آ گئی۔ شعب سے بچوں کے رونے کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ بعض قریش تو اس سے خوش ہوتے تھے۔ اور بعض کو ناگوار ہوتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ منصور بن عکرمہ (عہد نامہ نویس) پر جو مصیبت آئی اسے دیکھو۔ تین سال تک یہ لوگ شعب میں مقیم رہے۔ اللہ نے ان کے عہد نامہ کی حالت پر اپنے رسول کو مطلع فرمایا کہ دیمک نے ظلم و جوار والے مضمون کو کھالیا۔ جو اللہ کا ذکر تھا رہ گیا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ قریش نے اپنے اور رسول ال کے درمیان ایک عہد نامہ لکھا تھا اور اس تین مہریں لگائی تھیں۔ اللہ عزوجل نے اس پر دیمک کو مسلط کر دیا جو سوائے اللہ عزوجل کے نام کے سب کھا گئی

محمد بن عکرمہ سے مروی ہے کہ قریش نے سوائے باسمک اللّٰھم کے عہد نامہ کی ہر چیز کھا گئی۔ قریش کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ وہ عہد نامہ ان کے دادا کے پاس تھا۔ ہر چیز جو عدم تعاون کے متعلق تھی کھالی گئی سوائے "باسمک اللّٰھم" کے۔ حضرت ﷺ نے ابو طالبؓ سے اس کا ذکر کیا ابو طالب نے اپنے بھائیوں سے بیان کیا اور سب لوگ مسجد الحرام گئے۔

ابو طالب نے کفار قریش سے کہا میرے بھتیجے نے خبر دی ہے اور انہوں نے ہرگز مجھ سے غلط نہیں کہا ہے۔ کہ اللہ نے تمہارے عہد نامہ پر دیمک کو مسلط کر دیا جو مضمون ظلم و جور اور قطع رحم کا تھا اس نے کھالیا وہی مضمون باقی رہ گیا ہے۔ جس میں اللہ کا ذکر ہے۔ اگر میرے بھتیجے سچے ہیں تو تم لوگ اپنی برائی سے باز آ جاؤ اور اگر وہ غلط کہتے ہیں تو میں انہیں تمہارے حوالے کر دوں گا۔ تم انہیں قتل کرنا یا زندہ رکھنا۔

لوگوں نے جواب دیا کہ تم نے ہم سے انصاف کیا۔ عہد نامہ منگا بھیجا کھولا تو اتفاق سے اسی طرح تھا۔ جیسا کہ رسولؐ نے فرمایا تھا۔ لوگ حیران ہو کر سرنگوں ہو گئے۔

ابو طالب نے کہا ہم لوگ کب تک مقید و محصور رہیں گے۔ حالانکہ معاملے کی حقیقت ظاہر ہو گئی ہے۔ یہ کہا اور ساتھیوں کے ساتھ کعبہ کے اندر گئے وہاں ابو طالب نے کہا اے اللہ ہماری مدد کر اس شخص سے جو ہم پر ظلم کرے۔ ہم سے قطع رحم کرے ہماری جو چیزیں اس پر حرام ہیں اس حلال سمجھے لوگ شعب کو واپس آ گئے۔

قریش نے جو برتاؤ بنی ہاشم کے ساتھ کیا تھا اس پر ان کے کچھ لوگ باہم ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے یہ مطعم بن عدی اور عدی بن قیس و زمعہ بن الاسود و ابوالبختری بن ہاشم و زہیر بن امیہ تھے۔ ان لوگوں نے ہتھیار پہلے بنی ہاشم و بنی المطلب کے پاس گئے۔ اور کہا کہ اپنے اپنے مکانات کو روانہ ہو جائیں۔ ان لوگوں نے یہی کیا۔

قریش نے یہ دیکھا تو حیران ہو گئے۔ اور سمجھ گئے کہ ہرگز ان لوگوں کو بے یار و مددگار نہ کر سکیں گے۔ شعب سے ان کی روانگی ۱۰ نبوی میں ہوئی تھی۔ محمد بن طائی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ اعزہ شعب میں دو سال رہے۔ کم نے کہا کم از کم تین سال ہے۔

طائف کا سفر

............عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر وغیرہ وغیرہ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب و خدیجہ بنت خویلد کی وفات ہو گی ان دونوں کی وفات کے درمیان ایک ماہ پانچ دن کا فصل تھا۔ رسول اللہ ﷺ پر دو مصیبتیں جمع ہو گئیں۔ آپ گھر ہی میں رہنے لگے اور باہر نکلنا کم کر دیا۔ قریش کو وہ کامیابی حاصل ہو گئی جو اب تک حاصل نہ ہوئی تھی۔ اور نہ انہیں توقع تھی۔

ابولہب کو معلوم ہوا تو آپ کے پاس آیا اور کہا اے محمد (ﷺ) آپ جہاں چاہتے ہیں جائیے جو کام آپ ابو طالب کی زندگی میں کرتے تھے کیجئے۔ لات کی قسم جب تک میں زندہ ہوں کسی کو آپ تک رسائی نہ ہو گی۔

ابن الغیطلہ نے نبی ﷺ کو برا بھلا کہا تھا۔ ابولہب اس کے پاس آیا اور اسے برا بھلا کہا تو وہ چلاتا ہوا بھاگا کہ اے گروہ قریش ابو عتبہ (ابولہب) بے دین ہو گیا۔ قریش آ گئے اور ابولہب کے پاس کھڑے ہو گئے۔ ابولہب نے کہا میرا دین عبدالمطلب کو ترک نہیں کیا۔ مگر میں ظلم سے اپنے بھتیجے کی حفاظت کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ جس کام کا ارادہ کرتے ہیں۔ اس کے چلے جائیں۔ قریش نے کہا تم نے اچھا کیا۔ خوب کیا اور صلہ رحم کیا۔

رسولؐ اللہ چند روز اسی حالت میں رہے۔ آپ جاتے تھے آتے تھے اور قریش میں کوئی شخص روک ٹوک نہ کرتا تھا۔ یہ لوگ ابولہب سے ڈر گئے تھے۔ ایک روز عقبہ بن ابی معیط اور ابوجہل بن ہشام ابولہب کے پاس آئے۔ اور کہا کہ تمہارے بھتیجے نے تمہیں یہ بھی بتایا (کہ خدا کے یہاں) تمہارے والد کا ٹھکانا کہاں ہے۔

ابولہب نے آپ سے پوچھا (کہ محمد ﷺ) عبدالمطلب کا ٹھکانا کہاں ہے؟

اپنی ہی کی قوم کے ساتھ، ابولہب نکل کر ان دونوں کے پاس گیا۔ اور کہا کہ میں نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اپنی ہی قوم کے ساتھ۔

ان دونوں نے کہا آنحضرتؐ کا یہ گمان ہے کہ وہ دوزخ میں ہیں۔

ابولہب نے کہا اے محمد (ﷺ) کیا عبدالمطلب دوزخ میں جائیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور وہ بھی اس دین پر مرے جس پر عبدالمطلب مرے۔

ابولہب نے کہا واللہ میں ہمیشہ آپ کا دشمن رہوں گا۔ آپ کا یہ گمان ہے کہ عبدالمطلب دوزخ میں ہیں اس نے اور تمام قریش مکہ نے آپ پر سختیاں شروع کر دیں۔

محمد بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ ابوطالب کی وفات ہوگئی۔ تو قریش نے آپؐ پر دست درازی شروع کر دی۔ وہ آپؐ پر جری و گستاخ ہوگئے۔ آپؐ طائف چلے گئے۔ ہمراہ زید بن حارثہ بھی تھے۔

یہ روانگی شوال کے کچھ دن باقی تھے کہ سنہ ۱۰ نبوی میں ہوئی۔

محمد بن عمر نے ایک دوسری سند میں سے بیان کیا ہے کہ آپؐ دس دن تک طائف میں رہے۔ اشراف میں کوئی ایسا نہ تھا جس کے پاس آپؐ نہ جاتے اور گفتگو کرتے نہ کرتے مگر ان لوگوں نے آپؐ کی دعوت قبول نہ کی۔ انہیں اپنے نوجوانوں پر (قبول دعوت کا) اندیشہ ہوا تو کہا: اے محمد (ﷺ) آپؐ ہمارے شہر سے چلے جائیے۔ اور وہاں رہیے جہاں آپؐ کی دعوت قبول کر لی گئی ہو۔

احمقوں کو آپؐ کے خلاف بھڑکا دیا وہ آپؐ کو پتھر مارنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ کے دونوں قدموں سے خون بہنے لگا۔ زید بن حارثہ آپؐ کو بچا کر اپنے اوپر روکتے تھے۔ مگر بے سود ان سر میں بھی متعدد زخم آئے۔

رسول اللہ ﷺ طائف سے واپس ہوئے۔ آپؐ رنجیدہ تھے۔ کہ نہ تو کسی مرد نے آپ کی دعوت قبول کی اور نہ کسی عورت نے، جب آپؐ مقام نخلہ میں اترے تورات کی نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے۔ جنوں کا ایک گروہ آپ کی طرف پھیر دیا گیا جن میں سے سات شخص اہل نصیبین میں سے تھے۔ انہوں نے آپؐ کی قراءت سنی آپؐ سورہ جن پڑھ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو ان لوگوں کی خبر نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن اور جب ہم نے جنوں کے ایک گروہ کو آپ کی طرف پھیر دیا جو قرآن سنتے تھے) چنانچہ یہ وہی لوگ تھے۔ جو نخلہ میں آپ کی طرف پھیر دیئے گئے تھے۔ آپؐ نے نخلہ میں چند روز قیام کیا زید بن حارثہ نے عرض کیا کہ آپ کیونکر قریش میں جائیے گا۔ انہوں نے کہا تو آپؐ کو نکال دیا ہے

فرمایا اے زید تم جو کچھ دیکھتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو کشائش اور راہ بنانے والا ہے اور بے شک اللہ اپنے دین کا مددگار ہے۔ اور اپنے نبی کو غالب کرنے والا ہے۔ آپؐ حرا تک پہنچے قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص سے مطعم بن عدی کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تمہارے پڑوس میں داخل ہوسکتا ہوں۔؟ انہوں نے کہا جی ہاں فوراً اپنے لڑکے کو بلایا اور کہا کہ ہتھیار پہن کر بیت اللہ کی دیواروں کے پاس رہو۔ میں محمد (ﷺ) کو پناہ دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے آپؐ کے ہمراہ زید بن حارثہ بھی تھے۔ یہاں تک کہ آپ مسجد الحرام میں پہنچ گئے۔

مطعم بن عدی اپنی سواری پر کھڑے ہوئے اور ندا دی کہ اے گروہ قریش میں نے محمد ﷺ کو پناہ دی

ہے لہذا تم میں سے کوئی شخص ان پر حملہ نہ کرے۔رسول اللہ ﷺ حجر اسود تک گئے اسے بوسہ دیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے مکان میں واپس آئے۔مطعم بن عدی اور ان کے لڑکے آپؐ کے گرد حلقہ کئے ہوئے تھے۔

معراج نبویؐ ...... ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے درخواست کیا کرتے تھے کہ وہ آپ کو جنت دکھائے ہجرت سے اٹھارہ مہینے قبل جب ۱۷ رمضان یوم شنبہ کی شب ہوئی اور رسول اللہ ﷺ اپنے مکان میں تنہا سو رہے تھے۔تو جبرئیلؑ و میکائیل آپؐ کے پاس آئے اور کہا کہ وہاں چلئے جس کی آپؐ نے اللہ سے درخواست کی تھی۔دونوں آپ کو مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان لے گئے۔

پھر معراج (سیڑھی) لائی گئی وہ دیکھنے میں بڑی خوبصورت تھی۔دونوں آپ کو ایک ایک کر کے تمام آسمانوں پر چڑھائے گئے۔ان (آسمانوں) میں آپ انبیاء سے ملے اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے۔آپ کو جنت دوزخ دکھائی گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں ساتویں آسمان تک پہنچا تو سوائے قلموں کی آواز کے اور کچھ نہ سنتا تھا۔آپؐ پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔جبرئیلؑ اترے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ نمازیں ان کے اوقات میں پڑھائیں۔

شب معراج ...... ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ہجرت سے ایک سال قبل ۱۷ ربیع الاول کی شب کو شعب سے بیت المقدس تک رسول اللہ ﷺ کو لے جایا گیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے ایک چوپایہ پر سوار کیا گیا جو قد میں گدھے اور خچر کے درمیان تھا۔اس کے دونوں رانوں پر تھے۔جن سے وہ اپنے دونوں پروں کو ٹھیلتا تھا۔جب ان کے نزدیک گیا کہ سوار ہوں تو وہ بھڑکنے لگا۔جبرئیلؑ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور کہا اے براق تجھے شرم نہیں آتی واللہ محمد (ﷺ) سے پہلے اللہ کی کوئی بندہ تجھ پر سوار نہیں ہوا۔جو اللہ کے نزدیک ان سے زیادہ بزرگ ہو۔

وہ شرم سے پسینہ پسینہ ہو گیا اور رک گیا کہ میں اس پر سوار ہوں پھر اس نے اپنے کان ہلائے اور زمین سمیٹ دی گئی۔یہاں تک کہ ان کا کنارہ براق کے قدم پڑنے کی آخری جگہ تھی۔اس کی پشت اور کان دراز تھے۔

جبرئیل میرے ساتھ اس طرح روانہ ہوئے کہ نہ وہ مجھے چھوڑتے تھے۔اور نہ میں انہیں چھوڑتا تھا۔یہاں تک کہ انہوں نے مجھے بیت المقدس پہنچا دیا۔براق اپنے مقام پر پہنچ گیا۔جہاں وہ کھڑا ہوتا تھا۔جبرئیلؑ نے اسے باندھ دیا۔اس جگہ رسول ال ﷺ سے پہلے تمام انبیاء کی سواری باندھی جاتی تھی۔

آپؐ نے فرمایا؛ میں نے تمام انبیاء دیکھا جو میرے گرد جمع کر دیئے گئے تھے۔میں نے ابراہیمؑ و موسیٰ، عیسیٰؑ کو دیکھا۔خیال ہوا ضرور ان کا کوئی امام ہوگا جبرئیل نے مجھے آگے کر دیا۔میں نے سب کے آگے نماز پڑھی۔ دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم توحید کے ساتھ بھیجے گئے۔

بعض اہم علم نے کہا کہ اس شب حضور ﷺ گم ہو گئے۔عبدالمطلب کے لڑکے آپ کی تلاش و جستجو میں ادھر ادھر نکلے۔عباس ابن عبدالمطلب بھی نکلے۔ذوطوی تک پہنچے تو پکارنے لگے۔یا محمدؐ یا محمدؐ (ﷺ)۔

رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا ''لبیک'' (میں حاضر ہوں) انہوں نے کہا اے میرے بھتیجے قوم کو پریشانی

میں ڈال دیا کہاں تھے؟ فرمایا میں بیت المقدس سے آیا ہوں پوچھا اسی شب میں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے کہا کہ آپؐ کے سوائے خیر کے کوئی اور بات تو پیش نہیں آئی۔ فرمایا مجھے خیر کے سوا اور کوئی بات پیش نہیں آئی۔

ام ہانی بنت ابی طالب نے کہا آپ ہمارے ہی گھر سے شب کو لے جائے گئے۔ اس شب کو آپ نے عشاء کی نماز پڑھی اور سو گئے۔ جب فجر ہونے لگی تو ہم نے صبح (کی نماز) کے لئے آپ کو بیدار کر دیا۔ آپ اٹھے نماز پڑھ لی تو فرمایا اے ام ہانی جیسا کہ تم نے دیکھا میں اسی وادی میں تم لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ صبح کی نماز میں نے تم لوگوں کے ساتھ پڑھی۔

آپؐ اٹھے کہ باہر جائیں میں نے کہا یہ بات لوگوں سے بیان نہ کیجئے گا۔ وہ آپ کی تکذیب کریں گے۔ اور ایذا دیں گے۔ فرمایا کہ میں ضرور ضرور ان سے بیان کروں گا۔ آپؐ نے لوگوں کو خبر دی وہ متعجب ہوئے اور کہا کہ ہم نے اس طرح کی بات کبھی نہیں سنی۔

رسول اللہ ﷺ نے جبرئیلؑ سے فرمایا میری قوم میری تصدیق کبھی نہیں کرے گی۔ انہوں نے کہا ابو بکرؓ آپ کی تصدیق کریں گے وہی صدیق ہیں۔

بہت سے آدمی جو نماز پڑھتے تھے اسلام لائے تھے فتنے میں پڑ گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں حطیم میں کھڑا ہو گیا بیت المقدس کو میرے خیال میں ڈال دیا گیا۔ میں لوگوں کو اس کی نشانیوں کی خبر دینے لگا اور میں اسے دیکھتا جاتا تھا۔

بعض لوگوں نے کہا مسجد بیت المقدس کے کتنے دروازے ہیں۔ میں نے اس کے دروازے شمار نہ کئے تھے۔ مگر میں ان کی طرف دیکھتا تھا۔ اور ایک ایک دروازہ شمار کرتا تھا اس طرح لوگوں کو بتا دیتا تھا میں ان لوگوں کے قافلوں کو جو راستے میں تھے۔ اور ان کی علامات کو بھی بتایا۔ اس کو بھی ان لوگوں نے اسی طرح پایا جس طرح میں نے انہیں بتایا تھا۔

اللہ عزجل نے آپؐ پر یہ آیت نازل کی۔ **واجعلنا الرؤيا التى ارينك الا فتنة للناس** "اور ہم نے جو سیر آپ کو دکھائی وہ محض لوگوں کی آزمائش کے لئے تھی۔) یہ رویائے عین تھا جس کو آپ نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے آپ کو حطیم میں اس حالت میں دیکھا کہ قریش مجھ سے رات کے چلنے راستے دریافت کرتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی چند اشیاء دریافت کیں۔ جن کو میں اچھی طرح یاد نہیں رکھا۔ مجھے ایسی سخت بے چینی ہوئی کہ اس سے پہلے میں کبھی ایسی بے چین نہیں ہوا تھا۔ اللہ نے بیت المقدس کو میری طرف بلند کر دیا کہ میں اسے دیکھ لوں وہ مجھ سے جو کچھ دریافت کرتے تھے اس کی خبر دیتا تھا

میں نے اپنے آپ کو انبیاء کی جماعت میں دیکھا موسیٰ نظر آئے جو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ مستقل مزاج اور نڈر اور سخت یا بے مروت آدمی تھے۔ غصہ ور لوگوں میں سے معلوم ہوتے تھے۔ عیسیٰ بن مریم نظر آئے جو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ ان کے سب سے زیادہ مشابہ عروۃ بن مسعود الثقفی ہیں۔ ابراہیم نظر آئے جو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ جن کے سب سے زیادہ مشابہ تمہارے ساتھی یعنی خود (آنحضرت ﷺ) ہیں۔ پھر نماز کا وقت

آ گیا۔ تو میں نے ان سب کی امامت کی جب نماز سے فارغ ہوا تو مجھ سے کسی کہنے والے نے کہا اے محمد (ﷺ) یہ مالک ہیں۔ جو دوزخ کے منتظم ہیں۔ آپ انہیں سلام کیجئے میں ان کی طرف مڑا تو پہلے انھوں نے سلام کیا۔

زمانہ حج میں قبائل عرب کو دعوت اسلام .... یزید بن رومان وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابتدائے نبوت سے تین سال تک مکہ میں پوشیدہ طور پر رہے۔ چوتھے سال آپ نے اعلان کیا۔ دس سال تک لوگوں کو اس طرح اسلام کی دعوت دی کہ آپ موسم حج میں ہر سال آتے تھے۔ حجاج کو ان کی منازل عکاظ و مجنہ و ذی المجاز میں تلاش کرتے تھے دعوت دیتے تھے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے آپ کو روکا۔ آپ اپنے رب کی رسالت پہنچاتے تھے۔ اوران کے جنت کا وعدہ کرتے تھے۔ کوئی شخص تو آپ کی مدد کرتا اور نہ آپ کی بات مانتا تھا۔

آپ قبائل میں سے ایک ایک قبیلے کو اوران کی منزلوں کو دریافت فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ اے لوگو! لاالہ الااللہ کہو تو فلاح پاؤ گے۔ اس کی بدولت عرب کے مالک بن جاؤ گے۔ اور عجمی تمہارے فرمانبردار بن جائیں گے۔ اور جب تم ایمان لاؤ گے تو جنت میں بادشاہ بن جاؤ گے۔

ابولہب آپ کے پیچھے پیچھے کہتا تھا کہ آپ کی اطاعت نہ کرنا کیونکہ یہ صابی (دین سے پھر جانے والے) اور کاذب ہیں۔ وہ لوگ بری طرح سے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیتے تھے۔ اور آپ کو ایذا پہنچاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ آپ کے اہل وعیال اور کنبے والے آپ سے زیادہ واقف ہیں کیونکہ انہوں آپ کی پیروی نہیں کی اور آپ سے گفتگو کرتے تھے۔ آپ انہیں اللہ کی طرف دعوت دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اللہ اگر چاہتا ہے تو یہ لوگ اس طرح (مخالف) نہ ہوتے۔ (راوی کہتے ہیں کہ) ہم سے ان قبائل کا نام بتایا گیا ہے جن کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے دعوت دی اور اپنے آپ کو پیش کیا۔

بنی عامر بن صعصعہ محارب بن خصفہ۔ فزارہ۔ غستان، مرہ، حنیفہ، سلیم، عبس بنی نضر، بنی البکا، کندہ کلب، حارث بن کعب، عذرہ حضارمہ (حضرموت کے رہنے والے) مگر ان میں سے کسی نے بھی دعوت قبول نہ کی۔

اوس وخزرج کو دعوت اسلام ...... محمود بن لبید وغیرہ ہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکے میں جب تک مقیم رہے آپ کا قیام اسی طرح رہا کہ ہر سال قبائل عرب کو دعوت دیتے آپ اپنے کو منیٰ و عکاظ و مجنہ میں ان کے آگے پیش کرتے کہ وہ آپ کو ٹھکانا دیں اس طرح آپ اپنے رب کا پیغام پہنچاتے اور ان کے جنت کا وعدہ کرتے تھے۔

عرب کا کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا۔ جو آپ کو قبول کرتا آپ کو ایذا دی جاتی تھی۔ اور برا بھلا کہا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کرنے اپنے وعدہ کو پورا کرنے کا ارادہ کرلیا۔ وہ آپ کو انصار کے اس قبیلہ کے پاس لے گیا جن کے ساتھ اللہ کو فضل وکرم منظور تھا۔

آپ ان کے ایک گروہ کے پاس پہنچے جو سر منڈا رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ ان کے پاس بیٹھ گئے۔ انہیں اللہ کی طرف دعوت دی اور قرآن سنایا۔ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت قبول کرلی اور بہت جلد ثلت کے

ساتھ وہ لوگ ایمان لائے ۔آنحضرتؐ کی تصدیق کی ۔آپ کوٹھکانا دیا اور مدد اور ہمدردی کی واللہ وہ لوگ سب سے زیادہ زبان دراز اور سب سے زیادہ تیز تلوار والے تھے۔

اس امر میں اختلاف ہے کہ انصار میں سب زیادہ پہلے کون اسلام لایا اور دعوت قبول کی ۔اہل علم نے ایک معین شخص کو بھی بیان کیا ہے۔اور دو شخصوں کو بھی بیان کیا ہے یہ بھی بیان کیا ہے کہ چھ شخصوں سے پہلے کوئی نہیں تھا۔ اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے جو ایمان لائے وہ آٹھ آدمی تھے۔ہم نے ان میں سے ہر ایک کو لکھ دیا ہے۔

ایک روایت کے مطابق کہ انصار میں سب سے پہلے جو شخص ایمان لائے وہ اسد بن زرارہ وذکوان بن عبد بن قیس تھے۔جو مکہ روانہ ہوئے ۔تا کہ عتبہ بن ربیعہ کے پاس جائیں ۔اس نے ان دونوں سے کہا کہ ہمیں اس نمازی (یعنی آنحضرت نے) ہر کام سے روک دیا ہے۔یہ دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ ہے۔

اسد بن زرارہ وابوالہیثم بن التیہان یثرب میں توحید کے متعلق گفتگو کیا کرتے تھے۔جب ذکوان بن عبد قیس نے عتبہ کا کلام سنا تو اسد بن زرارہ سے کہا کہ قبول کرلو یہ تمہارا ہی دین ہے دونوں اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے آپؐ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا دونوں اسلام لائے اور مدینہ واپس آگئے ۔سعد ابوالہیثم بن الیتہان سے ملے انہیں السم کی خبر دی اور ارشاد نبوی اور دعوت حق کا ذکر کیا تو سعد ابوالہیثم نے کہا میں بھی تمہارے ساتھ گواہی دیتا ہوں کیونکہ بیشک وہ رسول ہیں۔وہ بھی مشرف بہ اسلام ہوئے۔

کہا جاتا ہے کہ رافع بن مالک الرزقی ومعاذ بن عفرا عمرہ کے لئے مکہ روانہ ہوئے ان دونوں سے رسول اللہ ﷺ کے معاملہ کا ذکر کیا گیا تو خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا دونوں اسلام لائے یہی دونوں سب سے پہلے مسلمان تھے۔یہ دونوں مدینہ آگئے ۔مدینہ کی سب سے پہلی مسجد جس میں قرآن پڑھا گیا مسجد نبویؐ بنی زریق تھی۔کہا جاتا کہ رسول اللہ مکہ سے نکلے اور اہل یثرب کے گروہ پر گزر رہوا جو منا میں اترا تھا۔کل آٹھ آدمی تھے۔بنی النجار میں معاذ بن عفرا و اسد بن زرارہ بنی زریق میں سے رافع بن مالک وذکوان بن عبد قیس بنی سالم میں سے عبادہ بن الصامت وابوعبدالرحمٰن یزید بن ثعلبہ بنی عبد الاشہل میں سے ابوالہیثم بن الیتہان جو قبیلہ بلی کے حلیف تھے۔اور بنی عمرو بن عوف میں عویم بن ساعدہ رسول اللہ نے ان لوگوں کے سامنے اسلام پیش کیا یہ لوگ مسلمان ہوئے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میری پشت پناہی کرو کہ میں اپنے رب کی رسالت کو پہنچادوں۔

ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم اللہ اور اس کے رسول کے لئے انتہائی کوشش کرنے والے ہیں کوب سمجھ لیجئے کہ ہم آپس میں بغض رکھنے والے دشمن تھے۔پہلے سال کی جنگ بعاث ہماری ہی جنگوں میں سے ایک جنگ تھی جس میں ہم نے آپس میں خونریزی کی تھی ۔اگر آپ ہمارے ساتھ مدینہ تشریف لائے اور ہم لوگ اس باہمی عداوت کی حالت پر ہوئے تو ہمارا آپؐ پر اتفاق نہ ہوگا ہمیں مہلت دیجئے کہ اپنے قبائل کے پاس واپس جائیں ۔شاید اللہ ہم میں صلح کرادے۔آپؐ سے ملاقات آئندہ سال حج کے موسم میں ہوگی۔

کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس موسم حج میں نکلے جس میں انصار کے چھ اشخاص سے آپ کی ملاقات ہوئی ۔آپؐ ان کے پاس کھڑے ہوگئے ۔اور فرمایا کہ کیا تم لوگ یہود کے حلیف ہو۔انہوں نے کہا جی ہاں پھر آپؐ نے انہیں اللہ کی طرف دعوت دی۔اسلام پیش کیا اور قرآن کی تلاوت فرمائی سب اسلام لے آئے وہ لوگ یہ تھے۔

بنی النجار میں سے اسعد بن زرارہ وعوف بن الحارث بن حفراء

بنی زریق میں سے رافع بن مالک

بنی سلمہ میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ

بنی حرام بن کعب میں سے عتبہ بن عامر بن نابی۔

بنی عبید عدی بن سلمہ میں جابر بن عبداللہ رئاب تھے۔اوران سے پہلے کوئی اسلام نہ لایا تھا۔

محمد بن عمرو نے کہا ہم نے ان لوگوں کے بارے میں جو کچھ سنا اس میں ہمارے نزدیک یہی سب سے زیادہ درست ہےاور یہی متفق علیہ ہے۔

زکریا بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ یہی چھ شخص تھے جن میں ابوالہیثم بن التیہان تھے۔اس کے بعد حدیث اول ہی کا مضمون ہے۔یہ لوگ مدینہ آئے اور اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی جولوگ اسلام لائے۔مدینہ میں انصار کا کوئی گھر نہ بچا جس میں رسول اللہ کا ذکر نہ تھا۔

عقبہ اولیٰ کے بارہ اشخاص ......جن میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں۔عبادہ بن الصامت وغیرہ سے مروی ہے کہ جب آئندہ سال ہوا۔تو آپؐ سے بارہ آدمی ملے یہی عقبہ اولیٰ (کہلاتا) ہے۔

ان بارہ آدمیوں میں بنی النجار میں سے (۱) اسعد بن زرارہ (۲) عوف ومعاذ تھے۔دونوں موخر الذکر حارث کے فرزند تھے۔ان کی والدہ حضراء تھیں۔

بنی زریق میں ست ذکوان بن قیس ورافع بن مالک تھے۔

بنی عوف بن الخزرج میں سے عبادہ بن الصامت ویزید بن ثعلبہ ابوعبدالرحمٰن تھے۔

بنی عامر بن عوف میں سے عباس بن عبادہ نضلہ تھے۔

بنی سلمہ میں سے عقبہ بن عامر بن نابی تھے۔

بنی سواد میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ تھے۔

یہ دس آدمی تو قبیلہ خزرج کے تھے۔قبیلہ اوس میں سے دو شخص تھے۔

ابوالہیثم بن التیہان قبیلہ بلی حلیف بنی عبدالاشہل میں سے تھے۔

بنی عمرو بن عوف میں سے عویم بن ساعدہ تھے۔

یہ لوگ ایمان لائے اور بیعت خواتین کی کہ اللہ کے ساتھ کوئی چیز شریک نہ کریں گے چوری، زنا اور قتل اولاد نہ کریں گے۔کوئی بہتان جو دیدہ ودانستہ بنایا ہو نہ باندھیں گے کسی نیک کام میں نافرمانی نہ کریں گے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر تم وفا کرو گے تو تمہارے لئے جنت ہے جس نے ذرا کوتاہی کی تو وہ اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔خواہ وہ اس پر معاف کرے خواہ عذاب کردے۔

اس زمانہ میں جہاد فرض نہیں کیا گیا تھا۔یہ لوگ مدینہ واپس گئے اللہ نے اسلام کو غلبہ دیا۔اسعد بن زرارہ مدینہ میں مسلمانوں کو جمعہ کی نماز پڑھایا کرتے تھے۔

اوس وخزرج نے رسول اللہ ﷺ کو لکھا کہ ہمارے یہاں کسی کو بھیج دیجئے جو ہمیں قرآن پڑھائے۔آنحضرت نے ان لوگوں کے پاس مصعب بن عمیر العبدری کو بھیج دیا وہ اسعد بن زراہ کے پاس اترے۔لوگون کو

قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ بعض اہل علم نے روایت کی کہ مصعبؓ ان لوگوں کو جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔ پھر مصعبؓ ستر انصار کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ موسم حج میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔

عقبہ ثانیہ

ستر ۷۰ اشخاص جنہوں نے آنحضرتﷺ کی بیعت کی

...... زید بن رومان سے مروی ہے کہ جب حج کا وقت آ گیا تو رسول اللہ ﷺ کے اسلام لانے والے اصحاب ایک دوسرے کے پاس گئے تا کہ حج کو جانے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچنے کا ایک دوسرے سے وعدہ لیں۔ اس زمانہ میں اسلام مدینہ میں پھیل چکا تھا۔

یہ جو ستر یا ایک دو زائد آدمی تھے۔ اوس خزرج کی پانچ سو آدمی کی جماعت کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ رسول اللہ کے پاس مکہ میں آئے۔ آنحضرت ﷺ کو سلام کیا۔ آپ نے ان لوگوں سے منا میں وسط ایام تشریق (از ۹ یا ۱۳ ذی الحجہ) میں نفر اول (یعنی ۱۲ ذی الحجہ) کی شب کو (ملنے کا) وعدہ کیا کہ ہجوم کو سکون ہو جائے (یعنی بھیڑ کم) ہو جائے تو یہ لوگ آپ کے پاس شعب ایمن میں پہنچ جائیں گے۔ جو منا سے اترتے وقت عقبہ سے نیچے ہیں۔ اور جہاں اس زمانہ (مصنف طبقات) میں مسجد ہے۔

آپ نے انہیں حکم دیا کہ نہ تو کسی سونے والے کو بیدار کریں اور نہ کسی غیر حاضر کا انتظار کریں سکون کے بعد یہ جماعت خفیہ طور پر ایک ایک دو دو کر کے روانہ ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ ان لوگوں سے پہلے ہی اس مقام پر پہنچ چکے تھے ہمراہ عباس بن عبدالمطلب بھی تھے ان کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ جب سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو نظر آئے وہ رافع بن مالک بن الزرقی تھے۔ پھر اور ستر لوگ پہنچ گئے۔ ہمراہ دو عورتیں بھی تھیں۔

اسعد بن زرارہ نے کہا سب سے پہلے عباس بن عبدالمطلب نے گفتگو کی انہوں نے کہا اے گروہ خزرج محمد (ﷺ) کو تم لوگوں نے جہاں بلایا ہے محمد (ﷺ) اپنے خاندان میں سب سے زیادہ عزیز ہیں۔ ہم میں سے جو ان کے قول پر ہے ان کی حمایت کرتے ہیں۔ جو ان کے قول پر نہیں وہ بھی باعتبار حسب و شرافت آنحضرت ﷺ کی حفاظت کرتے ہیں محمد ﷺ نے سوائے تمہارے اور سب کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اگر تم لوگ صاحب قوت و شوکت ہو جنگ سے باہر اور سارے عرب کی عدوات میں جو تم پر ایک ہی کمان سے تیر اندازی کریں گے۔۔ مستقل ہو تو اپنی رائے پر غور کرو آپس میں مشورہ کرو۔ (کیونکہ آنحضرت ﷺ کو مدینہ میں لے جانے میں سارے عرب سے تمہیں جنگ کرنا پڑے گی)۔ باہم اختلاف نہ کرو، جو کچھ کرو اتحاد و اتفاق سے کرو سب سے بہتر بات وہی ہے جو سب سے زیادہ سچی ہو۔

البراء بن معرور نے جواب دیا؛ آپ نے جو کچھ کہا ہم نے سنا واللہ ہمارے دلوں میں اس کے سوا ہوتا جو آپ کہتے ہیں تو ہم اسے ضرور کہہ دیتے ہم تو وفا و صدق اور رسول اللہ ﷺ پر اپنی جانیں نثار کرنا چاہتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے ان کے سامنے قرآن کی تلاوت فرمائی اللہ کی طرف دعوت دیا اسلام کی ترغیب دی، اور اس مقصد کو بیان کیا جس کے لئے یہ لوگ جمع ہوئے تھے''۔

البراء بن معرور نے آپ کو ایمان اور تصدیق کی صورت میں جواب دیا پھر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہمیں بیعت کر لیجئے کیونکہ ہم لوگ اہل حلقہ ہیں۔ جس کے ہم بزرگوں سے وارث چلے آتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے جس نے گفتگو کی اور رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو قبول کیا اور آپ کی تصدیق کی ابوالہیثم بن التیہان تھے۔

سب نے کہا ہم اس کو اموال کی مصیبت اور اشراف کے قتل پر کیسے قبول کر لیں۔ (یعنی اسلام قبول کرنے سے ہمارے جان و مال پر مصیبت آجائے گی اس لئے ہم اسے کیونکر قبول کریں) جب بک بک کرنے لگے تو عباس بن عبدالمطلب نے جو حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اپنی آواز پست کرو۔ ہم پر جاسوس لگے ہوئے ہیں اپنے سن رسیدہ لوگوں کو آگاہ کرو تا کہ ہم میں سے وہی لوگ ہمارے کلام کے ذمہ دار ہوں گے ہمیں تمہارے قوم سے بھی تمہارے خلاف اندیشہ ہے جب تم لوگ بیعت کر چکو تو اپنے مقامات پر چلے جاؤ۔

البراء بن معرور نے تقریر کی اور عباس بن عبدالمطلب کو جواب دیا انہوں نے کہا؛ یا رسولؐ اپنا ہاتھ پھیلائے (تا کہ میں بیعت کروں)

سب سے پہلے شخص جنھوں نے رسول اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی البراء بن معرور تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے جس نے بیعت کی وہ ابوالہیثم بن التیہان یا اسعد بن زرارہ تھے۔ پھر کل ستر آدمیوں نے بیعت کر لی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ موسیٰ نے بنی اسرائیل میں سے بارہ نقیب لئے تھے۔ تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں یہ خیال نہ کرے کہ اس کے سوا اور کو انتخاب کر لیا گیا۔ میرے لئے (نقیبوں کا) جبرئیل ہی انتخاب کریں گے انتخاب کے بعد نقیبوں سے فرمایا۔ تم لوگ دوسروں کے ذمہ دار ہو، جیسا کہ حوارئین عیسیٰ بن مریم ذمہ دار تھے۔ یا میں اپنی قوم کا ذمہ دار ہوں ان لوگوں نے کہا؛ جی ہاں۔ قوم نے بیعت کر لی اور کامل ہو گئے۔ تو شیطان عقبہ پر ایسی بلند آواز چلایا جو سنی گئی۔ اے اہل کاشب کیا تمہیں محمد ﷺ اور ان کے ساتھ والے دین سے پھرنے والوں کوئی فائدہ ہے۔ جنھوں نے تمہارے جنگ پہ اتفاق کر لیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اپنے کجادوں میں جلدی چلے جاؤ۔

عباس بن عبادہ بن نضلہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ معبوث کیا اگر آپ چاہیں تو ہم اہل منیٰ پر اپنی تلواریں لے کر ٹوٹ پڑیں حالانکہ اس شب کو سوائے (عباس بن عبادہ) کے اور کسی کے پاس تلوار نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا لہذا تم جلدی اپنے کجادوں میں چلے جاؤ لوگ اپنے کجادوں میں منتشر ہو گئے۔

صبح ہوئی تو ان لوگوں کے پاس قریش کی ایک جماعت اشراف گئی۔ یہ لوگ شعب الانصار میں داخل ہوئے اور کہا اے گروہ خزرج ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ کل شب کو ہمارے ساتھی (آنحضرت ﷺ) سے ملے تم نے ان سے ہمارے ساتھ جنگ پر بیعت کی ہے۔ عرب میں جتنے قبیلے بخدا ہیں کسی کے ساتھ ہم لڑنا اس قدر بر نہیں جانتے جس قدر تم نے جنگ کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ قبیلہ خزرج کے مشرکین میں سے جو لوگ وہاں تھے بڑی تیزی سے اللہ کی قسم کھانے لگے کہ ایسا نہیں ہوا۔ اور ہمیں تو اس علم بھی نہیں۔ ابن ابی کہنے لگے یہ محض باطل ہے نہ ایسی کوئی بات ہوئی ہے نہ میری قوم بغیر حکم کے ایسا کرے گی۔ میں یثرب میں ہوتا تو مجھ سے ضرور مشورہ کرتے (پھر یہاں

کونسا امر مانع تھا) قریش ان لوگوں کے اپاس سے واپس چلے گئے۔البراء نے کوچ کیا وہ مقام باطن یاج سے آگے اور اپنے مسلمان ساتھیوں سے مل گئے۔

قریش ان لوگوں کو ہرطرف تلاش کرنے لگے۔مگر مدینہ کے راستے سے آگے نہ بڑھے (یعنی صرف انہیں راستوں پر تلاش کرتے رہے (جستجو کے لئے) گروہ مقرر کردیئے اتفاق سے سعد بن عبادہ کو پا گئے۔کجاوہ کی رسی سے ان کا ہاتھ گردن میں باندھ دیا انہیں مارنے لگے۔بال (پٹے) جو کان کی لو تک دراز تھے۔گھسیٹنے لگے اس طرح مکہ میں لائے۔سعد کے پاس مطعم بن عدی اور حارث بن امیہ بن عبد شمس آئے دونوں نے مل کر ان لوگوں کے ہاتھ سے چھڑایا۔انصار نے سعد بن عبادہ کو نہ پایا تا ان کے پاس واپس جانے کا مشورہ کیا۔اتفاق سے سعد انہیں نظر آگئے ساری جماعت نے مدینہ کی طرف کوچ کیا۔

نبوت سے ہجرت تک رسول اللہ ﷺ کا قیام مکہ...... سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوا تو آپ تینتالیس برس کے تھے اور آپ دس برس مکہ میں رہے

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دس برس مکہ میں رہے۔

عائشہ وابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکے میں دس برس اس طرح رہے کہ آپؐ پر قرآن نازل ہوتا رہا اور مدینے میں دس برس رہے۔

ابی حبیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں پندرہ برس رہے سات برس تک آپؐ روشنی و نور دیکھتے اور آواز سنتے رہے۔آٹھ برس تک آپؐ پر وحی نازل ہوتی رہی۔اور مدینے میں آپؐ دس برس رہے۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے ایک شخص ابن عباس کے پاس آیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر دس برس مکہ میں اور دس برس مدینہ میں وحی نازل کی گئی ابن عباسؓ نے کہا یہ کون کہتا ہے؟ مکے میں آپؐ پر پندرہ سال تک یا اس سے زیادہ وحی نازل کی گئی۔

ابورجاء سے مروی ہے کہ میں حسن سے سنا کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی **وقرآنا فرقناہ لتقراہ علی الناس علی مکث و نزلناہ تنزیلا** ۔اور قرآن کو ہم نے جدا جدا کردیا تاکہ آپ اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو سنائیں اور ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا نازل کیا۔حسنؓ نے کہا اللہ تعالیٰ وہاں (مکے میں) قرآن کے بعض حصے کو بعض سے پہلے نازل کرتا تھا۔اس لئے معلوم تھا کہ یہ لوگوں میں قائم رہے گا۔

حسنؓ بیان کرتے تھے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ قرآن کے اول وآخر کے درمیان اٹھارہ سال کا فاصلہ تھا۔آٹھ سال تک آپؐ مکے میں رہے قبل اس کے ہجرت فرمائیں نازل ہوتا رہا اور دس برس تک مدینہ میں۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مبعوث ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ مکہ میں تیرہ برس تک مقیم رہے کہ آپؐ پر وحی نازل ہوتی رہی۔پھر آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں تیرہ برس رہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکے میں تیرہ برس تک اس طرح رہے کہ آپ پر وحی نازل ہوتی رہی۔

مسلمانوں کو ہجرت مدینہ کی اجازت

عائشہ سے مروی ہے کہ جب ستر (۷۰) انصار رسول اللہ ﷺ کے پاس سے واپس گئے۔ تو آپ کا دل خوش ہو گیا۔ اللہ نے آپؐ کے حامی بنا دیئے۔ ایک جنگجو، بہادر اور ذی استعداد قوم تیار کر دی۔

مشرکین کی جانب سے مسلمانوں پر سخت مصیبت نازل ہونے لگی۔ کیونکہ انہیں ان کی روانگی کا علم ہو گیا تھا۔ قریش نے آپؐ کے اصحاب کو ضیق میں کر دیا۔ ان کی توہین وتذلیل کرنے لگے۔ گالیاں دیتے اور طرح طرح سے ایذا رسانی کے درپے ہوتے جس کی مثال پہلے نہ تھی۔

اصحاب نے شکایت کی اور آپؐ سے ہجرت کی اجازت مانگی فرمایا مجھے تمہارا دار الہجرت خواب میں دکھایا گیا ہے۔ مجھے دو پتھریلی زمینوں کے درمیان ایک شورہ والی کھجور کے باغ کی زمین دکھائی گئی ہے۔ اگر (مقام) سراۃ شورہ اور کھجور والا ہوتا تو میں کہتا کہ یہی وہ ہے۔ (جو مجھے کواب میں دکھایا گیا ہے)

آپؐ چند روز ٹھہرے رہے۔ پھر خوش خوش اپنے اصحاب کے پاس آ گئے اور فرمایا مجھے تمہارے دار الہجرت کی خبر دی گئی ہے۔ وہ یثرب ہے جو جانا چاہے وہیں جائے۔

یہ جماعت باہم موافقت اور ہمدردی کے ساتھ مصروف بہ تیاری ہوئی اور اپنی روانگی کو پوشیدہ رکھا۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے سب سے پہلے جو مدینہ آئے وہ ابو سلمہ بن عبد اللہ تھے ان کے عامر بن ربیعہ آئے۔ ہمراہ ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ بھی تھیں۔ جو سب سے پہلی شتر سوار خاتون تھیں کہ مدینہ میں آئیں۔ اصحاب گروہ گروہ آنے لگے انصار کے یہاں ان کے مکانوں میں اترتے۔

انصار نے ان کو ٹھکانہ دیا ان کی مدد کی اور ان سے ہمدردی کی اور رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے سالم مولائے ابی حذیفہ قبا میں مہاجرین کی امامت کرتے تھے۔

جب مسلمان مدینہ روانہ ہو گئے تو قریش کو ان پر حرص آئی اور سخت غصہ ہوئے۔ ان نوجوانوں پر جو چلے گئے تھے بہت طیش آیا۔

انصار کے ایک گروہ نے عقبہ آخرہ میں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ وہ مدینہ واپس آ گئے تھے۔ جب مہاجرین اولیں قباء آ گئے تو یہ انصار رسول اللہ ﷺ کے پاس مکے گئے اور آپؐ کے ساتھ ہجرت کر کے آئے یہی وہ لوگ مہاجرین انصار کہلائے۔

ان کے نام یہ ہیں۔ ذکوان بن عبد قیس وعقبہ بن وہب بن کلدہ وعباس بن عبادہ بن نضلہ وزیاد بن لبید

تمام مسلمان مدینہ چلے گئے کوئی بھی مکہ روانگی سے نہ بچا سوائے رسول اللہ ﷺ وابوبکرؓ وعلیؓ کے یا جو فتنہ میں ڈال دیا گیا تھا اور قید کر دیا گیا تھا یا مریض وضعیف تھا۔

آغاز ہجرت

منصوبہ قتل...... سراقہ بن جشم وغیرہ سے روایت ہے کہ مشرکوں نے جب دیکھا کہ مسلمانوں نے اپنی عورتیں اور بچے قبائل اوس وخزرج کے ہاں (مدینہ شریف) میں بھیج دیئے تو سمجھ گئے کہ یہ صاحب اثر لوگ ہیں۔ اب رسول اللہ ﷺ بھی وہیں چلے جائیں گے سب کے سب دار الندوہ میں جمع ہوئے تھے۔ جتنے دانشمند اور صاحب الرائے تھے۔ سب نے شرکت کی کہ آنحضرت ﷺ کے معاملہ میں باہم مشورہ کریں۔

نجد کے ایک بڑے بوڑھے کی شکل میں ایک شخص یہاں آیا تلوار لٹک رہی تھی۔ موٹے بھونٹے کپڑے پہنے تھا رسول اللہ کے متعلق بحث چھڑی ہر ایک نے اپنی رائے کے مطابق مشورہ دیا ہر ایک کی رائے کو ابلیس مسترد کرتا تھا۔ کسی کی رائے کو پسند نے کیا۔

ابوجہل نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہم قریش کے ہر ہر قبیلہ کا ایک ایک شخص لے لیں۔ جو بہادر اور دلیر ہو پھر اسے ایک تیز تلوار دیں۔ تا کہ یہ سب مل کر مثل ایک شخص آنحضرت کو ماریں تا کہ آپ کا خون تمام قبائل میں تقسیم ہو جائے اور بنی عبد مناف کی بھی سمجھ میں نہ آئے کہ اس کے بعد کیا کریں۔ وہ نجدی (ابلیس) کہنے لگا اس نوجوان (ابوجہل) کی خوبی اللہ ہی کے لئے ہے واللہ رائے تو یہی صائب ہے ورنہ تو پھر کچھ نہیں ہو سکتا۔

اس بات پر اتفاق کر کے سب منتشر ہو گئے۔ جبرئیل رسول اللہ کے پاس آئے آپ کو اس خبر سے آگاہ کیا اور مشورہ دیا کہ اس شب کو آپ اپنی خوابگاہ میں نہ سوئیں۔ حضور ﷺ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور فرمایا کہ اللہ نے مجھے روانگی کی اجازت دے دی ہے۔ ابوبکرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ (میری) ہمراہی؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

ابوبکرؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میری ان دو سواریوں میں سے ایک آپ لے لیجئے رسول اللہ نے فرمایا بہ قیمت لوں گا۔

ابوبکرؓ نے ان دونوں سواریوں کو بنی قشیر کے مویشی میں سے آٹھ سو درہم میں خریدا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے ایک لے لی جس کا نام قصواء تھا۔

آپ نے علیؓ کو حکم دیا کہ اس شب کو وہ آپ کی خوابگاہ میں سوئیں۔ علیؓ سوئے انہوں نے ایک سرخ حضرمی چادر جس میں رسول اللہ سویا کرتے تھے۔ اوڑھ لی۔

محاصرہ...... قریش کا یہ گروہ جمع ہو گیا جو دروازہ کی درازوں سے جھانک رہے تھے۔ آپ کی گھات میں تھے اور آپ کو پکڑنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ باہم مشورہ کر رہے تھے کہ بستر پر لیٹنے والے پر کون حملہ کرے۔ اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ برآمد ہوئے وہ سب اگر چہ دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے دولپ بھر سنگ ریزے اٹھائے ان لوگوں کے سروں پر چھڑ کا اور یہ پڑھنے لگے۔ **یسین والقرآن الحکیم** سے **سواء علیھم انذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون** تک پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ گزر گئے۔ کسی کہنے والے نے ان سے کہا کس کا انتظار کرتے ہو انہوں نے کہا محمد (ﷺ) کا۔ اس نے کہا کہ تم ناکامیاب ہوئے اور نقصان میں رہے واللہ وہ تمہارے پاس سے

گزر گئے اور تمہارے سروں میں پر سے چھڑک گئے ان لوگوں نے کہا کہ واللہ ہم انہیں دیکھا اور لوگ اپنے سرون سے مٹی جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

یہ لوگ (۱) ابوجہل (۲) حکم بن ابی العاص (۳) عقبہ بن ابی معیط (۴) نضر بن الحارث (۵) امیہ بن خلف (۶) ابن الغیطلہ (۷) زمعہ بن الاسود (۸) طعیمہ بن عدی (۹) ابولہب (۱۰) ابی بن خلف (۱۱) دنبیہ (۱۲) ومنبتہ پسران حجاج تھے۔

جب صبح ہوئی تو علیؓ بستر سے اٹھے۔ ان لوگوں نے ان سے رسول اللہ ﷺ کو دریافت کیا تو علیؓ نے کہا کہ مجھے آپؐ کے متعلق علم نہیں۔

غار ثور میں قیام ...... رسول اللہ ﷺ ابوبکرؓ کے مکان میں چلے گئے رات تک اسی میں رہے پھر آپ اور ابوبکر نکلے اور غار ثور کو روانہ ہوگئے اس کے اندر داخل ہوئے مکڑی نے اس کے راستے پر جال تان دیا۔ جس کا بعض حصہ بعض پر تھا۔

قریش نے رسول اللہ کی انتہائی جستجو کی یہاں تک کہ غار کے راستے تک پہنچ گئے۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ اس پر تو محمد (ﷺ) کی ولادت سے بھی پہلے کی مکڑی ہے۔ وہ سب واپس ہوگئے۔

ابوالمعصب المکی سے مروی ہے کہ میں نے زید بن ارقم وانس بن مالک ومغیرہ بن شعبہ کا زمانہ پایا ہے۔ میں ان کو بیان کرتے سنا کہ شب کو غار میں اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کو حکم دیا وہ نبیؐ کے قریب اگ آیا۔ اس نے آپؐ کی آڑ کرلی۔ اللہ نے مکڑی کو حکم دیا تو اس نے آپؐ کے روبرو جالا لگا دیا۔ اور آڑ کرلی۔ اللہ نے دو جنگلی کبوترون کو حکم دیا جو غار کے منہ پر بیٹھ گئے۔

قریش کے نوجوان جن میں ہر خاندان کا ایک ایک آدمی تھا اپنی اپنی تلواریں لاٹھیاں اور لٹھ لئے ہوئے آئے یہاں تک کہ جب وہ آپؐ سے چالیس ہاتھ کے فاصلے پر تھے تو ان کے آگے والے شخص نے نظر ڈالی۔ ان دونوں کبوتروں کو دیکھ کر واپس ہوگیا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا کہ تجھے کیا ہوا کہ غار میں نہیں دیکھا اس نے کہا کہ غار کے منہ پر دو وحشی کبوتر ہیں۔ میں سمجھا کہ اس میں کوئی نہیں ہے۔ نبیؐ نے بھی اس کی بات سن سمجھ گئے کہ ان دونوں (کبوتروں) کے ذریعے اللہ نے آپ سے (دشمنوں کو) دفع کیا ہے۔

نبی ﷺ نے انہیں دعا دی اور ان کی جزا مقرر کردی وہ حرم الہیٰ میں منتقل ہوگئے ابوبکرؓ کی خاص معاہدہ پر چرائی والی بکریاں تھیں جن کو عامر بن فہیرہ چرایا کرتے تھے۔ رات کے وقت ان بکریوں کو ان حضرات کے پاس لاتے تھے اور وہ دودھ دوہ لیتے تھے۔ جب صبح ہوجاتی تھی تو لوگوں کے ساتھ چلے جاتے تھے۔

عائشہؓ نے کہا ہم نے دونوں حضرات کے لئے پسندیدہ تر سامان سفر تیار کیا ایک توشہ دان میں توشہ تیار کیا، اسماء بنت ابی بکرؓ نے اپنی اوڑھنی کا ایک ٹکڑا کاٹا اور اس سے انہوں نے توشہ دان کا منہ بند کیا۔ دوسرا ٹکڑا کاٹا اور اس سے مشکیزے کے منہ کو روک دیا۔ اسی وجہ سے ان کا نام ذات النطاقین (دو اوڑھنی والی) رکھ دیا گیا۔

ابن اریقط کی رہبری ...... رسول اللہ ﷺ وابوبکرؓ غار میں تین شب رہے ان دونوں کے پاس عبداللہ بن

ابی بکر سوتے تھے ابوبکرؓ نے بنی الدیل کے ایک شخص کو جن کا نام عبداللہ بن اریقط تھا کو ہادی اور خفیہ راستوں کے رہبر کی حیثیت سے اجرت پر رکھ لیا حالانکہ وہ دین کفر پر تھا۔ مگر ان سے اطمینان تھا ان دونوں حضرات کے ساتھ عامر بن فہیرہ بھی تھے۔ ابن اریقط دونوں حضرات کے ساتھ رجز خوانی کرتے رہے قریش کو پتہ بھی نہ لگا کہ رسول اللہ کہاں تشریف لے گئے یہاں تک کہ انہوں نے اسفل مکہ سے ایک جن کی آواز سنی جو نظر نہ آیا تھا۔

جزی اللہ رب الناس خیر جزائه رفیق قالاخیمتی ام معبد

(اللہ جو تمام لوگوں کو پالنے والا ہے ان دونوں رفیقوں کو اپنی بہترین جزادے جنھوں نے ام معبد کے خیمے میں دوپہر کو آرام فرمایا)

هما نزلا بالبر واعتدیابه فقد فاز من امسی رفیق محمدؐ

(یہ دونوں خشکی میں اترے اور وہاں سے گزر گئے۔ وہ شخص کامیاب رہا جو محمد ﷺ کا رفیق ہوگیا (یعنی حضرت صدیقؓ)

ام معبد کے خیمہ میں قیام

ام معبد کے خیمہ میں قیام...... ابی معبد الخزاعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ مدینہ ہجرت فرمائی تو آپ اور ابوبکرؓ اور مولائے ابوبکر عامر بن فہیرہ تھے۔ ان حضرات کے رہبر عبداللہ بن اریقط اللیثی تھے۔ یہ حضرت ام معبد خزاع یہ کے خیمہ پر گزرے تو قوی و دلیر تھیں۔ وہ اپنے خیمے کے آگے میدان میں چادر اوڑھ کے بیٹھی رہتی تھیں اور کھلاتی پلاتی تھیں۔ چنانچہ ان حضرات نے ان سے کھجور یا گوشت کو دریافت خریدیں مگر ان میں سے کوئی چیز بھی ان کے پاس نہ پائی۔

اتفاق سے زادراہ ختم ہو چکا تھا۔ اور یہ سب کی قحط کی حالت میں تھے۔ ام معبد نے کہا کہ واللہ اگر ہمارے پاس کچھ ہوتا تو مہمانداری ہی آپ کو کسی کا محتاج نہ کرتی۔

رسول اللہ ﷺ کی ایک بکری پر نظر پڑی جو خیمہ کے ایک حصہ میں بندھی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ ام معبد یہ بکری کیسی ہے انہوں نے کہا یہ وہ بکری ہے جس کو تھکن نے بکریوں سے پیچھے کر دیا (جس کی وجہ سے اور بکریاں چرنے گئیں اور یہ رہ گئی) فرمایا اس کے کچھ دودھ بھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ (اس بکری کے لئے دودھ دینا) اس سے • یعنی جنگل جانے سے) بھی زیادہ دشوار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اجازت دیتی ہو کہ میں اس کا دودھ دوہوں۔ انہوں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ہاں اگر آپ اس کے دودھ دیکھیں (تو دوہ لیجئے)

آپ نے بسم اللہ کہہ کر تھن پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اے اللہ ام معبد کو ان کی بکری سے برکت دے اس بکری نے ٹانگیں پھیلا دیں۔ کثرت سے دودھ دیا اور فرمانبردار ہوگئی۔

آپ نے ان کا وہ برتن مانگا جو ساری قوم کو سیراب کر دے۔ اس میں آپ نے دودھ کو سیلاب کی طرح دوہا یہاں تک کہ کف اس کے اوپر آ گیا۔ آپ نے اسے پیا ام معبد نے پیا۔ یہاں تک کہ وہ بھی سیراب ہوگئیں اور آپ نے اپنے صحابہ کو پلایا وہ بھی سیراب ہو گئے سب سے آخر میں آنحضرت ﷺ نے بھی نوش فرمایا کہ قوم کے ساقی کو سب سے آخر میں پینا چاہئے۔ سب نے ایک بار پینے کے بعد دوبارہ پیا اور سب سیر ہو گئے۔ پھر آپ نے اسے ابتدائی طریقہ پر دوبارہ دوہا اور اس کو ام معبد کے پاس چھوڑ دیا۔

کچھ ہی دیر گزری تھی ۔ کہ ام معبد کے شوہر ابو معبد اپنی بکریاں ہنکاتے ہوئے آ گئے ۔ جو ایسی بیلا (یعنی گابھن نہ ہونے والی) اور دبلی پتلی تھیں اور اچھی طرح چل نہ سکتی تھیں ۔ ان کا مغز بہت کم تھا ۔ ان میں ذرا سی بھی چربی نہ تھی ۔ ابو معبد نے دودھ دیکھا تو تعجب کیا اور کہا کہ تم لوگوں کا کہاں سے مل گیا دور چرنے گئی ہوئیں تھیں اور گھر میں کوئی دودھ والی بکری نہ تھی ۔

ام معبد نے کہا واللہ اس کے سوا کچھ نہیں ہوا کہ ہمارے پاس ایک بابرکت بزرگ گزرے جن کی یہ باتیں تھیں ابو معبد نے کہا کہ میں انہیں قریش کا وہی ساتھی خیال کرتا ہوں جن کی تلاش کی جا رہی ہے ۔ اے ام معبد مجھ سے ان کی صفت تو بیان کرو ۔

ام معبد نے کہا میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جن کی صفائی و پاکیزگی بہت صاف اور کھلی ہوئی ہے اور چہرہ نہایت نورانی ہے ۔ اخلاق اچھا ہے ان میں پیٹ بڑا ہونے کا عیب نہیں نہ ان کوتاہ گردن اور چھوٹا سر ہونے کا عیب ہے ۔ اور حسین و جمیل ہیں ۔ آنکھوں میں کافی سیاہی ہیں ۔ پلک کے بال خوب گھنے ہیں ۔ آواز میں بلندی آنکھوں میں سیاہی کی جگہ میان خوب تیز ہے ۔ اور سفیدی کی جگہ سفیدی بہت تیز ہے ۔ ابرویں باریک ہیں اور آپس میں ملی ہوئی ہیں بالوں کی سیاہی بھی بہت خوب تیز ہے گردن میں بلندی اور داڑھی میں گھنا پن ہے ۔

جب خاموش ہوتے ہیں تو ان پر وقار چھا جاتا ہے اور جب ہنستے ہیں تو حسن کا غلبہ ہوتا ہے ۔ گفتگو ایسی نگینوں کی لڑی ہوئی ہے ۔ جو گر رہے ہوں وہ شریں گفتار ہیں قول فصیل کہنے والے ہیں ۔ ایسے کم گو نہیں جس سے مقصد ادا نہ ہو نہ فضول گو ہیں دور سے دیکھو تو سب سے زیادہ بارعب و حسین ہیں قریب سے سب سے زیادہ شیریں گفتار و جمیل ہیں ایسے متوسط اندام ہیں تم درازی قد کا عیب نہ لگاؤ گے اور نہ کوئی اور نہ کوئی آنکھ کوتاہ قد ہونے کی وجہ سے انہیں حقیر جانے گی وہ دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ تھے ۔ (یعنی دو رفیق ان کے ساتھ اور بھی تھے ۔) دیکھنے میں وہ تینوں میں سب سے زیادہ بارونق اور مقدار میں حسین ۔ ان کے رفقاء ایسے تھے جو کہ انہیں گھیرے رہتے تھے جب وہ کچھ فرماتے تھے تو لوگ اچھی طرح آپ کا کلام سنتے تھے ۔ اگر کوئی حکم دیتے تھے تو سب کے سب ان کے حکم کی طرف دوڑتے تھے اور وہ مخدوم تھے اور ایسے تھے کہ جن کے پاس کے لئے لوگ دوڑتے تھے ۔ وہ ترش رو تھے اور نہ زیادہ گو تھے ۔ ابو معبد نے کہا واللہ یہ تو قریش کے وہی ساتھی جن کا ہم سے تذکرہ کیا گیا ہے ۔ اے ام معبد اگر میں ان کے وقت میں آ جاتا تو ضرور درخواست کرتا کہ میں آپ کی صحبت میں رہوں اگر تم اس کا موقع پانا تو ضرور ایسا کرنا

غیبی آواز ...... صبح کے وقت مکہ میں آسمان و زمین کے درمیان ایک آواز ظاہر ہوئی جس لوگ سنتے تھے اور آواز والے کو نہیں دیکھتے اور کہتا تھا ۔

واللہ رب الناس خیرا جزائه رفقین حلا خمتی ام معبد

(اللہ جو پروردگار ہے تمام لوگوں کی اپنی بہترین جزا دے ان دونوں رفیقوں کو جو ام معبد کے خیموں میں اترے)

هما نزلا بالراد تحلابه فافلح من امسی رفیق محمد

(وہ دونوں جس خشکی میں اترے اور وہاں سے چلے بھی گئے ۔ جو محمد (ﷺ) کے رفیق وہ کامیاب ہو گئے (یعنی حضرت صدیقؓ)

فیال قصی ماز وی اللہ عنکم به من فعا ل لا سجازی و سودد

(اے قبیلہ قصی تم کو کیا ہو گیا ہے اللہ نے تمہیں ایسے کام اور ایسی سرداری کی توفیق نہیں دی جس کی جزا مل سکے۔

سلوا افتکم من شاقھا وانا ئھا فانکم ان تلوا تشھد

(اپنی بہن سے ان کی بکری اور برتن میں دودھ بھر جانے کا حال پوچھو۔ اگر تم بکری سے پوچھو گے تو وہ بھی شہادت دے گی)

دعالها بشاة حائل فتحلبت له بصريح ضرة الشاة زيد

(ایسی بکری تھی جو بالکل دبلی اور بے دودھ کے تھی مگر وہی بکری خالص دودھ دینے لگی جس میں روغن اور کف بھرا ہوا تھا۔

فغادر ه رهتا لديها لحالب قدر يها في مصدر و ثم مردود

(حضرت نے یہ بکری وہیں چھوڑ دی۔ کہ آنے جانے والے اس کے دودھ سے سیر ہوں۔

یہ قوم صبح کو اپنے نبی کو تلاش کر رہی تھی۔ ام معبد کے خیمے کو گھیر لیا تھا۔ یہاں تک کہ لوگ نبیؐ سے جا ملے۔ حسان ثابتؓ نے اس غیبی آواز کے جوار میں یہ اشعار ذیل کہے۔

لقد خاب قوم زال منهم بينهم وقدس من يسرى اليهم ويغتدى

(وہ قوم نقصان میں رہی جس سے ان کے نبی چلے گئے اور وہ قوم مقدس ہے جس کی طرف وہ (نبی) صبح شام چلتے ہیں)

قرحل من قوم فزالت عقولهم وحل على قوم بنور مجدد

(ایک قوم سے انہوں نے کوچ کیا تو ان لوگوں کی عقلیں جاتی رہیں اور ایک دوسری قوم کے پاس تازہ تازہ نور کے ساتھ اترے۔

وهل يستوى ضلال قوم تلعوا عماوهدا ة يهتدون بمهتد

(اور کیا وہ گمراہ قوم جنہوں نے وجہ نابینائی انکار کیا اور وہ ہدایت پانے والے جو ہدایت یافتہ سے ہدایت پاتے ہیں برابر ہیں؟

نبی یری مالا یری الناس حوله ویتلو کتاب الله فی کل مشهد

(وہ ایسے نبی ہیں جو اپنے گرد وہ دیکھتے ہیں جو اور لوگ نہیں دیکھتے اور مشہد میں کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں۔

فان قال فی یوم مقالة غائب فتصديقها في ضجوة اليوم او غد

(اگر وہ دن میں کوئی بات غائب کی سی کہتے ہیں (یعنی پیشگوئی) تو اس کی تصدیق اسی روز دن چڑھے یا دوسرے ہو جاتی ہے۔

لتهن ابابكر سعادة جده بضجة من يسعد الله يسعد

(ابوبکرؓ کو اپنے نصیب کی سعادت جو بوجہ صحبت آنحضرتؐ انہیں حاصل ہوئی مبارک ہو جس کو اللہ سعادت دیتا ہے وہی سعید ہوتا ہے۔

ويهن بنی کعب مکان فتاتهم ومقعد ها للمسلمين بسمهد

(اور بنی کعب کو بھی اپنی خاتون کا مرتبہ مبارک ہو جن کی نشست گاہ مسلمانوں کی جائے پناہ ہے۔
عبدالملک نے کہا ہمیں معلوم ہوا کہ ام سعید نے بھی حضورؐ کے پاس ہجرت کی اور اسلام لائیں۔

سراقہ بن جعشم کی درخواست...... رسول اللہ ﷺ کی غار سے روانگی شب دوشنبہ ۴ ربیع الاول کو ہوئی۔ سہ شنبہ کو قدید میں آپ نے قیلولہ فرمایا۔ جب وہاں سے روانہ ہوئے تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے جو اپنے گھوڑے پر سوار تھے، ان لوگوں کو روکا رسول اللہ نے بددعا دی جس سے اس گھوڑے کے پاؤں دھنس گئے۔ انھوں نے کہا کہ اے محمد ﷺ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ میرے گھوڑے کو رہا کر دے۔ میں آپؐ کے پاس سے پلٹ جاؤں گا جو لوگ میرے پیچھے آپ کی تلاش میں ہیں انہیں بھی واپس کر دوں گا آپ نے دعا کی اور وہ رہا ہو گیا۔ وہ واپس گئے انہوں نے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں پایا تو کہا کہ لوٹ چلو میں تمہاری براءت چاہ لوں گا۔ کہ یہاں کوئی نہیں ہے تم لوگ نقش قدم میں میری مہارت کو جانتے ہو وہ سب لوٹ گئے۔

عمیر بن اسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے اور آپ کے ہمراہ ابوبکرؓ بھی تھے ان دونوں حضرات کو سراقہ بن جعشم نے روکا تو ان کا گھوڑا دھنس گیا انہوں نے کہا کہ آپ دونوں میرے لئے اللہ سے دعا کیجئے میں آپ کے لئے یہ کروں گا کہ اب نہ پیچھا کروں گا۔ دونوں نے اللہ سے دعا کی مگر وہ دوبارہ پلٹے تو ان کا گھوڑا دھنس گیا انہوں نے کہا کہ اللہ سے دعا کیجئے اور میں آپ کے لئے یہ کروں گا کہ پھر نہ پلٹوں گا دونوں نے اللہ سے دعا کی انہوں نے دونوں حضرات کے سامنے توشہ اور سواری پیش کی دونوں نے فرمایا کہ ہم کو تمہیں کافی ہو تو انہوں نے کہا میں اس کا بھی آپ کے لئے ذمہ لیتا ہوں۔ (عود بسوئے حدیث اول)۔

رسول اللہ کی قبا میں آمد...... اور رسول اللہ ﷺ خرار کے درمیان چلے آپ ثنیۃ المرہ سے آگے بڑھے ثقف سے چل کے مدلجہ ثقف سے گزر گئے۔ مدلجہ مجاج کے اندر سے گزرے مرجج مجاج میں پہنچے بطن مرجج میں گئے بطن ذات کشد میں پہنچے، حدائد کو طے کیا۔ اذاخر اور بعدہ بطن ربغ سے گزر فرمایا وہیں مغرب پڑھی پھر ذی سلم، پھر مدلجہ کو چھوڑ دیا پھر العثانیہ چلے پھر بطن القاحہ سے گزر گئے۔ پھر عرج میں اترے پھر جدادات پھر غابر میں رکوبہ کی داہنی طرف سے چلے۔ پھر بطن العقیق میں اترے یہاں تک کہ الجثجاثہ پہنچ گئے۔ فرمایا کہ ہمیں بنی عمرو بن عوف تک جانے کا راستہ کون بتائے گا آپ مدینہ کے قریب نہ تھے۔ پھر آپ الظبی کے راستے پر چلے۔ یہاں تک کہ الغصبہ پر نکلے۔

مہاجرین رسول اللہ ﷺ کے اپنے پاس تشریف لانے کے منتظر تھے۔ وہ لوگ ظہرہ حرہ العصبہ تک انصار کے ہمراہ صبح کو جایا کرتے تھے۔ دن چڑھے تک آپ کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔ جب سورج انہیں جلا دیتا تھا تو اپنے اپنے مکانات واپس چلے جاتے تھے۔ جب وہ دن آیا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور وہ ۲ ربیع الاول روز دوشنبہ اور کہا جاتا ہے کہ بارھوں ربیع الاول تھی تو لوگ جس طرح انتظار میں بیٹھا کرتے تھے بیٹھ گئے جب سورج کی تپش وتمازت بڑھی تو وہ اپنے اپنے مکانات کو چلے گئے۔

اتفاق سے ایک یہودی اپنے قلعہ پر بلند آواز سے چلا رہا تھا کہ اے بنی قیلہ یہ تمہارے ساتھی (دوست

) آ گئے سب لوگ نکلے تو اتفاق سے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے تینوں اصحاب تھے۔ بنی عمرو بن عوف میں ایک شور اور تکبیر کی آواز سنی گئی مسلمان ہتھیار باندھنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ قبا پہنچ گئے تو آنحضرت بیٹھ گئے ابوبکرؓ کھڑے ہو کر لوگوں کو نصیحت کرنے لگے۔ مسلمان آ کر رسول اللہ ﷺ کو سلام کرنے لگے۔

رسول اللہ ﷺ کلثوم بن الہدم کے پاس اترے اور ہمارے نزدیک یہی درست ہے۔ آپ سعد بن خثمہ کے مکان میں اپنے اصحاب سے باتیں کرتے تھے۔ اس مکان کا نام منزل الغراب تھا۔ اسی لئے کہہ دیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ سعد بن خثمہ کے پاس اترے۔

انسؓ سے مروی ہے کہ مکے اور مدینے کے درمیان ابوبکر صدیقؓ نبی ﷺ کے ردیف (اونٹ پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے) تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی ملک شام کی آمد و رفت رہا کرتی تھی۔ اسلئے وہ پہچانتے تھے۔ نبی ﷺ کو کوئی نہیں پہچانتا تھا (راستے کے) لوگ کہتے تھے اے ابوبکر یہ لڑکا جو تمہارے آگے (اونٹ پر) ہے کون ہے۔ ابوبکر کہتے تھے کہ یہ مجھے راستے بتاتے تھے۔

جب یہ دونوں حضرات مدینہ کے قریب آ گئے۔ تو حرہ میں اترے۔ آپ نے انصار کو بلایا وہ لوگ آ گئے۔ اور کہا کہ آپ دونوں حضرات امن و اطمینان سے اٹھیے۔ انس بن مالک نے کہا کہ جس روز سے آپ مدینے میں داخل ہوئے ہیں۔ میں آپ کے پاس حاضر رہا۔ میں نے کبھی کوئی دن اس روز آپ ہمارے پاس تشریف لائے زیادہ نورانی و حسین نہیں دیکھا جس روز آپ کی وفات ہوئی میں آپ کے پاس حاضر تھا اس روز سے زیادہ میں نے کوئی دن برا اور تاریک نہیں دیکھا۔

مدینہ میں آمد...... ابووہب مولائے ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ سفر ہجرت میں اس طرح سوار ہوئے کہ اپنی اونٹنی پر ابوبکر کے پیچھے تھے جب کوئی آدمی انہیں (ابوبکر) کو ملتا تو کہتا تھا کہ آپ کون ہیں وہ کہتے تھے کہ میں طالب ہوں وہ کہتا تھا کہ آپ کے پیچھے کون ہے تو وہ کہتے تھے کہ وہ راستہ بتانے والے ہیں جو مجھے راستہ بتاتے ہیں انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب وہ دن آیا رسول اللہ ﷺ مدینے میں داخل ہوئے تو مدینے میں ہر شے روشن اور منور ہوگئی

البراء سے مروی ہے کہ ہجرت کے سفر میں نبی کریم ﷺ مدینے تشریف لائے میں نے اہل مدینہ کو نبی کریم ﷺ سے زیادہ کسی چیز سے خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ میں عورتوں اور بچوں کو کہتے سنا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں جو تشریف لائے ہیں

اہل مدینہ کا اظہار مسرت...... البراء سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سب سے پہلے ہمارے پاس مصعب بن عمیر و ابن مکتوم آئے یہ دونوں لوگوں کو قرآن پڑھانے لگے پھر عمارہ و بلال و سعد آئے اس کے بعد بیس اصحاب کے بعد عمر بن خطاب آئے تب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ میں نے لوگوں کو کبھی کسی چیز سے اتنا خوش نہیں دیکھا جتنا آمد رسول اللہ ﷺ سے ہوتے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ میں بچوں اور غلاموں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں جو تشریف لائے ہیں حتیٰ کہ سبح اسم ربک الاعلیٰ اور مفصل میں سے چند صورتیں

پڑھیں (مفصل وہ حصہ قرآن ہے جن کا نماز میں پڑھنا مسنون ہے) وہ سورۃ حجرات سے آخر تک ہے اس میں بھی تین حصے ہیں طول وساط قصار

تبلیغ کی ہدایت...... زرارہ بن اوفیٰ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن سلام نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ آپ کی طرف دوڑے کہا جانے لگا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں میں بھی لوگوں کے ساتھ گیا تا کہ آپ ﷺ کو دیکھوں جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھا تو ایسا نظر آیا کہ جو کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہوسکتا سب سے پہلے جو کلام میں نے آپ سے سنا یہ تھا کہ اے لوگو اسلام کی اشاعت کرو کھانا کھلاؤ قرابت داروں کے ساتھ احسان کرو اس وقت نماز پڑھا کرو جب سب لوگ سوتے ہیں اور سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

محلّہ بنی عمرو میں قیام...... انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو مدینے کے ایک بلند حصے ایک جو بنی عمرو کہلاتا ہے اترے آپ چودہ شب مقیم رہے پھر آپ نے بنی نجار کے ایک گروہ کو بلا بھیجا وہ لوگ اپنی تلوار لٹکائے ہوئے آئے وہ منظر میری آنکھوں میں ہے کہ رسول اللہ تھے حضرت ابوبکر آپ کے ہم نشین تھے اور بنی نجار کا گروہ آپ کے اردگرد تھا یہاں تک کہ ابوایوب کا بیرون میدان آپ کے حال میں ڈالا گیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اس طرح مدینہ تشریف لائے کہ آپ اپنی اونٹنی پر ابوبکر کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے ابوبکرؓ بوڑھے اوران سے جان پہچان تھی رسول اللہ جوان تھے اور آپ کو کوئی نہ پہچانتا تھا لوگ ابو بکر سے ملتے تھے اور کہتے تھے کہ ابوبکر یہ کون شخص ہیں جو آپ کے آگے ہے وہ کہتے یہ مجھے راستہ بتاتے ہیں گمان کرنے والا گمان کرتا کہ زمین کی راہ بتاتے ہیں حالانکہ ان کی مراد صرف راہ خیر تھی ابوبکر مڑے تو اتفاق سے انہیں ایک سوار نظر آیا جو ان حضرات سے آملا تھا انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ یہ سوار ہم سے آملا ہے نبی کریم ﷺ مڑے اور فرمایا کہ اے اللہ اس کے گھوڑے کو بچھاڑ دے اس کے گھوڑے نے اس کو بچھاڑ دیا پھر کھڑا ہو کر ہنہنانے لگا اس نے کہا یارسول اللہ آپ جو چاہیں حکم دیں آپ نے فرمایا کہ تم اپنی جگہ رک جاؤ اور ہرگز ہم سے کسی کو نہ ملنے دو وہ سوار شروع دو پہر میں رسول اللہ کے خلاف کوشاں تھے دوپہر کے آخر میں آپ کے لئے مسلح تھے کہ کسی کو نہ آنے دیتے

انصار کی طلبی...... نبی کریم الحرہ کے ایک جانب اترے اور انصار کو بلا بھیجا وہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو اور ابوبکر کو سلام کیا اور کہا کہ آپ دونوں حضرات اطمنان سے مخدوم ومطاع بن کر سوار ہو جایئے نبی کریم ﷺ سوار ہوئے انصار نے دونوں حضرات کو گھیر لیا مدینہ میں کہا جانے لگا کہ رسول اللہ آ گئے لوگ نظریں پھاڑ پھاڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھنے لگے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ آ گئے آپ چلتے رہے یہاں تک کہ ابو ایوب کے مکان کے پہلو میں اترے

جب عبداللہ بن سلام نے آپ کی خبر سنی تو آپ اپنے متعلقین سے باتیں کر رہے تھے تو عبداللہ بن سلام اپنے متعلقین کے کھجور کے باغ میں ان کے لئے کھجوریں چن رہے تھے وہ جس چیز میں چن رہے تھے انہوں نے اس

کے رکھنے میں جلدی کی اوراس ٹوکری کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے نبی کریم ﷺ کی بات سنی پھر اپنے متعلقین کے پاس واپس آ گئے۔

حضرت ابوایوب کے مکان میں قیام ...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے متعلقین کا کون سا مکان زیادہ قریب ہے۔ ابوایوبؓ نے کہا یا رسول اللہ یہ مکان میرا ہے۔ اور یہ دروازہ میرا ہے۔ آپ نے کہا جاؤ ہمارے لئے قیلولہ کی جگہ درست کرو۔ وہ گئے اور انہوں نے دونوں حضرات کے لئے قیلولے کی جگہ ٹھیک کی پھر آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ دونوں حضرات کے لئے قیلولے کی جگہ ٹھیک کردی ہے۔ اللہ کی برکت پر اٹھئے اور آرام فرمایئے۔ (عود بسوئے حدیث اول)۔

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بنی عمرو بن عوف میں دوشنبہ سہ شنبہ و چہار شنبہ و پنج شنبہ تک رہے۔ جمعہ کے دن نکلے اور بنی سالم میں آپ نے نماز جمعہ پڑھائی۔ کہا جاتا آپ بنی عمرو بن عوف میں چودہ شب تک مقیم رہے جمعہ کو آفتاب بلند ہوا۔ تو آپ نے اپنی سواری منگائی مسلمان بھی جمع ہوئے اور ہتھیار پہنے۔

نماز جمعہ ...... رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی قصوا پر سوار ہوئے لوگ داہنے اور بائیں آپ کے ہمراہ تھے۔ انصار نے آپ کو اس طرح روکا کہ آپ ان کے گھر پر نہ گزرتے تھے۔ جو یہ نہ کہتے ہوں کہ یا رسول اللہ واللہ ادھر قوت وثروت وحفاظت کے سامان ہیں تشریف لایئے آپ ان سے کلمہ خیر فرماتے اوران کے لئے دعا کرتے اور فرماتے تھے کہ اس اونٹنی کو منجانب اللہ کا حکم دیا گیا ہے۔ سب نے اس کا راستہ چھوڑ دیا جب آپ مسجد نبوی سالم میں آئے تو مسلمانوں کو جو آپ کے ہمراہ تھے۔ نماز جمعہ پڑھائی۔ اور وہ سو تھے۔

قبائل کا اظہار عقیدت ...... شرجیل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے قبا سے مدینہ منتقل ہونے کا ارداہ کیا تو آپ کو بنی سالم نے روکا آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لی۔ اور کہا یا رسول اللہ ادھر کافی تعداد و تیاری اور ہتھیار وحفاظت میں تشریف لایئے آپ نے فرمایا اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔

بنی الحارث بن الخزرج نے آپ کو روکا اور آپ سے اسی طرح کہا آپ نے انہیں اسی طرح جواب دیا

بنی عدی نے روکا اور آپ سے اسی طرح کہا۔ آپ نے بھی اسی طرح انہیں جواب دیا یہاں تک کہ وہ وہیں رک گئی جہاں اللہ نے اسے حکم دیا تھا۔

(عود بسوئے مضمون حدیث اول) رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے آپ نے راستے کا داہنا رُک اختیار کیا یہاں تک کہ آپ بنی الحبلی میں آئے روانہ ہوئے مسجد کو پہنچ گئے اونٹنی مسجد رسول اللہ ﷺ کے پاس رک گئی لوگ اپنے اپنے یہاں اترنے کے بارے میں عرض کرنے لگے۔

ابوایوب خالد بن زید بن کلیب آئے انہوں نے آپ کا کجاوہ اتارا اور آپ کو اپنے مکان میں لے گئے رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے۔ کہ آدمی اپنے کجاوے کے ساتھ ہے۔

اسعد بن زرارہ آئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لی وہ ان کے یہاں رہی اور یہی درست ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہلا ہدیہ......زید بن ثابتؓ نے کہا کہ پھر وہ سب سے پہلا ہدیہ جو رسول اللہ ﷺ کے پاس ابوایوبؓ کے مکان پر گیا وہ تھا جو میں پہنچایا ایک بہت بڑا پیالہ ثرید کا تھا جس میں روٹی گھی اور دودھ تھا۔ میں کہا یہ پیالہ میری والدہ نے بھیجا ہے۔آپ نے فرمایا کہ اللہ تمہیں برکت دے۔آپ نے اصحاب کو بلایا سب نے کھایا میں دروازے سے ہٹنے بھی نہ پایا تھا کہ سعد بن عبادہ کا پیالہ ثرید اور گوشت کا آیا۔کوئی شب ایسی نہ تھی جس میں رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر تین چار آدمی کھانا نہ لاتے ہوں۔جس کی انہوں نے باری مقرر کر لی تھی۔حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ ابوایوبؓ کے مکان میں منتقل ہوگئے۔وہاں آپ کا قیام سات مہینے رہا۔

اہل بیت کی مدینہ آمد......رسول اللہ ﷺ نے ابوایوبؓ ہی کے مکان سے زید بن حارثہ وابورافع کو مکہ بھیجا ان دونوں کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم دیئے۔یہ دونوں آپ کے پاس فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ، ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ آپ کی زوجہ سودہ بنت زمعہ اور اسامہ بن زید کو آپ کے پاس لائے۔رقیہ بنت رسول اللہ کو اس سے قبل ان کے شوہر عثمانؓ بن عفان (ملک حبشہ) ہجرت کر چکے تھے ابوالعاص بن الربیع نے اپنی بیوی زینبؓ بنت رسول اللہ ﷺ کو قید کر لیا۔زید بن حارثہ نے اپنی بیوی ام ایمن کو مع ان کے فرزند اسامہ بن زید کو سوار کر لیا۔عبداللہ بن ابی بکرؓ بھی ابوبکرؓ کے عیال کو لے کر انہیں لوگوں کے ہمراہ روانہ ہوئے ان میں عائشہؓ بھی تھیں۔چنانچہ یہ سب لوگ مدینہ آئے تو آپ نے ان سب کو حارثہ بن النعما کے مکان پر اتارا۔

طبقات ابن سعد

حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رب انعمت علی فرد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات وسرایا

نام وتاریخ

سواری وسامان

موسیٰ ابن عقبہ سے روایت ہے کہ ستائیس غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جہاد فرمایا سینتالیس سرایا بھیجے اور نو غزوات میں اپنے ہاتھ سے قتال فرمایا۔

(۱) بدر (۲) احد (۳) مریسیع (۴) خندق (۵) قریظہ (۶) خیبر (۷) فتح مکہ (۸) حنین (۹) طائف۔

ان تعداد پر اجماع ہے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کے غزوہ میں بھی قتال فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے آپ کے لئے خصوصیت کے ساتھ نفل قرار دیا تھا خیبر سے واپس آتے ہوئے وادی القریٰ میں قتال فرمایا اور آپ کے بعض اصحاب مقتول ہوئے۔ غابہ میں بھی قتال فرمایا۔

مدینہ میں آمد کی صحیح تاریخ ...... راویوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے ہجرت فرمائی ہے تو شنبہ ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ تشریف لائے اس پر اجماع ہے۔ اور بروایت بعض آپ ۲ ربیع الاول کو تشریف لائے۔

لوائے ابیض …… ماہ رمضان میں ہجرت کے ساتویں مہینے وہ سب سے پہلا علم جو آنحضرت ﷺ نے حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم کو عنایت فرمایا۔ اس کا رنگ سفید تھا۔ ابو مرثد کنانہ بن الحصین الغنوی نے اسے اٹھایا جو حمزہ بن عبدالمطلب کے حلیف تھے، رسول اللہ نے تیس مہاجرین کے ساتھ انہیں روانہ فرمایا۔ بعض کا قول ہے کہ نصف مہاجرین تھے۔ نصف انصاری لیکن اجماع اسی پر ہے۔ کہ سب مہاجرین تھے۔ بدر میں انصار کو ساتھ لے کر جب تک آپ نے گوزہ نہیں فرمایا اس وقت کسی انصاری کو کسی میدان میں نہیں بھیجا۔ انصار نے شرط کر لی تھی۔ اپنے شہر مدینہ ہی میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کریں گے۔ ہمارے نزدیک یہی ثبوت ہے۔

حضرت حمزہؓ کی قافلہ قریش کو روکنے کی کوشش …… حمزہؓ قافلہ قریش کو روکنے کے لئے روانہ ہوئے یہ قافلہ شام سے آیا تھا۔ اس میں تین سو آدمی تھے۔ ابو جہل بن ہشام ہمراہ تھے۔ یہ لوگ (یعنی مہاجرین) عیص کی جانب سے سمندر کے ساحل تک پہنچ گئے فریقین کی مڈبھیڑ ہوئی یہاں تک کہ سب لڑنے مرنے کے لئے صفیں باندھ لیں۔ مجدی بن عمرو الجہنی جو فریقین کا حلیف تھا۔ کبھی ان لوگوں کی طرف جانے لگا اور کبھی ان لوگون کی طرف جانے لگا یہاں تک کہ وہ ان کے درمیان حائل ہو گیا۔ حمزہ بن عبدالمطلب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ واپس ہوئے۔

سریہ عبیدہ بن الحارث …… رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے آٹھویں مہینہ شروع شوال میں عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف کا رالغ کی جانب وہ سریہ ہے جس سے لوائے بیض (علم سفید) ان کے لئے نامزد کیا گیا تھا۔ ان کو مسطع بن اثاثہ بن عبدالمطلب بن عبد مناف لئے ہوئے تھے، جنہیں رسول اللہ نے ساٹھ مہاجرین کے ہمراہ بھیجا تھا۔ ان میں کوئی انصاری نہ تھا۔

وہ ابوسفیان بن حرب سے ملے۔ اس کے ہمراہ دو سو اہل قریش تھے۔ وہ ایک پانی کے مقام پر تھا۔ جس کا نام احیاء تھا۔ جو جحفہ سے دس میل پر رالغ کا حصہ تھا۔ (یہ فاصلہ اس صورت میں ہے بائیں ہاتھ کے راستے سے قدید کا ارادہ کیا جائے وہ لوگ صرف سیدھے راستے سے پھرے۔ کہ اب سواریوں کے اونٹوں کو چرائیں۔ ان میں تیر اندازی ہوئی انہوں نے تلواریں نہیں کھینچیں اور قتال کے لئے صف بستہ ہوئے۔ ان لوگوں کے درمیان تیراندازی صرف اس لئے ہوئی کہ سعد بن ابی وقاص نے اس روز ایک تیر پھینکا تھا وہ سب سے پہلا تیر تھا جو اسلام میں پھینکا گیا تھا۔ دونوں فریق اپنی اپنی جائے پناہ میں واپس آئے۔ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ اس جماعت کا سردار عکرمہ بن ابی جہل تھا۔

سریہ سعد بن ابی وقاصؓ …… ذی العقدہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہجرت کے نویں ماہ کے شروع میں الخرار کی طرف سعدؓ بن ابی وقاص کا سریہ ہوا جس میں لوائے ابیض (علم سفید) ان کے لئے نامزد کیا گیا تھا۔ المقداد بن عمرو بن البہرانی اٹھائے ہوئے تھے۔ انہیں آپ نے بیس مہاجرین کے ساتھ بھیجا تھا کہ قافلہ قریش کو روکیں۔ جو ان کی طرف سے گزرے ان یہ عہد لے لیا تھا کہ وہ الخرار سے آگے نہ بڑھیں۔ الخرار ان چند کنوؤں کا نام ہے جو الجحفہ سے مکہ کی طرف جانے میں الجحہ کی بائیں جانب خم کے قریب ملتے ہیں، سعدؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ پیادہ

روانہ ہوئے۔ دن کو کمین گاہ میں پوشیدہ ہو جاتے تھے اور رات کو چلتے تھے۔ یہاں تک کہ جب ہمیں پانچویں صبح ہوئی تو قافلہ کے متعلق علم ہوا وہ شب ہی کو گزر گیا ہم مدینہ لوٹ آئے۔

غزوہ الابواء...... آغاز سفر میں ہجرت کے گیارہوں مہینے رسول اللہ کا غزوہ ابواء ہے۔ آپ کا علم حمزہ بن عبدالمطلب نے اٹھایا اور وہ سفید تھا۔ آپ نے مدینہ پر سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنایا اور صرف مہاجرین کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ جن میں کوئی انصاری نہ تھا۔ آپ قافلہ قریش کو روکنے کے لئے ابوالابواء پہنچے مگر جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ یہی غزوہ ان ہے اور آپ دونوں مقام الابواء و دوان پر وارد ہوئے۔ ان دونوں میں چھ میل کا فاصلہ تھا۔ یہ سب سے پہلا غزوہ ہے جسے بہ نفس نفیس آپ نے کیا۔

اسی غزوہ میں آپ نے مخشی بن عمرو الضمری سے جو آپ کے زمانے میں بنی ضمرہ کا سردار تھا ان شرائط پر مصالحت فرمائی کہ نہ آپ بنی ضمرہ سے جنگ کریں گے اور نہ وہ آپ سے لڑیں گے اور نہ آپ کے خلاف لشکر جمع کریں گے۔ اور نہ دشمن کی مدد کریں گے۔ آپ اور ان کے درمیان ایک عہد نامہ تحریر کیا گیا (اور ضمرہ بنی کنانہ میں سے ہیں) پھر رسول اللہ ﷺ مدینے کی طرف مراجعت فرما ہوئے۔ اس طرح پندرہ روز سفر میں رہے۔

کثیر بن عبداللہ المزنی اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ کے ہمراہ الابواء کے سب سے پہلے غزوہ میں جہاد کیا۔

غزوہ بواط...... ہجرت کے تیرھویں مہینے میں شروع ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ کا غزوہ بواط ہے۔ آپ کا جھنڈا سفید تھا، اور سعد بن ابی وقاصؓ لئے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں سعد بن معاذ کو اپنا خلیفہ بنایا اور دو اصحاب کے ہمراہ اس قافلہ قریش کو روکنے کے لئے نکلے جس میں امیہ بن خلف الجمعی کے ساتھ سو آدمی قریش کے اور ڈھائی ہزار اونٹ تھے۔ آپ بواط پہنچے یہ جگہ جہینہ کے پہاڑی سلسلہ میں علاقہ رضویٰ اور شام کے راستے کے متصل ذی خشب کے قریب ہے۔ بواط اور مدینے کے درمیان تقریباً چار برد (اڑتالیس میل) کا فاصلہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو جنگ کی نوبت نہ آئی۔ اور آپؐ مدینہ مراجعت فرما ہوئے۔

غزوہ بہ تلاش کرز بن جابر الفہری

نیابت حضرت زید بن حارثہ...... اسی ماہ ربیع الاول کے شروع میں رسول اللہ ﷺ کا کرز بن جابر الفہری کی تلاش میں غزوہ ہے۔ آپ کا جھنڈا سفید تھا۔ جو علیؓ بن ابو طالبؓ نے اٹھایا تھا مدینہ میں زید بن حارثہ کو اپنا خلیفہ بنایا۔

کرز بن جابر الفہری...... کرز بن جابر نے مدینے کی چراگاہ کو لوٹا تھا اور جانوروں کو ہنکا لے گیا تھا۔ وہ وہ اپنے جانور الجماء میں چرتا تھا مدینہ کی چراگاہ ایک جگہ تھی۔ جہاں لوگ اپنے جانور چراتے تھے الجماء ایک پہاڑ ہے جو العقیق کے علاقے سے اطراف تک پھیلا ہے اس کے اور مدینے کے درمیان تین میل کا فاصلہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ اسے تلاش کرتے ہوئے اس وادی میں پہنچے جس کا نام سفوان تھا جو بدر کے نواح میں ہے۔ کرز بن جابر اس وادی سے چلا گیا تھا آپ اس سے نہ ملے اور مدینے میں تشریف لائے۔

غزوہ ذی العشیرہ ...... جمادی الاخر میں ہجرت کے سولہویں مہینے رسول اللہ ﷺ کا غزوہ ذوالعشیرہ ہوا۔ علم نبوی جو سفید تھا حمزہ بن عبدالمطلب نے اٹھایا آپ نے مدینہ میں ابوسلمہ بن عبدالاسدی المخزومی کو اپنا جانشین بنایا اور ڈیڑھ سو بروایت دو سو مہاجرین کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپ نے ہمراہ چلنے کے لئے کسی پر جبر نہیں کیا۔ کل تیس اونٹ تھے۔ جن پر لوگ باری باری سوار ہوتے تھے۔

قافلہ قریش نے جب سفر شام شروع کیا تو اسے روکنے کے لئے نکلے آپ کے پاس مکہ سے قافلہ روانہ ہونے کی خبر آئی تھی۔ کہ اس میں قریش کا مال لدا ہوا تھا۔ آپ ذوالعشیرہ پہنچے جو ینبوع کے علاقہ میں بنی مدلج اور ینبوع اور مدینے کے درمیان نو برد (۱۰۸ میں) کا فاصلہ ہے۔ اس قافلہ کے متعلق جس کے لئے آپ نکلے تھے۔ معلوم ہوا کہ چند روز قبل جا چکا تھا۔ یہ وہی قافلہ تھا کہ جب شام سے لوٹا تو آپ اس کے ارادے سے نکلے مگر وہ سمندر کے کنارے سے نکل گیا۔ قریش کو اس کی خبر پہنچی تو وہ اس کی حفاظت کے لئے روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ سے بدر میں ملے آپ نے ان پر حملہ کیا اور جسے قتل ہونا تھا قتل ہوئے۔

ذی العشیرہ میں رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابو طالب کی کنیت ابوتراب مقرر فرمائی۔ اس لئے کہ آپ نے انہیں اس طرح سوتے ہوئے دیکھا کہ وہ غبار آلود ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابوتراب بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گئے اسی غزوہ میں آپ نے بنی مدلج اور ان کے ان خلفاء سے جو بنی ضمرہ میں تھے صلح فرمائی تھی۔ پھر آپ مدینے کی طرف واپس ہوئے اور جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سریہ عبداللہ بن جحش الاسدی ...... ماہ رجب میں رسول اللہ ﷺ کے ہجرت کے سترھویں مہینے کے شروع میں نخلہ کی جانب عبداللہ بن جحش الاسدی کا سریہ ہوا۔ انہیں آپ نے بارہ مہاجرین کے ہمراہ بطن نخلہ کو روانہ کیا جن میں سے ہر دو کے قبضے میں ایک اونٹ تھا نخلہ ابن عامر کا وہ باغ ہے جو مکے کے قریب ہے انہیں حکم دیا کہ وہ قافلہ قریش کی گھات میں رہیں وہ قافلہ ان کے پاس اترا اہل قافلہ کو ان سے ہیبت معلوم ہوئی اور ان کی حالت انوکھی نظر آئی۔

عکاشہ بن محصن الاسدی نے سر منڈایا جن کو عامر بن ربیعہ نے مونڈا تا کہ قوم مطمئن ہو جائے وہ مطمئن ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ لوگ یہیں کے رہنے والے ہیں۔ ان سے کوئی خوف نہیں۔ انہوں نے اپنی سواری کے جانور (چرانے کے لئے) چھوڑ دیئے اور کھانا تیار کیا اس روز کے متعلق انہوں نے یہ شک کیا آیا ماہ حرام میں سے ہے یا نہیں پھر انہوں نے جرات کی اور ان سے قتال کیا۔

نوفل بن عبداللہ کا فرار ...... واقد بن عبداللہ التمیمی مسلمانوں کے پاس آنے کے لئے نکلا تو اسے عمرو بن الحضرمی نے تیر مارا اور قتل کر دیا۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ عثمان بن عبداللہ بن المغیرہ اور الحکم بن کیسان کو گر

فتار ہوئے نوفل بن عبداللہ بن المغیرہ ان سے بچ نکل گیا اور قافلہ کو لے کر بھاگا اس میں شراب اور چمڑے اور کشمش تھی۔ جسے وہ طائف سے لائے تھے۔

قیدیوں کا قبول اسلام...... وہ لوگ ان سب چیزوں کو رسول اللہ کے سامنے لائے تو آپ نے اسے رکھوا دیا اور دونوں قیدیوں کو قید کر دیا۔ جس شخص نے الحصین بن کیسان کو قید کیا وہ المقداد بن عمرو تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے (الحکم) کو اسلام کی دعوت دی وہ اسلام لائے اور بیر معونہ میں شہادت پائی۔ اس سریہ میں سعدؓ بن ابی وقاص، عتبہ بن غزوان کے اونٹ پر ان کے ہم نشین تھے اونٹ راستہ بھول کر بحران چلا گیا جو معدن بن سلیم کے علاقے میں ہے۔ وہ دونوں دو روز تک اس کی تلاش میں اس مقام پر ٹھہرے رہے۔ اور ان کے ساتھی نخلہ چلے گئے۔ سعد و عتبہ اس وقت حاضر خدمت نہ ہوئے۔ اور چند روز بعد آ گئے۔

مال غنیمت کی تقسیم...... کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن جحش جب نخلہ سے لوٹے تو آپ نے مال غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دیا تمام مال غنیمت کو اصحاب میں تقسیم کر دیا۔ یہ پہلا خمس (پانچواں حصہ) تھا جو اسلام میں معین کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نخلہ کے مال غنیمت کو روکا یہاں تک آپ بدر واپس آ گئے۔ پھر آپ نے اسے بدر کے مال غنیمت کے ساتھ تقسیم کیا۔ اور ہر جماعت کو اس کا حق دیا۔ اسی سریہ میں عبداللہؓ بن جحش کا نام امیر المؤمنین رکھا گیا۔

غزوہ بدر

اب رسول اللہ ﷺ کا غزوہ بدر القتال ہے اسے بدر کبریٰ بھی کہا جاتا ہے

تجارتی قافلہ کی تلاش...... راویوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ خفیہ طور پر اس قافلہ کی واپسی کے منتظر تھے۔ جو ملک شام گیا تھا۔ پہلے بھی آپ نے اس کا ارادہ فرمایا تھا۔ یہاں تک کہ آپ ذی العشیرہ پہنچے تھے۔ آپ نے طلحہ بن عبیداللہ التیمی اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو قافلے کی خبر دریافت کرنے کے لئے بھیجا وہ دونوں التجبار پہنچے جو الحوراء کے علاقے سے ہے اور کشد الجہنی کے پاس اترے اس نے ان دونوں کو پناہ دی اور ان کی مہمانداری کی قافلے کا حال ان سے پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ قافلہ گزر گیا طلحہ و سعید دونوں روانہ ہوئے ہمراہ کشد بھی محافظ بن کر چلا۔ جب یہ لوگ ذوالمروہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ سمندر کے کنارے کنارے تیزی سے نکل گیا۔

طلحہ و سعید مدینے آئے کہ رسول اللہ ﷺ کو قافلہ کی خبر دیں مگر انہیں معلوم ہوا کہ آپ کہ آپ روانہ ہو گئے۔ آپ نے مسلمانوں کو اپنے ہمراہ روانہ ہونے کی دعوت دی۔ اور فرمایا یہ قریش کا وہ قافلہ ہے جس میں ان کا مال و اسباب ہے شاید اللہ تعالیٰ اسے تم کو غنیمت میں دیدے جو جلدی کر سکا اس نے ان کی طرف جلدی کی اور بہت سے آدمیوں نے اس سے دیر کر دی۔ جو لوگ پیچھے رہ گئے انہیں ملامت نہ کی گئی۔ کیونکہ وہ قتال کے لئے روانہ نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ قافلہ کے لئے روانہ ہوئے تھے۔

اسلامی لشکر کی روانگی......رسول اللہ ﷺ ہجرت کے انیسویں ماہ کے شروع ۱۲ رمضان یوم شنبہ کو مدینے روانہ ہوئے یہ روانگی طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید کے روانہ کرنے کے دس دن بعد ہوئی۔ مہاجرین میں سے تو آپ کے ہمراہ جو روانہ ہوئے۔ انصار بھی اس غزوہ میں ہمراہ تھے۔ حالانکہ اس سے قبل ان میں سے کسی نے جہاد نہیں کیا تھا

بدری صحابہ......رسول اللہ ﷺ نے اپنا لشکر بیر ابی عنبہ پر قائم کیا۔ جو مدینے میں ایک میل کے فاصلہ پر ہے آپ نے اپنے اصحاب کو ملاحظہ فرمایا اور اسے واپس کر دیا۔ جسے آپ نے چھوٹا سمجھا۔ آپ تین سو پانچ سو آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جن میں ۷۴ مہاجرین تھے۔ اور بقیہ ۲۰۱ انصار۔ آٹھ آدمی وہ تھے جو کسی سبب سے پیچھے رہ گئے تھے۔ رسول اللہ نے ان کا حصہ واجر مقرر فرمایا۔ وہ تین مہاجرین میں سے تھے۔

(۱) عثمانؓ بن عفان کو رسول اللہ ﷺ نے ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ کی تیمارداری کے لئے چھوڑ دیا کہ وہ بیمار تھیں۔ وہ ان کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی۔

(۲) طلحہ بن عبیداللہ

(۳) سعید بن زید جنھیں رسول اللہ ﷺ نے قافلہ کی خبر دریافت کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

پانچ انصار میں سے تھے۔

(۱) ابولبابہ بن المنذر جن کو آپؐ نے مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا۔

(۲) عاصم بن عدی العجلانی جن کو آپ نے اہل عالیہ پر خلیفہ بنایا۔

(۳) الحارث بن حاطب العمری جن کو آپ نے بنی عمرو بن عوف کے پاس کسی بات کی وجہ سے جو ان کی طرف سے ہوئی الروحا سے واپس کر دیا۔

(۴) الحارث بن حاطب جو الروحاء میں تھک گئے تھے۔

(۵) خوات بن جبیر یہ بھی تھک گئے تھے۔

یہ آٹھ آدمی ہیں جن کے بارے میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور سب کے سب مستحق اجر ہیں۔ اونٹوں میں ستر اونٹ تھے۔ جن پر باری باری سفر ہوتا تھا۔ گھوڑے صرف دو تھے۔ ایک مقداد بن عمرو کا اور ایک مرثد بن ابی مرثد الغنوی کا۔

مسلم جاسوس......رسول اللہ ﷺ نے اپنے آگے دو جاسوسوں کو مشرکین کی طرف روانہ کر دیا تھا۔ کہ آپ کے پاس دشمن کی خبر لائیں۔ بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الرغبا تھے۔ جو جہینہ میں سے تھے۔ اور انصار کے حلیف تھے۔ دونوں چاہ بدر تک پہنچے خبر معلوم کی اور رسول اللہ کے پاس لوٹ گئے۔

تجارتی قافلہ میں خوف و ہراس......مشرکین کو شام میں یہ خبر پہنچی تھی کہ رسول اللہ و ان کی واپسی کی گھات میں ہیں وہ لوگ جب شام سے روانہ ہوئے تو ضمضم بن عمرو کو قریش مکہ کے پاس روانہ کر کے انہیں اس بات کی خبر دی کہ اور حکم دیا کہ وہ نکل کر قافلہ کی حفاظت کریں۔

مشرکین مکے سے تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے ان کے ساتھ غلام اور دف تھا۔ ابوسفیان بن حرب قافلہ کو لایا جب وہ مدینے سے قریب پہنچا تو وہ لوگ خوف زدہ تھے اور ضمضم اپنی قوم (قریش) کی تاخیر کو محسوس کر رہے تھے۔

خوف وہراس کے اسی عالم میں قافلہ بدر پہنچا اور وہاں منزل کی۔ ابوسفیان نے مجدی بن عمرو سے پوچھا محمدؐ کے جاسوس تو کہیں نظر نہیں پڑے؟ کیونکہ مکہ کا کوئی قریشی مرد اور عورت ایسا نہیں ہے جس کے پاس نصف اوقیہ یا زیادہ مال رہا ہو اور اس نے ہمارے ساتھ روانہ نہ کر دیا ہو۔ مجدی نے کہا بخدا میں نے ایسا شخص نہیں دیکھا جسے میں اجنبی سمجھتا سوائے ان دو سواروں کے جو اس مکان تک آئے تھے۔ اس نے عدی و بسبس کے اونٹ کی نشست کی طرف اشارہ کیا ابوسفیان آیا دونوں اونٹوں کی چند مینگنیاں لے کر توڑیں کھجور کی گٹھلی نکلی تو کہا یہ مدینے کا چارہ ہے یہ محمدؐ کے جاسوس ہیں

اس قافلہ کے سر برآوردہ لوگوں کو غیرت دلائی اور سمندر کے کنارے سے لے کے چلا۔ بدر کا بائیں جانب چھوڑ کر تیزی سے بھاگ گیا۔ قریش مکے سے آ گئے تو ابوسفیان بن حرب نے ان کے پاس قیس بن امرئ القیس کو بھیج کر خبر دی کہ قافلہ بچ گیا۔ لوگ واپس چلے جائیں۔ مگر قریش نے واپس ہونے سے انکار کر دیا اور غلاموں کو جحفہ سے واپس کر دیا۔

ابوسفیان کا اظہار تاسف...... قاصد ابوسفیان سے الہدہ میں ملا۔ جو مکہ سے بائیں جانب کے راستے پر عسفان سے سات میل پر ہے۔ جہاں بنوضمرہ اور کچھ خزاعہ کے لوگ ہیں۔ اس قاصد نے اسے (ابوسفیان کو) قریش کے گزرنے کی خبر دی (تو نہایت افسوس کے ساتھ کہا) کہ ہائے قوم یہ عمرو بن ہشام یعنی ابوجہل کا فعل ہے اور کہا کہ بخدا ہم اس وقت تک نہ جائیں گے جب تک بدر میں اتر لیں۔

مقام بدر...... بدر زمانہ جاہلیت کے تماشگاہوں میں سے ایک تماشگاہ تھا جہاں عرب جمع ہوتے تھے۔ یہاں ایک بازار تھا۔ بدر اور مدینہ کے درمیان اٹھانوے میل کا فاصلہ تھا وہ راستہ جس پر رسول اللہ بدر کی طرف روانہ ہوئے الروحاء کا تھا مدینہ اور الروحاء کے درمیان چار روز کا راستہ تھا۔ پھر وہاں سے المنصرف تک بارہ میل کا ذات جذال تک بارہ میل کا پھر المعلات تک جو اللم کا سیلابی میدان ہے بارہ میل کا۔ وہاں سے الاثیل تک بارہ میل پھر بدر تک دو میل کا فاصلہ تھا۔

فرات بن حیان...... قریش نے فرات بن حیان العجلی کو جو اس وقت مکہ میں مقیم تھا جب قریش نے مکہ چھوڑا۔ ابوسفیان کے پاس بھیجا تاکہ وہ اسے روانہ ہونے اور مکہ چھوڑنے کی خبر دے مگر اس نے ابوسفیان کے خلاف راستہ اختیار کیا وہ جحفہ میں مشرکین کے پاس پہنچ گیا اور ان کے ہمراہ روانہ ہو گیا بدر کے دن اسے متعدد زخم لگے۔ اور وہ پچھلے پاؤں بھاگ گیا۔

بنی زہرہ کی مراجعت...... بنی زہرہ جحفہ سے پلٹ گئے اس کا مشورہ انہیں الاکنس بن شریف نے دیا تھا۔ جو ان کا حلیف تھا اور ان میں اس کی بات مانی جاتی تھی۔ اس کا نام ابی تھا۔ مگر جب اس نے بنی زہرہ کو لوٹا دیا تو کہا

گیا خنس بہم (اس نے انہیں پیچھے کر دیا) اسی وجہ سے اس کا نام الاخنس ہو گیا۔ اس روز بنی زہرہ سو آدمی تھے۔ بعض نے کہا کہ تین سو تھے۔

بنی عدی کی مراجعت ...... بنی عدی بن کعب جنگی جماعت کے ساتھ تھے مگر جب وہ ثنیہ لفت پہنچے تو تڑکے کے وقت مکے کا رخ کر کے کنارہ سمندر کی طرف پھر گئے۔ اتفاقاً ابوسفیان بن حرب ان سے ملا اور کہا اے بنی عدی تم کیسے پلٹ ہوئے نہ تو قافلے میں جنگی جماعت میں۔ انہوں نے جواب دیا کہ تو نے قریش کو کہلا بھیجا تھا کہ وہ پلٹ جائیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ (ابوسفیان) ان سے مرالظہران میں ملا۔ بنی زہرہ اور بنی عدی کے مشرکین میں سے کوئی شخص بدر میں حاضر نہیں ہوا۔

انصار کا جذبہ جہاد ...... رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے جب بدر کے قریب پہنچے تو قریش کی روانگی کی خبر آئی رسول اللہ ﷺ نے اصحاب کو اس سے آگاہ کیا اور ان سے مشورہ لیا۔ المقداد بن عمرو البہرانی نے عرض کیا کہ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپ ہمیں برک الغماء (مقام) تک لے جائے تو ہم ضرور آپ کے ساتھ چلیں گے یہاں تک کہ وہاں پہنچ جائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے مشورہ دو آپ کی مراد صرف انصار سے تھی۔ سعد بن معاذ کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں انصار کی طرف سے جواب دیتا ہوں یا رسول اللہ شاید شاید آپ کی مراد ہم سے ہے آپ نے فرمایا ہاں عرض کیا اے اللہ کے نبی آپ نے جو کچھ قصد فرمایا ہے اسے جاری رکھیے۔ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپ اس سمندر میں پیش قدمی کرنا چاہیں اور اس میں داخل ہوں گے تو ہم بھی ضرور اس طرح آپ کے ساتھ داخل ہوں گے کہ ایک آدمی بھی پیچھے نہ رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی برکت کے ساتھ چلو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے۔ بخدا میں قوم کے بچھڑنے کے مقامات دیکھ رہا ہوں۔

اسلامی حکم ...... اس روز رسول اللہ نے متعدد جھنڈے نامزد فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا سب سے بڑا تھا مہاجرین کا جھنڈا مصعب بن عمیر کے ساتھ تھا قبیلہ خزرج کا جھنڈا الحباب بن المنذر کے ساتھ اور قبیلہ اوس کا سعد بن معاذ کے ساتھ تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین کا نشان شناخت "یا بنی عبدالرحمٰن" خزرج کا "یا بنی عبداللہ" اور اوس کا "یا بنی عبیداللہ" مقرر فرمایا کہا جاتا ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس روز "یا منصور امت" تھا۔

مشرکین کے ہمراہ بھی تین جھنڈے تھے۔ ایک جھنڈا ابوعزیز بن عمیر کے ساتھ ایک النضر بن الحارث کے ساتھ اور ایک طلحہ بن ابی طلحہ کے ساتھ تھا۔ یہ سب بنی عبدالدار میں سے تھے۔

مسلمانوں کی بدر آمد ...... رسول اللہ ﷺ شب جمعہ ۱۷ رمضان کو بدر کے قریب اترے۔ مشرکین کی خبر دریافت کرنے کے لئے علیؓ اور زبیرؓ اور سعدؓ بن ابی وقاص کو چاہ بدر پر بھیجا ان لوگوں کو قریش کی پانی بھرنے والی جماعت ملی جن میں ان کے پانی پلانے والے بھی تھے۔ ان لوگوں نے اس جماعت کو گرفتار کر لیا۔

کفار کی تعداد......قریش کو جب اس کی خبر پہنچی تو لشکر گھبرا گیا ان پانی پلانے والوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ قریش کہاں ہیں انہوں نے جواب دیا کہ اس ٹیلے کے پیچھے جسے آپ دیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا وہ کتنے ہیں۔ انہوں نے کہا بہت ہیں آپ نے فرمایا وہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ایک دن نو اور ایک دن دس آپ نے فرمایا کہ وہ ہزار اور نو سو کے درمیان ہیں اور نو سو پچاس آدمی تھے اور ان کے گھوڑے سو تھے۔

الحباب بن المنذر کا مشورہ......الحباب بن المنذر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ مقام جہاں آپ ہیں منزل نہیں ہے آپ ہمارے ساتھ ایسے مقام پر تشریف لے چلئے جہاں پانی قوم کے قریب ہو۔ مجھے اس جگہ کا اور وہاں کے کنوؤں کا علم ہے اس میں ایک کنواں ہے جس کے پانی کی شیرینی میں جانتا ہوں جو ٹوٹتا نہیں ہم اس پر حوض بنائیں گے۔ خود میر سیراب ہوں گے۔ قتال کریں گے اور اس کے سوا باقی کنوؤں کو پاٹ دیں گے۔

بارش......رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرئیل آئے اور عرض کیا رائے یہی ہے جس کا الحباب نے مشورہ دیا ہے رسول اللہ اٹھ کھڑے ہوئے اور یہی کیا مگر وادی (میدان کی زمین) پولی تھی۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے ابر کو بھیجا جس نے اسے تر کر دیا۔ مسلمان چلنے سے نہ رکے مشرکین کے ہاں اتنی بارش ہوئی کہ وہ چلنے کے قابل نہ رہے۔ حالانکہ ان کے درمیان ایک ریت کا ٹیلہ تھا۔ اس شب مسلمانوں پر غنودگی طاری ہوگئی۔

عریشۂ رسولؐ......رسول اللہ ﷺ کے لئے کھجور کی لکڑی کا سائبان بنا دیا گیا۔ نبی ﷺ اور ابو بکرؓ اس میں داخل ہو گئے سعد بن معاذ اس سائبان کے دروازے پر تلوار لٹکائے کھڑے ہو گئے۔

مسلمانوں کی صف بندی......صبح ہوئی تو قبل اس کے کہ قریش نازل ہوں آپؐ اصحاب کو صف بستہ کر دیا رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کو صف بستہ اور برابر کر رہے تھے کہ قریش نکل آئے آپ انہیں تیر کی طرح سیدھا کر رہے تھے۔ اس روز آپ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا جس سے آپ ایک طرف اشارہ کرتے تھے۔ کہ آگے بڑھ اور دوسری طرف اشارہ کرتے تھے کہ پیچھے ہٹ یہاں تک کہ وہ سب برابر ہو گئے۔

ملائکہ کی آمد......ایک ایسی تیز ہوا آئی جس کی سی شدت ان لوگوں نے نہ دیکھی تھی۔ وہ چلی گئی۔ اور ایک دوسری ہوا آئی وہ بھی چلی گئی اور ایک ہوا آئی پہلی ہوا میں جبرئیل ایک ہزار لشکر ملائکہ کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی ہمراہی کے لئے تھے۔ دوسری طرف ہوا میں میکائیل ایک ہزار ملائکہ کے ہمراہ رسول اللہ کے میمنہ (لشکر کے داہنی بازو) کے لئے تھے۔

ملائکہ کی علامت وہ عمامے تھے۔ جن کے سرے وہ اپنے دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔ اور سبز و سرخ نور کے تھے۔ ان کے گھوڑوں کی پیشانیوں میں بال تھے رسول اللہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ملائکہ

نے نشان جنگ لگالیا۔ لہذا تم بھی نشان لگالو۔ چنانچہ ان لوگں نے اپنی زرہ وکود میں نشان لگایا۔ بدر کے دن ملائکہ ابلق گھوڑوں پرسوار تھے۔

عمیر بن وہب الجمعی کا قریش سے خطاب ...... راوی نے کہا کہ جب مسلمانوں کی جماعت مطمئن ہوگئی تو مشرکین نے عمیر بن وہب الجمعی کو بھیجا جو تیر والا تھا۔ اس سے کہا کہ محمدؐ اوران کے اصحاب کا اندازہ کروہ وادی (میدان) میں گیا پھر لوٹا اور کہا۔ نہ توان کے لئے مدد (امدای فوج) ہے اور نہ کمین (پوشیدہ لشکر) پوری قوم تین سو ہیں اگر زیادہ ہوں گے تو بہت کم زیادہ ہوں گے ان کے ہمراہ ستر اونٹ اور دو گھوڑے ہیں۔ اے گروہ قریش مصائب حامل موت ہیں (یعنی مسلمانوں کی تعداد ان کے لئے باعث ہلاکت نہ ہوگی) یثرب کے سیراب کر نے والے اونٹ قاتل موت کے حامل ہیں۔ وہ ایک سی جماعت ہے کہ سوائے ان کی تلواروں کے نہ کوئی محافظ ہے اور نہ کوئی جائے پناہ ہے۔ کیا تم انھیں دیکھتے نہیں کہ وہ لوگ اس طرح خاموش ہیں کہ کلام نہیں کرتے جو یہ پھن والے سانپوں کی طرح زبانیں نکالتے ہیں خدا کی قسم میں تو نہیں سمجھتا کہ تم ان کا کوئی آدمی قتل کردو بغیر اس کے کہ ہمارا کوئی آدمی قتل کر دیا جائے۔ جب وہ تم سے اپنے شمار کے مطابق پہنچ جائے گے۔ تو اس کے بعد جینے کا مزہ نہیں۔ لہذا اپنے معاملہ میں غور کرو۔ اس نے حکیم بن حزام سے گفتگو کی لوگوں کے گیا۔ اور شیبہ اور عتبہ کے پاس آیا۔ جوان کی جماعت میں بڑے محتاط اور رعب والے تھے۔ انہوں نے لوگوں کو واپس ہونے کا مشورہ دیا۔

ابوجہل کی ریشہ دوانی ...... عتبہ نے کہا کہ میری نصیحت کو ردنہ کرو اور نہ میری رائے کو نادانی پر محمول کرو۔ مگر ابوجہل نے جب اس کا کلام سنا تو اس پر حسد کیا اور اس کی رائے کو غلط قرار دیا۔ اس نے لوگوں کے درمیان اختلاف کرادیا۔ اور عامر بن الحضرمی کو اس نے یہ حکم دیا کہ اپنے بھائی عمر کے نام سے واویلا کرے جو نخلہ میں قتل کر دیا گیا تھا۔ عامر سامنے آیا اور اس نے اپنے حصہ زیریں پر خاک ڈالی اور وائے عمر، وائے عمر چیخنے لگا اس سے اسکا مقصد عتبہ کو رسوا کرنا تھا کیونکہ قریش میں وہی اس کا حلیف تھا۔

جنگ بدر ...... عمیر بن وہب آیا اس نے مسلمانوں پر حملہ کردیا مگر مسلمان اپنی صفوں میں ثابت قدم رہے اور اپنی جگہ سے ہٹے نہیں اس پر عامر بن الحضرمی نے بھی حملہ کردیا اور جنگ چھڑ گئی۔

عامر بن الحضرمی کا قتل ...... مسلمانوں میں جو سب سے پہلے نکلا وہ عمر بن الخطابؓ کے آزاد کردہ غلام مہجع تھے۔ انہیں عامر بن الحضرمی نے قتل کردیا تھا۔ انصار میں جو سب سے پہلے قتل کیا گیا وہ حارثہ بن سراقہ تھے۔ کہا جاتا کہ انہیں حبان بن العرقہ نے قتل کیا کہا ان کو عمیر بن الحمام نے قتل کیا جسے خالد بن الاعلم العقیلی نے مار ڈالا۔

شیبہ وعتبہ و ولید کی مبازرت طلبی ...... ربیعہ کے دونوں بیٹے شبیہ اور عتبہ اور الولید بن عتبہ نکلے انہوں نے مقابلہ کی دعوت دی تو قبیلہ بنی الحارث کے تین انصاری معاذ اور معوذ اور عوف جو عفرا کے فرزند تھے۔ ان کی طرف نکلے مگر رسول اللہ ﷺ نے یہ ناپسند فرمایا آپ کے چچا اور آپ کے قوم کے ذریعے سے شوکت ظاہر ہو۔

آپ نے انہیں حکم دیا تو وہ لوگ اپنی صفوں میں واپس آ گئے اور آپ نے ان کے لئے کلمہ خیر فرمایا۔

مشرکین کا غرور............مشرکین نے پکار کر کہا اے محمدؐ ان مقابلہ کرنے والوں کو ہماری طرف روانہ کرو۔ جو ہماری قوم میں سے ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بنی ہاشم کھڑے ہو اور اس حق کے ساتھ قتال کرو جس کے ساتھ اللہ نے تمہارے نبی مبعوث کیا کیونکہ وہ اپنے باطل کو لائے ہیں تا کہ اللہ کے نور کو گل کر دیں۔

حمزہ بن عبدالمطلب، علیؓ ابن ابی طالب اور عبیدہ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف کھڑے ہوئے اور عتبہ کی طرف بڑھے تو عتبہ نے کہا کچھ بات کرو تا کہ ہم تمہیں پہچان لیں۔ وہ خود پہنے تھے (اس لئے پہچانے نہ جا سکے

حمزہ نے کہا کہ میں حمزہ ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کا شیر ہے تو عتبہ نے کہا اچھا مقابل ہے۔ علیؓ اور عبیدہ بن الحارثؓ نے کہا اور میں ان دونوں (شیبہ و ولید) کے حلیفوں کا شیر ہوں جو تیرے ساتھ ہیں اس نے کہا دونوں اچھے مقابل ہیں۔

عتبہ اور ولید کا قتل......اس نے اپنے بیٹے ولید سے کہا کہ اے ولید اٹھ علیؓ بن ابی طالب اس کے سامنے آئے۔ دونوں میں تلوار چلنے لگی۔ علیؓ نے اسے قتل کر دیا عتبہ کھڑا ہوا اور اس کی طرف حمزہ بڑھے دونوں نے تلوار چلائی۔ حمزہ نے اسے قتل کر دیا شبیہ اٹھا اور اس کے مقابلہ میں عبیدہ بن الحارث کھڑے ہوئے جو اس روز رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سب سے زیادہ سن رسیدہ تھے۔ شبیہ نے عبیدہ کے پاؤں پر تلوار کا کنارہ مارا جوان کی پنڈلی کی مچھلی میں لگا اور اسے کاٹ دے۔

شبیہ کا خاتمہ......حمزہ و علیؓ نے شبیہ پر حملہ کیا اور اسے ان دونوں نے قتل کر دیا انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ھذا ان خصمان اختصمو فی ربھم (یہ دونوں فریق ہیں (یعنی مسلمین و مشرکین) جنہوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا (کیا) اور انہیں کے بارے میں سورہ انفال یا اس کا اکثر حصہ یوم نبطش البطشه الکبریٰ (یعنی یوم بدر (جس روز ہم سخت پکڑ کریں گے جس روز سے مراد بدر کا دن ہے) وعذاب یوم عقیم (سخت دن کا عذاب) وسیھزم الجمع و یولون الا بر . نازل ہوا۔

راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے پیچھے اس طرح دیکھا گیا کہ تلوار میان سے باہر نکالے ہوئے اس آیت (سیھزم الجمع) کی تلاوت فرما رہے ہیں (یعنی عنقریب) اس جماعت کو شکست ہوگی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے) ان کے زخمیوں کو آپ نے اٹھوایا۔ اور بھاگنے والوں کی تلاش فرمائی۔

شہدائے بدر.....اس روز مسلمانوں میں چودہ آدمی شہید ہوئے چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے۔

(۱) عبیدۃ بن الحارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف

(۲) عمیر بن ابی وقاص

(۳) عاقل بن ابی البکیر

(۴) عمر بن الخطاب آزاد کردہ غلام مہجع

(۵) صفوان بن بیضاء
(۶) سعد بن خثیمہ
(۷) مبشر بن عبدالمنذر
(۸) حارث بن سراقہ
(۹) عوف بن عفراء
(۱۰) معوذ بن عفراء
(۱۱) عمیر بن الحمان
(۱۲) رافع بن معلی
(۱۳) زید بن الحارث بن قسمم تھے۔
(۱۴) ان کا نام معلوم نہیں۔

مقتولین قریش .... اس روز شرکین کے ستر آدمی مارے گئے۔ اور ستر قید ہوئے اور جو لوگ مقتول ہوئے ان میں یہ بھی تھے۔

شیبہ و عتبہ فرزندان ربیعہ بن عبد شمس الولید بن عتبہ، العاص، ابوجہل بن ہشام، ابوالبختری اور حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب۔ الحارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف طعیمہ بن عدی، زمعہ بن الاسود بن المطلب، نوفل بن خویلد جو العدویہ کا فرزند ہے۔ النصر بن الحارث جس کو گرفتار کر کے الاثیل میں قتل کیا گیا۔ عقبہ بن ابی میسط جسے گرفتار کر کے الصفراء میں قتل کیا گیا العاص بن ہشام بن المغیرہ جو امیر المؤمنین عمرؓ بن الخطاب کا ماموں تھا۔ امیہ بن خلف، علی بن امیہ بن خلف، منبہ بن الحجاج، معبد بن وہب۔

اسیران بدر .... یہ لوگ قیدیوں میں تھے۔ نوفل بن الحارث بن عبد المطلب، عقیل بن ابی طالب، ابو العاص بن الربیع، عدی بن الخیار، ابوعزیز بن عمیر اور ولید بن الولید بن مغیرہ، عبداللہ بن ابی بن خلف، ابوعزہ عمرو بن عبداللہ شاعر۔ وہب بن عمیر بن وہب الجمحی ابووداعہ بن خبیرہ الہمی، سہل بن عمرو العامری۔

اسیران بدر کا زر فدیہ قیدیوں کا فدیہ فی کس چار ہزار، تین ہزار، دو ہزار، ایک ہزار درہم تک تھا۔ سوائے اس جماعت کے کہ جس کے پاس مال نہ تھا۔ ان لوگوں پر رسول اللہ ﷺ نے احسان فرمایا۔ انہیں لوگوں میں ابوعزہ الجمحی تھے۔ رسول اللہ کو ان لوگوں سے جو کچھ ملا اسے آپ نے غنیمت میں لے لیا۔ مال غنیمت پر عبداللہ بن کعب الازنی کو آپ نے عامل بنایا کہ انصار میں سے تھے۔ مال غنیمت رسول اللہ ﷺ نے الصفراء کے سیر شعب (مقام) تقسیم کیا جو مدینے سے وسط درجہ کے تین رات کے فاصلہ پر ہے رسول اللہ نے شمشیر ذوالفقار اپنے حصوں سے زیادہ لے لی۔ جو منبہ بن الحجاج کی تھی اس روز وہ صرف آپ کے لئے مخصوص تھی۔

مال غنیمت .... رسول اللہ ﷺ نے تمام مال غنیمت ان مسلمانوں کو جو بدر میں حاضر تھے، اور آٹھ آدمیوں جو

آپ کے حکم سے پیچھے رہ گئے اور آپ نے ان کا حصہ و اجر مقرر فرما دیا تھا عنایت فرما دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا حصہ مسلمانوں کے ساتھ لیا جس میں ابوجہل کا اونٹ بھی تھا۔ جس کے نکیل پڑی ہوئی تھی وہ اس پر سوار ہو کر جنگ کیا کرتے تھا۔ اور اس کے شہوت کے وقت سے اسے مارا کرتا تھا۔

اہل مدینہ کو نوید فتح ...... رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو بشیر (خوش خبری) دینے والا بنا کے مدینہ بھیجا تا کہ وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کو اور مسلمانوں کی سلامتی وقت واقعہ بدر اور اللہ نے اپنے رسول کو جو فتح عطا فرمائی اس کی اور جو مال غنیمت آپ کو ان سے دلوایا اس کی خبر دی۔ آپ نے اہل عالیہ کے عبداللہ بن رواحہ کو اسی طرح کی خبر دینے کے لئے بھیجا۔ عالیہ (ان مقامات کا نام تھا) قباء، خطمہ، وائل واقف، بنوامیہ بن زید، قریظہ النصیر۔

حضرت رقیہ کی تدفین ...... زید بن حارثہ مدینے میں اس وقت آئے جب کہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کو بقیع میں دفن کیا جا چکا تھا۔ اہل مکہ کو سب سے پہلے جس شخص نے اہل بدر کی مصیبت اور ان کی شکست کی خبر سنائی وہ الحیسمان بن حابس الخزاعی تھا۔ جنگ بدر رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے انیسویں مہینے ۱۷ رمضان المبارک یوم جمعہ صبح کے وقت ہوئی۔

مجاہدین بدر کی تعداد ...... البراء سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی تعداد تین سو دس سے کچھ زائد تھی۔ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ ان کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی جنگ جالوت کے دن اصحاب طالوت کی تھی۔ جنہوں نے نہر کو عبور کیا تھا۔ اس روز سوائے مومن کے ان کے ساتھ کسی نے نہر کو عبور نہیں کیا۔

ابوموسیٰ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی تعداد اتنی تھی جتنی جنگ جالوت کے دن اصحاب طالوت کی۔

البراء سے مروی ہے کہ اہل بدر کی تعداد اصحاب طالوت کے مطابق تھی۔

البراء سے مروی ہے کہ بدر کے دن مہاجرین ساٹھ سے زائد تھے۔ اور انصار دو سو چالیس سے زائد تھے

البراء نے اصحاب بدر سے روایت کی ہے کہ وہ لوگ ان اصحاب طالوت کی تعداد کے مطابق تین سو دس سے کچھ زائد تھے۔ جنھوں نے نہر کو عبور کیا تھا۔ البراء کا بیان ہے کہ بخدا ان (طالوت) کے ہمراہ سوائے مومن کے اور کسی نے نہر کو عبور نہیں کیا۔

عبیدہ سے مروی ہے کہ اہل بدر تین سو تیرہ یا چودہ تھے۔ دو سو ستر انصار اور بقیہ دوسرے لوگوں میں سے ابن عباس مروی ہے کہ اہل بدر تین سو تیرہ تھے۔ جن میں مہاجرین میں سے چھہتر تھے اور ۱۷ رمضان یوم جمعہ کو اہل بدر کو ہزیمت ہوئی۔

مجاہدین بدر کے لئے رسول اللہ کی دعا ...... عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ تین سو پندرہ مجاہدین کے ہمراہ روانہ ہوئے جیسا کہ طالوت روانہ ہوئے تھے۔ جس وقت وہ لوگ روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ اے اللہ یہ لوگ برہنہ پا ہیں لہذا انہیں سواری دے۔ اے اللہ یہ برہنہ ہیں انہیں لباس

دے۔ اے اللہ یہ لوگ بھوکے ہیں لہٰذا انہیں سیر کر۔ اللہ نے بدر کے دن فتح دی وہ لوگ جس وقت لوٹے تو اس حالت میں لوٹے کہ ان میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو ایک یا دوسری سواری کے بغیر ہو انہوں نے کپڑے بھی پائے اور سیر بھی ہوئے۔

مطر سے مروی ہے کہ بدر کے دن آزاد کردہ غلام میں سے دس سے زائد حاضر تھے۔ مطر نے بیان کیا کہ ان لوگوں کا بھی مناسب حصہ لگایا گیا۔

یوم بدر کی تاریخ

...... عامر بن ربیعہ البدری سے مروی ہے کہ بدر کا دن ۱۷ رمضان المبارک دوشنبے کو تھا۔

الزہری سے مروی ہے کہ میں ابوبکر بن عبدالرحمٰنؓ بن الحارث بن ہشام سے شب بدر کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ شب جمعہ ۱۷ رمضان کو ہوئی۔

جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر ۱۷ رمضان یوم جمعہ کو ہوئی۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ یہی ثابت ہے کہ وہ جمعہ کو ہوئی اور دوشنبہ کی حدیث شاذ ہے۔

ابن ابی حبیبہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابن المسیب سفر کے روزے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے عمرؓ بن الخطاب سے حدیث بیان کی کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رمضان دو غزوے کئے۔ غزوہ بدر، غزوہ فتح مکہ ہم لوگوں نے دونوں میں روزے نہیں رکھا۔

عبداللہ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں غزوہ بدر کیا جب تک آپ اپنے اہل کے پاس واپس نہ ہوئے آپ نے کسی دن روزہ نہیں رکھا۔

ابن طلحہ کہتے ہیں کہ ابوایوب سے یوم بدر کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ یا رمضان کے سترہ دن گزرے تھے اور تیرہ دن باقی تھے یا گیارہ دن باقی تھے اور ۱۹ دن گزرے تھے۔

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ بدر کے دن تین آدمی ایک اونٹ پر تھے اور ابولبابہ و علیؓ رسول اللہ ﷺ کے ہم نشین تھے۔ ایسا ہوتا تھا کہ جب نبی ﷺ کی (پیادہ چلنے) نوبت ہوتی تھی تو وہ دونوں عرض کرتے تھے آپؐ سوار ہو جائیے تاکہ ہم دونوں آپ کی جانب سے پیادہ چلیں۔ آپؐ فرماتے تھے کہ نہ تو تم دونوں پیدا روی میں مجھ سے زیادہ طاقتور ہو اور نہ میں ثواب میں تم لوگوں سے زیادہ بے نیاز ہوں (یعنی مجھے ثواب کی ویسی ہی حاجت ہے جسی تمہیں پھر میں پیادہ روی کا اجر کیوں چھوڑوں)۔

مشرکین کی تعداد

...... ابوعبیدہ بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نے بدر کے دن جماعت مشرکین کو گرفتار کیا تو ہم نے ان سے پوچھا تم لوگ کتنے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ ایک ہزار تھے۔

الشعبی سے مروی ہے کہ بدر کے قیدیوں کا فدیہ چار ہزار سے کم تھا۔ جس کے پاس نہ تھا اسے یہ حکم دیا گیا کہ وہ انصار کے بچوں کو پڑھنا سکھا دے۔

مفلس قیدیوں کا زرفدیہ

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن ستر قیدیوں کو گرفتار کیا آپ بقدر ان کے مال کے ان

سے فدیہ لے رہے تھے۔ اہل مکہ لکھنا جانتے تھے۔ اور اہل مدینہ لکھنا نہیں جانتے تھے۔ جس کے پاس فدیہ نہ تھا۔ دس بچے مدینے کے بچوں میں سے اس کے سپرد کئے گئے۔ اس نے انہیں سکھایا۔ جب وہ ماہر ہو گئے تو وہی اس کا فدیہ ہو گیا۔

عامر سے مروی ہے کہ اہل بدر کا فدیہ چالیس چالیس اوقیہ تھا۔ جس کے پاس نہ تھا اس نے دس مسلمانوں کو لکھنا سکھایا زید بن ثابت بھی انہیں میں سے ہیں۔ جنہیں لکھنا سکھایا گیا۔

زرفدیہ لینے کا فیصلہ...... عبیدہ سے مروی ہے کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں جبرئیل رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئے اور عرض کی کہ اگر آپ چاہیں تو انہیں قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو ان سے فدیہ لے لیں۔ اس صورت میں فدیہ لینے والے سفر شہید ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اصحاب کو آواز دی۔ لوگ آئے یا ان میں سے لوگ آئے آپ نے فرمایا یہ جبرئیل ہیں جو ان دونوں باتوں میں تمہیں اختیار دیتے ہیں۔ یا تو قیدیوں کو سامنے لا کے سب کو قتل کر دو یا اس طرح ان سے فدیہ لو جو تم میں اس کو قبول کریں وہ بقدر ان کی تعداد کے شہید کئے جائیں گے۔ ان لوگوں نے عرض کی کہ ہم فدیہ لیں گے اس سے ان لوگوں کے خلاف قوت حاصل کریں گے اور ہم میں سے ستر جنت میں داخل ہو جائیں گے آخر ان سے فدیہ لے لیا۔

سماک بن حرب سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ جب اہل بدر سے فارغ ہوئے تو آپ سے کہا گیا کہ آپ قافلے کو ضرور لے لیجئے کیونکہ اب اس کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں۔ عباس نے آپؐ سے پکار کر کہا کہ یہ آپؐ کے لئے مناسب نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیوں؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کیا ہے جو اپنے وعدے کے مطابق آپ کو دیدی۔

ابوالبختری کا قتل...... العیزار بن حریث سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو ندا دی گئی آگاہ ہو کہ اس قوم (مشرکین) میں سے سوائے ابوالبختری کے میرے نزدیک کسی کا کوئی احسان نہیں ہے۔ لہذا جس نے اسے گرفتار کیا ہو رہا کر دے رسول اللہ ﷺ نے اسے امن دے دیا مگر معلوم ہوا کہ وہ قتل کیا جا چکا ہے۔

سات افراد کے لئے بددعاء...... عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلہ رو ہو کر قریش کے سات افراد کے لئے بددعا فرمائی جن میں ابوجہل وامیہ بن خلف وعتبہ بن ربیعہ وشیبہ بن ربیعہ وعقبہ بن ابی معیط بھی تھے۔ آپؐ نے خدا کی قسم کے ساتھ فرمایا کہ ضرور تم لوگ ان کو اس حالت میں بدر میں بچھڑا ہوا دیکھو گے۔ کہ آفتاب نے ان کو جلا دیا ہو گا وہ دن بھی سخت گرم تھا۔

علیؓ سے مروی ہے کہ جب یوم بدر ہوا اور جنگ شروع ہوگئی تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کی پناہ لی (یعنی آپؐ کو ڈگے کیا۔ اس روز آپؐ سب سے زیادہ مشغول جنگ تھے۔ کوئی شخص آپؐ سے زیادہ مشرکین سے قریب نہ تھا۔

حضرت حمزہؓ کی شجاعت...... الہی سے مروی ہے کہ یوم بدر ہوا تو ربیعہ کے بیٹے عتبہ وشیبہ اور ولید بن عتبہ نکلے ان کے مقابلہ کو حمزہ بن عبدالمطلب وعلیؓ بن ابی طالب وعبیدہ بن الحارثؓ نکلے۔ شیبہ حمزہؓ کے مقابلے پر آئے

اور ان سے کہا تو کون ہے انہوں نے کہا میں اللہ اور اس کے رسول کا شیر ہوں تو اس نے کہا اچھا مقابل ہے؟ پھر دونوں میں تلوار چلنے لگی اور حمزہؓ نے اسے قتل کر دیا۔ الولید علیؓ کے سامنے آیا اور کہا تو کون ہے؟ انہوں نے کہا میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں علیؓ نے اسے قتل کر دیا۔ عتبہ عبیدہؓ بن الحارث کے مقابلہ پر آیا اور پوچھا تو کون ہے؟ انہوں نے کہا میں وہ شخص ہوں جو معاہد حلف میں ہے۔ اس نے کہا اچھا مقابل ہے دونوں میں تلوار چلنے لگی عتبہ نے حریف کو کمزور کر دیا۔ حمزہؓ اور علیؓ عتبہ پر ٹوٹ پڑے۔

ابوعبداللہ بن محمد سعد (مولف کتاب) کہتے ہیں۔ کہ پہلی حدیث کی بناء پر ثابت یہی ہے کہ حمزہؓ نے عتبہ کو قتل کیا۔ علیؓ نے الولید کو اور عبیدہؓ نے شبیہ سے قتال کیا (جسکو علیؓ وحمزہؓ نے مل کر بعد میں قتل کر دیا)۔

مسلمانوں اور مشرکوں کے گھوڑوں کی تعداد...... یزید بن رومان سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف دو گھوڑے تھے ایک گھوڑے پر رسول اللہ ﷺ کے ماموں الاسود کے حلیف المقداد بن عمرو سوار تھے دوسرا حمزہ بن عبدالمطلب کے حلیف مرثد بن ابی مرثد الغنوی کے لئے تھا۔ اس روز مشرکین کے ہمراہ سو گھوڑے تھے۔

قبیہ نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ (رسول اللہ ﷺ) کے ہمراہ تین گھوڑے تھے۔ (دو گھوڑوں پر تو وہی سوار تھے جن کا ذکر ہوا اور) ایک گھوڑے پر الزبیر بن العوام سوار تھے۔

مسلمان مخبر ...... عکرمہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے عدی بن ابی الزغباء اور بسبس بن عمرو کو مخبر بنا کر بھیجا دونوں (بدر کے) کنوؤں پر آئے۔ ابوسفیان کو دریافت کیا تو انہیں اس کے مقام کی اطلاع دی گئی۔ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اطلاع دی کہ یا رسول اللہ وہ فلاں دن فلاں کنویں پر اترے گا اور فلاں دن فلاں کنویں پر اترے گا۔ یہاں تک کہ ہم لوگ ان سے مل جائیں گے۔ جبکہ وہ (بدر کے) کنویں پر ہوگا۔

ابوسفیان آیا اور اسی کنویں پر اترا۔ قوم سے (جو وہاں تھی) دریافت کیا کہ آیا تم نے کسی کو دیکھا ہے انہوں نے کہا سوائے دو آدمیوں کے کسی کو نہیں دیکھا اس نے کہا مجھے ان دونوں کے اونٹوں کی نشست گاہ دکھاؤ انہوں نے اسے نشست گاہ دکھائی اس نے مینگنی لی اور اسے چورا چورا کر دیا تو کھجور کی گٹھلی نظر آئی اس نے کہا بخدا یثرب کی آبپاشی کے اونٹ ہیں۔ پھر ساحل سمندر کا راستہ اختیار کیا اور اہل مکہ کو لکھ کر نبی ﷺ کی روانگی کی خبر دی۔

حضرت سعد بن معاذ کا جذبہ جہاد...... عکرمہ سے مروی ہے کہ اس روز بدر کے دن رسول اللہ نے لوگوں سے مشورہ طلب کیا سعد بن عبادہ یا سعد بن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ جب چاہیں چلیں اور جہاں قیام فرمائیں جس سے چاہے جنگ کیجئے اور جس سے چاہے صلح کیجئے قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر آپ اتنا چلیں کہ برک الغماد جو یمن کا علاقہ ہے پہنچ جائیں تو ہم لوگ اس طرح آپ کی پیروی کریں گے کوئی شخص پیچھے نہ رہے گا۔ عتبہ بن ربیعہ نے ان مشرکین سے کہا کہ اپنے انہیں چہروں کے بل واپس چلو جو گویا چراغ ہیں ان لوگوں کے مقابلہ سے جن لوگوں کے چہرے گویا سانپ ہیں۔ کیا تم نہیں قتل نہ ... تا قبیلہ وہ تم میں سے اپنے برادر کو قتل نہ کرلیں پھر اس کے بعد تمہاری خیر نہیں۔ اس روز مسلمان کھجوریں کھا رہے تھے۔ رسول اللہ نے

فرمایا اس جنت کی طرف سبقت کرو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔

عمیر بن الحمامؓ کی شہادت...... عمیر بن الحمام ایک طرف تھے ہاتھ میں کھجوریں تھیں۔ جن کو وہ کھا رہے تھے۔ انہوں نے کہا واہ واہ (بخ بخ) نبی ﷺ نے ان سے فرمایا بس کرو انہوں نے کہا یہ کھجوریں ہرگز مجھ پر غالب نہ ئیں گی۔ پھر کہا میں تم پر ہرگز زیادہ نہ کروں گا۔ یہاں تک کہ میں اللہ سے مل جاؤں۔ یعنی اب میں زندگی میں سوائے کھجور کے کوئی کھجور نہ کھاؤں گا وہ (ہاتھ کی کھجوریں) کھانے لگے پھر کہا دور ہو۔ تمہیں نے مجھے روک لیا جو ہاتھ میں تھیں پھینک دیں۔ اپنی تلوار کی طرف اٹھے جو چیتھڑوں میں لپٹی ہوئی لٹکی تھی۔ اسے لے لیا اور آگے بڑھ کے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ اور اس روز انہیں غنودگی آ رہی تھی۔ مسلمان اڑتی ہوئی بالو پر اترے بارش ہوئی جس سے وہ مثل کوہ صفا کے ہو گئی لوگ اس پر آسانی سے دوڑتے تھے۔

جنگ بدر کے متعلق قرآنی آیات...... اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ **اذیغشیکم النعاس امنة وینزل علیکم من السماء ماء یطھر کم به ویذھب عنکم رجز الشیطان ولیربط علی قلوبکم ویثبت به الاقدام** (اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے تمہارے سکون کے لئے تم پر غنودگی طاری کر رہا تھا اور تم پر آسمان سے بارش نازل فرما رہا تھا تا کہ اس کے ذریعے سے تمہیں پاک کر دے شیطان کا خوف دور کر دے دلوں کو مضبوط کر دے۔ اور ثابت قدم کر دے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی۔ **سیھزم الجمع ویولون الدبر** (یعنی عنقریب اس جماعت کو شکست ہوگی اور وہ پشت پھیر کر بھاگیں گے) تو عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کس جماعت کو شکست ہوگی اور کون غالب ہوگی؟ جب یوم بدر ہوا تو میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ زرہ پہن کر حمد کرتے ہیں اور **سیھزم الجمع ویولون الدبر** کہتے جاتے ہیں مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تبارک تعالیٰ ان لوگوں کو عنقریب شکست دے گا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ آیت **واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض** (اس وقت کو یاد کرو جب تم قلیل اور روئے زمین پر کمزور سمجھے جاتے تھے) یوم بدر کے متعلق نازل ہوئی۔ یہ آیت **اذالقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار** (جب تم لوگ کفار کا مقابلہ کرنا تو پشت نہ پھیرنا) یہ بھی یوم بدر کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور یہ آیت **یسئلونک عن الانفال** (آپ سے لوگ مال غنیمت کے بارے میں سوال کرتے ہیں) یوم بدر کے بارے میں نازل ہوئی۔

ایوب ویزید بن حازم سے مروی ہے کہ عکرمہ کو یہ پڑھتے سنا **فاتبعوا الذین آمنوا** (یعنی اے ملائکہ تم ایمان والوں کو ثابت قدم رکھنا) اتنا مضمون تو ایوب ویزید کا متفق علیہ ہے۔

حماد نے کہا کہ (روایت میں) ایوب نے اتنا بڑھایا کہ عکرمہ نے کہا **فاضربوا فوق الاعناق** (اے ملائکہ تم کفار کی گردنیں مار دو) اس روز آدمی کا سر جدا ہو جاتا تھا اور یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ کس نے علیحدہ کیا۔

ابوجہل کی تلاش...... عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس روز فرمایا ابوجہل کو تلاش کرو لوگوں نے تلاش کیا وہ نہ ملا آپ نے دوبارہ فرمایا کہ اسے تلاش کرو۔ کیونکہ اس کے ساتھ میرا یہ وعدہ ہے کہ اس کا گھٹنہ گزرگاہ

ہوگا۔ جب تلاش کیا تو اس طرح پایا کہ اس کا گھٹنہ گزرگاہ تھا۔اس روز اہل بدر کے فدیہ کی مقدار چار ہزار اور اس سے کم پہنچ گئی اگر کوئی آدمی اچھا لکھنا جانتا تھا تو اس سے یہی فدیہ ٹھہرایا گیا کہ وہ لکھنا سکھا دے۔

یوم بدر پر رسول اللہ کی دعاء...... علی بن ابوطالب سے مروی ہے کہ جب یوم بدر ہوا تو میں نے کسی قدر جنگ کہ پھر جلدی نبی ﷺ کے پاس آیا کہ دیکھوں آپ نے کیا کیا آپ سجدے میں فرما رہے تھے۔ یا حیی یا قیوم ، یاحیی یاقیوم اس پر کچھ بڑھاتے نہ تھے۔ میدان کو لوٹا واپس آیا تو آپ حالت سجدہ میں فرما رہے تھے۔ میں عرصہ جنگ کو واپس ہوا تو آپ کی حالت سجدہ میں یہی فرما رہے تھے۔ اللہ نے آپ کو فتح فرمائی۔

شمشیر ذوالفقار...... ابن عباس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ نے اپنے حصہ میں بدر کے دن ایک تلوار ذوالفقار مخصوص فرمائی۔ عبادۃ بن حمزہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ بدر کے دن جو ملائکہ نازل ہوئے ان کے عمامے زرد تھے۔ زبیر کے پاس بدر کے دن دو رومال تھے جس کا وہ عمامہ باندھتے تھے۔

عطیہ بن قیس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بدر کی جنگ سے فارغ ہوگئے۔ تو جبرئیل سرخ گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کے پاس آئے ان کی پیشانی پر بل پڑے تھے۔ زرہ پہنے ہوئے تھے۔ اور ہاتھ میں نیزہ تھا جس کی باڑھ غبار آلود تھی۔ انہوں نے عرض کی یا محمد ﷺ اللہ تبارک تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ آپ کے راضی ہونے تک آپ سے جدا نہ ہوں آیا آپ راضی ہیں۔ فرمایا ہاں میں راضی ہوں تو واپس ہوئے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ اذ انتم بالعدوۃ القصوی (یہ وقت تھا کہ جب تم میدان کے کنارے پر) وہ لوگ وادی کے ایک کنارے پر اور یہ لوگ دوسرے کنارے اسی طرح اسے عفان نے بھی بالعدوۃ پڑھا ہے۔

شہدائے بدر کی نماز جنازہ...... عامر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ بدر روانہ ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے عمرو بن ام مکتوم کو مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے شہدائے بدر کی نماز جنازہ پڑھی۔

زکریا بن ابی زائدہ، عامر سے روایت کرتے ہیں کہ بدر اسی شخص کا تھا جس کا نام بدر تھا یعنی میر تھا۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ محمد بن عمر نے بیان کیا کہ ہمارے مدنی دوست اور سیرت کے راوی سب ہی کہتے ہیں کہ مقام کا نام بدر ہے (نہ کہ کسی شخص کا نام)۔

سریہ عمیر بن عدی...... رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے انیسویں مہینے کے شروع میں ۲۵ رمضان کو عمیر بن عدی خرشہ الخطمی کا عصماء بنت مروان کی طرف سریہ ہے جو بنی امیہ بن زید سے تھی۔

عصماء یزید بن زید بن حصن الخطمی کے پاس تھی اسلام کی ہجو کرتی تھی نبی ﷺ کو ایذاء پہنچاتی تھی۔ آپ کی مخالفت پر برانگیختہ کرتی اور شعر کہتی تھی۔

عصماء کا قتل...... عمیر بن عدی کے پاس آئے مکان میں داخل ہوئے عصماء کے اردگرد اس کے بچوں کی ایک جماعت سو رہی تھی۔ گود میں ایک بچہ تھا جسے وہ دودھ پلاتی تھی۔ عمیر نابینا تھے۔ ہاتھ سے ٹٹول کے بچے کو ماں سے علیحدہ کیا تلوار اس کے سینے پر رکھدی جو جسم کے پار ہوگئی۔

عمیر نے صبح کی نماز مدینے میں نبی ﷺ کے ساتھ پڑھی رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے دختر مروان کو قتل کردیا؟ انہوں نے کہا ہاں کیا اس بارے میرے ذمہ کچھ اور ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، اس کے بارے میں دو بھیڑیں لڑیں گی۔ یہ وہ کلمہ تھا جو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے سنا گیا رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عمیر بصیر (بینا) رکھا۔

سریہ سالم بن عمیر...... شروع شوال میں رسول اللہ کی ہجرت کے بیسویں مہینے ابوعفک یہودی کی جانب سالم بن عمیر العمیری کا سریہ ہے۔ ابوعفک بنی عمرو بن عوف کا بہت بڑا بوڑھا جو ایک سو برس کا تھا یہودی تھا لوگوں رسول اللہ ﷺ کی مخالفت پر برانگیختہ کرتا اور شعر کہتا تھا۔

ابوعفک کا قتل...... سالم بن عمیر نے جو بکثرت رونے والوں میں سے تھے۔ اور بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ کہا کہ مجھ پر یہ نذر ہے کہ یا تو میں عفک کو قتل کروں گا۔ یا اس کے لئے مرجاؤں گا۔ وہ ٹھہرے ہوئے اس کی غفلت کے انتظار میں تھے گرمی کی ایک رات کو ابوعفک میدان میں سویا۔ سالم بن عمیر کو اس کا علم ہوگیا۔ وہ سامنے آئے اور تلوار اس کے جگر پر رکھ دی۔ اسے دبا کر کھڑے ہوگئے۔ یہاں تک کہ وہ اس کے بستر میں گھس گئی۔ اللہ کا دشمن چلایا تو اس کے ماننے والے دوڑے آئے۔ اس کے گھر لے گئے، اور دفن کردی۔

غزوہ بنی قنیقاع...... نصف شوال شنبے کے روز ہجرت بیسویں مہینے رسول اللہ ﷺ نے بنی قینقاع سے جنگ کی۔ بنی قینقاع یہودی تھے۔ اور عبداللہ بن ابی سلول کے حلیف یہود میں سے ان سے زیادہ کوئی بہادر اور ہمت والا نہ تھا۔ یہ لوگ سنار تھے۔

بنی قینقاع کی بدعہدی...... نبی ﷺ سے انہوں نے صلح کرلی تھی جنگ بدر ہوئی تو ان لوگوں نے نافرمانی اور حسد کا اظہار کیا اور عہد و میثاق کو توڑ دیا اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر یہ آیت نازل فرمائی **و اما تخافن من قوم خیانة فا نبذ الیهم علی سواء ان الله لا یحب الخائنین** (اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت (یعنی عہد شکنی) کا اندیشہ ہو تو آپ ان کے عہد کو مساوی طور پر واپس کردیجئے بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے بنی قینقاع سے اندیشہ ہے آپ اس آیت کی وجہ ان کی جانب روانہ ہوگئے اس روز آپ کا جھنڈا حمزہ بن عبدالمطلب لئے تھے یہ جھنڈا سفید تھا۔ دوسرے چھوٹے جھنڈے نہ تھے۔

بنی قینقاع کا محاصرہ...... آنحضرت نے ابولبابہ بن عبدالمنذر العمری کو مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا اور یہود کی

طرف روانہ ہوئے ذی القعدہ کے چاند تک پندرہ روز بنی قینقاع کا محاصرہ رکھا وہ سب سے پہلے یہودی تھے۔ جنہوں نے بدعہدی اور جنگ کی اور قلعہ میں محفوظ ہو گئے۔ آپ نے ان کا نہایت سختی سے محاصرہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے اس فیصلہ پر راضی ہو گئے کہ ان کا مال رسول اللہ ﷺ کے لئے عورتیں بچے ان کے لئے آپ نے حکم دیا تو ان کی مشکیں کس دی گئیں۔

عبداللہ بن ابی کی سفارش...... رسول اللہ ﷺ نے مشکیں کسنے پر المنذر قدامہ السلمی کو مامور کیا جو قبیلہ سعد بن خیثمہ بنی السلم میں سے تھے۔ عبداللہ بن ابی نے رسول اللہ ﷺ سے جان بخشی کی درخواست کی بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو خدا ان پر لعنت کرے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی جان بخش دی اور حکم دیا کہ مدینے سے باہر نکال دیئے جائیں اس کام پر عبادہ بن الصامت مامور ہوئے یہود اذرعات چلے گئے مگر وہاں بھی زیادہ نہ رہ سکے۔

مال غنیمت...... رسول اللہ ﷺ نے ان ہتھیاروں مین سے تین کمانیں لیں جن میں ایک کمان کا نام الکثوم تھا جو غزوہ احد میں ٹوٹ گئی۔ ایک کمان کا نام الروحاء تھا۔ اور ایک کا البیضاء۔ آپ نے ان کے سامان جنگ میں سے دو زرہیں الصفد یہ اور فضہ تین تلواریں لیں۔ ایک سیف قلعی دوسری بتار اور تلوار تھی۔ تین نیزے لئے۔ مسلمانوں نے ان کے قلعہ میں بہت سے ہتھیار اور سوناری اوزار پائے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنا مخصوص حصہ اور خمس (پانچواں حصہ) لے لیا باقی حصے اصحاب پر تقسیم فرما دیئے۔ یہ بدر کے بعد پہلا خمس تھا جو لیا گیا۔ جو شخص ان لوگوں کے مالوں پر قبضہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا وہ محمد بن مسلمہ تھے۔

غزوہ سویق...... رسول اللہ ﷺ پانچ ذی الحجہ یوم یک شنبہ ہجرت کے بائیسویں مہینے غزوہ سویق کے لئے روانہ ہوئے مدینے میں ابولبابہ المنذر العمری کو خلیفہ بنایا۔

مشرکین جب بدر سے واپس ہوئے تو ابوسفیان بن حرب نے تیل کو حرام کر دیا تاوقتیکہ محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب سے انتقام نہ لے لیا جائے۔ حدیث زہری کی بناء پر وہ دو سواروں کے ہمراہ روانہ ہوا اور حدیث ابن کعب کی بناء پر چالیس سواروں کے ساتھ۔

ابوسفیان اور سلام بن مشکم کی ملاقات...... ابوسفیان النجد یہ پہنچے رات کے وقت بنی النضیر کے پاس گئے یحییٰ بن اخطب کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کے حالات دریافت کریں مگر اس نے دروازہ کھولنے سے انکار کیا۔ سلام بن مشکم کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس نے کھول دیا۔ ان کی ضیافت کی شراب پلائی اور رسول اللہ ﷺ کے حالات بھی بتائے۔

ابوسفیان کی کارگزاری...... جب تڑکا ہوا تو ابوسفیان بن حرب نکلا العریض تک گیا۔ مدینے اور العریض کے درمیان تقریباً تین میل کا فاصلہ ہے وہاں اس نے انصار کے ایک آدمی کو قتل کر دیا جو اس کا اجیر (مزدور) تھا چند

مکانات اور گھاس جلادی اس نے یہ خیال کیا قسم پوری ہوگئی اور پشت پھیر بھاگا۔

ابوسفیان کا فرار ...... یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے اصحاب کو ندا دی مہاجرین وانصار کے دوسو آدمیوں کے ہمراہ ان لوگوں کے نشان قدم پر روانہ ہوئے ابوسفیان اور اس کے ساتھی تیز بھاگنے لگے ستو کی تھیلیاں گر اتے جاتے تھے جو عام طور پر ان کا زادراہ تھا مسلمان انہیں لے لیتے تھے اسی سے اس کا نام غزوہ سویق ہوگیا (سویق یعنی ستو)۔

مسلمان ان سے نہ مل سے رسول اللہ ﷺ مدینے واپس ہوئے آپ پانچ روز مدینے سے باہر رہے۔

غزوہ قرقرۃ الکدر یا قرارۃ الکدر ...... پھر نصف محرم کو رسول اللہ ﷺ ہجرت کے تیئسویں مہینے غزوہ قرقرۃ الکدر یا یا قرارۃ الکدر کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ مقام معدن بنی سلیم کے قریب ہے جو سد معونہ کے اس طرف الارحضیہ کے علاقے میں ہے مدینے اور معدن کے درمیان آٹھ برد (۹۶ میل) کا فاصلہ ہے۔

آنحضرت ﷺ کا جھنڈا علیؓ بن ابی طالب نے اٹھایا۔ آپ نے مدینے پر عبداللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا

خبر پہنچی کہ اس مقام پر سلیم وغطفان کا ایک گروہ ہے آپ ان کی جانب گئے مگر وہاں کسی کو نہ پایا اصحاب کی ایک جماعت کو وادی کے بلند حصہ کی طرف بھیجا اور خود ان لوگوں کی طرف متوجہ رہے۔ چند چرواہے ملے جن میں ایک غلام یسار تھا۔ اس سے لوگوں کو دریافت فرمایا تو اس نے کہا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ میں پانچویں دن پانی کے لئے جاتا ہوں اور آج چوتھا روز ہے لوگ کنویں اور پانی کی طرف جاچکے ہیں اور ہم لوگ چوپایوں کے لئے گھروں سے دور ہیں۔

مال غنیمت کی تقسیم .... رسول اللہ ﷺ اس طرح واپس ہوئے کہ چوپایوں پر قابض ہو چکے تھے۔ انہیں مدینے کی طرف روانہ فرمایا لوگوں نے مال غنیمت مدینے سے تین میل کے فاصلے پر صرار میں تقسیم کرلیا چوپائے پانچ سو اونٹ تھے آپ نے خمس (پانچواں حصہ) نکال لیا اور چار حصے مسلمانوں میں تقسیم کردئے ہر شخص کو دو اونٹ ملے وہ لوگ دوسو آدمی تھے یسار نبی کریم ﷺ کے حصے آیا آپ ﷺ نے اسے آزاد کردیا اس لئے کہ نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

سریہ قتل کعب بن الاشرف

کعب بن الاشرف ...... کعب بن الاشرف یہودی کے قتل کا سریہ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے پچیسویں مہینے ۱۴ ربیع الاول کو ہوا وہ شاعر تھا نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کی ہجو کرتا تھا مخالفت پر لوگوں کو برانگیختہ کرتا اور ایذا دیتا تھا غزوہ بدر ہوا تو وہ ذلیل وسرنگوں ہوگیا اور کہا کہ آج زمین کا شکم اس کی پشت سے بہتر ہے

کعب بن الاشرف کی ریشہ دوانی ...... وہ مکہ آیا مقتولین پر قریش کو رلایا اور شعر کے ذریعے سے

برانگیختہ کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ ابن الاشرف کے اعلان شر اور شعر کہنے کو تو جس طرح چاہے روک دے نیز ارشاد فرمایا کوئی جو ابن الاشرف سے میرا انتقام لے کیونکہ اس نے مجھے ایذا دی ہے

محمد بن مسلمہ...... محمد بن مسلمہ نے عرض کی اس کے لئے میں ہو یا رسول للہ میں اسے قتل کروں گا آپ نے اجازت دے دی اور فرمایا کہ سعد بن معاز سے اس بارے میں مشورہ کرلو محمد بن مسلمہ اور بیلہ اوس کے چند آدمی جمع ہوئے جن میں عباد بن بشر ابو نائلہ سلکان بن سلامہ الحارث بن اوس بن معاذ اور ابوعبس بن جبیر تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ہم لوگ اسے قتل کریں گے اجازت دیجئے کہ ہم کوئی بات بنائیں فرمایا کہ مناسب ہے ابو نائلہ کعب بن اشرف کے رضاعی (دودھ شریک) بھائی تھے۔

منصوبہ قتل...... وہ اس کے پاس روانہ ہو گئے کعب کو سخت تعجب اور ڈر پیدا ہو گیا اس پر انہوں نے کہا کہ میں ابو نائلہ ہوں میں تو صرف اس لئے تیرے پاس آیا ہوں کہ تجھے اس شخص کے آنے کی خبر دوں جو ہم لوگوں پر مصیبت ہے عرب ہم سے لڑتے ہیں اور ایک ہی کمان سے تیر مارتے ہیں حالانکہ ہم لوگ ان سے کنارہ کشی چاہتے ہیں میرے ہمراہ وہ لوگ ہیں جن کی رائے میری رائے کے موافق ہے میں چاہتا ہوں کہ انہیں تیرے پاس لے آؤں ہم لوگ تجھ سے غلہ اور کھجور خریدیں اور جو چیز قابل اعتماد ہو تیرے پاس رہن کردیں۔ وہ ان سے مطمئن ہو گیا اور کہا کہ انہیں جب چاہو لے آؤ وہ اس کے پاس سے کسی وقت کے وعدے سے نکلے ساتھیوں کے پاس آئے اور انہیں خبر دی تو وہ سب اس رائے پر متفق ہو گئے کہ اس کے پاس اس وقت چلیں جب شام ہو جائے

وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی آپ ان کے ہمراہ روانہ ہوئے بقیع تشریف لائے انہیں روانہ کر دیا اور فرمایا کہ اللہ کی برکت اور مدد کے بھروسہ روانہ ہو جاؤ چاندنی رات میں وہ لوگ روانہ ہوئے اور اس کے قلعے تک پہنچے ابو نائلہ نے پکارا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا اس کی عورت نے رضائی پکڑ لی اور کہا کہ تو کہاں جاتا ہے؟ تو تو ایک جنگجو آدمی ہے اس نے حال ہی میں شادی کی تھی کعب نے کہا کہ مجھ سے وعدہ ہے وہ تو میرا بھائی ابو نائلہ ہے تو اس نے اپنے ہاتھ سے رضائی اوڑھ لی اور کہا کہ اگر مرد کو نیزہ مارنے کو بھی بلایا جائے تو چاہیے کہ قبول کرلے

کعب ان کے پاس آیا ان لوگوں نے تھوڑی دیر تک باتیں کیں یہاں تک کہ وہ ان کھل گیا ابو نائلہ نے اپنے ہاتھ اس کے بالوں میں داخل کر دیا اور سر کے پٹے (بال) پکڑ لئے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اللہ کے دشمن کو قتل کردو سب نے اپنی تلوار سے وار کئے مگر بے سود بعض تلواروں نے بعض کو لوٹا دیا کعب ابو نائلہ سے چمٹ گیا۔

کعب بن الاشرف کا قتل...... محمد بن مسلمہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک گپتی یاد آئی جو میری تلوار میں تھی اسے کھینچ لیا اور اس کی ناف میں گھسیر کو زور سے دبایا گپتی کاٹتی ہوئی زیر ناف تک اتر گئی اللہ کے دشمن نے ایسی چیخ ماری جس سے یہود کے قلعوں میں کوئی قلعہ باقی نہیں رہا جس پر آگ نہ روشن ہو گئی ہو انہوں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اپنے ہمراہ لے آئے بقیع الغرقد پہنچے تکبیر کہی رسول اللہ ﷺ اس شب کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ان کی تکبیر سنی تو آپ نے بھی تکبیر کہی اور سمجھ گئے کہ انہوں نے اسے قتل کر دیا

وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان چہروں کو فلاح یاب کرے

انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ آپ کے چہرے کو بھی یہ کہا اور آپ کے آگے کعب کا سر ڈال دیا حضور ﷺ نے اللہ کی حمد کی صبح ہوئی تو فرمایا یہودیوں میں سے تم جس پر ابو پاؤ اسے قتل کر دو وہ ڈرے ان میں سے کوئی نہیں نکلا اور نہ کچھ بولے انہیں اندیشہ تھا کہ ابن الاشرف کی طرح ان پر بھی شب خون نہ مارا جائے۔

زہری سے حق تعالیٰ کے اس قول ولنسمعن من الذین اوتو الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکو اااذی کثیراً (ان لوگوں سے جن کو تم سے قبل کتاب دی گئی اور ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا تم لوگ ضرور ضرور بہت سی ایذا رساں باتیں سنو گے) کے بارے میں مروی ہے کہ وہ کعب بن الاشرف ہے جو مشرکین کو رسول اللہ ﷺ اور اصحاب کے خلاف اپنے اشعار سے برانگیختہ کرتا تھا نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کی ہجو کرتا تھا

کعب کے قتل کے متعلق دوسری رائے

انصار میں سے جو پانچ آدمی اس کے پاس گئے جن میں محمد بن مسلمہ اور ایک اور شخص تھے جنہیں ابو عبس کہا جاتا وہ العوالی میں اپنی قوم کی مجلس میں تھا جب اس نے ان کو دیکھا تو ڈرا اور ان کی حالت سے بھڑک گیا

ان لوگوں نے کہا کہ ہم تیرے پاس ایک ضرورت سے آئے ہیں اس نے کہا کہ تم میں سے ایک شخص میرے پاس آئے اور اپنی ضرورت سے مجھے آگاہ کرے ایک آدمی اس کے پاس آیا اور کہا کہ ہم اس لئے تیرے پاس آئے ہیں کہ تیرے ہاتھ وہ زرہیں فروخت کریں جو ہمارے پاس ہیں تاکہ انہیں خرچ کریں اس نے کہا کہ بخدا اگر ایسا کرو گے تو تم اچھا کرو گے جب سے یہ شخص (یعنی) آنحضرت ﷺ تم میں اترا ہے تم لوگ مصیبت میں پڑ گئے انہوں نے وعدہ کیا کہ اس کے پاس ایسے وقت آئیں گے جب کوئی دوسرا نہ ہوگا حسب وعدہ کعب کے پاس پہنچ کر آواز دی اس عورت نے کہا کہ کیا ان لوگوں نے کسی ایسی چیز کے لئے تیرا دروازہ کھٹکھٹایا ہے جو تجھے پسند ہے اس نے کہا ان لوگوں نے اپنی غرض اور مقصد کے متعلق مجھے پہلے ہی آگاہ کر دے ہے

عکرمہ سے مروی ہے کہ کعب ان لوگوں کے سامنے آیا اور پوچھا کہ میرے پاس کیا رہن کرو گے کیا اپنے بیٹے رہن کرو گے اس کا ارادہ تھا کہ انہیں کھجوریں قرض دے

انہوں نے کہا کہ ہم لوگ اس سے شرماتے ہیں کہ ہمارے لڑکوں کو عار دلائی جائے اور کہا جائے کہ یہ ایک دسق پر گرد ہے اور یہ دو دسق پر اس نے کہا کہ اچھا اپنی عورتوں کو میرے پاس رہن کر دو انہوں نے کہا کہ تو سب سے زیادہ خوبصورت ہے ہمیں تجھ سے اطمنان نہیں کون عورت ہے جو تیری خوبصورتی کی وجہ سے بچ سکے گی البتہ ہم لوگ اپنے ہتھیار تیرے پاس رہن کر دیں گے تجھے معلوم ہے کہ آج کل ہمیں ہتھیاروں کی کس قدر ضرورت ہے اس نے کہا کہ ہاں اپنے ہتھیار لے آؤ اور جو چاہو دے جاؤ

اصحاب نے کہا کہ ہمارے پاس آؤ تاکہ اس معاملے میں گفتگو کریں کعب اترنے لگا تو اس کی عورت لپٹ گئی اور کہا کہ اس قسم کے لوگوں کے پاس قوم میں سے کسی کو بھیج دیا کر جو تیرے ہمراہ ہوں اس نے کہا کہ اگر یہ لوگ مجھے سوتا پاتے تو نہ جگاتے عورت نے کہا کہ اچھا چھت پر ہی سے ان سے بات کر لے وہ نہ مانا اور ان کے پاس اتر آیا اس کی خوشبو تمام مہک رہی تھی پوچھا کہ اے فلاں یہ کیسی خوشبو ہے اس نے کہا کہ یہ فلاں کی ماں (یعنی اس کی عورت کا) عطر ہے ایک آدمی اس کا سر سونگھنے کے بہانے سے بڑھا اور مضبوط پکڑ کر کہا کہ اللہ کے دشمن کو قتل کر دو ابو عبس نے کہا

کہ اس کے کولہے پر نیزہ مارا اور محمد بن مسلمہ نے تلوار ماری اور قتل ہو گیا تو وہ حضرات واپس ہوئے

یہودیوں میں خوف حراس .... یہود کی صبح خوف کی حالت میں ہوئی نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور شکایت کی گئی کہ ہمارا سردار دغا سے قتل کیا گیا نبی کریم ﷺ نے اس کے افعال یاد دلائے کہ کس طرح وہ لوگوں کو برانگیختہ کیا کرتا تھا لڑائی پر ابھارتا تھا اور ایذا پہنچاتا تھا آپ نے انہیں اس امر کی دعوت دی کہ اپنے اور اپنے درمیان ایک معاہدہ صلح لکھ کر دیں جو کافی ہو یہ عہد نامہ حضرت علیؓ کے پاس تھا

رسول اللہ ﷺ کا غزوہ غطفان

ہجرت کے پچیسویں مہینے ماہ ربیع الاول رسول اللہ ﷺ کا نجد کی جانب غزوہ غطفان ہے جوالنخیل کے نواح میں ز وامر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی کہ بنی ثعلبہ ومحارب کی ایک جماعت نے ذی امر میں جمع ہو کر یہ قصد کیا ہے کہ آپ کو تمام اطراف سے گھیر لیں یہ فعل بنی محارب میں سے ایک شخص کا ہے جس کا نام دعثور بن الحارث ہے۔

نیابت حضرت عثمانؓ ...... رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور چار سو پچاس آدمیوں کے ہمراہ جن کے پاس گھوڑے تھے۔۱۲ ربیع الاول کو روانہ ہوئے۔ مدینے میں عثمان بن عفان کو خلیفہ بنایا مسلمانوں کو ذی القعدہ میں بنی ثعلبہ کا ایک شخص ملا جس کا نام جبار تھا۔ لوگ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اس نے ان کو خبر دی اور کہا اگر وہ لوگ آپ کی آمد سن لیں گے تو ہرگز مقابلہ نہ کریں گے۔ وہ لوگ پہاڑ کی چوٹیوں پر بھاگ گئے۔ میں آپ کے ہمراہ چلتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ اسے اسلام کی دعوت دی وہ مسلمان ہو گیا اسے بلال کے ساتھ کر دیا رسول اللہ ﷺ کا کسی سے مقابلہ نہ ہوا۔ آپ انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر دیکھ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور اصحاب بارش سے بھیگ گئے آپ نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر پھیلا دیئے تاکہ خشک ہو جائیں درخت پر لٹکا دیئے اور خود ایک کروٹ لیٹ گئے۔

دعثور بن الحارث کا قبول اسلام ...... دشمنوں میں سے ایک شخص آیا جس کا نام دعثور بن الحارث تھا اس کے تلوار تھی رسول اللہ ﷺ کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا آج آپ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ آپ نے فرمایا "اللہ" جبرئیلؑ نے آپ کے دل میں القا کیا تھا۔ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی رسول اللہ ﷺ نے اٹھالی اور فرمایا تجھے مجھ سے کون بچائے گا اس نے کہا کوئی نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسولؐ ہیں وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور انہیں اسلام کی دعوت دینے لگا۔

اسی کے بارے میں یہ آیت نازل **یاایھا الذین آمنو اذکر و انعمۃ اللہ علیکم اذھم قوم الایۃ** (اے ایمان والو اپنے اوپر اللہ کے انعام کو یاد کرو جبکہ ایک قوم نے تم پر دست درازی کا ارادہ کیا تو اللہ نے ان کا ہاتھ روک دیا۔ رسول اللہ ﷺ مدینے تشریف لائے نوبت جنگ کی نہیں آئی اور آپ کی غیبت گیارہ دن رہی۔

رسول اللہ ﷺ کا غزوہ بنی سلیم

۶ جمادی الاولیٰ ہجرت کے ستائیسویں مہینے رسول اللہ ﷺ کا بحران کا غزوہ ہے۔ بحران الفرع کے نواح میں ہے مدینے اور فرع کے درمیان آٹھ برد (۹۶ میل) کا فاصلہ ہے۔ رسول اللہ کو خبر ملی کہ بحران میں بنی سلیم کا مجمع ہے آپ تین سو صحابہ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ مدینے میں ابن ام المکتوم کو خلیفہ بنایا اور تیز چل کر آپ بحران میں وارد ہوئے۔ معلوم ہوا کہ لوگ اپنے اپنے پانی کے مقامات کو منتشر ہوگئے۔ آپ واپس ہوئے نوبت جنگ نہیں آئی۔ دس روز باہر ہوگئے۔

سریہ زید بن حارثہ …… زید بن حارثہ کا سریہ القردہ کی جانب ہجرت کے اٹھائیسویں مہینے شروع جمادی الآخر میں پیش آیا یہ سب سے پہلا سریہ ہے جس میں زید امیر بن کے نکلے القردہ نجد الربذا اور الغمر ہ کے درمیان ذات عرق کے نواح میں ہے انہیں رسول اللہ ﷺ نے قافلہ قریش کے روکنے کے لئے بھیجا جس میں صفوان بن امیہ اور حویطب بن عبدالعزیٰ اور عبداللہ بن ابی ربیعہ تھے۔ ان کے ہمارہ بہت سا مال سونے چاندی کے سکے برتن اور چاندی تھی جن کا وزن تیس ہزار درہم تھا۔ ان رہبر فرات بن حیان العجلی تھا۔ اس نے انہیں عراق کے راستے سے ذات عرق روانہ کیا۔

مال غنیمت کی تقسیم …… رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ نے زید بن حارثہ کو سو سواروں کے ہمراہ روانہ کیا انہوں نے اسے روک لیا اور قافلے کو پالیا۔ قوم کے بڑے بڑے لوگ بچ نکلے۔ تمام مال یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے آپ نے پانچ حصوں پر تقسیم فرمایا۔ اس کا ایک خمس (پانچواں حصہ) بیس ہزار درہم کو پہنچا جو بچا وہ آپ نے اہل سریہ کو تقسیم کر دیا

فرات بن حیان کا قبول اسلام

فرات بن حیان جو گرفتار کرلیا گیا تھا نبی ﷺ کے پاس لایا گیا اس سے کہا گیا کہ اگر تو اسلام لائے گا تو چھوڑ دیا جائے گا وہ اسلام لے آیا رسول اللہ ﷺ نے اس کی جان بخش دی۔

غزوہ احد …… ۷ شوال یوم شنبہ رسول اللہ ﷺ کو ہجرت کے بتیسویں مہینے غزوہ احد پیش آیا۔

جنگ کی تیاریاں ………… مشرکین جو بدر میں آئے تھے جب مکے کو لوٹے تو اس قافلے کو جسے ابوسفیان بن حرب لایا تھا دار الندوہ میں ٹھہرا ہوا پایا۔ سرداران قریش ابوسفیان کے پاس گئے اور کہا کہ ہم لوگ نہایت خوش ہوں گے اگر اس قافلے کے نفع سے محمد (ﷺ) کی طرف (جانے کے لئے) سامان سفر مہیا کرو۔ ابوسفیان نے کہا میں پہلا شخص ہوں جس نے اسے منظور کیا اور عبد مناف کی اولاد بھی میرے ساتھ ہے مال فروخت ہو کر سونا جمع ہوا۔ کل ایک ہزار اونٹ تھے اور پچاس ہزار دینار کا مال تھا قافلے کے مالکوں کو اصل سرمایہ دیدیا گیا اور نفع نکال لیا گیا۔ معمول یہ تھا کہ ایک دینار میں دینار نفع لیتے تھے۔

انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین کفروا ینفقون اموالھم لیصدوا عن سبیل اللہ (وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اپنے مال کو اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ اللہ کے راستے سے روکیں) انہوں نے قاصد روانہ کیا جو عرب میں جا کر نصرت کی دعوت دیتے تھے۔ انہوں نے سب سے مال جمع کیا جو عرب کے ساتھ تھے سب متفق ہو کر حاضر ہوئے قریش نے ہمراہ عورتوں کو لینے پر بھی اتفاق کیا۔ تا کہ وہ مقتولین بدر کو یاد دلائیں غصہ دلائیں جس سے شدت انتقام تیز ہو۔

یہود مدینہ کی ریشہ دوانی...... عباس بن عبدالمطلب نے تمام باتیں رسول اللہ ﷺ کو لکھ بھیجیں رسول اللہ ﷺ نے سعد بن الربیع کو عباسؓ کے خط کی خبر دی۔ یہودیوں اور منافقوں نے مدینے میں خوفناک خبریں مشہور کر دیں قریش مکے روانہ ہو گئے۔ ان کے ہمراہ ان کی قوم کے پچاس آدمیوں کے ساتھ فاسق ابو عامر بھی تھا جو اس کے قبل راہب کہلاتا تھا، ان کی تعداد تین ہزار تھی۔ سات سو زرہیں دو سو گھوڑے تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورتیں تھیں ۔خبر روانگی لوگوں میں شائع ہوگئی۔ یہاں تک کہ وہ ذوالحلیفہ میں اترے۔

مسلم جاسوسوں کی اطلاع...... رسول اللہ ﷺ نے اپنے جاسوس انس و مونس کو جو فضالہ کے بیٹے اور الظفری تھے۔ ۵ شوال شب پنج شنبہ کو روانہ کیا۔ وہ دونوں رسول اللہ و کے پاس ان کی خبر لائے۔ قریش نے اپنے اونٹ اور گھوڑے العریض کی کھیتی میں چھوڑے اور وہاں سے روانہ ہوئے تو گھاس ختم ہو چکی تھی۔ آپؐ نے الحباب بن المنذر بن الجموح کو بھی ان کی طرف روانہ کیا۔ وہ لشکر میں داخل ہوئے تعداد کا اندازہ کیا اور آپ کے پاس خبر لائے۔ سعد بن معاذ، اسید بن حضیر اور سعد بن عبادہ شب جمعہ کو مسلح ہو کے مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے دروازہ پر رہے مدینے کی حفاظت کی گئی یہاں تک کہ صبح ہوئی۔

رسول اللہ کا خواب...... رسول اللہ ﷺ نے اس شب کو خواب دیکھا کہ آپ ایک مضبوط زرہ پہنے ہیں۔ آپ کی تلوار ذوالفقار دھار کے پاس سے تڑک گئی ہے۔ ایک گائے ذبح کی جارہی ہے۔ اور ایک مینڈھا اس کے پیچھے ہے آپؐ نے اصحاب کو اس کی خبر دی اور تعبیر فرمائی محفوظ زرہ سے مراد مدینہ ہے تلوار کا تڑکا خود مجھ پر مصیبت کی علامت ہے۔ ذبح کی ہوئی گائے اصحاب کا قتل ہے۔ مینڈھا کا پیچھا کرنا اس سے مراد لشکر کفار ہے جسے اللہ تعالیٰ قتل کرے گا۔

اختلاف رائے...... رسول اللہ ﷺ کے اس خواب کی بناء پر رائے ہوئی کہ مدینے میں ٹھہرو۔ عورتوں اور بچوں کو قلعہ میں کر دو دو نوجوانوں نے جو بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے دشمنی کی طرف نکلنے کی درخواست کی اور شہادت کی رغبت ظاہر کی انہوں نے کہا کہ ہمیں ہمارے دشمن کی طرف لے چلئے۔ پھر ان لوگوں کا غلبہ ہو گیا جو باہر نکلنا چاہتے تھے۔

رسول اللہ نے لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائی وعظ بیان فرمایا انہیں کوشش اور جہاد کرنے کا حکم دیا اور یہ خبر دی کہ جب تک وہ صبر نہ کریں گے۔ ان کی مدد ہوگی۔ انہیں اپنے دشمن کے مقابلے کے لئے تیاری کا حکم دیا چنانچہ لوگ

روانگی سے خوش ہوئے۔ آپؐ نے لوگوں کو نماز عصر پڑھائی سب جمع تھے۔ اہل العوالی میں حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے مکان میں داخل ہوئے آپ کے ہمراہ ابوبکرؓ وعمرؓ بھی تھے۔ دونوں اصحاب نے آپؐ کے عمامہ باندھالیا۔ لباس جنگ پہنایا لوگ صف باندھے ہوئے آپ کے برآمد ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔

سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر نے کہا کہ تم نے باہر نکلنے پر رسول اللہ ﷺ سے زبردستی کی۔ حالانکہ امر مناسب آپ پر آسمان سے نازل ہو جاتا ہے لہذا تم لوگ معاملہ کو آپ ہی کے سپرد کر دو۔

مسلمانوں کا اظہار ندامت ...... رسول اللہ ﷺ اس طرح برآمد ہوئے کہ زرہ پہنے ہوئے تھے آپؐ نے زرہ کو ظاہر کیا اور اس کے درمیان چمڑے کی پیٹی سے باندھا تھا جو تلوار لٹکانے کے لئے تھی۔ آپؐ عمامہ باندھے اور تلوار لٹکائے ہوئے تھے۔ ڈھال پشت پر تھی۔

سب لوگ اس پر نادم ہوئے جو انہوں نے کیا اور عرض کی ہمیں یہ حق نہیں ہے کہ آپ کی مخالفت کریں لہذا جو مناسب ہو معلوم کیجئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی نبی کو یہ مناسب نہیں کہ جب وہ اپنی زرہ پہن لے تو اتار دے تا وقتیکہ اللہ اس کے اور دشمن کے درمیان فیصلہ نے کر دے۔ تم اسے دیکھو جس کا میں نے تمہیں حکم دیا اسے کرو اور اللہ کے نام پر روانہ ہو جاؤ تمہاری ہی مدد ہوگی جب تک تم صبر کرو گے۔

اسلامی علم ...... آپ نے تین نیزے طلب فرمائے اور تین جھنڈے بنائے اوس کا جھنڈا اسید بن حضیر کو دیا خزرج کا جھنڈا الحباب بن المنذر کو دیا اور کہا جاتا ہے کہ سعد بن عبادہ کو اپنا جھنڈا جو مہاجرین کا جھنڈا تھا علی بن ابی طالبؓ کو دیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مصعب بن عمیر کو دیا مدینہ پر عبداللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا۔

روانگی ...... رسول اللہ ﷺ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے کمان کو کندھے پر ڈال لیا اور ایک نیزہ ہاتھ میں لے لیا مسلمان مسلح اور زرہ پوش تھے ان کے پاس سو زرہیں تھیں دونوں یعنی سعد بن معاذ ور سعد بن عبادہ آپ کے آگے نکلے دونوں دوڑ رہے تھے اور زرہ پوش تھے لوگ اپ کے داہنے بائیں تھے اس طرح آپ روانہ ہوئے جب الشیخین پہنچے جو دو قلعے ہیں تو آپ متوجہ ہوئے اور بہت سے ہتھیار والے لشکر کو دیکھا جن کے خاص قسم کے بال تھے آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے عرض کی کہ یہ ابن ابی کے یہوی خلفاء ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل شرک سے اہل شرک پر مدد نہ لو آپ نے جسے واپس کیا اسے واپس کیا اور جسے اجازت دی اسے اجازت دی۔

آفتاب غروب ہو گیا بلال نے اذان کہی نبی کریم ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور شیخین ہی میں شب باش ہوئے۔

محمد بن مسلمہ کا پہرہ ...... آپ بنی النجار میں اترے تھے اس رات کے پہرے پر محمد بن مسلمہ کو پچاس آدمیوں کے ہمراہ عامل مقرر فرمایا جو رات بھر لشکر کے گرد گشت کرتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ پچھلی شب کو اس طور پر روانہ ہوئے کہ آپ کے رہبر ابوخشمہ الحارثی تھے آپ اسی روز احد کے مقام پر القنطرہ تک پہنچ گئے نماز کا وقت آ گیا آپ مشرکین کو دیکھ رہے تھے بلال کو اذان کا حکم دیا انہوں نے اذان و اقامت کہی آپؐ نے اصحاب کو صف بہ صف کر کے نماز پڑھائی

منافق عبداللہ بن ابی کی غداری...... ابن ابی اسی مقام سے ایک لشکر کے ہمراہ اس طرح اکھڑ گیا گویا وہ ایک مظلوم ہے جو ان کے آگے جا رہا ہے وہ کہتا جاتا تھا کہ آپ ﷺ نے میری نافرمانی کی اور بچوں اور ان لوگوں کی اطاعت کی جن کو عقل نہیں اس کے ہمراہ تین سو آدمی علیحدہ ہو گئے

مسلم لشکر کی صف آرائی...... رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف سات سو اصحاب رہ گئے آپ کے پاس ایک گھوڑا اور ایک گھوڑا ابو بردہ بن بنار کا تھا آپ سامنے آ کر اصحاب کو صف بستہ کر رہے تھے آنحضرت ﷺ دو زرہیں اور خود اور لوہے کی ٹوپی (مغفر دبیضہ) پہنے ہوئے تھے آپ ﷺ نے احد کو اپنی پشت پر اور مدینہ کو سامنے کیا۔

کوہ عینین پر عبداللہ بن جبیر کی ماموری...... کوہ عینین مع نالے کے بائیں جانب تھا اس پر پچاس تیر اندازوں کو مقرر کیا عبداللہ بن جبیر کو ان کا عامل بنایا۔ اور سمجھا دیا کہ تم لوگ اپنے اسی مورچے پر کھڑے رہنا ہماری پشت کی حفاظت کرنا اگر تم یہ دیکھو کہ ہمیں مال غنیمت ملا ہے تو ہمارے شریک نہ ہونا اور اگر تم یہ دیکھنا کہ ہم قتل ہو رہے ہیں تو ہماری مدد نہ کرنا۔

مشرکین کی صف آرائی.... مشرکین بھی سامنے آ کر اپنی صفیں درست کرنے لگے انہوں نے میمنہ پر خالد بن ولید اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو عامل بنایا دونوں کناروں میمنہ و میسرہ پر دو سو گھوڑے تھے سواروں پر صفیان بن امیہ کو مقرر کیا اور کہا جاتا ہے کہ عمرو بن العاص کو تیر اندازوں پر جو سو تھے عبداللہ بن ابی ربیعہ کو جھنڈا طلحہ بن ابی طلحہ کے حوالے کیا ابو طلحہ کا نام عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی تھا۔

علمبردار حضرت مصعب بن عمیر...... رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ مشرکین کا جھنڈا کون اٹھائے گا تو کہا گیا کہ عبدالدار۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم وفائے عہد کے ان سے زیادہ مستحق ہیں مصعب بن عمیر کہاں ہیں عرض کی کہ میں یہ ہوں فرمایا کہ جھنڈا لے لو اور وہ اسے لے کر رسول اکرم ﷺ کے آگے ہو گئے

ابو عامر...... جس شخص نے سب سے پہلے جنگ چھیڑی وہ فاسق ابو عامر تھا جو اپنی قوم کے پچاس آدمیوں کے ساتھ نکلا اور پکار کر کہا کہ میں ابو عامر ہوں مسلمانوں نے کہا کہ نہ تیرے لئے مرحبا ہے اور نہ خوش آمدید اس نے کہا کہ میرے بعد میری قوم پر ایک شر نازل ہوا اس کے ساتھ قریش کے غلام بھی ہیں۔

مشرک عورتوں کا رجز...... وہ لوگ اور مسلمان پتھر پھینکنے لگے ابو عامر اور کے ساتھیوں نے پشت پھیر لی مشرکین کی عورتیں ڈھول تاشے اور دف بجا کر برانگیختہ کرنے لگیں مقتولین بدر کی یاد دلا کر یہ اشعار پڑھنے لگیں

نحن بنات طارق تمشی علی النمارق

ہم لوگ رات کو آنے والے کی بیٹیاں ہیں ہم لوگ تکئے پر چلتے ہیں

ان تقبلوا نعانق　　او تدبروا نفارق

اگر تم لوگ مقابلہ پر آ ؤ گے اور اگر پشت پھیر کر بھاگو گے تو

تمہارے گلے لگ جائیں گے　　ہم تم سے جدا ہو جائیں گے

فرق غیر وامق

اور جدائی بھی ہوگی جو نفرت کرنے والے کی ہوتی ہے

طلحہ بن ابی طلحہ...... قوم کے بعض لوگ بعض کے نزدیک آ گئے تیر انداز مشرکین کے لشکر پر تیر پھینک رہے تھے قبیلہ ہوازن نے پشت پھیر لی طلحہ بن ابی طلحہ نے جو جھنڈا لئے ہوئے تھا پکارا کہ کون جنگ کرے گا علی بن ابی طالبؓ نکلے اور دونوں صفوں کے درمیان مقابلہ ہوا علی نے اس پر سبقت کی اور سر پر ایسا مارا کہ کھوپڑی پھٹ گئی اور وہ گر پڑا وہ لشکر کا سردار تھا

رسول اکرم ﷺ اس سے مسرور ہوئے آپ نے بلند آواز سے تکبیر کہی مشرکین کے لشکروں پر حملہ کر کے انہیں مارنے لگے یہاں تک کہ ان کی صفیں پراگندہ ہو گئیں۔

ابوشیبہ عثمان کا قتل...... مشرکین کا جھنڈا ابوشیبہ عثمان بن ابی طلحہ نے اٹھایا وہ عورتوں کے آگے رجز کہتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا۔

ان علی اھل اللواء حق　　ان تخضب الصعدة او تندقا

بے شک جھنڈے والے پر واجب ہے کہ　　اس کا نیزہ خون میں رنگ جائے یا ٹوٹ جائے

اس پر حمزہ بن عبدالمطلب نے حملہ کیا انہوں نے اس کے شانے پر اس زور سے تلوار ماری کہ ہاتھ اور بازو کاٹتی ہوئی کمر تک پہنچ گئی اور اس کا پھیپھڑا ظاہر ہو گیا حمزہ یہ کہتے ہوئے لوٹے میں تو ساقی الحجیج کا بیٹا ہوں (الحجیج وہ شخص جس کے زخم کی گہرائی ناپے)

مشرک علمبرداروں کا قتل...... وہ جھنڈا ابوسعد بن ابی طلحہ نے اٹھایا اسے سعد بن ابی وقاص نے ایک تیر مارا جو اس کے گلے میں لگا اور کتے کی طرح زبان باہر نکل پڑی پھر اسے قتل کر دیا

مسافع بن طلحہ ابن ابی طلحہ نے وہ جھنڈا اٹھایا عاصم بن ثابت نے تیر مار کر اسے قتل کر دیا

گلاب بن طلحہ ابن ابی طلحہ نے اٹھایا تو اسے زبیر بن عوام نے قتل کر دیا

الجلاس بن طلحہ ابن ابی طلحہ نے اٹھایا تو طلحہ بن عبیداللہ نے اسے قتل کر دیا

ارطاۃ بن شرجیل نے جھنڈا لیا تو اسے علی بن ابی طالب نے قتل کر دیا

شریح بن قارظ نے اٹھایا تو کسی شخص نے اسے قتل کر دیا اس کا نام معلوم نہ تھا۔

ان کے غلام صواب نے وہ علم اٹھایا کوئی کہتا ہے کہ سعد بن وقاص نے اور کوئی کہتا ہے کہ علی بن ابی طالب نے اسے قتل کر دیا کوئی کہتا ہے کہ قزوان نے اسے قتل کیا اور یہی قول سب سے زیادہ ثابت ہے

مشرکین کی پسپائی...... جب جھنڈا اٹھانے والے قتل کر دئے گئے تو مشرکین اس طرح ہزیمت اٹھا کر بھاگے کہ کسی چیز کی طرف رخ نہ کرتے تھے حالانکہ ان کی عورتیں ہلاکت کی دعا کر رہی تھیں مسلمان تعاقب کر کے جہاں چاہتے تھے قتل کرتے تھے انہیں لشکر گاہ سے نکال دیا اور لوٹ لیا غنیمت کا مال جمع کرنے میں مصروف ہو گئے۔

جماعت ابن جبیر میں اختلاف...... تیر اندازوں نے جو کوہ عینین پر تھے گفتگو کی آپس میں اختلاف پیدا ہو گیا ان کے امیر عبداللہ بن جبیر ایک قلیل جماعت کے ساتھ جو دس سے کم تھی اپنے مقام پر ثابت قدم رہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے آگے نہ بڑھوں گا اپنے ساتھیوں کو نصیحت کی اور رسول اللہ ﷺ کا حکم یاد دلایا مگر انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ مراد نہیں مشرکین تو بھاگ گئے پھر ہمارا مقصد مقام یہاں کیوں ہو وہ لوگ لشکر کے پیچھے جا رہے تھے انہی کے ہمراہ لوٹ رہے تھے اور پہاڑ کو تنہا چھوڑ دیا

خالد بن الولید کا حملہ...... خالد بن الولید نے پہاڑ کو خالی اور وہاں والوں کی قلت کو دیکھا تو لشکر کو لوٹایا عکرمہ بن ابی جہل پیچھے رہ گیا انہوں نے بقیہ تیر اندازوں پر حملہ کر کے قتل کر دیا اس کے امیر عبداللہ بن جبیر ؓ قتل کر دئے گئے۔

مسلمانوں کی صفیں ٹوٹ گئیں ان کی چکی گھوم گئی ہوا بدل کر مغربی ہو گئی حالانکہ اس سے قبل مشرقی تھی ابلیس لعنہ اللہ نے ندا دی کہ محمد ﷺ قتل کر دئے گئے مسلمانوں کے حواس جاتے رہے وہ خلاف قاعدہ قتال کرنے لگے حیرانی اور جلدی کی وجہ سے وہ جانتے ہی نہ تھے ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے

مصعب بن عمیر کی شہادت...... مصعب بن عمیر قتل کر دئے گئے تو جھنڈا ایک فرشتہ نے لے لیا جو مصعب کی صورت کا تھا اس روز ملائکہ حاضر ہونے لگے مگر جنگ نہیں کی مشرکین نے اپنے شعار (جنگی اصطلاح) میں ندا دی یا لعزیٰ یا الھبل

انہوں نے مسلمانوں کا قتل عظیم کیا ان میں سے جس نے پشت پھیر لی پھیر لی

رسول اللہ ﷺ اور سات صحابہ کبار کی ثابت قدمی...... رسول اللہ ﷺ اس طرح ثابت قدم رہے کہ ہٹتے نہ تھے اپنی کمان سے تیر پھینک رہے تھے جب ختم ہو گئے تو پتھر مارنے لگے ہمراہ اصحاب میں سے چودہ صحاب صحابہ کی ایک جماعت تھی جو ثابت قدم رہی جن میں سات مہاجرین بشمول حضرت ابوبکر صدیق تھے اور سات انصار میں سے تھے انہوں نے مدافعت کی

ابن قمیہ کا رسول اللہ پر حملہ...... مشرکین کو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک میں کچھ کامیابی ہوئی، کچلیوں اور آگے کے دانتوں اور درمیانی چار دانت پر ضرب آ گئی چہرہ مبارک اور پیشانی پر زخم آ گیا آپ پر ابن قمیہ نے تلوار سے حملہ کیا اور داہنے پہلو پر مارا طلحہ بن عبیداللہ نے اپنے ہاتھ سے بچا لیا اس میں ان کی انگلی بے کار ہو گئی ابن

قمیہ نے دعویٰ کیا کہ اس نے آپ ﷺ کو شہید کر دیا یہ وہ بات تھی جس نے مسلمانوں کو مرعوب کر دیا اور انہیں شکستہ خاطر بنا دیا۔

اسمائے شہداء و مقتولین احد ...... اس روز حمزہ بن عبدالمطلبؓ شہید ہوئے جنہیں وحشی نے قتل کیا عبداللہ بن جحش کو ابوالحکم بن الاخنس بن شریق نے شہید کیا مصعب بن عمیر کو ابن قمیہ نے شہید کیا شماس بن عثمان بن الشرید المخزومی کو ابی بن خلف الجمحی، عبداللہ الرحمٰن فرزندان الہیب نے جو ابن سعد میں سے تھے وہب بن قابوس المزنی اور اس کے بھتیجے حارث بن عقبہ بن قابوس نے شہید کیا۔ انصار میں سے ستر آدمی شہید ہوئے۔ جن میں سعد بن معاذ کے بھائی عمرو بن معاذ اور حذیفہ کے والد الیمان کو تو مسلمانوں نے غلطی سے شہید کر دیا۔

حنظلہ بن ابی عامر راہب سعد بن خیثمہ کے والد خیثمہ ابو بکر کے داماد خارجہ بن زید ابن ابی زہیر، سعد بن ربیع اور ابوسعد الخدری کے والد مالک بن سنان، عباس بن عبادہ بن نضلہ، مجذر بن زیاد، عبد ابن عمرو بن الحرام، عمرو بن جموح جوان کے سرداروں میں سے تھے بہت سے آدمیوں کے ہمراہ شہید ہوئے۔

مشرکین میں سے تیئس آدمی مقتول ہوئے جن میں جھنڈے کے اٹھانے والے عبداللہ بن حمید بن زہیر بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ، ابوعزیز بن عمیر، ابوالحکم بن الاغنس بن شریق الثقفی کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ سباع بن عبدالعزیٰ، الخزاعی جوام انمار کا بیٹا تھا حمزہ بن عبدالمطلبؓ نے قتل کیا ہشام بن ابوامیہ بن المغیرہ، الولید بن العاص ابن ہشام، امیہ بن ابن الحذیفہ بن المغیرہ، خالد بن علم العقیلی، ابن ابی خلف الجمحی جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے قتل فرمایا ابولعز ہا جمحی جس کا نام عمرو بن عبداللہ بن عمیر بن وہب بن خذافہ بن جمع ہے تھے

ابوعزہ کا قتل ...... ابوعزہ وہ شخص ہے جو جنگ بدر میں گرفتار ہو گیا تھا رسول اللہ ﷺ نے احسان فرمایا تو اس نے کہا کہ میں آپ کے مقابلے پر کسی جماعت میں اضافہ نہ کروں گا مشرکین کے ہمراہ جنگ احد میں نکلا تو رسول اللہ ﷺ نے اسیر کر کے گرفتار کر لیا اس کے سوا آپ نے کسی اور کو گرفتار نہیں کیا اس نے کہا کہ اے محمد ﷺ مجھ پر احسان کیجئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کو ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جا سکتا تو مکہ اس طرح نہیں لوٹنے پائے گا کہ اپنے رخساروں پر ہاتھ پھیر کر کہے میں نے دو مرتبہ محمد ﷺ سے تمسخر کیا آپ ﷺ نے اس کے متعلق عاصم بن ثابت بن الاقلح کو حکم دیا تو انہوں نے اس کی گردن مار دی

شہدائے احد کی نماز جنازہ ...... جب مشرکین احد واپس ہوئے تو مسلمان اپنے مقتولین کی طرف واپس ہوئے حمزہ بن عبدالمطلب کو رسول اللہ کے پاس لایا گیا تو آپ نے انہیں غسل نہ دیا نہ دوسرے شہداء کو غسل دیا اور فرمایا کہ انہیں مع ان کے خون اور زخموں کے کفنا دو انہیں رکھ دو میں ان سب کا نگران ہوں

سید الشہدا حضرت حمزہ کا اعزاز ...... حمزہ سب سے پہلے شخص تھے جن پر چار مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر فرمائی (یعنی نماز جنازہ پڑھی) پھر آپ کے پاس شہدا جمع کئے گئے جب کسی شہید کو لایا جاتا اسے حمزہؓ کے پہلو میں رکھ دیا جاتا تھا پھر ان پر اور اس شہید پر نماز پڑھتے تھے اس طرح آپ نے ان پر ستر مرتبہ نماز پڑھی ہم نے سنا ہے

کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدا احد پر نماز نہیں پڑھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گڑھا کھودو گہرا اور چوڑا کرو جسے قرآن زیادہ یاد ہو اسے مقدم کرو وہ لوگ جنہیں ہم جانتے ہیں ایک قبر میں دو دفن کئے گئے یہ تھے عبداللہ بن عمرو بن حرام اور عمرو بن الجموح ایک قبر میں خارجہ بن زید اور سعد بن ربیع ایک قبر میں نعمان بن مالک اور عبدہ بن الحماس ایک قبر میں۔

مشرک مقتولین کے متعلق حکم ...... پھر سب لوگ یا اکثر اپنے مقتولین کو مدینے اٹھا لئے گئے اور نواح میں دفن کر دیا رسول اللہ ﷺ کے منادی نے ندا دی کی مقتولین کو ان کی خواب گاہوں کی طرف واپس کر دو منادی نے ایک ہی شخص کو پایا جو دفن کئے گئے تھے وہ لوٹا دیئے گئے اور وہ شماش بن عثمان المخز ومی تھے

منافقین کا اظہار مسرت ...... اسی روز رسول اللہ ﷺ واپس ہوئے نماز مغرب مدینے میں پڑھی ابن ابی اور منافقین نے رسول اللہ ﷺ اور اصحاب کی ناکامی پر خوشیاں منائیں رسول اللہ ﷺ مشرکین آج کی طرح ہم پر کامیابی حاصل نہ کر سکیں گے یہاں تک کہ ہم حجر اسود کو بوسہ دیں گے

حضرت حمزہ پر سوگ ...... انصار اپنے مقتولین پر روئے رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا کہ حمزہ پر رونے والا کوئی نہیں انصار کی عورتیں رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر آئیں رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا کی اور واپس جانے کا حکم دیا آج تک وہ عورتیں جب انصار میں سے کوئی مرتا ہے تو پہلے حمزہ پر روتی ہیں پھر میت پر۔ اشبعی سے مروی ہے کہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ مشرکین کے ساتھ مقر کیا (یعنی خفیہ تدبیر کی) اور یہ پہلا دن تھا کہ مکر کیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کے زخم ...... انس بن مالک سے مروی ہے کہ احد کے دن نبی کریم ﷺ کے دانت (جو نچلی اور سامنے کے دانت تھے) آپ کی پیشانی زخمی ہو گئی چہرے پر خون بہا۔

آیت قرآنی کا نزول ...... آپ نے فرمایا کہ وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے نبی کے ساتھ حالانکہ وہ انہیں پروردگار کی طرف بلاتا تھا اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی **لیس لک من الامر شیء او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظالمون** (یعنی آپ کو اس معاملے میں کوئی دخل نہیں خدا کو اختیار ہے انہیں معاف کرے یا ان پر عذاب کرے کیونکہ یہ لوگ ظالم ہیں۔

حضرت نعمان کی شہادت ...... حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب یوم احد ہوا تو مشرکین کو شکست ہوئی انہیں پکار کر کہا کہ اے اللہ کے بندو اپنی دوسری جماعت کو دیکھو پہلی جماعت لوٹی اور وہ ان کی دوسری جماعت باہم شمشیر زنی کرنے لگی حذیفہ نے دیکھا کہ اتفاقاً ان کے باپ نعمان ہیں (جنہیں تلوار ماری جا رہی ہے) تو کہا کہ اے اللہ کے بندو یہ میرے باپ ہیں یہ میرے باپ ہیں عائشہ فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم وہ لوگ باز نہیں آئے یہاں تک کہ انہیں قتل کر دیا حذیفہ نے کہا کہ اللہ تمہاری مغفرت کرے عروہ نے کہا کہ خدا کی قسم ان کی بقیہ خیر حذیفہ میں رہی یہاں

تک کہ وہ بھی اللہ سے جا ملے۔

نوجوانان مدینہ کا اصرار ...... جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں محفوظ زرہ میں ہوں میں نے ذبح کی ہوئی گائے دیکھی تعبیر لی کہ زرہ سے مراد مدینہ اور گائے سے مراد جماعت ہے اگر تم چاہو تو ہم مدینہ میں مقیم رہیں جب وہ حملہ آور ہوں تو ان سے جنگ کریں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم کوئی ہمارے شہر میں داخل نہ ہوا تو اسلام میں کون ہمارے پاس گھسے گا آپ نے فرمایا کہ تمہاری مرضی رسول اللہ ﷺ نے زرہ پہن لی تو انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ کیا کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی رائے کو رد کر دیا۔ آئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کی مرضی فرمایا کہ کسی نبی کو جائز نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے تو اسے قتال سے پہلے اتار دے۔

الزہری سے مروی ہے کہ شیطان نے عہد کے دن پکار کر کہا کہ محمد ﷺ قتل کر دئے گئے۔

ابن مالک کی روایت ...... کعب بن مالک نے کہا کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے نبی کریم ﷺ کو پہچانا میں نے خود کے نیچے آپ کی دونوں آنکھوں کو پہچانا تو بلند آواز سے پکارا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں آپ نے میری طرف اشارہ کیا کہ خاموش رہو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی **وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افإن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم الایة** (محمد بھی اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر گئے کیا یہ مر جائیں یا قتل کر دئے جائیں تو تم اپنے پیچھے پلٹ جاؤ گے)

ابن ابی خلف کا دعویٰ ...... سعید بن میتب سے مروی ہے کہ ابن ابی خلف بدر کے دن گرفتار ہوا اس نے رسول اللہ ﷺ کو فدیا دیا اور کہا کہ میرے پاس ایک گھوڑا ہے جسے میں روزانہ ایک فرق (آٹھ سیر) جوار کھلاتا ہوں شاید آپ کو اسی پر سوار ہو کر قتل کروں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں انشاء اللہ اس پر تجھے قتل کروں گا

ابن ابی خلف کا قتل ...... جب احد کا دن ہوا تو ابن ابی خلف اسی گھوڑے کو ایڑ مارتا ہوا سامنے آیا اور رسول اللہ کے قریب گیا چند مسلمانوں نے اسے روکا کہ اسے قتل کر دیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہلت دو مہلت دو۔

رسول اللہ ﷺ ایک نیزہ لے کر کھڑے ہوئے جو آپ کے ہاتھ میں تھا جس سے ایک پسلی ٹوٹ گئی اور وہ مجروح ہو کر اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اسے ان لوگوں کو اٹھالیا اور واپس لے گئے اور کہنے لگے کہ تیرے لئے کوئی خوف نہیں کیا انہوں نے مجھ سے نہیں فرمایا تھا کہ میں انشاء اللہ تجھے قتل کروں گا اس کے ساتھی اسے لے گئے اور تھوڑی دور جا کر مر گیا اسے ان لوگوں نے دفن کر دیا سعید بن میتب نے کہا کہ اسی کے بارے میں اللہ نے یہ آئے نازل فرمائی **وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی** (جس وقت مارا آپ نے نہیں مارا لیکن اللہ نے مارا

مسلمانوں کی جانثاری ...... صفیان بن عتیبہ سے مروی ہے کہ احد کے دن تقریباً تیس آدمیوں پر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مصیبت آئی ان میں سے ہر ایک آتا تھا اور آپ کے سامنے دوزانوں بیٹھ جاتا تھا (سفیان نے کہا آپ کے سامنے آجاتا تھا پھر کہتا تھا کہ میرا چہرا آپ کے چہرے کی وفا ہے (یعنی اس کے بدلے حاضر ہے) اور

میری جان آپ کی جان پر قربان آپ پر اللہ کا ایسا سلام ہو جو متروک نہ ہو۔

رسول اللہ کا تیر اندازوں کو انتباہ...... براء بن عازب سے مروی ہے کہ جب احد کا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے تیر اندازوں پر جو پچاس تھے عبداللہ بن جبیر کو سردار بنا کے ایک مقام پر مقرر کر دیا اگر تم ہمیں اس حالت میں دیکھو کہ پرندے ہمیں نوچ رہے ہیں تب بھی اپنے مقام سے نہ ٹلو تو قت کہ تمہارے پاس قاصد نہ بھیجا جائے اور اگر تم یہ دیکھو کہ ہم نے اس قوم کو بھگا دیا ہم ان پر غالب آ گئے اور ہم نے انھیں روند ڈالا تب بھی اپنی جگہ سے نہ ٹلو جب تک کہ تمہارے پاس قاصد نا بھیجا جائے۔

حضرت عبداللہ بن جبیر کی ثابت قدمی...... براء نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمنوں کو شکست میں نے خدا کی قسم عورتوں کو دیکھا کہ اس طرح بھاگ رہی تھیں کہ ان کی پنڈلیاں اور پازیبیں کھلی ہوئیں تھی اور وہ اپنے کپڑے اٹھائی ہوئے تھیں کہ غنیمت اے قوم غنیمت تمہارے ساتھی غالب آ گئے تم کس کا انتظار کرتے ہو عبداللہ بن جبیر نے کہا کیا تم بھول گئے ہو جو رسول اللہ ﷺ نے تم سے فرمایا تھا ہم تو بخدا ان لوگوں کے پاس جائیں گے۔

البرہ نے کہا جب وہ ان کے پاس پہنچے تو ان کے چہرے پھر دیے گئے وہ ہزیمت میں اٹھاکے آ گئے اس آیت کے یہی معنی ہیں۔ اذ یدعوھم الرسول فی اخواھم (جب کہ رسول تمہیں ان کی دوسری جماعت میں بلا رہے تھے) چنانچہ سوائے بارہ آدمیوں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کوئی نا رہا ان مشرکین کو ہمارے ستر آدمی ملے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو بدر کے دن ایک سو چالیس مشرکین ملے تھے جن میں ستر اسیر تھے اور ستر مقتول۔

ابوسفیان کا استفسار...... ابوسفیان سامنے آیا اور اس نے تین مرتبہ کہا کہ آیا اس جماعت میں محمد ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے انھیں جواب دینے سے منع فرمایا۔ کیا اس جماعت میں ابن ابی قافہ ہیں (ابوبکر صدیق ہیں)؟ کیا اس جماعت میں فاروق اعظم عمر بن الخطاب ہیں؟ کیا اس جماعت میں ابن خطاب ہیں کیا اس جماعت میں ابن خطاب ہیں؟۔

حضرت عمر فاروق کا جواب...... ابوسفیان اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ لوگ تو قتل کر دیے گئے اور تم ان کے لئے کافی ہو گئے عمر فاروق کو اپنے نفس پر قابو نا رہا انھوں نے کہا بخدا اے اللہ کے دشمن تو جھوٹا ہے اور وہ لوگ جن کو تو نے شمار کیا سب زندہ ہے اور وہ چیز تیرے لئے باقی ہے جو تیرے ساتھ برائی کرے گی۔

ابوسفیان نے کہا یہ دن بدر کے دن کا بدلہ ہے جنگ تو کبھی موافق ہوتی ہے اور کبھی مخالف تم لوگ اس جماعت میں مثلہ۔ (ناک کان کاٹنا) پاؤ گے جس کا میں نے حکم نہیں دیا اور نا مجھے وہ برا معلوم ہوا وہ رجس برانگیختہ کرنے والے اشعار پڑھنے لگا اور کہنے لگا اعل ھبل اعل ھبل (ہبل بت کا نام) بلند رہا ہبل بلند رہا ہبل۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اسے جواب نہیں دیتے عرض کی یا رسول اللہ اسے کیا جواب دیں فرمایا کہو اللہ علی واجل (یعنی اللہ) ابوسفیان نے کہا العزی (بت کا نام) ہمارے ہی لئے ہے تمہارے لئے کوئی عزی نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اسے جواب نہیں دیتے عرض کی یا رسول اللہ کیا جواب دیں۔

فرمایا کہو اللہ مولانا و مولکم (اللہ ہمارا مولا ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں ہے)

حضرت فاطمہ کی تیمارداری .... سہل بن سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک دانت ٹوٹ گیا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا خود سر ٹوٹ گیا فاطمہ علیہ السلام آپ کا زخم دھورہی تھیں اور علی اس پر ڈھال سے پانی ڈالتے تھے جب فاطمہ نے یہ دیکھا کہ پانی سے سوائے خون کی زیادتی کے کچھ نہیں ہوتا تو فاطمہ نے ایک ٹکڑا بوریا کا لیا اسے جلایا اور لگادیا جس سے خون رک گیا۔

بنی قینقاع کی واپسی .... ابی سعدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ احد کے دن برآمد ہوئے ثنیۃ الوداع سے آگے بڑھے تو بڑے ہتھیار روالے لشکر کو دیکھا فرمایا کہ کون لوگ ہیں لوگوں نے کہا یہ عبداللہ بن ابی سلول ہیں اہل قینقاع کے چھ سو یہودی ہمراہ ہیں جو اس کے دوستو معاہد ہیں وہ لوگ عبداللہ بن سلام کے قبیلے کے ہیں آپ نے پوچھا اسلام لا چکے ہیں لوگوں نے کہا یا رسول اللہ فرمایا ان سے کہو واپس جائیں کیونکہ ہم مشرکین کے خلاف مشرکین کی مدد نہیں لیا کرتے ابو مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد کی نماز جنازہ پڑھی

غزوہ حمراء الاسد

غزوہ حمراہ الاسد ہجرت کے بتسویں مہینے ۸ شوال کو یک شنبہ کا ہوا رسول اللہ ﷺ احد سے شنبے کی شام کو واپس ہوئے تو اس شب کو آپ کے دروازے پر چند معزز انصار نے پاسبانی کی مسلمان رات کو اپنے زخموں کا علاج کرتے رہے۔

یک شنبے کو رسول اللہ ﷺ نے نماز صبح پڑھی کو حکم دیا ندادیں کے رسول اللہ ﷺ تم کو دشمن کی تلاش کا حکم دیتے ہیں ہمارے ہمراہ سوائے اس کے جو جنگ میں حاضر تھا کوئی نا نکلے۔

جابر بن عبداللہ نے عرض کیا کہ احد کے دن میرے ماں باپ نے مجھے میری بہنوں کی نگرانی کے لئے چھوڑ دیا تھا اسلئے میں جنگ میں حاضر نہ ہوا۔ اجازت دیجئے کہ میں آپ کے ہمراہ چلوں رسول اکرم ﷺ نے اجازت دے دی سوائے ان کے آپ کے ہمراہ کوئی شخص روانہ نہیں ہوا جو جنگ میں موجود نہ تھا رسول اکرم ﷺ نے اپنا جھنڈا طلب فرمایا جو بندھا ہوا تھا کھلا نہ تھا۔ آپ نے اسے علی بن ابی طالب کے حوالے کیا اور کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کے حوالے کیا آپ اس حالت میں روانہ ہوئے کہ چہرہ مبارک مجروح تھا اور پیشانی مبارک زخمی تھی دندان مبارک ٹوٹا ہوا تھا اور نیچے کا ہونٹ اندر کی جانب سے مجروح تھا داہنا شانہ ابن قمیہ کی تلوار کی ضرب سے ست تھا اور دونوں گھٹنے چھلے ہوئے تھے العوالی کے باشندے بھی جب انہیں آواز آئی جمع ہو کر شریک ہو گئے۔

دو مسلم مخبروں کی شہادت .... رسول اکرم ﷺ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور لوگ آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے آپ نے اسلم کے تین آدمیوں کو اس قوم کے نشان قدم پر بنا کے بھیجا ان میں دو آدمی اس قوم سے یعنی کفار سے حمراء الاسد میں ملے جو العقیق کے راستے پر ذوالحلیفہ کی بائیں جانب مدینے سے دس میل کے فاصلے پر ہے جب کہ وادی کا راستہ اختیار کیا جائے۔

اس کے لئے بہت مسافت تھی لوگ پلٹنے کا مشورہ کر رہے تھے صفوان بن امیہ انہیں اس سے منع کر رہا تھا اتنے میں یہ دونوں آدمی خطرے میں پڑ گئے کفار ان کی طرف متوجہ ہوئے ان پر غالب آئے قتل کر دیا اور روانہ ہو گئے۔

شہدا کی تدفین ...... رسول اکرم ﷺ بھی مع اپنے اصحاب کے روانہ ہوئے حمراء الاسد میں پڑاؤ کیا ''آپ نے ان دونوں آدمیوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا وہ دونوں باہم قرابت دار بھی تھے۔ان راتوں میں مسلمانوں نے پانچ سو جگہ آگ روشن کی تھی جو دور دور سے نظر آتی تھی لشکر کی آواز اور آگ کی روشنی ہر طرف گئی اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو اس سے دفع کیا

مراجعت مدینہ منورہ ...... رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ واپس ہوئے اور جمعے کو داخل ہوئے آپ پانچ شب باہر رہے اور مدینہ منورہ میں عبداللہ بن ام مکتوم کو اپنا خلیفہ بنایا تھا۔

سریہ ابی سلمہ بن عبدالاسد المخزومی

قطن کی جانب ابوسلمہ بن عبدالاسد المخزومی کا سریہ ہوا۔ قطن ایک پہاڑ نواح فید میں ہے وہاں بنی اسد بن خذیمہ کا چشمہ آب تھا محرم کے چاند پر رسول اکرم ﷺ کی ہجرت کے پینتیسویں مہینے یہ سریہ ہوا۔ رسول اکرم ﷺ کو خبر پہنچی کہ طلحہ وسلمہ فرزندان خویلد مع اپنے پیروں کے اپنی قوم میں جا کر رسول اکرم ﷺ کے خلاف جنگ کی دعوت دیتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے ابوسلمہ کو بلایا ان کے لئے جھنڈا مقرر کیا ہمراہ مہاجرین وانصار میں سے ایک سو پچاس آدمی روانہ ہو گئے۔ان سے فرمایا کہ جاؤ یہاں تک کہ علاقہ بنی اسد میں پہنچو قبل اس کے ان کی جماعتیں تمہارا مقابلہ کریں تم ان پر حملہ کرو۔

وہ روانہ ہوئے اور اپنی رفتار تیز کر دی معمولی راستے کو ترک کر دیا الاخبار سے گزر کر قطن کے قریب پہنچ گئے میدان پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا تین غلام چرواہوں کو گرفتار کیا باقی بچ گئے۔وہ اپنی جماعت کے پاس آئے انہیں خبر کی سب لوگ منتشر ہو گئے ابوسلمہ نے اونٹ اور بکریوں کی تلاش میں اپنے ساتھیوں کو تین جماعتوں کے اندر تقسیم کر دیا وہ صحیح وسالم واپس ہوئے اور اونٹ اور بکریاں ساتھ لائے کوئی شخص نہیں ملا جو مزاحم ہوتا ابوسلمہ ان سب کو مدینہ منورہ لے آئے۔

سریہ عبداللہ بن انیس

میں سفیان بن امیہ بن خالد بن نبیح الہذلی کی جانب عبداللہ بن انیس کا سریہ ہے جو رسول اکرم ﷺ کی ہجرت کے پینتیسویں ماہ ۵ محرم یوم دوشنبہ کو مدینہ روانہ ہوئے رسول اکرم ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ سفیان بن خالد الہذلی واللحیانی نے جو عرنہ اور اس کے قرب وجوار میں اترا کرتا تھا۔اپنی قوم وغیرہ کے لوگوں کے ہمراہ رسول اکرم ﷺ کے لئے کچھ گروہ جمع کئے ہیں رسول اکرم ﷺ نے عبداللہ بن انیس کو بھیجا کہ اسے قتل کر دیں۔

انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس کا کچھ حال مجھ سے بیان کر دیجئے آپ نے فرمایا کہ جب تمہیں اسے دیکھو گے اس سے پریشان ہو جاؤ گے اور تمہیں شیطان یاد آ جائے گا۔عبداللہ نے کہا کہ میں آدمیوں سے

نہیں ڈرتا رسول اکرم ﷺ سے بات بنانے کی اجازت چاہی جو مل گئی۔

منصوبہ قتل ...... میں نے اپنی تلوار لی اور اپنے کو بنی خزاعہ کی طرف منسوب کرتا ہوا نکلا جب بطن عرفہ پہنچا تو اس سے اس حالت میں ملا کہ وہ جارہا تھا اس کے پیچھے مختلف قبائل کے لوگ تھے جو اس کے پاس جمع ہو گئے تھے رسول اکرم نے جو حلفیہ بیان دیا تھا اس سے میں نے اسے پہچانا اور ڈر گیا خوف ایسا طاری ہوا کہ پسینہ پسینہ ہو گیا مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ اور اس کے رسول سچے ہیں اس نے مجھے دریافت کیا تو میں نے کہا کہ خزاعہ کا ایک آدمی ہوں محمد ﷺ کے لئے تیرے گروہ کو سن کر یہاں آیا ہوں کہ تیرے ساتھ شامل ہو جاؤں اس نے کہا کہ بے شک میں ان کے مقابلے کی تیاری کر رہا ہوں۔

سفیان بن خالد کا قتل ...... میں اس کے ساتھ باتیں کرتا ہوا چلا اس کو میری بات شیریں معلوم ہوئی باتیں کرتے کرتے اس کے خیمے تک پہنچ گئے اس کے ساتھی جدا ہو گئے تو میں نے اسے دھوکہ دے کر قتل کر دیا اور اس کا سر لے لیا میں پہاڑ میں داخل ہو گیا اور مکڑی نے مجھ پر جالا لگا دیا بہت تلاش کیا مگر کچھ نہ ملا اور واپس ہو کے پلٹے میں نکلا رات بھر چلتا رہا اور دن کو پوشیدہ رہتا تھا یہاں تک کہ مدینہ منورہ آ گیا اور رسول اکرم ﷺ کو مسجد میں پایا جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ تمہارا چہرہ فلاح پائے میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کا چہرہ بھی فلاح پائے میں نے اس کا سر آپ کے سامنے رکھ دیا اور واقعے سے آپ کو آگاہ کیا۔

عصائے نبی کا عطیہ ...... آپ نے مجھے ایک عصا عطا کیا اور فرمایا کہ اسے پکڑ کر جنت میں چلے جاؤ وہ عصاء ان کے پاس رہا جب وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے گھر والوں کو نصیحت کی کہ عصا کو کفن میں رکھ دیں انہوں نے یہی کیا اٹھارہ روز باہر رہے اور ۲۳ محرم یوم شنبہ کو آئے۔

سریہ المنذر بن عمرو ...... رسول اکرم ﷺ کی ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں بیر معونہ کی طرف المنذر بن عمرو بن الساعدی کا سریہ ہوا۔

عامر بن مالک ...... عامر بن جعفر ابو براؤ ملاعب الاسنتہ الکلابی رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو ہدیہ دیا مگر آپ نے قبول نہیں فرمایا آپ نے اس پر اسلام پیش کیا مگر اس نے اسلام قبول نہیں کیا اور دور بھی نہیں ہوا۔

عامر نے درخواست کی کہ اگر آپ اپنے اصحاب میں سے چند آدمی میرے ہمراہ میری قوم کے پاس بھیج دیں تو امید ہے کہ وہ آپ کی دعوت قبول کر لیں گے اور آپ کے حکم کی اتباع کریں گے آپ نے فرمایا کہ مجھے اہل نجد کا خوف ہے اس نے کہا کہ میں تو ان کے ہمراہ ہوں پھر کیسے کوئی ان کے سامنے آئے گا

المنذر بن عمرو الساعدی ...... رسول اکرم ﷺ نے انصار میں سے ستر نوجوانوں کو جو قاری کہلاتے تھے اس کے ہمراہ کر دیئے اس پر المنذر بن عمرو الساعدی کو امیر بنایا یہ لوگ بیر معونہ میں اترے جو بنی سلیم کا گھاٹ تھا اور

بنی عامر بن سلیم کی زمین کے درمیان تھا یہ دونوں بستیاں اسی کی شمار ہوتی تھیں اور وہ المعدن کے نواح میں تھا وہ لوگ وہیں اترے اور پڑاؤ کیا اور اونٹ چھوڑ دیئے۔

انہوں نے پہلے حرام بن ملحان کو رسول اکرم ﷺ کے فرمان کے ساتھ عامر بن طفیل کے پاس بھیجا اس نے حرام پر حملہ کر کے اسے شہید کر دیا مسلمانوں کے خلاف اس نے بنی عامر کو بلایا مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ ابو براء کے ساتھیوں کے ساتھ دغا نہیں کی جائے گی۔

قاری صحابہ کی شہادت...... اس نے ان کے ساتھ قبائل سلیم میں سے عصیہ اور ذکوان اور رعل کو پکارا وہ لوگ اس کے ہمراہ روانہ ہو گئے اور اسے اپنا رئیس بنالیا حرام کے آنے میں دیر ہوئی تو مسلمان نشان قدم پر روانہ ہوئے اور کچھ دور جا کر انہیں وہ جماعت ملی انہوں نے مسلمانوں کا احاطہ کر لیا دشمن کی تعداد زیادہ تھی جنگ ہوئی رسول اکرم ﷺ کے صحابہ شہید کر دیئے گئے۔

مسلمانوں میں سلیم بن ملحان اور الحکم بن کیسان تھے۔ جب انہیں گھیر لیا گیا تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ ہمیں سوائے تیرے کوئی ایسا نہیں ملتا جو ہمارا یہ سلام تیرے رسول تک پہنچا دے لہذا تو ہی ہمارا سلام آپ ﷺ تک پہنچا دے آپ ﷺ کو جبرائیل امین نے اس کی خبر دی فرمایا کہ وعلیہم السلام۔

المنذر بن عمرو سے ان لوگوں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو ہم تمہیں امن دے دیں مگر انہوں نے انکار کیا کہ وہ حرام کے قتل گاہ پر آئے ان لوگوں سے جنگ کی یہاں تک کہ شہید کر دیئے گئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا وہ بڑھ گئے تا کہ مر جائیں یعنی موت کے آگے چلے گئے حالانکہ وہ اسے جانتے تھے۔

عمرو بن امیہ الضمری کی رہائی...... مسلمانوں میں عمرو بن امیہ الضمری بھی تھے سوائے ان کے سب شہید کر دیئے گئے عامر بن طفیل نے کہا کہ میری ماں کے ذمہ ایک غلام آزاد کرنا ہے لہذا تم اس کی طرف آزاد ہو اور ان کی پیشانی کو کاٹ دیا عمرو بن امیہ نے عامر بن فہیرہ کو مقتولین میں نہ پایا تو عامر بن طفیل سے دریافت کیا اس نے کہا کہ انہیں بنی کلاب کے ایک شخص نے جس کا نام جبار بن سلمہ ہے قتل کر دیا جب اس نے انہیں نیزہ مارا تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں تو کامیاب ہو گیا وہ آسمان کی طرف بلندی میں اٹھا لئے گئے جبار بن سلمٰی نے جو عامر بن فہیرہ کا قتل اور ان کا اٹھایا جانا دیکھا تو وہ اسلام لے آیا رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ملائکہ نے ان کے جثہ کو چھپا لیا اور وہ علیین میں اتار دیئے گئے۔

شہدائے بیر معونہ کی اطلاع...... رسول اکرم ﷺ کے پاس بیر معونہ والوں کی خبر آئی اسی شب خبیب بن عدی اور مرثد بن عدی ابی مرثد کی مصیبت کی بھی خبر آئی آپ نے محمد بن مسلمہ کو بھیجا رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ ابو براء کا کام ہے میں اسی لئے اسے ناپسند کرتا تھا

قاتلین کے لئے بددعا...... رسول اکرم ﷺ نے صبح کی نماز میں رکوع کے بعد ان مسلمانوں کے قاتلین کے لئے بددعا فرمائی اللھم اشدد مطاء تک علی مضر (اے اللہ مضر پر اپنی گرفت مضبوط کر دے

)اللھم سنین کسنی یوسف (اے اللہ یوسف کے قحط کی طرح ان پر قحط نازل فرما) اللھم علیک بنی لحیان وعضل والقارۃ وزغب ورعل و ذکوان (اے اللہ بنی لحیان وعضل والقارۃ وزغب ورعل وعصیہ کی گرفت کر) فانھم عصوا اللہ ورسولہ (کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نہ فرمانی کی ہے۔

اصحاب بیر معونہ کا غم......رسول اکرم ﷺ نے کسی اور پر اتنا غم محسوس نہیں فرمایا جتنا مقتولین بیر معونہ پر فرمایا ان کے بارے اللہ نے قرآن میں نازل فرمایا جو بعد کو منسوخ ہو گیا بلغوا قومنا عنا انا لقینار بنا فرضی عنا ورضینا عنہ (ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے پروردگار سے ملے وہ ہم سے خوش ہوا اور ہم اس سے خوش ہوئے

عمرو بن امیہ کی مراجعت......رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ بنی عامر کو ہدایت دے اور عامر بن طفیل سے میرے نقض عہد کا بدلہ لے عمرو بن امیہ چار روز پیدل چل کر آئے وہ جب صدور قنادۃ میں تھے تو انہیں بنی کلاب کے دو شخص ملے جنہیں رسول اکرم ﷺ کی طرف سے امن تھا مگر یہ جانتے نہ تھے اس لئے انہوں نے ان دونوں کو قتل کر دیا عمرو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ کو اصحاب بیر معونہ کے قتل کی خبر دی آپ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے تم پلٹ آئے انہوں نے دونوں عامریوں کے قتل کی خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے بہت برا کیا ان دونوں کو تو میری طرف سے امن و پناہ تھی میں ان دونوں کا خون بہا ضرور ادا کروں گا آپ نے ان دونوں کا خون بہا ان کی قوم میں بھیج دیا۔

عہد شکن قبائل کے لئے بددعا......انس بن مالک سے مروی ہے کہ رعل وذکوان وعصیہ و بنی لحیان رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اپنی قوم کے خلاف مدد چاہی آپ نے ستر انصار سے ان کی مدد فرمائی یہ لوگ قاری کہلاتے تھے دن بھر لکڑیاں چنتے اور رات بھر نماز پڑھتے تھے جب وہ بیر معونہ پہنچے تو ان کے ساتھ بد عہدی کی گئی اور انہیں قتل کر ڈالا یہ خبر نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ نے ایک مہینے تک صبح کی نماز میں رعل وذکوان وعصیہ و بنی لحیان کے لئے بددعا فرمائی:

ہم نے ایک زمانے تک ان کے بارے میں قرآن کی یہ آیت پڑھی پھر وہ یا تو اٹھالی گئی یا بھلا دی گئی

بلغوا اعنا قومنا انا لقینا ربنا فرضی عنا وارضانا

شہدائے بیر معونہ کے فضائل......مکحول سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے قاری ابوحمزہ کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ افسوس ہے وہ لوگ رسول اللہ کے زمانے میں قتل کر دئے گئے وہ ایسا گروہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے شیریں پانی لاتا تھا لکڑیاں چنتا تھا جب رات ہوتی تو السواری کی طرف نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔

کعب بن مالک اور چند اہل علم سے مروی ہے کہ المنذر بن عمرو الساعدی بیر معونہ کے دن شہید ہوئے وہ ایسے شخص تھے جن کو کہا جاتا تھا کہ موت کے لئے آگے بڑھ گئے عامر بن طفیل نے ان کے لئے بنی سلیم سے مدد چاہی تھی وہ اس کے ہمراہ گئے اور انہیں قتل کر دیا سوائے عمرو بن امیہ الضمری کے جنہیں عامر بن طفیل نے گرفتار کر لیا مگر پھر چھوڑ دیا۔

جب وہ رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے تو رسول اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم ان میں سے پلٹ آئے اسی گروہ میں عامر بن فہیرہ بھی تھے ابن شہاب نے کہا عروہ بن الزبیر کا گمان ہے کہ وہ اسی روز قتل کردئے گئے مگر جس وقت وہ سب لوگ دفن کئے گئے تو ان کا جسم نہ تھا عروہ نے کہا کہ لوگوں کا گمان تھا کہ ملائکہ نے ہی انہیں دفن کیا۔

شہدائے بیر معونہ کے لئے آیت قرآنی...... انس بن مالک سے مروی ہے کہ جو لوگ بیر معونہ میں شہید کئے گئے ان کے بارے میں قرآن نازل ہوا جو بعد کو منسوخ ہوگیا بلغو قومنا انا قد لقينا ربنا فرضى عناورضينا عنه رسول اکرم ﷺ ان لوگوں پر جنہوں نے انہیں قتل کیا تیس دن تک صبح کو بددعا کی وہ رعل و ذکوان و عصیہ تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ عاصم سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے سنا کہ میں نے کسی پر آپ ﷺ کو اس قدر رنجیدہ ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا اصحاب بیر معونہ پر۔

سریہ مرثد بن ابی مرثد

شروع صفر میں رسول اکرم ﷺ کی ہجرت کے چھتیسویں مہینے الرجیع کی جانب مرثد بن ابی العنوی کا سریہ ہے۔

عضل والقارۃ قبائل کی درخواست...... اسید بن العلاء بن جبار سے جو ابوہریرہ کے ہم نشینوں میں سے تھے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک قوم عضل والقارہ سے آئی جو الہون بن خزیمہ کی طرف منسوب تھے انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم میں بھی اسلام ہے لہذا ہمارے ہمراہ اپنے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو بھیج دیجئے جو ہمیں سمجھائیں قرآن پڑھائیں اور شریعت اسلامی سکھائیں رسول اکرم ﷺ نے ان کے ہمراہ دس آدمی روانہ کئے (۱) عاصم بن ثابت بن ابی الافلح (۲) مرثد بن ابی مرثد (۳) عبداللہ بن طارق (۴) خبیب بن عدی (۵) زید بن الدثنہ (۶) خالد بن ابی البکیر (۷) معتب بن عمیر بن عبید جو عبداللہ بن طارق کے اخیافی بھائی تھے دونوں قبیلہ بلی سے تھے جو بنی ظفر کے حلیف تھے۔

قبائل عضل والقارہ کی بدعہدی...... ان پر آپ نے عاصم بن ثابت کو اور بعض نے کہا کہ مرثد بن ابی مرثد کو امیر بنایا وہ روانہ ہوئے جب الرجیع پہنچے جو الہدہ سے نکلنے پر ہذیل کا گھاٹ ہے (الہذاہ وہاں سے (یعنی الرجیع) سے سات میل ہے اور عسفان سے بھی سات میل ہے) تو انہوں نے اس جماعت کے ساتھ بدعہدی کی ان کے خلاف پکار اہذیل کو بلایا بنولحیان ان کی طرف نکلے مگر اس جماعت کو سوائے ان لوگوں کے کسی کا خوف نہ ہوا جن کے ہاتھ میں تلوار تھی اور انہیں گھیر لیا تھا رسول اکرم ﷺ کے اصحاب نے بھی اپنی تلواریں لے لیں اور کہا کہ ہم لوگ بخدا تم سے لڑنا نہیں چاہتے ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں اہل مکہ سے تمہارے عوض لیں تمہارے لئے تو عہد میثاق ہے کہ ہم تم کو قتل نہ کریں گے۔

مسلمانوں کا جذبہ جہاد...... لیکن عاصم بن ثابت مرثد بن ابی مرثد خالد بن ابی بکیر اور معتب بن ابی بکیر نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم کسی مشرک کو عہد و عقد (معاملہ) کبھی قبول نہیں کریں گے ان لوگوں نے ان سے جنگ کی یہاں

تک کہ قتل کر دیئے گئے مگر زید بن الدثنہ اور عبداللہ بن طارق گرفتار کر لئے گئے انہوں نے اپنے آپ کو ان لوگوں کے حوالے کر دیا۔

سر عاصم کو فروخت کرنے کا ارادہ...... انہوں نے چاہا کہ عاصم کا سر سلافہ بنت سعد بن شہید کے ہاتھ فروخت کریں جس نے نذر مانی تھی کہ عاصم کے کاسہ سر میں شراب پیئے گی عاصم نے اس کے دو بیٹوں مسافع وجلاس کو احد میں قتل کیا تھا مگر بھڑوں (زنبور) نے ان کی حفاظت کی تو انہوں نے کہا کہ ان کو اتنی مہلت دو کہ شام ہو جائے کیونکہ جب شام ہو جائے گی تو وہ بھڑیں ان کے پاس سے چلی جائیں گی۔

حضرت عبداللہ بن طارق کی شہادت...... اللہ تعالیٰ نے وادی میں سیلاب بھیج دیا جو انہیں اٹھا لے گیا وہ ان تین آدمیوں کو لے کر روانہ ہو گئے جب مرالظہر ان پہنچے تو عبداللہ بن طارق نے اپنا ہاتھ رسی سے چھڑا لیا اور اپنی تلوار لے لی قوم ان کے پیچھے رہ گئی تھی ان لوگوں نے پتھر مار کر انہیں قتل کر دیا ان کی قبر مرالظہر ان میں ہے۔

حضرت خبیب اور حضرت زید کی فروختگی وشہادت...... خبیب وزید کو مکہ لائے زید کو صفیان بن امیہ نے خرید لیا تا کہ اپنے باپ کے عوض قتل کرے خبیب بن عدی کو حجیر بن ابی اہاب نے اپنے بھانجے عقبہ بن الحارث بن عامر بن نوفل کے لئے خریدا کہ وہ انہیں اپنے باپ کے بدلے قتل کرے ان لوگوں نے ان دونوں کو قید رکھا اشہر حرام (وہ مہینے جن میں لوگ قتل وخون ریزی کو حرام سمجھتے تھے) نکل گئے تو دونوں کو التنعیم لے گئے اور وہاں قتل کر دیا دونوں نے قبل اس کے کہ انہیں قتل کیا جائے دو دو رکعت نماز پڑھی خبیب پہلے شخص تھے جنہوں نے قتل کے وقت دو رکعتیں مسنون کیں۔

حضرت زید کی رسول اللہ سے عقیدت...... عمرو بن عثمان بن عبداللہ بن موہب سے مروی ہے کہ موہب نے جو الحارث بن عامر کے آزاد کردہ غلام تھے بیان کیا کہ ان لوگوں نے خبیب کو میرے پاس کر دیا تھا مجھ سے خبیب نے کہا کہ اے موہب میں تجھ سے تین باتیں کرنا چاہتا ہوں (۱) مجھے آب شیریں پلایا کر (۲) مجھے اس سے بچا جو بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے (۳) جب وہ لوگ میرے قتل کا ارادہ کریں تو مجھے آگاہ کر دے

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ قریش کا ایک گروہ جن میں ابوسفیان بھی تھا زید کے قتل میں حاضر ہوا ان میں سے کسی نے کہا کہ اے زید تمہیں خدا کی قسم کیا تم چاہتے ہو کہ تم اس وقت اپنے عزیزوں میں ہوتے اور تمہارے بجائے محمد ﷺ اس جگہ ہوتے کہ ہم ان کی گردن مارتے انہوں نے کہا نہیں خدا کی قسم میں نہیں چاہتا کہ محمد کو بجائے میرے کانٹا چبھ جائے جو انہیں ایذا دے اور میں اپنے عزیزوں میں بیٹھا ہوں۔

راوی نے کہا کہ ابوسفیان کہتا تھا کہ اللہ کی قسم میں نے کبھی کسی قوم کو اپنے ساتھی سے اس قدر زیادہ محبت کرتے نہیں دیکھا جس قدر محمد کے ساتھ ان کے اصحاب نے کی۔

غزوہ بنی النضیر

ماہ ربیع الاول ۴ھ میں ہجرت کے سینتیسویں مہینے غزوہ بنی النضیر ہوا بنی نضیر کے مکانات الفرس اور اس کے متصل تھے جو آج بنی عطمہ کا قبرستان ہے وہ بنی عامر کے حلفاء تھے

بنی نضیر کی سازش...... رسول اکرم ﷺ شنبے کو روانہ ہوئے مسجد قبا میں نماز پڑھی ہمراہ مہاجرین وانصار کی ایک جماعت تھی آپ بنی نضیر کے پاس تشریف لائے اور ان سے اس بارے میں گفتگو فرمائی کہ وہ ان دونوں کلابیوں کی دیت کے معاملہ میں آپ کی مدد کریں جنہیں عمرو بن امیہ نے قتل کر دیا تھا انہوں نے کہا کہ اے ابوالقاسم آپ جو چاہتے ہیں ہم کریں گے مگر ان میں سے بعض نے بعض سے تنہائی میں باتیں کیں اور آپ سے بدعہدی کا قصد کر لیا۔

عمرو بن حجاش بن کعب بن بسیل النضری نے کہا کہ میں مکان پر چڑھ جاؤں گا اور آپ پر ایک پتھر ڈھلکا دوں گا سلام بن مشکم نے کہا کہ ایسا نہ کرو اللہ نے جو ارادہ کیا ہے اس کی انہیں خبر دی جائے گی اور یہ اس عہد کے خلاف بھی ہے جو ہمارے اور ان کے درمیان ہو چکا ہے

رسول اکرم ﷺ کی مراجعت مدینہ...... رسول اکرم ﷺ کے پاس ان کے قصد کی خبر آئی آپ اس تیزی سے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے گویا کسی حاجت کا قصد فرماتے ہیں اور مدینہ روانہ ہو گئے اصحاب بھی آپ سے آملے انہوں نے عرض کی کہ آپ اس طرح اٹھ کھڑے ہوئے کہ ہمیں اس کی خبر بھی نہ ہوئی فرمایا کہ یہود نے بدعہدی کا ارادہ کیا ہے اللہ نے مجھے اس کی خبر دی اس لئے میں اٹھ کھڑا ہوا۔

بنی نضیر کو مہلت...... رسول اکرم ﷺ نے محمد بن مسلمہ سے کہلا بھیجا کہ تم لوگ میرے شہر سے نکل جاؤ اور میرے ساتھ اس میں نہ رہو تم نے جس بدعہدی کا ارادہ کیا ہے وہ کیا میں تمہیں دس دن کی مہلت دیتا ہوں اس کے بعد جو نظر آئے گا اس کی گردن ماردی جائے گی وہ اس پر بھی چند روز ٹھہر کر تیاری کرتے رہے انہوں نے ذوالجدر میں اپنے مددگاروں کے پاس قاصد روانہ کیا اور لوگوں سے تیز چلنے والے اونٹ کرایہ پر لائے

بنی نضیر کا اعلان جنگ...... ابن ابی نے کہلا بھیجا کہ تم لوگ شہر سے نہ نکلو اور قلعے میں مقیم ہو جاؤ میرے ساتھ میرے ہم قوم اور عرب دو ہزار ہیں جو تمہارے ساتھ تمہارے قلعے میں داخل ہونگے اور آخر تک مر جائیں گے قریظہ اور غطفان کے حلفاء تمہاری مدد کریں گے۔

جو کچھ ابن ابی نے کہا اس سے حیی کو لالچ پیدا ہوا اس نے رسول اکرم ﷺ کو کہلا بھیجا کہ ہم لوگ شہر سے نہ نکلیں گے آپ سے جو ہو سکے وہ کیجئے رسول اکرم ﷺ نے زور سے تکبیر کہی مسلمانوں نے بھی آپ کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہود نے اعلان جنگ کر دیا نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کے ہمراہ ان کی طرف روانہ ہوئے اور بنی نضیر کے میدان میں نماز عصر پڑھی علیؓ کو اپنا علم دیا اور مدینہ پر ابن ام مکتوم کو اپنا خلیفہ بنایا۔

بنو قریظہ کی علیحدگی ...... جب انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا تو تیر اور پتھر اپنے ہمراہ لے کر قلعوں پر چڑھ گئے قریظہ ان سے علیحدہ رہے انہوں نے مدد نہیں کی ابن ابی اور اس کے حلفاء غطفان نے بھی انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا وہ ان کی مدد سے مایوس ہو گئے۔

محاصرہ بنی نضیر ...... رسول اکرم ﷺ نے ان کا محاصرہ کر لیا اور باغ کاٹ ڈالا تب انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے شہر سے نکلے جاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ آج میں اس بات کو نہیں مانتا لیکن اس سے اس طرح نکلو کہ تمہارے لئے تمہاری جانیں ہوں گی اور سوائے زرہ جو کچھ اونٹ لا دلیں گے وہ ہوگا اس شرط پر یہود اتر آئے۔

بنی نضیر کی جلا وطنی ...... آپ نے پندرہ دن تک ان کا محاصرہ کئے رکھا وہ اپنے مکان اپنے ہاتھ سے خراب کر رہے تھے آپ نے انہیں مدینہ سے جلاوطن کر دیا اور ان کے نکالنے پر محمد بن مسلمہ کو والی بنایا یہود نے اپنے بچوں اور عورتوں کو بھی سوار کر لیا اور وہ چھ سو اونٹوں پر سوار ہوئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ اپنی قوم میں ایسے ہیں جیسے بنی مغیرہ قریش میں ہیں وہ خیبر چلے گئے منافقین کو ان کی جدائی پر بڑا رنج ہوا۔

مال و اسلحہ پر رسول اکرم ﷺ کا قبضہ ...... رسول اکرم ﷺ نے ان کے مال و زرہوں پر قبضہ کر لیا آپ کو پچاس زرہیں پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں ملیں بنو نضیر رسول اکرم ﷺ کے لئے مخصوص تھے آپ کے حوائج ضروریہ پوری کرنے کے لئے ان کے اموال خاص آپ کے لئے تھے آپ نے ان اموال کو پانچ حصوں میں تقسیم نہیں فرمایا نہ اس میں سے کسی کے لئے حصہ لگایا اپنے اصحاب میں سے چند آدمیوں کو حصہ عطا فرمایا اور ان اموال سے انہیں وسعت عطا فرمائی

جن لوگوں کو عطا ہوا ان میں سے مہاجرین کے نام جو ہمیں معلوم ہوئے وہ مندرجہ ذیل ہیں

ابوبکر صدیقؓ کو بیر حجر عمر بن خطاب کے لئے بیر جرم عبدالرحمٰن بن عوف کو سوالہ صہیب بن سنان کو الضراطہ زبیر بن العوام کو اور ابوسلمہ بن الاسد کو البویلہ سہیل بن حنیف اور ابودجانہ کو وہ مال دیا جو ابن خرشد کا مال کہلاتا تھا۔

باغ البویرہ کی تاراجی ...... عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے النضیر کا باغ البویرہ جلوا دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ما قطعتم من لینة او ترکتموها قائمة علیٰ اصولها فباذن الله (تم نے جو کھجور کے درخت کاٹ ڈالے یا انہیں ان کی جڑوں پر قائم رہنے دیا تو یہ اللہ ہی حکم سے ہوا تاکہ اللہ کافروں کو ذلیل کرے)۔

الحسن سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب بنی نضیر کو جلاوطن کیا تو فرمایا کہ چلے جاؤ کیونکہ یہ پہلا حشر ہے اور میں ان کے نشان پر ہوں۔

غزوہ بدر الموعد

رسول اکرم ﷺ کا غزوہ بدر الموعد القتال کے علاوہ ہے جو ذی القعد کے چاند پر ہجرت کے پینتالیسویں مہینے پیش آیا جب ابوسنان بن حرب نے یوم احد میں واپس ہونے کا س ارادہ کیا تو اس نے ندادی کہ ہمارے تمہارے درمیان سال کے شروع میں بدر (الصفر اء کی جنگ) کا وقت مقرر ہے جہاں ہم لوگ مل کر قتال کریں گے رسول اکرم ﷺ نے عمر بن خطاب سے فرمایا کہ کہہ دو کہ انشاء اللہ لوگ اس بات پر منتشر ہو گئے قریش بھی لوٹ گئے۔

انہوں نے اپنے طرفداروں کو اس بات کی خبر دی اور روانگی کی تیاری کی جب میعاد قریب آئی تو ابوسفیان نے روانگی ناپسند کی مسعود الاشجعی مکے میں آیا تو اس نے ابوسفیان سے کہا کہ میں نے محمد اور ان کے اصحاب سے وعدہ کیا تھا کہ ہم بدر میں ملیں گے اب وقت آ گیا ہے مگر یہ سال خشک ہے اور ہمارے لئے وہ سال مفید ہے جس میں سبزہ اور کثیر بارش ہو مجھے یہ بھی گوارہ نہیں کہ محمد روانہ ہوں کیونکہ انہیں ہم پر جرائت ہو جائے گی ہم صرف اس بات پر تیرے بیس کام کردیں گے جن کے تیرے لئے سہل بن عمرو ضامن ہو جائے گا تو مدینہ میں پہنچ کر اصحاب محمد کو ان سے جدا کر دے۔

رسول اکرم ﷺ کا عزم...... وہ راضی ہو گیا انہوں نے انتظام کیا اسے اونٹ پر سوار کیا جو تیزی کے ساتھ روانہ ہوا اور مدینہ منورہ میں آیا اس نے ابوسفیان کی تیاری اور اس کے ہتھیار کی خبر دی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس زات کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے ضرور ضرور روانہ ہوں گے خواہ میرے ہمراہ کوئی شخص بھی روانہ نہ ہو۔

مدینہ منورہ سے روانگی...... اللہ نے مسلمانوں کی مدد کی اور ان پر سے رعب دور ہو گیا رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ پر عبداللہ بن رواحہ کو خلیفہ بنایا جھنڈا علی بن ابی طالب نے اٹھایا آپ مسلمانوں کے ہمراہ روانہ ہوئے جو پندرہ سو تھے صرف دس گھوڑے ساتھ تھے۔

بدر الصفر اء پر اجتماع...... وہ لوگ اپنا مال و اسباب تجارت بھی لے گئے بدر الصفر اء ایک مقام اجتماع تھا جس میں عرب جمع ہوتے تھے وہ ایک بازار تھا جو ذی القعدہ کے چاند سے ۸ تاریخ تک قائم رہتا تھا پھر لوگ اپنے اپنے شہروں میں منتشر ہو جاتے تھے مسلمان ذی القعدہ کی چاند رات کو پہنچے اور صبح کو بازار لگ گیا وہ لوگ آٹھ دن وہاں رہے جو مال تجارت لے گئے تھے اسے فروخت کیا تو انہیں ایک درہم پر ایک درہم نفع ہوا جب وہ واپس ہوئے تو قریش نے ان کی روانگی سن لی۔

ابوسفیان کی پیش قدمی اور مراجعت...... ابوسفیان بن حرب دو ہزار قریش کے ہمراہ مکہ مکرمہ سے نکلا ان کے ساتھ پچاس گھوڑے تھے جو مجنۃ تک پہنچے جو مرالظہر ان میں ہے وہاں ابوسفیان نے کہا کہ واپس چلو کیونکہ ہمیں سبزہ اور بارش کثیر کے اور کوئی سال مناسب نہیں جن میں ہم مویشی چرائیں اور دودھ پئیں یہ سال خشک

ہے لہذا میں تو پلٹتا ہوں اور تم بھی پلٹو اہل مکہ نے اس لشکر کا نام جیش السویق رکھا (یعنی ستو کا لشکر) اس لئے کہ وہ لوگ ستو پیتے ہوئے نکلے تھے۔

معد بن ابی معد الخزاعی رسول اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب کی بدر میں پہنچنے کی خبر مکے میں لایا تو صفوان بن امیہ نے ابوسفیان سے کہا کہ میں نے تجھے اسی روز اس قوم سے میعاد مقرر کرنے سے منع کیا تھا اب انہیں ہم پر جرائت ہوگئی انہوں نے دیکھ لیا کہ ہم ان سے پیچھے رہ گئے پھر ان لوگوں نے غزوہ خندق کے لئے جنگ وخرچ و تیاری شروع کی۔

غزوہ بدر الصغریٰ ...... مجاہد سے مروی ہے کہ آیت **الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم** (یہ وہ ہیں کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ تمہارے لئے سامان جمع کیا ہے) تفسیر میں کہا گیا ہے کہ یہ ابوسفیان ہے جس نے احد کے دن کہا تھا کہ اے محمد تمہاری میعاد بدر ہے جہاں تم نے ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا تھا تو محمد ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے

نبی کریم ﷺ اپنے وعدے کے مطابق گئے بدر میں اترے اور بازار کے وقت پہنچے تو اللہ تبارک تعالیٰ کا قول یہی ہے **فانقلبوا بنعمة من اللہ وفضل لم یمسسھم سوء** (یہ لوگ اللہ کے ایسے فضل ونعمت کے ساتھ واپس ہوئے کہ انہیں ذرا سی بھی ناگواری نہ پیش آئی) فضل وہ ہے جو انہیں تجارت سے ملا۔ یہ غزوہ غزوہ بدر الصغریٰ ہے۔

غزوہ ذات الرقاع

رسول اکرم ﷺ ہجرت کے سینتالیسویں مہینے ماہ محرم میں غزوہ ذات الرقاع کے لئے روانہ ہوئے۔

نیابت حضرت عثمان ...... کوئی آنے والا مدینہ منورہ میں اپنا مال تجارت لایا اس نے رسول اکرم ﷺ کو خبر دی کہ انمار ثعلبہ نے مقابلے کے لئے کچھ گروہ جمع کئے ہیں یہ خبر جب رسول اکرم ﷺ کو ہوئی تو آپ نے مدینہ منورہ پر عثمان بن عفان کو قائم مقام بنایا اور شب شنبہ دس محرم کو چار سو اصحاب کے ساتھ اور کہا جاتا ہے کہ سات سو اصحاب کے ساتھ روانہ ہوئے آپ چلتے چلتے ان مقامات پر جو ذات الرقاع میں تھا آ گئے یہ ایک پہاڑ ہے جس میں سرخی وسیاہی وسفیدی کی زمینیں ہیں اور النخیل قریب الاسعد اور الشقرہ کے درمیان ہے۔

نماز خوف ...... آپ نے ان مقامات میں سوائے عورتوں کے کسی کو نہ پایا انہیں گرفتار کر لیا ان میں ایک خوبصورت لڑکی بھی تھی اعراب پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ گئے نماز کا وقت آیا تو مسلمانوں کو خوف ہوا کہ کہیں حملہ نہ ہو جائے رسول اکرم ﷺ نے نماز خوف پڑھائی یہ سب سے پہلا موقع تھا جو آپ نے نماز خوف پڑھائی۔

مراجعت مدینہ منورہ ...... رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ کا ارادہ کر کے واپس ہوئے آپ نے جابر بن عبداللہ سے اسی سفر میں ایک اوقیہ میں ان کا اونٹ خریدا اور مدینہ تک اس کی سواری کی شرط کر دی ان سے ان کے والد کا قرض دریافت فرمایا تو انہوں نے بتایا رسول اکرم ﷺ نے ان کے لیئے اسی شب میں پچیس مرتبہ دعائے مغفرت فرمائی رسول اکرم ﷺ نے جمال بن سراقہ کو اپنی اور مسلمانوں کی سلامتی کی خوشخبری دینے کے لئے مدینہ

منورہ روانہ کیا آپ ۲۵ محرم یک شنبے کو صرار میں آئے صرار مدینہ منورہ سے تین میل ہے جو عراق کے راستے میں جاہلیت کے زمانے کا کنواں تھا آپ پندہ شب باہر رہے

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے ذات الرقاع میں ہم کسی سایہ دار درخت کے نیچے ہوتے تو اسے رسول اکرم ﷺ کے لئے چھوڑ دیتے تھے مشرکین میں سے ایک شخص آیا رسول اکرم ﷺ کی تلوار ایک درخت کے نیچے لٹکی ہوئی تھی اس نے وہ لے لی اور سوت لی رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ نہیں اس نے کہا کہ پھر مجھ سے آپ کو کون بچائے گا آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تجھ سے بچائے گا اسے اصحاب نے دھمکایا تو اس نے تلوار میان میں رکھ دی اور لٹکا دی

ازان کہی گئی تو آپ نے ایک گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے پھر دوسرے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں رسول اکرم ﷺ کی چار رکعتیں اور جماعت کی دو رکعتیں۔

غزوہ دومۃ الجندل

ماہ ربیع الاول میں ہجرت کے انچاسویں مہینے رسول اکرم ﷺ کا غزوہ دومۃ الجندل ہے۔

رسول اکرم ﷺ کو خبر پہنچی کہ دومۃ الجندل میں بہت بڑی جماعت ہے جو شتر سوار اور مزدور ادھر سے گزرتے ہیں وہ لوگ ان پر ظلم کرتے ہیں اور ان کا ارادہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ہے

دومۃ الجندل شام کے راستہ کے کنارے پر ہے اس کے اور دمشق کے درمیان پانچ رات کی مسافت ہے مدینہ سے پندرہ یا سولہ رات کی مسافت ہے۔

سباع بن عرفطہ الغفاری کی نیابت...... رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بلایا مدینہ پر سباع بن عرفطہ الغفاری کو اپنا قائم مقام بنایا آپ ۲۵ ربیع الاول کو ایک ہزار مسلمانوں کے ہمراہ روانہ ہوئے رات کو چلتے تھے دن کو پوشیدہ ہو جاتے تھے ہمراہ ایک رہبر بنی عذرہ میں سے تھا جس کا نام مذکور تھا۔ جب آپ ان لوگوں کے نزدیک ہوئے تو وہ ترک وطن کر رہے تھے اتفاق سے اونٹوں اور بکریوں کے نشان تھے آپ نے مویشی اور چرواہوں پر حملہ کیا جو مل گیا وہ مل گیا جو بھاگ گیا وہ بھاگ گیا۔

اس کی خبر اہل دومہ کو ہوئی تو منتشر ہو گئے رسول اکرم ﷺ ان کے میدان میں اترے مگر وہاں کوئی نہیں ملا آپ نے وہاں چند روز ٹھہر کر چھوٹی چھوٹی جماعتیں اطراف میں روانہ کیں وہ واپس آ گئے اور انہیں کوئی نہیں ملا ایک شخص گرفتار ہوا اس سے رسول اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا اس نے کہا کہ وہ لوگ جب ہی بھاگ گئے جب انہوں نے یہ سنا کہ آپ نے ان کے اونٹ پکڑ لئے ہیں آپ نے اس پر اسلام پیش کیا وہ اسلام لایا۔

مراجعت مدینہ...... رسول اکرم ﷺ بیس ربیع الاول کو اس طرح مدینہ واپس ہوئے کہ آپ کو جنگ کی نوبت ہی نہیں آئی۔

عیینہ بن حصن سے معاہدہ...... اسی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ نے عیینہ بن حصن سے اس امر پر صلح

فرمائی کہ وہ تغلمین اور اس کے قرب و جوار میں سے المراض تک جانور چرائے وہ مقام سرسبز تھا اور عینیہ کا شہر خشک تھا تغلمین المراض سے دو میل ہے اور المراض الزبدہ کے راستے پر مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلے پر ہے۔

غزوہ المریسیع

شعبان ۵ھ میں رسول اکرم ﷺ کا غزوہ المریسیع ہے بنی مصطلق خزاعہ میں سے تھے جو بنی مدلج کے حلفاء تھے وہ اپنے ایک کنویں پر اترا کرتے تھے جس کا نام المریسیع تھا اس کے اور الضرح کے درمیان تقریباً ایک دن کی مسافت تھی الفرع اور مدینہ کے درمیان آٹھ برد (۴) میل کا فاصلہ تھا۔

الحارث بن ابی ضرار...... ان کا سرغنہ اور سردار الحارث بن ابی ضرار تھا وہ اپنی قوم میں اور ان عربوں میں گیا جن پر اس کا قابو تھا انہیں رسول اکرم ﷺ سے جنگ کی دعوت دی اور ان لوگوں نے دعوت قبول کر لی اور اس کے ہمراہ جانے کی تیاری کی یہ خبر آپ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے بریدۃ بن الحصیب الاسلمی کو بھیجا کہ وہ اس کا علم حاصل کریں انہوں نے آپ کو ان کے حال کی خبر دی رسول اکرم ﷺ نے لوگوں کو بلایا ان لوگوں نے روانگی میں عجلت کی گھوڑوں کی بھاگ پکڑ کر روانہ ہوئے جو تعداد میں تیس تھے دس مہاجرین اور بیس انصار کے۔

نیابت زید بن حارثہ...... آپ کے ہمراہ منافقین کے بھی بہت سے آدمی روانہ ہوئے جو اس سے قبل کسی غزوہ میں نہیں گئے تھے آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں زید بن حارثہ کو قائم مقام بنایا ہمراہ دو گھوڑے تھے (۱) الزاز (۲) الظرب۔

مدینہ منورہ سے روانگی...... آنحضرت ﷺ ۲ شعبان یوم دوشنبہ کو روانہ ہوئے الحارث بن ابی ضرار کو رسول اکرم ﷺ کی روانگی کا علم ہوا اور اس امر کی خبر ملی کہ اس کا جاسوس قتل کر دیا گیا جسے اس نے اس لئے بھیجا تھا کہ رسول اکرم ﷺ کی خبر لائے۔

الحارث اور اس کے ہمراہیوں کو سخت ناگوار گزرا انہیں بہت خوف ہوا جو عرب ان کے ساتھ تھے وہ سب جدا ہو گئے رسول اکرم ﷺ المریسیع پہنچ گئے جو ایک گھاٹ ہے آپ نے وہاں اپنا ایک خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا آپ کے ہمراہ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ بھی تھیں

آغاز جنگ...... لوگوں نے جنگ کی تیاری کی رسول اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو صف بستہ کیا مہاجرین کا جھنڈا حضرت ابوبکر الصدیق کو انصار کا سعد بن عبادہ کو دیا تھوڑی دیر انہوں نے تیر اندازی کی پھر رسول اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا تو انہوں نے یکبارگی حملہ کر دیا مشرکین میں سے کوئی شخص نہیں بچا دس قتل ہوئے اور باقی گرفتار ہو گئے رسول اکرم ﷺ نے مردوں عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا بکری پکڑ لی مسلمانوں میں سے سوائے ایک شخص کے کوئی مقتول نہ ہوا۔ ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان پر اس طرح حملہ کیا کہ وہ لوگ غافل تھے اور ان کے جانوروں کو گھاٹ پر پانی پلایا جا رہا تھا آپ نے ان کے جنگجوؤں کو قتل کر دیا بچوں کو قید کر لیا مگر پہلی روایت زیادہ ثابت ہے

مال غنیمت و اسیران جنگ...... آپ نے قیدیوں کے متعلق حکم دیا ان کی مشکیں کس دی گئیں ان پر آپ نے بریدۃ بن الحصیب کو عامل بنایا مال غنیمت کے متعلق حکم دیا تو وہ جمع کیا گیا اور اس پر آپ نے اپنے آزاد کردہ غلام شقران کو عامل بنایا بچوں کو ایک طرف جمع کیا خمس کی تقسیم اور مسلمانوں کے حصوں پر محمیۃ بن جزء کو عامل بنایا۔

مال غنیمت کی تقسیم...... قیدی تقسیم کر دئے گئے لوگوں کے پاس پہنچ گئے اونٹ اور بکریاں بھی تقسیم کی گئیں ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر کیا گیا گھر کا سامان اسے فروخت کیا جاتا تھا جو زیادہ دیتا تھا گھوڑے کے دو حصے اس کے مالک کا ایک حصہ اور پیادے کا ایک حصہ لگایا گیا اونٹ دو ہزار تھے اور بکریاں پانچ ہزار

جویریہ بنت الحارث کا نکاح...... قیدی دوسو گھر والے تھے جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار ثابت بن قیس بن شماس اور ان کے چچازاد بھائی کے حصے میں آئی ان دونوں نے اسے نوسواوقیہ سونے پر مکاتیب بنادیا اس نے رسول اکرم ﷺ سے اپنی مکاتب کے بارے میں درخواست کی آپ نے ان کی طرف سے ادا فرمادیا اور ان سے عقد فرمالیا وہ ایک خوبصورت لڑکی تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ آپ نے بنی مصطلق کے ہر قیدی کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے ان کی قوم کے چالیس آدمیوں کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا۔

اسیران جنگ کی رہائی...... قیدیوں میں وہ بھی تھے جن پر بغیر فدیہ کے رسول اکرم ﷺ نے احسان فرمایا اور وہ بھی تھے جن سے فدیہ لیا گیا عورتوں اور بچوں کا بقدر چھ حصوں کا فدیہ لیا گیا بعض قیدیوں کو مدینہ منورہ لائے تو ان کے وارث آئے اور ان کا فدیہ دے کر انہیں آزاد کرایا بنی مصطلق کی کوئی عورت ایسی نہ تھی جو اپنی قوم میں واپس نہ گئی ہو یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

سنان بن دبرہ اور جہجاہ بن سعید کا جھگڑا...... سنان بن دبرالجہنی جو انصار میں سے تھے اور بنی سالم کے حلیف تھے اور جہجاہ بن سعید الغفاری نے پانی پر جھگڑا کیا جہجاہ نے اپنے ہاتھ سے سنان کو مارا تو سنان نے آواز دی کہ یاالانصار (اے انصار) اور جہجاہ نے آواز دی یا قریش (اے قریش) یاالکنانہ (اے کنانہ) قریش فوراً متوجہ ہوئے اور اوس اور خزرج بھی متوجہ ہوئے انہوں نے ہتھیار نکال لئے مہاجرین وانصار میں سے چند افراد نے گفتگو کی سنان نے اپنا حق چھوڑ دیا اور انہیں معاف کر دیا انہوں نے صلح کر لی۔

عبداللہ بن ابی کی دریدہ دہنی...... عبداللہ بن ابی نے کہا کہ جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو وہاں سے ضرور نکال دے گا وہ اپنی قوم کے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوا جو موجود تھے اور کہا کہ یہ وہ ہے جو تم نے خود اپنے ساتھ کیا زید بن ارقم نے سنا تو رسول اکرم ﷺ تک اس کا قول پہنچا دیا آپ نے کوچ کا حکم دیا اور اسی وقت روانہ ہوئے اور لوگ آپ کے پیچھے ہو گئے عبداللہ بن ابی لوگوں سے آگے بڑھ گئے اپنے باپ کے انتظار

میں راستے میں ٹھہر گئے جب انہوں نے اس کو دیکھا تو اسے ٹھہرالیا اور کہا کہ میں اس وقت تو تجھے نہ چھوڑوں گا جب تک تو یہ نہ سمجھ جائے کہ تو ہی ذلیل ہے اور محمد عزت والے ہیں۔

ان کے پاس سے رسول اکرم ﷺ گزرے آپ نے فرمایا کہ اسے جانے دو بخدا جب تک وہ ہم میں رہیں گے حسن اخلاق ہی سے اس کے ساتھ پیش آئیں گے۔

حضرت عائشہ کی برائت کے متعلق آیات...... اسی غزوہ میں حضرت عائشہؓ کا ہار گر گیا اس کی تلاش میں لوگ رک گئے تو تیم کی آیت نازل ہوئی اسید بن الحضیر نے کہا کہ اے آل ابوبکر تمہاری یہ پہلی برکت کیسی اچھی ہے اسی غزوہ سے حضرت عائشہ کا واقعہ اور ان کی شان میں تہمت لگانے والوں کا قول ہوا راوی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی برائت نازل فرمائی۔

اس غزوہ میں رسول اکرم ﷺ اٹھائیس روز باہر رہے اور مدینے میں رمضان کے چاند کے وقت تشریف لائے۔

غزوہ خندق یا غزوہ احزاب

ذی القعدہ ۵ھ میں رسول اکرم ﷺ کا غزوہ خندق ہے اور یہی غزوہ احزاب ہے۔

قریش اور بنی نضیر کا معاہدہ......رسول اکرم ﷺ نے بنی نضیر کو جلاوطن کر دیا تو وہ خیبر چلے گئے ان کے اشراف ومعززین میں سے چند آدمی روانہ ہوئے اور قریش کے پاس ٹھہر کر انہیں رسول اکرم ﷺ کے مقابلے کی ترغیب دی ان سے انہوں نے معاہدہ کیا اور سب نے آپ سے جنگ پر اتفاق کر لیا اس کے لئے انہوں نے ایک وقت کا ارادہ کر لیا وہ لوگ ان کے پاس سے نکل کر غطفان وسلیم کے پاس آئے اسی قسم کا معاہدہ ہوا اور پھر یہ حضرات یہاں سے بھی روانہ ہو گئے۔

بنو سلیم......قریش تیار ہو گئے انہوں نے متفرق قبائل کو اور ان عربوں کو جو ان کے حلیف تھے جمع کیا تو چار ہزار ہو گئے اور دار الندوہ میں جھنڈا تیار ہوا اسے عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ نے اٹھایا قریش اپنے ہمراہ تین سو گھوڑے اور پندرہ سو اونٹ لے چلے ابوسفیان بن حرب بن امیہ ان کا سردار تھا۔ مر الظہر ان میں بنوسلیم بھی تھے ان کے پاس پہنچ گئے جو تعداد میں سات سو تھے ان کا سردار سفیان بن عبد الشمس تھا جو حرب بن امیہ کا حلیف اور اس ابوالاعور السلمی کا باپ تھا جو جنگ صفین میں معاویہ کے ساتھ تھا۔

بنو اسد......ان کے ہمراہ بنو اسد بھی نکلے جن کی سرداری طلحہ بن خویلد الاسی کر رہا تھا فزارہ بھی نکلے جو سب کے سب تھے اور ایک ہزار اونٹ تھے ان کا سردار عینیہ بن حصن تھا۔

بنو اشجع نکلے وہ چار سو تھے ان کی سرداری مسعود بن رخیلہ کر رہا تھا۔

بنو مرہ............بنو مرہ نکلے جو چار سو تھے ان کا سپاسالار الحارث بن عوف تھا۔

ان کے ہمراہ ان کے علاوہ اور بہت سے لوگ تھے۔

الزہری نے روایت کی ہے کہ الحارث بن عوف بنی مرہ کو واپس لے گیا ان میں سے غزوہ خندق میں کوئی بھی حاضر نہیں ہوا اسی کو بنی مرہ نے بھی روایت کیا ہے مگر پہلی روایت زیادہ صحیح ہے کہ وہ لوگ غزوہ خندق میں الحارث بن عوف کے ہمراہ حاضر ہوئے اور حسان بن ثابت نے ان کی ہجو کی۔

مشرکین کی تعداد...... وہ تمام قومیں جن کا ذکر کیا گیا اور جو غزوہ خندق میں شریک ہوئیں تعداد میں دس ہزار تھیں ان کے بہت سے گروہ تھے اور وہ تین لشکروں میں تھے سب کی عنان ابوسفیان بن حرب کے ہاتھ میں تھی۔

خندق کھودنے کا مشورہ رسول اللہ ﷺ کو ان لوگوں کی مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے کی خبر ملی تو آپ نے اپنے اصحاب کو بلایا انہیں دشمن کی خبر دی اور مشورہ کیا سلمان فارسی نے خندق کی رائے دی جو مسلمانوں کو پسند آئی۔

مسلمانوں کی تعداد...... رسول اکرم ﷺ کو وہ سلع کے میدان میں ان کی چھاونی قائم کی سلع کو پشت کیا اس روز مسلمان تین ہزار تھے آپ نے مدینہ پر عبداللہ بن ام مکتوم کو قائم مقام بنایا آپ نے شہر کے گرد خندق کھودی مسلمان عجلت کے ساتھ کام کرنے لگے کہ دشمن کے آنے سے پہلے تیار ہو جائیں رسول اکرم ﷺ نے بھی ان کے ہمراہ اپنے ہاتھ سے کام کیا تا کہ مسلمانوں کا حوصلہ بڑھے۔

خندق کی کھدائی...... آپ نے ہر جانب ایک جماعت کو مقرر فرمایا مہاجرین راتج کی طرف سے زباب تک کھود رہے تھے اور انصار زباب سے جبل بنی عبید تک باقی مدینے میں عمارتیں باہم ملی ہوئی تھیں جس سے ایک قلعہ معلوم ہوتا تھا بنی عبدالاشہل نے راتج سے اس کے پیچھے تک خندق کھودی اس طرح مسجد کی پشت تک آ گئی بنو دینار نے جربا سے اس مقام تک خندق کھودی جہاں آج (بعید مصنف) ابن ابی الجنوب کا مکان ہے اس کے کھودنے میں چھ دن میں فارغ ہوئے۔

مسلم مستورات اور اطفال کی منتقلی...... مسلمان بچوں اور عورتوں کو قلعوں میں اٹھا لے گئے رسول اکرم ﷺ ۸ ذی القعدہ یوم دوشنبہ کو روانہ ہوئے آپ کا جھنڈا جو مہاجرین کا تھا زید بن حارثہ اٹھائے ہوئے تھے انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ اٹھائے ہوئے تھے۔

بنو قریظہ کی بدعہدی...... ابوسفیان بن حرب نے یحییٰ بن اخطب کو خفیہ طور پر بنی قریظہ کے پاس بھیجا اور ان سے درخواست کی کہ وہ اس عہد کو توڑ دیں جو ان کے اور رسول اکرم ﷺ کے درمیان ہوا ہے اور آپ کے مقابلے میں ان لوگوں کے ساتھ ہو جائیں پہلے تو انہوں نے انکار پھر مان گئے یہ خبر نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ نے حسبنا اللہ و نعم الوکیل کہا (ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ کیسا اچھا کارساز ہے) نفاق ظاہر ہو گیا لوگ جنگ سے ڈر گئے مصیبت بڑھ گئی خوف شدید ہو گیا بچوں اور عورتوں کا اندیشہ ہونے لگا وہ ایسے ہی ہو گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اذ جائکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار و بلغت القلوب الحناجر (وہ وقت یاد کرو

جب کہ وہ لوگ (مشرکین) اوپر اور نیچے تمہارے پاس آ گئے اور جب نگاہیں کج ہو گئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے) رسول اکرم ﷺ اور مسلمان دشمن کے سامنے اور مقابلے سے نہ ہٹتے تھے سوائے اس کے کہ وہ اپنی خندق کو روکے ہوئے تھے اور اس کی حفاظت کر رہے تھے۔

بنو قریظہ سے خطرہ...... رسول اکرم ﷺ نے سلمہ بن اسلم کو دو آدمیوں کے ہمراہ زید بن حارثہ کو تین آدمیوں کے ہمراہ بھیجتے رہتے تھے جو مدینے کی حفاظت کرتے رہتے تھے اور بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے یہ اس لئے کہ بچوں پر بنو قریظہ کی طرف خوف کیا جاتا تھا عباد بن بشر مع دوسرے انصار کے رسول اکرم ﷺ کے خیمے کی حفاظت پر تھے جو تمام رات پاسبانی کیا کرتے تھے۔

مشرکین اور مسلمانوں کی جھڑپیں...... مشرکین نے اپنے درمیان باری مقرر کر لی تھی کسی دن صبح کو ابوسفیان بن حرب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جاتا تھا کسی دن خالد بن ولید کسی دن عمرو بن العاص کسی دن ہبیر بن ابی وہب اور کسی دن ضرار بن الخطاب الفہری یہ لوگ برابر اپنے گھوڑوں کو گھمایا کرتے تھے کبھی الگ الگ ہو جاتے تھے اور کبھی مل جاتے تھے رسول اکرم ﷺ کے اصحاب سے مقابلہ کیا کرتے تھے اور اپنے تیر اندازوں کو آگے کر دیا کرتے تھے جو تیر پھینکتے تھے۔

حبان بن العرقہ نے سعد بن معاذ کے ایک تیر مارا جوان کی کلائی کی رگ میں لگا اور کہا کہ اسے پکڑ میں ابن العرقہ ہوں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے دوزخ میں غرق کرے اور کہا جاتا ہے کہ جس نے اسے تیر مارا وہ ابواسامہ الجشمی تھا۔

کفار کے رؤساء نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ کسی دن صبح کو سب جائیں وہ سب مل کر گئے ان کے ہمراہ تمام گروہوں کے لشکر تھے وہ خندق میں ایسی کوئی تنگ جگہ تلاش کرنے لگے جہاں سے اپنا لشکر نبی کریم ﷺ کے اصحاب کے پاس پہنچا دیں مگر انہیں نہیں ملی۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایسی تدبیر ہے کہ عرب نہیں کر سکتے ان سے کہا گیا کہ آنحضرت کے ہمراہ ایک فارسی شخص ہے۔ جس نے آپ کو اس کا مشورہ دیا انہوں نے کہا کہ یہ اسی کی تدبیر ہے۔

عروہ بن عبدود کا قتل...... وہ اس تنگ مقام پر پہنچے جہاں مسلمان بھول گئے تھے عکرمہ بن ابی جہل نوفل بن عبداللہ ضرار بن خطاب ہبیرہ بن ابی وہب عمرو بن عبدود اس سے گزر گئے عمرو بن عبدود جنگ کی دعوت دینے لگا

وقد بهجت من النداء

لجمعهم هل من مبازر

(ان کی جماعت کو آواز دیتے دیتے خود میری آواز بیٹھ گئی کہ ہے کوئی لڑنے والا مقابلے کو نکلے)

عمرو بن عبدود اس وقت نوے برس کا تھا علی بن ابی طالب نے کہا کہ یا رسول اللہ میں اس سے لڑوں گا رسول اکرم ﷺ نے انہیں اپنی تلوار دی اور عمامہ باندھا اور کہا کہ اے اللہ اس کے مقابلے میں ان کی مدد کر علی اس کے مقابلے کے لئے نکلے ان میں سے ایک دوسرے کے قریب ہو گیا غبار اڑا اور علی نے اسے مار کر قتل کر دیا اور تکبیر کہی تو ہمیں معلوم ہوا کہ انہوں نے اسے قتل کر دیا ہے اس کے ساتھی پشت پھیر کر بھاگے ان کے گھوڑے ان کو بچا لے گئے

الزبیر بن العوام نے نوفل بن عبداللہ پر تلوار سے حملہ کیا اسے مار کر دو ٹکڑے کر دیا۔

جنگ کا آغاز......آخر یہ ٹھہری کہ دوسرے دن مقابلہ ہوگا سب نے اس رات اس حالت میں گزاری کہ اپنے اپنے ساتھیوں کو تیار کر رہے تھے اپنے لشکروں کو پھیلا دیا۔ رسول اکرم ﷺ کی جانب بہت بڑا لشکر مقرر کیا جس میں خالد بن ولید تھا اس روز دن بھر جنگ ہوتی رہی کچھ رات گئے تک یہی سلسلہ جاری رہا نہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ سکتے تھے نہ رسول اکرم ﷺ کو فرصت ملی کہ نماز پڑھ سکیں آپ نے اور آپ کے اصحاب نے ظہر کی نماز پڑھی نہ عصر کی نہ مغرب کی نہ عشاء کی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ہزیمت دی وہ متفرق ہو کر اپنے اپنے مقام کی طرف واپس ہوئے مسلمان رسول اکرم ﷺ کے خیمے کی طرف واپس ہوئے۔

طفیل بن نعمان کی شہادت......اسید بن حضیر دو سو مسلمانوں کے ہمراہ خندق پر ہی رہے خالد بن ولید مشرکین کے لشکر کے ساتھ پلٹا جو مسلمانوں کی تلاش میں تھا تھوڑی دیر انہوں نے مقابلہ کیا مشرکین کے ہمراہ وحشی بھی تھا اس نے طفیل بن نعمان کو جو سلمہ میں سے تھے اپنا نیزہ کھینچ کر مارا انہیں قتل کر کے وہ بھاگ گئے۔

قضا نمازوں کی ادائیگی......رسول اکرم ﷺ اپنے خیمے کی طرف گئے آپ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا تو انہوں نے ازان کہی اور ظہر کی اقامت کہی پھر آپ نے نماز پڑھی انہوں نے ہر نماز کے بعد علیحدہ علیحدہ اقامت کہی آپ اور آپ کے اصحاب نے قضا نمازیں پڑھیں اور فرمایا کہ ان لوگوں نے ہمیں نماز وسطیٰ یعنی عصر سے باز رکھا اللہ تعالیٰ ان شکموں اور قبروں میں آگ بھر دے اس کے بعد ان لوگوں کی جنگ نہیں ہوئی سوائے اس کے وہ رات کو جاسوسوں کا بھیجنا ترک نہیں کرتے تھے جو دھوکے کی امید میں تھے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب دس رات سے زائد محصور رہے تھے ان میں سے ہر ایک کو پریشانی اور مشقت لاحق تھی۔

رسول اکرم ﷺ نے ارادہ کیا کہ غطفان سے آپ اس شرط پر صلح کر لیں کہ انہیں ایک تہائی پھل دیا کریں گے اور وہ لوگوں کے درمیان نا اتفاقی کرا دیں تا کہ کفار آپ کے پاس سے واپس چلے جائیں انصار نے اس سے انکار کیا تو آپ نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

حضرت نعیم بن مسعود کی حکمت عملی......نعیم بن مسعود الاشجعی اسلام لے آئے تھے انہوں نے اپنے اسلام کو زینت دی وہ قریش اور قریظہ اور غطفان کے درمیان گئے ان کی طرف سے ان کو اور ان کی طرف سے ان کو ایسا کلام پہنچایا جس سے ہر گروہ یہ سمجھا کہ وہ اس کے خیر خواہ ہیں کفار نے ان کا قول قبول کر لیا اس طرح انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی مخالفت ختم کرا دی۔

نعیم ایسی چال چل گئے کہ ہر گروہ کو دوسرے گروہ سے وحشت ہوگئی قریظہ نے قریش سے ضمانت طلب کی تا کہ وہ ان کے ساتھ نکلیں اور جنگ کریں مگر قریش نے انکار کیا اور ان کو متہم جانا قریظہ نے سبت ہفتہ کی ان سے علت بیان کی اور کہا کہ ہم اس روز (ہفتہ کو) نہیں لڑتے ہماری ایک قوم نے ہفتہ کے دن سرکشی کی تھی تو وہ بندر اور سور بنا دئے گئے ابوسفیان نے کہا کہ میں اپنے آپ کو کیوں نہیں دیکھتا جو میں بندر اور سور کے بھائیوں سے مدد مانگتا ہوں

آندھی...... اللہ تعالیٰ نے شب شنبہ کو ایک ہوا بھیجی جو مشرکین کا کام تمام کر گئی ہوا اتنی تیز تھی کہ نہ تو کوئی خیمہ ٹھہر سکا اور نہ ہانڈی رسول اکرم ﷺ نے ان کی طرف حذیفہ بن نعمان کو بھیجا کہ وہ ان کی خبر لائیں اس شب کو رسول اکرم ﷺ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے۔

ابوسفیان کا اعلان مراجعت...... ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ اے گروہ قریش تم لوگ ایسے مکان میں نہیں ہو جو قیام گاہ ہو گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو گئے میدان خشک ہو گیا بنو قریظہ نے ہم سے وعدہ خلافی کی اور ہمیں وہ لگی ہے جو تم دیکھ رہے ہو لہذا کوچ کرو میں بھی کوچ کرتا ہوں۔

وہ کھڑا ہو گیا اور اپنے اونٹ پر بیٹھ گیا جس کی رسی بندھی ہوئی تھی اسے مارا تو وہ اپنے تین پیروں سے کودا اس نے اس کی رسی اس وقت تک نہیں کھولی جب تک وہ کھڑا نہ ہو گیا اور ابوسفیان کھڑا ہی تھا کہ لوگ کوچ کرنے لگے سارا لشکر تیزی کے ساتھ روانہ ہو گیا ابوسفیان نے تعاقب کے اندیشے سے عمرو بن العاص اور خالد بن الولید کو دو سو سواروں کے ہمراہ لشکر کے پچھلے حصے پر اپنا محافظ مقرر کیا۔

محاصرین کی واپسی...... حذیفہ رسول اکرم ﷺ کے پاس لوٹے اور آپ ﷺ کو تمام واقعے کی خبر دی رسول اکرم ﷺ کو اس طرح صبح ہوئی کہ آپ کے سامنے لشکروں میں سے ایک بھی نہیں تھا سب کے سب اپنے شہروں کو دفع ہو چکے تھے نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو اپنے اپنے مکان جانے کی اجازت دے دی وہ لوگ جلدی جلدی اور خوش خوش روانہ ہونے لگے۔

شہدائے خندق...... جو لوگ غزوہ خندق میں شہید ہوئے ان میں یہ بھی تھے (۱) انس بن اوس بن عتیک جو بنی عبدالاشہل میں سے تھے انہیں خالد بن ولید نے قتل کیا تھا (۲) عبداللہ بن سہل الاشہلی (۳) ثعلبہ بن عنمہ بن عدی بن نابی جن کو ہبیرہ بن وہب نے قتل کیا تھا (۴) کعب بن زید جو بنی دینار میں سے تھے انہیں ضرار بن خطاب نے قتل کیا

مدت محاصرہ...... مشرکین میں سے عثمان بن منبہ بن عبید بن السباق بھی قتل ہوا جو بنی عبدالدار بن قصی میں سے تھا مشرکین نے پندرہ روز مسلمانوں کا محاصرہ کیا رسول اکرم ﷺ ۲۳ ذی القعدہ یوم چہار شنبہ ۵ھ کو واپس ہوئے۔

مہاجرین وانصار کے لئے دعائے خیر...... انس بن مالک سے مروی ہے کہ مہاجرین وانصار ٹھنڈی صبح میں نکل کر خندق کھود رہے تھے رسول اکرم ﷺ فرمانے لگے کہ اے اللہ خیر تو آخرت کی خیر ہے لہذا انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما ان لوگوں نے آپ کو جواب دیا ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد سے ہمیشہ کے لئے جہاد کی بیعت کی ہے جب تک ہم باقی رہیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب جب خندق کھود رہے تھے تو کہہ رہے تھے ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمیشہ کے لئے جہاد کی بیعت کی ہے جب تک ہم باقی رہیں نبی کریم ﷺ فرما رہے تھے اے ا

للہ خیر تو آخرت کی خیر ہے لہذا مہاجرین وانصار کی مغفرت فرما آپ کے پاس جو کی روٹی لائی گئی جس پر بودار چربی تھی انصار نے اس میں سے کھائی اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خیر تو آخرت ہی کی خیر ہے۔

صبر وقناعت...... سہل بن سعد سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس اس حالت میں تشریف لائے جب ہم خندق کھودر ہے تھے اپنے کندھوں پر مٹی ڈھور ہے تھے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عیش تو صرف آخرت ہی کا عیش ہے آپ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

لاھم لو لا انت ماھتدینا

و لا تصدقنا و لاصلینا

اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو نہ ہم ہدایت پاتے نہ خیرات کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔

فانزلن سکینة علینا

وثبت الاقدام ان لاقینا

بس ہم پر سکون نازل کر جب ہم دشمن سے ملیں تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔

ان الاولیٰ قدبغوا علینا

اذا ارادوا فتنة ابینا

ان لوگوں نے ہم پر بغاوت کی ہے جب انہوں نے فتنے کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کیا ہم نے انکار کیا اسے آپ بلند آواز سے پڑھ رہے تھے۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ یوم خندق مدینہ میں ہوا تھا ابوسفیان بن حرب آیا جو قریش اس کے ساتھ تھے جو کنانہ اور عینیہ بن حصن میں سے ان کے تابع تھے جو غطفان وطلیحہ مین سے عینیہ بن حصن کے تابع تھے بنی اسد میں سے اور ابوالاعور جو اس کے تابع تھے جو بنی سلیم اور قریظہ میں سے اس کے تابع تھے سب ہمراہ ہوئے۔

آیات قرآنی کا نزول...... قریظہ اور رسول اکرم ﷺ کے درمیان معاہدہ تھا انہوں نے اسے توڑ دیا اور مشرکین کی مدد کی اللہ تعالیٰ نے انہی کے بارے میں نازل فرمایا **وانزل الذین ظاھروھم من اھل الکتاب من صیاصیھم** (اور جن اہل کتاب نے ان مشرکین کی مدد کی تھی ان کو اللہ نے ان کے قلعوں میں سے اتار دیا)

جبرائیل علیہ السلام آئے ان کے ہمراہ آندھی تھی جب آپ نے جبرائیل امین کو دیکھا تو تین مرتبہ فرمایا خوش ہو جاؤ اللہ نے ان پر ایسی آندھی بھیجی جس نے ان کے خیموں کو اکھاڑ دیا ہانڈیاں الٹ دیں کجاووں کو دفن کر دیا اور میخوں کو اکھاڑ پھینکا لوگ اس طرح روانہ ہوئے کہ کوئی کسی کی طرف رخ نہ کرتا تھا

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی **اذ جائتکم جنود فارسلنا علیھم ریحا وجنودا لم تروھا** (اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے پاس ایک لشکر آیا پھر ہم نے ان پر ایک آندھی اور ایسے لشکر کو بھیجا جسے تم نہیں دیکھتے تھے) اس کے بعد رسول اکرم ﷺ واپس ہوئے۔

مراجعت مدینہ...... ابوالبشر نے کہا رسول اللہ جب اپنے مکان تشریف لائے تو آپ نے اپنے سر کا داہنا

حصہ دھویا اور بایاں باقی تھا کہ جبرائیل امین نے کہا کہ خبردار میں آپ کو سر دھوتے دیکھ رہا ہوں واللہ ہم اب تک گھوڑے سے نہیں اترے اٹھئے رسول اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہوں علی بن ابی طالبؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے یوم خندق میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان مشرکین کی قبروں کو اور گھروں کو آگ سے بھر دے جنہوں نے ہمیں نماز سے روکا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

نماز وسطیٰ ...... علی بن ابی طالبؓ سے مروی ہے کہ مسلمانوں نے یوم الاحزاب میں عصر نہیں پڑھی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا فرمایا کہ سورج لوٹ گیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ ان (کفار) کے گھر آگ سے بھر دے کیونکہ انہوں نے نماز وسطیٰ سے روکا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا فرمایا کہ سورج لوٹ گیا حضرت علی نے کہا کہ اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ نماز وسطیٰ نماز عصر ہے علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے یوم خندق میں فرمایا کہ ان مشرکین کو کیا ہوا اللہ ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے کیونکہ انہوں نے ہماری نماز وسطیٰ سے جو عصر ہے باز رکھا۔

ابی جمعہ سے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی صحبت پائی ہے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سال احزاب میں مغرب پڑھی جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم سے کسی کو معلوم ہے کہ میں نے عصر بھی پڑھی ہے انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم نے تو نہیں پڑھی آپ نے موذن کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی آپ نے عصر پڑھی اور پھر مغرب دہرائی۔

شب خون کا اندیشہ...... ابن ابی صفرہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جس وقت خندق کھودی آپ کو یہ اندیشہ ہوا کہ ابوسفیان شب خون مارے گا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم پر شب خون مارا جائے تو تمہارا اور دیہ ہوگا: حم لاینصرون

ابوصفرہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اکرم ﷺ کے ایک صحابی نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے شب خندق میں فرمایا میرا خیال یہی ہے کہ وہ قوم تم پر شب خون مارے گی تمہارا اشعار حم لاینصرون ہے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ مشرکین نے خندق میں چوبیس رات تک نبی کریم ﷺ کا محاصرہ کیا۔

عیینہ بن حصن سے معاہدہ کا ارادہ...... ابن المسیب سے مروی ہے کہ جب یوم الاحزاب ہوا تو نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کا دس روز سے زائد محاصرہ کیا گیا جس سے ہر ایک کو مشقت لاحق ہو گئی یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ میں تجھ سے تیرا عہد اور وعدہ طلب کرتا ہوں اے اللہ اگر تو چاہے تو تیری عبادت نہ کی جائے وہ لوگ اس حالت پر تھے کہ نبی کریم ﷺ نے عیینہ بن حصن بن بدر کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تو مناسب سمجھے کہ میں تم لوگوں کے لئے انصار کے تہائی پھل مقرر کر دوں تو کیا غطفان کو جو تیرے ساتھ ہیں واپس کر دے گا اور احزاب (متفرق گروہوں) کے درمیان نااتفاقی کرا دے گا عیینہ نے آپ کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر آپ میرا حصہ مقرر فرما دیں تو میں کر دوں گا۔

حضرت سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ کی مخالفت...... نبی کریم ﷺ نے سعد بن عبادہ

اور سعد بن معاذ کے پاس قاصد بھیجا انہیں اس کی خبر دی انہوں نے کہا کہ اگر آپ کسی بات پر اللہ کی طرف سے مامور ہیں تو اللہ کے امر کو جاری کیجئے آپ نے فرمایا کہ اگر میں کسی بات پر مامور ہوتا تو تم دونوں سے مشورہ نہ لیتا یہ میری رائے ہے جس کو میں تم دونوں کے سامنے پیش کرتا ہوں انہوں نے جواب دیا کہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ انہیں تلوار کے سواہ کچھ نہ دیں۔

نعیم بن مسعود الاشجعی کی کامیابی...... ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ اسی وقت جب کہ وہ اس کی فکر میں تھے یکا یک نعیم بن مسعود الاشجعی آ گئے وہ ایسے تھے کہ دونوں فریق ان سے مطمئن تھے انہوں نے ان لوگوں کے درمیان نا اتفاقی کرادی۔

احزاب بغیر قتل کے بھاگ گئے اللہ تعالیٰ کے قول یہی معنی ہیں و کفی باللہ المؤمنین القتال (اور جنگ میں اللہ ہی مؤمنین کے لئے کافی ہوگیا)۔

مشرکین کے لئے بددعا...... جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مسجد میں دوشنبہ سہ شنبہ چہار شنبہ کو احزاب کے لئے بددعا کی چہار شنبہ کو ظہر و عصر کی نماز کے درمیان قبول کر لی گئی ہم نے خوشخبری آپ کے چہرہ سے معلوم کی جابر نے کہا کہ جب کوئی زبردست وسخت دشوار معاملہ پیش آیا تو میں نے اسی روز اس ساعت میں التجا کی اور اللہ سے دعا کی تو مجھے قبولیت معلوم ہوئی۔

عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے مروی ہے کہ یوم الاحزاب میں رسول اکرم ﷺ نے مشرکین کے لئے بددعا کی کہ اے کتاب کے نازل کرنے والے جلدی حساب لینے والے احزاب کو ہزیمت دے اے اللہ انہیں شکست دے اور ڈگمگا دے۔

غزوہ بنی قریظہ

ذی القعدہ ۵ھ میں رسول اللہ ﷺ کو غزوہ بنی قریظہ پیش آیا لوگوں نے بیان کیا کہ جب خندق سے مشرکین پلٹ گئے اور رسول اکرم ﷺ بھی واپس ہو کر حضرت عائشہ کے مکان میں داخل ہوئے تو آپ کے پاس جبرائیل امین آئے اور مقام جنائز میں کھڑے ہو کر کہا (عذیر) اپنے محارب (جنگ کرنے والے) کے مقابلے میں اپنے مددگار سے ملئے تو گھبرا کر رسول اکرم ﷺ ان کے پاس سے نکل آئے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ آپ بنی قریظہ کی طرف جائیں اور میں بھی ان کا ارادہ کرتا ہوں ان کے قلعوں کو میں ہلا دوں گا۔

بنی قریظہ کا محاصرہ...... رسول اکرم ﷺ نے علیؓ کو بلایا انہیں اپنا جھنڈا دیا اور بلال کو بھیجا انہوں نے ان لوگوں میں ندا دی رسول اکرم ﷺ تمہیں یہ حکم دیتے ہیں کہ عصر کی نماز بنی قریظہ کے اور کہیں نہ پڑھو۔

مدینے پر رسول اکرم ﷺ نے عبداللہ بن مکتوم کو جانشین بنایا اور مسلمانوں کے ہمراہ جو تین ہزار تھے ان کی جانب روانہ ہو گئے چھتیس گھوڑے تھے یہ ۲۳ ذی القعد چہار شنبہ کا دن تھا پندرہ روز تک ان کا نہایت شدید محاصرہ کیا گیا لوگوں نے تیر پھینکے مگر وہ اس طرح اندر گھس گئے کہ کوئی باہر نہ نکلا۔

ابولبابہ کی ندامت...... بنی قریظہ کو محاصرہ میں سخت تکلیف ہوئی تو انہوں نے رسول ﷺ کے پاس بھیجا کہ ابولبابہ بن عبدالمنذر کو ہمارے پاس بھیج دیجئے۔ آپ نے انہیں بھیج دیا یہود نے اپنے معاملے میں ان سے مشورہ کیا تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آنحضرت ﷺ کے قصد میں تمہارے لئے ذبح ہے اس پر ابولبابہ نادم ہوئے کہ (آنحضرت کا راز ان سے کیوں کہہ دیا) انا اللہ وانا الیہ راجعون کہا اور کہا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی اور واپس جا کر مسجد میں جا کر بیٹھ گئے اور شرم سے رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر نہ ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی،۔

بنو قریظہ رسول اکرم ﷺ کے حکم پر اترے تو رسول اکرم ﷺ نے ان کے متعلق محمد بن مسلمہ کو حکم دیا ان کی مشکیں کس کے ایک کنارے کر دیا گیا اسی وقت جب وہ ایک کنارے تھے عورتیں اور بچے نکالے گئے ان پر عبد اللہ بن سلام کو عامل بنایا گیا۔

مال غنیمت...... تمام سامان زرہیں اسباب کپڑے جو قلعے میں پائے گئے سب کو جمع کیا گیا سامان میں پندرہ سو تلواریں تھیں تین سو زرہیں دو ہزار تیر نیزے اور پندرہ سو ڈھالیں جو چمڑے کی تھیں ملیں شراب اور شراب کے مٹکے تھے یہ سب بہا دیا گیا اس کا خمس نہیں کیا گیا پانی کھینچنے والے اور چننے والے اونٹ بھی ملے۔

سعد بن معاذ کا فیصلہ...... اس نے رسول اکرم سے عرض کی کہ بنی قریظہ کو انہیں ہبہ کر دیں وہ ان کے حلفاء تھے رسول اکرم ﷺ نے ان کا فیصلہ سعد بن معاذ کے سپرد کیا انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہر وہ شخص جس پر استرے چلتے ہیں یعنی مرد ہے قتل کر دیا جائے عورتوں اور بچوں کو قید کر دیا جائے اور ان کا مال تقسیم کر دیا جائے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ کا سات آسمان کے اوپر سے جو فیصلہ تھا تم نے اس کے مطابق فیصلہ کیا۔

بنی قریظہ کا انجام...... رسول اکرم ﷺ نے ۷ ذی الحجہ یوم پنج شنبہ کو واپس ہوئے آپ نے ان کے متعلق حکم دیا تو وہ مدینہ میں داخل کئے گئے بازار میں ان کے لئے خندق کھودی گئی رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب بیٹھے وہ لوگ اطراف میں ایک ایک گروہ کر کے لائے گئے اور ان کی گردنیں ماردی گئیں کل تعداد چھ سو یا سات سو کے درمیان تھی۔

مال غنیمت...... رسول ﷺ نے ریحانہ بنت عمرو کو اپنے لئے منتخب فرمایا مال غنیمت کے متعلق حکم دیا تو وہ جمع کیا گیا آپ نے اسباب اور قیدیوں میں سے خمس نکالا باقی کے متعلق حکم دیا تو وہ زائد دینے والے کے ہاتھ بیچا گیا آپ نے اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا سب تین ہزار بہتر حصے ہوئے گھوڑے کے دو حصے اور اس کا مالک کا ایک حصہ اور خمس محمیہ بن جزء الزبیدی کے پاس پہنچ گیا رسول اکرم ﷺ کسی کو آزاد دے رہے تھے اور جس کو چاہا خادم بنایا اسی طرح آپ نے اس اسباب کے ساتھ کیا جو آپ کو پہنچا۔

قلعہ بنی قریظہ پر پیش قدمی...... یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ جب اللہ نے احزاب کو دور کر دیا اور نبی

کریم ﷺ اپنے مکان واپس گئے تو اپنا سر دھور ہے تھے کہ جبرائیل آئے اور عرض کی کہ آپ کو اللہ معاف کرے آپ نے ہتھیار اتار دیئے حالانکہ اللہ نے ملائکہ ابھی تک نہیں اتارے بنوقریظہ کے قلعے کے نزدیک ہمارے پاس آئے۔

رسول اکرم ﷺ نے لوگوں میں ندا دلوائی کہ بنی قریظہ کے قلعے کو آؤ رسول اللہ ﷺ نے غسل کر لیا اور آپ لوگوں کے پاس قلعے کے قریب آ گئے ابن عمیر سے مروی ہے کہ جب احزاب واپس ہو گئے تو نبی کریم ﷺ نے لوگوں میں ندا دلوائی کہ کوئی شخص ظہر کی نماز سوائے بنوقریظہ کے کہیں اور نہ پڑھے بعض لوگوں کو نماز فوت ہونے کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے پڑھ لی دوسروں نے کہا کہ ہم سوائے اس مقام کے کہیں اور نہ پڑھیں گے جہاں ہمیں رسول ﷺ نے حکم دیا خواہ وقت فوت ہو جائے۔

ابن عمر نے کہا کہ رسول ﷺ نے دونوں فریقوں میں سے کسی پر ملامت نہیں کی

الہبقی وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بنی قریظہ میں آئے تو آپ زین کے گدھے پر سوار ہوئے لوگ پیدل چل رہے تھے

انس بن مالک سے مروی ہے کہ بنی غنم کی گلی میں جبرائیل علیہ السلام کی سواری کا اڑتا ہوا غبار جب کہ رسول اللہ ﷺ جب بنی قریظہ تشریف لے گئے میری نظر میں ہے۔

بنی قریظہ کے متعلق حکم الٰہی ...... الماجشون سے مروی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام یوم احزاب (غزوہ خندق) میں رسول للہ ﷺ کے پاس ایک گھوڑے پر آئے جو ایک سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے اپنے دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے ان کے دانتوں پر غبار تھا ان کے نیچے سرخ چار جامہ تھا انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ نے ہمارے ہتھیار اتارنے سے پہلے ہتھیار اتار دیئے آپ کو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ بنی قریظہ کی طرف چلئے۔

سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چودہ شب بنی قریظہ کا محاصرہ کیا۔

عطیۃ القرضی سے مروی ہے کہ یوم قریظہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو گرفتار کئے گئے جو بالغ تھے وہ قتل کر دئے جاتے تھے جو نابالغ تھے وہ چھوڑ دئے جاتے تھے میں ان میں تھا جو بالغ نہ تھے۔

حضرت جبرائیل امین کا اصرار ...... حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اور بنی قریظہ کے درمیان خفیف سا عہد تھا جب احزاب وہ تمام لشکر لائے جنہیں وہ لائے تھے تو انہوں نے عہد توڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ پر مشرکین کو غالب کرا دیا اللہ نے اپنے لشکر اور آندھی کو بھیجا وہ لوگ بھاگ کر چلے گئے دوسرے اپنے قلعے میں رہ گئے رسول ﷺ اور آپ کے اصحاب نے ہتھیار رکھ دیئے جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے آپ ان کے پاس آئے جبرائیل گھوڑے کے سینے سے تکیہ لگائے ہوئے تھے۔

آپ نے فرمایا کہ جبرائیل کہتے ہیں ہم نے اب تک ہتھیار نہیں اتارے آپ بنی قریظہ کی طرف چلئے ان کے اوپر غبار جما ہوا تھا آنحضرت نے فرمایا کہ میرے اصحاب کو تھکان ہے اگر کچھ روز کی مہلت دیجئے تو بہتر ہے جبرائیل امین نے کہا کہ آپ چلئے میں اسی گھوڑے کو ان کے قلعوں کے اندر داخل کر دوں گا اور منہدم کر دوں گا۔

جبرائیل علیہ السلام اور آپ کے ہمراہی ملائکہ نے رخ پھیرلیا یہاں تک مکہ انصار بنی غنم کی گلی میں غبار بلند ہوا رسول اکرم ﷺ بھی روانہ ہوئے اصحاب میں سے کوئی شخص آپ کے روبرو آیا اور عرض کی کہ یارسول اللہ آپ تشریف رکھئے ہم لوگ کافی ہیں فرمایا کہ وہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ میں نے ان کے متعلق سنا ہے کہ وہ آپ کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں فرمایا کہ موسیٰ کو اس سے بہت ایذادی گئی۔

رسول اللہ ﷺ بنی قریظہ پہنچے تو فرمایا کہ اے بندر اور سور کے بھائیو مجھ سے ڈرو مجھ سے ڈرو بعض نے بعض سے کہا کہ یہ ابوالقاسم ہیں ہم نے آپ سے بدی کرنے کا معاہدہ نہیں کیا تھا۔

حضرت سعد بن معاذ کی وفات...... سعد بن معاذ کی رگ ودست میں تیر مارا گیا زخم بند ہوا خشک ہو گیا انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ انہیں اس وقت تک موت نہ دے جب تک بنی قریظہ سے ان کا دل ٹھنڈا نہ ہو جائے بنی قریظہ کو ان کے قلعہ میں اس غم نے گرفتار کیا جس نے گرفتار کیا وہ تمام لوگوں میں سے سعد بن معاذ کے فیصلہ پر اترے سعد نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے جنگجو قتل کر دئے جائیں بچوں کو قید کیا جائے۔

یہ صورتحال دیکھ کر بعض لوگوں نے کہا کہ یہ شہر مہاجرین کا ہوگا نہ انصار کا اس پر انصار نے کہا کہ وہ ہمارے بھائی ہیں ہم توان کے ساتھ تھے انہوں نے فائل اول نے) پھر کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مہاجرین تم سے بے نیاز ہو جائیں۔ جب سعد ان سے فارغ ہوئے اور انہیں جو حکم دینا تھا وہ دیدیا وہ کروٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے کہ ان پر سے ایک بکری گزری اس نے ان کے زخم کو کھر سے ٹھیس لگادی پھر وہ زخم ٹھیک نہ ہوا یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی۔

رئیس دومتہ الجندل کے تحائف...... دومتہ الجندل کے رئیس نے رسول اللہ ﷺ کو ایک خچر ایک ریشمی جبہ بھیجا جبے کی خوبی پر اصحاب رسول اللہ ﷺ تعجب کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کے رومال جنت میں اس سے بہتر ہیں۔

سریہ محمد بن مسلمہ بجانب قبیلہ قرطاء

محمد بن مسلمہ کا قرطہ کی جانب سریہ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے انسٹھویں مہینے دس محرم کو واقع ہوا رسول اللہ ﷺ نے انہیں تیس سواروں کے ساتھ قرطاء کی جانب بھیجا وہ لوگ بنی بکر کے کلاب کے سلسلے کی ایک شاخ ہیں جو ضریہ کی نواح میں البکرات میں اترا کرتے تھے اضریہ اور مدینے کے درمیان سات شب کی مسافت ہے

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ انہیں ہر طرف سے گھیر لیں وہ رات کو چلتے تھے دن میں پوشیدہ ہو جاتے تھے انہوں نے ان پر حملہ کر دیا ایک جماعت کو قتل کیا اور باقی لوگ بھاگ گئے اونٹ اور بکری ہنکالائے کوئی شخص نیزہ بازی کے لیئے ظاہر نہ ہوا اور وہ مدینے آگئے۔

رسول اللہ ﷺ نے خمس نکالنے کے بعد جو بچا ان کے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا اونٹ دس بکریوں کے برابر متعور رہا کل ڈیڑھ سو اونٹ اور تین ہزار بکریاں تھیں محمد بن مسلمہ انیس شب باہر رہے اور انتیس محرم کو آگئے۔

غزوہ بنی لحیان

ربیع الاول ۶ھ میں رسول اللہ ﷺ نے بنی لحیان کی طرف جو نواح عسفان میں تھے روانہ ہوئے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاصم بن ثابت اوران کے ساتھیوں کا سخت صدمہ محسوس کیا اور ملک شام کا ارادہ ظاہر فرمایا ربیع الاول کی چاندرات کو لوگوں کی بے خبری کے عالم میں دو دوسو آدمیوں کا لشکر جمع کیا جن کے ہمراہ بیس گھوڑے تھے۔

نیابت عبداللہ بن ام مکتوم...... مدینہ پر عبداللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا آپ تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے اور بطن غزان پہنچے اس کے اور عسفان کے درمیان جہاں آپ کے اصحاب پر مصیبت آئی پانچ میل کا فاصلہ تھا آپ نے ان کے لئے رحمت کی دعا فرمائی۔

بنی لحیان کی روپوشی...... بنولحیان کو خبر ہوئی تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ گئے کوئی قابو میں نہیں آیا آپ ایک یا دو دن مقیم رہے ہر طرف لشکر بھیجے مگر وہ لوگ بھی کسی پر قابو پا نہ سکے وہاں سے روانہ ہو کر آپ عسفان آئے دس سواروں کے ساتھ ابو بکر صدیقؓ کو بھیجا تا کہ قریش سنیں اور خوفزدہ ہوں لشکر الغمیم تک آیا اور واپس گیا کوئی نہ ملا۔

مراجعت مدینہ......رسول اللہ ﷺ یہ فرماتے ہوئے واپس مدینہ منورہ ہوئے کہ ہم لوگ رجوع کرنے والے توبہ کرنے والے اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور حمد کرنے والے ہیں آپ چودہ راتیں باہر رہے۔

عاصم بن عمرو بن عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ بنی لحیان میں روانہ ہوئے آپ نے یہ ظاہر فرمایا کہ شام کا ارادہ ہے تا کہ ان کو غفلت کی حالت میں پائیں۔

آپ مدینے سے نکلے غراب اور مخیض اور البتراء کے راستے ہوتے ہوئے ذات الیسار کی طرف گھومے پھر آپ یین کے راستے پر نکلے صخیرات الثمام سے ہوتے ہوئے السیالہ کا سیدھا راستہ اختیار کیا آپ نے رفتار بہت تیز کر دی اور غران میں اترے اسی دن ابن ادریس نے بیان کیا کہ جہاں بنولحیان کے مکانات تھے یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ لوگ پہاڑوں کی چوٹیوں پر محفوظ ہو گئے ہیں جب وہ ارادہ جو آپ نے دشمن کے لئے کیا تھا کامیاب نہ ہوا تو لوگوں نے کہا کہ ہم عسفان میں اتریں تو اہل مکہ کو معلوم ہوگا کہ ہم وہاں آئے تھے آپ مع اصحاب کے روانہ ہوئے اور عسفان میں اترے اصحاب میں سے دو سواروں کو روانہ کیا جو الغمیم کی جھونپڑیوں میں پہنچے پھر واپس آگئے

جابر بن عبداللہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ہم توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے اور انشاء اللہ اپنے پروردگار کی حمد کرنے والے عبادت کرنے والے سفر کی مشقت واپسی کی تکان اہل وعیال اور مال میں نظر بد سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

ابوسعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ ہذیل کے بنی لحیان کی طرف کچھ لوگوں کو بھیجا اور فرمایا کہ ہر دو آدمی میں ایک تیز رفتاری اختیار کرے ثواب دونوں کے درمیان رہے گا جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے عسفان کو تلاش کیا پھر واپس ہوئے تو فرمایا کہ ہم رجوع کرنے والے توبہ

کرنے والے اور اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور حمد کرنے والے ہیں۔

غزوہ الغابہ

ربیع الاول ۶ ھ میں رسول اللہ ﷺ نے غزوہ الغابہ کا ارادہ فرمایا جو مدینے سے ایک برید (۱۲ میل) کے فاصلے پر ہے

ابن ابوذر کی شہادت...... رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی بیس اونٹنیاں تھیں جو الغابہ میں چرتی تھیں اور ان میں ابوذر تھے شب چہارشنبہ کو چالیس سواروں کے ہمراہ عینیہ بن حصن نے ان پر دھوکہ سے حملہ کیا اونٹوں کو بھگا لے گئے ابوذر کے بیٹے کو قتل کر دیا ایک چیخ کی آواز آئی جس میں الفزع الفزع (پریشانی پریشانی) کی ندا تھی پھر یہ ندا دی گئی اے اللہ کی جماعت سوار ہو جاؤ یہ سب سے پہلی ندا تھی جو ان کلمات کے ساتھ دی گئی۔

مدینہ سے روانگی...... رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے چارشنبہ کی صبح کو چہرے پر رومال باندھے ہوئے الحدید روانہ ہوئے وہاں ٹھہر گئے سب سے پہلے شخص جو آپ کے سامنے آئے وہ المقداد بن عمرو تھے وہ زرہ خود پہنے اور اپنی تلوار کو برہنہ کئے ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے نیزے میں جھنڈا باندھ دیا اور فرمایا کہ جاؤ یہاں تک کہ تمہیں لشکر ملیں میں بھی تمہارے نقش قدم پر ہوں۔

نیابت عبداللہ بن ام مکتوم...... رسول اللہ ﷺ نے مدینے پر عبداللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا اور سعد بن عبادہ کو ان کی قوم کے تین سو آدمیوں کے ہمراہ مدینے کی حفاظت کے لئے چھوڑا۔

مقابلہ...... المقداد نے بیان کیا کہ میں نکلا تو دشمن کی آخری جماعتوں میں پایا ابوقتادہ نے مسعدہ کو قتل کر دیا انہیں رسول اللہ ﷺ نے اس کا گھوڑا اور ہتھیار دے دئے عکاشہ بن محصن نے اثار بن عمرو بن اثار کو قتل کیا المقداد نے عمرو بن حبیب بن عینیہ بن محصن اور قرفہ بن مالک بن حذیفہ بن بدر کو قتل کیا۔

مسلمانوں میں محرز بن فضلہ شہید ہوئے جنہیں مسعدہ نے شہید کیا سلمہ بن اکوع جو پیادہ تھے ایک جماعت ملی تو وہ انہیں تیر مارنے لگے اور کہتے تھے کہ یہ لے اور یہ شعر پڑھتے تھے۔

وانا ابن الاکوع

الیوم یوم الرضع

میں ابن الاکوع ہوں یہ دن قابل ملامت لوگوں کی مصیبت کا دن ہے۔

مسلمانوں نے ان لوگوں کو ذی قرد تک بھگا دیا جو خیبر کے نواح میں المستناخ کے متصل ہے۔

سلمہ نے بیان کیا کہ شام کے وقت رسول اللہ ﷺ کو ایک لشکر ملا عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ قوم پیاسی ہے اگر آپ مجھے سو آدمیوں کے ہمراہ بھیجیں تو یہ جانور ان کے ساتھ ہیں سب چھین لوں گا اور سرداروں کو گرفتار کر لوں گا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ اس وقت غطفان میں جمع ہوں گے شور و غل بنی عمرو بن عوف تک گیا تو امداد آئی اور برابر لشکر آتے رہے لوگ پیادہ بھی تھے اور اپنے اونٹوں پر بھی تھے یہاں تک رسول اللہ ﷺ کے پاس ذی قرد میں

پہنچ گیا انہوں نے دس اونٹنیاں چھین لیں اور وہ قوم بقیہ اونٹنیوں کے ساتھ جو دس تھیں بچ گئیں۔

نماز خوف .... رسول اللہ ﷺ نے ذی قرد میں نماز خوف پڑھی آپ وہاں خبر دریافت کرنے کے لئے شبانہ روز مقیم رہے آپ نے اپنے ہر سو اصحاب میں ایک اونٹ تقسیم فرمایا جسے وہ ذبح کرتے تھے کل تعداد پانچ سو تھی کہا جاتا ہے کہ سات سو تھی سعد بن عبادہ نے آپ کی خدمت میں کئی بورے کھجور اور دس اونٹ روانہ کئے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ذی قرد مین پہنچے۔

امیر سریہ سعد بن زید...... ہمارے نزدیک ثابت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سریہ پر سعد بن زید الاشہلی کو امیر بنایا تھا لیکن حسان بن ثابت کے قول کے مطابق غداۃ فوارس المقداد (المقداد کے سواروں کی صبح) کی وجہ سے لوگوں نے اسے المقداد کی طرف منسوب کر دیا تو سعد بن زید نے ان پر عتاب کیا اور کہا کہ حروف روی نے مجبوراً میرا نام المقداد تک پہنچا دیا رسول اللہ ﷺ پانچ شب باہر رہنے کے بعد دوشنبے کو مدینے پہنچے۔

سلمہ بن الاکوع کی کارگزاری...... سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ میں اور نبی کریم ﷺ کے غلام رباح نبی کریم ﷺ کے اونٹ لے گئے میں طلحہ بن عبید اللہ کا گھوڑا بھی لے گیا میرا ارادہ تھا کہ اسے بھی اونٹوں کے ہمراہ پانی پلاؤں گا جب تاریکی ہوگئی تو عبد الرحمٰن بن عینیہ نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کو لوٹ لیا اور چرواہے کو قتل کر دیا اور اس کے ساتھ چند آدمی جو سواروں کے ہمراہ تھے ان کو ہنکاتے ہوئے روانہ ہوئے میں نے رباح سے کہا کہ گھوڑے پر بیٹھ کر اسے طلحہ کے پاس پہنچا دو اور رسول اللہ ﷺ کو خبر کر دو کہ ان کے جانور لوٹ لئے گئے میں ایک ٹیلے پر کھڑا ہو گیا اپنا منہ مدینے کی جانب کر لیا اور تین مرتبہ ندا دی یا صباحاہ (ہائے صبح) پھر اس قوم کا پیچھا کیا میرے پاس تلوار تھی تیر بھی تھے میں انہیں تیر مار کر زخمی کرنے لگا ایسا اس وقت کرتا جب درختوں کثرت ہوتی تھی جب کوئی سوار میری طرف پلٹتا تو میں درخت کی جڑ میں بیٹھ کر اسے تیر مارتا تھا جو سوار میری طرف متوجہ ہوا اسے زخمی کر دیا انہیں تیر مارتا تھا اور کہتا تھا کہ

انا ابن الاکوع
والیوم یوم الرضع

میں ابن الاکوع ہوں اور قابل ملامت لوگوں کے لئے مصیبت کا دن ہے

میں ایک آدمی سے ملا وہ اپنی سواری پر تھا میں نے اسے تیر مارا میرا تیر اس شخص کے لگا اور جگر چھید دیا میں نے کہا کہ یہ لے میں ابن الاکوع ہوں یہ سن قابل ملامت کے لوگوں کے لئے مصیبت کا دن ہے جب میں درخت کی آڑ میں ہوتا تھا تو انہیں تیروں سے گھیر لیتا تھا میرا برابر یہی حال رہا اور جب دشواریاں تنگ کرتیں تھیں تو پہاڑ پر چڑھ کر ان پر پتھر پھینکتا تھا مین ان کا پیچھا کرتا اور رجز پڑھتا تھا تا آنکہ میں نبی کریم ﷺ کے ان جانوروں کو جنہیں اللہ نے پیدا کیا تھا اپنے پس پشت کر لیا اور ان لوگوں کے ہاتھوں سے چھڑا لیا۔

میں برابر انہیں تیر مارتا رہا انہوں نے تیس سے زائد نیزے ڈال دیئے اور تیس سے زائد چادریں جن سے بار ہلکا رہے تھے جو کچھ وہ ڈالتے تھے میں اس پر پتھر رکھ دیتا تھا میں نے اسے رسول اللہ کے راستے پر جمع کیا جب

صبح کی روشنی پھیل گئی تو ان کی مدد کے لئے عینیہ بن بدر الفراری آیا وہ لوگ ایک تنگ گھاٹی میں تھے میں پہاڑ پر چڑھ گیا اوران لوگوں کے اوپر تھا عینیہ نے کہا یہ کیا ہے جو مجھے نظر آتا ہے انہوں نے کہا کہ اسی سے ہمیں ایذا پہنچی ہے اس نے ہمیں صبح سے اس وقت تک نہیں چھوڑا جو کچھ ہمارے ہاتھوں میں تھا سب لے لیا اور اسے اپنے پیچھے کرلیا عینیہ نے کہا کہ ایسا نہ ہوکے یہ جو دکھائی دیتا ہے اس کے پیچھے اور کوئی جستجو کرنے والا ہو جس نے تمہیں چھوڑ دیا ہو تم میں سے ایک جماعت کو اس کے مقابلے کے لئے کھڑا ہونا چاہیے ان میں سے چار کی ایک جماعت میرے مقابلے کے لئے کھڑی ہوگئی وہ پہاڑ پر چڑھے میں نے انہیں آواز دی اور کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو انہوں نے کہا کہ تو کون ہے انہوں نے کہا کہ میں ابن الاکوع ہوں جس کے چہرے کو محمد ﷺ نے مکرم کیا تم میں سے کوئی بھی مجھے پا نہیں سکتا اور نہ وہ شخص مجھ سے بچ سکتا ہے جسے میں طلب کروں اس میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس کا یہ گمان ہے

رسول اللہ ﷺ کی آمد...... میں اپنی نشست گاہ میں بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے سواروں کو دیکھا جو درختوں کے درمیان تھے سب سے آگے الاحزم الاسدی تھے ان کے پیچھے رسول اللہ ﷺ کے سوار ابوقتادہ اور ابوقتادہ کے پیچھے المقداد تھے مشرکین پشت پھیر کر بھاگے۔

ام اور ابن عینیہ کا مقابلہ...... میں پہاڑ سے اتر کر الاحزم کے آگے آ گیا ان کے گھوڑے کی باگ کو پکڑ کر کہا کہ اے احزام اس جماعت سے ڈرو (یعنی ان سے بچو) مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمہیں لوٹ لیں گے لہذا انتظار کرو یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب آملیں۔

انہوں نے کہا کہ اے سلمہ اگر تمہیں اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان ہے تو تم جانتے ہو کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل نہ ہوں۔ میں نے ان کے گھوڑے کی باگ چھوڑ دی وہ عبد الرحمٰن بن عینیہ سے ملے وہ ان پر پلٹ پڑا دونوں نیزے چلانے لگے اور الاحزام نے عبد الرحمٰن کو زخمی کر دیا عبد الرحمن نے انہیں نیزہ مار کر قتل کر دیا عبد الرحمٰن نے الاحزام کا گھوڑا بدل دیا۔

معرکہ ذوقرد...... میں نکل کر اس قوم کے پیچھے روانہ ہوا مجھے رسول اکرم ﷺ کے اصحاب کا کچھ غبار بھی نہ نظر آتا تھا وہ لوگ ایک گھاٹی کے سامنے تھے جس میں پانی تھا اس کا نام ذوقرد تھا ان کا ارادہ ہوا کہ پانی پئیں لیکن مجھے اپنے پیچھے دوڑتا ہوا دیکھ لیا تو اس سے ہٹ گئے اور ایک گھاٹی کا جو ثنیہ ذرد پر تھی سہارا لیا۔

آفتاب غروب ہوگیا میں نے ایک آدمی کو پایا اسے تیر مارا اور کہا کہ یہ لے:

و انا ابن الاکوع

والیوم یوم الرضع

میں ابن الاکوع ہوں اور یہ دن قابل ملامت لوگوں کے لئے ملامت کا دن ہے

اس نے کہا کہ اے میری ماں کے رلانے والے کیا تو میرا صبح الاکوع ہے میں نے کہا کہ اے اپنی جان کے دشمن ہاں وہ شخص وہی تھا جسے میں نے صبح تیر مارا تھا میں نے اسے ایک اور تیر مارا دونوں تیر اس کے لگے وہ لوگ دو گھوڑے چھوڑ کر گئے تو میں انہیں رسول اکرم ﷺ کے پاس ہنکا کر لایا آپ ذوقرد کے اس پانی پر تھے جس سے میں

ان لوگوں کو ہٹایا تھا اتفاق سے نبی کریم ﷺ پانچ سو آدمیوں کے ہمراہ تھے بلال نے ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ ذبح کیا جو میں پیچھے چھوڑ گیا تھا وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اس کی کلیجی اور کوہان بھون رہے تھے۔

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے اجازت دیجئے اور اپنے اصحاب میں سے آدمی منتخب فرما دیجئے تو بے خبری کی حالت میں کفار پر حملہ کردوں ان میں سے کوئی خبر دینے والا بھی نہ ہوگا جسے میں قتل نہ کردوں آپ نے فرمایا کہ کیا تم ایسا کرنے والے ہو میں نے کہا کہ ہاں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو بزرگی دی رسول اللہ ﷺ ہنسے یہاں تک کہ میں نے آگ کی روشنی میں آپ کی کچلیاں دیکھیں آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ اس وقت بنی غطفان کی پناہ میں ہوں گے

غطفان کا ایک آدمی آیا اس نے کہا کہ فلاں غطفان کے پاس چلو کیونکہ ایک اونٹ (ان کفار کے لئے ذبح کیا ہے جس وقت وہ لوگ اس کی کھال کھینچنے لگے انہوں نے ایک غبار دیکھا تو اونٹ کو چھوڑ دیا اور بھاگ گئے

ابن الاکوع اور ابوقتادہ کی تعریف...... جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے سواروں میں سب سے بہتر آج ابوقتادہ ہیں اور ہمارے پیادوں میں سب سے بہتر ابوسلمہ ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے پیادہ اور سوار کا حصہ دیا مدینہ واپس آتے ہوئے آپ نے مجھے اپنے پیچھے گوش بریدہ اونٹنی پر بٹھالیا

دوڑ کا مقابلہ...... ہمارے اور مدینے کے درمیان قریب چاشت کا وقت ہو گیا اس جماعت میں ایک انصاری تھے جن کے آگے کوئی نہیں ہو سکتا تھا وہ یہ ندا دینے لگے کہ ہے کوئی دوڑنے والا کیا کوئی شخص ہے جو مدینے تک باہم دوڑے انہوں نے اسے کئی مرتبہ دہرایا میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھا آنحضرت ﷺ نے مجھے ہم نشین بنایا تھا میں نے ان سے کہا کہ نہ تو کسی بزرگ کا ادب کرتے ہو اور نہ کسی شریف سے ڈرتے ہو انہوں نے کہا کہ سوائے رسول اللہ ﷺ کے کسی سے نہیں ڈرتا میں نے کہا کہ یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے اجازت دیجئے کہ ان کے ساتھ دوڑ کروں آپ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو کرو میں نے ان سے کہا چلو میں بھی تمہاری طرف چلتا ہوں۔

وہ اپنی سواری سے کود پڑے میں نے بھی پاؤں سمیٹے اور اونٹنی سے کود پڑا انہیں ایک یا دو کوہان (آگے بڑھنے میں طاقت دار بنا دیا یعنی میں نے اپنے آپ کو روک لیا پھر میں دوڑا یہاں تک کہ ان سے مل گیا اپنے ہاتھ سے ان کے دونوں شانوں کے بیچ میں مارا اور کہا کہ میں تم سے آگے ہو گیا کامیابی اللہ ہی طرف سے ہے یا کسی قسم کا کلمہ کہا وہ ہنسے اور کہا کہ میں تو نہیں خیال کرتا یہاں تک کہ ہم دوں مدینہ آگئے۔

سریہ عکاشہ بن محصن الاسدی بجانب الغمر

عکاشہ بن محصن الاسدی کا الغمر غمر مرزوق کی جانب سریہ ہے جو فید سے مدینے کے پہلے راستے میں دو رات کی مسافت پر بنی اسد کا پانی (گھاٹ) ہے یہ ربیع الاول ۶ھ میں ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے عکاشہ بن محصن کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ الغمر روانہ کیا وہ اس طرح جلد روانہ ہوئے کہ ان کی رفتار بہت تیز تھی۔

اس قوم نے انہیں تاڑ لیا اور اپنی بستی کے پہاڑ کی چوٹی پر چلے گئے انہیں اپنا مکان ناموافق ہوا عکاشہ نے

شجاع بن وہب کو مخبر بنا کر بھیجا تو انہوں نے اونٹوں کا نشان دیکھا۔

یہ لوگ روانہ ہوئے تو انہیں ایک کفار کا مخبر مل گیا جس کو انہوں نے امن دے دیا اس نے انہیں اپنے چچازاد بھائی کے اونٹ بتا دئے جو انہوں نے لوٹ لئے دوسو اونٹ ہنکا لائے اس شخص کو چھوڑ دیا اونٹ مدینے لے آئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سریہ محمد مسلمہ بجانب ذی القصہ

ربیع الاول ۶ھ میں زی القصہ کی جانب محمد بن مسلمہ کا سریہ رسول اللہ نے محمد بن مسلمہ کو دس آدمیوں کے ہمراہ بنی ثعلبہ اور بنی عوال کی جانب جو ثعلبہ میں سے تھے بھیجا وہ لوگ ذی القصہ میں سے تھے اس کے اور مدینے کے درمیان الذبدیہ کے راستے پر چوبیس میل کا فاصلہ ہے۔

یہ لوگ رات کے وقت ان کے پاس پہنچے تو اس قوم نے جو سو آدمی تھے انہیں گھیر لیا کچھ رات تک دونوں نے تیراندازی کیا عراب ودیہاتی نے نیزوں سے حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا محمد بن مسلمہ مجروح ہو کر گر پڑے ان کے ٹخنے پر ایسی چوٹ لگ گئی تھی کہ یہ حرکت نہیں کر سکتے تھے مسلمانوں کے کپڑے ان کفار نے اتار لئے محمد بن مسلمہ کے پاس ایک مسلمان گزرے تو انہیں لاد کر مدینہ پہنچا دیا رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن الجراح کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ اس جماعت کو قتل کرنے کے لئے بھیجا مگر ان کو کوئی نہ ملا انہوں نے اونٹ اور بکریاں پائیں جو ہنکا لائے اور واپس ہوئے۔

سریہ ابوعبیدہ بن جراح بجانب ذی القصہ

ربیع الآخر ۶ھ میں زی القصہ کی جانب ابوعبیدہ بن الجراح کا سریہ ہوا لوگوں نے بیان کیا کہ بنی ثعلب ہو انمار کی بستیاں خشک ہو گئیں اور المراض سے تغلمین تک تالابوں میں خشکی آ گئی المراض مدینہ سے ۳۶ میل ہے بنو محارب وثعلبہ وانمار اسی خشکی پر تالاب پر گئے انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا کہ مدینے کے مویشی لوٹ لیں جو مدینے سے سات میل پر مقام حیضہ میں چرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن جراح کو چالیس مسلمانوں کے ہمراہ جب کہ انہوں نے نماز مغرب پڑھ لی بھیجا وہ لوگ روانہ ہوئے صبح کی تاریکی میں ذی القصہ پہنچے ان لوگوں پر حملہ کر دیا جو پہاڑوں میں بھاگ کر چھپ گئے وہ ایک شخص کو پا گئے جو اسلام لے آیا اس کو چھوڑ دیا اس کے اونٹوں میں سے کچھ اونٹ انہوں نے پکڑ لئے اور ہنکا لائے سامان سے کچھ اسباب لے لیا اور اسے مدینے لے آئے رسول اللہ ﷺ نے خمس نکالا اور جو بچا اسے تقسیم کر دیا۔

سریہ زید بن حارثہ بجانب بنی سلیم بامقام الجموم

ربیع الآخر ۶ھ میں الجموم میں بنی سلیم کی جانب زید بن حارثہ کا سریہ ہوا رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو بنی سلیم کی طرف بھیجا وہ روانہ ہوئے اور الجموم میں پہنچے جو بطن نخل کے بائیں جانب اسی نواح میں ہے جو بطن نخل مدینہ سے چار برد (۴۸ میل) ہے۔

وہاں قبیلہ مزنیہ کی ایک عورت ملی جس کا نام حلیمہ تھا جس نے بنی سلیم کے ٹھہرنے کے مقامات میں سے ایک مقام بتادیا اس مقام پر انہیں اونٹ اور بکریاں وقیدی ملے انہی میں حلیمہ المزنیہ کا شوہر بھی تھا جب زید بن حارثہ وہ سب لے کر جو انہوں نے پایا تھا واپس ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے مزنیہ کو اس کی جان اور شوہر ہبہ کر دیا بلال بن حارث کا یہ شعر اسی واقعہ میں ہے۔

لعمرک اخنی المسول ولا ونت

حلیمة حتیٰ راح کیھا معا

قسم ہے تیری زندگانی کی کہ نہ تو جس سے سوال کیا گیا تھا اس نے کوتاہی کی اور نہ حلیمہ تھی یہاں تک کہ دونوں کی سواری ساتھ ساتھ روانہ ہوئی۔

سریہ زید بن حارثہ بجانب العیص

جمادی اولیٰ ۶ھ میں العیص کی جانب زید بن حارثہ کا سریہ ہوا اس کے اور مدینے کے درمیان چار رات کا راستہ ہے اور المرو وہاں سے ایک رات کے فاصلہ پر ہے۔

ابوالعاص بن الربیع کی گرفتاری...... رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی کہ قریش کا ایک قافلہ شام سے آرہا ہے آپ نے زید بن حارثہ کو ستر سواروں کے ہمراہ اس کو روکنے کے لئے بھیجا انہوں نے اسے اور جو کچھ اس میں تھا گرفتار کر لیا اس روز سفیان بن امیہ کی بہت سی چاندی پکڑ لی کچھ آدمیوں کو بھی گرفتار کیا جو اس قافلے میں تھے جن میں ابوالعاص بن الربیع بھی تھا انہیں مدینے لے آئے۔

ابوالعاص کی رہائی...... ابوالعاص نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی زینب سے پناہ مانگی انہوں نے اسے دے دی رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر پڑھ لی تو زینب نے لوگوں میں ندا دی کہ میں نے ابوالعاص کو پناہ دی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں اس کا کچھ علم نہیں ہم نے بھی اسے پناہ دی جسے تم نے پناہ دی اور جو کچھ اس سے لیا گیا تھا آپ نے اس کو واپس کر دیا۔

سریہ زید بن حارثہ بجانب حسمی

جمادی الآخرہ ۶ھ میں حسمیٰ کی طرف زید بن حارثہ کا سریہ آیا جو وادی القریٰ کے پیچھے ہے وحیہ بن خلیفہ الکلبی قیصر کے پاس سے جس نے اسے مہمان رکھا اور خلعت دیا آئے حسمیٰ انہیں الہنید بن عارض اور اس کا بیٹا عارض بن الہنید قبیلہ جذام کے چند آدمیوں کے ہمراہ ملا انہوں نے وحیہ کو لوٹ لیا اور سوائے پرانے کپڑوں کے کچھ بھی ان کے پاس نہ چھوڑا ابی الغبیب کے چند آدمیوں نے یہ سنا تو وہ ان کی طرف روانہ ہوئے اور وحیہ کا سامان چھین لیا وحیہ نے نبی کریم ﷺ کے پاس آکر اس کی خبر دی تو آپ نے پانچ سو آدمیوں کے ہمراہ زید بن حارثہ کو بھیجا ان کے ساتھ وحیہ کو بھی کر دیا زید رات کو چلتے تھے اور دن کو چھپ جاتے تھے ان کے ہمراہ قبیلہ بنی عذرہ کا ایک رہبر بھی تھا وہ

انہیں لایا اور صبح ہوتے ہی اس قوم پر حملہ کر دیا انہوں نے ان کو لوٹ لیا خون ریزی کی اور دکھ پہنچایا الہنید اور اس کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا مراشی اور اونٹ اور عورتیں پکڑ لیں انہوں نے ایک ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں اور سو عورتیں اور بچے گرفتار کر لئے۔

زید بن رفاعۃ الجذامی کی شکایت...... زید بن رفاعۃ الجذامی اپنی قوم کے ایک گروہ کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ کا وہ فرمان دکھایا جو آپ ﷺ نے اس کے اور اس کی قوم کے لئے ان راتوں میں تحریر فرمایا تھا جب وہ آپ کے پاس آیا تھا وہ اسلام لایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم پر حلال کو حرام نہ کیجئے اور نہ حرام کو ہمارے لئے حلال کیجئے آپ نے فرمایا کہ میں مقتولین کا کیا کروں ابو یزید بن عمرو نے کہا یا رسول اللہ اسے رہا کر دیجئے جو زندہ ہو اور جو قتل ہو گیا وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے۔

قیدیوں کی رہائی...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابو زید نے سچ کہا آپ نے ان لوگوں کے ہمراہ علیؓ کو زید بن حارثہ کے پاس بھیج کر یہ حکم دیا کہ وہ انہیں ان کی عورتوں اور مال دے دیں۔ علی روانہ ہوئے زید بن حارثہ کے بشیر (فتح کی خوشخبری پہنچانے والے) رافع بن مکث الجہنی سے ملے جو اسی قوم کی اونٹنی پر سوار تھے علیؓ نے وہ اونٹنی بھی اس قوم کو واپس کر دی۔

مال غنیمت کی واپسی...... وہ زید سے الفحلتین میں ملے جو مدینے اور ذی المروہ کے درمیان ہے انہیں رسول اللہ ﷺ کا حکم پہنچایا انہوں نے ان لوگوں سے جو کچھ لیا تھا وہ سب واپس کر دیا۔

سریہ زید بن حارثہ بجانب وادی القریٰ...... رجب ۶ھ میں زید بن حارثہ کا سریہ وادی القریٰ ہے لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ۶ھ میں زید کو امیر بنا کر بھیجا۔

سریہ عبدالرحمٰن بن عوف بجانب دومۃ الجندل

شعبان ۶ھ میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا سریہ دومۃ الجندل ہوا رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو بلایا انہیں اپنے سامنے بٹھایا اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھا فرمایا کہ اللہ کے نام کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرو جو اللہ کے ساتھ کفر کرے تم اس سے اس طرح لڑو کہ نہ تو خیانت کرو اور نہ بدعہدی کرو اور نہ کسی بچے کو قتل کرو۔

آپ نے انہیں دومۃ الجندل میں قبیلہ کلب کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ اگر وہ تمہیں مان لیں تو ان کے بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کر لینا عبدالرحمٰن روانہ ہوئے دومۃ الجندل آئے ٹھہر کر تین روز تک اسلام کی دعوت دیتے رہے اصبغ بن عمرو الکلبی اسلام لے آیا وہ نصرانی تھا ان لوگوں کا سردار ان کے ساتھ قوم کے بہت سے آدمی اسلام لائے جس نے چاہا وہ جذیہ دے کر اپنے دین پر قائم رہا عبدالرحمٰن نے الاصبغ کی بیٹی سے نکاح کر لیا انہیں مدینے لے آئے وہی ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن کی ماں ہیں۔

سریہ علی بن ابی طالب بجانب سعد بن بکر بمقام فدک

شعبان ۶ ھ میں بمقام فدک بجانب بنی سعد بن علی بن ابی طالب کا سریہ ہوا رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی کہ ان لوگوں کا ایک مجمع ہے جس کا قصد ہے کہ یہود خیبر کی مدد کرے رسول اللہ ﷺ ان کی جانب سو آدمیوں کے ہمراہ علی بن ابی طالب کو روانہ کیا وہ رات کو چلتے اور دن کو پوشیدہ رہتے جب الحج پہنچے جو خیبر اور فدکے درمیان ایک چشمہ آب ہے اور مدینے اور فدک کے درمیان چھ رات کا راستہ ہے تو اس مقام الحج پر انہیں ایک آدمی ملا جس سے اس مجمع کو دریافت کیا اس نے کہا کہ تمہیں اس شرط پر بتاؤں گا کہ تم لوگ مجھے امن دے دو پھر اس نے پتہ بتادیا علی اور ان کے ساتھیوں نے غفلت کی حالت میں ان لوگوں پر حملہ کر دیا پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں لے لیں بنو سعد اور اس کے سرغنہ دبر بن علیم بار برداری کے اونٹوں کو بھگا لے گئے علی بن ابی طالب کے خاص حصے پر ایک دودھ والی اونٹنی کو علیحدہ کر دیا جس کا نام الحفذہ تھا پھر خمس علیحدہ کر دیا مال غنیمت اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا اور مدینے آ گئے اور جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سریہ زید بن حارثہ بجانب ام قرفہ بمقام وادی القریٰ

رمضان ۶ ھ وادی القریٰ کے نواح میں جو مدینے سے سات رات کے راستہ پر ہیں ام قرفہ کی طرف زید بن حارثہ کا سریہ آیا۔

مسلم تجارتی قافلے پر حملہ...... زید بن حارثہ تجارت کے سلسلے میں شام کی طرف روانہ ہوئے ان کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب کا مال تجارت بھی تھا جب وہ وادی القریٰ کے قریب ہوئے اور انہیں بنی بدر کی ایک شاخ فزارہ کے کچھ لوگ ملے جنہوں نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو مارا اور جو کچھ ان کے پاس تھا وہ سب لے لیا۔ زید اچھے ہو گئے تو رسول اللہ کی خدمت میں آئے اور آپ کو خبر دی رسول اللہ ﷺ نے ان کو لوگوں کی طرف بھیجا یہ لوگ دن کو چھپتے اور رات کو چلتے بنو بدر نے تاڑ لیا۔

بنی فزارہ کا انجام...... زید اور ان کے ساتھی صبح کے وقت ان لوگوں کے پاس آئے اور تکبیر کہی اور جو موجود تھے انہیں گھیر لیا ام قرفہ کو جو فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر تھی اور اس کی بیٹی جاریہ بنت مالک ابن حزیفہ بن بدر کو گرفتار کر لیا جاریہ کو مسلمہ بن الاکوع نے گرفتار کیا اور رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دی رسول اکرم ﷺ نے حزن بن ابی وہب کو ہبہ کر دی۔

قیس بن ال المحسر نے ام فرقہ کی طرف قصد کیا جو بہت سن رسیدہ تھیں انہوں نے اس کو نہایت سختی کے ساتھ قتل کیا اور اس کے دونوں پاؤں میں رسی باندھ کر دو اونٹوں کے ساتھ باندھ دیا اور اونٹوں کو تیز دوڑایا جس سے اس کا جسم کٹ گیا انہوں نے نعمان اور عبید اللہ کو بھی قتل کیا دونوں مسعدہ بن حکمہ بن مالک بن بدر کے بیٹے تھے

زید بن حارثہ اپنی اسی حالت کے ساتھ مدینے میں آئے نبی کریم ﷺ کا دروازہ کھٹکھٹایا آپ اپنے کپڑے اتارے ہوئے تھے اپنا کپڑا کھینچتے ہوئے ان کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے انہیں گلے لگا لیا بوسہ دیا اور ان سے

حال دریافت کیا اور اللہ نے انہیں جو فتح دی تھی اس کی آپ ﷺ کو خبر دی۔

سریہ عبداللہ بن عتیک بجانب ابی رافع

رمضان ۶ھ میں بمقام خیبر ابورافع سلام بن ابی الحقیق النضری کی طرف عبداللہ بن عتیک بھیجے گئے ابو رافع بن الحقیق نے غطفان اور جو مشرکین عرب اس کے گرد تھے انہیں جمع کیا رسول اللہ ﷺ سے جنگ کے لئے ایک بڑا مجمع تیار ہو گیا آنحضرت ﷺ نے عبداللہ بن عتیک عبداللہ بن انیس ابوقتادہ اسود بن خزاعی اور مسعود بن سنان کو ابورافع کے قتل پر مامور فرمایا۔

ابورافع کا قتل...... یہ لوگ خیبر پہنچ کر پوشیدہ ہو گئے جب سناٹا ہوا تو اس کے مکان کی طرف گئے اور زینے پر چڑھ گئے انہوں نے عبداللہ بن عتیک کو آگے کیا انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ میں ابورافع کے پاس ہدیہ لایا ہوں اس کی عورت نے دروازہ کھول دیا مگر جب ہتھیار دیکھے تو غل مچانے کا ارادہ کیا ان لوگوں نے تلوار سے اس کی طرف اشارہ کیا تو وہ خاموش ہو گئی لوگ اندر گھس پڑے اور ابورافع کو اس سفیدی سے پہچان لیا جو مثل قبطی کپڑے کی تھی اور تلواروں سے اس پر ٹوٹ پڑے ابن انیس نے بیان کیا کہ میں ایسا شخص تھا جسے رتوندی تھی کچھ دیکھ نہیں سکتا تھا میں نے اپنی تلوار اس کے پیٹ پر ٹکا دی بستر پر خون بہنے کی آواز سنی تو میں سمجھ گیا کہ وہ قضا کر گیا ساری جماعت اسے مارنے لگی۔

وہ لوگ اتر آئے اس کی عورت چلائی تو سب گھر والے چلائے یہ جماعت خیبر کے ایک قلعے کے نالے میں چھپ گئی حارث ابوزینب تین ہزار آدمیوں کے ہمراہ ان کے تعاقب میں نکلا آگ کی روشنی میں تلاش شروع کی مگر ان لوگوں کو نہ پایا ناچار واپس گئے وہ جماعت اپنے مقام پر دو روز مقیم رہی یہاں تک کہ تلاش کم ہو گئی یہ لوگ مدینے کا رخ کر کے نکلے ان میں سے ہر شخص اس کے قتل کا مدعی تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ چہرے کامیاب ہوں انہوں نے کہا کہ آپ کا چہرہ بھی کامیاب ہو یا رسول اللہ انہوں نے آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی آپ نے ان کی تلواریں لے لیں دیکھا تو کھانے کا نشان عبداللہ بن انیس کی تلوار کی نوک پر تھا آپ نے فرمایا کہ انہوں نے اسے قتل کیا ہے۔

سریہ عبداللہ بن رواحہ بجانب اسیر بن زارم

شوال ۶ھ میں بمقام خیبر اسیر بن زارم الیہودی کی جانب عبداللہ بن رواحہ کا سریہ ہوا۔

اسیر بن زارم یہودی کی ریشہ دوانی...... جب ابورافع سلام بن ابی الحقیق قتل کر دیا گیا تو یہود نے اسیر بن زارم کو اپنا امیر بنا لیا چنانچہ وہ بھی غطفان وغیرہم میں جا کر انہیں رسول اللہ کے لئے جمع کرنے لگا رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے ماہ رمضان میں خفیہ طور پر تین آدمیوں کے ہمراہ عبداللہ بن رواحہ کو روانہ کیا انہوں نے اس کا حال اور اس کی غفلت دریافت کر کے رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر دی رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بلایا تیس آدمیوں نے آپ کی ندا قبول کی آپ نے ان پر عبداللہ بن رواحہ کو امیر بنا کر بھیجا یہ لوگ اسیر کے پاس آئے

اور کہا کہ ہم لوگ اس وقت امن میں ہیں جب تک ہم تیرے سامنے وہ بات نہ پیش کر دیں جس کے لئے ہم آئے ہیں اس نے کہا کہ ہاں میرے لئے بھی تم لوگوں کو اسی طرح ہے انہوں نے کہا کہ ہاں۔

ہم لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ نے ہمیں تیرے پاس بھیجا ہے تو آپ ﷺ کے پاس چل تا کہ آپ ﷺ تجھے خیبر کا عامل بنا دیں اور تیرے ساتھ احسان کریں اسے لالچ پیدا ہوا اور روانہ ہو گیا ہمراہ تیس یہودی بھی آئے جو ہر مسلمان کے ہم نشین ہوئے۔

اسیر بن زارم کا قتل ...... جب ہم لوگ قرقرہ ثبار پہنچے تو اسیر پچھتایا عبداللہ بن انیس ملے جو اس سریہ میں تھے بیان کیا کہ اس نے میری تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا میں سمجھ گیا اپنا اونٹ کنارے لے گیا اور کہا کہ اے اللہ کے دشمن خلاف عہد اس نے دو مرتبہ ایسا ہی کیا میں اتر گیا اور قوم کو چلنے دیا یہاں تک کہ میرے لئے اسیر تنہا رہ گیا میں نے اسے تلوار ماری اس کی ران اور پنڈلی کا اکثر حصہ علیحدہ ہو گیا وہ اپنے اونٹ سے گر پڑا اس کے ہاتھ میں شوحطہ کی پہاڑی درخت ہے جس کی کمان بنتی ہے ٹیڑھی موٹھ ایک لاٹھی دی جس سے اس نے مجھے مارا اور میرے سر کو زخمی کر دیا ہم لوگ اس کے ساتھیوں پلٹ پڑے سب کو قتل کر دیا سوائے ایک شخص کے جس نے ہم کو بہت ہی تھکا دیا اور وہ مسلمانوں میں سے کسی کو نہ ملا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ سے سب بات بیان کی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ظالموں کی قوت سے نجات دی۔

سریہ کرز بن جابر الفہری بجانب العرنیین ......شوال ۶ھ میں عرنیین کی جانب کرز بن جابر الفہری کا سریہ ہے۔

عرنیین کی بدعہدی ...... قبیلہ معرنیہ کے آٹھ آدمی رسول اللہ کے پاس آئے اور اسلام لائے انہوں نے مدینے کی آب و ہوا کو خراب پایا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے اونٹوں کی جانب جانے کا حکم دیا ذی الجدر میں مدینہ سے چھ میل پر قبا کے علاقہ میں عیر کے قریب چرتے تھے۔

وہ لوگ وہاں رہے یہاں تک تندرست اور موٹے ہو گئے صبح کے وقت اونٹوں پر حملہ کیا اور ہنکا لے گئے ان کو رسول اللہ کے آزاد کردہ غلام یسار نے جن کے ہمراہ ایک جماعت تھی پایا یسار لڑے ان لوگوں نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے زبان اور آنکھوں میں کانٹے بھونک دیئے یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

عرنیین کا انجام ...... یہ خبر رسول اللہ کو پہنچی تو آپ نے ان کے تعاقب میں بیس سواروں کو روانہ کیا اور ان پر کرز بن جابر الفہری کو امیر بنایا یہ لوگ انہیں پا گئے گھیر کر گرفتار کر لیا اور رسیوں سے باندھ کر گھوڑوں پر ساتھ بٹھا لیا وہ انہیں مدینے لائے رسول اللہ ﷺ الغابہ میں تھے وہ لوگ ان کو لے کر آپ ﷺ کی طرف روانہ ہوئے آپ نے الزغابہ میں سیلابوں کے اجتماع کے مقام پر ملے آپ نے ان کے متعلق حکم دیا تو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے آنکھیں نکال لی گئیں اور پھر وہیں لٹکا دیا۔

آیت کا نزول ...... رسول اکرم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ

ویسعون فی الارض فسادا (ان لوگوں کی جزاء جواللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں یہی ہے کہ وہ قتل کئے جائیں وغیرہ وغیرہ)

اس کے بعد کوئی آنکھ نہیں نکالی گئی وہ اونٹنیاں پندرہ تھیں جو بہت دودھ دینے والی تھیں ہم انہیں مدینے واپس لے آئے تو اس میں سے ایک اونٹنی جس کا نام الحناء تھا رسول اللہ ﷺ کو نہیں ملی آپ نے دریافت فرمایا تو کہا گیا کہ اسے ان لوگوں نے ذبح کرڈالا۔

سریہ عمرو بن امیہ الضمری

ابوسفیان اور ایک اعرابی کا منصوبہ قتل...... ابوسفیان بن حرب نے قریش کے چند آدمیوں سے کہا کہ کیا کوئی ایسا نہیں کہ جو محمد کو دھوکہ سے قتل کردے کیونکہ وہ بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں اعراب میں سے ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں اپنے کو سب سے زیادہ تیز سب سے زیادہ مضبوط اور اپنے دل کو سب سے زیادہ مطمئن پاتا ہوں تو اگر مجھے قوت دے دے تو میں ان کی جانب روانہ ہو جاؤں اور دھوکہ سے قتل کردوں میرے پاس ایک خنجر ہے جو گدھ کے پر کی طرح ہے جس سے میں ان پر حملہ کروں گا پھر میں کسی قافلہ میں مل جاؤں گا اور بھاگ کر اس جماعت سے آگے بڑھ جاؤں گا کیونکہ میں راستہ سے خوب واقف ہوں اور اسے خوب جانتا ہوں۔

ابوسفیان نے کہا کہ تو ہمارا دوست ہے اسے اونٹ اور خرچ دیا اور کہا کہ اپنے کام کو پوشیدہ رکھنا وہ رات کو روانہ ہوا اپنی سواری پر پانچ شب چلا چھٹی صبح ظہر الحرہ میں ہوئی رسول اللہ کو پوچھتا ہوا آیا اسے آپ بتادئے گئے اپنی سواری کو باندھ کر رسول اللہ کی طرف آیا آپ مسجد نبوی ﷺ عبد الاشہل میں تھے۔

اعرابی کی گرفتاری اور قبول اسلام...... جب اسے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص بدعہدی کا ارادہ رکھتا ہے وہ بڑھا کہ رسول اکرم ﷺ پر حملہ کرے اسید بن الحضیر نے اس کی تہمند کا اندر کا حصہ پکڑ کا کھینچا تو اتفاق سے خنجر ملا وہ شخص گھبرا گیا اور کہا کہ میرا خون میرا خون اسید نے اس کا گریبان پکڑ کر زور سے کھینچا اور جھنجوڑا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے سچ کہو تو کون ہے اس نے کہا پھر مجھے امن ہے فرمایا کہ ہاں اس نے آپ کو اپنے کام کی خبر دی اور اس کی بھی جو ابوسفیان نے مقرر کیا تھا رسول اکرم ﷺ نے اسے چھوڑ دیا وہ اسلام لے آیا۔

عمرو بن امیہ کا منصوبہ قتل...... رسول اکرم ﷺ نے عمرو بن امیہ اور سلمہ بن اسلم کو ابوسفیان بن حرب کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ اگر تم دونوں اس کو غفلت کی حالت میں پانا تو اسے قتل کردینا دونوں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے عمرو بن امیہ رات کے وقت جا کر بیت اللہ کا طواف کرنے لگے تو انہیں معاویہ بن ابی سفیان نے دیکھا اور پہچان لیا اور قریش کو خبر دی۔

قریش کو ان سے اندیشہ ہوا اور انہوں نے ان کی تلاشی لی وہ جاہلیت میں بھی بڑے بہادر تھے انہوں نے کہا کہ عمرو کسی کی بھلائی کے لئے نہیں آئے اہل مکہ نے ان کے لئے اتفاق واجتماع کرلیا عمرو اور سلمہ بھاگے عمرو کو عبید اللہ

بن مالک بن عبید اللہ التیمی ملا تو اس کو انہوں نے قتل کر دیا اور ایک شخص بھی قتل کر دیا جو بنی دلیل سے تھا اس کو انہوں نے یہ شعر گاتے اور کہتے ہوئے سنا:

ولست نسلم وما دمت حیاً

ولست ادین دین مسلما

میں جب تک زندہ ہوں مسلمانوں میں نہ ہوں گا اور نہ مسلمانوں کا دین قبول کروں گا۔

انہیں قریش کے دو قاصد ملے جن کو انہوں نے خبر دریافت کرنے کے لئے بھیجا تھا ان میں سے ایک کو انہوں انے قتل کر دیا اور دوسرے کو گرفتار کر کے مدینے لے آئے عمرو رسول اللہ کو اپنا حال بتا رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ ہنس رہے تھے۔

غزوہ حدیبیہ...... رسول اللہ ﷺ کا غزوہ حدیبیہ ذی القعدہ ۶ ھ پیش آیا جب کہ آپ عمرہ کے لئے روانہ ہوئے تھے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب سے عمرہ کرنے کے لئے چلنے کو فرمایا ان لوگوں نے بہت جلدی کی اور تیار ہو گئے رسول اکرم ﷺ اپنے مکان میں گئے غسل فرمایا دو کپڑے پہنے اور اپنی سواری القصواء پر روانہ ہوئے۔

نیابت عبداللہ بن ام مکتوم...... طلوع ہلال ذی القعدہ اور دوشنبہ کا دن تھا مدینے پر نے عبداللہ بن ام مکتوم کو اپنا قائم مقام بنایا ہمراہ سوائے تلواروں کے جو چمڑے کے میانوں میں تھیں اور کوئی ہتھیار نہ تھا آپ اپنے ساتھ قربانی کے اونٹ بھی لے گئے تھے اور اصحاب نے بھی قربانی کے اونٹ لئے نماز ظہر ذی الحلیفہ میں پڑھی ۔آنحضرت نے ان اونٹنیوں کو منگایا جو ہمراہ لئے ہوئے تھے انہیں جھول پہنائی گئی آپ نے اور آپ کے اصحاب نے بھی ان کی داہنی جانب کوہان میں زخم برائے علامت قربانی کئے ان کے گلے مین ہار ڈالے وہ سب روقبلہ تھے اور تعداد میں ستر تھے جن میں ابوجہل کا اونٹ بھی تھا جو آپ کو جنگ بدر میں غنیمت میں ملا تھا۔

مسلمانوں کی تعداد...... آپ نے احرام باندھا اور تلبیہ کہا عباد بن بشر کو بیس مسلمان سواروں کے ہمراہ بطور آگے روانہ کیا جن میں مہاجرین وانصار دونوں تھے آپ کے ہمراہ سولہ سو مسلمان تھے کہا جاتا ہے کہ چودہ سو تھے سواء پندرہ سو کی تعداد بتائی جاتی ہے آپ اپنے ہمراہ اپنی زوجہ ام سلمہؓ کو لے گئے تھے۔

خالد بن ولید کی پیش قدمی...... مشرکین کو خبر پہنچی تو ان سب کی رائے ہوئی کہ آپ کو مسجد حرام میں داخل نہ ہونے دیں گے انہوں نے جلدی لشکر جمع کیا دو سواروں کو جن کا سردار خالد بن ولید تھا بروایت دیگر عکرمہ بن ابی جہل تھا کراع غمیم تک آگے بھیجا بسر بن سفیان الخزاعی مکے میں آئے انہوں نے ان کا کلام سنا اور ان کی رائے معلوم کی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے اور آپ سے عذیر الاشطاط میں ملے جو عسفان کے پیچھے تھے اور آپ کو اس کی خبر دی۔

خالد بن ولید مع اپنے لشکر قریب آ گیا اس نے رسول اکرم ﷺ کے اصحاب کو دیکھا رسول اکرم ﷺ نے

عباد بن بشر کو حکم دیا وہ اپنے لشکر کے ہمراہ آگے بڑھے اور اس کے مقابلے کے لئے کھڑے ہو گئے اپنے ساتھیوں کو صف بستہ کر دیا۔

حدیبیہ میں آمد...... نماز ظہر کا وقت ہو گیا رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو نماز خوف پڑھائی جب شام ہوئی تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اسے العصل کی داہنی جانب اختیار کرو کیونکہ قریش کے جاسوس مراطہران اور ضجنان میں ہیں آپ روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے قریب پہنچے جو حرم کے کنارے مکے سے نو میل ہے۔

سواری کے اگلے دونوں پاؤں ایک پہاڑی کے راستے سے جس سے وہ آپ کو اتار رہی تھی قوم قریش کے مقام قضائے حاجت پر جا پڑے تو اس نے اپنا سینہ ٹیک دیا مسلمانوں نے اسے کہا کہ حل حل اس کلمے سے وہ اسے جھڑک رہے تھے مگر اس نے اٹھنے سے انکار کیا لوگوں نے کہا کہ القصویٰ رک گئی نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس نے چلنا نہیں چھوڑا البتہ اسے اسی نے روک لیا جس نے اصحاب فیل کے ہاتھی کو روک دیا تھا آگاہ رہو کہ بخدا آج وہ لوگ مجھ سے ایسی چیز کی درخواست کریں گے جس میں حرمتہ اللہ کی تعظیم ہو گی تو میں انہیں وہ چیز ضرور دوں گا۔

آنحضرت ﷺ نے قصویٰ کو جھڑکا تو وہ اٹھ کھڑی ہو گئی پھر اس طرح پھرے کہ واپسی اسی طرح ہوئی جہاں سے مکہ کی طرف جانا شروع کیا تھا اور لوگوں کو حدیبیہ کے چشموں میں سے کسی ایسے چشمے پر اتارا جس میں پانی تقریباً کچھ نہ تھا آنحضرت ﷺ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالنے کا حکم دیا حکم دیا کہ اس گڑھے کے اندر گاڑ دیا جائے شیریں پانی ابلنے لگا لوگوں نے کنویں کی منڈیر پر بیٹھ کر اپنے برتن بھر لئے کئی مرتبہ رسول اکرم ﷺ پر بارش ہوئی اور بار بار پانی آیا۔

بدیل بن ورقا کی سفارت...... رسول اکرم ﷺ کے پاس بدیل بن عرقہ اور خزاعہ کے چند سوار آئے انہوں نے آپ کو سلام کیا اور عرض کی کہ ہم لوگ آپ کے پاس آپ کی قوم کی طرف سے آئے ہیں اور کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی نے مختلف جماعت کے لشکروں سے اور اپنے فرمانبرداروں سے آپ کے مقابلے کے لئے روانہ ہونے کی خواہش کی ہے ان کے ہمراہ اونٹ اور بچے والے جانور اور عورتیں اور بچے ہیں انہوں نے بی قسم کھائی ہے کہ اس وقت تک آپ اور بیت اللہ کے درمیان راستہ نہ کھولیں گے جب تک ان کے بڑے لوگ ہلاک نہ ہو جائیں گے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہم کسی شخص کی خون ریزی کے لئے نہیں آئے ہم تو صرف اس لئے آئے ہیں کہ اس بیت (بیت اللہ) کا طواف کریں جو ہمیں روکے گا ہم اس سے لڑیں گے۔

عروہ بن مسعود الثقفی کی سفارت...... بدیل واپس ہوا اس نے قریش کو اس کی خبر دی انہوں نے عروہ بن مسعود الثقفی کو بھیجا اس سے بھی رسول اکرم ﷺ نے اسی قسم کی گفتگو فرمائی جیسے بدیل سے کی تھی وہ بھی واپس ہوا اور قریش کو آنحضرت ﷺ کے جواب سے آگاہ کیا۔

قریش نے کہا کہ اس سال ہم آپ ﷺ کو بیت اللہ سے واپس کر دیں گے آپ آئندہ سال آئیں اور مکے میں داخل ہو کر بیت اللہ کا طواف کریں آپ کے پاس کرز بن حفص بن الاخیف آیا آپ نے اس سے بھی اسی قسم کی گفتگو فرمائی جیسی کہ اس کے دونوں ساتھیوں سے فرمائی تھی وہ بھی قریش کے پاس گیا اور انہیں اس کی خبر دی۔

الحلیس بن علقمہ کا انتباہ...... انہوں نے الحلیس بن علقمہ کو بھیجا جو اس روز مختلف جماعتوں کے لشکروں کا سردار تھا اور عبادت کیا کرتا تھا جب اس نے ہدی (قربانی کے جانور) کو دیکھا کہ اس پر ہار ہیں جنہوں نے بہت زمانے تک رکے رہنے پر اس کے بالوں کو کھالیا ہے تو جو کچھ اس نے دیکھا اسے بڑی بات سمجھ کر لوٹا اور رسول اکرم ﷺ کے پاس نہیں آیا اس نے قریش سے کہا کہ واللہ تمہیں آپ کے اور جس کام کے لئے آپ آئے ہیں اس کے درمیان راستہ ضرور ضرور کھولنا پڑے گا ورنہ میں لشکروں کو منتشر کر دوں گا انہوں نے کہا کہ ہمیں اتنی مہلت دے کہ ہم اپنے لئے کسی ایسے شخص کو اختیار کریں جس سے ہم راضی ہوں۔

حضرت خراش بن امیہ کی سفارت...... سب سے پہلے جنہیں رسول اکرم ﷺ نے قریش کی جانب سفارت کے لئے بھیجا خراش بن امیہ الکعبی ہیں تا کہ وہ ان لوگوں کو آپ کی تشریف آوری کی غرض سے اطلاع دیں ان لوگوں نے ان کو روک لیا اور قتل کا ارادہ کیا مگر ان کی قوم کے جو لوگ وہاں تھے انہوں نے ان کو بچا لیا۔

حضرت عثمانؓ کی سفارت............ پھر آپ نے عثمان بن عفان کو روانہ کیا ان سے فرمایا تم قریش کے پاس جاؤ انہیں یہ اطلاع دو کہ ہم کسی خون ریزی کے لئے نہیں آئے ہم تو صرف بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں اس کی حرمت کی تعظیم کے لئے آئے ہیں ہمارے ہمراہ ہدی قربانی کا جونور ہے جسے ہم ذبح کریں گے اور واپس ہوں گے۔ ان کے پاس آئے اور انہیں خبر دی تو انہوں نے کہا کہ یہ کبھی نہیں ہوگا اور نہ وہ اس سال ہمارے شہر میں داخل ہوسکیں گے۔

بیعت رضوان...... رسول اکرم ﷺ کو معلوم ہوا کہ حضرت عثمان قتل کر دیئے گئے ہیں یہی وہ امر تھا جس سے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو بیعت الرضوان کی دعوت دی آپ نے ان سے درخت کے نیچے بیعت لی عثمانؓ کے لئے بھی بیعت لی آپ نے اپنا بایاں ہاتھ داہنے ہاتھ پر عثمانؓ کے لئے مارا اور فرمایا کہ وہ اللہ کی حاجت اور اس کے رسول کی حاجت میں گئے ۔

سہیل بن عمرو کی سفارت............ رسول کریم ﷺ اور قریش کے درمیان قاصد آنے جانے لگے سب نے آشتی و صلح پر اتفاق کیا قریش نے سہیل بن عمرو کو اپنے چند آدمیوں کے ہمراہ بھیجا اس نے آپ سے اس پر صلح کی اور انہوں نے آپس میں صلح نامہ لکھ لیا۔

صلح نامہ حدیبیہ...... یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو نے صلح کی دونوں نے دس سال تک ہتھیار رکھ دینے کا عہد کیا یہ لوگ امن سے رہیں ایک دوسرے سے تعرض نہ کریں اس طور پر کہ نہ خفیہ چوری ہو نہ خیانت ہو یہ معاہدہ ہمارے درمیان (بندش فتنہ کے لحاظ سے) ایک بند صندوق کا حکم رکھتا ہے جو چاہے کہ محمد ﷺ کی ذمہ داری میں داخل ہو تو وہ ایسا کر سکے گا اور جو شخص یہ پسند کرے کہ قریش کے عہد میں داخل ہو تو وہ بھی ایسا کر سکے گا ان میں سے جو شخص بغیر اپنے ولی کی اجازت کے محمد ﷺ کے پاس آئے گا اس کو وہ اس کے ولی کے پاس

واپس کر دیں گے اصحاب محمد سے جو قریش کے پاس آئے گا وہ اسے واپس نہیں کریں گے اس سال محمد ﷺ ہمارے پاس سے واپس چلے جائیں اور آئندہ سال مع اپنے اصحاب کے اس طرح مکہ میں تین دن قیام کریں گے کہ ہمارے یہاں سوائے ان ہتھیاروں کے کوئی ہتھیار لے کر داخل نہ ہوں گے جو مسافر کے ہتھیار ہوتے ہیں وہ تلواریں ہیں جو چمڑے کے درمیان ہوتی ہیں ابوبکر بن ابی قحافہ عمر بن خطاب اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عثمان بن عفان اور ابوعبیدہ بن جراح اور محمد بن مسلمہ اور حویطب بن عبدالعزیٰ مکرز بن حفص بن الاخیف اس کے گواہ ہوئے۔

حضرت ابو جندل کی واپسی ...... اس عہد نامہ کا عنوان حضرت علیؓ نے لکھا تھا یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس رہا اس کی نقل سہل بن عمرو کے پاس رہی ابو جندل بن سہیل بن عمرو مکہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا وہ مقید تھا اور مشکل سے چلتا تھا سہیل نے کہا کہ یہ پہلا شخص ہے جس کے متعلق آپ سے صلح کی بنا پر مطالبہ کروں گا رسول اللہ ﷺ نے اسے واپس کر دیا اور فرمایا کہ اے ابو جندل ہمارے اور اس قوم کے درمیان صلح مکمل ہو گئی اس لئے تم صبر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کشائش پیدا فرما دے

خزاعہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم محمد ﷺ کے عہد میں داخل ہوتے ہیں بنوبکر اٹھ کھڑے ہوئے ہم قریش کے ساتھ انہی کے عہد میں داخل ہوتے ہیں۔

نوید فتح مبین ...... جب لکھنے سے فارغ ہوئے تو سہیل اور اس کے ساتھی چلے گئے رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی آپ کا سر خراش بن امیہ نے مونڈا اور دوسروں کے بال کتروائے گئے رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا اللہ سر مونڈنے والے لوگوں پر رحم کر کہا گیا کہ یا رسول اللہ بال کتروانے والوں پر آپ نے فرمایا کہ بال کتروانے والوں پر بھی رسول اللہ دس روز سے زائد الحدیبیہ میں مقیم رہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بیس روز رہے پھر واپس ہوئے جب آپ ضجان میں تھے تو آپ پر نا فتحنا لک فتحا مبینا نازل کی گئی جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ آپ کو مبارک ہو اور مسلمانوں نے بھی آپ کو مبارک دی۔

براء سے مروی ہے کہ ہم لوگ الحدیبیہ کے دن چودہ سو تھے۔

رسول للہ ﷺ کے صحابی عبداللہ بن ابی سے مروی ہے کہ جو بیت الرضوان میں موجود تھے کہ ہم لوگ اس روز تیرہ سو تھے اور اس روز اسلم کی تعداد مہاجرین کا اٹھواں حصہ تھی۔

بیعت رضوان میں شرکاء کی تعداد ...... سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ انہوں نے جابر بن عبداللہ سے دریافت کیا کہ درخت کی بیعت کے دن آپ لوگ کتنے تھے انہوں نے کہا کہ ہم لوگ پندرہ سو تھے لوگوں کو پیاس احق ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چھوٹے سے برتن میں پانی لایا گیا آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیا اِنی آپ کی انگلیوں سے اس طرح نکلنے لگا جیسے چشمے ہوں ہم نے پیا وہ ہمیں کافی ہو گیا راوی نے پوچھا کہ آپ لوگ کتنے تھے انہوں نے کہا کہ اگر ہم لوگ ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی ہو جاتا ہم لوگ پندرہ سو تھے

ایاس بن سلمہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ کے ہمراہ الحدیبیہ میں آئے ہم لوگ چودہ سو تھے حدیبیہ کے حوض پر چودہ سو بکریاں تھیں جو اس سے سیراب۔ ن تھیں رسول اللہ حوض پر بیٹھے پھر یا تو آپ نے دعا فرمائی یا

لعاب دہن ڈالا پانی ابلنے لگا ہم لوگ سیراب ہو گئے اور سب نے پانی پی لیا۔

شجرۃ الرضوان ...... طارق سے مروی ہے کہ میں حج کے لئے روانہ ہوا تو ایک قوم پر گزرا جو نماز پڑھ رہی تھی میں نے کہا کہ یہ مسجد کیسی ہے انہوں نے کہا کہ یہ وہ درخت ہے جہاں نبی کریم ﷺ نے بیعت الرضوان لی تھی میں سعید بن مسیّب کے پاس آیا اور انہیں خبر دی انہوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے درخت کے نیچے محمد ﷺ سے بیعت کی تھی انہوں نے کہا کہ ہم سال آئندہ نکلے تو اسے بھول گئے پھر بھی ہم اس پر قادر نہ ہو سکے سعید نے کہا کہ اگر صحابہ محمد اسے نہیں جانتے تھے اور تمہیں نے ان سے جان لیا تو تم زیادہ جاننے والے ہوئے۔

طارق بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں سعید بن مسیّب کے پاس تھا لوگوں نے درخت کا تذکرہ کیا تو وہ ہنسے پھر کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ اس سال ان کے ہمراہ تھے اور اس درخت کے پاس حاضر ہوئے تھے مگر سب لوگ دوسرے ہی سال بھول گئے۔

عبداللہ بن منفل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ درخت کے نیچے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے میرے والد آپ کے سر سے اس کی شاخیں اٹھائے ہوئے تھے۔

منفل بن یسار سے مروی ہے کہ الحدیبیہ کے سال میں رسول اللہ کے ہمراہ تھا آپ لوگوں کو بیعت کرا رہے تھے میں درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ رسول اللہ کے سر سے اٹھائے ہوئے تھے آپ نے ان سے اس امر کی بیعت لی کہ وہ فرار نہ ہوں گے ان سے موت پر بیعت نہیں لی ہم نے منفل سے پوچھا اس روز تم لوگ کتنے آدمی تھے تو انہوں نے کہا کہ پندرہ سو۔

منفل بن یسار سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ الحدیبیہ کے سال درخت کے نیچے بیعت لے رہے تھے میں اپنے ہاتھ سے درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ آپ کے سر سے اٹھائے ہوئے تھا آپ نے اس روز اس امر کی بیعت لی کہ فرار نہ ہوں گے راوی نے پوچھا کہ آپ کتنے لوگ تھے تو اس نے کہا کہ ایک ہزار چار سو۔

نافع سے مروی ہے کہ لوگ اس درخت کے پاس آیا کرتے تھے جس کا نام شجرہ الرضوان ہے اس کے پاس نماز پڑھتے تھے یہ خبر حضرت عمر بن خطاب کو پہنچی تو انہیں ڈانٹا اور حکم دیا تو وہ درخت کاٹ ڈالا۔ عامر سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے نبی کریم ﷺ سے بیعت رضوان کی وہ ابوسنان الاسدی تھے محمد بن سعد مؤلف کتاب ہذا کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو محمد بن عمر سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ نسا ین ہے ابوسنان الاسدی الحدیبیہ سے قبل بنی قریظہ کے حصار میں شہید ہو گئے تھے جنہوں نے الحدیبیہ کے دن بیعت کی وہ سنان بن سنان الاسدی تھے

ببول کا درخت ...... وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا کہ مسلمان یوم الحدیبیہ میں کتنے تھے انہوں نے کہا کہ ہم چودہ سو تھے ہم نے آپ سے درخت کے نیچے جو خاردار اور بلند ریگستانی (ببول کا) کا درخت تھا بیعت کی اپنے ہاتھ سے پکڑے ہوئے تھے سوائے جدلیس بن قیس کے جو اپنے اونٹ کی بغل کے نیچے چھپ گیا تھا میں نے ان سے پوچھا کہ انہوں نے کیونکر آپ سے بیعت کی تو انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ

سے اس امر پر بیعت کی کہ ہم فرار نہ ہوں گے ہم نے آپ سے موت پر بیعت نہیں کی میں نے ان سے دریافت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ذی الحلیفہ میں بیعت لی تو انہوں نے کہا کہ نہیں وہاں نماز پڑھی اور سوائے درخت حدیبیہ کے اور کسی درخت کے پاس بیعت نہیں لی نبی کریم ﷺ نے الحدیبیہ کو حوض پر دعا فرمائی سب نے ستر اونٹ کی قربانی کی جو ہر سات آدمی میں ایک اونٹ تھا۔

جابر نے کہا کہ مجھے ام مبشر نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو حضرت حفصہ سے کہتے سنا کہ انشاء اللہ درخت والے جنہوں نے اس کے نیچے بیعت کی آگ میں داخل نہ ہوں گے حفصہ نے کہا کہ کیوں نہیں یارسول اللہ آپ نے انہیں جھڑکا تو حفصہ نے کہا کہ وان منکم الا واردها كان على ربك حتما مقضيا تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو اس آگ میں داخل نہ ہو یہ آپ کے پروردگار پر ایسا واجب ہے (گا) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثم ننجی الذين تقو اونذر الظلمين فيها جثيا (پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور ظالموں کو ان کے پنجوں کے بل چھوڑ دیں گے)۔

شرائط صلح حدیبیہ.......... براء بن عازب سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یوم الحدیبیہ میں مشرکین سے تین چیزوں پر صلح کی مشرکین میں سے جو کوئی آپ کے پاس آئے گا وہ ان کے پاس واپس کیا جائے گا مسلمانوں میں سے جو ان کے پاس آئیگا اسے واپس نہیں کیا جائے گا آپ مکہ مکرمہ میں آئندہ سال داخل ہوں گیا ور تین دن قیام کریں گے سوائے ضروری ہتھیاروں کے جیسے تلوار کمان اور اسی کے مثل دوسرے ہتھیار نہ لائیں گے ابوجندل آیا جو اپنی بیڑیوں میں مقید تھا آپ نے اسے ان کے پاس روانہ کر دیا۔

کفار کا اعتراض......عکرمہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے وہ صلحہ نامہ لکھا جو آپ کے اور اہل مکہ کے درمیان ہوا تھا تو آپ نے فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھوان لوگوں نے کہا ہم اللہ کو تو پہچانتے ہیں مگر رحمٰن و رحیم کو نہیں جانتے انہوں نے کہا کہ باسمک اللھم لکھا رسول اللہ ﷺ نے صلح نامہ کے نیچے لکھا کہ ہمارے حقوق بھی تم پر ویسے ہی ہیں جیسے کہ تمہارے حقوق ہم پر ہیں۔

حضرت عمر کا احتجاج......ابن عباس سے مروی ہے کہ عمر بن خطابؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے اہل مکہ سے ایسے صلح کی اور وہ شے انہیں عطا کی کہ اگر نبی اللہ مجھ پر کسی کو امیر بنا دیتے اور وہ وہی کرتا جو اللہ کے نبی نے کیا تو میں ان کی سماعت نہ کرتا نہ اطاعت کرتا وہ بات جو آپ نے ان کے لئے کر دی تھی کہ جو کوئی مسلمان کافر سے ملے گا وہ اسے واپس نہ کریں گے اور جو کوئی کافر مسلمانوں سے ملے گا تو وہ اسے واپس کر دیں گے۔

ہتھیار لانے پر پابندی...... براء بن عازب سے مروی ہے کلہ حدیبیہ میں اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ پر شرط لگائی کہ آپ کے اصحاب میں سے کوئی سوائے ان ہتھیاروں کے نہ لائے گا جو چمڑے کے درمیان ہوتے ہیں براء بن عازب سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال مشرکین نے رسول اللہ ﷺ پر شرط لگائی کہ آپ کوئی ہتھیار نہ لائیں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوائے ضروری ہتھیاروں کے راوی نے کہا کہ وہ میان ہے جس میں تلوار ہوتی ہے اور کمان۔

آیات قرآنی کا نزول............ قتادہ سے مروی ہے کہ جب سفر حدیبیہ ہوا تو مشرکین نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو بیت اللہ سے روکا مشرکین نے اس روز اس فیصلہ پر صلح کی کہ مسلمانوں کو یہ حق ہے کہ وہ آئندہ سال اسی ماہ میں عمرہ کریں جس میں انہوں نے روکا ہے اللہ تعالیٰ نے بجائے اس ماہ کے جس میں وہ روکے گئے اسی شہر کو حرام بنادیا جس میں وہ عمرہ کریں اس کا کلام یہ ہے الشھر الحرام بالشھر الحرام والحرمات قصاص (ماہ محرم کا احترام ماہ محرم کے عوض میں ادلہ بدلہ ہے یعنی اگر کوئی تم سے ماہ محرم میں جنگ کرے تم بھی اس سے جنگ کرو کیونکہ جب اس نے ماہ محرم کا احترام نہیں کیا تو تم پر بھی اس کا خیال کرنا ضروری نہیں رہا)۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عقبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ جب حدیبیہ کے سال رسول اللہ مکہ مکرمہ آئے تو ان کے اور رسول اللہ کے درمیان عہد ہوا کہ آپ ہمارے یہاں ہتھیار کے ساتھ ن آئیں گے تین دن سے زائد قیام نہ کریں گے جو شخص ہم میں سے تمہارے پاس آئے گا اسے آپ واپس کردیں گے اور جو شخص آپ کی طرف سے ہمارے پاس آئے گا ہم اسے واپس نہیں کریں گے۔

قربانی کے اونٹوں کی تعداد...... جابر سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حدیبیہ کے سال ستر اونٹ کی قربانی کی سات آدمی کی طرف سے ایک اونٹ محمد بن عبید نے اپنی حدیث میں اتنا اور اضافہ کیا کہ اس روز ہم لوگ چودہ سو تھے اور قربانی نہ کرنے والے قربانی کرنے والوں سے زائد تھے۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ ہم لوگ غزوہ حدیبیہ میں رسول اللہ کے ہمراہ روانہ ہوئے ہم نے سو اونٹوں کی قربانی کی ہم لوگ ایک ہزار سے زائد تھے ہمارے ساتھ ساتھ ہمارے ہتھیار پیادہ اور سوار تھے آپ کے اونٹوں میں ابی جہل کا اونٹ بھی تھا آپ حدیبیہ میں اترے قریش نے اس بات پر صلح کی اس قربانی کا مقام وہی ہے جہاں ہم نے آپ کو روکا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے ایک اونٹ کی سات آدمیوں کی طرف سے اور ایک گائے کی سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کی۔ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے اصحاب نے حدیبیہ کے سال ستر اونٹوں کی قربانی کی ایک اونٹ سات کی طرف جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے روز رسول اللہ کے ہمراہ ستر اونٹ کی قربانی کی ایک اونٹ سات کی طرف سے ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری ایک جماعت ایک قربانی میں شریک ہو جائے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ مسلمانوں نے حدیبیہ کے دن ستر اونٹ کی قربانی کی ہر سات آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ۔

سر منڈانے والوں کے لئے دعا...... قتادہ سے مروی ہے کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ حدیبیہ کے روز روانہ ہوئے تو آپ نے اپنے آصحاب میں سے چند آدمیوں کو دیکھا کہ انہوں نے بال کتروائے ہیں فرمایا کہ اللہ سر منڈانے والوں کی مغفرت فرما لوگوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ بال کتروانے والوں کی آپ نے یہی تین مرتبہ فرمایا انہوں نے برابر آپ کو یہی جواب دیا پھر آپ نے چوتھی مرتبہ فرمایا اور بال کتروانے والوں کی۔

ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے سوائے عثمان بن عفان اور ابو قتادہ الانصاری کے اپنے اصحاب کو دیکھا کہ انہوں نے سر منڈایا ہے تو رسول اللہ نے سر منڈانے والوں کے لئے تین مرتبہ دعائے مغفرت فرمائی اور بال کتروانے والوں کے لئے ایک مرتبہ۔

مالک بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ اے اللہ سر منڈانے والوں کی مغفرت فرما تو ایک شخص نے کہا کہ بال کتروانے والوں کی تو آپ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا کہ بال کتروانے والوں کی بھی میں بھی اس روز سر منڈائے ہوئے تھا جو مسرت اس وقت ہوئی وہ اونٹ کے گوشت سے اور نہ بڑی قدر سے ہوئی۔

مجمع بن یعقوب نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ اور آپ کے اصحاب روانہ ہوئے حدیبیہ میں سر منڈایا اور قربانی کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک تیز ہوا بھیجی جو ان کے بالوں کو اڑا لی گئی اس نے انہیں حرم میں ڈال دیا۔

جابر سے مروی ہے کہ انا فتحنا لک فتحا مبینا حدیبیہ کے سال نازل ہوئی

آیات قرآنی کا نزول

مجاہد سے مروی ہے کہ انا فتحنا لک فتحنا مبینا (ہم نے آپ کو اے محمد کھلی ہوئی فتح دی) انا قضینا لک قضاء مبینا (ہم نے آپ کے لئے کھلا ہوا فیصلہ کر دیا) نازل فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ میں قربانی کی اور سر منڈایا قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک کو کہتے سنا کہ یہ آیت جب نبی کریم ﷺ حدیبیہ سے لوٹے تو نازل ہوئی انا فتحنا لک فتحنا مبینا لیغفر لک ا للہ ماتقدم من ذنبک وماتأخر (ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دے)

شعبی سے مروی ہے کہ ہجرت حدیبیہ کے درمیان فتح مکہ تک تھی حدیبیہ بھی فتح تھی

مجمع بن جاریہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ کے ہمراہ حدیبیہ میں حاضر ہوا جب ہم لوگ واپس ہوئے تو دیکھا کہ لوگ اونٹوں کو بھگا رہے ہیں بعض لوگوں نے بعض سے کہا کہ انہیں کیا ہوا جو بھاگ رہے ہیں لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی ہے اس پر وہ لوگ بھی ہمراہ بھاگنے لگے یہاں تک کہ ہم نے رسول اللہ کو کراع الغمیم کے پاس کھڑا پایا جب آپ کے پاس وہ چند نفوس جمع ہو گئے جنہیں آپ چاہتے تھے تو آپ نے انہیں پڑھ کر سنایا انا فتحنا لک فتحا مبینا اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا کہ یارسول للہ کیا یہ فتح ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں قسم ہے اس زات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بے شک یہ فتح ہے پھر خیبر حدیبیہ پر اٹھارہ حصوں پر تقسیم کیا گیا لشکر پندرہ سو تھا جن میں تین سو سوار تھے ہر سوار کے دو حصے تھے براء نے کہا کہ جس کو لوگ فتح مکہ کہتے ہیں ہم تو وہ یوم حدیبیہ بیعۃ الرضوان کو کہتے ہیں کیونکہ یہی ہے)۔

نافع سے مروی ہے کہ اس کے چند سال کے بعد رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی ایک جماعت روانہ ہوئی ان میں سے کسی نے بھی اس درخت کو نہ پہچانا اس میں انہوں نے اختلاف کیا ابن عمر نے کہا کہ وہ درخت اللہ کی رحمت تھا۔

ابو الملیح سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے دن ہم لوگوں پر اتنی تھوڑی بارش ہوئی جس سے ہمارے جوتوں کے تلوے بھی تر نہ ہوئے رسول اکرم ﷺ کے منادی نے یہ ندا دی کہ اپنے کجاوں میں نماز پڑھو۔

غزوہ خیبر

اعلان جہاد............ جمادی الاولیٰ ۷ھ غزوہ خیبر ہوا خیبر مدینے سے آٹھ برد (چھیانوے میل) ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو غزوہ خیبر کے لئے تیار ہونے کا حکم دیا آپ ان کو جمع کرنے لگے جو آپ کے پاس تھے اور جہاد کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ ہمارے سوائے اس کے کوئی نہ جائے جسے جہاد کا شوق ہو۔

نیابت سباع بن عرفطہ............ یہود جو مدینے میں باقی رہ گئے تھے ان پر بہت شاق ہوا اور وہ چلے گئے آپ نے مدینے پر سباع بن عرفطہ الغفاری کو اپنا قائم مقام بنایا آپ ہمراہ اپنی زوجہ ام سلمہ کو لے گئے جب خیبر کے قریب پہنچے تو رات کو دشمنوں نے جنبش نہ کی اور نہ ان کے مرغ نے بانگ دی یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو گیا ان کی صبح اس حالت میں ہوئی کہ دل پریشان خاطر پراگندہ انہوں نے اپنے قلعے کھول دیئے اور اپنے کام پر روانہ ہوئے ان کے ہمراہ پھاوڑے صراحیاں ٹوکریاں تھیں جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو تو کہا کہ محمد اور خمیس خمیس سے ان کی مراد لشکر تھی وہ پشت پھیر کر اپنے قلعوں کی طرف بھاگے رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے کہ اللہ اکبر خیبر برباد ہو گیا جب ہم کسی قوم کے درمیان اترتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح خراب ہوتی ہے جنہیں ڈرایا جاتا ہے۔

اسلامی علم........ سول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نصیحت کی اور ان میں (درایۃ) بڑے جھنڈے تقسیم کئے سوائے جنگ خیبر کے اور کبھی بڑے نہ تھے صرف (دلواء) چھوٹے جھنڈے ہوتے تھے نبی کریم ﷺ کا جھنڈا (درایۃ) سیاہ تھا جو حضرت عائشہ کی چادر کا تھا اس کا نام العقاب تھا آپ کا (دلواء) جھنڈا سفید تھا جو علی بن ابی طالب کو دیا ایک (درایت) بڑا جھنڈا احباب بن منذر کو دیا ایک درایت سعد بن عبادہ کو دیا مسلمانوں کا شعار نشان جنگ جس سے معلوم ہو جائے کہ یہ اسلامی فوج کا فرد ہے یامنصور امیت تھا۔

آغاز جنگ...... رسول اللہ ﷺ نے مشرکین سے اور انہوں نے آپ سے شدید جنگ کی آپ کے اصحاب میں سے چند شہید ہوئے دشمنوں کی بہت بڑی جماعت تہ تیغ ہوئی آپ نے خیبر کے قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کر لی وہ ساز و سامان والے متعدد قلعے تھے ان میں سے ایک قلعہ ابی ایک قلعہ النزار تھا اس کے علاوہ لشکروں کے قلعے القموص الوطیح اور سالم تھے یہ ابوالحقیق کے بیٹوں کے قلعے تھے۔

مقتولین و مال غنیمت...... آپ نے ابوالحقیق کے خاندان کا وہ خزانہ لے لیا جو اونٹ کی کھال میں تھا انہوں نے اس کو ویران مقام میں پوشیدہ کر دیا تھا مگر اللہ نے اپنے رسول کو راستہ بتا دیا اور آپ نے اسے نکال لیا ترانوے یہودی مارے گئے جن میں الحارث ابوزینب مرحب اسیر یاسر اور عامر کنانہ بن ابی الحقیق اور اس کا بھائی بھی تھا ہم نے ان لوگوں کا ذکر اور نام ان کی سرداری کی وجہ سے لیا۔

شہدائے خیبر...... خیبر میں نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ربیعہ بن اکثم ثقف بن عمرو بن سمیط رفاعہ بن مسروح عبداللہ امیہ بن وہب جو بنی اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف تھے عمرو بن مسلمہ ابوضیاح بن النعمان جو اہل بدر میں سے تھے الحارث بن حاطب جو اہل بدر میں سے تھے عدی بن مرہ بن سراقہ اوس النعمان عامر بن الاکوع جنہوں نے اپنے آپ کو ہلاک کرلیا وہ محمود بن مسلمہ خیبر کے الرجیع کے ایک ہی غار میں دفن کئے گئے عمارہ بن عقبہ بن عباد بن طیل یسار جو حبشی غلام تھے اور قبیلہ اشجع کے ایک شخص یہ سب پندرہ آدمی ہوئے جو میدان جنگ میں شہید ہوئے دو آدمی بشر بن البراء معرور زہریلی بکری کے گوشت سے عامر بن الاکوع اپنے ہی خنجر سے ہلاک ہوئے اس طرح کل سترہ آدمی ہوئے۔

زینب بنت الحارث کا قتل...... اسی غزوہ میں زینب بنت الحارث زوجہ سلام بن مشکم نے اس طور پر رسول اللہ ﷺ کو زہر دیا کہ آپ کو اس نے ایک زہریلی بکری ہدیۃً دی اسے آپ اور آپ کے چند اصحاب میں سے کھایا جن میں بشر بن البراء بھی تھے وہ اس سے مر گئے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو قتل کر دیا ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے۔

مال غنیمت کی تقسیم...... آپ نے غنائم کے متعلق حکم دیا وہ جمع کی گئیں ان پر فردہ بن عمرو البیاضی کو عامل بنایا پھر ان کے متعلق حکم دیا تو ان کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ایک حصے پر لکھا گیا اللہ کے لئے بقیہ حصے نامعلوم رہے سب سے پہلا جو حصہ نکلا وہ نبی کریم ﷺ کا حصہ تھا جو پانچ حصوں سے منتخب نہیں کیا گیا تھا پھر آپ نے پانچوں حصوں میں سے بقیہ چار کے متعلق جو زیادہ دے اس کے ہاتھ فروخت کرنے کا حکم دیا فردہ نے انہیں فروخت کیا اور اپنے ساتھیوں میں تقسیم کیا۔

وہ شخص جو لوگوں کے شمار کرنے پر مامور تھے زید بن ثابت تھے انہوں نے کل تعداد چودہ سو اور گھوڑے دو دو شمار کئے سب حصے اٹھارہ تھے ہر سو کے لئے ایک حصہ گھوڑوں کے لئے چار سو حصے وہ خمس جو نبی ﷺ کو پہنچا اس میں سے ہتھیار اور کپڑے جیسا کہ اللہ آپ کے دل میں ڈالتا تھا آپ دے رہے تھے اس میں سے آپ نے اہل بیت (بیویوں) کو عبدالمطلب کے خاندان کے آدمیوں کو عورتوں یتیم بچوں اور سائلوں کو دیا مقام الکتیبہ سے آپ نے اپنی ازواج اور اولاد عبدالمطلب وغیرہم کو غلہ دیا۔

ابوہریرہ واشعری کی آمد...... رسول اللہ ﷺ خیبر ہی میں تھے کہ قبیلہ دوس کے لوگ آئے جن میں ابو ہریرہ بھی تھے طفیل بن عمرو بھی آئے اقور شعری لوگ بھی آئے وہ سب وہیں رسول اللہ ﷺ سے ملے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے ان کے بارے میں گفتگو فرمائی کہ وہ ان کو بھی غنیمت میں شامل کرلیں انہوں نے شریک کرلیا۔

جعفر بن ابی طالب کی آمد...... خیبر فتح ہونے کے بعد جعفر بن ابی طالب اور السفینین والے نجاشی کے

پاس آئے رسول اللہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے ان دونوں باتوں میں سے کس سے زیادہ خوشی ہوئی آمد جعفر سے یا فتح خیبر سے۔

صفیہ بنت حیی...... ان لوگوں میں جنہیں رسول اکرم ﷺ نے قید کیا صفیہ بنت حیی بی تھیں آپ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔

فتح خیبر حضرت عباس کا اظہار مسرت...... حجاج بن علاط السلمی مکہ میں قریش کے پاس آئے انہیں یہ خبر دی کہ محمد کو یہود نے قید کر لیا ان کے اصحاب ان سے جدا ہو گئے اور قتل کر دئے گئے یہود محمد اور ان کے اصحاب کو تمہارے پاس لا رہے ہیں اس بہانے سے حجاج نے اپنا قرض وصول کر لیا اور فوراً روانہ ہو گئے راستہ میں عباس بن عبدالمطلب ملے تو رسول اکرم ﷺ کی صحیح خبر بتائی اور ان سے درخواست کی کہ وہ انہیں پوشیدہ رکھیں یہاں تک کہ حجاج چلے جائیں عباس نے یہی کیا جب حجاج چلے گئے تو عباس نے ان کا اعلان کر دیا مسرت ظاہر فرمائی اور ایک غلام کو آزاد کر دیا جس کا نام ابوزبیبہ تھا۔

ابوسعید الخذری سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ کے ہمراہ ۱۸ رمضان کو خیبر کی جانب نکلے ایک گروہ نے روزہ رکھا اور دوسرے نے افطار کیا روزہ نہیں رکھا نہ تو روزہ دار کی طرح روزے پر برائی کی گئی اور نہ افطار کرنے والے کی اس کے افطار پر۔

اہل خیبر کی بدحواسی...... انس سے مروی ہے کہ ہم لوگ رات کے وقت خیبر پہنچے جب ہمیں صبح ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھ لی تو آپ سوار ہو گئے اور روانہ ہو گئے اہل خیبر کی جب صبح ہوئی تو وہ اپنے پھاوڑے اور ٹوکریاں لے کر نکلے جیسا کہ وہ اپنی زمینوں نکلا کرتے تھے۔

جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو کہا واللہ محمد اور لشکر اور بھاگ کر اپنے شہر میں واپس گئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر خیبر ویران ہو گیا ہم لوگ جب کسی میدان میں اترتے ہیں تو جو لوگ ڈرائے جاتے ہیں ان کی صبح خراب ہوتی ہے انس نے کہا کہ میں اونٹ پر ابوطلحہ کا ہم نشین تھا میرا قدم رسول اللہ ﷺ کے قدم سے مس ہو رہا تھا۔

ابوطلحہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ نے خیبر میں صبح کی تو یہود پھاوڑے لئے ہوئے اپنے کھیتوں کی طرف روانہ ہوئے لیکن جب انہوں نے نبی کریم ﷺ اور آپ کے لشکر کو دیکھا تو وہ پس پشت لوٹے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر جب ہم کسی میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والے کی صبح خراب ہوتی ہے۔

حسن سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ خیبر کے سامنے اترے تو خیبر والے گھبرائے انہوں نے کہا کہ محمد اور یثرب والے آ گئے رسول اللہ ﷺ نے جب ان کی گھبراہٹ کو دیکھا تو فرمایا کہ جب ہم کسی قوم میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی صبح خراب ہوتی ہے۔

انس سے مروی ہے کہ میں خیبر کے دن ابوطلحہ کا ہم نشین تھا میرا قدم رسول اللہ کے قدم سے مس ہو رہا تھا ہم لوگ یہود کے پاس اترے اس وقت آفتاب طلوع ہو گیا وہ مع اپنے مواشی پھاوڑے اور کدال اور کلہاڑیوں کے میدان میں اترے انہوں نے کہا کہ محمد اور ان کا لشکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر جب ہم کسی قوم کے

میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی صبح خراب ہوتی ہے اللہ نے ان کو ہزیمت دی۔

انس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب خیبر کے قریب پہنچے تو صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی اور ان لوگوں پر حملہ کیا پھر فرمایا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر جب ہم قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی صبح خراب ہوتی ہے آپ ان پر گھس پڑے وہ نکل کر گلیوں میں بھاگتے پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ محمد اور لشکر لڑنے والے قتل کر دیئے گئے اور بچے گرفتار کر لئے گئے۔

یہود خیبر کی جلاوطنی...... ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کے وقت خیبر پہنچے آپ نے ان سے جنگ کی اور انہیں اپنے محلے میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا ان کی زمینوں اور کھجور کے باغوں پر قابض ہو گئے آپ نے ان سے اس بات پر صلح کی کہ وہ قتل نہ کئے جائیں گے وہ مال ان کا ہوگا جو ان کے اونٹ اٹھالیں گے سونا چاندی اور ہتھیار نبی کریم ﷺ کا ہوگا اور وہ خیبر سے چلے جائیں گے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اقرار کیا کہ آپ سے کوئی چیز نہ چھپائیں گے اگر انہوں نے ایسا کیا تو نہ کوئی ذمہ داری ہے نہ عہد۔

مال و باغ کی ضبطی...... جب آپ نے وہ مال پالیا جو انہوں نے اونٹ کی کھال میں چھپایا تھا تو عورتوں کو گرفتار کر لیا زمین اور باغ پر قابض ہو گئے اور انہیں لگان پر دے دیا ابن رواحہ اور اس زمین و باغ کا ان کے سامنے اندازہ کرتے تھے اور ان کے حصے پر قبضہ کرتے تھے۔ صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ خیبر کے دن رسول اللہ کے ہمراہ دو سو گھوڑے تھے۔

حضرت علی کی علمبرداری...... ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا کہ میں جھنڈا (درایہ) ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اسے دوست رکھتے ہیں عمر نے کہا کہ اس روز سے پہلے میں نے امارت کبھی پسند نہیں کی میں اس امید پر کھڑا ہوا اور دیکھتا تھا کہ آپ جھنڈا مجھے دیں گے جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے علی کو بلایا اور جھنڈا انہیں دے دیا اور فرمایا کہ لڑو اور اس وقت تک نہ پلٹو جب تک اللہ تعالیٰ تمہیں فتح یاب نہ کر دے وہ نزدیک تک گئے پھر پکار کر پوچھا یا رسول اللہ میں کب تک لڑتا رہوں آپ نے فرمایا کہ وہ جب تک یہ گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں جب وہ ایسا کریں تو انہوں نے اپنے خون اور مال سوائے اس کے حق کے مجھ سے محفوظ کر لئے اور ان کا حساب اللہ پر ہے

عامر اور مرحب یہودی کا مقابلہ...... سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ خیبر کے روز میرے چچا نے مرحب یہودی سے لڑنے کا مطالبہ کیا تو مرحب نے یہ رجز کہا۔

قدعلمت خيبر انی مرحب شاكی السلاح بطل مجرب اذ الحروب اقبلت تلهب

خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں جو زبردست ہتھیار چلانے والے بہادر اور آزمودہ کار ہے جب جنگ سامنے آتی ہے تو وہ بھڑک اٹھتا ہے

میرے چچا عامر نے کہا کہ

قد علمت خیبر انی عامر
شاکی السلاح البطل مغامر

خیبر کو معلوم ہو گیا ہے کہ میں عامر ہوں زبردست ہتھیار چلانے والا بہادر اور موت سے بے پرواہ قتال کرنے والا ہوں۔

عامر کی شہادت...... دونوں کی تلواریں چلنے لگیں مرحب کی تلوار عامر کی تلوار پر جاپڑی عامر اس کے نیچے سے ہو گئے تو وہ تلوار ان کی پنڈلی پر جاپڑی ان کی رگ کاٹ دی اسی میں ان کی جان گئی۔

سلمہ بن الاکوع نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں سے ملا تو انہوں نے کہا کہ عامر کا عمل بے کار ہو گیا انہوں نے اپنے آپ کو قتل کیا یہ سن کر میں روتا ہوا نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ عامر کا عمل بے کار ہو گیا فرمایا کہ یہ کس نے کہا میں نے کہا آپ کے اصحاب میں سے کچھ حضرات نے کہا آپ نے فرمایا کہ جس نے کہا غلط کہا ہے ان کے لئے تو دوہرا ثواب ہے کیونکہ جب وہ خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو بہادری کے اشعار سے جوش دلانے لگے اور انہیں میں نبی ہیں جو اونٹوں کو ہنکار رہے ہیں عامر یہ اشعار پڑھتے تھے۔

عامر کے رجز یہ اشعار

تا للہ لولا اللہ ما اھتدا
وما تصدقنا وما صلینا

بخدا اگر خدا نہ ہوتا تو ہم لوگ ہدایت نہ پاتے نہ خیرات کرتے نہ نماز پڑھتے

ان الذین کفرو علینا
اذا رادو افتنة ابینا

جن لوگوں نے ہم پر کفر کیا انہوں نے جب فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کیا

ونحن عن فضلکماستغنینا
فثبت الاقدام ان لاقینا
وانزلن سکینه علینا

اے اللہ ہم تیرے فضل سے بے نیاز نہیں ہیں اس لئے جب ہم مقابلہ کریں تو ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہم پر سکون اور اطمنان نازل فرما۔

رسول اللہ ﷺ کی دعائے مغفرت...... جب عامر یہ اشعار پڑھ رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ عامر ہیں یارسول اللہ آپ نے فرمایا کہ اے عامر اللہ تمہاری مغفرت فرمائے۔

روانی نے کہا کہ جب کبھی آپ نے کسی انسان کے لئے اس تخصیص کے ساتھ دعا مغفرت کی تو وہ ضرور شہید ہو گیا جب عمر بن خطاب نے یہ واقعہ سنا تو انہوں نے کہا یارسول اللہ آپ نے ہمیں عامر سے کیوں فائدہ نہ

اٹھانے دیا جو وہ آگے بڑھ کر شہید ہو گئے۔

حضرت علی اور مرحب یہودی کا مقابلہ...... سلمہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے علی کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ میں آج جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہو اور اللہ اور اس کا رسول اسے دوست رکھتا ہو انہوں نے کہا کہ میں انہیں کھینچ کر لایا ان کی آنکھیں دکھتی تھیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور انہیں جھنڈا دیا مرحب اپنی تلوار چلاتا ہوا نکلا اور اس نے یہ رجز پڑھا۔

قد علمت خیبر انی مرحب شاک السلاح بطل محبوب اذا الحراب اقبلت تلهب

خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں جو زبردست ہتھیار چلانے والا بہادر اور آزمودہ کار ہے جب جنگ پیش آتی ہے تو وہ بھڑک اٹھتا ہے۔

علیؓ نے کہا:

اذا لذی سمتنی امی حیدره کلیت غلبات کر به المنظره اکیلهم بالصاع کیل السندره

میں وہ شخص ہوں میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا مثل جنگ کے شیروں کے ہیبتناک ہوں جن کو میں السندرہ کے پیمانے سے تولتا ہوں (سندرہ وہ لکڑی جس سے کمان بنتی ہے) انہوں نے تلوار سے مرحب کا سر پھاڑ دیا اور انہی کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ اہل خیبر پر غالب آ گئے تو آپ نے ان سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ لوگ اس طرح اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو لے جائیں گے کہ نہ ان کے پاس سونا ہو گا نہ چاندی۔

کنانہ اور الربیع کی غلط بیانی...... بارگاہ نبوی میں کنانہ اور الربیع کو لایا گیا کنانہ صفیہ کا شوہر تھا اور ربیع اس کا عم زاد بھائی تھا رسول اللہ نے ان دونوں سے فرمایا تمہارے وہ برتن کہاں ہیں جو تم اہل مکہ کو عاریتاً دیا کرتے تھے انہوں نے کہا کہ ہم لوگ بھاگے اس طرح کہ ایک زمین ہمیں رکھتی تھی اور دوسری اٹھاتی تھی اور ہم نے ہر چیز صاف کر دی۔ آپ نے ان دونوں سے فرمایا اگر تم نے مجھ سے کوئی چیز چھپائی اور مجھے اس کی اطلاع ہوئی تو تمہارے خون اور اہل و عیال میرے لئے حلال ہو جائیں گے دونوں اس پر راضی ہو گئے۔

کنانہ اور الربیع کا قتل...... آپ نے انصار میں سے ایک شخص کو بلایا اور فرمایا کہ تم فلاں فلاں خشک زمین کی طرف جاؤ اور پھر کھجور کے باغ میں آؤ اس میں جو کچھ ہو میرے پاس لے آؤ وہ انصاری گئے اور برتن اور مال لے آئے آپ نے ان دونوں کی گردن ماردی اور اہل و عیال کو گرفتار کر لیا آپ نے ایک شخص کو بھیجا جو حضرت صفیہ کو لے آیا اس نے انہیں ان دونوں کی قتل گاہ پر لے گیا اس شخص سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے چاہا کہ صفیہ کو غصہ دلاؤں آپ نے صفیہ کو بلال اور ایک انصاری کے سپرد کر دیا کہ وہ ان کے پاس رہیں۔

گدھے کا گوشت کھانے سے ممانعت...... جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ خیبر کے دن لوگ

بھوک سے تکلیف محسوس کرنے لگے تو انہوں نے گدھے پکڑ کر ذبح کئے اور ہانڈیاں بھرلیں اس کی خبر نبی کریم ﷺ کو ہوئی تو آنحضرت نے حکم دیا کہ ہانڈیاں الٹ دی جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے شہری گدھے خچر اور درندوں اور پنجے پھاڑ کھانے والے پرندوں کا گوشت حرام قرار دیا مردار پرندہ لوٹ اور اچکے ہوئے مال کو بھی حرام قرار دیا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم خیبر میں گدھے کے گوشت سے منع کیا البتہ گھوڑے کے گوشت کی اجازت دی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں ایک آنے والا رسول اللہ کے پاس آیا اور کہا کہ یارسول اللہ میں نے گدھے کھائے ایک آنے والا آیا اور کہا کہ یارسول اللہ میں نے گدھوں کو فنا کر دیا آپ نے ابوطلحہ کو ندا دینے کا حکم دیا کہ اللہ اور اس کا رسول تمہیں گدھے کے گوشت سے منع کرتا ہے کیونکہ وہ نجس ہے تمام ہانڈیاں اوندھا دی جائیں۔

براء بن عاذب سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں ہمارے پاس گدھے کے گوشت سے رسول اللہ کی ممانعت آئی ہم لوگ بھوکے تھے پھر بھی ہانڈیاں الٹ دیں۔

مال غنیمت کی تقسیم...... بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ جب اللہ نے خیبر کو رسول اللہ پر فتح کر دیا تو آپ نے اسے ۳۶ حصوں پر تقسیم کر دیا ہر حصے میں سو سہم تھے ان حصوں کا نصف اپنے ملکی حوائج اور ان کی ضروریات کے لئے جو آپ کو پیش آتی تھیں مخصوص کر دیا اور دوسرے نصف حصے کو چھوڑ دیا اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا نبی کریم ﷺ کا حصہ اسی نصف حصے میں تھا کہ اسی میں قلعہ نطاۃ اور اس کے مشمولات تھے اس کو بھی آپ نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جسے آپ نے وقف کیا وہ قلعہ ابوطیحہ الکلیجیہ سلائم اور اس کے محتویات تھے۔

جب تمام مال نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا اور آپ نے مسلمانوں میں کاشت کرنے والوں کی قلت محسوس فرمائی تو زمین یہود کو دے دی کہ پیداوار کے نصف حصے پر کام کریں وہ لوگ برابر اسی طریقے پر رہے یہاں تک کہ عمر بن خطاب خلیفہ ہوئے اور مسلمانوں کے ہاتھ میں کام کرنے والوں کی کثرت ہو گئی اور وہ اصول کاشت سے اچھی طرح واقف ہو گئے تو عمر نے یہود کو شام کی طرف جلاوطن کر دیا اور تمام املاک مسلمانوں میں تقسیم کر دیں۔

بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے خیبر فتح کیا تو آپ نے اسے صلح سے لیا ۳۶ حصوں میں تقسیم کیا اٹھارہ حصے اپنے لئے مخصوص کر لئے اور اٹھارہ حصے مسلمانوں میں تقسیم کر دئے سوا سو سوار ہمرکاب تھے آپ نے ایک گھوڑے کے دو حصے لگائے۔ مکحول سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں رسول اللہ ﷺ نے سوار کے تین حصے لگائے ایک حصہ اس کا اور دو حصے اس کے گھوڑے کے ابی اللحم کے آزاد کردہ غلام عمیر سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں میں نے اپنے آقا کے ہمراہ جہاد کیا اور فتح کے موقع پر رسول اللہ کے پاس موجود تھا میں نے آپ سے درخواست کی کہ ان لوگوں کے ساتھ میرا بھی حصہ لگائیں آپ نے مجھے ردی سامان میں سے کچھ دے دیا اور حصہ نہیں لگایا۔

ثابت بن الحارث سے مروی ہے کہ خیبر کے سال رسول اللہ ﷺ نے مہلہ بنت عاصم بن عدی اور ان کی بیٹی جو پیدا ہوئی تھیں حصہ لگایا۔

حنش سے مروی ہے کہ میں رویفع بن ثابت البلوی کے ہمراہ فتح جزیہ میں حاضر ہوا رویفع بن ثابت نے وعظ بیان کیا میں فتح خیبر میں رسول اللہ کے ہمراہ تھا میں نے آپ کو یہ کہتے سنا کہ جس کو اللہ اور آخرت پر ایمان ہے وہ

اپنا پانی دوسرے کی زراعت کو نہ دے (یعنی حاملہ لونڈی سے صحبت نہ کرے) اور جس کا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان ہے وہ کسی قیدی عورت سے حاجت روائی نہ کرے تاوقتیکہ اس کا استبراء نہ کرلے (یعنی دو حیض تک انتظار کرے تاکہ حمل کا شبہ جاتا رہے) جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہے اسے چاہے کہ تقسیم تک مال غنیمت کو فروخت نہ کرے جس کا اللہ اور آخرت پر ایمان ہے اسے چاہے کہ مسلمانوں کی غنیمت میں سے کسی جانور پر اس طرح سوار نہ ہو کہ جب وہ دبلا ہو جائے تو مسلمانوں کی غنیمت میں واپس کر دیا کپڑے اتنا پہنے کہ جب پرانا ہو تو اسے مسلمانوں کی غنیمت میں واپس کر دے۔

حکم نے مجھے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اللہ کے اس قول کے بارے میں خبر دی اثابھم **فتحا قریبا** (انہیں عنقریب فتح دے گا) کہ (اس سے مراد) خیبر ہے **واخر لمتقدر واعلیھا قد احاط ا للہ بھا** (اور ایک دوسری جماعت کہ تم جس پر قادر نہ ہوئے تھے اللہ نے انکا احاطہ کرلیا (اس سے مراد) فارس و روم ہے جو رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت عمر فاروق نے فتح کئے۔

زہر آلود بکری ...... ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ کو ایک بکری ہدیۃً دی گئی جو زہر آلود تھی نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس قدر یہودی ہوں سب کو جمع کرو سب آپ کے پاس جمع کر دئے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم لوگوں سے پوچھتا ہوں کیا تم لوگ مجھ سے اس بارے میں سچ کہو گے انہوں نے کہا کہ ہاں ابو القاسم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا باپ کون ہے انہوں نے کہا کہ ہمارا باپ فلاں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے جھوٹ بولا تمہارا باپ فلاں ہے انہوں نے کہا کہ آپ نے سچ کہا۔

آپ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں سے پوچھوں تو مجھ سے سچ کہو گے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں ابوالقاسم کیونکہ ہم جھوٹ بولیں تو آپ کو ہمارا جھوٹ معلوم ہو جائے گا جیسا آپ نے ہمارے باپ کے بارے میں معلوم کیا آپ نے فرمایا اہل جہنم کون ہیں انہوں نے کہا کہ ہم لوگ اس میں کم رہیں گے تم لوگ اس میں ہمارے عوض رہو گے

رسول اللہ نے فرمایا کہ تم لوگ اس میں رہو گے ہم کبھی تمہارے عوض اس میں نہ رہیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم مجھ سے سچ کہو گے اگر میں تم سے پوچھوں انہوں نے کہا کہ ہاں اے ابوالقاسم تم لوگوں نے اس بکری میں زہر ملایا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ تمہیں کس نے ابھارا انہوں نے کہا کہ ہمارا ارادہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو ہمیں آپ سے راحت مل جائے گی اور اگر آپ نبی ہوں گے تو آپ کو ضرر نہ ہوگا۔

حضرت صفیہ بنت حیی سے نکاح ...... ابن عباس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ نے خیبر سے روانگی کا ارادہ کیا تو مسلمانوں نے کہا کہ اب ہم معلوم کرلیں گے کہ صفیہ لونڈی ہیں یا بیوی اگر وہ بیوی ہوں گی تو آپ ﷺ انہیں پردہ کرائیں گے ورنہ وہ سریہ (لونڈی) ہوں گی۔

جب آپ روانہ ہوئے تو آپ نے پردے کا حکم دیا ان کے درمیان پردہ کیا گیا لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ زوجہ ہیں جب انہوں نے سوار ہونے کا ارادہ کیا تو آپ نے ان کے قریب اپنی ران کر دی تاکہ وہ اس پر سے سوار ہوں لیکن انہوں نے انکار کیا اپنا گھٹنا آپ کی ران کے قریب رکھا آپ نے انہیں اٹھایا۔

رات کو آپ اترے اور خیمے میں داخل ہوئے وہ بھی آپ کے ساتھ داخل ہوئیں وہ خیمے میں اپنا سر رکھ کر سو گئے رسول اللہ کو صبح ہوئی تو آپ نے حرکت (آہٹ سنی) فرمایا کون ہے انہوں نے کہا کہ کون ہے آپ نے فرمایا کہ میں ابوایوب ہوں آپ نے فرمایا کہ تمہارا کیا کام ہے انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ جوان لڑکی جن کی نئی شادی ہوئی ہے اور آپ نے ان کے شوہر کے ساتھ جو کیا وہ کیا اس لئے میں ان سے بے خوف نہ تھا میں نے کہا کہ اگر وہ جنبش کریں تو میں آپ کے قریب رہوں گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوایوب خدا تم پر رحمت کرے۔

انس سے مروی ہے کہ صفیہ وحیہ کے حصے میں پڑیں وہ ایک خوبصورت لڑکی تھیں انہیں رسول اللہ ﷺ نے سات راس (جانوروں) کے عوض خرید اام سلیم کے سپرد کیا تا کہ ان کا بناؤ سنگھار کردیں اور انہیں تیار کردیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کا ولیمہ کھجور اور پنیر اور گھی پر کیا زمین کو جھاڑا اور دستر خوان لائے اور اسی زمین پر بچھادئے گئے پنیر گھی اور کھجور لائی گئی لوگ سیر ہو گئے لوگوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ آپ نے ان سے نکاح کیا ہے یا انہیں ام الولد لونڈی بنایا ہے پھر لوگوں نے کہا کہ اگر انہیں پردہ کرائیں گے تو آپ کی زوجہ ہیں اگر پردہ نہ کرائیں تو ام ولد لونڈی ہوں گی جب آپ نے سوار ہونے کا ارادہ کیا تو انہیں پردہ کرایا یہاں تک کہ وہ اونٹ کی پشت پر بیٹھ گئیں لوگوں نے سمجھ لیا کہ آپ نے ان سے نکاح کیا ہے۔

انس سے مروی ہے کہ انہیں قیدیوں میں صفیہ بنت حیی بھی تھیں جو وحیہ الکلبی کے حصے میں پڑیں بعد کو نبی کریم ﷺ کے پاس گئیں اور آپ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا اور ان کے عتق (آزاد کرنے کو) ان کا مہر بنایا

حماد نے کہا کہ عبدالعزیز نے ثابت سے کہا کہ اے ابو محمد تم نے انس سے کہا کہ آپ نے انہیں کیا مہر دیا تو انہوں نے کہا کہ خود انہیں کو ان کے مہر میں دے دیا پھر ثابت نے اپنا سر ہلایا گویا وہ ان کی تصدیق کرتے ہیں۔

سریہ عمر بن خطاب بجانب تربہ

......شعبان ۷ھ میں بجانب تربہ عمر بن خطاب ؓ پر روانہ ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے عمر بن خطاب کو تیس آدمیوں کے ہمراہ ہوازن کی ایک شاخ کی جانب بمقام جو العبلا کے نواح میں مکہ سے چار رات کے فاصلے پر صنعاء نجران کی شاہراہ پر ہے وہ روانہ ہوئے ان کے ہمراہ بنی ہلال کا ایک رہبر تھا رات کو چلتے تھے دن کو پوشیدہ ہو جاتے تھے۔

ہوازن کو خبر ہوگئی تو وہ بھاگ گئے عمر بن خطاب ان کی بستی میں آئے مگر انہیں کوئی نہیں ملا وہ واپس مدینہ آگئے۔

سریہ ابوبکر الصدیق بجانب بنی کلاب بمقام نجد

شعبان ۷ھ میں ابوبکر صدیق کا ضریہ کے نواح میں بمقام نجد سریہ بنی کلاب ہوا۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر صدیق کے ہمراہ جہاد کیا نبی کریم ﷺ نے انہیں ہم پر امیر بنا کے بھیجا انہوں نے مشرکین کے کچھ آدمی گرفتار کئے جن کو ہم نے قتل کر دیا ہمارا اشعار امت امت تھا میں مشرکین کے ساتھ گھر والوں (اہل ابیات) کو قتل کیا۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق کو فزارہ کی طرف بھیجا میں بھی ان کے

ہمراہ روانہ ہوا جب ہم ان کے حوض کے قریب پہنچے تو ابوبکر نے راستہ میں قیام کیا صبح کی نماز پڑھ لی تو ہمیں حکم دیا کہ ہم سب جمع ہو گئے اور حوض پر اترے ابوبکر نے جنہیں قتل کیا انہیں قتل کیا ہم لوگ ان کے ہمراہ تھے۔

سلمہ نے کہا کہ مجھے لوگوں کی گردنیں نظر آئیں جن میں بچے بھی تھے خوف ہوا کہ یہ لوگ مجھ سے آگے پہاڑ پر چلے جائیں گے میں نے ان کا قصد کیا ان کے اور پہاڑ کے درمیان تیر پھینکا جب انہوں نے دیکھا تو کھڑے ہو گئے اتفاقاً انہی میں فزارہ کی ایک عورت تھی جو چمڑے کا جبہ پہنے ہوئے تھی اس کے ہمراہ اس کی بیٹی تھی جو عرب میں سب سے زیادہ حسین تھی میں انہیں ہنکا کر ابوصدیق کے پاس لایا ابوبکر نے اس کی بیٹی مجھے حصے سے زائد دی میں نے اس کا کپڑا نہیں کھولا یہاں تک کہ مدینہ آ گیا وہ میرے پاس سو گئی میں نے اس کا کپڑا نہیں کھولا مجھے رسول اللہ ﷺ بازار میں ملے آپ نے فرمایا کہ اے سلمہ وہ عورت مجھے ہبہ کر دو میں نے کہا کہ یا نبی اللہ خدا کی قسم اس نے مجھے فریفتہ کر ایا ہے لیکن اس نے اس کا کپڑا نہیں کھولا ہے آپ خاموش ہو گئے۔

جب دوسرا دن ہوا تو آپ ﷺ مجھے بازار میں ملے میں نے اس کا کپڑا نہیں کھولا تھا آپ نے فرمایا کہ اے سلمہ وہ عورت مجھے ہبہ کر دو تمہارا باپ خدا ہی کے لئے ہو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ آپ ہی کے لئے ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اسے اہل مکہ کے پاس بھیج کر ان مسلمانوں کے فدئے میں دے دیا جو مشرکین کے ہاتھ قید تھے۔

سریہ بشیر بن سعد الانصاری بمقام فدک

شعبان ۷ھ فدک کی جانب سریہ بشیر بن سعد الانصاری ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے بشیر بن سعد کو تیس آدمیوں کے ہمراہ بمقام فدک بنی مرہ کی جانب روانہ فرمایا ق وہ بکریاں چرانے والوں سے ملا یا بنی مرہ کو دریافت کیا گیا تو کہا گیا کہ وہ تو اپنے جنگلوں میں ہیں۔

بشیر بن سعد اونٹ اور بکریاں ہنکا کر مدینے لے گئے۔

ایک چیخ کی آواز نکلی جس نے قبیلے والوں کو خبردار کر دیا ان میں سے حبشی رات کے وقت بشیر کو پا گئے وہ لوگ باہم تیراندازی کرتے ہوئے بڑھے بشیر کے ساتھیوں کے تیر ختم ہو گئے۔

مربون نے ان پر حملہ کر دیا بشیر کے ساتھیوں کو تکلیف پہنچائی بشیر نے جنگ کی جس میں وہ زخمی ہو گئے ان کے ٹخنے میں چوٹ لگ گئی کہا گیا کہ وہ مر گئے قبیلہ والے اپنے اونٹ اور بکریاں واپس لے گئے علبہ بن زید الحارثی ان لوگوں کی خبر رسول اللہ کے حضور لائے اس کے بعد بشیر بن سعد بھی آ گئے۔

سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی بجانب المیفعہ

رمضان ۷ھ المیفعہ کی جانب غالب بن عبداللہ اللیثی کا سریہ ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبداللہ کو بنی عول اور بنی عبد بن ثعلبہ کی طرف بھیجا جو المیفعہ میں تھے بطن نخل سے النقرہ کی جانب اسی طرف علاقہ نجد میں ہے اور اس کے اور مدینے کے درمیان آٹھ برد (چھیانویں میل)۔ کا فاصلہ ہے انہیں آپ نے ایک سو تیس آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام یسار تھے۔

ان لوگوں نے ایک دم سب پر حملہ کر دیا ان کے مکانات کے درمیان جا پڑے جو سامنے آ اسے قتل کر دیا

اونٹ اور بکریاں ہنکا کر مدینے لے آئے انہوں نے کسی کو گرفتار نہیں کیا۔

اس سریہ میں اسامہ بن زید نے ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا جس نے لا الہ الا اللہ کہا نبی کریم ﷺ نے کہا کہ تم نے اس کا قلب چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا کہ تم معلوم کر لیتے کہ وہ صادق ہے یا کاذب اسامہ نے کہا کہ میں ایسے شخص سے جنگ نہ کروں گا جو لا الہ الا اللہ کی شہادت دے گا۔

سریہ بشیر بن سعد الانصاری بجانب یمن و جبار...... شوال ۷ھ میں یمن و جبار کی جانب سریہ بشیر بن سعد الانصاری ہوا۔

رسول اللہ کو یہ خبر پہنچی کہ غطفان کی ایک جماعت سے جو الجناب میں ہے عیینہ بن حصن نے وعدہ لیا ہے کہ ان کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی جانب روانہ ہوگا رسول اللہ ﷺ نے بشیر بن سعد کو بلایا ان کے لئے جھنڈا باندھا ہمراہ تین سو آدمی کئے۔

وہ لوگ رات بھر چلتے دن کو پوشیدہ رہتے یہاں تک کہ یمن و جبار میں آ گئے جو الجناب کی جانب ہے الجناب سلاح و خیبر وادی القریٰ کے سامنے ہے وہ اس قوم کے قرب آئے بشیر کو ان لوگوں سے بہت سے اونٹ ملے چرواہے بھاگ گئے اور پہاڑی کی چوٹی پر چلے گئے۔

بشیر مع اپنے ساتھیوں کے ان کی تلاش میں روانہ ہوئے ان کے مکانات میں آئے مگر کوئی نہ ملا وہ اونٹ لے کر واپس ہوئے صرف دو آدمی ملے جن کو انہوں نے قید کر لیا اور رسول اللہ کے پاس لے آئے وہ دونوں اسلام لے آئے تو آپ نے انہیں بھیج دیا۔

عمرہ قضاء............ ذی القعدہ ۷ھ میں رسول اکرم ﷺ کا عمرہ قضاء ہوا۔

ذی القعدہ کا چاند ہوا تو رسول اکرم ﷺ کا عمرہ قضاء ہوا اصحاب کو حکم دیا کہ وہ عمرہ قضاء کریں جس سے انہیں حدیبیہ میں مشرکین نے روکا تھا اور یہ کہ جو لوگ حدیبیہ میں حاضر تھے ان میں سے کوئی پیچھے نہ رہے سب لوگ شریک ہوئے سوائے ان کے جو خیبر میں شہید یا مر گئے تھے۔

نیابت ابورہم الغفاری...... رسول اللہ کے ہمراہ عمرہ قضاء میں دو ہزار آدمی تھے آپ نے مدینہ پر ابورہم الغفاری کو قائم مقام بنایا رسول اللہ ساٹھ اونٹ لے گئے آپ نے اپنی ہدی (قربانی کے اونٹ) پر ناجیہ بن جندب الاسلمی کو مقرر کیا رسول اللہ ﷺ نے ہتھیاروں خود زرہیں اور نیزے لئے اور روانہ ہو گئے۔

مسلمانوں کی مرالظہر ان میں آمد...... جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو گھوڑوں کو اپنے آگے روانہ کیا محمد بن مسلمہ امیر تھے آپ نے ہتھیاروں کو بھی آگے کیا اور ان پر بشیر بن سعد کو عامل بنایا۔

رسول اکرم ﷺ نے مسجد حرام میں احرام باندھا تلبیہ کہا مسلمان بھی آپ کے ہمراہ تلبیہ کہہ رہے تھے۔

محمد بن مسلمہ رسالے کے ہمراہ مرالظہر ان تک آئے تھے وہاں قریش کے کچھ لوگ ملے ان لوگوں کے

استفسار پر محمد بن مسلمہ نے کہا کہ یہ رسول اللہ کا لشکر ہے انشاء اللہ کل آپ کو اس منزل میں صبح ہو گی وہ قریش کے پاس آئے اور انہیں خبر دی لوگ گھبرا گئے۔

رسول اللہ ﷺ مرالظہران میں اترے آپ نے ہتھیار بطن یاجج کے پاس آگے روانہ کر دئے جہاں سے حرم کے بت نظر آتے تھے اور اس پر اوس بن خولی الانصاری کو دو سو آدمیوں کے ہمراہ پیچھے چھوڑ دیا۔

اہل مکہ کا اخراج...... قریش نکل کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے گئے مکہ کو انہوں نے خالی کر دیا رسول اللہ ﷺ نے ہدی آگے روانہ کیا تھا وہ ذی طویٰ میں روک لی گئی۔

رسول اللہ ﷺ اپنی سواری قصویٰ پر اس طرح روانہ ہوئے کہ مسلمان تلواریں لئے ہوئے آپ ﷺ کے ارد گرد حلقہ کئے ہوئے تھے اور تلبیہ کہتے جاتے تھے آپ اس پہاڑی راستہ سے چلے جو الحجون پر نکلتا ہے عبداللہ بن رواحہ آپ کی سواری کی نکیل پکڑے ہوئے تھے۔

طواف کعبہ...... رسول اللہ ﷺ تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے اپنی چادر داہنی بغل سے نکال کر بائیں شانے پر ڈال لی اور اپنی ٹیڑھی موڈھ کی لکڑی حجر اسود کو مس کیا آپ نے سواری ہی پر طواف کیا اور مسلمان بھی چادروں کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں شانیں پر ڈالے آپ کے ہمراہ طواف کر رہے تھے عبداللہ بن رواحہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کے اشعار:

خلو بنی الکفار عن سبیلہ
خلو فکل الخیر مع
اے اولاد کفار اس کا راستہ خالی کر دو
کیونکہ ہر طرح کی خیر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہے
نحن ضربنا کم علی تاویلہ
کما ضربناکم علی تنزیلہ
ہم نے تمہیں ان کی واپسی پر ایسی مار ماری جیسی مار ہم نے ان کے اترنے پر ماری
ضربا یزیل الهام عن مقیلہ
ویدھل نخلیل عن خلیلہ
وہ ایسی مار تھی جو دماغ کو راحت سے ہٹا دیتی ہے اور دوست کو دوست سے بھلا دیتی ہے
یارب انی مومن بقیلہ
یارب میں ان کی بات پر ایمان لاتا ہوں

عمر نے کہا کہ اے ابن رواحہ پھر کہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر میں سن رہا ہوں آپ نے عمر کو خاموش کر دیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابن رواحہ پھر کہو ارشاد فرمایا کہ کہو سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں جو تنہا دیکھتا ہے

جس نے اپنے بندے کی مدد کی اپنے لشکر غالب کیا اور گروہوں کو تنہا اسی نے بھگایا ابن رواحہ اور ان کے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی یہی کہا۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری پر صفا و مروہ کا طواف کیا جب ساتویں طواف سے فراغت ہوئی اور ہدی بھی مروہ کے پاس کھڑی ہوگئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ قربانی کی جگہ ہے اور مکہ کا ہر راستہ قربانی کی جگہ ہے۔

آپ نے مروہ میں قربانی کی اور وہیں سر منڈایا اسی طرح مسلمانوں نے بھی کیا رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے کچھ آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ بطن یا جج میں اپنے ساتھیوں کے پاس جائیں اور ہتھیاروں کی نگرانی کریں دوسرے لوگ آ کر اپنا فرض ادا کریں ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

حضرت میمونہ بنت الحارث کا عقد...... رسول اللہ ﷺ کعبے میں داخل ہوئے آپ اس میں برابر ظہر تک رہے بلال کو حکم دیا تو انہوں نے کعبے کی پشت پر اذان کہی رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں تین روز قیام فرمایا اور میمونہ بنت الحارث الہلالیہ سے نکاح کیا۔

جب چوتھے روز ظہر کا وقت ہوا تو آپ کے پاس سہل بن عمرو اور حویطب بن عبد العزیٰ آئے دونوں نے آپ سے عرض کی کہ آپ کی مدت پوری ہوگئی لہذا آپ ہمارے پاس سے جائیے۔

رسول اللہ ﷺ کسی مکان میں نہیں اترے بلکہ ریتلی زمین پر آپ کے لئے چمڑے کا خیمہ نصب کر دیا گیا۔ آپ اسی زمین پر روانگی تک رہے۔

آپ نے ابورافع کو حکم دیا تو انہوں نے کوچ کی ندا دی اور کہا کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص وہاں شام نہ کرے۔

رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے وہاں سے آپ صرف میں آئے یہاں سب لوگ آپ سے آملے اور ابورافع مکہ ہی میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ انہیں شام ہوگئی وہ آپ کے پاس میمونہ بنت الحارث کو لائے سرف میں رسول اللہ ان کے پاس تشریف لائے پھر آپ پچھلی رات کو روانہ ہوئے اور مدینہ آ گئے۔

مسلمانوں کو رمل کا حکم...... ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب عمرہ قضاء کے لئے مکہ آئے قریش نے کہا کہ تم لوگوں کے پاس ایسی قوم آرہی ہے جنہیں یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے مشرکین حجر اسود کے قریب بیٹھ گئے نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ تین پھیروں میں (یعنی طواف کے) رمل کریں (یعنی دونوں شانیں اور بازو ہلاتے ہوئے آہستہ آہستہ دوڑیں) تاکہ مشرکین ان کی قوت دیکھ لیں اور یہ کہ دونوں رکنوں (رکن یمانی و رکن حجر اسود) کے درمیان چلیں۔

آپ کو صرف مسلمانوں کی مشقت نے اس امر سے باز رکھا آپ ﷺ انہیں تمام پھیروں میں رمل کا حکم دیں جب انہوں نے رمل کیا تو قریش نے کہا کہ وہ کمزور نہیں ہوئے۔

سریہ ابن ابی العوجا السلمی بجانب بنی سلیم...... ذی الحجہ ۷ھ میں بنی سلیم کی جانب ابن ابی العوجا کا سریہ ہوا رسول اللہ نے ابن ابی العوجا السلمی کو پچاس آدمیوں کے ہمراہ بنی سلیم کی جانب روانہ کیا

بنی سلیم کے ایک جاسوس نے جو ابن العوجا کے ہمراہ تھا آگے بڑھ کر ان لوگوں کو آگاہ کر دیا ان لوگوں نے جماعت تیار کر لی ابن العوجا ان کے پاس جب پہنچے جب وہ لوگ بالکل تیار تھے

مسلمانوں نے ان کو اسلام کی طرف بلایا انہوں نے کہا کہ تم ہمیں جس چیز کی دعوت دیتے ہو ہمیں اس کی کچھ حاجت نہیں انہوں نے تھوڑی دیر تیراندازی کی مشرکین کو مدد آنے لگی اور ہر طرف سے مسلمانوں کو گھیر لیا مسلمان بڑی بہادری سے لڑے ان کے اکثر ساتھی شہید ہو گئے ابن ابی العوجا بھی مجروح ہوئے وہ بمشکل روانہ ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس سب لوگ صفر ۸ھ کے پہلے دن آئے۔

سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی بجانب بنی اللوح بمقام الکدید

صفر ۸ھ میں الکدید میں بنی غالب بن عبداللہ اللیثی کا سریہ ہوا۔

جندب بن مکیث الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبداللیثی کو بنی کلب بن عوف کے ایک سریہ کے ساتھ بھیجا پھر ان کے بارے میں حکم دیا کہ وہ سب مل کر الکدید میں بنی الملوح پر حملہ کر دیں جو بنی لیث میں سے تھے۔

ہم سب روانہ ہوئے جب قدید پہنچے تو حارث بن البرصاء اللیثی ملا ہم نے اسے گرفتار کر لیا اس نے کہا کہ میں تو اسلام کے ارادے سے آیا ہوں اور رسول اللہ کے پاس جانے کے لئے نکلا ہوں ہم نے کہا کہ اگر تو مسلمان بنے تو ایک دن اور ایک رات میں ہمارا لشکر تیرا کچھ نقصان نہ کرے گا اور اگر تو اس کے خلاف ہوا تو ہم تیری نگرانی کریں گے ہم نے اسے رسی سے باندھ کر روبجل حبشی کے سپرد کر دیا اور ان سے کہہ دیا کہ اگر وہ تم سے جھگڑا کرے تو اس کا سر اڑا دینا۔

ہم روانہ ہوئے غروب آفتاب کے وقت الکدید پہنچے اور وادی کے کنارے پوشیدہ رہے مجھے میرے ساتھیوں نے مخبری کے لئے بھیجا میں روانہ ہوا اور ایسے بلند ٹیلے پر آیا جو ایک قبیلے کے سامنے تھا اور میں ان کو نظر آ رہا تھا میں اس کی چوٹی پر چڑھ گیا اور کروٹ کے بل لیٹ گیا میں نے دیکھا کہ یکا یک ایک شخص اپنے اونٹ کے بالوں والے خیمے سے نکلا اس نے اپنی عورت سے کہا کہ میں پہاڑ پر ایسی سیاہی دیکھتا ہوں جو میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی اپنے برتنوں کو دیکھ ایسا نہ ہو کہ کوئی کتا برتن گھسیٹ کر لے گیا ہو۔ اس عورت نے دیکھا اور کہا کہ اللہ کی قسم میرے برتنوں میں سے کوئی برتن گم نہیں ہوا اس نے کہا کہ پھر تو مجھے کمان اور تیر دے دے۔

عورت نے کمان اور اس کے ساتھ دو تیر دیئے اس نے ایک تیر پھینکا جس نے میری دونوں آنکھوں کے درمیان لگنے میں خطا نہیں کی میں نے تیر کھینچ لیا اور اپنی جگہ جمع رہا اس نے دوسرا تیر پھینکا جو میرے مثانے میں لگا میں نے اسے بھی کھینچ کر رکھ لیا اور اپنی جگہ سے نہیں ہٹا اس نے اپنی عورت سے کہا کہ واللہ اگر کوئی مخبر ہوتا تو اب تک حرکت کرتا ضرور میرے دونوں تیر اس ٹیلے میں گھس گئے۔

وہ اندر چلا گیا قبیلے کے مویشی اونٹ اور بکریاں آگئیں جب انہوں نے دودھ دوہ لیا اور مطمئن ہو کر سو گئے تو ایک دم سے ہم نے ان پر حملہ کر دیا مویشی ہنکا لئے قوم میں شور مچ گیا تو وہ جانور بھی آ گئے جن کی ہمیں طاقت نہ تھی ہم انہیں نکال لا رہے تھے کہ ابن البرصاء ہم سے ملا ہم نے اسے بھی لا دلیا اپنے ساتھی کو بھی لے لیا ہمیں اس قوم نے

پالیا اور ہماری طرف دیکھا ہمارے اور ان کے درمیان سوائے وادی کے اور کوئی چیز نہ تھی ہم لوگ وادی کے کنارے چل رہے تھے یکا یک اللہ نے جہاں سے چاہا سیلاب بھیج دیا جس نے آن کے دونوں کنارے پانی سے بھر دئے واللہ میں نے اس روز نہ ابر دیکھا نہ بارش وہ ایسا سیلاب تھا جس میں کسی کو یہ طاقت نہ تھی کہ اس کے پار ہو میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ کھڑے ہوئے ہماری طرف دیکھ رہے ہیں اور ہم نے ان جانوروں کو پانی کے بہاؤ پر چڑھا دیا تھا۔

انہوں نے اسی طرح کہا لیکن محمد بن عمر کی روایت ہے کہ ہم ان جانوروں کو پانی کے بہاؤ پر چڑھا لئے جا رہے تھے ان لوگوں سے ہم اس طرح چھوٹ گئے کہ وہ ہماری تلاش پر قادر نہ تھے انہوں نے کہا کہ میں ایک مسلمان رجز خوان کا قول نہ بھولوں گا جو یہ کہہ رہے تھے

ابی ابو القاسم تعزبی

فی خضل نباه مغلوب

ابوالقاسم نے اس سے انکار کیا کہ میرے لئے کم ہو کسی سبزہ زار میں اس کی گھاس جس میں بکثرت سبزہ ہو

صغر اعالیه کلون المذاهب

جس کے اوپر کا حصہ ایسا زرد ہے جیسے سونے سے ملمع کی ہوئی چیز کا رنگ ہوتا ہے

محمد بن عمر نے اپنی روایت میں اتنا اور زیادہ کیا ہے

وذاک قزرول صادق لم یکذب

اور یہ ایک صادق کا قول ہے جو کبھی جھوٹ نہیں بولتا

انہوں نے کہا کہ وہ دس سے زائد تھے اسلم کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ ان کا اشعار اس روز امت امت تھا۔

سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی

صفر ۸ھ میں غالب بن عبداللہ اللیثی کا سریہ ان لوگوں کی جانب ہوا جن سے بشیر بن سعد کے ساتھیوں پر مصیبت آئی تھی حارث بن فضیل سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے زبیر بن عوام کو تیار کیا اور فرمایا کہ جاؤ یہاں تک کہ تم بشیر بن سعد کے ساتھیوں پر مصیبت لانے کے پاس پہنچو اگر اللہ تمہیں ان پر کامیاب کرے تو ان کے ساتھ مہربانی نہ کرنا آپ نے ان کے ساتھ دوسو آدمی روانہ کر دئے اور ان کے لئے ایک جھنڈا باندھ دیا۔

اتنے میں غالب بن عبداللہ اللیثی کے سریے سے واپس ہوئے اللہ نے انہیں فتح مند کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے زبیر سے فرمایا کہ تم بیٹھو اور غالب بن عبداللہ کو دوسو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا انہی میں اسامہ بن زید بھی تھے مسلمان بشیر کے ساتھیوں پر مصیبت لانے والوں تک پہنچ گئے ان کے ہمراہ علبہ بن زید بھی تھے ان لوگوں کو مشرکین کے اونٹ ملے کچھ لوگوں کو انہوں نے قتل کیا۔

عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ اس سریہ میں عقبہ بن عمرو ابومسعود اور کعب بن عجرہ اور اسامہ بن زید الحارثی بھی غالب کے ہمراہ روانہ ہوئے

حویصہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے مجھے ایک سریہ میں غالب بن عبداللہ کے ہمراہ بنی مرہ کی جانب بھیجا انہوں نے صبح ہوتے ہی ان پر حملہ کر دیا غالب نے ہمیں خوف دلا دیا تھا اور حکم دیا تھا کہ ہم لوگ جدا نہ ہوں ہم

میں عقد مواخاۃ (ایک دوسرے کا بھائی) کر دیا تھا۔ غالب نے کہا کہ میری نافرمانی نہ کرنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی تم لوگ اگر میری نافرمانی کرو گے تو تم اپنے نبی کی نہ فرمانی کرو گے انہوں نے کہا کہ میرے اور ابو سعید خدری کے درمیان انہوں نے عقد مواخاۃ کر دیا (یعنی انہیں اور مجھے بھائی بھائی بنا دیا) پھر ہمیں وہ قوم مل گئی جس کی تلاش تھی۔

سریہ شجاع بن وہب الاسدی

ربیع الاول ۸ھ میں السی میں بنی امر کی جانب شجاع بن وہب الاسدی کا سریہ ہوا۔

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چوبیس آدمیوں کو ہوازن کے ایک مجمع کی طرف روانہ کیا جو السی میں تھا کہ المعدن سے اسی طرف رکبہ کے نواح میں مدینہ سے پانچ رات کے راستہ پر ہے آنحضرت نے حکم دیا کہ ان پر حملہ کر دیں۔

مسلمان رات کو چلتے تھے اور دن کو چھپ جاتے تھے اسی حالت میں صبح کے وقت ان کے پاس پہنچے وہ غافل تھے انہیں بہت سے اونٹ اور بکریاں ملیں جن کو مدینہ منورہ لائے مال غنیمت کو تقسیم کیا تو ان کے حصے میں پندرہ اونٹ آئے اونٹ کو انہوں نے دس بکریوں کے برابر کیا یہ سریہ پندرہ روز کا تھا۔

سریہ کعب بن عمیر الغفاری

ربیع الاول ۸ھ میں زات اطلاع کی جانب جو وادی القریٰ کے اسی طرف ہے کعب بن عمیر الغفاری کا سریہ ہوا الزہری سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے کعب بن عمیر الغفاری کو پندرہ آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا وہ زات اطلاع پہنچے جو شام کے علاقے میں ہے انہوں نے ان کی جماعت میں سے بہت بڑا مجمع پایا ان کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے قبول نہیں کی اور تیر اندازی کی۔

جب رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے دیکھا تو انہوں نے ان کا نہایت سخت مقابلہ کیا یہاں تک کہ قتل کر دئے گئے ایک شخص مجروح ہو کر مقتولین میں بچ گیا جب رات پر سکون طاری ہو گیا تو بمشکل روانہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ کو خبر دی جو بہت شاق گذری آپ نے ان کی جانب مہم بھیجنے کا ارادہ کیا مگر معلوم ہوا کہ وہ لوگ دوسرے مقام پر چلے گئے ہیں تو آپ نے انہیں چھوڑ دیا۔

سریہ موتہ...... جمادی الاولیٰ ۸ھ میں سریہ موتہ ہوا جو البلقاء کے نزدیک ہے اور بلقاء دمشق کے آگے ہے۔

قاصد رسول کی شہادت...... رسول اللہ ﷺ نے حارث بن عمیر الازدی جو بنی لہب میں سے تھے شاہ بصریٰ کے پاس نامہ مبارک کے ساتھ بھیجا۔ جب وہ موتہ اترے تو انہیں شرجیل بن عمرو الغسانی نے روکا اور قتل کر دیا ان کے سواء رسول اللہ ﷺ کا کوئی قاصد قتل نہیں کیا گیا یہ سانحہ آپ پر بہت شاق گزرا آپ نے لوگوں کو بلایا سب تیزی کے ساتھ آئے اور الجرف میں جمع ہو گئے ان کی تعداد تین ہزار تھی۔

امیر جیش حضرت زید بن حارثہ...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب کے امیر زید بن حارثہ ہیں اگر وہ قتل کردیئے جائیں تو جعفر بن ابی طالب ہیں اگر وہ بھی قتل کردیئے جائیں تو مسلمان اپنے میں سے کسی کو بھی منتخب کرلیں اور اسے امیر بنالیں۔

رسول اللہ نے ان کے لئے ایک سفید جھنڈا باندھا اور زید بن حارثہ کو دے دیا انہیں وصیت کی کہ حارثہ بن عمیر کے مقتل میں آئیں جو لوگ وہاں ہوں انہیں اسلام کی دعوت دیں اگر وہ قبول کرلیں تو خیر ورنہ اللہ سے ان کے خلاف مدد مانگیں اور ان سے لڑیں آپ ان کی مشایعت کے لئے نکلے ثنیۃ الوداع پہنچ کر ٹھہر گئے اور انہیں رخصت کر دیا وہ لوگ اپنی چھاونی سے روانہ ہوئے تو مسلمانوں نے ندا دی کہ اللہ تم سے تمہارے دشمن کو دفع کرے اور تمہیں نیک و کامیاب کرکے واپس کرے ابن رواحہ نے اس وقت یہ شعر پڑھا۔

لکنی اسأل الرحمن مغفرۃ وضربۃ ذات فرغ تقذف

لیکن میں رحمٰن سے مغفرت مانگتا ہوں اور ایسی کاری ضرب جو خباثت کو دور کردے۔

اسلامی لشکر کی روانگی...... جب وہ مدینے سے چلے تو دشمن نے ان کی روانگی سنی اور مقابلہ کے لئے جمع ہوئے شرجیل بن عمرو نے ایک لاکھ سے زائد آدمی تیار کرلئے اور اپنے جاسوسوں کو آگے روانہ کر دیا مسلمان معاً ملک شام میں اترے لوگوں کو یہ خبر پہنچی کہ ہرقل مآب علاقہ البلقاء میں ایک لاکھ آدمیوں کے ساتھ اترا ہے جو بہرو وائل اور بکر اور لخم اور جزام کے قبائل میں سے تھے مسلمان دو شب مقیم رہے تا کہ اپنے معاملے پر غور کریں انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو لکھیں اور آپ کو اس واقعہ کی خبر دیں عبداللہ بن رواحہ نے انہیں چلنے پر ہمت دلائی وہ لوگ موتہ تک گئے مشرکین ان کے پاس آئے ان کا وہ سامان ہتھیار جانور دیبا و حریر اور سونا جس کی کسی کو مقدرت نہ تھی

حضرت زید بن حارثہ کی شہادت...... مسلمان اور مشرکین کا مقابلہ ہوا امراء نے اس روز پیادہ لڑائی کی جھنڈا زید بن حارثہ نے لیا انہوں نے جنگ کی ان کے ہمراہ اپنی اپنی صفوں میں مسلمانوں نے بھی جنگ کی یہاں تک کہ زید بن حارثہ نیزے سے قتل ہوئے ان پر خدا کی رحمت ہو

حضرت جعفر بن ابی طالب کی شہادت...... جھنڈا جعفر بن ابی طالب نے اپنے ہاتھوں میں لیا وہ اپنے گھوڑے سے اتر پڑے جو سنہرے رنگ کا تھا انہوں نے اس کے پاؤں کی رگ کاٹ دی یہ پہلا گھوڑا تھا جس کے پیر کی رگ اسلام میں کاٹی گئی انہوں نے مقابلہ کیا یہاں تک کہ وہ بھی قتل کردیئے گئے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو انہیں ایک رومی نے مارا اور دو ٹکڑے کردے ان کے جسم کے ایک ٹکڑے میں تیس سے زائد زخم پائے گئے جیسا کہ کہا گیا جعفر کے بدن پر بہتر زخم ملے جو تلوار اور نیزے کے تھے

حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت............ جھنڈا عبداللہ بن رواحہ نے لے لیا مسلمان بھاگے ان کو شکست ہوگئی مشرکین نے ان کا تعاقب کیا مسلمانوں میں سے جو قتل ہو گیا وہ ہو گیا۔

وہ زمین رسول اللہ ﷺ کے لئے اٹھالی گئی آپ نے قوم کے میدان جنگ دیکھا جب خالد بن ولید نے جھنڈا لے لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب جنگ زور کی ہوگی۔

اہل مدینہ کا اظہار تاسف............اہل مدینہ نے لشکر موتہ کو سنا کہ آرہے ہیں تو جرف میں ان سے ملاقات کی لوگ ان کے منہ پر خاک ڈالنے لگے اور کہنے لگے کہ اے فرار کرنے والو تم نے اللہ کی راہ سے فرار حاصل کی رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے کہ یہ لوگ فرار کرنے والے نہیں یہ لوگ انشاء اللہ دوبارہ حملہ کرنے والے ہیں۔

ابو عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے شام بھیجا جب میں واپس ہوا تو اپنے ساتھیوں پر گزرا جو موتہ میں مشرکین سے لڑ رہے تھے میں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں آج نہ جاؤں گا تاوقتیکہ ان کے مال کار کو نہ دیکھ لوں۔

جعفر بن ابی طالب نے جھنڈا لے لیا اور ہتھیار پہن لئے دوسرے راوی نے کہا کہ زید نے جھنڈا لیا جو قوم کے سردار تھے جعفر نے اٹھایا جب انہوں نے دشمنوں سے مقابلے کا ارادہ کیا تو واپس ہوئے اور ہتھیار پھینک دئے پھر دشمن پر حملہ کر دیا اور نیزہ بازی کی وہ بھی قتل کر دئے گئے۔

جھنڈا زید بن حارثہ نے لیا اور نیزہ بازی کی وہ بھی قتل کر دئے گئے عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا اپنے ہاتھ لیا نیزہ بازی کی اور وہ بھی قتل کر دئے گئے۔

مسلمان بری طرح ہزیمت اٹھا کر بھاگے میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا تھا ان میں سے دو کو بھی یکجا نہیں دیکھا وہ جھنڈا ایک انصاری نے لے لیا وہ اسے لے کے دوڑے یہاں تک کہ سب لوگوں کے آگے ہو گئے تو انہوں نے اسے گاڑ دیا اور کہا کہ اے لوگو میرے پاس آؤ لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے جب تعداد اچھی خاصی ہوگئی تو جھنڈا خالد بن ولید کے پاس لے گئے خالد نے کہا کہ میں جھنڈا تم سے نہیں لوں گا تم اس کے زیادہ مستحق ہو انصاری نے کہا کہ واللہ میں نے تمہارے لئے ہی لیا ہے خالد نے وہ جھنڈا لیا اور مشرکین پر حملہ کر دیا اللہ نے انہیں ایسی بری شکست دی کہ میں نے ایسی نہیں دیکھی تھی مسلمانوں نے جہاں دل چاہا تلوار چلائی۔

رسول اللہ ﷺ کی خاموشی...... میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس کی خبر دی آپ پر وہ واقعہ بہت شاق گزرا ظہر کی نماز پڑھی اور اندر تشریف لے گئے۔

آپ نے جب ظہر پڑھ لی دو رکعتیں اور پڑھیں پھر جماعت کی طرف منہ پھیر لیا لوگوں پر بہت شاق گزرا آپ نے عصر پڑھی اور اسی طرح کیا مغرب پڑھی اور اسی طرح کیا پھر عشاء پڑھی اور اسی طرح کیا جب صبح کی نماز کا وقت ہوا تو مسجد تشریف لائے لبوں پر مسکراہٹ تھی معمول تھا کہ جب تک آپ صبح کی نماز نہ پڑھ لیں کوئی انسان مسجد کی کسی طرف سے کھڑا نہیں ہوتا تھا جب آپ مسکرائے تو جماعت نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ ہماری جانیں آپ پر فدا ہوں ہمارے غم کو اللہ ہی جانتا ہے جو ہمیں اس وقت تھا جب سے ہم نے آپ کی وہ حالت دیکھی جو ہم نے دیکھی

شہدائے موتہ کا اعزاز...... رسول اللہ نے فرمایا کہ تم نے جو میری حالت دیکھی یہ ہے کہ مجھے میرے اصحاب کے قتل نے غمگین کر دیا یہاں تک کہ میں نے انہیں اس طرح جنت میں دیکھ لیا کہ وہ بھائی بھائی ہیں آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہیں ان میں سے ایک میں نے کسی قدر اعتراض (روگردانی) کو دیکھا گویا انہیں تلوار

ناپسند ہے میں نے جعفر کو دیکھا کہ وہ ایک فرشتے ہیں جن کے دو بازو ہیں جو خون میں رنگے ہیں اور جن کے قدم بھی رنگے ہوئے ہیں۔

سریہ عمرو بن العاص...... ذات السلاسل کی جانب عمرو بن العاص کا سریہ ہوا جو وادی القریٰ کے اسی طرف ہے اس کے اور مدینے کے درمیان دس دن کا راستہ ہے یہ سریہ جمادی الآخریٰ ۸ھ میں ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی کہ قضاعہ کی ایک جماعت اس ارادہ سے اکٹھی ہوئی ہے کہ مدینہ نبی کریم ﷺ کے اطراف پہنچ جائیں رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو بلایا ان کے لئے (لواء) سفید جھنڈا باندھا ہمراہ سیاہ جھنڈا (رایت) بھی کر دیا انہیں تین سو اعلیٰ درجے کے مہاجرین وانصار کے ساتھ روانہ کیا تمیں گھوڑے بھی ساتھ تھے آپ نے حکم دیا کہ بلی وعذرہ وبلقین میں سے جس پر گذر ہو اس سے مدد حاصل کریں وہ رات کو چلتے تھے اور دن کو پوشیدہ ہو جاتے تھے جب اس قوم کے نزدیک ہوئے تو معلوم ہوا کہ مجمع بہت بڑا ہے انہوں نے رافع بن مکیث الجہنی کو رسول اللہ کے پاس بھیج کر آپ سے مدد کی درخواست کی آپ نے ان کے پاس ابوعبیدہ بن الجراح کو دو سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا ان کے لئے جھنڈا باندھا ہمراہ منتخب مہاجرین وانصار کو بھیجا جن میں ابوبکر وعمر بھی تھے انہیں یہ حکم دیا کہ دونوں ساتھ رہیں جدا جدا نہ ہوں۔

وہ عمرو سے ملے ابوعبیدہ نے ارادہ کیا کہ لوگوں کی نماز میں امامت کریں عمرو نے کہا کہ آپ تو میرے پاس مدد کے لئے آئے ہیں امیر تو میں ہوں ابوعبیدہ نے ان کی بات مان لی عمرو لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے۔

عمرو روانہ ہوئے بلی کی آبادی میں داخل ہوئے تمام راستے معلوم کر لئے عذرہ وبلقین کی آبادی تک آگئے آخر انہیں ایک مجمع ملا جن پر مسلمانوں نے حملہ کر دیا وہ اپنی آبادی میں بھاگے اور منتشر ہو گئے عمرو لوٹے انہوں نے عوف بن مالک الاشجعی کو پیامبر بنا کر رسول اللہ کے پاس بھیجا انہوں نے آپ کو ان کے واپس آنے اور صحیح وسالم ہونے کی اور جو کچھ ان کے جہاد میں ہوا اس کی خبر دی۔

سریہ الخبط (برگ درخت)

رجب ۸ھ میں سریہ الخبط ہوا جس کے امیر ابوعبیدہ بن جراح تھے رسول اکرم ﷺ نے ابوعبیدہ بن جراح کو تین سو مہاجرین وانصار کے ساتھ جن میں عمر بن خطاب بھی موجود تھے جہینہ کے ایک قبیلہ کی طرف بھیجا جو القبیلیہ میں تھا کہ سمندر کے ساحل متصل ہیں اس کے اور مدینے کے درمیان پانچ رات کا راستہ ہے راستے میں ان کو بھوک کی سخت تکلیف معلوم ہوئی تو ان لوگوں نے درخت کے پتے کھائے قیس بن سعد نے اونٹ خریدے اور ان لوگوں کے لئے ذبح کئے سمندر نے ان کے لئے بہت بڑی مچھلی ڈال دی جس کو انہوں نے کھایا اور واپس ہوئے جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سریہ ابوقتادہ بن ربعی الانصاری

خضرہ کی جانب جو نجد میں قبیلہ محارب کی زمین ہے ابوقتادہ بن ربعی الانصاری کا سریہ شعبان ۸ھ میں ہوا رسول اللہ ﷺ نے پندرہ آدمیوں کے ہمراہ ابوقتادہ کو غطفان کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ ان کو چاروں طرف سے

گھیر لیں وہ رات کو چلے اور دن کو چھپے رہتے ابوقتادہ نے ان کے بہت بڑے قبیلے پر حملہ کر کے گھیر لیا ان میں سے ایک آدمی چلایا یا خضرہ ان کے چند آدمیوں نے لڑائی کی جو مسلمانوں کے سامنے آیا وہ قتل ہوا مسلمان مویشی ہنکالائے جو دوسواونٹ اور دو ہزار بکریاں تھیں بہت سے مشرکین کو گرفتار کر لیا اور مال غنیمت کو جمع کر لیا اور خمس نکال لیا جو بچا لشکر میں تقسیم کر دیا ہر شخص کے حصے میں بارہ اونٹ آئے اونٹ کو دس بکریں کے برابر شمار کیا گیا ابوقتادہ کے حصے میں ایک خوبصورت لونڈی آئی جسے رسول اکرم ﷺ نے ان سے مانگ لیا اور محمد بن جز کو ہبہ کر دی اس سریہ میں یہ لوگ پندرہ رات باہر رہے۔

سریہ ابوقتادہ بن ربعی الانصاری

ماہ رمضان میں ۸ھ میں بطن اضم کی جانب سریہ ابوقتادہ بن ربعی الانصاری ہوا جب رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے ابوقتادہ بن ربعی کو آٹھ آدمیوں کے ہمراہ بطور سریئے کے بطن اضم کی جانب روانہ کیا جو ذی خشب اور ذی المروہ کے درمیان ہے اس کے اور مدینے کے درمیان تین برد (۳۶) فاصلہ ہے یہ سریہ اس لئے بھیجا کہ گمان کرنے والا یہ گمان کرلے کہ رسول اللہ کی توجہ اس علاقے کی طرف ہے تا کہ اس کی کبر پھیل جائے اسا سریہ میں محلم بن جثامہ اللیثی بھی تھے بما لاضبط الاشجعی کا کوئی باشنہ گزرا اس نے اسلامی طریقے سے سلام کیا تو اسے جماعت نے روک لیا مگر محلم بن بثامہ نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اس کا اونٹ اور اسباب اور دودھ کا برتن جو اس کے ہمراہ تھا چھین لیا۔

یہ لوگ جب نبی کریم ﷺ سے ملے تو ان کے بارے میں قرآن نازل ہوا یاایھا الذین آمنو اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا ولاتقولوالمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوۃالدنیا فعنداللہ مغانم کثیرۃ (اے ایمان والو تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو خوب سمجھ لیا کرو اور جو شخص تمہیں سلام کرے تو یہ نہ کہو کہ تو مؤمن نہیں ہے اس غرض سے کہ تم حیات دنیا کا سامان حاصل کرو کیونکہ اللہ کے پاس کثیر مال غنیمت ہے)۔

وہ روانہ ہوئے انہیں کوئی جماعت نہ ملی تو واپس ہوئے خشب پہنچے تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کی طرف روانہ ہو گئے انہوں نے درمیان کا راستہ اختیار کیا اور نبی کریم ﷺ سے السقیاء میں مل گئے۔

غزوہ عام الفتح ...... رمضان ۸ھ میں رسول اللہ ﷺ کا غزوہ عام الفتح مکہ ہوا۔

بنوخزاعہ پر حملہ ...... صلح حدیبیہ کے بیسویں مہینے جب شعبان ۸ھ آیا تو بنونفاثہ نے جو بنوبکر میں سے تھے اشراف قریش سے گفتگو کی کہ بنی خزاعہ کے مقابلے میں آدمیوں ہتھیاروں سے ان کی مدد کریں قریش نے ان سے وعدہ کر لیا میں چھپ کے بھیس بدلے ہوئے ان کے پاس پہنچ گئے صفوان بن امیہ حویطب بن عبدالعزیٰ اور مکرز بن حفص بن الاخیف اس جماعت میں تھے ان لوگوں نے رات کے وقت بنی خزاعہ پر حملہ کیا جب کہ وہ لوگ غافل اور امن میں تھے ان کے بیس آدمی قتل کر دیئے گئے۔

اہل مکہ کی نقض عہد پر پشیمانی...... قریش کو اپنے کئے ہوئے پر ندامت ہوئی انہوں نے یقین کر لیا کہ یہ اس مدت اور عہد کا نقض ہے جو ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ہے۔

عمرو بن سالم الخزاعی چالیس خزاعی سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ کو اس مصیبت کی خبر دی جو انہیں پیش آئی اور مدد کی درخواست کی آپ کھڑے ہو گئے اپنی چادر کو کھینچتے تھے اور فرماتے تھے کہ میری مدد بھی نہ کی جائے اگر میں اس چیز سے بنی کعب کی مدد نہ کروں جس سے میں اپنی مدد کرتا ہوں اور فرمایا کہ یہ ابر بنی کعب کی مدد کے لئے ضرور برسے گا۔

تجدید معاہدہ کی درخواست...... ابوسفیان بن حرب نے مدینے میں آ کر آپ سے درخواست کی کہ آپ عہد کی تجدید اور مدت میں اضافہ کر دیں مگر آپ نے اس سے انکار کیا ابوسفیان کھڑے ہو گئے اور کہا کہ میں نے لوگوں کے سامنے اجازت حاصل کر لی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوسفیان تو یہ کہتا ہے پھر وہ مکہ واپس چلا گیا۔ رسول اللہ نے سامان کیا معاملہ پوشیدہ رکھا اپنے کان بند کرے اور دعا کی کہ اے اللہ ان کی آنکھیں بند کر دے کہ وہ مجھے ناگہانی طور کے سوا نہ دیکھ سکیں۔

حاطب کے قاصد کی گرفتاری...... جب آپ نے روانگی پر اتفاق کر لیا تو حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کو ایک خط لکھا جس میں اس واقعہ کی انہیں خبر دی رسول اللہ ﷺ نے علی بن طالب اور المقداد بن عمرو کو روانہ کیا ان دونوں نے حاطب کے خط و قاصد کو گرفتار کر لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔

قبائل کی طلبی...... رسول اللہ ﷺ نے اپنے اطراف کے عرب کو بلا بھیجا ان کے بڑے قبیلے اسلم غفار مزینہ جہنیہ اشجع اور سلیم تے ان میں سے بعض آپ سے مدینے میں اور بعض راستے میں مسلمان غزوہ فتح میں دس ہزار تھے۔

نیابت عبداللہ بن ام مکتوم...... رسول اللہ ﷺ نے مدینہ پر عبداللہ بن مکتوم کو اپنا قائم مقام بنایا اور دس رمضان ۸ھ یوم چہار شنبہ کو بعد عصر روانہ ہو گئے جب آپ الصلصل پہنچے تو زبیر بن عوام کو دو سو مسلمانوں کے ہمراہ آگے روانہ کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کی روانگی...... رسول اللہ ﷺ کے منادی نے یہ ندا دی کہ جو شخص افطار کرنا چاہے وہ افطار کرے اور جو روزہ رکھنا چاہے وہ روزہ رکھے آپ روانہ ہوئے جب قدید پہنچے تو چھوٹے چھوٹے جھنڈے (لواء ورایت) باندھے قبائل کو دیئے۔

اہل مکہ کی پریشانی...... عشاء کے وقت مرالظہر ان میں اترے آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ تو انہوں نے دس ہزار جگہ آگ روشن کی قریش کو آپ کی روانگی کی خبر نہیں پہنچی وہ غمگین تھے کیونکہ انہیں اندیشہ تھا کہ آپ ان سے جنگ کریں گے۔

قریش نے ابوسفیان بن حرب کو بھیجا کہ وہ حالات معلوم کرے انہوں نے کہا کہ اگر محمد سے ملے تو ہمارے لئے ان سے امان لے لینا ابوسفیان بن حرب حکم بن حزام اور بدیل بن ورقا روانہ ہوئے جب انہوں نے لشکر دیکھا تو سخت پریشان ہوئے۔

ابوسفیان کو امان...... رسول اللہ ﷺ نے اس رات کو پہرے پر عمر بن خطاب کو عامل بنایا تھا عباس بن عبد المطلب نے ابوسفیان کی آواز سنی تو پکار کر کہا ابوحنظلہ اس نے کہا کہ لبیک اے عباس یہ تمہارے پیچھے کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ دس ہزار کے ساتھ رسول اللہ ﷺ ہیں تیری ماں اور تیرا خاندان روئے تو اسلام لے آ۔

عباس نے اسے پناہ دی اور اسے اور اس کے دونوں ساتھیوں کو خدمت نبوی میں پیش کر دیا تینوں اسلام لے آئے آپ نے ابوسفیان کے لئے یہ کر دیا کہ جو شخص ان کے گھر میں داخل ہوا سے امان ہے جو شخص اپنے دروازے بند رکھے اسے امان ہے۔

اسلامی لشکر کا مکہ میں داخلہ...... رسول اللہ ﷺ اپنے آہن پوش لشکر کے ساتھ مکہ میں داخل ہو گئے آپ اپنی اونٹنی قصویٰ پر ابوبکر و اسید بن حضیر کے درمیان تھے ابوسفیان کو روک لیا گیا تھا جب انہوں نے وہ سامان دیکھا جس کی انہیں طاقت نہ تھی تو کہا کہ اے ابوالفضل تیرے بھتیجے کی سلطنت تو بہت بڑھ گئی عباس نے کہا کہ تیری خرابی ہو یہ سلطنت نہیں بلکہ نبوت ہے انہوں نے کہا کہ بے شک۔

اس روز رسول اللہ ﷺ کا (رایت) جھنڈا سعد بن عبادہ کے ساتھ تھا آپ کو ان کی طرف سے یہ معلوم ہوا کہ قریش کے بارے میں کلام ہے اور ان سے وعدہ ہے تو آپ نے جھنڈا ان سے لے لیا اور ان کے فرزند قیس بن سعد کو دے دیا۔

ابن خطل حویرث اور مقیس کا قتل...... رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ کو کدار سے زبیر بن کدیٰ اور خالد بن ولید کو الیط سے داخل ہونے کا حکم دیا عکرمہ بن ابی جہل سہبار بن اسود عبداللہ بن سعد بن ابی سرح مقیس بن ثبابۃ اللیثی حویرث بن تقیذ اور عبداللہ بن ہلال بن خطل الادرمی ہند بنت عتبہ سارہ عمرو ہاشم کی آزاد کردہ لونڈی فرتنا اور قریبہ ان میں سے ابن خطل حویرث بن نقیذ مقیس بن صبانہ قتل کئے گئے۔

عکرمہ بن ابی جہل اور خالد بن ولید کا مقابلہ...... تمام لشکر کو کوئی مجمع نہ ملا سوائے خالد بن ولید کے انہیں الخندمہ میں قریش کی ایک جماعت کے ساتھ صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابی جہل ملے ان لوگوں نے انہیں اندر آنے سے روکا ہتھیار نکال لئے تیر اندازی کی خالد نے اپنے ساتھیوں کو پکارا ان سے جنگ ہوئی جس میں چوبیس آدمی قریش کے اور چار آدمی ہذیل کے قتل ہوئے جو بچے وہ بری طرح بھاگ گئے۔

رسول اللہ اذاخر کے پہاڑی راستے پر ظاہر ہوئے تو آپ نے ایک بجلی دیکھی فرمایا کہ میں نے تمہیں قتال سے منع نہیں کیا تھا کہا گیا کہ خالد سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے شمشیر زنی کی فرمایا کہ اللہ کا فیصلہ سب سے بہتر ہے۔

شہدائے فتح مکہ...... مسلمانوں میں دو آدمی مقتل ہوئے جو راستہ بھول گئے ایک کرز بن جابر الفہری اور دوسرے خالد الاشعر الخزاعی تھے۔

رسول اللہ ﷺ کا خیمہ میں قیام...... رسول اللہ ﷺ کے لئے الحجون میں چمڑے کا خیمہ لگایا گیا زبیر بن عوام آپ کا جھنڈا لے گئے اور اسے خیمے کے پاس گاڑ دیا رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اس کے اندر تشریف لے گئے۔ عرض کی کہ آپ مکان میں کیوں نہیں اترتے؟ فرمایا کہ عقیل نے ہمارے لئے کوئی مکان چھوڑا ہے؟

تطہیر کعبہ...... نبی کریم ﷺ مکے میں غلبہ وقوف کے ساتھ داخل ہوئے لوگ خوشی اور ناگواری سے اسلام لائے رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری پر بیت اللہ کا طواف کیا حالانکہ کعبہ کے نزدیک تین سو ساٹھ بت تھے آپ نے یہ کیا کہ جب کسی بت کے پاس سے گزرتے تو اپنے ہاتھ کی لکڑی سے اس کی طرف اشارہ کرتے اور فرماتے جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (حق آیا اور باطل مٹ گیا باطل تو مٹنے والا ہی ہے) وہ بت اوندھے منہ گر پڑتا تھا۔

سب سے بڑا بت ہبل کعبے کے سامنے تھا آپ مقام ابراہیم میں آئے جو کعبے کے متصل تھا اس کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی مسجد کے ایک کنارے بیٹھ گئے بلال کو عثمان بن طلحہ کے پاس کعبے کی چابی لانے کے لئے بھیجا عثمان لائے رسول اللہ ﷺ نے اس پر قبضہ کر لیا اور بیت اللہ کا دروازہ کھول کر اندر تشریف لے گئے اس میں دو رکعت نماز پڑھی اور باہر آ گئے۔

آپ نے دروازے کے دونوں پٹ بند کر دئے اور چابی اپنے ہی پاس رکھی لوگوں کو کعبے کے گرد لایا گیا آپ نے اس روز لوگوں کو نصیحت کی عثمان بن طلحہ کو بلا کر چابی دے دی اور فرمایا کہ اولاد ابی طلحہ اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لے لو وہ تم سے سوائے ظالم کے اور کوئی نہ چھینے گا۔

پانی کی سبیل (سقایہ) آپ نے عباس بن عبد المطلب کو دی فرمایا کہ میں نے تمہیں دی نہ وہ تم سے بخل کرے اور نہ تم اس سے بخل کرو۔

خانہ کعبہ میں پہلی اذان...... رسول اللہ ﷺ نے تمیم بن اسد الخزاعی کو بھیجا انہوں نے حرم کے پتھروں کو درست کر دیا ظہر کا وقت آ گیا تو بلال نے کعبے کی چھت کے اوپر اذان دی رسول اللہ نے فرمایا کہ اس دن کے بعد سے قریش سے قیامت تک کفر پر جنگ نہیں کی جائے گی۔

رسول اللہ ﷺ الحزورہ میں ٹھہرے کعبے سے خطاب کر کے کہا کہ تو اللہ کی زمینوں میں سب سے بہتر ہے اللہ کی زمینوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اگر میں تجھ سے نہ نکالا جاتا تو میں نہ نکلتا۔

بت خانوں کا انہدام...... رسول اللہ ﷺ نے ان بتوں کی اطراف سرایا بھیجے جو کعبے کے گرد تھے اور

سب کو توڑ ڈالا ان میں سے العزیٰ مناۃ سواع بوانہ اور ذو الکفین تھے رسول اللہ ﷺ کے منادی نے مکہ میں ندا دی جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے گھر میں کوئی بت توڑے بغیر نہ چھوڑے۔

خطبہ رسول...... جب فتح کا دوسرا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ظہر کے بعد خطبہ پڑھا وعظ کہا اور فرمایا کہ اللہ نے جس دن آسمان وزمین پیدا کیا اسی دن سے مکہ کو حرام (محترم) وقتل وقتال سے محفوظ) کر دیا وہ قیامت تک حرام ہے میرے لئے بھی دن کی ایک ساعت کے سوا کبھی حلال نہیں ہوا۔ اس کے بعد وہ اپنی حرمت دیروزہ پر واپس چلا گیا لہٰذا تم میں سے جو لوگ حاضر ہیں وہ غائبین کو پہنچا دیں ہمارے لئے ان کے غنائم میں سے کچھ بھی حلال نہیں ہے۔

یوم فتح مکہ...... آنحضرت نے بیس رمضان یوم جمعہ کو مکہ معظمہ فتح کیا پندرہ رات مقیم رہے دو رکعت نماز عصر پڑھتے رہے غائبین کی طرف روانہ ہوئے مکہ پر عتاب بن اسید کو عامل بنایا جو انہیں نماز پڑھاتے تھے اور معاذ بن جبل کو جو حدیث وفقہ کی تعلیم دیتے تھے۔

افطار روزہ...... ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دس رمضان کو عام الفتح (فتح مکہ کے سال) میں مدینے سے روانہ ہوئے آپ نے روزہ رکھا اور الکدید پہنچے تو ترک روزہ کر دیا یہ لوگ سمجھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا آخر حکم ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عام الفتح میں رمضان میں روانہ ہوئے آپ نے روزہ رکھا جب الکدید پہنچے اور لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے پیالہ کر اس سے پانی پی لیا پھر فرمایا کہ اے لوگو جو رخصت کو قبول کرلے یعنی افطار کرے تو رسول اللہ ﷺ نے بھی اسے قبول کیا ہے جو روزہ رکھے تو رسول اللہ ﷺ نے بھی روزہ رکھا ہے۔

لوگ آپ کے جدید سے جدید امر کا اتباع کرتے تھے اور امر ناسخ کو محکم سمجھتے تھے (یعنی جس حکم نے سفر مکہ کے روزے کو منسوخ کر دیا اسے بدیہی اور واضح حکم سمجھتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عام الفتح میں ماہ رمضان میں روانہ ہوئے آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ الکدید پہنچے پھر آپ نے افطار کیا اور روزہ ترک کر دیا رسول اللہ ﷺ کے اصحاب آپ کے جدید سے جدید حکم کی اتباع کرتے تھے۔

ابوسعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رمضان کو بلایا ہم لوگ روانہ ہوئے حالانکہ روزہ دار تھے جب الکدید پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فطر (ترک روزہ) کا حکم دیا ہمیں شرجین اس حالت میں صبح ہوئی کہ بعض ہم میں سے روزہ دار تھے اور بعض تارک روزہ جب ہم الظہر ان پہنچے تو آپ نے ہمیں آگاہ کیا کہ ہم دشمن کا مقابلہ کریں گے اور تارک صوم کا حکم دیا۔

ابوسعید الخدری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کرلیا تو ۱۸ یا ۱۷ رمضان کو ہم لوگ آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے ہم میں بعض روزہ دار تھے اور بعض نے ترک کر دیا تھا مگر نا روزہ دار نے تارک روزہ کو برا کہا اور نہ تارک روزہ نے روزہ دار کو۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فتح مکہ کے دن روزہ رکھا جب آپ تدید پہنچے آپ کے پاس ایک پیالہ لایا گیا جس میں دودھ تھا آپ نے افطار کرلیا اور لوگوں کو بھی افطار کرنے کا حکم دیا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس رمضان کو اسی حالت میں مکہ فتح کیا کہ آپ روزہ دار مسافر مجاہد تھے۔

یوم فتح مکہ میں مسلمانوں کی تعداد...... سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عام الفتح میں رسول اللہ ﷺ آٹھ ہزار یا دس ہزار کے ہمراہ مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور مکہ والوں میں سے دو ہزار کو حنین لے گئے۔

ابن بزی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔

عبداللہ کے والد سے مروی ہے کہ ہم نے عام الفتح میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جہاد کیا ہم لوگ ایک ہزار سے زائد تھے (ان کی مراد اپنی قوم مزینہ سے ہے) اللہ تعالیٰ نے مکہ اور حنین آپ کے لئے فتح کر دیا۔

عمامہ اور خود کے متعلق مختلف روایات...... انس بن مالک سے مروی ہے کہ عام الفتح میں رسول اللہ ﷺ اس طرح مکہ میں داخل ہوئے کہ سر پر خود تھا آپ نے اسے اتار دیا۔

معن وموسیٰ بن داؤد نے اپنی حدیثوں میں بیان کیا ہے کہ ایک آدمی یا اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ابن خطل کعبے کے پردوں میں لٹکا ہوا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے قتل کر دو۔

معن نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ محرم (احرام باندھے ہوئے نہ تھے)۔

انس بن مالک نے الزہری سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو عام الفتح میں اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے سر پر خود تھا جب آپ نے اسے اتار ڈالا تو ایک شخص آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ یہ ابن خطل ہے جو کعبے کے پردوں میں لٹکا ہوا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے جہاں پاؤ قتل کر دو۔

طاؤس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکے میں کبھی بغیر احرام کے داخل ہوئے سوائے یوم فتح کے دن اس روز آپ بغیر احرام کے داخل ہوئے۔

جابر سے مروی ہے کہ عام الفتح میں نبی کریم ﷺ اس طرح داخل ہوئے کہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

عائشہ سے مروی ہے کہ یوم الفتح میں رسول اللہ ﷺ مکہ کے اوپر سے داخل ہوئے اور مکہ کے نیچے سے واپس آئے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ عام الفتح میں رسول اللہ ﷺ کدا کے راستے اس گھاٹی میں داخل ہوئے جو مکہ کے اوپر ہے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں بلند گھاٹی سے داخل ہوئے اور نچلی گھاٹی سے نکلے تھے۔

عبیدہ بن عمیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز اپنے اصحاب سے فرمایا کہ آج جنگ کا دن ہے اس لئے افطار کرلو۔

شبابہ نے شعبہ سے روایت کی کہ عمرو بن دینار نے عبید بن عمیر سے صرف تین حدیثیں سنیں۔

حضرت عبداللہ ابن مکتوم کے اشعار...... ابوسلمہ ویحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کا دن ہوا تو عبداللہ بن ام مکتوم آپ کے گرد صفا و مروہ کے درمیان تھے اور یہ اشعار پڑھتے تھے:

یا حبذامکۃ من وادی

ارض بھا اھل دعوادی

اے وادی مکہ تیرا کیا کہنا جس میں میرے اہل اور عبادت کرنے والے ہیں۔

ارض امشی بھابلا دھادی

ارض بھا ترسخ اوتادی

تو ایسی زمین ہے جس میں بلا ہادی کے چلتا ہوں تو ایسی زمین ہے جس میں میری میخیں مضبوط گڑی ہیں۔

ابن خطل کا انجام ...... سعید بن میتب سے مروی ہے کہ یوم الفتح میں رسول اللہ ﷺ نے ابن ابی سرح فرتنا البز ہری اور ابن خطل کے قتل کا حکم دیا اور ابو برزہ ابن خطل کے پاس آئے جو کعبے کے پردوں میں لٹکا ہوا تھا اس کا پیٹ چاک کر دیا۔

ابن ابی سرح کو امان ...... انصار میں سے ایک شخص تھے جنہوں نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر ابن ابی سرح کو دیکھیں تو اسے قتل کر دیں گے عثمان آئے ابن ابی سرح ان کا رضاعی بھائی تھا انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ان کی سفارش کی حالانکہ وہ انصاری تلوار کا قبضہ پکڑے نبی کریم ﷺ کے حکم کے منتظر تھے کہ آپ اشارہ کریں تو وہ اسے قتل کر دیں۔

عثمان نے ان کی سفارش کی آپ نے اسے چھوڑ دیا رسول اللہ ﷺ نے اس انصاری سے کہا کہ تم نے اپنی نذر کیوں نہ پوری کی انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں اپنا ہاتھ تلوار کے قبضے میں رکھ کر منتظر تھا کہ آپ حکم دیں تو اسے قتل کر دوں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اشارہ کرنا خیانت ہے نبی کو یہ مناسب نہیں کہ وہ اشارہ کرے۔

عمر بن خطاب کے اعزہ میں سے کسی سے مروی ہے کہ جب یوم فتح ہوا تو آپ نے صفوان بن امیہ بن خلف ابوسفیان بن حرب اور حارث بن ہشام کو بلا بھیجا میں نے کہا کہ اللہ نے ان کے بارے میں قدرت دی ہے کہ آپ ان لوگوں کو جو کچھ انہوں نے کیا آگاہ کریں۔

معافی کا اعلان ...... نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسا کہ یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ وھو ارحم الرحمین (آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے اللہ تمہاری مغفرت کرے وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے)

(عمر نے کہا کہ پھر میں رسول اللہ ﷺ سے ان ناگوار افعال کی وجہ سے جو مجھ سے زمانہ جاہلیت میں سرزد ہوئے شرما گیا) رسول اللہ ﷺ نے ان سے جو کچھ فرمایا وہ فرمایا ہے۔

تصاویر کعبہ کو مٹانے کا حکم ...... جابر سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عمر بن خطاب کو جو بطحا میں تھے زمانہ فتح میں حکم دیا کہ وہ کعبے میں آئیں اس میں جو تصویر ہو اسے مٹا دیں نبی کریم ﷺ اس کے اندر اس وقت داخل ہوئے جب اس کی تمام تصویریں مٹا دی گئیں۔

فضل سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے آپ تسبیح پڑھتے تھے تکبیر کہتے تھے اور دعا

کرتے تھے رکوع نہیں کرتے تھے۔

شعیب کے والد سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ عام الفتح میں کعبے کی سیڑھیوں پر بیٹھ گئے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور جو تکلم فرمایا اس میں یہ بھی فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ یوم الفتح مکہ میں ایک دھواں تھا اور اللہ کے قول کے یہی معنی ہیں (ترجمہ: جس دن آسمان کھلا ہوا دھواں لائے گا)۔

سورہ فتح کا ورد...... عبداللہ بن منقل سے مروی ہے کہ یوم الفتح میں رسول اللہ ﷺ کو ایک اونٹنی پر دیکھا کہ آپ جا رہے ہیں اور سورہ الفتح پڑھ رہے ہیں اسے دہرا رہے ہیں اور فرما رہے تھے کہ اگر لوگ میرے گرد جمع نہ ہوتے تو میں ضرور دہراتا جیسا کہ دہرایا گیا۔

درس مساوات...... عباس بن عبداللہ بن معبد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے روز فرمایا کہ جاہلیت کی نخوت اور اس کا فخر اپنے سے دور کر دو کیونکہ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی کے ہیں۔

قیام مکہ میں نماز کے متعلق مختلف روایات وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا کہ آیا تمہیں یوم فتح میں کچھ غنیمت ملی تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔

عمران بن حصین سے مروی ہے کہ فتح مکہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا آپ مکہ میں اٹھارہ شب اس طرح مقیم رہے کہ دو رکعت نماز قصر سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ کے ہمراہ روانہ ہوئے آپ نماز میں قصر کر رہے تھے یہاں تک کہ آپ واپس ہوئے۔

حکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کو مدینے سے نکلے کو روانہ ہوئے آپ نماز میں قصر کر رہے تھے یہاں تک کہ واپس ہوئے دو رکعت نماز پڑھتے تھے مکہ میں آئے تو وہاں آپ آدھے مہینے ٹھہرے قصر کرتے رہے پھر ۲۸ رمضان کو حنین روانہ ہو گئے ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے بعد مکہ میں سترہ روز ٹھہر کر دو رکعت نماز پڑھتے رہے عراک بن مالک سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عام الفتح میں پندرہ روز رات نماز پڑھی آپ دو رکعت پڑھتے رہے۔

عمران بن حصین سے مروی ہے کہ زمانہ فتح میں رسول اللہ ﷺ مکہ میں اٹھارہ شب رہے لیکن دو رکعت ہی نماز پڑھی۔

سبرہ الجہنی سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ کے ہمراہ عام الفتح میں روانہ ہوئے آپ پندرہ شبانہ روز مقیم رہے۔

ام ہانی کی ایک آزاد کردہ لونڈی سے مروی ہے کہ رسول اللہ جب مکہ فتح کیا تو آپ نے ایک برتن منگایا غسل کیا پھر چار رکعت نماز پڑھی۔

ام ہانی نے اپنے آزاد کردہ غلام ابو مرہ کو خبر دی کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے مکان میں ایک شخص کے بارے میں جس کے لئے وہ امان چاہتی تھی گفتگو کرنے کے لئے داخل ہوئیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ

ﷺ اس طرح اندر تشریف لائے اکہ سر اور داڑھی پر غبار پڑا تھا آپ ایک کپڑے میں مستور ہو گئے اور دونوں رخ (یعنی آگے کا پیچھے اور پیچھے کا آگے کیا) پھر آپ نے چاشت کی آٹھ رکعت نماز پڑھی۔

ام ہانی کی سفارش............ ام ہانی بنت ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو ام ہانی کے پاس بنی مخزوم کے دو آدمی بھاگ کر آئے انہوں نے دونوں کو پناہ دی علیؓ ان کے پاس آئے اور کہا کہ میں ان دونوں کو ضرور قتل کروں گا۔ام ہانی نے کہا کہ جب میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی جو اہل مکہ کے اعلیٰ بلند حصے میں تھے رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا تو کہا کہ مرحبا اور فرمایا کہ اے ام ہانی تمہیں کون سی ضرورت ہے؟ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے اپنے دیوروں میں سے دو آدمیوں کو پناہ دی ہے مگر علی کا ارادہ انہیں قتل کرنے کا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے پناہ دی رسول اللہ ﷺ غسل کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تو فاطمہ نے ایک کپڑے سے پردہ کیا پھر آپ نے اپنا کپڑا لے کر اوڑھ لیا اور آٹھ رکعت نماز چاشت پڑھی۔

عامل سعید بن سعید العاص...... سعید بن سالم المکی نے ایک شخص سے روایت کی کہ جس کا انہوں نے نام بھی لیا (مگر راوی کو یاد نہیں رہا) رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو آپ نے اس کے بازار پر سعید بن العاص بن امیہ کو عامل بنایا جب نبی کریم ﷺ نے طائف جانے کا ارادہ کیا تو سعید بن سعید آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے اور طائف میں شہید ہوئے۔

عتاب بن اسید کی بحیثیت عامل مکہ تقرری...... ابن جریج سے مروی ہے کہ جب عام الفتح میں نبی کریم ﷺ طائف کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے ہبیرہ بن شبل بن العجلان الثقفی کو مکے پر قائم مقام بنایا جب آپ طائف سے واپس آئے اور مدینے روانگی کا ارادہ کیا تو ۸ ھ میں عتاب اسید کو مکہ معظمہ اور حج کا عامل بنایا۔

حارث بن مالک برصاء سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ایوم فتح میں کہتے سنا کہ اس کے بعد قیامت تک مکے میں قریش سے کفر پر جنگ نہیں کی جائے گی۔

سریہ خالد بن ولید......... ۲۵ رمضان ۸ھ کو بجانب العزیٰ (بت) خالد بن الولید کا سریہ ہوا۔

العزیٰ کے بت کا انہدام...... رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو خالد بن ولید کو العزیٰ کی جانب بھیجا کہ وہاں سے منہدم کر دیں وہ آپ کے اصحاب کے تیس سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر اسے منہدم کر دیا رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر اس کی خبر دی تو فرمایا کہ کیا تم نے کوئی چیز دیکھی انہوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ پھر تو تم نے اسے منہدم نہیں کیا واپس جاؤ اور اسے منہدم کرو۔

ایک عورت کا قتل...... خالد لوٹے وہ غصے میں تھے انہوں نے اپنی تلوار میان سے باہر کر لی ان کی طرف

ایک عورت آئی جو برہنہ سیاہ بکھرے ہوئے بالوں والی تھی اس پر مجاور چلانے لگا خالد نے اسے مارا اور دو ٹکڑے کر دیا۔
رسول اللہ کے پاس آ کر خبر دی تو فرمایا کہ ہاں یہی عزیٰ تھی جو ہمیشہ کے لئے اس امر سے مایوس ہو گئی کہ تمہارے بلاد میں اس کی پرستش کی جائے گی وہ مقام نخلہ میں تھی اور قریش اور تمام بنی کنانہ کے لئے ان بتوں میں سب سے بڑی تھی اس کے خدام اور مجاور بنی سلیم سے بنی شیبان تھے۔

سریہ عمرو بن العاص ...... رمضان ۸ھ میں سواع کی جانب سریہ عمرو بن العاص ہوا۔
رسول اکرم ﷺ نے مکہ فتح کیا تو عمرو بن العاص کو سواع کی جانب روانہ کیا جو ہذیل کا بت تھا تا کہ اسے منہدم کر دیں

بت خانہ ہذیل کا انہدام ...... عمرو نے بیان کیا کہ جب میں وہاں پہنچا تو اس بت کا مجاور ملا اس نے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو میں نے کہا کہ مجھے رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ اس بت کو منہدم کر دوں اس نے کہا کہ تم اس پر قادر نہ ہو گے میں نے پوچھا کہ کیوں اس نے جواب دیا کہ وہ محفوظ ہے میں نے کہا کہ اب تک تو باطل ہی میں ہے تیری خرابی ہو کیا وہ سنتا ہے یا وہ دیکھتا ہے۔
اس کے قریب گیا اور اس کو توڑ ڈالا اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ خزانے کی کوٹھڑی مندم کر دیں مگر اس کوٹھڑی سے کچھ نہ ملا مجاور سے کہا کہ تو نے کیا دیکھا اس نے کہا کہ میں اللہ کے لئے اسلام لاتا ہوں۔

سریہ سعید بن زید الاشہلی

رمضان ۸ھ میں بجانب مناۃ سریہ سعید بن زید بن الاشہلی ہوا۔
رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو آپ نے سعید بن زید الاشہلی کو مناۃ کی جانب روانہ کیا جو المشلل میں غسان اور اوس وخزرج کا بت تھا فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے سعد بن زید الاشہلی کو بھیجا تا کہ وہ اسے منہدم کر دیں۔
سعد بیس سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے وہاں وہ ایسے وقت پہنچے کہ اس پر ایک مجاور بھی تھا مجاور نے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو انہوں نے کہا کہ مناۃ کا انہدام اس نے کہا کہ تم اور یہ کام۔

بت خانہ مناۃ کا انہدام ...... سعد اس بت کی طرف بڑھے اتنے میں ان کی جانب ایک سیاہ اور برہنہ پراگندہ بال والی ایک عورت نکل آئی جو کوس رہی تھی اپنے سینے پر ہاتھ مار رہی تھی مجاور نے کہا کہ اے مناۃ اس پر اپنا غضب کر سعد بن زید الاشہلی اسے مارنے لگے یہاں تک کہ قتل ہو گئی انہوں نے اپنے ساتھیوں کو بت کی جانب متوجہ کیا مگر خزانہ میں کچھ نہ پایا سعد اور ان کے ساتھی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے یہ واقعہ ۲۴ رمضان ۸ھ کو ہوا

سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

شوال ۸ھ میں بنی جزیمہ کی طرف جو بنی کنانہ میں سے تھے اور مکے سے نیچے یلملم کے نواح میں ایک شب کے راستہ پر تھے خالد بن ولید کا سریہ ہوا (یہی سریہ) یوم الغمیصاء تھا یعنی جنگ مقام الغمیصا) جب خالد بن ولید

عزیٰ توڑنے سے لوٹے اور رسول اللہ مکہ میں مقیم تھے تو آپ نے انہیں بنی جذیمہ کی جانب دعوت اسلام کے لئے بھیجا لیکن انہیں مقاتل وجنگجو بنا کر نہیں بھیجا تھا وہ مہاجرین وانصار بنی سلیم کے تین سو پچاس آدمیوں کے مراہ روانہ ہوئے۔

بنی جذیمہ سے استفسار وگرفتاری...... خالدان کے پاس پہنچے تو پوچھا تم کون ہوان لوگوں نے کہا کہ مسلمان ہم نے نماز پڑھی ہے محمد ﷺ کی تصدیق کی ہے اوراپنے میدانوں میں مسجدیں بنائی ہیں اورازان کہی ہے انہوں نے کہا کہ تمہارے پاس ہتھیاروں کا حال کیا ہے جواب دیا کہ ہمارے اورعرب کے درمیان عداوت ہے ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ لوگ ہوں گے تو ہم نے ہتھیار لئے خالد نے حکم دیا کہ ہتھیار رکھ دو انہوں نے ہتھیار رکھ دئے خالد نے سب کو گرفتار کرلیا اور بعض کی مشکیں بھی کس دین اورسب کو اپنے میں تقسیم کردیا۔

اسیران بنی جذیمہ کا قتل...... جب صبح ہوئی تو خالد نے حکم دیا کہ جس کے ہمراہ قیدی ہو تو وہ اس کا تلوار سے کام تمام کردے بنوسلیم نے جوان کے ہاتھ میں تھے ان کو قتل کردیا لیکن مہاجرین وانصار نے اپنے اپنے قیدی آزاد کردیئے۔

مقتولین کا خون بہا...... خالد نے جو کچھ کیا وہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ اے اللہ میں خالد کے فعل سے تجھ سے برات چاہتا ہوں آپ نے علی بن ابی طالب کو روانہ کیا انہوں نے مقتولین کا خون بہا ادا کر دیا اور نقصان کی تلافی کی پھر رسول اکرم ﷺ کے پاس آ کر خبر دی۔

یوم الغمیصاء...... ابوحدرہ سے مروی ہے کہ میں اس لشکر میں خالد بن ولید کے ہمراہ تھا جس نے یوم الغمیصاء میں بنی جذیمہ پر حملہ کیا ہم ان کے پاس ایک ایسے شخص سے ملے جس کے ہمراہ عورتیں تھیں وہ ان عورتوں کو بچانے کے لئے لڑنے لگا اور یہ رجز پڑھنے لگا۔

رخين اليال الحضاء وابعن

مشي جيبات كان لم يضر ملحن

(اے عورت ازار کے دامن چھوڑ دے اور توقف کر سپوتوں کی چال کہ گویا خوف کرتے ہی نہیں)

ان يمنع الوام ثلاث ثمنن

(اگر قوم کو تین آدمی بھی روکیں تو ضرور بچ جائے)

راوی نے کہا کہ اتفاقاً ہم ایک اور شخص سے ملے جس کے ہمراہ عورتیں تھیں وہ بھی ان کی جانب سے لڑنے لگا اور شعر پڑھنے لگا۔

قد علمت بيضاء قلمى ضرباء عا

لاتملا اللجين منها نسا

گوری سرخ کولے والی عورت نے جان لیا کہ بکری والا اوراونٹ والا اس کی حفاظت کرے گا

لاضربن اليوم ضربائهاضرب

المذبذ ين المخاض القسما

آج میں ضرور بے نیاز کردوں گا جس طرح کوئی مرد بے نیاز کرتا ہے

اس نے اس کی طرف سے جنگ کی یہاں تک کہ اسے پہاڑ پر چڑھا لے گیا راوی نے کہا کہ ایک اور شخص ہم سے ملے جن کے ہمراہ عورتیں تھیں وہ ان کی طرف بڑھنے لگا یہ اشعار پڑھنے لگا

قد علمت بيضاتلهی العرسا

لاتملا اللجين منها نها

ایسی گوری عورت نے جو دلہن کو بھلا دیتی ہے جان لیا کہ اس کے کم گوشت کو پیٹ نہیں بھرگا

لاضربن اليوم ضربائعا

ضرب المذيدين المخاص الفغسا

آج میں ضرورت تیز سفر کروں گا ان لوگوں کا سفر بھری ہوئی پشت والے اونٹوں کو ہنکاتے ہیں) اس نے اس کی طرف سے جنگ کی یہاں تک کہ انہیں پہاڑ پر چڑھا لے گیا خالد نے کہا کہ ان لوگوں کا تعاقب نہ کرو عصام المزنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بطن نخلہ کے روز (بطن نخلہ سے عزی کے منہدم ہونے کا دن مراد ہے) ہمیں بھیجا اور فرمایا جس آبادی میں ازان سنو یا مسجد نہ دیکھو وہاں لوگوں کو قتل کرو اتفاقاق ہم ایسے شخص سے ملے اس سے پوچھا کہ تو کافر ہے یا مسلم اس نے کہا کہ اگر میں کافر ہوں تو ٹھہر جاؤ ہم نے اس سے کہا کہ اگر تو کافر ہوگا تو ہم تجھے قتل کریں گے اس نے کہا کہ مجھے اتنی مہلت دو کہ میں عورتوں کی حاجت پوری کردوں وہ ان میں سے ایک عورت کے پاس گیا اور کہا کہ اے حبیش عیش کے خاتمہ پر اسلام لے آ۔

اريتک انطالبكم فوجد تكم

بجيلة او ادركتكم بالخوافق

(کیا تم نے دیکھا جب میں نے تمہاری تلاش کی تھی اور پھر تمہیں پایا تھا تو مقام حیلہ میں پایا تھا (خوانق میں)

اما كان اهلا ان ينول عاشق تكلف ادكاج السرى و انو ابق

(کیا عاشق اس کا اہل نہ تھا کہ اس کے ساتھ فیاضی کی جائے جس نے راتوں میں اور سخت گرمیوں میں چلنے کی تکلیف گوارہ کی)۔

فلاذب لی قد قلت اذنحن جيره

اثيبی بو د قبل احدی البوائق

پھر میرا کوئی گناہ نہیں میں نے اسی وقت کہہ دیا تھا جبکہ ہم پڑوسی تھے اے عورت محبت کی جزاء دے کسی ایک نازل ہونے والی مصیبت سے قبل۔

اثيبی بو د قبل ان تشخط النوى

ديناويبي اميری باالحبيب المفادق

(محبت کی جزاء دے قبل اس کے گھر اور میرا جدائی کرنے والا امیر محبوب کو دور کردے)۔

اس عورت نے کہا کہ ہاں تو دس اور سات سال پے در پے آٹھ سال جن میں مہلت ہو زندہ رہے۔

پھر ہم لوگ اس کے قریب گئے اور اس کی گردن ماردی وہ عورت آئی اور اس پر تیراندازی کرنے لگی یہاں تک کہ وہ مرگئی سفیان نے کہا کہ وہ عورت خوب پر گوشت تھی۔

غزوہ حنین......شوال ۸ھ میں رسول اللہ ﷺ کا غزوہ حنین ہوا اسی کو غذوہ ہوازن بھی کہتے ہیں حنین ایک وادی ہے اس کے اور مکے کے درمیان تین رات کا فاصلہ ہے۔

اشراف ہوازن اور ثقیف کا اتحاد...... جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو ہوازن اور ثقیف کے اشراف ایک دوسرے کے پاس گئے انہوں نے اتفاق کرلیا اور بغاوت کردی ان سب کو مالک بن عوف النصری نے جمع کیا جو اس زمانے میں تیس سال کا تھا اس کے حکم پر لوگ اپنے ہمراہ مال عورت اور بچوں کو لے آئے وہ اوطاس میں اترے اور ان کے پاس امداد آنے لگی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی جانب بغرض مقابلہ جانے کا ارادہ کیا

رسول اللہ ﷺ کی مکہ سے روانگی......رسول اللہ ﷺ مکے سے ۶ شوال یوم شنبہ کو بارہ ہزار مسلمانوں کے ہمراہ جن میں دس ہزار اہل مدینہ تھے دو ہزار اہل مکہ روانہ ہوئے ابو بکر نے کہا کہ آج ہم قلت کی وجہ سے مغلوب نہ ہوں گے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بہت سے مشرکین بھی روانہ ہوئے جن میں صفوان بن امیہ بھی تھا رسول اللہ ﷺ نے اس سے سو زرہیں مع سامان کی عاریتاً لی تھیں شب شنبہ دس شوال کو شام کے وقت آپ حنین پہنچے۔

مالک بن عوف نے تین آدمیوں کو روانہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی خبر لائیں وہ لوگ اس طرح اس کے پاس واپس پلٹ گئے کہ رعب کی وجہ سے ان کے جوڑ جوڑ الگ الگ ہو گئے تھے۔

اسلامی علم...... رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی حدرد الاسلمی کو روانہ کیا وہ ان کے لشکر میں داخل ہوئے اس میں گھومے اور اس کی خبر لائے جب رات ہوئی تو مالک بن عوف نے اپنے ساتھیوں کی طرف قصد کیا اس نے انہیں وادی حنین میں تیار کیا اور مشورہ دیا کہ وہ سب محمد اور ان کے اصحاب پر ایک دم سے حملہ کردیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو صبح تڑکے تیار کر کے اور ان کی چند صفیں بنادیں الویہ (چھوٹے جھنڈے) اور (رایات) بڑے جھنڈے ان کے متعلقین کو دئے مہاجرین کے ہمراہ ایک لوا (چھوٹا جھنڈا) تھا جسے علی بن طالب اٹھائے ہوئے تھے ایک رایت بڑا جھنڈا تھا جسے سعد بن ابی وقاص اٹھائے ہوئے تھے ایک رایت بڑا جھنڈا عمر بن خطاب اٹھائے ہوئے تھے۔

خزرج کا لواء (چھوٹا جھنڈا) حباب بن منذر اٹھائے ہوئے تھے اور کہا جاتا ہے کہ خزرج کا ایک دوسرا جھنڈا اسعد بن عبادہ کے ہمراہ تھا اوس اور خزرج کے ہر بطن (شاخ قبیلہ) میں لواء یا رایت تھا جسے انہیں کا ایک نامزد شخص اٹھائے ہوئے تھا قبائل عرب میں سب کے پاس الویہ ورایات (چھوٹے سے بڑے جھنڈے تھے) جنہیں انہیں کی نامزد جماعت اٹھائے ہوئے تھی۔

رسول اکرم ﷺ جس روز مکہ سے روانہ ہوئے آپ نے سلیم کو مقدمہ بنایا ان پر خالد بن ولید کو عامل بنایا برابر وہی آپ کے مقدمہ پر عامل رہے یہاں تک کہ وہ الجعرانہ میں اترے۔

مسلمانوں پر اچانک حملہ...... رسول اللہ وادی الحنین میں تیاری کے ساتھ پہنچے آپ سفید خچر پر سوار ہوئے دو زر ہیں اور مغفر دخود پہنی پھر ہوازن کے آگے کوئی شے نظر آئی جس کی مثل تاریکی و کثرت کبھی انہوں نے نہ دیکھی تھی اور صبح کے وقت کی تاریکی میں تھی۔

وادی کے تنگ راستوں اور گھاٹیوں میں سے لشکر نکلے انہوں نے ایک دم سے حملہ کر دیا بنی سلیم اور ان کے ساتھ اہل مکہ اور دوسرے لوگ پشت پھیر کر بھاگے۔

رسول اللہ ﷺ کہنے لگے کہ اے اللہ اور اس کے مددگار میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں رسول اللہ ﷺ لشکر کی طرف روانہ ہوئے آپ کے پاس وہ لوگ بھی لوٹے جو بھاگے تھے۔

ثابت قدم مسلمانوں کے اسماء گرامی.......... اس روز آپ کے ہمراہ عباس بن عبدالمطلب علی بن ابی طالب فضل بن عباس ابوسفیان ابن عبدالمطلب ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ابوبکر وعمر اسامہ بن زید اپنے چند گھر والوں اور ساتھیوں کے ثابت قدم رہے۔

مسلمانوں کا شدید حملہ...... عباس سے آپ فرمانے لگے کہ تم ندا دو اے گروہ انصار اے اصحاب السمرہ اے اصحاب سورۃ البقرہ انہوں نے ندا دی اور وہ تھے بھی بڑی آواز والے لوگ اس طرح متوجہ ہوئے گویا وہ اونٹ ہیں جب وہ اپنے بچوں پر مشقت کرے ان لوگوں نے کہا کہ یالبیک یالبیک پھر مشرکین پر حملہ کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے نظر اٹھائی اور ان کا لڑنا دیکھا تو فرمایا اب جنگ شروع ہوگئی میں نبی ہوں غلط نہیں ہوں میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں پھر آپ نے عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا کہ مجھے کنکریاں دو انہوں نے آپ کو زمین سے کنکریاں دیں آپ نے شاہت الوجوہ (چہرے برے ہوں) کہکر وہ کنکریاں مشرکین کے چہروں پر پھینک دیں اور فرمایا رب کعبہ کی قسم بھاگو اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا وہ اس طرح بھاگے کہ ان میں سے کوئی کسی طرف رخ نہ کرتا تھا۔

قتل عام...... رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا جس پر جس کا حکم چلے اسے قتل کر دیا جائے مسلمان غضبناک ہو کر ان پر حملہ کر رہے تھے حتیٰ کہ بچے اور عورتیں بھی ان سے نہ بچے رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا آپ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع کیا حنین کے روز ملائکہ کی پہچان سرخ عمامے سے تھی جنہیں وہ اپنے شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو قتل کرے اس کے پاس اس کی شہادت بھی ہو تو اس کا اسباب اس قاتل کے لئے ہے۔

کفار کا فرار...... رسول اللہ ﷺ نے دشمن کی تلاش کا حکم دیا ان میں سے بعض پہنچے بعض نخلہ کی طرف اور ان کی ایک جماعت اوطاس روانہ ہوئی۔

ابو عامر کی شہادت...... رسول اللہ ﷺ نے ابو عامر الاشعری کے لئے لواء (چھوٹا جھنڈا) باندھا انہیں لوگوں کی تلاش میں روانہ کیا ہمراہ سلمہ بن الاکوع بھی تھے مسلمان جب مشرکین کے قریب پہنچ گئے تو دیکھا کہ وہ لوگ رک رہے تھے ابو عامر نے ان میں سے نو جنگجوؤں کو قتل کر دیا دسواں آدمی ظاہر ہوا جو زرد عمامہ باندھے ہوئے تھا اس نے ابو عامر کو تلوار ماری اور قتل کر دیا۔

ابو موسیٰ الاشعری کی قائم مقامی...... ابو عامر نے ابو موسیٰ الاشعری کو اپنا قائم مقام بنایا انہوں نے ان لوگوں سے جنگ کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فتح دی انہوں نے ابو عامر کے قاتل کو بھی قتل کر دیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ ابو عامر کی مغفرت فرما انہیں جنت میں میری امت کے اعلیٰ طبقے میں کر آپ نے ابو موسیٰ کے لئے بھی دعا کی۔

شہداء کے اسمائے گرامی...... مسلمانوں میں سے ایمن بن عبید بن زید الخزرجی جو ام ایمن کے بیٹے اور اسامہ بن زید کے اخیافی بھائی تھے سراقہ بن حارث قیم بن ثعلبہ بن زید لوزان بھی قتل ہوئے نبی نصر بن معاویہ کے ساتھ جنگ بہت شدید ہوئی پھر بنی رباب کے ساتھ عبداللہ بن قیس نے جو مسلمان تھے کہا کہ بنی رباب تو ہلاک ہو گئے۔

مالک بن عوف کا فرار

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ مسلمانوں کی مصیبت (کی مکافات پوری کر دے) مالک بن عوف گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی پر کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ اس کے کمزور ساتھی چلے گئے اور ان کا آخری آدمی تک آ گیا پھر وہ بھاگا اور قصر بلیہ میں پناہ لی اور کہا جاتا ہے کہ ثقیف کے قلعے میں داخل ہو گیا۔

اسیران جنگ و مال غنیمت...... رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں اور اموال غنیمت کے جمع کرنے کا حکم دیا وہ سب یکجا کیا گیا۔ مسلمانوں نے اسے الجعرانہ میں منتقل کر دیا وہاں رکا رہا یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ طائف سے واپس ہوئے مسلمان اپنے اپنے سائبانوں میں تھے جہاں وہ دھوپ سے بچاؤ میں تھے قیدی چھ ہزار تھے اونٹ چوبیس ہزار بکریاں چالیس ہزار سے زائد اور چار ہزار اوقیہ چاندی۔

رسول اکرم ﷺ نے قیدیوں کے فیصلے میں اس لئے دیر فرمادی کہ شاید ان کا وفد آپ ﷺ کے پاس آئے آپ نے مال سے ابتدا کی سب سے پہلے ان لوگوں کو دیا جن کی تالیف قلوب مقصود تھی۔

ابوسفیان پر نوازشات...... آپ نے ابوسفیان بن حرب کو چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دیے انہوں نے کہا کہ میرا بیٹا یزید ہے آپ نے فرمایا کہ چالیس اوقیہ اور سو اونٹ دے دو انہوں نے کہا کہ میرا بیٹا معاویہ ہے آپ نے فرمایا کہ اسے بھی چالیس اوقیہ اور سو اونٹ دو۔

مال غنیمت کی تقسیم...... حکیم بن حزام کو اونٹ دئے اس نے آپ سے درخواست کی تو آپ نے وہ بھی دئے آپ نے نضر بن حارث بن کندہ کو سواونٹ دئے اسید بن جاریہ الثقفی کو بھی اونٹ دئے علاء بن حارثہ الثقفی کو پانچ اونٹ دئے حویطب بن عبدالعزیٰ کو سواونٹ دئے عیینہ بن حصن کو سواونٹ دئے مالک بن عوف کو سواونٹ دئے عباس بن مرد کو چالیس اونٹ دئے تو اس بارے میں ایک شعر کہا آپ نے اسے سواونٹ دئے اور کہا جاتا ہے کہ پچاس اونٹ دیئے۔

یہ سب آپ نے خمس میں سے دیا اور یہی تمام اقوال میں ہمارے نزدیک سب سے زیادہ ثابت ہے آپ نے زید بن ثابت کو لوگوں پر تقسیم کر دیا ہر شخص کے حصے میں چار اونٹ اور چالیس بکریاں ہوئیں اگر کوئی سوار تھا تو اس نے بارہ اونٹ اور ایک سو بیس بکریاں لیں اور اگر اس کے ہمراہ ایک گھوڑے سے زائد تھا تو اس کا حصہ نہیں لگایا گیا۔

ابو زرقان کی سفارش...... رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوازن کا وفد آیا جن کا رئیس زہیر بن صرد تھا ان میں رسول اللہ ﷺ کا رضاعی چچا ابو زرقان بھی تھا ان لوگوں نے آپ سے سفارش کی کہ آپ قیدیوں کے معاملے میں احسان کریں فرمایا کہ میں تمہیں اپنی عورتیں اور بچے سے زیادہ محبوب ہیں یا مال انہوں نے کہا کہ ہم شمار میں کوئی چیز برابر نہیں کر سکتے فرمایا کہ جو میرا اور عبدالمطلب کی اولاد کا ہے وہ تو تمہارا ہے اور میں تمہارے لئے لوگوں سے درخواست کروں گا۔

مال غنیمت کی واپسی...... مہاجرین وانصار سے کہا کہ جو ہمارا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کا ہے مگر اقرع بن حابس نے کہا کہ میں اور بنی تمیم تو نہ دیں گے عیینہ بن حصن نے کہا کہ میں اور بنی فزارہ دیں گے بنو سلیم نے کہا کہ جو ہمارا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کا ہے تو عباس بن مرداس نے کہا کہ تم لوگوں نے میری توہین کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جماعت مسلمان ہو کر آئی ہے میں نے ان کے قیدیوں کے فیصلے میں تاخیر کی تھی میں نے انہیں اختیار دیا تھا مگر انہوں نے عورتوں اور بچوں کے مساوی کسی چیز کو نہیں کیا جن کے پاس ان میں سے کوئی ہو اور وہ دل سے واپس کرنے پر راضی ہو تو یہ راستہ اچھا ہے جو راضی نہ ہو وہ بھی انہیں واپس کر دے مگر یہ ہم پر قرض ہوگا ان چھ حصوں میں جو اللہ ہمیں سب سے پہلے غنیمت میں دے گا۔

انہوں نے کہا کہ ہم راضی ہیں اور ہم نے مان لیا انہوں نے ان کی عورتیں اور بچے واپس کر دئے ان میں سے سوائے عیینہ بن حصین کے کسی نے اختلاف نہیں کیا اس نے ان کی بڑھیا واپس کرنے سے انکار کر دیا جو ان کے قبضے میں آگئی تھی آخر اس نے بھی اس کو واپس کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں کو ایک ایک قبطیہ (قبط کا کپڑا) پہنایا تھا۔

انصار کا اعتراض واظہار واطمینان...... جب انصار نے رسول اللہ ﷺ کی وہ عطا دیکھی جو قریش اور عرب میں تھی تو انہوں نے اس کے بارے میں گفتگو کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے گروہ انصار کیا تم راضی نہیں ہو کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر واپس جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو لے کر اپنے کجاؤوں کی طرف واپس جاؤ انہوں

نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم تقسیم اور حصہ میں آپ سے راضی ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کی انصار کے لئے دعا...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ انصار پر رحم فرما انصار کے بیٹوں پر رحم فرما انصار کی بیٹیوں کے بیٹوں پر رحم فرما رسول اللہ ﷺ واپس ہوئے اور لوگ بھی متفرق ہو گئے رسول اللہ ﷺ شب پنجشنبہ ۵ ذی القعدہ کو الجعرانہ پہنچے وہاں تیرہ روز مقیم رہے۔

جب مدینے کی واپسی کا ارادہ کیا تو آپ شب شنبہ ۱۸ ذی القعدہ کو روانہ ہوئے عمرہ کا احرام باندھا اور مکے میں داخل ہوئے پھر طواف و سعی کیا اور اپنا سر منڈایا اسی رات آپ سب باش کی طرح الجعرانہ واپس آئے پنجشنبہ کی صبح ہوئی تو آپ مدینے واپس ہوئے آپ وادی الجعرانہ میں چلے یہاں تک کہ سرف میں نکلے اور مرالظہر ان کا راستہ اختیار کیا پھر مدینے کا۔

رسول اللہ ﷺ کی ثابت قدمی...... عبداللہ بن عباس نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ بارہ ہزار کے ہمراہ ہوازن میں آئے آپ نے ان میں سے اتنے ہی قتل کئے جتنے بدر کے دن قریش نے قتل کئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ریتلی زمین سے مٹی لی پھر اسے ہمارے چہرے پر پھینکا جس سے ہم بھاگے۔

عباس بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ یوم حنین میں مسلمانوں اور مشرکوں کا مقابلہ ہوا مسلمانوں نے پشت پھیر لی میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے ساتھ سوائے ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کے کوئی نہ تھا وہ نبی کریم ﷺ کی رکاب پکڑے تھے نبی کریم ﷺ نے مشرکین کی طرف تیزی کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔

حضرت عباس کو ندا دینے کا حکم............ پھر آپ کے پاس کوئی آیا خچر کی لگام پکڑی آپ اپنے سفید خچر پر تھے فرمایا کہ اے عباس پکارو اے اصحاب السمرہ میں بلند آواز والا آدمی تھا اپنی آواز سے ندا دی کہ کہاں ہیں اصحاب السمرہ وہ اس اس اونٹ کی طرح جو اپنے بچوں پر شفقت کرے یا لبیک یا لبیک کہتے ہوئے آئے۔

مشرکین بھی آئے ان کا اور مسلمانوں کا مقابلہ ہوا دو مرتبہ انصاری نے ندا دی اے گروہ انصار اے گروہ انصار پھر ندا پکار صرف بنی حارث ابن الخزرج میں ہی رہ گئی انہوں نے ندا دی اے بنی حارث بن الخزرج۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے خچر پر سے اونچے ہو کر ان کی لڑائی معائنہ فرمائی اور کہا یہ وقت جنگ کے گرم ہونے کا ہے آپ نے اپنے ہاتھ میں کنکریاں بھریں اور انہیں پھینک دیا پھر فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم بھاگو اللہ کی قسم ان کی حالت بدلتی رہی ان کی تلواریں کند ہوتی رہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دے دی۔

اسیران جنگ کی رہائی...... الزہری نے کہا کہ مجھے ابن مسیب نے خبر دی کہ اس روز مسلمانوں کو چھ ہزار قیدی ملے مشرکین مسلمان ہو کر آئے اور کہا کہ اے نبی اللہ آپ لوگوں میں سب سے بہتر ہیں آپ نے ہمارے مال عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا ہے۔

فرمایا کہ میرے پاس وہی قیدی ہیں جو تم دیکھ رہے ہو سب سے بہتر وہ بات ہے جو سب سے زیادہ سچی ہو

تمہیں اختیار ہے یا تو تم مجھ سے اپنے بچوں اور عورتوں کو لے لو یا اپنا مال لے لو انہوں انے کہا کہ ہم لوگ ایسے نہیں ہیں کہ حساب میں کوئی چیز عورتوں اور بچوں کے مساوی کریں۔

نبی کریمﷺ خطبہ پڑھتے ہوئے اٹھے اور فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان ہو کر آئے ہیں ہم نے عورتوں اور بچوں اور مال میں اختیار دیا تھا مگر انہوں نے حساب میں کسی چیز کو عورتوں اور بچوں کے مساوی نہیں کیا لہذا جس کے پاس ان میں سے جو کچھ ہو اس کا دل واپس کرنے پر راضی ہو تو یہ راستہ بہتر ہے جو راضی نہ ہو تو وہ ہمیں دے دے یہ ہم پر قرض ہوگا جب ہم کچھ پائیں تو یہ قرض ادا کر دیں گے انہوں نے کہا کہ یا نبی اللہ ہم راضی ہیں اور تسلیم کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم شاید کوئی تم میں ایسا موجود ہو جو راضی نہ ہو لہذا تم لوگ اپنے نمائندے بھیجو جو ہمارے پاس ہے اسے پیش کریں آپ کے پاس نمائندے پیش کئے گئے کہ وہ لوگ راضی ہیں اور تسلیم کرتے ہیں۔

ابوعبدالرحمٰن الفہری کی روایت ...... ابوعبدالرحمٰن الفہری سے مروی ہے کہ غزوہ حنین میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے سخت تیز اور شدید گرمی والے دن روانہ ہوئے ایک درخت کے سائے کے نیچے اترے جب آفتاب ڈھل گیا تو میں نے اپنی زرہ پہنی گھوڑے پر سوار ہوا رسول اللہ ﷺ کی جانب روانہ ہوا آنحضرت اپنے خیمے تھے میں نے اسلام علیک یا رسول اللہ چلنے کا وقت آ گیا آپ نے فرمایا کہ اچھا پھر فرمایا کہ اے بلال وہ ببول کے نیچے سے اس طرح اٹھے گویا ان کا سایہ طائر چڑیا کا سایہ ہے اور کہا کہ لبیک وسعد میں آپ پر فدا ہوں آپ نے فرمایا کہ میرے گھوڑے پر زین کس دو۔

انہوں نے ایک زین نکالی جس کے دونوں دامن کھجور کی چھال کے تھے مگر نقص بھی نہیں تھا زین کس دی آپ سوار ہوئے اور ہمراہ ہم بھی سوار ہوئے رات بھر ہم نے ان کے مقابلہ میں صف بندی کی دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کی بوسونگھی مسلمانوں نے پشت پھیر لی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نبی کریمﷺ نے فرمایا اللہ کے بندو میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں پھر فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

رسول اکرم ﷺ گھوڑے پر سے کود پڑے آپ نے ایک مٹھی مٹی لی مجھے خبر نہیں کہ جو مجھ سے زیادہ آپ کے نزدیک تھے کہ وہ مٹی آپ نے مشرکین کے منہ پر ماری اور فرمایا کہ چہرے برے ہوں اللہ نے ان کو شکست دی۔

آندھی اور بارش کا دن ...... یعلیٰ بن عطا نے بیان کیا کہ مجھ سے ان مشرکین کے بیٹوں نے اپنے اپنے والد سے بیان کیا کہ ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کی دونوں آنکھوں اور منہ میں مٹی نہ بھری ہو پھر ہم نے آسمان و زمین کے درمیان ایک آواز مثل اس آواز کے سنی جو لوہے کے (سیقل کے لئے) نئے طشت پر گزارنے سے پیدا ہوتی ہے۔

سمرہ سے مروی ہے کہ یوم حنین میں ہم پر بارش ہوئی تو آپ ﷺ کے منادی نے ندا دی کہ کجاؤوں میں نماز ہوگی۔

کفار کو شکست ...... عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ یوم حنین میں ندا دی گئی کہ اے اصحاب سورۃ البقرہ وہ اپنی تلواروں کو لے آئے جو مثل شہاب (ٹوٹے ستاروں) کے تھیں پھر اللہ نے مشرکین کو شکست دی۔

سریہ طفیل بن عمرو الدوسی ...... شوال ۸ھ میں ذی الکفین کی جانب جو عمرو بن ثمہ کا بت تھا طفیل بن عمرو الدوسی کا سریہ ہوا۔

ذی الکفین کا انہدام ...... جب رسول اکرم ﷺ نے طائف جانے کا ارادہ فرمایا تو طفیل بن عمرو الدوسی کو ذی الکفین کی طرف بھیجا جو عمرو بن ثمہ الدوسی کا بت تھا کہ وہ اسے منہدم کر دیں ان کو آپ نے حکم دیا کہ اپنی قوم سے مدد حاصل کرتیں اور آپ کے پاس طائف میں آ جائیں وہ تیزی کے ساتھ اپنی قوم میں روانہ ہوئے انہوں نے ذی الکفین کو منہدم کر دیا اور اس کے چہرے میں آگ لگانے لگے اسے جلانے لگے اور کہنے لگے۔

یاذ الکفین لست من عبادکا

میلادنا اقدم من میلادکا

اے ذوالکفین ہم تیرے بندوں میں نہیں ہیں ہماری ولادت تیری ولادت سے پہلے ہے

انی خششت النار فی فوادکا

میں نے تیرے دل میں آگ لگادی

ان کے ہمراہ قوم کے چار سو آدمی جلدی روانہ ہو گئے وہ رسول اللہ کے طائف آنے کے چار روز بعد آپ کے پاس پہنچے آپ دبابہ (قلعہ شکن آلہ) اور منجنیق (پتھر پھینکنے والا آلہ) بھی لائے آپ نے فرمایا اے گروہ ازد تمہارا جھنڈا کون اٹھائے گا طفیل نے کہا کہ جو اسے جاہلیت (حالت کفر) میں اٹھاتے تھے وہ نعمان بن بازیہ اللہی ہیں فرمایا کہ تم نے درست کہا۔

غزوہ طائف ...... شوال ۸ھ میں رسول اللہ ﷺ کا غزوہ طائف ہوا۔

ثقیف کی قلعہ بندی ...... رسول اللہ ﷺ حنین سے بقصد طائف روانہ ہوئے خالد بن الولید کو اپنے مقدمے پر آگے روانہ کیا ثقیف نے اپنے قلعے کی مرمت کر لی اس کے اندر اتنا سامان رکھ لیا کہ ایک سال کے لئے کافی ہو جب وہ اوطاس سے بھاگے تو اپنے قلعے میں داخل ہو گئے اور اندر سے بند کر کے مقابلہ کے لئے تیار ہوئے۔

محاصرہ قلعہ طائف ...... رسول اللہ ﷺ قلعہ طائف کے قریب اترے اور اسی مقام پر آپ نے چھاونی بنائی ان لوگوں سے مسلمانوں پر ایسی سخت تیر اندازی کی کہ گویا وہ تیر نہیں ٹڈیوں کے پاؤں ہیں چند مسلمان زخمی ہوئے ان میں عبداللہ بن امیہ بن المغیرہ اور سعید بن العاص بھی تھے۔

اس روز عبداللہ بن ابی بکر کے تیر لگا زخم مندمل ہو گیا لیکن پھر کھل گیا جس سے وہ انتقال کر گئے رسول اکرم ﷺ اس مقام پر تشریف لائے جہاں آج مسجد طائف ہے آپ کی ازدواج میں سے ہمراہ ام سلمہ اور زینب تھیں ان دونوں کے لئے دو خیمے نصب کئے گئے آپ پورے محاصرے کے زمانے میں دونوں خیموں کے درمیان نماز پڑھتے تھے آپ نے اٹھارہ روز تک ان کا محاصرہ کیا ان پر منجنیق (آلہ سنگباری) نصب کیا ان پر ثقیف نے

سنگباری کی جس سے چند آدمی مارے گئے

رسول اللہ نے انگور کے باغ کاٹنے اور جلانے کا حکم دیا مسلمانوں نے بکثرت باغات کاٹ ڈالے ان لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ ان باغوں کو اللہ کے لئے چھوڑ دیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے لئے رحم کر کے چھوڑتا ہوں۔

غلامان طائف کی آزادی کا اعلان...... رسول اللہ ﷺ کے منادی نے ندا کی کہ غلام ہمارے پاس قلعہ سے اتر آئے گا وہ آزاد ہوگا ان میں سے دس زائد آدمی نکلے جن میں ابو بکر بھی تھے چونکہ وہ ایک جماعت کے ساتھ اترے اس لئے ابوبکرہ (جماعت کے باپ) کہا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا ان میں سے ہر شخص کو ایک ایک مسلمان کے سپرد کیا گیا جو اس کا خرچ برداشت کرتا تھا اہل طائف پر بہت ہی شاق گزرا۔

رسول اللہ ﷺ کا نوفل بن معاویہ سے مشورہ...... رسول اللہ ﷺ کو (منجانب اللہ) فتح طائف کی اجازت نہیں دی گئی تھی آپ نے نوفل بن معاویہ الدیلی سے مشورہ طلب فرمایا کہ تم کیا مناسب سمجھتے ہو انہوں نے کہا کہ ایک لومڑی اپنے سوراخ میں ہے اگر آپ اس پر کھڑے رہیں گے تو اس کو پکڑ لیں گے اور اگر آپ اس کو چھوڑ دیں گے تو وہ آپ کا نقصان نہ کرے گی۔

مراجعت...... رسول اللہ نے عمر بن خطاب کو حکم دیا تو انہوں نے کوچ کا اعلان کیا لوگوں نے شور مچایا اور کہا کہ ہم کیسے کوچ کریں حالانکہ طائف ابھی فتح نہیں ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صبح کے وقت لڑائی پر جاؤ لوگ گئے تو زخمی ہو کر واپس آئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انشاء اللہ ہم واپس ہوں گے وہ اس سے خوش ہوئے انہوں نے ءاقرار کیا اور کوچ کرنے لگے حالانکہ رسول اللہ ﷺ ہنس رہے تھے۔

ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کہو سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں جو یکتا و تنہا ہے اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا اسی نے گروہوں کو شکست دی۔

جب وہ لوگ روانہ ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ کہ ہم لوٹنے والے توبہ کرنے والے اپنے رب کی عبادت کرنے والے حمد کرنے والے ہیں کہا گیا کہ یا رسول اللہ ثقیف کے لئے بددعا کیجئے آپ نے فرمایا کہ اے اللہ ثقیف کو ہدایت دے اور انہیں لے آ۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کا محاصرہ کیا اس کی دیوار پر سے ایک شخص کو تیر مار کر قتل کیا گیا عمر نے آ کر عرض کی کہ یا نبی اللہ بنی ثقیف کے لئے بددعا کیجئے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی ثقیف کے بارے میں اجازت نہیں دی اس قوم سے ہم کیونکر لڑیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی فرمایا کہ کوچ کرو ارشاد نبوی کی تعمیل کی گئی۔

مکحول سے مروی ہے کہ رسول للہ ﷺ نے اہل طائف پر چالیس روز تک منجنیق نصب کی ابن عباس

سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کے دن فرمایا غلاموں میں سے جو ہمارے پاس نکل آئے آزاد ہوگا ان غلاموں میں سے چند غلام نکل آئے جن میں ابوبکرہ بھی تھے رسول اکرم ﷺ نے سب کو آزاد کر دیا۔

صدقات کی وصولی...... رسول اکرم ﷺ نے جب محرم نو ہجری کا چاند دیکھا تو محصلوں کو عرب سے صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا آپ نے عینیہ بن حصن کو تمیم کی طرف بھیجا کہ وہ ان سے صدقہ وصول کریں بریدہ بن حصیب کو اسلم وغفار کی طرف کہ جاتا ہے کہ (بجائے بریدہ کے) کعب بن مالک کو عباد بن بشر الاشہلی کو سلیم ومزنیہ کی طرف رافع بن مکیث کو جہنیہ کی طرف عمرو بن عاص کو بنی فزارہ کی طرف ضحاک بن سفیان الکلابی کو بنی کلاب کی طرف بسر بن سفیان الکعبی کو بنی کعب کی طرف بھیجا ابن اللتبیہ الازدی کو بنی ذبیان کی طرف اور سعد اور سعد ہذیم کے ایک شخص کو آپ نے ان کے صدقات جمع کرنے پر روانہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنے مصدقین (صدقہ وصول کرنے والوں کو حکم دیا کہ جو زیادہ ہو ان سے لے لیں اور ان کے عمدہ مال سے بچیں۔

سریہ عینیہ بن حصن الفزاری...... محرم نو ہجری میں بنی تمیم کی جانب سریہ عینیہ بن حصن الفزاری ہوا جو السقیا اور امین بنی تمیم کے درمیان تھے رسول اللہ ﷺ نے عینیہ الفزاری کو پچاس عرب سواروں کے ہمراہ جن میں نہ کوئی مہاجر تھا نہ انصار بنی تمیم کی جانب روانہ کیا وہ رات بھر چلے اور دن کو پوشیدہ رہتے تھے پھر ان پر ایک جنگل میں انہوں نے حملہ کر دیا۔

مشرکین کی گرفتاری...... مشرکین اپنے مویشی چرا رہے تھے کہ مسلمانوں کو دیکھا اور بھاگے ان میں سے گیارہ آدمی گرفتار کئے گئے انہوں نے محلوں میں گیارہ عورتیں اور تیس بچے پائے تو انہیں بھی مدینے گھسیٹ لائے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ رملہ بنت حارث کے مکان میں قید کر دئے جائیں۔

قبیلے کے متعدد رئیس جن میں عطارد بن سعد حاجب الزبرقان بن بدر قیس بن عاصم الاقرع بن حابس قیس بن الحارث نعیم بن سعد عمرو بن الاہتم اور رباح بن الحارث بن مجاشع بھی تھے آئے۔

جب ان قیدیوں نے ان کو دیکھا تو عورتیں اور بچے ان کے آگے رونے لگے یہ عجلت کر کے نبی کریم ﷺ کے دروزے پر آئے اور پکار کر کہا کہ یا محمد ہماری طرف نکلئے رسول اکرم ﷺ تشریف لائے حالانکہ بلال نے نماز کے لئے اقامت کہدی تھی وہ لوگ محمد ﷺ سے لپٹ کر گفتگو کرنے لگے اور آپ ان کے پاس ٹھہر گئے پھر آپ چلے گئے اور نماز ظہر پڑھ کر مسجد کے صحن میں بیٹھ گئے۔

اسیروں کی رہائی...... انہوں نے عطاء بن حاجب کو آگے کیا اس نے گفتگو کی اور تقریر کی رسول اکرم ﷺ نے ثابت بن شماس کو حکم دیا تو انہوں نے جواب دیا انہی کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئی **ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لایعقلون** (جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں رسول اکرم ﷺ نے ان کے اسیر واپس کر دیئے۔

بنی مصطلق سے صدقات کی وصولی ...... رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنی مصطلق کی جانب بھیجا جو خزاعہ میں سے تھے وہ لوگ اسلام لائے تھے اور مساجد بنائی تھیں جب انہوں نے ولید کے نزدیک آنے کی خبر سنی تو ان میں سے بیس آدمی ولید کی خوشی میں اونٹ اور بکریاں ان کے پاس لے جانے کو نکلے۔

جب انہوں نے ان کو دیکھا تو مدینے واپس آئے اور نبی کریم ﷺ کو خبر دی کہ انہوں نے ہتھیاروں سے مقابلہ کیا اور صدقہ جمع کرنے میں مزاحم ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان کی جانب ان لوگوں کے بھیجنے کا ارادہ کیا جو ان سے جنگ کریں۔

یہ خبر اس قوم کو پہنچی تو آپ کے پاس دو سوار آئے جو ولید سے ملے تھے انہوں نے واقعہ کی صورت سے نبی کریم ﷺ کو آگاہ کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی **یاایھا الذین آمنوا ان جائکم فاسق فتلبیون تصیبو قوما بجھالة** (اے ایمان والو اگر تمہارے پاس فاسق کوئی خبر لائے تو اچھی طرح معلوم کرلو تا کہ ناواقفی سے کسی قوم کو مصیبت نہ پہنچاؤ)۔

رسول اکرم ﷺ نے انہیں قرآن پڑھ کر سنایا ان کے ہمراہ عباد بن بشر کو بھیجا کہ وہ ان سے صدقات لیں انہیں شرائع اسلام سے آگاہ کریں اور قرآن پڑھائیں رسول اکرم ﷺ نے جو حکم دیا تھا عبادہ نہ تو اس سے بڑھے اور نہ انہوں نے کوئی حق ضائع کیا ان کے پاس وہ دس روز رہے پھر خوشی خوشی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔

سریہ قطبہ بن عامر بن حدیدہ ...... صفر نو ہجری میں قطبہ بن عامر بن حدیدہ کا نواہ بیشہ قریب تربہ بن خثعم کی جانب سریہ ہوا۔

رسول اکرم ﷺ نے قطبہ بن عامر بن جدیدہ کو بیس آدمیوں کے ہمراہ قبیلہ خثعم کی جانب نواہ تبالہ میں تھا بھیجا انہیں یہ حکم دیا کہ ان پر ایک دم سے حملہ کر دیں وہ دس اونٹ پر سوار ہو کر روانہ ہوئے جنہیں باری باری استعمال کرتے تھے۔ انہوں نے ایک آدمی کو پکڑ کر اس سے دریافت کیا تو وہ ان کے سامنے گونگا بن گیا پھر قبیلے کو پکارنے لگا ان لوگوں نے اس کی گردن ماردی پھر اتنی مہلت دے دی کہ قبیلہ سو گیا تو انہوں نے ایک دم سے ان پر حملہ کر دیا اتنی سخت جنگ ہوئی کہ دونوں فریقین میں مجروحوں کی کثرت ہوگئی قطبہ بن عامر نے جسے قتل کیا اسے قتل کیا یہ لوگ اونٹ بکریاں مدینے ہنکالائے ایک سیلاب آگیا جو مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان ہو گیا وہ لوگ قطبہ تک کوئی راستہ نہ پاتے تھے خمس نکالنے کے بعد ان کے حصے میں چار اونٹ آئے ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر کیا گیا۔

سریہ ضحاک بن سفیان الکلابی ...... ربیع الاول نو ہجری میں بجانب بنی کلاب سریہ ضحاک بن سفیان الکلابی ہوا رسول اللہ ﷺ نے القیر طاء کی جانب ایک لشکر بھیجا جن پر ضحاک بن سفیان بن عوف بن ابی بکر الکلابی امیر تھے ان کے ہمراہ صید بن سلمہ ابن قرط بھی تھے الزج زجالا رامیں ان لوگوں سے ملے انہیں اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے انکار کیا تو ان لوگوں نے ان سے جنگ کی اور انہیں شکست دی۔

اصید اپنے والد سلمہ سے ملے جو گھوڑے پر سوار الزج کے ایک تالاب میں تھا انہوں نے اپنے والد کو اسلام

کی دعوت دی مگر انہوں نے ان کو اور ان کے دین کو برا کہا اصید نے اپنے والد کے گھوڑے کے دونوں پیروں پر تلوار ماری گھوڑا اگر پڑا تو سلمہ اپنے نیزے کے سہارے سے پانی میں کھڑا ہو گیا سلمہ کو وہ پکڑ رہے تھے یہاں تک کہ اس کے پاس کوئی اور آیا جس نے اسے قتل کیا اسے اس کے فرزند نے قتل نہیں کیا۔

سریہ علقمہ بن مجزز المدلجی

ربیع الاخر نو ہجری میں الحبشہ کی جانب سریہ علقمہ بن المدلجی ہوا رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ الحبشہ کے کچھ لوگ ہیں جنہیں اہل جدہ نے دیکھا ہے آپ نے ان کی جانب علقمہ بن مجزز کو تین سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا وہ سمندر کے ایک جزیرے تک پہنچے سمندر ان کی طرف چڑھ گیا وہ لوگ اس سے بھاگے۔

سمندر اتر گیا بعض جماعت والوں نے اپنے اہل وعیال میں جانے کی عجلت کی تو انہیں اجازت دے دی عبداللہ بن حذافہ السہمی نے بھی عجلت کی تو ان کو عجلت کرنے والوں پر امیر بنا دیا عبداللہ بن ہنسی (مذاق) کی عادت تھی یہ لوگ راستے میں کہیں اترے آگ سلگا کر تاپنے اور کھانا پکانے لگے عبداللہ نے کہا کہ میں نے تم لوگوں پر یہ مقرر کیا ہے کہ اس آگ میں بعض ان میں سے کھڑے ہو گئے اور جمع ہو گئے۔

عبداللہ نے خیال کیا کہ اب یہ لوگ اس میں کود یں گے تو کہا کہ بیٹھو میں تو تمہارے ساتھ صرف ہنسی کرتا تھا رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تمہیں کوئی معصیت کا حکم دے تو اس کی اطاعت نہ کرو۔

سریہ علی بن ابی طالب

ربیع الآخر نو ہجری میں قبیلہ طے کے بت الفلس کی جانب علی بن طالب کا سریہ ہوا

رسول للہ ﷺ نے علی بن ابی طالب کو ڈیڑھ سو انصار کے ساتھ سو اونٹوں پر اور پچاس گھوڑوں پر الفلس کی جانب روانہ کیا تا کہ اسے منہدم کر دیں ان کے ہمراہ رایت (بڑا جھنڈا) سیاہ اور لواء (چھوٹا جھنڈا) سفید تھا

آل حاتم کی گرفتاری...... الفلس کے خزانے میں تلواریں پائی گئیں جن میں ایک کا نام رسوب دوسری کا نام المخزم تھا اور تیسری کا نام الیمانی تھا اور تین زرہیں بھی ملیں رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں پر ابوقتادہ کو عامل بنایا اور مویشی اور اسباب پر عبداللہ بن عتیک کو وہ لوگ جب رکک میں اترے تو مال غنیمت تقسیم کر لیا۔

آل حاتم کی رہائی...... ربیع الآخر نو ہجری میں رسول اللہ کا غزوہ تبوک ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ شام میں رومیوں نے لشکر کثیر جمع کیا ہے ہرقل نے اپنے ساتھیوں کو ایک سال کی تنخواہ دی اس کے ہمراہ قبیلہ لخم وجزام وعامل وغسان کو بھی لایا گیا ہے اور اپنے مقدمات الجیوش کو البلقاء تک بھیج دیا ہے۔

رسول خدا ﷺ نے لوگوں کو روانگی کے لئے انہیں وہ مقام بتایا جس کا آپ قصد فرماتے تھے تا کہ لوگ تیار ہو جائیں آپ نے مکہ اور قبائل عرب میں قاصد بھیج کر ان سے بھی کمک طلب کی یہ سخت گرمی کا زمانہ تھا انہیں

صدقے کا حکم دیا گیا لوگ بہت سے صدقات لائے انہوں نے اللہ کے راستے میں مضبوط کر دیا۔

کچھ رونے والے لوگ آئے جو سات تھے اور آپ سے سواری چاہتے تھے آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے جس پر میں تمہیں سوار کروں وہ اس طرح واپس ہوئے کہ غم سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ انہیں وہ چیز نہیں ملی کہ جسے وہ خرچ کریں۔

یہ لوگ سالم بن عمیر ہری بن عمرو علبہ بن زید ابولیلیٰ المازنی عمرو بن عنمہ سلمہ بن صخر اور حرباض بن سارہ تھے۔

بعض روایت میں ہے کہ ان میں عبداللہ بن مغفل اور معقل بن یسار تھے بعض راوی کہتے ہیں کہ رونے والے مقرن کے سات بیٹے تھے جو مزینہ میں سے تھے۔

منافقین کا جہاد سے گریز...... کچھ منافق آئے جو رسول اللہ سے بغیر کسی سبب کے پیچھے رہ جانے کی اجازت چاہتے تھے آپ نے انہیں اجازت دے دی وہ لوگ اسی سے زائد تھے۔

اعراب میں سے بیاسی آدمی جو جھوٹا عذر کرنے والے تھے آئے کہ انہیں بھی اجازت دے دی جائے انہوں نے آپ سے عذر کیا مگر آپ نے ان کا عذر قبول نہیں کیا عبداللہ بن ابی سلول نے اپنے منافقین خلفاء کے ہمراہ ثنیۃ الوداع میں لشکر قائم کیا تھا کہا جاتا ہے کہ دونوں لشکروں میں اس کا لشکر کم نہیں تھا۔

نیابت محمد بن مسلمہ......رسول اللہ ﷺ نے اپنے لشکر پر ابوبکر الصدیق کو خلیفہ بنایا جو لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے مدینہ پر محمد بن مسلمہ کو اپنا قائم مقام بنایا یہی رائے ہمارے نزدیک ان لوگوں سے زیادہ ثابت ہے جو کہتے ہیں کہ آپ نے کسی اور کو خلیفہ بنایا۔

رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ابی اور جو اس کے ساتھ تھے پیچھے رہ گئے چند مسلمان بھی بغیر شک وشبہ کے پیچھے رہ گئے ان میں کعب بن مالک ہلال بن ربیع مرارہ بن الربیع ابوخیثمہ السالمی اور ابوذر غفاری تھے

تبوک میں آمد...... رسول اللہ نے انصار اور قبائل عرب کی ہر ہر شاخ کو حکم دیا کہ وہ لواء (چھوٹا جھنڈا) اور رایت (بڑا جھنڈا) بنالیں آپ اپنی مرضی کے مطابق روانہ ہو کر اپنے اصحاب کو لے چلے۔

تیس ہزار آدمیوں اور دس ہزار گھوڑوں کے ہمراہ تبوک آئے وہاں بیس شب اس طرح قیام کیا کہ دو رکعت نماز قصر پڑھتے تھے وہیں ابوخیثمہ السالمی اور ابوذر غفاری آپ سے آملے۔

اکیدر بن عبدالملک کی گرفتاری...... ہرقل اس زمانے میں حمص میں تھا رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو چار سو بیس سواروں کے ہمراہ رجب نو ہجری میں بطور سریہ اکیدر بن عبدالملک کی جانب دومۃ الجندل بھیجا جو مدینہ منورہ سے پندرہ رات کے فاصلے پر ہے اکیدر قبیلہ کندہ میں سے تھا ان کا بادشاہ ہو گیا تھا اور نصرانی تھا خالد اس کے پاس ایسے وقت پہنچے کہ چاندنی رات میں وہ قلعہ سے نکل کر مع اپنے بھائی کے نیل گائے کا شکار کھیل رہا تھا۔

خالد بن الولید کے لشکر نے اس پر حملہ کر دیا اکیدر اسیر ہو گیا اس کا بھائی حسان باز رہا وہ لڑا یہاں تک کہ قتل ہو گیا جو لوگ ان دونوں کے ہمراہ تھے وہ بھاگ کر قلعے میں داخل ہو گئے۔

مالِ غنیمت کی تقسیم...... خالد نے اکیدر کو قتل سے پناہ دی اس شرط پر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے وہ دومتہ الجندل آپ کو دے دے گا اس نے منظور کیا اور خالد سے دو ہزار اونٹ آٹھ سو (راس) جانور چار سو زر ہیں اور چار سو نیزے پر صلح کی انہوں نے نبی کریم ﷺ کے لئے ایک مخصوص حصہ نکالا اور بقیہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا ان میں سے ہر شخص کو پانچ پانچ حصے ملے۔

اکیدر سے مصالحت...... خالد بن ولید اکیدر اور اس کے بھائی مصاد کو جو قلعے میں تھا وہ سب سامان جس پر صلح کی تھی لے کر روانہ ہوئے اکیدر کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اس نے آپ کو ہدیہ دیا آپ نے اس پر جزیہ ٹیکس پر صلح کر لی اور وہ اور اس کا بھائی محفوظ رہے اور دونوں کو آزاد کر دیا گیا رسولول اللہ ﷺ نے اسے فرمان لکھ دیا جس میں ان کے امان اور صلح کا ذکر تھا اس روز آپ نے فرمان پر اپنے انگوٹھے کا نشان بنایا۔

عباد بن بشر کا چہرہ...... تبوک میں آپ ﷺ نے اپنی حفاظت اور پہرے پت عباد ابن بشر کو عامل بنایا وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ لشکر کا گشت کیا کرتے تھے آپ تبوک سے اس طرح واپس ہوئے کہ جنگ کی نوبت نہیں آئی رمضان نو ہجری میں آنحضرت ﷺ مدینے آئے تو فرمایا سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس سفر میں اجر و ثواب عطا فرمایا آپ کے پاس وہ لوگ آئے جو پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے قسم کھائی تو آپ نے ان کا عذر قبول فرما لیا اور ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔

سورہ توبہ کا نزول...... آپ نے کعب بن مالک اور ان کے دونوں ساتھیوں کے معاملے میں انتظار فرمایا یہاں تک قرآن میں ان کی توبہ نازل ہوئی مسلمان اپنے ہتھیار بیچنے لگے کہ جہاد ختم ہو گیا یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے منع فرما دیا اور فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر جہاد کرتی رہے گی تا آنکہ دجال ظاہر ہو۔

مجاہدین غزوہ تبوک کے مصائب و مشکلات...... کعب بن مالک سے مروی ہے کہ بہت کم ایسا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی غزوہ کا ارادہ فرمایا اور اسے دوسرے نام سے نہ چھپایا ہو بجز غزوہ تبوک کے کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے سخت گرمی میں کیا آپ نے سفر بعید اور کثیر دشمن کا مقابلہ کیا مسلمانوں سے آپ نے ان کا نام صاف صاف بیان کر دیا کہ وہ اپنے دشمن کے لئے تیار ہو جائیں اور انہیں آپ نے اس رخ سے آگاہ کر دیا جن کا آپ قصد فرماتے تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عقیلبن ابی طالب سے اللہ کے اس قول الذین اتبعوہ فی ساعۃ العرۃ (جن لوگوں نے تنگی کے وقت آپ کی پیروی کی) مروی ہے کہ غزوہ تبوک میں دو دو اور تین تین آدمی ایک اونٹ پر تھے وہ سخت گرمی میں روانہ ہوئے ایک روز انہیں شدت کی پیاس لگی وہ اپنے اونٹوں کو ذبح کرنے لگے ان کی اوجھڑیاں نچوڑتے تھے اور یہ پانی پی لیتے تھے یہ پانی کی تنگی تھی اور یہ خرچ کی تنگی تھی۔

آخری غزوہ......کعب بن مالک سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ تبوک میں پنجشنبے روانہ ہوئے یہ آپ کا آخری غزوہ تھا جسے آپ نے پسند کیا آپ پنجشنبے کی روانگی کو پسند فرماتے تھے۔

یحییٰ بن ابی کثیر اسے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کیا وہاں بیس رات مقیم رہے اور مسافروں کی نماز پڑھتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ہم لوگ غزوہ تبوک سے واپس ہوئے جب مدینہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینے میں ایسی جماعتیں ہیں کہ تم نے کوئی راستہ طے کیا ہو یا کوئی وادی قطع کی ہو مگر وہ تمہارے ہی ساتھ رہے انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ وہ مدینے میں ہی تھے آپ نے فرمایا کہ ہاں انہیں عذر نے روک لیا تھا۔

مراجعت مدینہ ...... جابر سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے بعد اس کے کہ ہم لوگ مدینے واپس آگئے غزوہ تبوک کے بارے میں کہتے سنا کہ مدینے میں ایسی جماعتیں ہیں کہ تم نے بغیر ان کے نہ کوئی راستہ طے کیا اور نہ کوئی وادی قطع کی ہر حال میں وہ تمہارے ہمراہ رہے (یہ وہ لوگ ہیں جنہیں بیماری نے جہاد میں جانے سے روک لیا تھا)۔

حج ابوبکر الصدیق............ذی الحجہ نو ہجری میں ابوبکر الصدیق نے لوگوں کو حج کرایا۔

روانگی حضرت ابوبکر............ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق کو حج پر مامور کیا وہ مدینے میں تین سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ بیس بدنہ (قربانی کے اونٹ) بھیجے جسے آپ نے اپنے ہاتھ سے ہار پہنا دیا تھا اور اشعار کر دیا تھا یہ کہ اونٹ کے کوہان میں برچھی مار کر خون نکالا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ حرم کی قربانی کے لئے ہے آپ نے ان بدنہ پر ناجیہ بن جندب الاسلمی کو مقرر کیا اور ابوبکر پانچ بدنہ لے گئے۔

حضرت علی کی شمولیت......جب وہ العرج میں تھے تو رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی القصواء پر سوار ہو کر علی بن ابی طالب ان سے ملے ابوبکر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حج پر مامور کیا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں مجھے اس لئے بھیجا گیا ہے کہ میں لوگوں کو سورہ برائت پڑھ کر سنایا اور ہر عہد والا کو اس کا عہد واپس کر دوں۔

سورہ برائت کا اعلان......حضرت ابوبکر روانہ ہوئے انہوں نے لوگوں کو حج کرایا علی بن ابی طالب نے یوم النحر (دس ذی الحجہ) کو جمرہ (عقبہ) کے پاس لوگوں کو سورہ برائت اور ہر عہد والے کو اس کا عہد واپس کر دیا اور کہا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کر سکے گا اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کر سکے گا پھر دونوں مدینے کے ارادہ سے واپس ہوئے۔

یوم النحر ......ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ مجھے ابو بکر صدیق نے اس حج میں جس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں امیر بنایا تھا اور جو حجۃ الوداع سے پہلے ہوا تھا ایک جماعت کے ہمراہ بھیجا جو یوم النحر میں لوگوں میں اعلان کر رہے تھے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کر سکے گا اور نہ بیت اللہ کا طواف برہنہ ہو کر کر سکے گا ابو ہریرہ کی حدیث کی وجہ سے حمید کہا کرتے تھے کہ یوم النحرہ (دس ذی الحجہ) یوم الحج الاکبر (حج اکبر کا دن) ہے۔

سریہ خالد بن ولید ....دس ہجری میں بمقام نجران عبد المدان کی جانب سریہ خالد بن ولید ہوا۔

سریہ علی بن ابی طالب ....سریہ علی بن ابی طالب یمن کی جانب ہوا کہا جاتا ہے کہ یہ سریہ دو مرتبہ ہوا ایک رمضان دس ہجری میں ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے علی کو یمن بھیجا ان کے لئے جھنڈا (لواء) بنایا اپنے ہاتھ سے ان کے سر پر عمامہ باندھا اور فرمایا کہ جاؤ اور کسی طرف پھر کر نہ دیکھو جب ان کے میدانوں میں اترو تو ان سے جنگ نہ کرو تاوقتیکہ وہ تم سے نہ لڑیں۔

مال غنیمت ......علی تین سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے یہ سب سے پہلا لشکر تھا جو ان بستیوں میں داخل ہوا اور وہ بستی بلاد مذحج تھی انہوں نے اپنے ساتھیوں کو پھیلا دیا وہ لوٹ اور غنائم کے بچے اور عورتیں اور بکریاں وغیرہ لائے علی نے غنائم بریدہ بن الخصیب الاسلمی کو مقرر کیا تھا لوگوں کو جو کچھ ملا ان کے پاس جمع کیا گیا۔

یمنی قبائل کا قبول اسلام ......علی ایک جماعت سے ملے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے انکار کیا اور تیر اور پتھر مارے آپ نے اپنے ساتھیوں کو صف بستہ کر دیا اپنا جھنڈا مسعود بن سنان الاسلمی کو دیا ان پر حملہ کر دیا مشرکین کے بیس آدمی قتل ہوئے تو وہ لوگ بھاگے علی ان کی تلاش سے باز رہے انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ دوڑے انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ دوڑے اور قبول کی ان کے رؤساء کی ایک جماعت نے اسلام پر بیعت کر لی اور کہا کہ ہم لوگ اپنی قوم کے جو ہمارے پیچھے ہے سردار ہیں یہ ہمارے صدقات ہیں لہذا ان میں سے اللہ کا حق لیجئے۔

مال غنیمت کی تقسیم ...... علی نے تمام غنائم کو جمع کیا پھر انہیں پانچ حصوں میں تقسیم کیا ان میں سے ایک حصہ پر لکھ دیا اللہ کے لئے قرعہ ڈالا سب سے پہلا خمس کا نکلا علی نے بقیہ مال غنیمت اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا پھر وہ واپس ہوئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس مکہ آئے آپ نے دس ہجری میں حج کے لئے وہاں تشریف لائے تھے

عمرہ نبی کریم ﷺ ...... ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے۔

عمرہ حدیبیہ جو عمرہ حصر (روک دیئے جانے کا عمرہ) تھا۔

دوسرے سال کا عمرہ قضاء۔

عمرہ الجعرانہ (غزوہ حنین کے بعد)۔

وہ عمرہ جو آپ نے ان کے ساتھ کیا سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عمرہ ذی

القعدہ میں عام حدیبیہ میں کیا پھر جس سال ذی القعدہ میں قریش سے صلح کی ایک عمرہ کیا اپنی طائف وجعرانہ کی واپسی میں ذی القعدہ میں کیا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج سے پہلے ذی القعدہ میں تین عمرے کئے ابوملیکہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے چار عمرے کئے جو کل ذی القعدہ میں ہوئے عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی عمرہ سوائے ذی القعدہ کے نہیں کیا۔

عطاء سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تمام عمرے ذی القعدہ میں کئے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے پوچھا کہ رسول اللہ نے کتنے عمرے کئے ہیں انہوں نے کہا کہ چار ایک آپ کا عمرہ وہ ہے جن میں مشرکین نے آپ کو ذی القعدہ میں حدیبیہ سے واپس کیا اور بیت اللہ جانے سے روکا دوسرے وہ عمرہ جس سال قریش نے آپ سے صلح کی اس کے دوسرے سال ذی القعدہ میں تیسرے الجعرانہ سے ذی القعدہ میں آپ کا وہ عمرہ جب آپ نے حنین کی غنیمت تقسیم کی اور چوتھے وہ عمرہ جو آپ کے حج کے بعد ہوا۔

ابن عباس کے آزاد کردہ غلام عتبہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ طائف سے تشریف لائے اور الجعرانہ میں اترے آپ نے وہاں مال غنیمت تقسیم کیا اور وہیں سے عمرہ کیا یہ ۲۸ شوال کو ہوا۔

محرش الکعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے وقت الجعرانہ سے عمرہ کیا۔

پھر آپ شب باش کی طرح لوٹے اسی وجہ سے آپ کا عمرہ بہت سے لوگوں سے مخفی رہا داؤد نے کہا کہ یہ عمرہ عام الفتح میں ہوا۔

محمد بن جعفر سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے الجعرانہ سے عمرہ کیا اور وہاں سے ستر نبیوں نے بھی عمرہ کیا

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ تین عمرے شوال میں کئے اور دو عمرے ذی القعدہ میں۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ سے زائد عمرہ نہیں کیا۔

الشعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمروں میں تین مرتبہ مکہ میں قیام کیا۔

اسماعیل بن ابی خالد سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی داؤد سے پوچھا کہ نبی ﷺ اپنے عمروں میں بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔

حجۃ الوداع...... دس ہجری میں رسول اللہ کا وہ حج ہوا جس کو لوگ حجۃ الوداع کہتے ہیں اور مسلمان اسے حجۃ الاسلام کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے مدینے میں رہ کر ہر سال اس طرح قربانی کیا کرتے تھے کہ نہ سر منڈاتے تھے نہ بال ترشواتے تھے اور جہاد کے موقع پر جہاد کرتے تھے حج نہیں کیا کرتے تھے۔

الاسلام...... دس ہجری ذی القعدہ ہوا تو آپ نے حج کا ارادہ کیا اور لوگوں میں بھی اس کا اعلان کیا مدینے ،، کثیر رسول اللہ ﷺ کے حج کی پیروی کے لئے آئے آپ نے اپنے زمانہ نبوت سے وفات تک

سوائے اس حج کے اور کوئی حج نہیں کیا ابن عباس حجۃ الوداع کہنے کو ناپسند کرتے تھے وہ حجۃ الاسلام کہتے تھے۔

مدینے سے روانگی...... رسول اکرم ﷺ مدینے سے غسل کر کے تیل لگا کر کنگھا کر کے مقام صحار کے بنے ہوئے صرف دو کپڑوں ایک تہ بند اور ایک چادر میں روانہ ہوئے یہ ۲۵ ذی القعدہ شنبے کا دن تھا آپ نے ذی الحلیفہ میں دو رکعت ظہر پڑھی اپنے ہمراہ اپنی تمام ازواج کو بھی لے گئے آپ نے اپنی ہدی کا اشعار کیا (کوہان کے زخم سے علامت قربانی ظاہر کی) اور اس کے گلے میں ہار ڈالا پھر آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے۔

جب آپ البیدہ میں اس پر (اونٹنی) پر بیٹھے تو اسی روز احرم باندھا آپ کے ہدی (قربانی) پر ناجیہ بن جندب الاسلمی مقرر تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے عمرہ و حج کی نیت کے بارے میں روایات......اس بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ آپ نے کس چیز کی نیت کی کہتے ہیں کہ آپ نے حج مفرد کی نیت کی غیر مدنی لوگوں کی روایت ہے کہ آپ نے حج کے ساتھ عمرہ بھی قران کیا۔

بعض لوگوں نے کہا کہ آپ مکہ میں متمتع العمرہ ہو کر داخل ہوئے پھر اسی عمرہ سے حج کو ملا دیا ہر قول کے بارے میں روایت ہے اللہ ہی کا علم سب سے زیادہ ہے۔

آپ منازل سے گزرتے ہوئے چلے بوقت نماز ان مسجدوں میں اپنے اصحاب کی امامت کی جو لوگوں نے بنا دی تھیں اور ان کے مقامات لوگوں کو معلوم تھے۔

آنحضرت دوشنبہ کو مرالظہر ان پہنچے سرف میں آفتاب غروب ہوا صبح ہوئی تو غسل کیا اور دن کو اپنی اونٹنی قصواء پر مکے میں داخل ہوئے آپ کدا سے جو مکہ کا بلند حصہ ہے داخل ہو کر باب شیبہ پہنچے۔

بیت اللہ کی عظمت کے لئے دعا...... جب آپ نے بیت اللہ کو دیکھا تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا یا اللہ بیت اللہ کا شرف وعظمت و بزرگی و ہیبت زیادہ کی اور حج و عمرہ کرنے والوں میں سے جو شخص اس کی تعظیم کرے اس کی بھی نیکی و شرف وعظمت و ہیبت زیادہ کر۔

طواف کعبہ...... آنحضرت نے مناسک کی ابتدا فرمائی طواف کیا اور حجر اسود سے حجر اسود تک طواف کے ابتدائی تین پھیروں میں اس طرح رمل کیا (یعنی دونوں شانے اور ہاتھ ہلاتے ہوئے تیزی کے ساتھ چلے) کہ اپنی چادر کو اضطباع کئے ہوئے تھے یعنی چادر داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں شانے پر ڈالے ہوئے تھے۔

پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد ہی اپنی سواری پر صفاء و مروہ کے درمیان سعی کی الابطح میں متردد ہوئے تو اپنی منزل کو واپس آ گئے۔

یوم الترویہ...... یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) سے ایک روز پہلے آنحضرت ﷺ نے ظہر کے بعد مکے میں خطبہ ارشاد فرمایا یوم ترویہ منی کی طرف روانہ ہوئے رات کو وہاں رہے صبح کو عرفات کی طرف روانہ ہوئے عرفات کے پہاڑ کی

چوٹی پر آپ نے وقوف کیا سوائے بطن عرنہ کے پورا عرفہ وقوف کی جگہ ہے آپ اپنی واری پر ٹھہر کر دعا کرتے رہے۔

مزدلفہ میں آمد...... آفتاب غروب ہو گیا تو آنحضرت نے کوچ کیا اور تیز چلنے لگے جب کوئی گڑھا دیکھتے تھے تو اونٹنی کو پھندا دیتے تھے اس طرح مزدلفہ آ گئے وہاں آگ کے قریب اترے ایک اذان اور اقامتوں سے مغرب و عشاء کی نماز پڑھی رات کو وہیں قیام فرمایا۔

جمرہ عقبہ کی رمی...... جب پچھلی شب ہوئی تو آپ نے کمزور بچوں اور عورتوں کو اجازت دی کہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے منیٰ میں آ جائیں۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ہماری رانوں کو تھپکنے لگے اور فرمایا کہ اے میرے بچو کیا تم سورج نکلنے تک جمرہ عقبہ کی رمی نہیں کرو گے فجر کے وقت نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے جبل قزح پر وقوف کیا اور فرمایا سوائے بطن محسر کے تمام مزدلفہ موقف (مقام وقوف) ہے۔

محسر میں آمد...... طلوع آفتاب سے پہلے کوچ فرمایا جب محسر پہنچے تو اپنی اونٹنی کو تیز کر دیا اور جمرہ عقبہ کی رمی تک برابر تلبیہ کہتے رہے آپ نے ہدی قربان کی اور اپنا سر منڈایا مونچھوں اور دونوں رخساروں کے بال بھی ترشوائے اپنے ناخن بھی ترشوائے ناخن اور بالوں کے دفن کرنے کا حکم دیا پھر خوشبو لگائی اور کرتہ پہنا۔

خطبہ رسول ﷺ...... منیٰ میں آپ کے منادی نے ندا کہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں بعض روایات میں رہنے کے دن ہیں آپ نے ہر روز زوال آفتاب کے وقت چھوٹی کنکریوں سے رمی جمار کرتے رہے یوم النحر (دس ذی الحجہ) کے دوسرے روز بعد ظہر اپنی اونٹنی قصواء پر خطبہ ارشاد فرمایا۔

یوم الصدر الآخر...... یوم الصدر الآخر (یعنی ۱۳ ذی الحجہ) کو واپس ہوئے اور فرمایا کہ یہ تین ہیں (یعنی رمی جمار) جنہیں مہاجر مکہ میں لوٹنے کے بعد قائم کرتا ہے پھر بیت اللہ کو (بذریعہ طواف) رخصت کیا اور مدینے کی طرف واپس ہوئے۔

حج وعمرہ کا تلبیہ...... انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو حج وعمرہ دونوں کا تلبیہ کہتے سنا ابن عمر سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے تو صرف حج کا تلبیہ کہا پھر میں انس سے ملا اور ان سے ابن عمر کا قول بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہمیں لوگ بچوں میں شمار کرتے تھے میں نے رسول اللہ ﷺ کو لبیک عمرہ وحج ساتھ ساتھ کہتے سنا۔

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تین طور پر روانہ ہوئے ہم میں بعض وہ تھے جنہوں نے حج وعمرہ میں قران کیا وہ بھی تھے جنہوں نے حج کی نیت کی اور ایسے بھی تھے جنہوں نے عمرے کی نیت کی لیکن جو شخص حج وعمرہ میں قران کرے وہ اس وقت حلال و حرام سے باہر نہیں ہوتا جب تک تمام مناسک (ارکان حج) ادا نہ کر لے۔

لیکن جس نے حج کی نیت کی پھر اس طواف وسعی کر لی تو اس کے لئے حج آنے تک سب چیز حلال ہوگئی۔
انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج وعمرہ دونوں کی ساتھ ساتھ تصریح کی۔
انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج وعمرہ کا تلبیہ کہا۔
انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار رکعت ظہر مدینے میں پڑھی دو رکعت عصر ذوالحلیفہ میں پڑھی اور وہیں رات کو رہے یہاں تک کہ صبح ہوئی جب آپ کی اونٹنی آپ کو تیزی سے لے چلی تو آپ نے تکبیر وتسبیح کی اور اس نے آپ کو البیداء پہنچا دیا۔
جب ہم مکہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حلال (حرام سے باہر) ہو جانے کا حکم دیا۔

مینڈھوں کی قربانی ...... جب یوم الرویہ (دس ذی الحجہ) ہوا تو لوگوں نے حج کا احرام باندھا رسول اللہ ﷺ نے سات اونٹ کھڑے ہو کر نحر کئے اونٹ کی گردن میں خاص مقام پر برچھا مار کر خون بہانے کو نحر کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ دو مینڈھوں کی قربانی ک جو چتکبرے اور سینگ والے تھے۔
ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب (ذی الحجہ) کی چوتھی صبح کو حج کی نیت کر کے مکہ میں آئے انہیں اصحاب کو رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا کہ وہ اس حج کو عمرہ کر دیں سوائے ان کے لئے جنکے ہمراہ ہدی ہے پھر کرتے پہنے گئے خوشبو سونگھی گئی اور عورتوں سے صحبت کی گئی۔

یوم النحر ...... جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۴ ذی الحجہ کو مکہ معظمہ آئے جب ہم نے بیت اللہ اور صفاء مروہ کے درمیان طواف کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس حج کو عمرہ کر دو سوائے ان کے جن کے ہمراہ ہدی ہو جب یوم الترویہ ہوا تو انہوں نے حج کا احرام باندھا یوم النحر (قربانی کا دن) ہوا تو بیت اللہ کا طواف کیا صفا اور مروہ کے درمیان طواف کیا۔
ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا احرام باندھا آپ ۴ ذی الحجہ کو آئے ہمیں صبح کی نماز البطحا میں پڑھائی اور فرمایا کہ جو شخص اسے عمرہ کرنا چاہے تو کر لے۔
مکحول سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے جو ہمراہ تھے کس طرح حج کیا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ جو ہمراہ تھے عورتیں اور بچے سب نے حج کیا انہوں نے عمرہ سے حج کی طرف تمتع کیا پھر حلال ہو گئے ان کے لئے عورتیں اور بچے اور خوشبو جو حلال کے لئے حلال ہیں حلال کر دیں۔
نعمان نے مکحول سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھا ابن عباس سے مروی ہے کہ مجھے ابقوطلحہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حج وعمرہ کو جمع کیا۔
حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صف حج کا احرام باندھا۔
جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حج مفرد کیا۔
ابن عباس نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک (میں حاضر

ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں حمد و نعت وملک تیرے لئے ہے تیرا کوئی شریک نہیں)۔

انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پرانے جکاوے اور چادر پر حج کیا وکیع نے کہا کہ جو چار درہم کے مساوی ہوگا یا نہ مساوی ہوگا ہاشم بن اسم نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں قیمت چار درہم ہوگی جب آپ روانہ ہوئے تو فرمایا اے اللہ ایسا حج عطا کر نہ اس میں ریا ہو نہ سمعہ۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ذی الحلیفہ میں ظہر کے وقت احرام باندھا جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے حج میں قربانی کے سو اونٹ لے گئے آپ نے ہر اونٹ میں سے ایک بوٹی گوشت کا حکم دیا گیا وہ ایک ہانڈی میں کر دیا گیا دونوں نے اس کا گوشت کھایا اور دونوں نے اس کا شوربہ پیا میں نے کہا کہ وہ دونوں کون ہیں جس نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ کھانا کھایا اور شوربا پیا تو کہا کہ علی اور جعفر اس کو مجھ سے کہتے تھے یعنی علی بن ابی طالب نے نبی کریم کے ساتھ کھایا اور شوربا پیا اور جعفر اس کو ابن جریج سے کہتے تھے۔

ابی امامہ نے ان سے روایت کی جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو منیٰ کی جانب جاتے دیکھا کہ بلال آپ کے ایک طرف تھے ان کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی اس پر دو نقشین کپڑے تھے جس سے وہ آفتاب کو سایہ کئے ہوئے تھے۔

نیت حج کے لئے ہدایت ...... یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے کہ جبرائیل نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اہلال (نیت حج) میں اپنی آواز بلند کیجئے کیونکہ وہ حج کا شعار ہے۔

زید بن خالد الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل امین آئے انہوں نے مجھ سے کہا کہ اہلال (نیت حج) میں اپنی آواز بلند کیجئے کیونکہ یہ شعار حج ہے (طریقہ حج)۔

رسول اکرم ﷺ کی دعا ...... عبداللہ بن سائب سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھتے دیکھا **ربنا آتنا فی الدنیا حسنہ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار** (اے اللہ ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔

بیت اللہ میں نماز ...... اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کے اندر نماز پڑھی اسامہ بن زید اور عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبے کے اندر دو رکعت نماز پڑھی۔

عبدالرحمٰن بن امیہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر سے پوچھا رسول اکرم ﷺ نے کعبے کے اندر کیا کیا تو انہوں نے کہا کہ دو رکعت نماز پڑھی۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ اور بلال بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے میں نے بلال سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس میں نماز پڑھی انہوں نے کہا کہ ہاں بیت اللہ کے آگے حصے میں آپ کے اور دیوار کے درمیان تین گز کا فاصلہ تھا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ میں آیا تو مجھ سے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے ہیں آگے بڑھا آپ کو دیکھا کہ باہر آ چکے ہیں میں نے بلال کو دروازے کے پاس کھڑا ہوا پایا تو ان سے پوچھا انہوں نے

کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی۔

عبداللہ بن ابی مغیث سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ نے بیت اللہ کے اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا تو آپ نے جوتے اتار دیئے۔

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی گفتگو سنی آپ بیت اللہ میں داخل ہوئے تھے آپ پر تکان کا اثر تھا میں نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ کو کیا ہوا فرمایا کہ آج میں نے وہ کام کیا کہ کاش اسے نہ کئے ہوتا شاید میری امت کے لوگ اس کے اندر داخل ہونے پر قادر نہ ہوں گے تو وہ واپس ہوں گے اور ان کے دل میں رنج ہوگا ہمیں تو صرف اس کے طواف کا حکم دیا گیا ہے اندر داخل ہونے کا حکم نہیں دیا گیا۔

مناسک حج

مناسک حج......عبدالرحمٰن بن یعمر نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو عرفات میں یہ کہتے سنا کہ حج تو (وقف) عرفات ہے یا (وقوف) عرفہ ہے جس شخص نے ماذوں کو جمع کرنے کی رات (یعنی مقام مزدلفہ شب دہم ذی الحجہ) صبح سے پہلے پائی تو اس کا حج پورا ہوگیا اور فرمایا کہ ایام منیٰ (دسویں ذی الحجہ کے علاوہ) تین ہیں جو شخص دو ہی دن میں (یعنی گیارہویں اور بارہویں کو عجلت کر کے چلا جائے) تو اسے بھی کوئی گناہ نہیں جو شخص تاخیر کر کے (تیرہویں تک رہے) اسے بھی کوئی گناہ نہیں۔

ابن لائم سے مروی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا جب کہ آپ مزدلفہ میں تھے میں نے کہا کہ یا رسول اللہ میرا حج ہوگیا آپ نے فرمایا کہ جس نے ہمارے ساتھ یہاں (مزدلفہ) میں نماز پڑھی اور اس کے قبل رات یا دن کو عرفات میں حاضر ہوا اور اس نے اپنا میل کچیل دور کیا (یعنی سر منڈایا) اس کا حج پورا ہوگیا۔

عروہ سے مروی ہے کہ جس وقت میں بیٹھا ہوا تھا تو اسامہ سے پوچھا حجۃ الوداع میں رسول اکرم ﷺ جس وقت واپس ہوئے تو کس طرح چلتے تھے انہوں نے کہا کہ بہت تیز چلتے تھے جب کوئی گڑھا دیکھتے تو اونٹنی کو پھندا دیتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی ہم نشینی کا شرف

رسول اللہ ﷺ کی ہم نشینی کا شرف......ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ عرفات سے اس طرح واپس ہوئے کہ آپ نے ناقہ پر اسامہ کو شرف ہم نشینی بخشا آپ جمع (مزدلفہ) سے واپس ہوئے تو فضل بن عباس ہم نشین تھے آپ تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرہ عقبہ کی رمی کی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فضل بن عباس کو اپنا ردیف (ہم نچین) بنایا اور فضل نے انہیں اطلاع دی کہ منٰی کریم ﷺ جمرہ وقبہ کی رمی تک برابر تلبیہ کہتے رہے۔

رمی کے لئے ہدایت

رمی کے لئے ہدایت......فضل بن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عرفے کی شب اور جمع (مزدلفہ) کی صبح میں جب لوگ واپس ہوئے تو فرمایا کہ تمہیں اطمنان سے چلنا ضروری ہے اور اپنی ناقہ کو روک رہے تھے محسر سے اترے تو منیٰ میں داخل ہوئے اور فرمایا کہ تمہیں چھوٹی کنکریاں لینی ضروری ہیں جن سے تم جمرہ کی رمی کرو نبی کریم ﷺ نے اس طرح اشارہ کیا جس طرح انسان کنکری مارتا ہے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو (باقلا کی پھلی کے دانوں کے برابر) چھوٹی

کنکریوں سے رمی کرتے دیکھا۔

دین میں غلو کی ممانعت...... عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اکرم ﷺ نے عقبہ کی صبح (گیارہویں ذی الحجہ) کوفرمایا میرے لئے کنکریاں چن لو میں نے آپ کے لئے چھوٹی چھوٹی کنکریاں چن لیں آپ نے انہیں اپنے ہاتھ میں رکھ کر فرمایا اس طرح تم لوگ غلو زیادتی کرنے سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگ دین میں غلو (زیادتی) کرنے سے ہلاک ہو گئے۔

ابوالزبیر نے جابر بن عبداللہ کو کہتے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے یوم النحر (دس ذی الحجہ) کو چاشت کے وقت رمی کی تھی پھر زوال آفتاب کے بعد بھی۔

مناسک حج سیکھنے کی ہدایت...... ابوالزبیر نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا کہ یوم النحر میں نبی کریم ﷺ کو اپنی سواری پر رمی کرتے دیکھا آپ ہم لوگوں سے فرما رہے تھے کہ اپنے مناسک حج سیکھ لو کیونکہ مجھے نہیں معلوم شاید میں اس حج کے بعد حج نہ کروں گا۔

ضعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ جمرون کی رمی پیادہ آیا جایا کرتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قربانی کی پھر سر منڈایا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈایا۔

انس سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح دیکھا کہ حجام آپ کا سر مونڈ رہا تھا اصحاب آپ کے اردگرد گھوم رہے تھے اور چاہتے تھے کہ آپ کے بال سوائے ان کے ہاتھ کے اور کہیں نہ گریں۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ یوم النحر کو روانہ ہوئے زوال آفتاب سے پہلے ہی (بغرض طواف مکہ) گئے اور پھر منیٰ میں واپس آئے اور تمام نمازیں منیٰ ہی میں پڑھیں۔

عطاء نے کہا کہ جو شخص منیٰ سے مکہ جائے اس کو ظہر کی نماز منیٰ ہی میں پڑھنی چاہیے میں ظہر کی نماز مکہ جانے سے قبل ہی منیٰ ہی میں پڑھتا ہوں اور عصر راستے میں ہی پڑھیں۔

ازواج مطہرات کی روانگی...... طاؤس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ (منیٰ سے مکے) دن کو روانہ ہوں اپنی ازدواج کو آپ نے رات کو روانہ کیا تاقے پر بیت اللہ کا طواف کیا پھر زمزم پر آئے اور فرمایا کہ مجھے دو آپ کو ایک ڈول بھر کر دیا گیا آپ نے اس سے پیا غرارہ کیا پھر اس میں کلی کی اور حکم دیا کہ چاہ زمزم میں انڈیل دیا جائے۔

طاؤس نے لوگوں سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی سواری پر طواف کیا۔

ہشام بن حجیر نے طاؤس سے سنا جو یہ دعویٰ کیا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ زمزم پر آئے اور فرمایا مجھے دو آپ ﷺ کو ایک ڈول پانی کا دیا گیا آپ ﷺ نے اس میں سے پیا اس میں کلی کی اور وہ پانی آپ کے حکم سے کنویں میں انڈیل دیا گیا۔

سقایته النبیذ...... آنحضرت ﷺ سقایہ (سبیل) کی طرف روانہ ہوئے جو سقایہ النبیذ کہلاتا تھا کہ کا پانی پئیں پھر ابن عباس نے عباس سے کہا یہ تو ایسا ہے کہ آج ہی ہاتھوں نے اسے گھنگول ڈالا ہے البتہ بیت اللہ میں پینے کا صاف پانی ہے مگر نبی کریم ﷺ نے سوائے اس کے اور کوئی پانی پینے سے انکار کیا اور اسی کو پیا۔

طاؤس کہا کرتے تھے کہ سقایہ النبیذ سے پانی پینا حج پورا کرنے والی چیزوں میں سے ہے رسول اللہ ﷺ نے سقایہ النبیذ سے اور زم زم سے پانی پیا اور فرمایا کہ اگر سنت نہ ہو جاتی تو میں پانی کا ڈول کھینچتا۔

حسین بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس سے جبکہ لوگ انکے گرد جمع تھے پوچھا کہ کیا تم نبیذ کو بطور سنت استعمال کرتے ہو یا وہ تم پر دودھ اور شہد سے زیادہ سہل ہے ابن عباس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جب ہمراہ اصحاب مہاجرین وانصار بھی تھے چند پیالے لائے گئے جن میں نبیذ تھی نبی کریم ﷺ نے اس میں سے پیا مگر سیر ہونے سے پہلے سر اٹھالیا اور فرمایا کہ تم نے اچھا کیا اسی طرح کئے جاؤ۔

ابن عباس نے کہا کہ مجھے اس معاملے میں رسول اکرم ﷺ کی خوشنودی سے زیادہ محبوب ہے کہ ہم پر دودھ اور شہد کے سیلاب بہ جائیں (تنبیہ سقایۃ النبیذ کے نام سے زم زم کی ایک سبیل تھی راوی نے مجازاً اس کے پانی کو نبیذ کہد یا کیونکہ حقیقتاً نبیذ کے معنی شراب کے ہیں یہ محال ہے کہ آپ کے زمانے میں مکے میں حقیقی نبیذ کا گذر ہو نبیذ فتح مکہ سے پہلے حرام ہو چکی تھی)۔

عطاء سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب منیٰ سے مکہ واپس ہوئے تو آپ نے اپنے لئے تنہا ایک ڈول کھینچا پینے کے بعد ڈول بچ گیا اسے کنویں میں انڈیل دیا اور فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ تمہاری سبیل سقایہ میں تم پر غالب آجائیں اس لئے میرے سوا کوئی اس سے نہ کھینچے خود آپ نے وہ ڈول کھینچا جس میں سے آپ نے پیا کسی ورنے آپ کی مدد نہیں کی۔

حارثہ بن وہب الخزاعی جن کی ماں عمر کی زوجہ تھیں بیان کیا کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں رسول ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی لوگ بھی بیشتر حاضر تھے آپ نے ہمیں دو رکعتیں نماز پڑھائیں۔

منیٰ میں خطبہ رسول...... عمرو بن خارجہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں خطبہ ارشاد فرمایا میں آپ کے ناقے کے گردان کے نیچے جو جگالی کر رہی تھی اس کا لعاب میرے دونوں شانوں کے درمیان بہ رہا تھا نحضرت ﷺ نے فرمایا:

اللہ نے ہر انسان کے لئے میراث میں اس کا حصہ مقرر کر دیا ہے اس لئے وراثت کے لئے وصیت جائز ہیں خبردار بچہ صاحب فراموش کے لئے ہے یعنی عورت جن کی منکوحہ ہے بچہ اسی شخص کا ہے اگر چہ وہ مخفی طور پر زنا سے ہوا ہو اور بدکار کے لئے پتھر ہے وہ شخص جو اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کرے یا کوئی آزاد غلام پنے آزاد کرنے والوں سے منہ پھیر کر دوسروں کا آزاد غلام ہونے کا دعویٰ کرے تو اس پر اللہ ملائکہ اور تمام نسانوں کی لعنت ہے۔

یوم النحر میں خطبہ رسول ...... ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ یوم النحر میں جمعرات کے درمیان کھڑے ہوئے لوگوں سے فرمایا یہ کون سا دن ہے عرض کی کہ النحر ہے فرمایا کہ یہ کون سا شہر ہے فرمایا کہ بلد حرام فرمایا کہ یہ کون سا مہینہ ہے لوگوں نے کہا کہ شہر حرام ہے۔ فرمایا:

یہ حج اکبر کا دن ہے تمہارے خون تمہارے مال تمہاری آبروئیں اس دن میں اس مہینے میں اس شہر کی حرمت کی طرح تم پر حرام ہے پھر فرمایا کیا میں نے پیام الٰہی کی تبلیغ کردی لوگوں نے کہا کہ ہاں رسول اکرم ﷺ فرمانے لگے کہ اے اللہ تو گواہ رہنا آپ نے لوگوں کو رخصت (وادع) کیا اس لئے انہوں نے اس حج کو حجۃ الوداع کہا

نبیط بن شریط الاشجعی سے مروی ہے کہ میں حجۃ الوداع میں اپنے والد کا ردیف (اونٹ کی واری میں ہمنشین) تھا نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے لگے میں اونٹ کے سرین پر کھڑا ہوگیا اور اپنے دونوں پاؤں والد کے شانوں پر رکھ لئے میں نے آپ کو یہ کہتے سنا کہ کون سا دن سب سے محترم ہے لوگوں نے کہا یہی دن فرمایا کہ کون سا مہینہ سب سے بہتر ہے فرمایا کہ یہی مہینہ فرمایا کہ کون سا شہر سب سے زیادہ محترم ہے لوگوں نے کہا کہ یہی فرمایا کہ تمہارے خون تمہارے مال تم پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر میں ہے فرمایا کہ کیا میں نے تبلیغ کردی لوگوں نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ اے اللہ گواہ رہ اے اللہ گواہ رہ۔

یوم العقبہ میں خطبہ رسول ...... ابو خاویہ سے جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم العقبہ میں (یعنی جمرہ عقبہ کی رمی کے روز دس ذی الحجہ کو) ہمیں خطبہ سنایا فرمایا کہ اے لوگو تمہارے خون تمہارے مال اپنے پروردگار کے ملنے تک تم پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں ہے اور اس شہر میں ہے خبردار کیا میں نے تبلیغ کردی ہم لوگوں نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ اے اللہ گواہ رہ خبردار میرے بعد کفر کی راہ کی طرف نہ پلٹ جانا کہ تم میں سے کوئی کسی کی گردن ماردے۔

شب عرفہ میں خطبہ رسول ...... سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوم عرفہ میں سرخ اونٹ پر خطبہ فرماتے ہوئے دیکھا:

عبدالرحمٰن بن معاذ التیمی سے مروی ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ سنایا جبکہ ہم منیٰ میں تھے منجانب اللہ ہمارے کان کھول دیئے گئے تھے جو کچھ آپ فرمارہے تھے ہم لوگ اچھی طرح سن رہے تھے حالانکہ ہم لوگ اپنی منزلوں میں تھے۔

مناسک حج کی تعلیم ...... آپ لوگوں کو مناسک (مسائل حج) تعلیم کرنے لگے جب رمی اجمار کے بیان پر پہنچے تو فرمایا چھوٹی کنکریوں سے آپ نے اپنی دونوں شہادت کی انگلی ایک دوسرے پر رکھی پھر مہاجرین کو حکم دیا کہ مسجد کے آگے حصے میں اتریں اور انصار کو حکم دیا کہ مسجد کے پیچھے حصے میں اتریں پھر اور لوگ بعد کو اترے۔

غلاموں کے بارے میں ارشاد نبوی ...... زید بن خطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ

الوداع کے موقع پر فرمایا کہ اپنے غلاموں کا خیال رکھو اپنے غلاموں کا خیال رکھو جو تم کھاؤ وہ انہیں بھی کھلاؤ جو تم پہنو انہیں بھی پہناؤ اگر وہ کوئی ایسا گناہ کریں جسے تم معاف نہ کرنا چاہو تو اے اللہ کے بندو انہیں بیچ ڈالو انہیں سزا نہ دو۔

الہرماس بن زیاد الباہلی سے مروی ہے کہ میں قربانی کے روز (یوم الاضحٰی میں) اپنے والد کا ہم نشین تھا نبی کریم ﷺ منیٰ میں ناقے پر لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے۔

الہرماس بن زیاد الباہلی سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ واپس ہوئے میرے والد اپنے اونٹ پر مجھے بٹھائے ہوئے تھے میں چھوٹا بچہ تھا میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا یوالاضحیٰ میں منیٰ میں اپنی کان کٹی اونٹنی پر لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے۔

یوم الحج پر خطبہ رسول ابی بکر سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے حج میں خطبہ فرمایا کہ خبردار زمانہ اپنی ہیت پر اسی دن سے گردش کرتا ہے جس دن سے اللہ نے زمین وآسمان کو پیدا کیا ہے سال بارہ مہینے کا ہے ان میں سے چار مہینے حرام (محترم) ہیں تین تو پے در پے ذی القعدہ وذی الحجہ ومحرم اور ایک بعد کو (قبیط) مضر کا وہ رجب جو جمادی الآخرہ وشعبان کے درمیان ہے۔

پھر فرمایا کہ یہ کون سا دن ہے ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ خاموش رہے یہاں تک کہ ہم لوگوں نے خیال کیا کہ آپ اس نام کے علاوہ کوئی نام بتائیں گے فرمایا کہ کیا یہ یوم النحر نہیں ہے ہم نے کہا کہ بے شک ہے فرمایا کہ یہ کون سا مہینہ ہے ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ نے سکوت کیا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے نام کے علاوہ کوئی دوسرا نام بتائیں گے تو فرمایا کہ کیا ذی الحجہ نہیں ہے ہم نے کہا کہ بے شک ہے فرمایا کہ یہ کون سا شہر ہے ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ نے سکوت فرمایا یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا کہ آپ اس نام کے سوا کوئی نام بتائیں گے تو فرمایا کہ کیا بلد حرام نہیں ہے ہم نے کہا بے شک ہے فرمایا کہ تمہارے خون تمہارے مال راوی نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے تمہاری آبروئیں بھی فرمایا تم پر ایسے حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے کی حرمت اس شہر میں ہے تم اپنے پروردگار سے ملو گے تو وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا خبردار میرے بعد گمراہ ہو کر دین سے نہ پھر جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو خبردار کیا میں نے حق پہنچا دیا خبردار جو تم میں حاضر ہو وہ غائب کو پہنچا دے کیونکہ شاید بعض لوگ جنہیں یہ پہنچے اس سے زیادہ حافظ ہوں بہ نسبت ان کے جنہوں نے سنا خبردار کیا میں نے تبلیغ کر دی۔

محمد نے کہا کہ یہی ہوا بعض لوگ جن کو پہنچا وہ ان سے زیادہ احاط ہو گئے جن سے انہوں نے سنا۔

ذی الحجہ کی فضیلت...... مجاہ سے مروی ہے کہ ذی القعدہ میں ابوبکر صدیق نے سفر کیا اور علی نے اذان دی اہل جاہلیت دو سال تک سال کے مہینوں میں ہر مہینے حج کیا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کا حج ذی الحجہ میں پڑا تو آپ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس دن اللہ زمین وآسمان کو پیدا کیا زمانے نے اپنی ہیت کے مطابق گردش کی ابو بزشر نے کہا کہ لوگوں نے جب حق کو ترک کر دیا تو مہینے بھول گئے۔

ایام تشریق...... الزہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن حزافہ کو اپنی سواری پر بھیجا کہ وہ ایام

تشریق (دس گیارہ بارہ تیرہ ذی الحجہ) کے روزوں سے منع کریں اور فرمایا کہ یہ تو صرف کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کرنے کے دن ہیں معن (راوی) نے اپنی حدیث میں کہا مسلمان ان ایام کے روزے سے باقی رہیں۔

ہذیل بن وراق سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایام تشریق میں حکم دیا کہ میں ندا دوں کہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں لہذا ان میں کوئی روزہ نہ رکھے۔

الحکم الزرقی کی والدہ سے مروی ہے کہ گویا کہ میں علی کو دیکھ رہی ہوں جو رسول اللہ ﷺ کے سفید خچر پر سوار تھے جس وقت وہ شعب الانصار پر کھڑے ہوئے کہہ رہے تھے اے لوگو روزوں کے دن نہیں ہیں یہ تو صرف کھانے پینے اور ذکر کرنے کے دن ہیں۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم اصحاب نبی کریم ﷺ نے صرف خالص اور تنہا حج کا احرام باندھا تھا اس کے ساتھ کوئی اور نیت نہیں تھی الحجہ کی چوتھی صبح کو مکے میں آئے تو ہمیں نبی کریم ﷺ نے حلال ہو جانے اور احرام کھول دینا کا حکم دیا اور فرمایا کہ حلال ہو جاؤ اس حج کو عمرہ کر دو۔

آپ کو خبر پہنچی کہ ہم لوگ کہتے ہیں کہ جب ہمارے اور عرفے کے درمیان پانچ روز سے زائد نہ رہے تو آپ نے ہمیں حلال ہونے کا حکم دیا تا کہ ہم منی میں اس حالت میں جائیں کہ ہماری شام گاہوں سے منی ٹپکتی ہو۔

نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے ہمیں مخاطب کیا اور فرمایا مجھے وہ بات پہنچ گئی جو تم نے کہی میں تم لوگوں سے زیادہ نیکوکار اور زیادہ متقی ہوں اگر میرے ہمراہ مدینے سے ہدی نہ ہوتی تو میں ضرور حلال ہو جاتا اگر مجھے پہلے سے اپنا حال معلوم ہوتا تو میں ہدی نہیں لاتا۔

علی یمن سے آئے تو آپ نے ان سے پوچھا تم نے کا ہے کا احرام باندھا ہے انہوں نے کہا کہ جس کا نبی کریم نے باندھا ہو فرمایا کہ ہدی لاؤ احرام میں رہو جیسا کہ تم ہو۔

آپ سے سراقہ نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ ہمارے اس عمرہ پر غور فرمالیا کریں اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے اسماعیل (راوی) نے کہا اس کے مثل کہا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کو لبیک عمرۃ وحج کہتے سنا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ (دوسرے طریقے سے) نبی کریم ﷺ کو لبیک عمرہ وحج کہتے سنا۔

قرآنی آیات کا نزول...... الشعبی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر آیت الیوم اکملت لکم دینکم (آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا) نازل ہوئی یہ آیت آپ کے وقوف عرفہ کی حالت میں نازل ہوئی جس وقت آپ نے موقف ابراہیم میں وقوف کیا تھا شرک مضمحل ہو گیا جاہلیت کی روشنی کے مقامات منہدم کر دیئے گئے کسی برہنہ نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر میں جمرہ کی رمی تک تلبیہ کہا عمرہ کے ساتھ واپس ہوا چند یمنی رفیق ہمارے پاس سے گزرے جن کے کجاوے چمڑے کے تھے ان کے اونٹ کی نکیل چھٹی رسی کی تھیں عبداللہ (ابن عمر) نے کہا جو شخص ان رفقاء کو دیکھنا چاہے جو اس سال رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ وارد ہوئے جبکہ آپ حجۃ الوداع میں آئے تھے تو اسے ان رفقاء کو دیکھنا چاہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ مجھے حجۃ الوداع کہنا ناپسند تھا طاؤس نے کہا کہ میں نے حجۃ الاسلام کہا تو انہوں نے ہاں حجۃ الاسلام۔

ابراہیم بن میسرہ سے مروی ہے کہ طاؤس حجۃ الوداع کہنے کو ناپسند کرتے تھے اور حجۃ الاسلام کہتے تھے۔

علاء بن الحضرمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہاجرین اپنے مناسک ادا کرنے کے بعد تین دن ٹھہریں۔

رسول اللہ کے حج ...... قتادہ نے کہا کہ میں نے انس سے پوچھا نبی کریم ﷺ نے کتنے حج کئے انہوں نے کہا کہ صرف ایک حج مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ہجرت سے پہلے دو حج کئے اور ہجرت کے بعد ایک حج کیا ام المؤمنین اور قاسم سے مروی ہے کہ عائشہ نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ دونسک (حج وعمرہ) کر کے لوٹ رہے ہیں اور میں ایک ہی نسک (حج) کے ساتھ لوٹ رہی ہوں آپ نے فرمایا تم انتظار کرو جب حیض سے پاک ہو جانا تو تنعیم تک جانا وہاں سے عمرہ کا احرام باندھنا ہم سے فلاں فلاں پہاڑ پر ملنا مجھے خیال ہے فلاں فرمایا تھا لیکن وہ عمرہ بقدر تمہاری غایت کے ہوگا یا فرمایا کہ تمہارے خرچ کے ہوگا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہو۔

سریہ اسامہ بن زید حارثہ ...... زید بن حارثہ کا سریہ اہل ابنی کی جانب جو البلقاء کے نواح میں السراۃ کی زمین ہے۔

اسامہ بن زید کو ہدایت ...... چھبیسویں صفر ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو رسول ﷺ نے لوگوں کو جہاد روم کی تیاری کا حکم دیا۔ دوسرے دن آپ نے اسامہ بن زید کو بلایا اور فرمایا کہ اپنے باپ کے مقتل پر جاؤ اور کفار کو کچل دو میں نے اس لشکر پر تمہیں والی بنایا ہے تم سویرے سے اہل ابنیٰ میں حملہ کردو ان میں آگ لگادو اور اتنا تیز چلو کہ مخبروں کے آگے ہو جاؤ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کامیاب کردے تو تم ان لوگوں میں بہت کم ٹھہرو اپنے ہمراہ رہبروں کو لے لو مخبروں اور جاسوسوں کو اپنے آگے روانہ کردو۔

رسول اللہ کی علالت ...... چارشنبہ کو رسول اللہ کی بیماری شروع ہوئی اور آپ کو بخار اور دردسر ہو گیا پنجشنبے کی صبح آپ نے اپنے ہاتھ سے اسامہ کے لئے جھنڈا باندھا پھر فرمایا اللہ کے نام کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو جو اللہ کی راہ میں کفر کرے اس سے جنگ کرو۔

اسامہ بن زید کی امارت پر اعتراض ...... وہ اپنے جھنڈے کو جو بندھا ہوا تھا لے کر نکلے جسے بریدہ بن الحصیب الاسلمی کو دیا الجروف میں لشکر جمع کیا مہاجرین اولین وانصار کے معززین میں جن سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جو اس غزوے میں بلا نہ لیا گیا ہو۔

ابوبکر صدیق عمر بن خطاب ابوعبیدہ بن جراح سعد بن ابی وقاص سعید بن زید قتادہ بن النعمان سلمہ بن اسلم بن حریس جیسے اکابر تھے۔

قوم نے اعتراض کیا کہ یہ لڑکا مہاجرین اولین پر عامل بنایا جاتا ہے؟۔

رسول اللہ ﷺ کا اظہار ناراضگی ...... رسول اکرم ﷺ نہایت غصہ ہوئے آپ اس طرح باہر تشریف لائے کہ سر پر ایک پٹی بندھی تھی اور جسم پر ایک چادر تھی آپ منبر پر چڑھے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا:۔

> اما بعد اے لوگو تم میں سے بعض کی گفتگو اسامہ کو امیر بنانے کے بارے میں مجھے پہنچی (تو تعجب نہیں) اگر تم نے اسامہ کو امر بنانے پر اعتراض کیا تم اس سے پہلے ان کے باپ کو امیر بنانے پر اعتراض کر چکے ہو خدا کی قسم وہ امارت ہی کے لئے پیدا ہوئے تھے ان دونوں سے ہر چیز کا گمان کیا گیا تم لوگ اسامہ کے متعلق خیر کی وصیت قبول کرو کیونکہ وہ تمہارے بہترین لوگوں میں سے ہیں۔

آپ منبر سے اترے اور اپنے مکان میں داخل ہو گئے یہ دس ربیع الاول یوم شنبہ کا واقعہ ہے وہ مسلمان جو اسامہ کے ہمراہ تھے رسول اکرم ﷺ سے رخصت ہو کر لشکر کی طرف الجرف میں تھا جا رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی علالت میں شدت ...... رسول اللہ ﷺ کے مرض میں شدت پیدا ہو گئی تو آپ فرمانے لگے اسامہ کے لشکر کو روانہ کر دو یک شنبے کو رسول ﷺ کا درد بہت شدید ہو گیا اسامہ اپنے لشکر گاہ سے اس وقت آئے جب نبی کریم ﷺ بے ہوش تھے اس روز لوگوں نے آپ کو دوا پلائی۔

اسامہ نے سر جھکا کر آپ کو بوسہ دیا رسول اللہ ﷺ کلام نہیں فرما سکتے تھے آپ نے دونوں ہاتھ آسمان پر اٹھائے تھے اور اسامہ کے سر پر رکھ دیتے تھے اسامہ نے کہا کہ میں سمجھ گیا آپ میرے لئے دعا کرتے ہیں۔

اسامہ بن زید کو روانگی کا حکم ...... اپنے لشکر گاہ واپس آ گئے دوشنبہ کو گئے نبی کریم ﷺ کی صبح افاقے کی حالت میں ہوئی آپ پر اللہ کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں آپ نے ان سے فرمایا صبح کو اللہ کی برکت سے روانہ ہو جاؤ۔

آنحضرت ﷺ کا وصال ...... اسامہ آنحضرت ﷺ سے رخصت ہو کے اپنے لشکر گاہ کی طرف روانہ ہو گئے اور لوگوں کو کوچ کا حکم دیا جس وقت وہ سوار ہونے کا ارادہ کر رہے تھے ان کی والدہ ام ایمن کا قاصد ان کے پاس آ کر کہنے لگا رسول اللہ ﷺ انتقال فرماتے ہیں۔

وہ آئے ان کے ہمراہ عمر و ابو عبیدہ بھی آئے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ آپ انتقال فرما رہے تھے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ دوشنبہ کو جبکہ آفتاب ڈھل چکا تھا آپ کی وفات ہو گئی اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے جس سے آپ خوش ہوں اور جسے آپ پسند کریں۔ آمین۔

جیش اسامہ کی واپسی ...... لشکر کے وہ مسلمان مدینے آ گئے جو الجرف میں جمع تھے بریدہ بن حصیب بھی

اسامہ کا بندھا ہوا جھنڈا لے کر آ گئے وہ اسے رسول اللہ کے دروازے پر لے آئے اور اسے وہاں گاڑ دیا جب ابو بکر سے بیعت کر لی گئی تو انہوں نے بریدہ بن حصیب کو جھنڈا اسامہ کے مکان پر لے جانے کا حکم دیا تا کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق روانہ ہوں بریدہ اسے لوگوں سے پہلے لشکر گاہ لے گئے۔

عرب مرتد ہو گئے تو ابو بکر سے اسامہ کو روکنے کے بارے میں گفتگو کی گئی انہوں نے انکار کیا ابو بکر نے اسامہ سے عمر کے بارے میں ان گفتگو کی کہ وہ انہیں رہ جانے کی اجازت دین اسامہ نے اجازت دے دی۔

اسامہ بن زید کا جہاد...... ربیع الآخر ۱۱ھ کا چاند ظاہر ہوا تو اسامہ روانہ ہوئے وہ بیس رات میں اہل ابنیٰ تک پہنچے ان پر ایک دم سے حملہ کر دیا انکا شعار علامت اصطلاح شناخت) کیا منصور امت تھا جو ان کے سامنے آیا اسے قتل کر دیا اور جس پر قابو چلا اسے گرفتار کر لیا ان کشتیوں میں آگ لگا دی اور مکانات کھیت باغات جلا دیئے جس سے وہ سب دھواں دھار ہو گیا اسامہ نے ان لوگوں کے میدانوں میں اپنے لشکر کو گشت کرایا اس روز کچھ انہیں مال غنیمت ملا اس کی تیاری میں ٹھہرے رہے اسامہ اپنے والد کے گھوڑے سجہ پر سوار تھے انہوں نے اپنے والد کے قاتل کو بھی غفلت کی حالت میں قتل کر دیا اسامہ نے گھوڑے کے دو حصے لگائے اور گھوڑے کے مالک کا ایک اپنے لئے اسی کے مثل حصہ لگایا۔

جیش اسامہ کی مراجعت مدینہ...... اسامہ نے لوگوں کو کوچ کا حکم دیا اپنی رفتار تیز کر دی نو رات میں وادی القراء آ گئے انہوں نے بشیر (مژدہ ارسال) کو مدینہ بھیجا کہ وہ لوگوں کو سلامتی کی خبر دے اس کے بعد انہوں نے روانگی کا قصد کیا چھ رات میں مدینے پہنچ گئے مسلمانوں میں سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچی ابو بکر مہاجرین و اہل مدینہ کے ہمراہ ان لوگوں کو لینے کے لئے ان کی سلامتی پر اظہار مسرت کرتے ہوئے روانہ ہوئے۔ اسامہ اپنے والد کے گھوڑے سجہ پر سوار مدینے میں اس طرح داخل ہوئے کہ جھنڈا ان کے آگے تھا جسے بریدہ بن حصیب اٹھائے ہوئے تھے یہاں تک کہ وہ مسجد پہنچے اس کے اندر گئے دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنے گھر واپس ہوئے۔

اسامہ نے جو کچھ کیا وہ ہرقل کو معلوم ہوا جو حمص میں تھا اس نے البلقاء میں رہنے کے لئے ایک لشکر بھیجا وہ برابر وہیں رہے یہاں تک کہ ابو بکر و عمر کی خلافت میں لشکر شام کی طرف بھیجے گئے۔

الحمدالله اختتام تاریخ ابن سعد

حصہ اول

اللہ أکبر

طبقات ابن سعد

حصہ دوم

مہاجرین وانصار کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی چارگی کروانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینے تشریف لانے کے بعد...... حضرت زہری وغیرہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مہاجرین کا بعض سے اور مہاجرین وانصار کا ایک دوسرے کے ساتھ اس شرط پر عقد بھائی چارگی کر دیا کہ حق پر ساتھ رہیں گے ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی وغم خواری کریں گے اور رشتے دار مرنے کے بعد ایک دوسرے کے وارث ہوں گے یہ نوے آدمی تھے (جن میں بھائی چارگی کا عقد ہوا) پینتالیس مہاجرین اور پینتالیس انصار میں سے ۔ یہ غزوہ بدر سے پہلے تک تھا، جب جنگ بدر ہوئی اور اللہ نے آیت ''واولوا الارحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب الله ان الله بکل شئی علیم'' نازل فرمائی تو اس آیت نے اپنے سے پہلے والے حکم کو منسوخ کر دیا، میراث کے بارے میں بھائی بندی ختم ہوئی اور ہر انسان کی میراث اس کے نسب و ورثہ ورشتے دار کی طرف لوٹ گئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گھر میں مہاجرین وانصار کے درمیان معاہدہ حلفی کرایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینے میں مسجد بنانا

اونٹنی کا مسجد نبوی پر بیٹھ جانا...... حضرت زہری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر گردن جھکا کے بیٹھ گئی اس زمانے میں اسی جگہ مسلمان نماز پڑھا کرتے تھے، وہ (جگہ) شتر خانہ تھی جو انصار کے دو یتیم لڑکوں سہل اور سہیل کی تھی وہ دونوں ابوامامہ اسعد بن زرارہ کی ولایت میں تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلانا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں لڑکوں کو بلایا، ان کے سامنے شتر خانہ کی بہت بڑی قیمت پیش کی کہ آپ اسے مسجد بنائیں، ان دونوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

ہبہ کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا اور اس کو ان دونوں سے خرید لیا۔

حضرت زہری سے روایت ہے کہ آپؐ نے اسے دس دینار میں خریدا ابوبکرؓ کو حکم دیا کہ رقم دے دیں اور صرف احاطے کی شکل میں ایک دیوار تھی جس پر چھت نہ تھی اس کا قبلہ بیت المقدس کی طرف تھا اسد بن زرارہ نے اسے تعمیر کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف سے پہلے وہ اپنے ساتھیوں کو پانچ وقت کی نماز پڑھایا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم دینا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس احاطہ میں کھجور اور غرقد کے جو درخت تھے ان کے کاٹنے کا حکم دیا کچی اینٹوں کا حکم دیا جو تیار کی گئیں۔

اس شتر خانہ میں جاہلیت کی جو قبریں تھیں رسول ﷺ کے حکم سے کھود لی گئیں، آپ ﷺ نے ہڈیوں کو چھپانے کا حکم دیا اسی شتر خانے میں پانی کا چشمہ تھا، لوگوں نے اسے ہٹا دیا یہاں تک کہ وہ غائب ہو گیا۔

مسجد کا رقبہ...... مسجد کی بنیاد رکھی گئی قبلہ کی لمبائی کی طرف سے پیچھے تک سو ہاتھ رکھا اور دونوں جانبوں میں بھی اسی طرح رکھا وہ مربع تھی، کہا جاتا ہے کہ سو ہاتھ سے کم تھی، بنیاد تقریباً تین ہاتھ زمین کے اوپر تک پتھر سے بنائی، تعمیر کچی اینٹ سے ہوئی رسولؐ اور آپ کے اصحاب نے کام کیا، آپؐ بذات خود ان کے ساتھ پتھر ڈھوتے اور فرماتے تھے کہ

اللھم لا عیش الا عیش الاخرہ فاعفو الانصارو المھاجرہ

ھذا الحمال لاحمال خیر ھذا بررینا و المطھر

اے اللہ عیش تو آخرت ہی کا عیش ہے لہٰذا تو انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما یہ خیبر کی بار برداری نہیں ہے اے ہمارے رب یہ بہت پاکیزہ و نیک ہے۔

قبلہ کو بیت المقدس کی طرف کیا، تین دروازے بنائے ایک دروازے پچھلے حصے میں ایک دروازہ جس کو باب الرحمۃ کہا جاتا ہے اسی کو باب عاتکہ بھی کہا جاتا ہے، تیسرا دروازہ وہ تھا جس سے رسولؐ اندر تشریف لاتے تھے، یہی دروازہ آل عثمانؓ کے ساتھ ملا ہوا تھا۔

دیوار کی لمبائی بہت کشادہ رکھی ستون کھجور کے تنے کے بنائے، اور چھت کھجور کی شاخوں کی بنائی گذارش کی گئی کہ اسے پاٹ کیوں نہیں دیتے، فرمایا کہ یہ جھونپڑی موسیٰ کی جھونپڑی کی طرح ہے، جو چند چھوٹی چھوٹی لکڑیوں اور پھوس کی تھی، اس کے پہلو میں چند حجرے کچی اینٹوں کے بنائے جس کو کھجور کے تنے اور شاخوں سے پاٹا۔

جب آپؐ اس تعمیر سے فارغ ہوئے تو اس حجرے کو جس سے متصل مسجد کا راستہ تھا حضرت عائشہؓ کے لیے مخصوص فرمایا، سودہ بنت زمعہ کو دوسرے حجرے میں کیا جو اسی کے ساتھ ملا اس دروازے کی طرف تھا کہ آل عثمانؓ سے ملا ہوا تھا۔

آپؐ کا نماز پڑھنا...... حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں نماز کا وقت آتا تھا آپ وہیں نماز پڑھ لیتے تھے آپ بکریوں کے باندھنے کی جگہ پہلے نماز پڑھا کرتے تھے پھر مسجد کا حکم دیا گیا، تو بنی نجار کی ایک جماعت کو بلا بھیجا، وہ لوگ آپ کے پاس آئے تو فرمایا کہ مجھ سے اپنے اس باغ کی قیمت لے لو ان لوگوں نے کہا نہیں واللہ ہم اس کی قیمت اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں چاہتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دادِ تحسین دینا...... حضرت انسؓ نے کہا کہ اس میں مشرکین کی قبریں تھیں کھجور کا باغ تھا چٹانیں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کا باغ کٹوا دیا، مشرکین کی قبریں کھدوا دیں اور چٹانوں کو برابر کرا دیا، لوگوں نے کھجور کو قبلے کی طرف قطاریں کھڑا کر دیا، اور اس کے دونوں جانب پتھر رکھے، وہ لوگ اور ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز پڑھتے تھے، اور آپ فرماتے تھے!

اللھم الاخیر الآخرة فانصر الانصار والمھا جرہ

ترجمہ: اے اللہ آخرت کی خیر کے سوا کوئی خیر نہیں لہٰذا تو انصار و مہاجرین کی مدد کر،

عمار طاقت ور آدمی تھے وہ دو دو پتھر اٹھاتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن سمیہ شاباش تمہیں باغیوں کی جماعت قتل کرے گا۔

زہری سے مروی ہے کہ جب لوگ مسجد بنا رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ھذا الحمال لا حمال خیبر ھذا بر دینا و الھر

ترجمہ: بار ہے تو یہ ہے خیبر کا بار کچھ نہیں اے ہمارے پروردگار یہ زیادہ نیک و پاک ہے۔

زہری کہا کرتے تھے کہ آپ نے اس شعر کے کبھی کوئی شعر نہیں سنایا اور نہ اس کا ارادہ کیا اس کے کہ وہ آپ سے پہلے کہا گیا ہو۔

بیت المقدس سے کعبے کی طرف تحویل قبلہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا...... حضرت عثمانؓ بن محمد الاخنسی وغیرہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینے ہجرت فرمائی تو آپؐ نے سولہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی، آپؐ چاہتے تھے کہ اسے کعبے کی طرف پھیر دیا جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرائیلؑ کا جواب...... آپؐ نے فرمایا کہ اے جبرائیلؑ میری خواہش ہے کہ اللہ میرا رخ یہود کے قبلے سے پھیر دے جبرائیل نے کہا کہ میں تو صرف ایک بندہ ہوں، آپؐ اپنے رب سے دعا کیجئے اور اسی سے درخواست کیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان کی طرف دیکھنا...... آپؐ نے ایسا ہی کیا جب نماز پڑھتے تھے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے تھے، آپؐ پر یہ آیت نازل ہوئی ”قد نری تقلب وجھک فی السماء فلنولینک قبلة ترضاھا“ ہم آسمان کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک کا اٹھنا دیکھتے ہیں ہم ضرور آپؐ ایسے قبلے کی طرف پھیر دیں گے، جس سے آپؐ خوش ہوں گے، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبے کی طرف متوجہ کر دیا۔

قبلتین کا نام رکھنا...... کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام بشر بن البراء بن معرور کی زیارت کے لئے

تشریف لے گئے تھے انہوں نے آپؐ کے لئے کھانا تیار کیا ظہر کا وقت آ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر حکم دیا گیا کہ اپنا رخ کعبے کی طرف کرلیں، آپؐ کعبے کی طرف گھوم گئے، اور محراب کو سامنے کیا اس مسجد کا نام قبلتین رکھ دیا گیا، یہ واقعہ ہجرت کے سترھویں مہینے ۱۵، رجب یوم دوشنبہ کو ہوا۔

ہجرت کے اٹھارہویں مہینے شعبان میں رمضان کے روزے فرض کیے گئے، محمد بن عمر نے کہا ہمارے نزدیک یہی درست ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سولہ ماہ بیت المقدس کی نماز پڑھنا...... سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے تشریف لانے کے بعد سولہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی پھر غزوہ بدر سے دو ماہ قبل آپ کو کعبے کی طرف پھیر دیا گیا۔

البراء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی جانب نماز پڑھی، آپ کو یہ پسند تھا کہ بیت اللہ کی جانب ہو جائے، آپؐ نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی یا آپؐ نے نماز عصر پڑھی اور آپؐ کے ساتھ ایک جماعت نے بھی نماز پڑھی۔

ایک صحابی کا گواہی دینا...... جن لوگوں نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی ان میں سے ایک شخص نکلے جو ایک مسجد والوں پر گذرے کہ رکوع کی حالت میں تھے انہوں نے کہا میں خدا کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکے کی جانب نماز پڑھی وہ لوگ جس طرح تھے اسی حالت میں بیت اللہ کی طرف گھوم گئے۔

نماز میں قبلہ کی طرف پھر جانا...... بنی سلمہ کے ایک شخص ایک جماعت کے پاس سے گذرے جو فجر کی نماز میں رکوع کی حالت میں تھے وہ لوگ ایک رکعت کعبے کی طرف پھر گئے۔

کثیر بن عبداللہ المزنی نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے تو ہم لوگ آپؐ کے ساتھ تھے آپؐ نے سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی

قبلے کی طرف رخ کرنا...... عمارہ بن اوس الانصاری سے روایت ہے کہ ہم نے رات کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھی تھی کہ ایک شخص مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا ہم نماز ہی میں تھے، اس نے آواز دی کہ نماز کا رخ کعبہ کی طرف کر دیا گیا، امام اور بچے اور عورتیں سب کعبے کی طرف پھر گئے۔

ابن عباس روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکے میں تھے تو بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے حالانکہ کعبہ آپؐ کے سامنے ہی تھا ہجرت فرمانے کے سولہ مہینے تک یہی عمل رہا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبے کی طرف متوجہ کر دیا گیا۔

محمد بن کعب القرظی نے روایت ہے کہ کبھی نبی نے سنت وقبلہ کے معاملے میں کسی نبی کی مخالفت نہیں کی ہے۔ علاوہ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سے آپؐ مدینے تشریف لائے سولہ مہینے تک بیت المقدس کو قبلہ بنایا۔ پھر محمد بن کعب نے یہ آیت پڑھی ''شرع لکم من الدین ماوصیٰ بہ نوحاً'' (اللہ نے تمہارے لئے وہی دین

مقرر کیا جس کی اس نے نوحؑ کی وصیت کی تھی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عصر کا نماز پڑھنا...... البراءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع میں مدینے تشریف لائے تو اپنے ناناؤں یا ماموؤں کے پاس اترے جو انصار میں سے تھے سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی لیکن پسند یہی تھا کہ قبلہ بیت اللہ کی طرف ہو جائے آپؐ نے جو سب سے پہلی نماز بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی وہ نماز عصر تھی، یہ نماز آپؐ کے ساتھ ایک جماعت نے بھی پڑھی۔

جن لوگوں نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی تھی ان میں سے ایک شخص نکلے ایک مسجد والوں کے قریب سے گذرے جو رکوع کی حالت میں تھے تو کہا کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے کی طرف نماز پڑھی ہے وہ لوگ جس حالت میں تھے اسی حالت میں بیت اللہ کی طرف گھوم گئے۔

آپؐ کو پسند یہی تھا کہ قبلہ بیت اللہ کی جانب پھیر دیا جائے، جب آپؐ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے تو یہ یہود والی کتاب کو پسند تھا، جب اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کر لیا، تو ان لوگوں نے اس کو برا کہا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید...... حضرت البراءؓ سے ان کی اسی حدیث میں روایت ہے کہ چند آدمی قبل اس کے کہ قبلہ بیت اللہ کی طرف پھیرا جائے اسی قبلے پر وفات پا گئے یا شہید ہو گئے، ہمیں معلوم نہ ہوا کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''ما کان اللہ لیضیع ایمانکم ان اللہ بالناس لرؤف رحیم'' (اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تمہارے ایمان برباد کر دے اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بڑا مہربان اور رحم کرنے والا)۔

وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی

قبلہ کا کعبہ کی طرف ہونا...... ابی سعید الخدری وغیرہ سے روایت ہے کہ جب قبلہ کعبے کی طرف پھیر دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں تشریف لائے آپؐ نے مسجد قبا کی دیوار کو اس مقام پر آگے بڑھا دیا جہاں وہ آج ہے، آپؐ نے اس کی بنیاد رکھ دی اور فرمایا کہ جرائیلؑ مجھے بیت اللہ کا رخ بتائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب نے اس کی تعمیر کے لئے پتھر ڈھوئے۔

عمرہ کے مثل ثواب...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے وہاں پیدل تشریف لایا کرتے تھے، فرمایا کہ جو وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد قبا میں آئے اور اس میں نماز پڑھے تو اسے عمرہ کا ثواب ملے گا۔

حضرت عمرؓ دوشنبے و پنجشنبے (پیر اور جمعرات) کو اس میں آتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر یہ مسجد کسی اور طرف بھی ہوتی تو ہم ضرور اس کے سفر میں اونٹوں کو ہلاک کرتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد...... ابوایوب انصاریؓ کہا کرتے تھے کہ یہی وہ مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی، ابی بن کعب اور دوسرے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی مسجد ہے۔

مسجد قبا کی بنیاد...... حضرت ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے ''لمسجد اسس علی التقویٰ'' (البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی وہ اس امر کی زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھیں) کی تفسیر میں روایت کی کہ وہ مسجد قبا ہے۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبی عمرو عوف میں جو مسجد قبا تھی تشریف لے گئے، انصار کے کچھ لوگ بھی آ کر آپ کو سلام کرنے لگے۔

آپ ﷺ کا مسجد میں کا سلام کا جواب دینے کا طریقہ...... ابن عمرؓ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صہیب بھی مسجد میں گئے تھے میں نے صہیب سے پوچھا کہ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا جاتا تھا، تو آپ کیسے جواب دیتے تھے، انھوں نے کہا کہ آپ اپنے ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی سعید الخذری نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پیر کے دن قبا گیا ہوں۔

مسجد قبا میں نماز پڑھنا...... ابن عمرؓ نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبا پیدل وسوار ہو کر تشریف لایا کرتے تھے، ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ مسجد قباء میں جاتے تھے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

آپ کا نماز میں ہاتھ کے اشارہ سے جواب دینا...... عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبا گئے آپ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے آپ کے پاس انصار آئے اور سلام کرنے لگے میں نے حضرت بلالؓ سے کہا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح ان لوگوں کو سلام کا جواب دیتے ہوئے دیکھا ہے، انہوں نے کہا کہ آپ نماز کی حالت ہی میں اپنے ہاتھ سے ان کی طرف اشارہ فرماتے تھے،

ام بکر بنت المسور سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ اگر مسجد قبا آفاق میں سے کسی افق میں بھی ہوتی تو ہم ضرور اس کے سفر میں اونٹوں کو ہلاک کرتے۔

آپ ﷺ کا ارشاد...... اس دن ظہیر سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد قبا میں آئے، اور نماز پڑھے تو یہ نماز مثل عمرے کے ہوگئی۔

اذان کا بیان

اذان کے حکم کا بیان...... سعید بن المسیب وغیرہم سے روایت ہے کہ اذان کا حکم ہونے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی لوگوں کو آواز دیتا تھا کہ ''الصلوٰۃ جامعۃ (نماز جمع کرنے والی)

تو لوگ جمع ہو جاتے تھے، جب قبلہ کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا، تو اذان کا حکم دیا گیا۔

آپؐ کا غور و فکر کرنا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذان کے معاملے کی بھی بڑی فکر تھی لوگوں نے آپؐ سے ان چند باتوں کا ذکر بھی کیا جن سے لوگ نماز کے لئے جمع ہو جائیں۔ بعض نے کہا کہ صور اور بعض نے کہ کہ ناقوس (اس شّی ء کو کہتے ہی جس کو ہندو پوجا کے وقت بجاتے ہیں) بجا دیا جائے۔

عبداللہ بن زید الخزرمی...... لوگ اسی حالت میں تھے کہ عبداللہ بن زید الخزرجی کو نیند آ گئی، انھیں خواب میں دیکھا گیا کہ ایک شخص اس حالت میں گذرا کہ اس کے بدن پر دو سبز چادریں ہیں، ہاتھ میں ناقوس ہے۔

عبداللہ بن زید نے کہا کہ میں نے (اس شخص سے) کہا: کیا تم یہ ناقوس بیچ رہے۔ اس نے جواب دیا، تم اسے کیا کرو گے؟ میں نے کہا خریدنا چاہتا ہوں کہ نماز میں حاضری کے لئے اس کو بجاؤں۔

اذان کے الفاظ...... اس نے کہا میں آپ لوگوں کے لئے اس سے بہتر بیان کرتا ہوں کہو کہ:

الله اکبر الله اکبر ،اشهدان لااله الاالله ،اشهدان محمدا رسول الله ،حی علی الصلوٰة ،حی علی الفلاح ،الله اکبر ،الله اکبر لااله الاالله

حضرت بلال کا اذان سیکھنا...... عبداللہ بن زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی تو آپؐ نے فرمایا کہ تم بلالؓ کے ساتھ کھڑے ہو اور جو کچھ تم سے کہا گیا ہے انہیں سکھا دو، وہ یہی اذان کہیں انہوں نے ایسا ہی کیا۔

حضرت عمرؓ آئے انہوں نے کہا کہ میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے جیسا کہ انھوں نے دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ ہی کے لئے ہے اور یہی سب سے زیادہ درست ہے۔

اہل علم نے کہا کہ یہی اذان کہی جانے لگی اور ''الصلوٰۃ جامعۃ'' کی آواز صرف امر حادث (یعنی کوئی) کے لئے رہ گئی۔ اس کی وجہ سے لوگ حاضر ہوتے تھے، اور انہیں اس معاملہ کی خبر دی جاتی تھی، مثلاً فتح مکہ کی خبر پڑھ کر سنائی جاتی تھی یا اور کسی معاملے کا ان کو حکم دیا جاتا تھا ''الصلوٰۃ جامعۃ'' کی آواز دی جاتی تھی، اگرچہ وہ نماز کے وقت میں نہ ہو۔

اذان کے بارے میں مشورہ...... حضرت عبداللہ بن زید الانصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کے بارے میں لوگوں سے مشورہ طلب فرمایا اور فرمایا کہ میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ لوگوں کو بھیجوں کہ وہ مدینے کے قلعوں اور بلند مکانوں پر کھڑے ہو کر نماز کی اطلاع کریں بعض لوگوں نے ارادہ کیا کہ ناقوس بجائیں۔

عبداللہ بن زید کا کھانا نہ کھانا...... حضرت عبداللہ بن زید اپنے اہل خانہ کے پاس آئے ان لوگوں نے کہا کہ کیا ہم تمہیں شام کا کھانا نہ کھلائیں؟ جواب دیا کہ میں کھانا نہ کھاؤں گا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ نماز کے معاملے نے آپ کا دل سخت فکر میں ڈال دیا ہے۔

وہ سو گئے اور خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کے بدن پر سبز کپڑے ہیں وہ مسجد کی چھت پر کھڑا ہے

اس نے اذان کہی پھر بیٹھ گیا، پھر کھڑا ہوا اور نماز کی اقامت کہی۔

یہ اٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے خواب کی خبر دی، آپؐ نے انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت بلالؓ کو سکھا دیں انھوں نے سکھا دیا، جب لوگوں نے یہ سنا تو آئے۔

حضرت عمر فاروقؓ کا تائید کرنا...... حضرت عمرؓ بھی آئے اور عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے جوانہوں نے دیکھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں میرے پاس آنے سے کون سا معاملہ روکتا تھا۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ جب میں نے اپنے کو پیش پیش دیکھا تو مجھے شرم آئی۔

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ کوئی ایسی چیز مقرر کردیں جو لوگوں کو نماز کے لئے جمع کرے آپؐ کے پاس بوق (بگل) اور بگل والوں کا ذکر کیا گیا تو ناپسند فرمایا، ناقوس اور ناقوس والوں کا ذکر کیا گیا تو اس کو بھی ناپسند فرمایا۔

عبداللہ بن زیدؓ اور عمرؓ کا اذان سنانا...... انصار کے ایک شخص کو جن کا نام عبداللہ بن زید تھا اذان خواب میں سنائی گئی اسی رات کو حضرت عمرؓ کو بھی اذان کا خواب دکھایا گیا، عمرؓ نے کہا کہ جب صبح ہوگئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دوں گا۔ انصار رات ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے، اور خبر کردی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا انہوں نے نماز کی اذان کہی۔

حضرت بلالؓ کا اضافہ کرنا (الصلوٰۃ خیر من النوم)...... اس کے آگے راوی نے لوگوں کی اسی اذان کا ذکر کیا جو اس زمانے میں دی جاتی ہے، حضرت بلالؓ نے صبح کی اذان میں ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' کا اضافہ کیا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی رکھا یہ کلمہ اس اذان میں نہ تھا، جو اذان انصاری کو خواب میں سنائی گئی تھی۔

فرض ماہ رمضان وصدقہ وفطر ونماز عیدین وسنت قربانی

روزے اور صدقہ فطر کی فرضیت...... حضرت عائشہؓ ابن عمرؓ وابوسعید الخدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے اٹھارھویں مہینے شعبان میں، قبلے کو کعبہ کی طرف پھیرے جانے کے ایک مہینے بعد، ماہ رمضان کا فرض (روزہ) نازل ہوا، اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا حکم دیا یہ زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے کی بات ہے۔

کھجور، کشمش، جو لینا کا طریقہ...... آپؐ نے حکم دیا کہ چھوٹے بڑے آزاد غلام مذکر ومونث سب کی طرف سے کھجور یا کشمش یا جو کا ایک صاع (تقریباً ساڑھے تین سیر) گیہوں کے دو مد (نصف صاع نکالے جائیں۔

آپؐ کا خطبہ ارشاد فرمانا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر سے دو روز پہلے خطبہ ارشاد فرماتے تھے

اورلوگوں کوعید گاہ جانے سے پہلے اس کے نکالنے کا حکم دیتے تھے، آپؐ نے فرمایا کہ گشت کرنے سے اس دن مساکین کو غنی کردو، آپؐ جب یہ نماز سے واپس آتے تھے تو اس کو تقسیم فرماتے تھے۔

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے نماز عید، عید گاہ میں یوم الفطر کو خطبہ سے پہلے پڑھی نماز عید یوم الاضحیٰ میں (خطبے سے پہلے) پڑھی اور قربانی کا حکم دیا مدینے میں آپؐ دس سال اسی طرح مقیم رہے کہ ہر سال قربانی کرتے تھے۔

ابن عمرؓ سے قربانی کے بارے میں دریافت کرنا...... حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ سے قربانی کے بارے میں معلوم گیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم مدینے میں دس سال اسی طرح مقیم رہے کہ قربانی ترک نہ کرتے تھے، اس کے بعد اس حدیث کا مضمون بھی حدیث سابق سے مل جاتا ہے۔

حضرت زبیر بن عوامؓ ستر ہ کے لئے لکڑی استعمال کرنا...... اہل علم نے کہا کہ آپؐ عید کی نماز خطبے سے پہلے بغیر اذان واقامت کے پڑھا کرتے تھے آپؐ کے آگے ایک ٹیڑھی موٹھ کی لکڑی (سترہ کے لئے) اٹھا کر لگا دی جاتی تھی، (کہ گذرنے والوں کا نماز میں سامنا نہ ہوا یہ لکڑی زبیرؓ بن العوام کی تھی، جس کو وہ ملک حبشہ سے لائے تھے، اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لی تھی۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عید کے روز ٹیڑھی موٹھ کی لاٹھی اٹھا کر لگا دی جاتی تھی، جس کی طرف رخ کر کے آپؐ نماز پڑھتے تھے تو دو مینڈھے خریدتے جو موٹے سینگ والے اور چربی والے ہوتے تھے۔

آپؐ کا اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا...... جب آپؐ نماز و خطبہ پڑھ لیتے تو ان میں سے ایک کولایا جاتا ، مقام نماز پر کھڑے کھڑے اسے اپنے ہی دست مبارک سے چھری سے ذبح فرماتے تھے، پھر فرماتے تھے کہ اے اللہ یہ میری قربانی کرنا اس تمام امت کی طرف سے ہے جو تیری توحید اور میری رسالت کی گواہی دے۔

دوسرے کولایا جاتا تھا اسے آپؐ اپنی طرف سے اپنے ہاتھ ہی سے ذبح کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ یہ محمدؐ وآل محمدؐ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے ہے ان دونوں میں سے آپؐ اور اہل بیت کھاتے تھے مساکین کو بھی کھلاتے تھے آپؐ (محلہ) طرف الزقاق کے قریب مکان معاویہ کے پاس ذبح فرماتے تھے،

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ ہمارے نیک تمام آئمہ مدینہ اسی طرح کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر کا مبارک

منبر بنانے کی وجہ...... حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعے کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ایک کھجور کے تنے کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے آپؐ نے فرمایا کہ کھڑا ہونا مجھ پر گراں ہے تمیم الداری نے گذارش کی کہ کیا میں آپؐ کے لئے ایک منبر نہ بنالوں جیسا میں نے ملک شام میں بنتے دیکھا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ کرنا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں مسلمانوں سے مشورہ کیا سب کی رائے ہوئی کہ آپ اسے بنالیں، عباس بن عبدالمطلب نے کہا کہ میرا ایک غلام ہے جس کا نام کلاب ہے وہ سب سے زیادہ کام کرنے والا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اسے حکم دیجئے کہ وہ اس (منبر) کو بنادے۔

کلاب کا درخت کاٹنا...... حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسے نکل میں درخت اثلہ (کاٹنے کا) بھیجا (جس کی لکڑی سخت و مضبوط ہوتی ہے) اس نے اسے کاٹا اس دو حصے ایک بیٹھنے کے لئے بنا کے لایا اور اسی مقام پر رکھ دیا جہاں آج ہے۔

آپ کا منبر پر چڑھا اور ارشاد فرمایا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اس پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میرا یہ منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے، اور میرے منبر کے کے پائے جنت کے مراتب ہیں، فرمایا کہ میرا منبر میرے حوض (کوثر) پر ہے، اور فرمایا کہ میرے منبر اور میرے حجرے کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

منبر کے پاس حلف لینا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوق کے متعلق قسم لینے کا معمول اپنے منبر کے پاس مقرر فرمایا، اور فرمایا کہ جو شخص میرے منبر پر (کھڑا ہوکر) جھوٹا حلف لے خواہ وہ پیلو کی مسواک ہی پر کیوں نہ ہو اسے چاہیے کہ دوزخ میں ٹھکانہ بنالے۔

آپ کا منبر کو سلام کرنا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر چڑھتے تھے تو سلام کرتے تھے، جب بیٹھ جاتے تھے تو موذن اذان کہتے تھے، آپ دو خطبے پڑھا کرتے تھے، دو جلسے کیا کرتے تھے، اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے، اور لوگ آمین کہا کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن...... جمعے کے روز آپ اپنے عصا پر جو درخت شوحط کا تھا (درخت شوحط سرو کی شکل کا ایک پہاڑی درخت ہے، جس کی لکڑی کی کمانیں بنائی جاتی تھیں) تکیہ لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے، دوران خطبہ میں لوگ اپنے چہرے آپ کے آمنے سامنے رکھتے تھے، اور اپنے کان لگا دیتے تھے، آنکھوں سے آپ کو دیکھا کرتے تھے جب آفتاب ڈھل جاتا تب آپ نماز جمعہ پڑھاتے تھے۔

آپ کے پاس یمنی چادر مبارک تھی...... آپ کی ایک یمنی چادر تھی جو چھ ہاتھ لمبی اور تین ہاتھ اور ایک بالشت چوڑی تھی عمان کی بنی ہوئی ایک تہمد (دھوتی) جس کی لمبائی چار ہاتھ اور ایک بالشت تھی جمعہ وعید کے روز آپ انہیں دونوں کو استعمال فرماتے تھے پھر تہ کر کے رکھ دی جاتی تھیں۔

عباس بن سہل سعد الساعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کے روز جب خطبہ پڑھتے تھے تو ایک دولکڑی کی شاخ سے سہارا لگا کر کھڑے ہو جاتے جو میرے خیال میں تاڑ کی تھی ،اور آپ کی جائے نماز میں تھی آپؐ اسی سے تکیہ لگایا کرتے تھے۔

صحابہ کرامؓ کا عرض کرنا...... اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگ بہت ہو گئے ہیں اگر آپؐ کوئی چیز بنا کر خطبہ پڑھتے وقت اس پر کھڑے ہوتے تو لوگ آپؐ کو دیکھتے فرمایا تم لوگ جو چاہو کرو۔
سہل نے کہا کہ مدینے میں صرف ایک ہی بڑھئی تھا میں اور وہ بڑھئی ہم خافقین گئے اور ہم نے یہ منبر درخت اثلہ سے بنایا

منبر کی لکڑی کی گنگناہٹ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (منبر سے) اتر کے اس (لکڑی) کے پاس گئے اپنا ہاتھ اس پر رکھا تو اسے سکون ہو گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حکم دیا تھا تو اسے آپؐ کے منبر کے پیچھے دفن کر دیا گیا یا چھت پر لگا دیا گیا۔
عبدالمہیمن بن عباس بن سہل بن سعد الساعدی نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے الغابہ (جنگل) کے درخت طرفاء سے تین درجے (کا منبر) بنایا سہل اس کی ایک ایک لکڑی اٹھا کر لائے تھے، یہاں تک انھوں نے اس کو مقام منبر پر رکھ دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھجور کے تنے سے سہارا لینا...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک تنے سے سہارا لگا کر کھڑے ہوا کرتے تھے، جو مسجد میں نصب تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مناسب معلوم ہوا کہ آپ منبر بنوائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بنوایا۔

لکڑی کی گنگناہٹ پر چھونا...... جمعے کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس منبر پر بیٹھ گئے جب اس تنے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو ایسی گنگناہٹ شروع کی جس نے لوگوں کو پریشان کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نشست گاہ سے اٹھ کے اس کے پاس گئے (دست مبارک سے) چھوا تو اسے سکون ہو گیا، اس دن کے بعد سے کوئی گنگناہٹ نہیں سنی گئی۔ الطفیل (ابن کعب نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک تنے کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منبر بنانا...... اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف لائیں تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا خطبہ سنائیں؟ فرمایا کہ ہاں
انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تین طریقے بتائے جو وہی ہیں کہ بالائی حصے پر ہیں۔ منبر بن گیا، اور اپنے مقام پر رکھ دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر پر چڑھنا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منبر پر کھڑے ہونے کا ارادہ فرمایا آپ ﷺ اس کے پاس جانے کے لئے گذرے تو وہ تنا چلایا اس میں شگاف پڑ گیا، اور شق ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (منبر سے) اترے اور اپنے ہاتھ سے چھوا یہاں تک کہ اسے سکون ہو گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آ گئے۔ (اس سے پہلے) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے تو اسی تنے کے پاس پڑھتے تھے۔

جب مسجد منہدم کر دی گئی، اور تبدیلی کر دی گئی تو اس تنے کو ابی بن کعب نے لے لیا وہ ان کے پاس ان کے مکان ہی میں رہا۔ یہاں تک کہ پرانا ہو گیا، اسے دیمک نے کھالیا، اور گل سڑ گیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنے کے پاس خطبہ پڑھا کرتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر بنوالیا، اور اس پر منتقل ہوئے تو وہ تنا گنگنایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے گلے سے لگایا، اور فرمایا کہ اگر میں اسے گلے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک گنگناتا۔

الفار لکڑی کی شان...... عبدالعزیز بن ابی حازم نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے سہل بن سعد سے معلوم کیا کہ وہ منبر کس لکڑی کا تھا انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں خاتون سے کہلا بھیجا کہ (سہل نے ان کا نام بھی لیا تھا) کہ اپنے غلام بڑھئی کو حکم دو کہ وہ میرے لئے لکڑیاں بنادے کہ میں اس پر کھڑے ہو کر لوگوں کو کلام سناؤں، اس نے یہی تینوں زینے الفار کے درخت طرفاء سے بنائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تو وہ اس مقام پر رکھ دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر پر تشریف فرمانا اور تکبیر کہنا...... سہل نے کہا کہ میں نے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس پر بیٹھے اور تکبیر کہی لوگوں نے بھی تکبیر کہی آپؐ نے رکوع کیا حالانکہ منبر ہی پر تھے، پھر اٹھے اتر آئے اور منبر کی جز میں سجدہ کیا، پھر دوبارہ کیا، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے، اس میں آپؐ نے وہی کیا جیسا کہ آپؐ نے پہلی رکعت میں کیا تھا، جب آپؐ فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ اے لوگوں میں نے یہ محض اس لئے کیا کہ تم میری اقتدا کرو اور تمھیں میری نماز معلوم ہو جائے۔

تنے کی گنگناہٹ مثل گابھن اونٹیوں کی آواز...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس مسجد کی چھت کھجور کے تنوں کی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ پڑھتے تھے انھیں تنوں میں سے ایک تنے کے پاس کھڑے ہوتے تھے، جب منبر بنایا گیا تو اس پر تشریف فرما ہونے لگے، ہم لوگوں نے اس تنے کی ایسی آواز سنی جیسی آٹھ نو ماہ کا گابھن اونٹنیوں کی آواز ہوتی ہے یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور اس پر اپنا ہاتھ رکھا تو اسے سکون ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری سنایا...... حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ...... حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے منبر اور میرے حجرے کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر حوض (کوثر) پر ہے۔ یعنی قیامت میں حوض کوثر پر آپؐ کے لئے رکھا جائے گا)

منبر کی فضیلت ...... ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے منبر کے پائے جنت میں مراتب و درجات ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے گا وہ یقیناً اپنا دوزخ میں ٹھکانہ بنالے گا۔ اگر چہ وہ قسم سبز مسواک پر ہی کیوں نہ ہو۔

جھوٹی قسم کھانے کی سزاء ...... حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میرے منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے گا، خواہ وہ تر مسواک ہی پر کیوں نہ ہو اس کے لئے دوزخ واجب ہو جائے گی۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ انھوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اپنا ہاتھ منبر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نشستگاہ پر رکھا پھر اس کو اپنے چہرے پر رکھا (یعنی بوسہ دیا)

حضرت یزید بن عبداللہ قسیط سے روایت ہے کہ میں نے چند اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب مسجد خالی ہوتی تھی تو منبر کے اس سادہ لٹو کو جو منبر شریف کے متصل ہے، اپنے داہنے ہاتھوں سے پکڑتے تھے پھر قبلہ رخ ہو کر دعا مانگتے تھے۔

صفّہ اور اصحاب صفّہ ...... یزید بن عبدللہ بن قسیط سے روایت ہے کہ اصحاب صفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اصحاب تھے جن کا کوئی نہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وہ مسجد ہی میں سوتے تھے اس کے سائے میں رہتے تھے، سوائے اس کے ان لوگوں کا کوئی اور ٹھکانہ نہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شام کا کھانا کھاتے تو ان لوگوں کو بلاتے اور انہیں (کھانا کھلانے کے لئے) اپنے اصحاب پر تقسیم فرمادیتے تھے، ان میں سے ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شب کا کھانا کھاتا یہاں تک کہ اللہ تونگری لایا۔

للفقراء الذین احصروا سے اصحاب صفہ مراد ہیں ...... ابن کعب القرظی سے اس آیت کی تفسیر میں کہ "للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ" یعنی صدقات ان فقراء کے لئے ہیں جو اللہ کی راہ میں مقید ہیں سے اصحاب صفہ مراد ہیں، مدینے میں ان لوگوں کا کوئی گھر تھا نہ اقارب تھے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو انہیں صدقہ دینے پر ابھارا۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے تمیں اہل صفہ کو دیکھا کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس طرح نماز پڑھتے تھے کہ ان کے بدلے پر چادریں نہ ہوتی تھیں۔

واثلہ بن الاسقع روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمیں اصحاب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دھوتی میں نماز پڑھتے دیکھا جن میں بھی تھا، یعنی اوڑھنے کو چادر تک نہ تھی صرف ایک دھوتی باندھ رہتے تھے۔

حضور ﷺ کا معجزہ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ اصحاب صفہ کو بلا دو، میں ایک ایک شخص کو تلاش کر کے بلانے لگا یہاں تک کہ انھیں جمع کیا، ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں حاضر ہوئے، ہم نے (حاضرین کی اجازت چاہی تو ہمیں اجازت دی گئی، آپ ﷺ نے ہمارے لئے ایک پیالہ رکھا جس میں کوئی چیز جو کی تیار کی ہوئی تھی۔

اس پر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ رکھ دیا، اور فرمایا کہ بسم اللہ لو ہم لوگوں نے اس سے جتنا چاہا کھایا۔ (سیر ہونے کے بعد) ہم نے اپنے ہاتھ اٹھا لیے جس وقت وہ پیالہ رکھا گیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اس کھانے کے سوا جو تم لوگ دیکھتے ہو آل محمد ﷺ میں اور کسی کھانے کی نوبت آج رات نہیں آئی۔ ہم لوگوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا کہ جب آپ ﷺ لوگ فارغ ہوئے تو وہ کس قدر باقی تھا، حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ جیسا رکھا گیا تھا ویسا ہی رہا سوائے اس کے کہ اس میں انگلیوں کے نشان رہ گئے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں اہل صفہ میں سے تھا اور یہ کیفیت تھی کہ ام سلمہؓ و عائشہؓ سے حجروں کے درمیان مارے بھوک کی وجہ سے مجھ پر غشی طاری ہو جاتی تھی۔

ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں بھی اہل صفہ میں سے تھا۔

یعیس بن قیس بن طمفة الغفاری سے اپنے والد سے روایت کی ہے میں بھی اصحاب صفہ میں سے تھا۔

جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازوں کی نماز پڑھا کرتے تھے

ابو سعید الخدری سے روایت ہے کہ ﷺ کے مدینے تشریف لانے پر جب کوئی قریب الموت ہوتا تو اس کے پاس حاضر ہو کر خبر دیتے تھے، آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لانے اور اس کے لئے استغفار فرماتے جب اس کی روح قبض ہو جاتی تھی تو آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب واپس جاتے تھے، اکثر آپ ﷺ اس کے دفن تک رہتے تھے۔ اور اکثر آپ ﷺ کی یہ پابندی طویل ہو جاتی۔

جب ہمیں آپ ﷺ پر اس کی شفقت کا اندیشہ ہوا تو قوم کے بعض افراد نے بعض سے کہا کہ واللہ کیا اچھا ہوتا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر روح کے کسی اطلاع نہ کرتے اس کی روح قبض ہو جاتی تو آپ ﷺ کو اطلاع کر دیتے تا کہ آپ ﷺ پر شفقت و پابندی نہ ہو۔ ہم لوگ نے یہی کیا ہے مر جانے کے بعد ہم آپ ﷺ کو اطلاع کرتے تھے، آپ ﷺ اس کے پاس تشریف رات دعائے رحمت و مغفرت فرماتے تھے، اکثر آپ ﷺ کے بعد واپس ہو جاتے تھے۔ اکثر میت کے دفن ہونے تک ٹھہرے جاتے تھے، قبرستان میں ہم لوگ ایک زمانہ تک اس معمول پر ہے، لوگوں نے کہا کہ واللہ کیا اچھا ہوتا ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جگہ سے نہ اٹھاتے، میت کو آپ ﷺ

کے مکان کے پاس لے جاتے، آپ ﷺ کو کہلا بھیجتے اور آپ ﷺ اپنے مکان ہی کے پاس نماز پڑھا دیتے تھے، یہ آپ ﷺ کے لئے زیادہ سہل اور زیادہ آسان ہوتا، ہم نے یہی کیا۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ اسی وجہ سے اس مقام کا نام موضع الجناز رکھ دیا گیا، کیونکہ جنازے وہاں لائے جاتے تھے، آج تک جنازوں کو وہاں لے جاتے اور اسی مقام پر ان پر نماز پڑھنے کے بارے میں لوگوں کا یہی معمول جاری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاصدوں کے ذریعے بادشاہوں کے نام فرمان بھیجے۔

اسلام کی دعوت اور حضور ﷺ کے خطوط

ابن عباسؓ وغیرہ سے روایت ہے کہ متعدد طرق واسناد سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحجہ ۶ ھ میں حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو قاصدوں کو بادشاہوں کے پاس دعوت اسلام دینے کے لئے بھیجا ان کے نام فرمان تحریر فرمایا۔

عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تحریر نہیں پڑھتے ہے جب تک اس پر مہر نہ لگی ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن ایک چاندی کی مہر بنوائی جس کا نگینہ بھی چاندی ہی کا ہوتا اس پر تین سطر میں نقش تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' اسی سے آپ ﷺ نے فرمانوں پر مہر لگائی، ان قاصدوں میں سے چھ آدمی ایک ہی دن روانہ ہوئے یہ محرم ۷ ھ میں واقعہ ہے ان میں سے ہر شخص اس قوم کی زبان میں کلام کرسکتا تھا، جن کے پاس آپ ﷺ نے انھیں بھیجا تھا۔

سب سے پہلے قاصد جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے پاس بھیجا تھا حضرت عمرو بن امیہ الضمری تھے آپ ﷺ نے نجاشی کو دو فرمان تحریر فرمائے تھے، ایک میں انھیں دعوت اسلام دی تھی اور قرآن کی آیات تحریر فرمائی تھیں، نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان لے لیا، آنکھوں سے لگایا بطور تواضع کے اپنے ماتحت سے زمین پر اتر آئے، پھر اسلام لائے کلمہ شہادت ادا کیا اور کہا کہ اگر مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضری کی گنجائش ہوتی تو ضرور آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوتا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قرباں برداری اور تصدیق اور اللہ رب العلمین کے لئے حضرت جعفر بن ابی طالب کے ہاتھوں پر اسلام لانا لکھ دیا۔

دوسرے فرمان میں آپ ﷺ نے یہ حکم دیا تھا کہ وہ حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان بن حب کا نکاح آپ ﷺ کے ساتھ کر دیں جنھوں نے اپنے شوہر عبید اللہ بن جحش الاسدی کے ہمراہ ملک حبشہ کو ہجرت کی تھی، ابن جحش حبشہ ہی میں نصرانی ہوگیا، اور مر بھی گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمان میں یہ حکم دیا تھا کہ جو اصحاب وہاں ہیں انھیں آپ ﷺ کے پاس بھیج دیں اور روانہ کرا دیں۔

نجاشی نے ایسا ہی کیا، انھوں نے ام حبیبہ بن ابی سفیان بن حرب کا نکاح آپ ﷺ کے ساتھ کیا، اور آپ ﷺ کی جانب سے چار سو دینار مہر ادا کیا، مسلمانوں کے سفر کا اور جو چیزیں انہیں ضرورت ہوں سب کے سب سامان تیار کر کے عمرو بن امیہ الضمری کے ہمراہ دو کشتیوں میں روانہ کر دیا۔ ہاتھی دانت کا ایک ڈبہ منگا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں فرمان اس میں رکھ دیئے، اور کہا کہ اہل حبشہ بحالت خیر رہیں گے، جب تک یہ دونوں فرمان ان کے درمیان ہیں۔

اہل علم نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ بن خلیفہ الکلبی کو جوان چھ قاصدوں میں سے ایک تھا قیصر کے پاس بھیجا کہ وہ اسے دعوت اسلام دیں آپ ﷺ نے ایک فرمان بھی تحریر فرمایا اور انھیں یہ حکم دیا کہ اس عظیم بصری (یعنی والی) کو دیں کہ وہ اسے قیصر کو دے دیئے۔

عظیم بصریٰ نے اسے قیصر کو دے دیا جو اس زمانے میں حمص میں تھا، قیصر اس زمانے میں ایک نزر میں جو اس پر واجب تھی، پیادہ چل رہا تھا، نذر یہ تھی کہ اگر رومی فارس پر غالب آ گئے تو قسطنطنیہ سے ایلیاء (بیت المقدس) تک برہنہ پا جائے گا۔

اس نے فرمان کو پڑھا حمص کے ایک گرجا میں عظمائے روم کو حاضری کی اجازت دی اور کہا کہ اے گروہ روم کیا تمھیں فلاح وکامیابی کی اپنی سلطنت کو اپنے اپنے قائم رہنے کی اور جو کچھ عیسیٰ بن مریمؑ نے فرمایا اس کی پیروی کی خواہش ہے؟ رومیوں نے کہا کہ اے بادشاہ وہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے؟ یہ سن کر وہ لوگ گورخر کی طرح بھڑک گئے اونٹ کی طرح بلبلائے اور صلیب اٹھالی۔

ہرقل نے یہ حالت دیکھی تو وہ ان کے اسلام سے مایوس ہوگیا، اسے اپنی جان اور سلطنت کا اندیشہ ہوا، آخر انہیں تسکین دی کہ میں نے جو کچھ کیا وہ محض اس لئے تھا کہ امتحان لے کے یہ دیکھوں اپنے دین میں تمہاری پختگی کیسی ہے میں نے تمہاری وہی کیفیت دیکھی جو میں چاہتا ہوں ان سب نے اسے سجدہ کیا۔

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن حذافۃ السہمی کو جو مذکورہ بالا) چھ قاصدوں میں سے ایک تھا کسریٰ کے پاس بھیجا کہ وہ اسے دعوت اسلام دیں ایک فرمان بھی تحریر فرمادیا تھا۔

عبداللہ نے کہا کہ میں نے کسریٰ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان دے دیا جو اسے پڑھ کر سنایا گیا، اس نے اسے لے لیا اور پھاڑ ڈالا۔

جب یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ اس کے ملک کو پارہ پارہ کردے۔

کسریٰ نے اپنے عامل یمن باذان کو لکھا کہ تم اپنے پاس سے دو بہادر آدمیوں کو اس شخص کے پاس جو حجاز میں ہے بھیجو کہ وہ دونوں میرے پاس اس کی خبر لائیں باذان نے قہرمانہ ا. رایک شخص کو بھیجا اور ایک خط بھی لکھ دیا، یہ دونوں مدینے ائے اور انھوں نے باذان کا خط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور دونوں کو دعوت اسلام دی، ان کی یہ کیفیت تھی کہ آپ ﷺ کے رعب سے لرزہ براندام تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج تو تم دونوں میرے پاس سے جاؤ۔

کل پھر آنا تو میں اپنے ارادے سے تمہیں آگاہ کروں گا۔

دوسرے دن وہ دونوں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں اپنے صاحب (باذان) کو یہ خبر پہنچادو کہ اسی شب کو جو شب سہ شنبہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۷ھ تھی سات بجے میرے رب نے اس کے رب کسریٰ) قتل کردیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلط کردیا، جس نے اسے قتل کردیا یہ دونوں شخص اس خبر کو لے کر باذان کے پاس واپس گئے، تو باذان اور وہ سب مولد قبائل کہ یمن میں ''ابناء'' کہلاتے تھے، اسلام لے آئے۔

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ اللخمی کو چھ قاصدوں میں سے ایک تھا،مقوقس والی اسکندریہ کے پاس بھیجا جو قوم قبط کا سردار تھا،اسے دعوت اسلام دیں اور ایک فرمان بھی تحریر فرمایا۔

انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اسے پہنچا دیا،مقوقس نے وہ فرمان لے لیا،اور اسے ہاتھی دانت کے ڈبے میں رکھ کے اس پر مہر لگا دی اور اسے اپنی لونڈی کے سپرد کر دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ مجھے معلوم ہے کہ ایک نبی باقی ہیں،اور میں یہ خیال کرتا تھا کہ وہ ملک شام میں ظہور فرمائیں گے،میں نے آپ ﷺ کے قاصد کا احترام کیا ہے،اور آپ ﷺ کے پاس دو کنیزیں بھیجی ہیں جن کا قوم قبط میں بڑا مرتبہ ہے،میں نے ہدیۃً آپ ﷺ کو ایک چادر اور ایک مادہ خچر بھیجی ہے،کہ آپ ﷺ اس پر سوار ہوں مقوقس نے اس سے زیادہ کچھ نہ لکھا اور اسلام نہیں لایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہدیہ قبول فرمالیا اور دونوں کنیزیں بھی لے لیں جو ماریہ ام ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی بہن شیریں تھیں،مادہ خچر بھی لے لی جو سفید تھی اس زمانے میں عرب میں اس کے سواء کوئی اور ایسی مادہ خچر نہ تھی اور یہی دلدل تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خبیث اپنی سلطنت پر بخل کرتا تھا،میں نے صرف پانچ روز اس کے پاس قیام کیا۔

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شجاع بن وہب الاسدی کو جو چھ قاصدوں میں سے ایک تھا،حارث بن ابی شمر الغسانی کے پاس بھیجا کہ اسے دعوت اسلام دیں ایک فرمان بھی تحریر فرمادیا۔

شجاع نے کہا کہ میں اس کے پاس گیا،وہ غوطہ دمشق میں قیصر کی مہمان داری اور خاطر و تواضع کی تیاری میں مشغول تھا جو حمص سے ایلیاء آنے والا تھا۔

میں دو یا تین دن تک اس کے دروازے پر مقیم رہا،اس کے چوکیدار سے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں اور اس کے پاس آیا ہوں اس نے کہا کہ تم اس کے پاس نہیں پہنچ سکتے یہاں فلاں فلاں تاریخیں گزر نہ جائیں چوکیدار رومی تھا،اس کا نام مری تھا وہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کرنے لگا میں اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور آپ ﷺ کی دعوت و تبلیغ کا تذکرہ کرتا تھا تو اس کا دل بھر آتا تھا یہاں تک کہ اس پر گریہ وزاری غالب آجاتی تھی۔

وہ کہتا تھا کہ میں نے انجیل پڑھی ہے ہیں میں بعینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال پاتا ہوں آپ ﷺ پر ایمان لاتا ہوں اور آپ ﷺ کی تصدیق کرتا ہوں،حارث سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کردے گا یہ چوکیدار میرا اکرام کرتے اور اچھی طرح مہمان نوازی کرتے تھے۔ایک روز حارث نکلا اور بیٹھ گیا،اس نے اپنے سر پر تاج رکھا مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اسے دے دیا،اس نے اسے پڑھ کے پھینک دیا اور کہا کہ مجھ سے میری سلطنت کون چھین سکتا ہے،میں ان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے والا ہوں خواہ وہ یمن میں ہوں،لوگوں کو بھیج کر میں نے ان کو اپنے پاس بلواؤں گا۔

وہ اسی طرح کی فرضی باتیں کرتا رہا پھر اٹھا اور گھوڑوں کے نعل لگانے کا حکم دیا،پھر مجھ سے کہا کہ جو کچھ تم دیکھتے ہو اپنے صاحب (آنحضرت ﷺ) سے بتا دینا۔

یہ واقعات جن کی ذیل میں اپنا ارادہ بھی واضح کر دیا تھا،قیصر کو لکھ بھیجے،قیصر نے اسے جواب میں

آپ ﷺ کی جانب جانے کی ضرورت نہیں ہے، اور آپ ﷺ ان سے بے پروہ رہ، اور ایلیاء میں میرے پاس تشریف لائیں۔

جب اس کے پاس قیصر جواب آ گیا تو اس نے مجھے بلایا اور کہا کہ تم اپنے صاحب کے پاس کب روانہ ہونے کا ارادہ رکھتے ہو، میں نے کہا کہ کل اس نے میرے لئے سو مثقال سونے کا حکم دیا، ایک مثقال (ساڑھے چار ماشے) مری (چوکیدار) نے بھی میرے ساتھ احسان کیا، اور میرے لئے زادراہ اور لباس کا حکم دیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آ یا اور آپ ﷺ کو خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی سلطنت برباد ہوئی۔ میں نے آپ ﷺ سے مری کا سلام بھی کہہ دیا اور جو کچھ کہا تھا اس کی بھی خبر دے دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مری نے سچ کہا، یعنی انجیل میں میرے تذکرے کا حوالہ صحیح ہے) حارث بن ابی شمر اس سال مرا جس سال مکہ معظمہ فتح ہوا ہے۔

اہل علم نے کہا کہ فردہ بن عمرو الجذامی علاقہ بلقاء پر قیصر کے عامل تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کچھ نہیں فرمایا، فردہ خود ہی اسلام لائے اپنے اسلام لانے کی درخواست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھی، آپ ﷺ کو ہدیہ بھیجا اور اپنے پاس سے اپنی قوم کے ایک قاصد کو جن کا نام مسعود بن سعد تھا روانہ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا خط پڑھا ہدیہ قبول فرمایا اور جب تحریر فرمادیا آپ ﷺ نے مسعود کو ساڑھے بارہ اوقیہ جو پانچ سو درہم تھے انعام دیا۔

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلیط بن عمرو العامری کو جو چھ قاصدوں میں سے ایک تھے ہودہ بن علی الحنفی کے پاس بھیجا کہ اسے دعوت اسلام دیں ایک فرمان بھی تحریر فرمادیا وہ اس کے پاس گئے تو اس نے انھیں ٹھہرایا ان کی حفاظت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پڑھا اور ایسا جواب دیا جو مرتبے سے کم تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ آپ ﷺ جس چیز کی دعوت دیتے ہیں، وہ نہایت خوب اور بہت اچھی ہے میں اپنے قوم کا شاعر وخطیب ہوں عرب میرے مرتبے سے ڈرتے ہیں لہٰذا کچھ امور میرے سپرد کردیجئے تو میں آپ ﷺ کی پیروی کرلوں اس نے صلیب بن عمرو کو کچھ انعام اور ہجر کے بنے ہوئے کپڑوں کا لباس بھی دیا، وہ ان سب چیزوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے، اور جو کچھ اس نے کہا تھا اس کی خبر آپ ﷺ کو دی۔

آپ ﷺ نے اس کا خط پڑھا اور فرمایا کہ اگر وہ مجھ سے زمین کے پانی کا بہاؤ بھی مانگتا تو میں منظور بھی نہ کرتا وہ بھی برباد ہوا اور جو اس کے ہاتھوں میں ہے وہ بھی برباد ہوگیا، جب آپ ﷺ فتح مکہ سے واپس آئے تو آپ ﷺ کے پاس جبرئیل آئے اور انھوں نے اطلاع دی کہ وہ مر گیا۔

اہل علم نے کہا کہ ذی القعدہ ۸ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص کو بغرض دعوت اسلام جیفر وعبد فرزندان الجلندی کے پاس بھیجا یہ دونوں قبیلہ ازد سے کے تھے دونوں میں بادشاہ جیفر تھے ان دونوں کے نام ایک فرمان بھی تحریر فرمادیا اور فرمان پر مہر بھی لگادی۔

عمرو بن العاص نے کہا کہ جب میں عمان آیا تو عبد کے پاس جانے کا ارادہ کیا جو ان دونوں شخصوں میں زیادہ بردبار اور زیادہ نرم مزاج کے تھے۔

میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے میں تمہارے اور تمہارے بھائی کے پاس قاصد ہوکر آیا ہوں، عبد نے کہا کہ میرے بھائی مجھ سے عمر وسلطنت میں بڑھتے ہوئے ہیں میں آپ ﷺ کو ان کے پاس پہنچادوں

گا کہ وہ آپ ﷺ کا لایا ہوا فرمان پڑھ لیں۔

میں چند دن تک ان کے دروازے پر ٹھہرا رہا انھوں نے مجھے بلایا تو ان کے پاس گیا اور وہ مہر لگا ہوا فرمان دے دیا، انھوں نے اس کی مہر توڑی اور آخر تک پڑھ کے اپنے بھائی کو دے دیا، انھوں نے بھی انہیں کی طرح پڑھا۔

میں نے ان کے بھائی کو دیکھا کہ وہ ان سے زیادہ نرم دل تھا، انھوں نے کہا کہ مجھے آج کی مہلت دیجئے، اور کل میرے پاس آیئے، صبح ہوئی تو میں ان کے پاس گیا۔

انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے مجھے جس امر کی دعوت دی ہے، اس میں میں نے غور کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ جب میں اپنے مقبوضات کا ایک شخص کو مالک بنا دوں گا تو اس وقت میں تمام عرب سے زیادہ کمزور ہو جاؤں گا، میں نے کہا کہ اچھا تو میں کل روانہ ہونے والا ہوں۔

جب انھیں میری روانگی کا یقین ہو گیا تو صبح کو بلا بھیجا میں گیا تو انہوں نے اور ان کے بھائی نے اسلام قبول کرلیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور مجھے زکوۃ لینے اور لوگوں میں حکومت کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔

جو میری مخالفت کرتا تھا اس کے خلاف دونوں میرے مددگار ہو گئے ان کے مالداروں سے میں نے زکوۃ وصول کی اور ان کے فقراء میں تقسیم کردی میں برابر انھیں لوگوں میں مقیم رہا یہاں تک ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر پہنچ گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ سے اپنی واپسی کے وقت علاء بن الحضرمی کو منذر بن ساوی العبدی کے پاس بھیجا جو بحرین میں تھے کہ وہ انھیں دعوت اسلام دیں آپ ﷺ نے ان کے نام ایک فرمان بھی تحریر فرما دیا۔

انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسلام اور آنحضرت ﷺ کی تصدیق کی خبر لکھی کہ میں نے آپ ﷺ کا فرمان اہل ہجر کو سنایا ان میں سے بعض نے اسلام کو ناپسند کیا جو انھیں اچھا معلوم ہوا وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے بعض نے ناپسند کیا میرے ملک میں مجوس و یہود ہیں اس بارے میں مجھے آپ ﷺ اپنے حکم سے از سر نو مطلع فرمایئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس ہجر کو ایک فرمان تحریر فرما کہ ان پر اسلام پیش کیا اور تحریر فرمایا کہ اگر وہ انکار کریں تو ان سے جزیہ لیا جائے، ان کی عورتوں سے نکاح نہ کیا جائے، اور نہ ان کا ذبیحہ کھایا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء کو اونٹ گائے، بکری، پھل اور مال کے فرائض (زکوۃ) تحریر فرمائے علاء نے آپ ﷺ کا فرمان لوگوں کو سنایا اور اسی کے مطابق زکوۃ وصولی کی۔

حضرت شعبیؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی لسدیس کی طرح (فرمان کے سرنامہ) پر "باسمک اللھم "یعنی اے اللہ تیرے نام سے شروع کرتا ہوں) تحریر فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی، وقال ارکبوا فیھا بسم اللہ مجریھا و مرسھا' آپ ﷺ "بسم اللہ" لکھنے لگے پھر یہ آیت نازل ہوئی، قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن "تو آپ ﷺ بسم اللہ الرحمن الرحمن " لکھنے لگے جب یہ آیت نازل ہوئی "انہ من سلیمان و انہ بسم اللہ الرحمن الرحیم "تو آپ ﷺ بسم اللہ الرحمن الرحیم "تو آپ ﷺ بسم اللہ لرحمن الرحیم کہنے لگے۔

شعبیؒ وغیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کل صبح کو تم سب کے

سب میرے پاس آنا، آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ نماز فجر پڑھ چکے ہوتے تو مصلے ہی پر تھوڑی دیر تسبیح پڑھتے اور دعا کرتے پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔

آپ ﷺ نے ایک گروہ کو ایک جماعت کی طرف بھیجا اور ان سے فرمایا کہ خدا کے لئے اس کے بندوں میں نیکی و خیر خواہی کرنا، کیونکہ جس شخص کو لوگوں کے امور کا نگہبان بنایا جائے، وہ ان کی خیر خواہی نہ کرے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کردی ہے، جاؤ اور ایسا نہ کرنا جیسی عیسیٰ بن مریمؑ کے قاصدوں نے کیا تھا کہ وہ قریب کے پاس خبر گیری کو آتے اور بعید کو چھوڑ دیتے تھے، پھر غفلت سے بیدار ہوئے۔

ان میں سے ہر شخص اس قوم کی زبان میں باتیں کرسکتا تھا، جس کی طرف ان کو بھیجا جارہا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیان کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں کے معاملات مین جو حقوق اللہ کے ان لوگوں پر واجب ہیں ان میں یہ سب سے بڑا حق ہے، کہ یہ ان کی زبان جانیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو ایک فرمان تحریر فرمایا جس میں انھیں شرائع الاسلام اور مواشی و مال کے بارے میں فرائض زکوٰۃ کی خبر دی اور وصیت فرمائی کہ ان صحابہ اور قاصدوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے اہل یمن کی جانب آپ ﷺ کے قاصد معاذ بن جبلؓ و مالکؓ بن مرارہ تھے، آپ ﷺ نے ان لگوں کے ان کے قاصد کو اپنے پاس پہنچنے کی اور جو پیغام اس نے ان کی جانب سے پہنچایا تھا اس کی بھی خبر دی۔

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کی ایک جماعت کو نام بنام تحریر فرمایا جن میں حارث بن عبد کلال و شریح بن عبد کلال و نعیم بن عبد کلال و نعمان قیل ذی یزید و معافر و ہمدان و زرعہ ذی رعین بھی تھے۔ یہ وزرعہ قبیلہ حمیر کے پہلے ہی گروہ میں اسلام لائے تھے۔

ایک فرمان تحریر فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ یہ لوگ صدقہ زکوٰۃ، وجزیہ جمع کریں اور اسے معاذ بن جبل و مالک بن مرارہ اہل یمن کے قاصد تھے، جو ان کے اسلام و اطاعت کا پیغام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو تحریر فرمایا کہ مالک بن مرارہ نے آپ ﷺ نے کندہ کے بنی معاویہ کو بھی اسی طرح تحریر فرمایا تھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ حمیر کے بنی عمرو کو بھی تحریر فرمایا کہ اسلام کی دعوت دی تھی، خالد بن سعید بن العاص نے اس فرمان کو لکھا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبلہ بن الایہم بادشاہ غسان کو بھی دعوت اسلام دی وہ اسلام لایا اور اس نے اپنے اسلام کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ دی، آپ ﷺ کو ہدیہ بھی بھیجا اور برابر مسلمان رہا۔

جب عمر بن الخطاب کو زمانہ آیا تو اتفاق سے دمشق کے ایک بازار میں قبیلہ مزینہ کے ایک بازار میں قبیلہ مزینہ کے ایک شخص کو کچل دیا، مزنی نے حملہ کر کے اسے تھپڑ مار دیا اسے گرفتار کر کے ابوعبیدہ بن الجراح کے پاس لے گیا۔

لوگوں نے کہا کہ اس نے جبلہ کے تھپڑ مارا ہے، ابوعبیدہ نے کہا کہ اسے چاہیے کہ وہ بھی اس کو تھپڑ مار دے، لوگوں نے کہا کہ یہ قتل نہیں کیا جائے گا؟ تو ابوعبیدہ نے کہا کہ نہیں کہا کہ اچھا تو اس کا ہاتھ بھی نہیں کاٹا جائے گا؟ ابوعبیدہ نے کہا کہ نہیں ہمیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے محض قصاص کا حکم دیا ہے۔

جب کہ تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ میں اپنا چہرہ اس بھیڑے چہرے کے مشابہ بنانے والا ہوں جو جنگل سے

آئی ہے، یہ بہت خراب دین ہے، جوہ مرتد ہو کر نصرانی ہو گیا، اور اپنی قوم کو لے کے روم میں داخل ہو گیا، حضرت عمر فاروقؓ کو یہ معلوم ہوا تو انھیں ناگوار گذرا، حضرت حسان بن ثابت سے کہا کہ اے ابوالولید کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارا دوست جبلہ بن الایہم مرتد ہو کر نصرانی ہو گیا، انھوں نے کہا ''انا للہ و انا الیہ راجعون'' کیوں مرتد ہو گیا،

فرمایا کہ اسے قبیلہ مزنیہ کے ایک شخص نے تھپڑ مارا تھا، حسان نے کہا کہ وہ حق بجانب تھا حضرت عمرؓ ان کے پاس گئے اور انھیں درے سے مارا۔

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر بن عبداللہ البجلی کو ذی الکلاع بن ناکور بن حبیب بن حسان بن تبع اور ذی عمرو کے پاس بھیجا کہ ان دونوں کو دعوت اسلام دیں دونوں نے اسلام لائے، ذی الکلال کی بیوی ضریبہ بنت ابرہمہ بن الصباح بھی اسلام لائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو جریر انھیں لوگوں کے پاس تھے حضرت عمرو نے انھیں آپ ﷺ کی وفات کی خبر دی تو جریر مدینے سے روانہ ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معدی کرب بن ابرہہ کو تحریر فرمایا کہ جس حالت حکومت میں وہ اسلام لائیں گے وہ انہیں کی رہے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی الحارث بن کعب کے پادری، نجران کے پادریوں کاہنوں ان کی پیروی کرنے والوں اور ان کے درویشوں کو تحریر فرمایا کہ جو قلیل وکثیر (منقولہ وغیر منقولہ) ان کے گرجاؤں اور نمازوں اور رہبانیت (درویشی) کی ان کے تحت ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کے ہمسایہ ہیں وہ سب انھیں عیسائیوں کی رہیں گی (یعنی کسی راہب کو اس کی رہبانیت سے نہ کسی کاہن کو اس کی کہانت سے نہ ان کے حقوق میں کوئی تغیر کیا جائے گا، اور نہ ان کی سلطنت میں یا اس چیز میں جس پر وہ تھے، جب تک وہ خیر خواہی کریں گے اور جو حقوق ان پر واجب ہیں ان کی اصلاح کریں گے تو نہ ان پر کسی ظلم کا بوجھ پڑے گا، اور نہ وہ خود ظلم کریں گے۔

یہ فرمان مغیرہ نے لکھا تھا۔

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیعہ بن ذی مرجب الحضرمی اور ان کے بھائیوں اور چچاؤں کو تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کے مال وعطایا وغلام آبگیر اور کنویں و درخت دیہات کے کنویں، چھوٹی نہریں جو طبی بوٹیاں، صحرائی نالے جو حضر موت میں ہیں اور ذی مرحب کے خاندان کا ہر مال انھیں لوگوں کے لئے ہے۔

ہر وہ مومن جو ان کے ملک ہے اس کا ثمرہ اور اس کی شاخیں سب اسی رہن میں شمار کی جائیں گی جس میں وہ ہوں گی، جو خیر و برکت ان کے پھلوں میں ہوگی اس کو کوئی بھی نہ پوچھے گا، اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ دونوں اس سے بری ہیں۔

خاندان ذی مرحب کی مدد مسلمانوں کی جماعت پر واجب ہے ان لوگوں کا ملک ظلم سے بری ہے، ان کے جان و مال اور بادشاہ کے باغ کی وہ آبپاشی والی نہر جو خاندان قیس تک بہتی ہے وہ بھی انہیں کی رہے گی اللہ و رسول اس پر مددگار ہیں۔

اس فرمان کو حضرت معاویہؓ نے لکھا ہے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا کہ قبیلہ لخم میں سے جو اسلام لائے گا، نماز قائم

کرے گا، زکوۃ دے گا اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ دے گا۔ مشرکین کو ترک کردے گا، تو وہ اللہ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ ذمہ داری میں بے خوف ہے جو شخص اپنے سے پھر جائے گا تو اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بری الذمہ ہیں، جس شخص کے اسلام کی کوئی مسلمان شہادت دے تو وہ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ و ذمہ داری میں ہے، اور وہ مسلمانوں میں سے ہے۔

اس فرمان کو عبداللہ بن زید نے لکھا تھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ضماد الازدی کو تحریر فرمایا کہ وہ اپنی جس زمینداری کی حالت میں اسلام لائے وہ زمینداری انھیں کی رہے گی بشرطیکہ وہ اس اللہ پر ایمان لائیں جس کا کوئی شریک نہیں اور یہ شہادت دیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ نماز قائم کریں، زکوۃ دیں، رمضان کے روزے رکھیں بیت اللہ کا حج کریں کسی بدعتی کو پناہ نہ دیں، نہ اسلام کی حقانیت میں شک کریں، اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کریں اللہ کے دوستوں کو دوست اور اللہ کے دشمنوں سے بغض رکھیں، محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ لازم ہے کہ اپنی جانب سے ان کی ویسی ہی حمایت وحفاظت کریں جیسا کہ اپنی جان و مال واہل عیال کی کرتے ہیں خالد الازدی کے لئے اللہ و محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری ہے بشرطیکہ خالد اس عہد کو پورا کریں۔

اس فرمان کو ابی بن کعب نے لکھا تھا۔

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم کو یمن بھیجا تو انھیں ایک عہد نامہ تحریر فرمایا جس میں آپ ﷺ نے شرائع وفرائض وحدود اسلام کی تعلیم دی تھی۔

اس عہد کو ابی نے لکھا تھا۔

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعیم بن اوس برادر تمیم الداری کے لئے تحریر فرمایا کہ ملک شام کا موضع حبری وعینون کل کا کل یعنی اس کی زمین اس کے پہاڑ اس کا پانی اس کی کھتی، اس کے کنوؤں کا پانی اس کے گائے بیل سب ان کے اور ان کے بعد ان کے پس ماندوں کے لئے ہیں، اس میں کوئی ان سے جھگڑا نہ کرے، اور نہ اس میں ان لوگوں پر ظلم کر کے داخل ہو، جو ان پر ظلم کرے گا یا ان سے کچھ لے گا تو اس پر اللہ اور تمام ملائکہ اور لوگوں کی لعنت ہے۔

اس کا حضرت علی رضی اللہ عنہ تعالیٰ نے لکھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصین بن اوس الاسلمی کے لئے تحریر فرمایا کہ آپ ﷺ نے انھیں فرغین وذات اعشاش عطا فرما دیا کہ اس میں ان سے کوئی جھگڑا نہ کرے، اس کو بھی حضرت علیؓ نے لکھا ہے

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قرہ بن عبداللہ ابن ابی نجیع لابنہانین کے لئے تحریر فرمایا کہ آپ ﷺ نے انھیں پورالمظلہ، اس کی زمیں اس کا پانی اس کے پہاڑ اور اس کی غیر پہاڑی زمیں عطا فرمائی، یہ سب بہ طور شرکت ان کے لئے جس میں وہ اپنے مواشی چرائیں گے۔ (اس کو حضرت معاویہؓ نے لکھا)

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی الحارث بن کعب کے بنی الضباب کے لئے تحریر فرمایا کہ سار یہ اور اس کا بلند حصہ ان لوگوں کے لئے ہے اس میں کوئی ان سے جھگڑا نہ کرے جب تک یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں، زکوۃ دیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور مشرکین سے بے تعلق رہیں۔ (اس کو حضرت مغیرہؓ نے لکھا ہے)

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یزید بن الطفیل الحارثی کے لئے تحریر فرمایا کہ پورالمضہ ان کے لئے ہے اس میں کوئی ان سے جھگڑا نہ کرے، جب تک کہ یہ نماز قائم رکھیں زکوٰۃ دیں اور مشرکین سے جہاد کریں۔

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی الحارث بن قنان بن ثعلبہ کے لئے تحریر فرمایا کہ شخص ان لوگوں کے لئے ہے، یہ لوگ اپنے جان و مال کے متعلق اہل اسلام کی طرف سے اس میں ہیں۔ (اس کو حضرت مغیرہؓ نے لکھا ہے)

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد یغوث بن وعلۃ الحارثی کے لئے تحریر فرمایا کہ وہ جس زمین کی زمینداری رکھتے ہوئے اسلام لائے وہ زمین اور اس کی اشیاء ونخلستان ان کے اور ان کی قوم کے ان لوگوں کے لئے ہیں جو ان کی پیروی کریں جب تک کہ وہ نماز کو قائم رکھیں، زکوٰۃ دیتے رہیں جہاد کے مال غنیمت میں خمس ادا کرتے رہیں، ان پر عشر (یعنی زمینداری کی پیداوار کا دسواں حصہ) بھی نہیں ہے اور نہ اپنی زمینداری سے بے دخل کئے جائیں بقلم راقم بن ابی الارقم المخزومی۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی زیاد بن الحارث الحارثین کے لئے تحریر فرمایا کہ حباء واذنبہ ان لوگوں کا ہے، ان لوگوں کو امن ہے جب تک یہ نماز کو قائم رکھیں، زکوٰۃ ادا کرتے رہیں اور مشرکین سے جہاد کرتے رہیں، بقلم علی،

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یزید بن المحجل الحارثی کے لئے تحریر فرمایا کہ عمرہ اور اس کی آب پاشی کے راستے اور اس کے جنگل میں سے وادی الرحمٰن انھیں لوگوں کی ہے۔ یہ (یزید) اور ان کے پسماندہ اپنی قوم بنی مالک پر سردار ہیں نہ ان لوگوں سے جنگ کی جائے گی اور ان کا اخراج کیا جائے گا (بقلم مغیرہ بن شعبہ)

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالغصہ قیس بن الحصین کے لئے ان کے والد کی اولاد بنی الحارث اور بنی نہد کو امن دینے کے لئے تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری ہے نہ تو ان کا اخراج کیا جائے نہ اس سے عشر لیا جائے، جب تک یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں زکوٰۃ دیتے رہیں مشرکین سے جدائی رکھیں اور اپنے اسلام کی شہادت دیتے رہیں، ان کے مال میں مسلمانوں کا بھی حق ہے، بنی نہد بنی الحارث کے حلیف تھے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قنان بن یزید الحارثین کے لئے تحریر فرمایا کہ بزود اور اس کے ذرائع آبپاشی ان لوگوں کے ہیں جب تک یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں زکوٰۃ دیتے رہیں، مشرکین سے جدائی رکھیں راستے کو مامون رکھیں اور اپنے اسلام کی گواہی دیتے رہیں۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم بن الحارثی کے تحریر فرمایا کہ راکس کے پودے اور درخت ان کے ہیں، ان میں کوئی ان سے مزاحمت نہ کرے، بقلم ارقم

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی معاویہ بن جرول الطائیین کے لئے تحریر فرمایا کہ ان میں سے جو اسلام لائے، نماز کو قائم رکھے زکوٰۃ ادا کرے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے، اموال غنیمت میں اللہ ورسول ﷺ کے امان میں بے خوف ہے اسلام لانے کے وقت جو کچھ ان کا تھا، سب انہیں کا رب اور بھیڑ چرتے چرتے رات کو جہاں تک پہنچے وہ جگہ بھی انہیں کی ہے) بقلم حضرت زبیر بن العوام

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن الاسود بن عامر ابن جوین الطائی کے لئے تحریر

فرمایا کہ ان کی اور ان کی قوم کی بستیاں اور کنوئیں ان کے اور ان کی قوم طے کے ہیں جب تک یہ نماز کو قائم رکھیں زکوٰۃ دیں اور مشرکین سے جدار ہیں، بقلم مغیرہؓ

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی جوین الطائیین کے لئے تحریر فرمایا کہ ان سے جو اللہ پر ایمان لائے نماز قائم کرے زکوٰۃ دے مشرکین سے جدار ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے، مال غنیمت میں سے اللہ کا خمس اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ دے اور اپنے اسلام پر گواہی دے تو اس کے لئے اللہ اور محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امان ہے ان کی زمین ان کے کنویں اور وہ اشیاء جن پر اسلام لانے کے وقت یہ قابض ومتصرف جائز تھے، اور بھیڑ صبح سے شام تک چرتے چرتے جہاں تک پہنچے وہ سب انھیں لوگوں کا ہے، بقلم مغیرہؓ

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی معین الطائیین کے لئے تحریر فرمایا کہ ان کی وہ بستیاں اور کنویں کہ اسلام لانے کے وقت ان کی ملک تھے اور بھیڑ کے صبح سے شام تک چرنے کی جگہ ان لوگوں کی ہے، جب تک یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں، زکوٰۃ دیں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں، مشرکین سے جدار ہیں اپنے اسلام پر گواہی دیں اور راستے کو مامون رکھیں، گواہ شد علاء بقلم خود

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم منجانب محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنام اسد

سلام علیکم، میں تمہارے آگے اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں امابعد قبیلہ طے کے کنوؤں اوران کی زمین کے ہرگز تم قریب نہ جاؤ (یعنی اس پر تصرف مالکانہ نہ کرو) کیونکہ تمہارے لئے ان کے کنویں حلال نہیں ان کی زمین میں ہرگز کوئی داخل نہ ہو سوائے اس کے جس کو وہ خود داخل کریں جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بری الذمہ ہیں، قضاعی بن عمرو کو (جو یعنی عذرہ میں سے تھے اوران لوگوں پر عامل بنائے گئے تھے، اس کا انتظام کرنا چاہیے، بقلم خالد بن سعید

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازۃ الازدی اوران کی قوم اوران کی پیروی کرنے والوں کے لئے ایک فرمان تحریر فرمایا کہ جب تک یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں زکوٰۃ ادا کرتے رہیں، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں، مال غنیمت میں سے اللہ کا خمس اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ادا کرتے رہیں اور مشرکین سے جدار ہیں تو ان کے لئے اللہ اور محمد ابن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذمہ داری ہے بقلم ابی۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد ھذیم کو جو قضاعہ میں سے تھے، اور جذام کو ایک ہی فرمان تحریر فرمایا جس میں آپ ﷺ نے ان لوگوں کو زکوٰۃ وصدقہ کے فرائض کی تعلیم فرمائی اور حکم دیا کہ یہ لوگ صدقہ وخمس آنحضرت ﷺ کے قاصدین ابی وعنبسہ یا جس کو یہ دونوں بھیجیں اس کو دے دیا۔

راوی نے کہا کہ ہمیں ان دونوں (ابی وعنبہ) کا نسب نہیں بتایا گیا۔

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی زرعہ بن الربعہ کے لئے جو قبیلہ جہینہ سے تھے تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کو ان کے جان ومال میں امن ہے جو شخص ان پر ظلم کرے یا ان سے جنگ کرے اس کے خلاف ان کی مدد کی جائے گی، سوائے اس کے کہ وہ ظلم وجنگ، دین یا اہل وعیال کے بارے میں ہو (یعنی خود ان کی مدد نہیں کی جائے گی ان کے دیہاتیوں میں سے جو نیکوکار اور پرہیزگار ہوگا اس کے وہی حقوق ہوں گے، جو ان کے شہریوں کے ہیں، واللہ

المستعان

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ لمی کہ یہ لوگ قریش کے پھر بنی عبدالمناف کے ایک گروہ ہیں ان کے ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان لوگوں کے ہیں ان لوگوں پر وہی ذمہ داری ہے جیسی ان لوگوں پر ہے ان کا نہ تو اخراج کیا جائے گا، اور نہ تو ان سے خراج کیا جائے گا اور نہ ان سے خراج لیا جائے گا اسلام لانے کے وقت جس مال ومتاع کے وہ مالک تھے وہ انھیں کا ہے، نصر وسعد بن بکر وثمالہ وہذیل کے صدقات انھیں لوگوں کے لئے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی پر عاصم بن ابی صیفی وعمرو بن ابی صیفی والاعجم بن سفیان وعلی بن سعد نے بیعت کی اور اس پر حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب وحضرت علیؓ بن ابی طالب وحضرت عثمان بن عفان وابوسفیان بن حرب گواہ بنے اور اس پر آپ ﷺ نے اس وجہ سے بنی عبدمناف میں سے گواہ بنائے کہ یہ لوگ بنی عبدمناف کے حلیف تھے، اخراج نہ کئے جانے کا مطلب یہ تھا کہ یہ زکوۃ میں ایک منزل سے دوسری منزل تک نہ نکالے جائیں گے، عشر نہ لئے جانے کا یہ مدعا تھا کہ وہ سال میں صرف ایک مرتبہ لیا جائے گا، زیادہ نہ لیا جائے گا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خزاعہ کے قبیلہ اسلم کے لئے تحریر فرمایا کہ ان میں سے جو ایمان لائے نماز کو قائم کرے، زکوۃ ادا کرے اللہ کے دین میں خلوص اختیار کرے ان لوگوں کی اس شخص کے خلاف مدد کی جائے گی جو ان پر ظلم بڑھائے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بلائیں تو ان پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد واجب ہوگی ان کے دیہاتیوں کے بھی وہی حقوق ہیں جو ان کے شہریوں کے ہیں، یہ جہاں چاہیں ہجرت کر سکتے ہیں گواہ شد علاء بن الحضرمی بقلم خود

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عوسجہ بن حرملۃ الجہنی کے لئے تحریر فرمایا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عوسجہ بن حرملۃ کو جو مقام ذی المروہ عطا فرمایا، یہ اس کی دستاویز ہے، آپ ﷺ نے انھیں مابین بلکشہ سے مصنعہ جفلات جد جبل قبلہ تک دے دیا ہے۔ اس میں کوئی ان سے مزاحمت نہ کرے جو ان سے مزاحمت کرے گا ناحق پر ہوگا حق عوسجہ ہی کا ہوگا، گواہ شد عقبہ بقلم خود

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ جہنیہ کے بنی شنخ کے لئے تحریر فرمایا کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" یہ دستاویز ہے جو محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ جہینہ کے بنی شنخ کو عطا فرمائی آپ ﷺ نے انھیں صفینہ کی وہ زمین عطا فرمائی جس پر ان لوگوں نے خط لگا لیا اور کھیتی کی جو ان سے مزاحمت کرے گا، تو اس کا کوئی حق نہ ہوگا، اور ان کا دعویٰ سچا ہوگا گواہ شد (علاء بن عقبہ بقلم خود)

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی الجرمز بن ربیعہ کے لئے قبیلہ جہینہ سے تھے تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کو ان کی بستیوں میں امن ہے یہ لوگ بحالت قبول اسلام جو دولت و مال رکھتے تھے، وہ سب انھیں کا ہے بقلم مغیرہ

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن الجہنی و بنی الحرقہ کے لئے جو جہینہ میں سے تھے، اور بنی لجرمز کے لئے تحریر فرمایا کہ ان میں سے جو اسلام لائے نماز قائم کرے زکوۃ دے اللہ ورسول کی اطاعت کرے مال غنیمت میں سے خمس اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منتخب حصہ ادا کرے اپنے اسلام پر گواہی دے اور مشرکین سے جدا رہے تو وہ اللہ ورسول اللہ کی امان میں ہے، مسلمانوں میں سے جس کا کوئی قرض ان لوگوں میں سے کسی پر واجب الادا ہوگا تو

اس کوصرف اصل رقم دلائی جائے گی رہن کا سود باطل ہوگا، پھلوں کی زکوۃ دسواں حصہ ہوگی، جوشخص ان لوگوں میں شامل ہوگا اس کے حقوق بھی انہیں کی طرح ہوں گے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن معبد الجہنی و بنی الحرقہ کے لئے جو جہینہ میں سے تھے، اور بنی الجرمز کے لئے تحریر فرمایا کہ ان میں سے جو اسلام لائے نماز قائم کرے زکوۃ دے اللہ ورسول کی اطاعت کرے مال غنیمت میں سے خمس اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منتخب حصہ دار کرے، اپنے اسلام پر گواہی دے اور مشرکین سے جدار ہے تو وہ اللہ ورسول کی امان میں ہے، مسلمانوں میں سے جس کا کوئی قرض ان لوگوں میں سے کسی پر واجب الادا ہوگا تو اس کوصرف اصل رقم دلائی جائے گی، رہن کا سود باطل ہوگا، پھلوں کی زکوۃ دسواں حصہ ہوگی، جوشخص ان لوگوں میں شامل ہوگا اس کے حقوق بھی انھیں کی طرح ہوں گے۔

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال بن الحارث المزنی کے لئے تحریر فرمایا کہ النخل اور جزعہ اوراس کا جز وذ والمز ارع اور النخل انھیں کا ہے اور وہ آلہ جو زراعت کے لئے مفید وضروری ہو وہ بھی ان کا ہے، المصنہ اور جزع اور غیلہ بھی ان کا ہے بشرطیکہ وہ صادق (ثابت قدم) رہیں بقلم حضرت معاویہؓ

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدیل وبسر سردات فرزندان عمرو کے نام تحریر فرمایا کہ امابعد میں نے نہ تو تمہارے مال میں کوئی جرمانہ کیا ہے اور نہ تمہارے حق میں کوئی کمی کی ہے، اہل تہامہ میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل اکرام اور باعتبار رشتے کے سب سے زیادہ مجھ سے قریب ہے، تم لوگ اور مطیبین کے وہ لوگ ہیں جو تمہارے تابع ہیں میں نے تمہارے تابع ہیں میں نے تمہارے مہاجر کے لئے وہی اختیار کیا ہے جو خود اپنے لیے اختیار کیا ہے، اگر چہ وہ اپنے ملک کو ہجرت کرے سوائے ساکن مکہ کے (کہ اس کے احکام جدا ہیں) اور سوائے عمرہ کرنے والے کے کہ اس کے احکام جدا ہیں اور سوائے عمرہ کرنے یا حج کرنے والے کہ اس کے احکام بھی (عام سفر ہجرت کے سے نہیں ہیں) کیونکہ میں نے جب سے صلح کی تم سے جنگ نہیں کی تم لوگوں کو میری جانب سے خائف نہ ہونا چاہیے کہ تم لوگوں کا محاصرہ کیا جائے گا، علقمہ بن علاثہ اور ہوذہ کے دو بیٹے اسلام لائے دونوں نے ہجرت کی اور اس شرط پر بیعت کی جس پر قبیلہ عکرمہ کے ان لوگوں نے کی ہے، جو ان کے تابع ہیں۔ حلال وحرام میں ہم لوگ برابر ہیں، بخدا میں تم سے غلط نہیں کہتا، ضرور ضرور تمہارا رب تم سے محبت کرے گا۔

راوی نے کہا کہ اس فرمان میں آپ ﷺ نے سلام نہیں تحریر فرمایا اس لئے کہ یہ آپ ﷺ نے سلام کا حکم نازل ہونے سے پہلے تحریر فرمایا تھا، علقمہ بن علاثہ یہی علقمہ بن علاثہ بن عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب ہیں فرزندان ہوذہ العداء اور عمرو فرزندان خالد بن ہوذہ ہیں جو بنی عمرو بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ میں سے ہیں، قبیلہ عکرمہ میں سے ان کے تابع عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن غیلان ہیں مطیبین بنی ہاشم و بنی زہرہ و بنی الحارث بن وتیم بن مرہ واسد بن عبدالعزیٰ ہیں۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے العداء بن خالد ابن ہوذہ کے اور عامر بن عکرمہ کے خاندان میں سے جو لوگ ان کے پیرو تھے ان کے نام تحریر فرمایا کہ آپ ﷺ نے انھیں المصباعہ کے درمیان سے الزع ولوابہ نحرار تک عطا فرمادیا، (بقلم خالد بن سعید)

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلیمہ کذاب لعنۃ اللہ علیہ کے نام تحریر فرمایا کہ اور اسے

دعوت اسلام دی اس فرمان کو عمرو بن امیۃ الضمری کے ہمراہ بھیجا، مسلیمہ نے فرمان کے جواب میں لکھا کہ وہ بھی آپ ﷺ ہی کی طرح نبی ہے آپ ﷺ سے یہ درخواست کی کہ ملک کو آپس میں تقسیم کرلیں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ قریش وہ قوم ہے جو انصاف نہیں کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر لعنت کرو اس پر خدا کی لعنت ہے، اور اس کے نام تحریر فرمایا کہ مجھے تیرا جھوٹا اور اللہ پر بہتان سے بھرا ہوا خط ملا" وان الارض اللہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبتہ للمتقین واسلام علی من اتبع الھدی (ملک تو اللہ ہی کا ہے جس کو وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور انجام کار (بھلائی) پرہیزگاروں کے لیے ہے اور اس پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے)

اس کو آپ ﷺ نے السائب بن العوام برادر زبیرؓ العوام کے ہمراہ روانہ فرمایا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم نے سلمہ بن مالک بن ابی عامر السلمی کے لیے جو بنی حارث میں سے تھا کہ آپ نے انہیں مدفواعطافرمادیا۔ان سے کوئی مذاحمت نہ کرے۔ جو ان سے مذاحت کرے گا تو اسکو کوئی حق نہ ہوگا حق انہی کا ہوگا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس بن مرداس السلمی کے لیے تحریر فرمایا کہ آپؐ نے مدفوا انھیں عطافرمادیا لہٰذا جو بھی ان سے مذاحمت کرے گا اس کا کوئی حق نہ ہوگا۔ گواہ شد الصاء بن عقبہ بقلم خود۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم نے ہوذہ بن بنیشتہ السلمی کے لیے جو بنی عصیتہ میں سے تھے تحریر فرمایا کہ کہ آپؐ نے انھیں جو کچھ الجفر میں سے ہے سب کچھ عطافرمادیا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الاجب کے لئے جو بنی سلیم کے ایک فرد تھے تحریر فرمایا کہ آپؐ نے انھیں فالس عطافرمادیا۔ بقلم الارقم۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم نے راشد بن عبد السلمی کے لیے تحریر فرمایا کہ آپؐ نے انھیں رہاط میں سے اتنی زمین دی جتنی دو تردو مرتبہ تیر جا سکے اور ایک مرتبہ پتھر جا سکے۔ اسمیں ان کا کوئی مزاحم نہ ہو جو ان سے مزاحمت کرے گی تو اس کا کئی حق نہ ہوگا۔ بقلم خالد بن سعید۔

رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم نے حرام بن عبد کے لیے جو بنی سلیم میں سے تھے تحریر فرمایا کہ آپؐ نے انھیں اذاما اور شواق کا وہ حصہ جو ان کا ہے عطافرمادیا۔ نہ کسی کو ان پر ظلم کرنا جائز ہے اور نہ یہ کسی پر ظلم کرے۔ بقلم خالد بن سعید۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا 'بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' یہ وہ حلفی معاہدہ ہے جو نعیم بن مسعود بن رخیلتہ الاشجعی نے کیا ہے۔ انھوں نے مدد و خیر خواہی پر اس وقت تک کے لیے حلفی معاہدہ کیا ہے جب تک جبل احد اپنے مقام پر رہے اور سمندر ایک بال کو بھی تر کر سکے۔' بقلم علیؓ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا" بسم اللہ الرحمن الرحیم " یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے حضرت زبیرؓ بن العوام کے نام میں نے انھیں شواق کا بلند و پست حصہ عطا کردیا، اس میں کوئی ان سے مزاحمت نہ کرے بقلم حضرت علیؓ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصین بن فضلتہ الاسدی کے لئے تحریر فرمایا کہ ارام وکسہ ان کے لئے ہے، اس میں کوئی ان سے مزاحمت نہ کرے بقلم حضرت مغیرہ بن شعبہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی غفار کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان ہیں، ان کے وہی حقوق ہیں جو

مسلمانوں کے ہیں، ان پر وہی واجب ہے جو مسلمانوں پر واجب ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جان و مال پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ذمہ دار بنایا ہے، اس شخص کے خلاف ان کی مدد کی جائے گی جو ان کے ساتھ ظلم کی ابتدا کرے گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب انہیں اپنی مدد کے لئے بلائیں گے تو یہ آپ ﷺ کا حکم مانیں گے، اور ان پر آپ ﷺ کی مدد واجب ہوگی سوائے اس کے کہ جو ان میں سے آپ ﷺ سے دینی جنگ کرے یعنی مرتد ہو جائے تو وہ اس پر اس معاہدے کی پابندی نہ ہوگی، یہ معاہدہ اس وقت تک نافذ رہے گا، جب تک سمندر ایک بال بھی تر کر سکے سوائے گناہ کے اس فرمان میں اور کوئی حائل ہوگا، یعنی جو اس پر عمل کرنے سے روکے گا وہ گنہگار ہوگا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے لئے تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کو ان کے جان و مال کا امن ہے اس کے خلاف ان کی مدد کی جائے گی، جو ان پر ظلم سے حملہ کرے، ان پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد واجب ہوگی جب تک تمام سمندر ایک بال بھی تر کر سکے، سوائے اس کے کہ یہ لوگ دین الٰہی میں جنگ کریں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بلائیں گے تو یہ آپ ﷺ کا حکم قبول کریں گے، اس پر ان لوگوں کا اللہ و رسول ﷺ کی ذمہ داری ہے، ان میں سے جو نیکوکار و متقی ہوگا، اس کی بھی مدد کی جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال والی بحرین کو تحریر فرمایا کہ تم صلح جو ہو اس لئے میں تم سے اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں نہ اس کا کوئی شریک ہے میں تمہیں خدائے واحد کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اطاعت کرو اور جماعت (نبی) میں داخل ہو جاؤ کیونکہ یہی تمہارے لئے بہتر ہے، **والسلام علی من اتبع الھدی**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بخت بن عبداللہ والی ہجر کو تحریر فرمایا کہ اقرع تمہارا خط اور تمہاری قوم کے لئے تمہاری سفارش میرے پاس لائے ہے میں نے تمہاری سفارش کو قبول کر لیا، اور تمہاری قوم کے بارے میں تمہارے قاصد کی میں نے تصدیق کی تم نے مجھ سے جو مانگا اور اپنی جس پسندیدہ چیز کی مجھ سے درخواست کی اس کے بارے میں تم کو خوش خبری دیتا ہوں، لیکن میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے بتا دوں، اور تم مجھ سے ملو اگر تم ہمارے پاس آ ؤ گے تو ہم تمہارا اکرام کریں گے، اور اگر بیٹھو گے تو تمہارا اکرام کریں گے، میں کسی سے ہدیہ طلب نہیں کرتا، اگر تم مجھے ہدیہ بھیجو گے تو میں تمہارا ہدیہ قبول کروں گا۔ میرے عمال نے مجھ سے تمہارے مرتبے کی تعریف کی ہے، تم جس حالت پر ہو میں تمہیں اس سے بہتر کی وصیت کرتا ہوں، یعنی نماز وزکوۃ اور مومنین کی مہمان نوازی میں نے تمہاری قوم کا نام بنی عبداللہ رکھا ہے لہٰذا انھیں بھی نماز اور سب سے بہتر عمل کا حکم دو اور تمہیں خوشخبری ہو تم پر اور تمہاری قوم کے مومنین پر سلام۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ہجر کے نام تحریر فرمایا کہ امابعد میں تم لوگوں کو اللہ کے اور خود تمہارے لئے وصیت کرتا ہوں کہ ہدایت دیے جانے کے بعد گمراہ نہ ہونا اور راہ راست بتا دیے جانے کے بعد کجی راہ اختیار نہ کرنا، میرے پاس تمہارا وفد آیا ہے، میں نے ان کے ساتھ وہی برتاؤ کیا ہے، جس سے وہ خوش ہوئے اگر میں تمہارے بارے میں اپنی پوری کوشش صرف کرتا تو تم لوگوں کو ہجر سے نکال دیتا مگر میں تمہارے غائب کی سفارش قبول کی اور تمہارے حاضر پر احسان کیا لہٰذا اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو تم پر ہے، جو کچھ تم لوگوں نے کیا ہے، میرے پاس اس کی خبر آ گئی ہے تم میں سے جو نیکی کرے گا، اس پر میں بدکار کا گناہ عائد نہیں کروں گا، جب تمہارے پاس میرے حکام آئیں تو تم اللہ کے کام پر اور اس کی راہ میں ان کی اطاعت و مدد کرنا تم میں سے جو کوئی نیکی کرے گا تو وہ نیکی نہ خدا کے یہاں کبھی

فراموش ہوگی نہ میرے یہاں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن ساویٰ کے نام تحریر فرمایا امابعد میرے قاصدوں نے تمہاری تعریف کی ہے تم جب تک نیکی کرو گے میں بھی تمہارے ساتھ نیکی کروں گا اور تمہارے کام پر تم کو اجر دوں گا، تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خیر خواہی کرتے رہو، والسلام علیکم اس فرمان کو آپ ﷺ نے علاء بن الحضرمی کے ہمراہ ارسال فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن ساویٰ کے نام ایک اور فرمان تحریر فرمایا۔

امابعد ''میں نے تمہارے پاس قدامہ اور ابو ہریرہؓ کو بھیجا ہے تمہارے ملک کا جو جزیہ تمہارے پاس جمع ہو وہ ان دونوں کے سپرد کر دو۔ وسلام۔ بقلم ابی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن الحضرمی کے نام تحریر فرمایا۔ امابعد۔ میں نے منذر بن ساویٰ کے پاس ان لوگوں کو بھیجا ہے جو ان کے پاس وہ جزیہ وصول کر لیں جو ان کے پاس جمع ہو۔ لہٰذا تم بھی ان سے ان کے متعلق عجلت کرو۔ اور اسی کے ہمراہ تم بھیجو وہ صدقہ عشر بھیج دو جو تمہارے پاس جمع ہو۔ وسلام، بقلم ابی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کے نام تحریر فرمایا کہ اس شخص پر سلام ہے جو ایمان لائے۔ اس کے بعد یہ ہے کہ عیسیٰ بن مریم روح اللہ وکلمۃ اللہ ہیں جس (کلمے) کو اللہ نے پاک دامن مریم کو القاء کیا میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور اس پر ایمان لاتا ہوں جو ہم پر نازل کیا گیا ہے۔ ابراہیم و اسماعیل واسحٰق و یعقوب اسباط (اولاد یعقوب) پر نازل کیا گیا ہے جو حضرت موسیٰ کو دیا گیا ہے۔ جو انبیاء کو ان کے رب کی جانب سے دیا گیا ہے۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے ہیں۔ ہم اللہ کے لیے اسلام لانے والے ہیں۔ وسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

یہ فرمان آپ ﷺ نے یہود بنی حنبیہ کے نام جو مقنا میں تھے اور اہل مقنا کے نام تحریر فرمایا، مقنا ایلہ کے قریب ہے تمہارے قاصد جو تمہاری بستی کو واپس جا رہے ہیں وہ میرے پاس اترے۔ لہٰذا میرا یہ فرمان جب تمہارے پاس پہنچے تو تم لوگوں کو امن ہے۔ تمہارے لیے اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم لوگوں کی ساری برائیاں اور تمام جرائم معاف کر دیئے ہیں تمہارے لیے اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری ہے تم پر کوئی ظلم و زیادتی نہ ہوگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز سے اپنی حفاظت خود کرتے ہیں اس سے تمہارے بھی محافظ رہیں گے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وہ تمہارا مال غنیمت ہے جس سے تم کسی سے بھی تم صلح کرو اور وہ غلام جو تمہارے پاس صلح کے لیے آئیں مویشی گھریلو ہتھیار اور مال سوا اس کے جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں یا آپ کا کوئی قاصد معاف کر دے۔

تم پر تمہارے کھجور کے باغوں کا چوتھائی حصہ بحری شکار کا چہارم حصہ اور تمہاری عورتوں کے کھاتے ہوئے سود کا چوتھائی حصہ، آئندہ تم لوگ ہر قسم کے جزیے یا بیگار (اجرت کے بغیر کام لینا) سے بری ہو، اگر تم سنو گے اور اطاعت کرو گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ہوگا کہ وہ تمہارے بزرگ کا اکرام کریں، اور تمہارے بدکار سے درگزر کریں، اما بعد بنام مومنین و مسلمین جو شخص اہل مقنا کے ساتھ نیکی کرے گا تو یہ اس کے لئے بہتر ہوگا اور جو ان کے ساتھ بدی کرے گا تو اس کے لئے بھی برا ہوگا اور تم لوگوں پر جو حاکم وامیر ہوگا وہ یا تو تمہیں میں سے ہوگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلقین میں سے ہوگا۔ والسلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خط اہل ایکہ کی طرف...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یحنہ بن روبہ اور سرداران اہل ایکہ کے نام تحریر فرمایا کہ تم لوگ صلح جو ہو تمہارے سامنے اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں تم لوگوں سے جنگ کرنے والا نہیں ہوں یہاں تک لکھ نہ دوں لہٰذا اسلام لاؤ یا جزیہ دو، اللہ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے قاصدوں کی اطاعت کرو، قاصدوں کا اکرام کرو انہیں اچھا لباس پہناؤ جو مجاہدین کا مانند ہو، زید کو بہت اچھا لباس پہناؤ جب میرے قاصد راضی ہوں گے تو میں بھی راضی ہوں گا۔

جزیہ معلوم ہی ہے اگر تم چاہتے ہو کہ بحر و بر میں امن رہے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو، سوائے اللہ و رسول ﷺ کے حق کے اور جو حق عرب و عجم کا ہو گا اس کو تم سے روکا جائے گا، اگر تم نے ان قاصدوں کو واپس کر دیا اور انہیں راضی نہ کیا، تو میں تم سے کچھ نہ لوں گا، یہاں تک کہ میں تم سے جنگ کروں گا، بچوں کو قید کروں گا، اور بڑوں کو قتل کروں گا، کیونکہ میں حق پہنچانے کے لئے اللہ کا رسول ﷺ ہوں، میں اللہ پر اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں، اور عیسیٰ بن مریم پر کہ وہ کلمۃ اللہ ہیں میں ان پر ایمان لاتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں قبل اس کے کہ تم کو کوئی شر پہنچے تم آ جاؤ میں نے اپنے قاصدوں کو تم لوگوں کے متعلق نصیحت کر دی ہے، خرملہ کو تین وسق جو دو ایک وسق ''ساٹھ صاع'' کے اور ایک صاع تقریباً پونے دو سیر کا ہوتا ہے، حرملہ نے تمہاری سفارش کی ہے اگر یہ معاملہ اور اللہ نہ ہوتا تو میں تم لوگوں سے کسی قسم کی مراسلت نہ کرتا، یہاں تک کہ تم لشکر کو دیکھتے تم لوگوں نے اگر امیر قاصدوں کی اطاعت کر لی تو اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جو لوگ ان کی جانب سے ہوں گے، وہ تمہارے محافظ ہوں گے، شرجلیل (حرملہ) وابی حریث بن زید الطائی میرے قاصد ہیں۔

یہ لوگ جب تم سے اس پر فیصلہ کر لیں گے تو میں بھی اس سے راضی ہوں گا تمہارے لئے اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری ہو گی، اگر تم اطاعت کرو تو تم پر سلام ہے اہل مقنا کو ان کے ملک جانے کے لئے سامان مہیا کر دو۔

رسول اللہ ﷺ نے ان جمع ہونے والوں کے نام جو جبل تہامہ میں تھے اور قبیلہ کنانہ و مزینہ و حکم و قارہ اور ان کے تابعین غلام کو لوٹا تھا حکم بھیجا، جب رسول اللہ ﷺ کا ظہور ہوا تو ان کا ایک وفد نبی ﷺ کے پاس آیا، رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو تحریر فرمایا۔

''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' (محمد نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے یہ فرمان اللہ کے آزاد بندوں کے نام ہے۔ یہ لوگ اگر ایمان لائیں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیا کریں تو ان کا غلام آزاد ہے، ان کے مولا محمد (ﷺ) ہیں ان میں سے جو کسی قبیلے کا ہو گا اُسے اس قبیلے کے پاس واپس نہ کیا جائے گا، ان میں جو خون ہو گا جس کا اُنھوں نے ارتکاب کیا ہو یا کوئی مال ہو جو انہوں نے لے لیا ہو تو وہ انہیں کا رہے گا، لوگوں میں ان کا جو قرض ہو گا وہ ان کو واپس دلایا جائے گا ان پر ظلم و زبردستی نہ ہو گی، ان امور پر ان کے لیے اللہ و محمد (ﷺ) کی ذمہ داری ہے۔ والسلام علیکم، بقلم اُبی بن کعب۔

رسول اللہ ﷺ نے تحریر فرمایا ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بنی غادیا کے یہود کے نام فرمان ہے کہ ان لوگوں کی ذمہ داری ہے، ان پر جزیہ مقدر کیا گیا ہے، نہ یہ سرکشی کریں گے اور نہ انہیں جلا

وطن کیا جائے گا اور فرمان کو نہ رات توڑ سکے گی نہ دن۔'' بقلم خالد بن سعید۔

رسول اللہ ﷺ نے تحریر فرمایا ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' یہ فرمان محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے یہود بنی عریض کے لئے ان کے لئے، رسول اللہ ﷺ کی جانب سے دس وسق گیہوں اور دس وسق جو ہر غلے کی مثائی کے وقت اور پچاس وسق کھجور ہے، جس کو وہ ہر سال اپنے وقت پر پاتے رہیں گے۔ ان پر کوئی ظلم نہ ہوگا'' خالد بن ولید بقلم خود۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خط قبیلہ بنی زہیر بن اقیش کی طرف ...... ابوالعلاء سے روایت ہے کہ میں سوق الابل (بازار شتر) میں مطرف کے ہمراہ تھا کہ ایک اعرابی (دیہاتی) ایک چمڑے کا ٹکڑا یا چرمی توشہ دان لایا اور کہا کہ اس کو کون پڑھے گا، یا یہ کہا کہ تم لوگوں میں کوئی شخص ہے جو اس کو پڑھ دے، میں نے کہا کہ میں پڑھ دوں گا۔ اُس نے کہا کہ اس کو لو۔ یہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے تحریر فرمایا ہے، لکھا تھا کہ ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' ''محمد نبی ﷺ کی جانب سے بنی زہیر بن اقیش کے لیے جو قبیلہ عکل کی ایک شاخ ہے یہ ہے کہ اگر یہ لوگ ''لا الہ الا اللہ ومحمد رسول اللہ'' کی شہادت دیں، مشرکین سے جُدا ہو جا ہو جائیں، غنائم میں خمس کا اور نبی ﷺ کے عام حصے اور خاص حصے کا اقرار کریں تو ان لوگوں کو اللہ و رسول کی امان'' (فقط)

بعض لوگوں نے ان اعرابی سے کہا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سُنی ہے؟ اگر سُنی ہے تو ہم لوگوں سے بیان کیجیے، انھوں نے کہا کہ ہاں (سُنی ہے) لوگوں نے کہا کہ خدا آپ پر رحمت کرے ہم سے بیان کیجیے۔

انھوں نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سُنا کہ جو شخص اس سے خوش ہو کہ سینے کا اکثر کینہ چلا جائے تو وہ ماہ رمضان میں اور ہر ماہ میں تین روزے رکھا کرے، بعض لوگوں نے ان سے کہا کہ کیا یہ حدیث آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سُنی ہے؟

انھوں نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ تم لوگ اندیشہ کرتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولتا ہوں۔ واللہ میں آج سے تم لوگوں سے کوئی حدیث نہ بیان کروں گا۔

حضور کا خط ابوظبیان الازدی کی طرف ...... لوط بن یحییٰ الازدی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ابوظبیان الازدی کو جو قبیلہ غامد کے تھے اور ان کی قوم کو ایک فرمان میں دعوت اسلام تحریر فرمائی، انہوں نے اپنی قوم کے ایک گروہ کے ساتھ جو مکے میں تھے اس کو قبول کر لیا جن میں مخنف و عبداللہ و زہیر فرزندان سلیم و عبدشمس بن عفیف بن زہیر بھی تھے، یہ لوگ مکے میں تھے، مدینے میں آپ ﷺ کے پاس الحجن بن المرقع و جندب بن زہیر و جندب بن کعب حاضر ہوئے بعد میں چالیس آدمیوں کے ہمراہ الحکم آئے جو قبیلہ مغفل کے تھے، مکے میں آپ ﷺ کے پاس چالیس آدمی آئے نبی ﷺ نے ابوظبیان کو ایک فرمان تحریر فرما دیا تھا۔

اُنھوں نے آپ ﷺ کی صحبت بھی پائی اور عمرؓ بن الخطاب کا زمانہ بھی پایا۔

جمیل بن مرثد سے روایت ہے کہ ایک شخص قوم اجئین میں سے جن کا نام حبیب بن عمرو تھا نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے اُنھیں ایک فرمان تحریر فرما دیا کہ فرمان محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے حبیب بن عمرو برادر اجا اور ان کی قوم کے اُس شخص کے لیے ہے جو اسلام لائے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔ اُن کا مال اور اُن کا پانی

(کنواں) انھیں کا ہے، نہ اُن پر اس کے شہری (مال) میں کچھ نہ اس کے صحرائی میں، اس پر اللہ کا عہد اور اس کے رسول ﷺ کی ذمہ داری ہے۔

قبیلہء طے کے بنی بُحتُر میں سے ایک شخص سے روایت ہے کہ ولید بن جابر بن ظالم بن حادثہ بن عتاب بن ابی حارثہ بن جُدی بن تدول بن بحتر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور اسلام لائے آپؐ نے انہیں ایک فرمان تحریر فرما دیا جو الجبلین میں ان کے متعلقین کے پاس ہے۔

زہری وغیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عوسجہ العرنی کے ہمراہ سمعان بن عمرو بن قریط بن عبید بن ابی بکر بن کلاب کے نام فرمان تحریر فرما کر بھیجا، انہوں نے آپؐ کے فرمان کا اپنے ڈول میں رقعہ (یعنی پیوند) لگا دیا، ان لوگوں کو (اسی لئے) بنو الراقع کہا جاتا ہے، سمعان اسلام لائے، رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور حسب ذیل شعر کہا۔

اقلنی کماامنت ورداً ولم اکن باسواءً ذنباًاذااتیتک من ورد

(مجھے بھی معافی دیجئے جیسا کہ آپؐ نے درد کو پناہ دی، جب میں آپؐ کے پاس حاضر ہو گیا تو درد سے زیادہ گنہ گار نہیں ہوں)

ابو اسحٰق ہمدانی سے روایت ہے کہ عُرَنی اُن کے پاس رسول اللہ ﷺ کا فرمان لائے (جو چمڑے پر تحریر تھا) اُنہوں نے (ازراہِ انکار و گستاخی) اپنے ڈول میں آپؐ کے فرمان کا پیوند لگا دیا تو ان سے اُن کی بیٹی نے کہا کہ میرا خیال ہے تم پر کوئی بڑی مصیبت آئے گی، تمہارے پاس سید العرب کا فرمان آیا اور تم نے اپنے ڈول میں اُس کا پیوند لگا دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا ایک لشکر ان کے پاس سے گزرا اور ان لوگوں نے ان کی ہر چیز کو تباہ کر دیا، پھر وہ اسلام لائے اور نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، آپؐ کو اس واقعے کی خبر دی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جو مال مسلمانوں کے تقسیم کرنے سے پہلے تم پالو تو تمہیں اس کے زیادہ مستحق ہو۔

زامل بن عمرو الجذامی سے روایت ہے کہ فروہ بن عمرو الجذامی روم کی جانب سے عمان ملک بلقاء یا معان پر عامل مقرر تھے، وہ اسلام لائے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنا اسلام پیش کیا، اس کو اپنی قوم کے ایک شخص کے ہمراہ جن کا نام مسعود بن سعد تھا بھیج دیا، آپؐ کی خدمت میں ایک سفید مادہ خچر، گھوڑا، گدھا، نرم کپڑے اور سندس کی (ریشمی) قبا جس میں سونے پتر (سونے، چاندی اور لوہے کے پتلے ٹکرے) لگے ہوئے تھے بھیجی، رسول اللہ ﷺ نے انہیں تحریر فرمایا کہ

منجانب رسول اللہ ﷺ، بنام فروہ بن عمرو۔

امابعد، ہمارے پاس تمہارے قاصد آئے، جو کچھ تم نے بھیجا تھا انہوں نے پہنچا دیا، تمہارے حالات کی ہمیں خبر دی، تمہارے اسلام کا خوش خبری سنایا، اور یہ بھی کہ اللہ نے تمہیں اپنی ہدایت سے سرفراز کیا، اگر تم نیکی کرو، اللہ اور اس کے رسول اللہ کی اطاعت کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو (تمہارے لئے بہتر ہے)

آپؐ نے بلال کو حکم دیا تو انہوں نے ان کے قاصد مسعود بن سعد کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی (بطور انعام) دی۔

شاہ روم کو فروہ کے اسلام کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے انہیں بلایا اور کہا کہ تم اگر اپنے دین سے پھر جاؤ گے تو ہم تم کو بادشاہ بنا دیں گے انہوں نے کہا کہ میں دین محمد ﷺ کو ترک نہ کروں گا، تو بھی جانتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

نے آنحضرت ﷺ ہی کے متعلق بشارت دی ہے، لیکن تو اپنی سلطنت کی وجہ سے دریغ کرتا ہے۔

مگر اس نے انھیں قید کر دیا، پھر قید سے نکال کر قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا۔

بنی سدوس کے ایک شخص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکر بن وائل کو تحریر فرمایا ''امابعد، اسلام لاؤ تو سلامت رہو گے۔'' قتادہ نے کہا کہ لوگوں کو کوئی ایسا شخص نہ ملا جو اس کو پڑھتا (اسی لئے) یہ لوگ بنی الکاتب کہلاتے ہیں جو صاحب رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو ان لوگوں کے پاس لائے تھے وہ ظبیان بن مرثد السدوسی تھے۔

عبداللہ بن یحییٰ بن سلمان سے روایت ہے کہ مجھے سعیر بن عداء کے ایک بیٹے نے رسول اللہ ﷺ کا ایک فرمان دکھایا (جو یہ تھا) کہ ''منجانب محمد ﷺ بنام السعیر بن عدّاء، میں نے تمہیں (مقام) الرجیح کا محافظ بنایا اور مسافر کی رہی ہوئی اشیاء تمہارے لئے کر دیں''

زہری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ حمیر کے حارث ومسروح ونعیم بن عبد کلال کے نام تحریر فرمایا کہ ''تم لوگوں سے صلح ہے جب تک تمہارا ایمان اللہ اور رسولؐ پر ہے اور یہ کہ اللہ واحد ہے جس کا کوئی شریک نہیں اس نے حضرت موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا اور حضرت عیسیٰؑ کو (بغیر باپ کے محض) اپنے کلمات (قدرت) سے پیدا کیا، یہود نے کہا کہ حضرت عزیرؑ اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ اللہ تین (معبودوں) میں سے تیسرا ہے، حضرت عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں''

یہ فرمان آپؐ نے عیاش بن ربیعہ المخزومی کے ہمراہ بھیجا، اور فرمایا کہ جب تم ان کے ملک میں جاؤ تو صبح نہ ہو جائے ہرگز ہرگز داخل نہ ہونا (جب صبح ہو جائے تو) وضو کرنا اور اچھی طرح کرنا، دو رکعت نماز پڑھنا، اللہ سے کامیابی وقبول کی دعا کرنا، اللہ سے پناہ مانگنا، میرا فرمان داہنے ہاتھ میں لینا، اپنے داہنے ہاتھ سے ان لوگوں کے داہنے ہاتھوں میں دینا تو وہ لوگ قبول کر لیں گے۔

انہیں ''لم یکن الذین کفروا من اهل الكتاب والمشركين منفكين'' پڑھ کر سنانا، جب اس سے فارغ ہو جاؤ تو کہنا کہ محمد ﷺ پر ایمان لائے اور میں سب سے پہلا مومن ہوں، پھر ہرگز کوئی حجت تمہارے سامنے نہ آئے گی جو باطل نہ ہو جائے، نہ کوئی باطل سے آراستہ کی ہوئی کتاب آئے گی جس کا نور نہ جاتا رہے۔

وہ لوگ تمہیں پڑھ کر سنائیں گے مگر جب وہ عجمی زبان میں باتیں کریں تو کہنا کہ ترجمہ کرو، اور کہنا **''حسبی الله احسنت بماانزل الله من كتاب وامرت لاعدل بينكم الله ربناوربكم لنااعمالناولكم اعمالكم لاحجة بينناوبينكم الله يجمع بيننا وبينكم واليه المصير''** ۔(ترجمہ مجھے اللہ کافی ہے، اللہ نے جو کتاب نازل کی میں اس پر ایمان لایا اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں تم لوگوں کے درمیان عدل کروں، اللہ ہمارا اور تمہارا رب ہے، ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال، ہمارے تمہارے درمیان کوئی حجت نہیں، اللہ ہمیں (سب کو قیامت میں) جمع کر دے گا اور اُسی کے پاس واپس جانا ہے)

جب وہ اسلام لے آئیں تو ان سے وہ تینوں چھڑیاں مانگنا کہ جب وہ انہیں حاضر کرتے ہیں تو سجدہ کرتے ہیں، وہ ببول کی ہیں، ایک چھڑی پر گنگا جمنی ملمع ہے، ایک چھڑی ایسی گانٹھوں والی ہے کہ بانس جیسی کی معلوم ہوتی ہے، تیسری ایسی خالص سیاہ ہے کہ وہ ساسم (شیشم) معلوم ہوتی ہے، انہیں باہر نکال کر بازار میں جلا دینا۔

عیاش نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے جو حکم دیا تھا میں وہی کرتا ہوا روانہ ہوا جب میں داخل ہوا تو لوگ

اپنے زینت کے لباس پہنے ہوئے تھے، میں گذرا تا کہ اُن لوگوں کو دیکھو یہاں تک کہ میں بڑے بڑے پردوں تک پہنچا جو مکان کے تین دروازوں پر پڑے ہوئے تھے، میں درمیانی دروازے میں داخل ہوا، ایک قوم کے پاس پہنچ گیا جو صحن مکان میں تھی، میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں، میں نے وہی کیا جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا، ان لوگوں نے قبول کرلیا اور ایسا ہی ہوا جیسا آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا۔

اہل علم نے پہلی ہی سند سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالقیس کے نام تحریر فرمایا: منجانب محمد ﷺ بنام اکبر بن عبدالقیس، ان لوگوں کو ان فسادوں پر جو زمانہ جاہلیت میں برپا کیے اللہ ورسول کی امان ہے، ان پر بھی اپنے عہد کا پورا کرنا لازم ہے، انہیں پر حق ہے کہ ان کو رسد اور غلّے کے راستے سے نہ روکا جائے گا نہ بارش کے (جمع شدہ) پانی سے روکا جائے گا، نہ پھلوں کی تیاری کے وقت منع کیا جائے گا۔

علاء بن الحضرمی اس مقام کے بحر و بر، قبائل، انہا اور جو اس سے پیدا ہو اس پر رسول اللہ ﷺ کے امین ہیں، اہل بحرین ظلم کے موقع پر ان کے حامی، ظالم کے معاملے میں ان کے مددگار اور جنگوں میں ان کے معاون ہیں، ان لوگوں پر اس کے متعلق اللہ کا عہد و میثاق ہے، نہ وہ کسی قول کو بدلیں اور نہ جدائی کا ارادہ کریں۔

مسلمانوں کے لشکر پر ان لوگوں کو مال غنیمت میں شریک کرنا، حکم میں عدل کرنا، جہاد کی روانگی میں میانہ روی کا خیال رکھنا لازم ہے، یہ حکم ہے جس کی فریقین میں کوئی تبدیل نہ ہوگی اللہ ورسولؐ ان لوگوں پر گواہ ہیں۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرموت کے معززین ورؤسا کے نام حکم نامہ بھیجے، آپ نے زرعہ، قہد، البتی، البجیری، عبدکلال، ربعہ وحجر کے نام فرمان تحریر فرمائے۔

شاعران میں سے بعض رؤسا کی مدح میں کہتا ہے۔

الاان خیرالناس کلھم قھد وعبدکلال خیر سائر ھم بعد

(خبردار رہو کہ تمام لوگوں میں سب سے بہتر قید ہیں ان کا بعد بقیہ لوگوں میں سب سے بہتر عبدکلال ہیں)

ایک دوسرا شاعر زُرعہ کی مدح میں کہتا ہے)

الاان خیرالناس بعد محمداً لزرعة ان کان البحیری اسلما

(خبردار ہو کہ محمد ﷺ کے بعد سب سے بہتر زرعہ ہیں اگرچہ بجیری اسلام لا چکے ہیں)

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نبفاثہ بن فروۃ الدئلی رئیس السماوہ کے نام فرمان تحریر فرمایا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ آپؐ نے عذرہ کے کمزور ہڈی پر تحریر فرمایا، اسے بنی عذرہ ہی کے ایک شخص کے ہمراہ بھیجا، مگر اس پر ورد بن مرداس نے جو ہذیم کے بنی سعد کے ایک فرد تھے، زبردستی کی اور توڑ ڈالا، اسلام لے آئے اور زید بن حارثہ کے ساتھ غزوہ وادی القریٰ میں یا غزوۃ القردہ میں شہید ہوگئے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مطرف بن الکاہن الباہلی کے لئے تحریر فرمایا کہ "یہ فرمان منجانب محمد ﷺ مطرف بن الکاہن اور قبیلہ باہلہ کے بیشہ اونٹوں کے گلے بٹھائے جاتے ہیں تو وہ اسی کی ہوجائے گی، ان لوگوں کے ذمے ہر تیس گائے پر ایک پوری عمر کی گائے، ہر چالیس بھیڑ پر ایک سال بھر کی بھیڑا، ہر پچاس اونٹ پر ایک چھ سالہ اونٹ واجب ہے، زکوٰۃ وصول کرنے والے کو یہ حق نہیں کہ وہ ان کی چراگاہ کے علاوہ کہیں اور زکوٰۃ وصول کرے، یہ سب امان الٰہی میں محفوظ ہیں۔

حضور ﷺ کا خط نہشل بن مالک الوائلی کی طرف .... اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ باہلہ کے نہشل بن مالک الوائلی کے لئے تحریر فرمایا کہ ''باسمک اللہم'' یہ فرمان محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے نہشل بن مالک اور بنی وائل کے ان ہمراہیوں کے لئے ہے جو اسلام لائے نماز قائم کرے، زکوٰۃ دے، اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت کرے، مال غنیمت میں سے اللہ کا خمس اور نبی کا حصہ ادا کرے اپنے اسلام پر گواہی دے، مشرکین کو چھوڑ دے تو وہ اللہ کی امان میں ہے، محمد ﷺ اسے ہر قسم کے ظلم سے بچائیں گے ان لوگوں کا یہ حق ہے کہ نہ ان کا جلاوطن کیا جائے نہ ان سے عُشر (پیداوار کا دسواں حصہ) لیا جائے، ان عامل انہیں میں سے ہوگا، بقلم عثمانؓ بن عفان۔

حضور ﷺ کا خط قبیلہ ثقیف کی طرف ...... اہل علم کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ثقیف کے لئے ایک فرمان تحریر فرمایا، کہ آنحضرتؐ نے جو کچھ ان لوگوں کے لئے تحریر فرما دیا اس کی ذمہ داری اللہ اور محمد بن عبداللہ ﷺ پر ہے بقلم خالد بن سعید، گواہ شد۔ حسنؓ و حسینؓ نبی ﷺ نے یہ فرمان نمیر بن خرشہ کے حوالے کر دیا۔

وفد ثقیف کا حضور ﷺ سے درخواست کرنا ...... اہل علم نے کہا ہے کہ وفد ثقیف نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ان کے لئے وَج (علاقہ طائف کے ایک گاؤں) کو حرم بنا دیں (یعنی وہاں کا شکار وغیرہ حرام فرما دیں) آپؐ نے ان کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے مسلمانوں کے نام ہے کہ جو کے عضاہ (خاردار درخت) قطع نہ کیے جائیں اور نہ وہاں شکار کیا جائے، جو اس کا مرتکب ہوگا، اُسے گرفتار کر کے نبی ﷺ کے پاس پہنچایا جائے گا، یہ نبی محمد بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے، راقم خالد بن سعید بحکم نبی محمد بن عبداللہ (ﷺ) جو کچھ محمد رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کوئی شخص ہرگز اس سے نہ بڑھے اور نہ اپنے اوپر ظلم کرے۔

حضور ﷺ کا فرمان سعید بن سفیان الرعی کے لئے .... اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعید بن سفیان الرعلی کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ اس امر کی دستاویز ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعید بن سفیان الرعلی کو السوارقیہ کا کھجور کا باغ عطا فرمایا، اس میں کوئی ان سے مزاحمت نہ کرے، جو مزاحمت کرے گا اس کا کوئی حق نہ ہوگا، اور حق انہیں کا ہوگا، بقلم خالد بن سعید۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عتبہ بن فرقد کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ اس بات کی دستاویز ہے کہ نبی ﷺ نے عتبہ بن فرقد کو مکے میں مکان کی زمین دی تا کہ وہ اُسے مردہ کے متصل تعمیر کر لیں، کوئی ان سے مزاحمت نہ کرے، جو مزاحمت کرے گا اس کا کوئی حق نہ ہوگا، حق انہیں کا ہوگا۔ بقلم معاویہؓ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلمہ بن مالک السلمی کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ اس امر کی دستاویز ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ذات الحناظی وذات الاسلود کے درمیان قطعہ عطا فرمایا ہے، حضرت علیؓ بن ابی طالب وحاطب بن ابی بلتعہ گواہ ہیں۔

حضور ﷺ کا فرمان بنی جناب کے لئے ...... اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ کلب کے

نی جناب کے لئے تحریر فرمایا کہ ''یہ فرمان محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بنی جناب اور ان کے خلیفوں اور ان لوگوں کے لئے ہے جو نماز قائم کرنے زکوٰۃ ادا کرنے ایمان کو مضبوط کرنے اور عہد کے پورا کرنے میں ان لوگوں کے مددگار ہیں، اور ان لوگوں پر لازم ہے کہ چھوٹی ہوئی (بغیر چرواہے کے) چرنے والی بکریوں پر پانچ بکری میں ایک بے عیب بکری دیں، بوجھ اٹھانے والا اور غلہ لانے والے جانوروں پر بھی راستہ بھولنے والے جانور انہیں کے لئے ہوں گے، وہ زمین بھی جس کی آبپاشی نہر اور بارش سے ہوتی ہے، امین کو اس کے متعلق وظیفہ ملے گا، ان لوگوں پر اس سے زیادہ نہ کیا جائے گا، سعد بن عبادہ وعبداللہ بن انیس ودحیہ بن خلیفۃ الکلبی گواہ ہیں۔

حضور ﷺ کا فرمان مہری بن الابیض کے لئے ...... اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد رسول اللہ کی جانب سے مہری بن الابیض کے لئے ہے کہ خاندان مہرہ کے مومنین فنا نہ کیے جائیں گے، اور نہ اُن پر حملہ کیا جائے گا اور نہ ان سے جنگ کی جائے گی، ان لوگوں کے ذمہ شرائع اسلام کا قائم کرنا ہے، جو اس عہد کو بدلے گا تو (گویا) وہ اللہ سے جنگ کرے گا اور جو اس پر ایمان لائے گا تو وہ اللہ و رسول کی ذمہ داری میں ہوگا، اگر پڑی چیز ادا کر لی ہوگی اور مواشی کو پانی پلانا ہوگا، خونریزی بدکلامی اور نافرمانی بُری بات ہے، بقلم محمد بن مسلمۃ الانصاری۔

حضور ﷺ کا فرمان خثعم کے لئے ...... اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خثعم کے لئے تحریر فرمایا کہ خثعم کے جو لوگ (مقام) بیشہ اور اس کے دیہات میں مقیم ہیں ان کے لئے یہ ہے کہ تم لوگوں نے زمانہ جاہلیت میں جو خون کیا ہے وہ تم سے معاف ہے، تم میں سے جو اسلام لائے خواہ خوشی سے یا مجبوری سے اس کے قبضے میں نرم یا سخت زمین کا کوئی کھیت ہے جو بارش سے سیراب ہوتا ہے یا اس کی آبپاشی چشمے سے ہوتی ہے اور وہ (کھیت) بغیر قحط سالی وخشک سالی کے سرسبز و شاداب ہوگیا تو اس کو مواشی چرانے اور اس کے کھانے کا حق ہے اور ان لوگوں کے ذمے ہر جاری پانی (والے کھیت) میں دسواں حصہ اور ہر پُر (سے سیراب ہونے والے کھیت) میں بیسواں حصہ ہے۔ جریر بن عبداللہ وحاضرین اس پر گواہ ہیں۔

حضور ﷺ کا فرمان وفد شمالہ والحدان کے لئے ...... اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفد شمالہ والحدان کے لئے تحریر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ساحل کے رہنے والوں اور اس اندرونی علاقے کے رہنے والوں کے لئے ہے جو علاقہ محار کے متصل ہے کہ ان لوگوں کے ذمے کھجور کے باغوں پر نہ تو اندازہ ہے نہ پیمانہ کو ہمیشہ اسی پر عمل ہوا اور وہی ان سے وصول کیا جائے، ان لوگوں کے ذمے ہر دس وسق (پیمانہ) میں ایک وسق ہے، اس صحیفے کے کاتب ثابت بن قیس بن شماس ہیں، اور شاہد سعد بن عبادہ ومحمد بن مسلمہ ہیں۔

حضور ﷺ کا فرمان قبیلہ ازد کے لئے ...... اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ ازد کے بارق کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بارق کے لئے ہے کہ نہ تو بارق کے بے اجازت ہے کہ ان لوگوں کے پھل قطع کیے جائیں اور نہ ان کی فصل ربیع یا فصل خریف کی چراگاہوں میں جانور چرائے جائیں،

جو مسلمان ان لوگوں کے پاس کسی ایسے مقام پر گزرے کہ چراگاہ نہ ہو یا ایسی شور زمین سے گزرے جہاں اپنا اونٹ چھوڑ دے اور وہاں سے بقدر ضرورت چرالے تو اس کی تین دن کی مہمان داری (ان لوگوں کے ذمے) ہوگی، جب ان لوگوں کے پھل پک جائیں تو مسافر کو اتنے گرے پڑے پھلوں کا حق ہوگا جو اسے شکم سیر کر دیں بغیر اس کے کہ وہ اپنے ہمراہ اُسے لاد کر لے جائے۔

حضور ﷺ کا فرمان وائل بن حجر کے لئے .... اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وائل بن حجر کے لئے تحریر فرمایا جب انہوں نے اپنے وطن جانے کا ارادہ کیا تو عرض کی یا رسول اللہ مجھے میری قوم کے نام ایک فرمان تحریر فرما دیجیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے معاویہ با اختیار رؤسا کے نام لکھ دو کہ وہ نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیں، زکوٰۃ باہر چرنے والے مواشی اور ان کے ساتھ کے گھر میں رہنے والے مواشی پر ہے۔

مالک کو جائز نہیں کہ وہ دھوکا دے اور جانوروں کو (حساب کے وقت) ہنکا دے، (وصول کرنے والے کو) مناسب نہیں کہ آمیزش کرے، (یعنی محصل کو یہ لازم ہے کہ جہاں جانور چر رہے ہوں وہیں جا کر شمار کر کے صدقے کا حساب کرے اور یا نہ کرے کہ اپنے پڑاؤ پر جانوروں کو منگائے اور مالک مواشی کو لازم ہے کہ وہ انہیں چھپانے کی کوشش نہ کرے، اور ان لوگوں پر مسلمانوں کے لشکروں کی مدد کرنا واجب ہے، ہر ایک دس پر بقدر ایک اونٹنی کے بوجھ کے ہے، جس (محصل) نے بچا لیا، اس نے زیادہ ستانی کی۔

وائل نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے لئے اس زمین (کی معافی) کے متعلق بھی تحریر فرما دیجیے جو زمانہ جاہلیت میں میری تھی، روسائے قبیلہ حمیر و رؤسائے حضر موت نے وائل کے موافق شہادت دی (کہ یہ زمین ان کی تھی)۔

آپ نے ان کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد نبی ﷺ کی جانب سے وائل بن حجر رئیس حضر موت کے لئے ہے یہ اس لئے ہے کہ تم اسلام لے آئے، جو زمینیں اور قلعے تمہارے قبضے میں ہیں وہ میں نے تمہارے ہی لئے مخصوص کر دیے، تم سے (بطور زکوٰۃ) ہر دس میں سے ایک لیا جائے گا جس میں دو صاحب عدل غور کریں گے، میں نے تمہارے لئے یہ بھی کر دیا کہ اس میں تم پر ظلم نہ کیا جائے گا جب تک یہ دین قائم ہے اور نبی ﷺ اور مومنین اس پر مددگار ہیں۔

اہل علم نے کہا ہے کہ قبیلہ کندہ کے اشعث وغیرہ نے حضر موت کی ایک وادی کے بارے میں وائل بن حجر سے جھگڑا کیا، رسول اللہ ﷺ کے پاس کا دعویٰ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا فیصلہ وائل بن حجر کے موافق تحریر فرما دیا۔

حضور ﷺ کا فرمان اہل نجران کے لئے ...... اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اہل نجران کے لئے ہے کہ ان لوگوں پر (حسب ذیل طریقے پر) آپ کے حکم کی پابندی لازم ہوگی۔

ہر زرد یا سفید یا سیاہ پھل میں یا غلام کے باب میں حکم نبویؐ پر عمل کریں گے، لیکن آنحضرت ﷺ نے ان پر یہ مہربانی کی کہ:-

یہ سب محصول دو ہزار حلے کے عوض مین چھوڑ دیا جائے گا جو اوقیہ کے حساب سے ہوں گے۔

ہر رجب میں ایک ہزار حلے واجب الادا ہوں گے، اسی طرح ہر صفر میں ایک ہزار واجب الادا ہوں

گے، ہر حلہ اوقیہ کے حساب سے ہوگا جو زائد ہوں یا اوقیہ سے کم ہوں وہ حساب سے لئے جائیں گے۔

ان کے قبضے کی جو زر ہیں یا گھوڑے یا اونٹ یا اسباب اُن سے لے لئے جائیں گے وہ بھی حساب سے ہوگا۔ اور نجران کے ذمے بیس روز تک اوراس سے کم کی میرے قاصدوں کی مہمان داری ہے، اور میرے قاصدوں کو ایک ماہ سے زیادہ نہ روکا جائے (یعنی جب وہ وصول کرنے جائیں تو انہیں ایک ماہ کے اندر اندر خراج دے کر رخصت کرنا ہوتا)۔

جب یمن میں جنگ ہو تو اہل نجران کے ذمے میرے قاصدوں کو تیس زرہ، تیس گھوڑے اور تیس اونٹ بطور عاریت دینے ہوں گے۔

میرے قاصد جو زرہ، گھوڑے اور اونٹ بطور عاریت لیں اس میں سے جو چیز فنا ہو جائے اس کا تاوان میرے قاصد پر ہوگا، یہاں تک وہ اسے ان لوگوں کو ادا کر دے۔

اہل نجران اور ان کے قرب وجوار کے لئے ان کی جان، مذہب، ملک ومال، حاضر وغائب، ان کے معابد (عبادت خانے) وعبادات، اللہ کی پناہ اور محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری میں ہیں نہ تو ان کے کسی اسقف (پادریوں کا سردار) کو تبدیل کیا جائے گا، نہ کسی راہب (عیسائی تارک دنیا) کو اس کی رہبانیت سے اور نہ کسی واقف (تارک جنگ) کو اس کی وقفانیت سے۔

اس قلیل یا کثیر مقدار میں کوئی تبدیل وتغیر نہ کیا جائے گا جو ان لوگوں کے قبضے میں ہے سود کے لین دین کا کوئی حق نہ ہوگا نہ زمانہ جاہلیت کے خون کے انتقام کا، ان میں سے جو کوئی حق کا مطالبہ کرے گا تو ان کے درمیان انصاف کیا جائے گا، نہ تو ظلم کیا جائے گا اور نہ نجرانیوں پر ظلم سہا جائے گا، جس نے سابق میں سود کھایا تو میں اس سے بری الذمہ ہوں، دوسرے کے ظلم میں ان لوگوں سے مواخذہ نہ ہوگا۔

جو کچھ اس فرمان میں مذکور ہے اس پر ہمیشہ کے لئے اللہ کی پناہ اور "محمد نبی ﷺ کی ذمہ داری ہے، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے، بشرطیکہ یہ لوگ بلا جبر واکراہ اپنی ذمہ داری میں نیکی وخیر خواہی کریں۔

ابوسفیان بن حرب وغیلان بن عمرو ومالک بن عوف النصری واقرع بن حابس ومستورد بن عمرو برادر بلی ومغیرہ بن شعبہ وعامر مولائے ابی بکرؓ اس پر گواہ ہیں۔

حضور ﷺ کا فرمان اکیدر کے لئے...... اہل دومہ کے ایک شیخ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اکیدر کے لئے جو تحریر فرمایا وہ یہی ہے، محمد بن عمرؒ نے کہا کہ شیخ فرمان لائے تو میں نے اسے پڑھا، ان سے لے لیا مضمون یہ تھا، آپؐ نے یہ فرمان اس وقت تحریر فرمایا تھا جب اکیدر نے اسلام کو قبول کر لیا اور سیف اللہ خالدؓ بن ولید کے ہمراہ دومۃ الجندل اور اس کے اطراف میں بتوں اور اصنام کو اکھیڑ پھینکا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ فرمان اکیدر کے لئے ہے چھوٹے چھوٹے تالابوں کے کنارے کی زمین غیر مزروعہ زمین، وہ زمین جس کی حد بندی کی گئی ہے، زرہ، ہتھیار، باؤلی اور قلعہ اکیدر کے لئے ہے تم لوگوں کے لئے کھجور کے تنے، آبادی کا جاری پانی ہے۔

خمس ادا کرنے کے بعد تمہارے مویشی کو چراگاہ سے نہ ہٹایا جائے گا، نہ تمہارے ان مواشی کو شمار کیا جائے گا

جن میں زکوٰۃ نہیں ہے، تمہیں گھاس سے نہ روکا جائے گا تم سے سوائے ان کھجور کے درختوں کے جو اچھی طرح جڑ پکڑ چکے ہیں اور کسی سے عشر (یعنی پیداوار کا دسواں حصہ) نہیں لیا جائے گا، نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا ہوگا اور زکوٰۃ کو اس کے حق کے مطابق ادا کرنا ہوگا۔

تم پر اس عہد و پیمان کی پابندی لازم ہوگی اس سے تمہاری سچائی اور وفاداری کا ثبوت ملے گا، اللہ اور حاضرین مسلمین اس پر گواہ ہیں۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ دومہ وایلہ و تیماء کے لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ تمام عرب اسلام لے آیا تو انہیں نبی ﷺ سے خوف پیدا ہوا (اس پر ان کی تسلی کے لئے یہ فرمان تحریر فرمایا۔

محمد بن عمرؓ نے کہا یحنہ بن رویہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے یہ ایلہ کے بادشاہ تھے، انہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس بھی لشکر نہ بھیج دیں جس طرح آپؐ نے اکیدر کے پاس بھیج دیا تھا، یحنہ آئے تو ان کے ہمراہ اہل شام، اہل یمن و اہل بحر بھی تھے، کچھ لوگ جربا اور ذرح کے بھی تھے۔

آپؐ نے ان لوگوں سے مصالحت فرمائی ایک معینہ جزیہ مقرر فرما دیا اور ان کے لئے یہ فرمان تحریر فرما دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم: یہ امن نامہ اللہ اور محمد نبی ﷺ کی جانب سے یحنہ بن روبہ اور اہل ایلہ کے لئے ان کی کشتیوں اور قافلوں کے لئے ہے جو بحر و بر میں ہیں ان لوگوں کے لئے اور ان اہل شام اور اہل یمن و اہل بحر کے لئے جو ان کے ہمراہ ہیں اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری ہے جو کوئی (اس عہد کے خلاف) نئی بات کرے گا تو اس کا مال اس کی جان کو نہ بچا سکے گا، وہ اس شخص کے لئے حلال ہوگا جو اس کو لے لے (یعنی اس پر عمل کرے) یہ بھی حلال نہ ہوگا کہ یہ لوگ جس پانی (کنوئیں) پر اُترتے ہیں اسے روکیں (کہ اور کوئی نہ بھرے) اور نہ خشکی و تری کے اس راستے کو جس کا وہ لوگ ارادہ کرتے ہیں۔

یہ فرمان جہیم بن الصلت و شرجیل بن حسنہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے لکھا۔

عبدالرحمٰن بن جابر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس روز یحنہ بن رویہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے ان کے بدن پر سونے کی صلیب دیکھی، جو ان کی پیشانی پر بندھی ہوئی تھی، جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو وہ دست بستہ کھڑے ہو گئے اور اپنے سر سے (تعظیم وسلام کا) اشارہ کیا، نبی ﷺ نے اشارے سے فرمایا کہ اپنا سر اٹھاؤ، آپؐ نے اسی روز ان سے مصالحت کر لی۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک یمنی چادر اڑھائی اور بلال کے پاس ٹھہرانے کا حکم دیا، جس روز اکیدر کا خالد لائے تو میں نے انہیں بھی اس کیفیت سے دیکھا تھا کہ ان کے بدن پر سونے کی صلیب تھی، اور وہ ریشمی لباس پہنے تھے

اس کے بعد پھر اول مضمون کی طرف عود کیا جاتا ہے کہ محمد بن عمرؓ نے کہا میں نے اہل اذرح کا فرمان لکھ لیا، اس میں یہ مضمون تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم: یہ فرمان محمد نبی ﷺ کی جانب سے اہل اذرح کے لئے ہے کہ یہ لوگ اللہ اور محمد ﷺ کی امان میں ہیں، ان پر ہر رجب میں سو دینار کھرے پورے پورے واجب الادا ہوں گے، مومنین کے ساتھ خیر خواہی اور احسان کرنے سے اللہ ان لوگوں کا کفیل ہوگا، مومنین میں سے جو شخص خوف و تعزیر کی وجہ سے ان لوگوں کے پاس پناہ لے جب کہ ان لوگوں کو مومنین پر اندیشہ ہو (تو اس حالت میں پناہ دینے اور احسان کرنے والے سے بھی اللہ

کفیل ہوگا) یہ لوگ اس وقت تک امان میں ہیں جب تک کہ محمد ﷺ بغرض جنگ ، روانگی سے پہلے تک ان سے
کر دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اہل ایلہ پر جو تین سو تھے تین سو دینار سالانہ جزیہ مقرر فرمایا تھا۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل جرباء واہل اذرح کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد نبی
جانب سے اہل جرباداذرح کے لئے ہے کہ یہ لوگ اللہ اور محمد ﷺ کی امان میں ہیں ، ان کے ذمے ہر رجب
بطور جزیہ) سو دینار ہیں جو اچھے اور پورے ہوں ، اللہ ان کا کفیل ہے۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مقنا کے لئے تحریر فرمایا کہ یہ لوگ اللہ و محمد ﷺ کی امان
ان پر (بطور جزیہ) ان کے کاتے ہوئے سوت اور کپڑے کا اور ان کے پھلوں کا چوتھائی حصہ ہے۔

صالح مولائے توءمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مقنا سے ان کے چوتھائی کتے ہو
اور چوتھائی پھلوں کے لینے پر صلح فرمائی۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ اہل مقنا یہودی تھے جو ساحل بحر پر رہتے تھے اور اہل جرباداذرح بھی یہودی تھے

وفود عرب

(۱) وفد مزینہ...... کثیر بن عبداللہ المزنی نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی
مضر کا سب سے پہلا وفد جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا مزینہ کے چار سو آدمیوں پر مشتمل تھا ، یہ و
۵ ھ میں حاضر ہوا ، رسول اللہ ﷺ نے ان کے مکانوں میں رہنے ہی کو ہجرت قرار دیا کہ تم لوگ جہاں رہو
لہٰذا تم لوگ اپنے مال و متاع کی جانب واپس جاؤ ، وہ لوگ اپنے وطن واپس گئے۔

ابو عبدالرحمٰن العجلانی سے روایت ہے کہ قبیلہ مزینہ کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں
جن میں خزاعی بن عبد نہم بھی تھے ، انہوں نے اپنی قوم مزینہ پر آپؐ سے بیعت کی ، ان میں سے دس آدمی ساتھ
میں بلال بن الحارث ، نعمان بن مقرن ، ابو اسماء ، اسامہ ، عبید اللہ بن بردہ ، عبداللہ بن درّہ اور بشر بن المحتفز بھی۔

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ ایک دوسرے راوی نے بیان کیا کہ ان میں دُکین ابن سعید و عمرو بن عوف بھی
ہشام نے کہا کہ پھر خزاعی اپنی قوم کی جانب روانہ ہو گئے مگر انہوں نے اُن لوگوں کی وہ کیفیت
جیسا ان کا خیال تھا ، وہ مقیم ہو گئے ، رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت کو بلایا اور فرمایا کہ خزاعی کا ذکر
کی مذمت کرو۔ حضرت حسانؓ بن ثابت نے کہا۔

الاابلغ خزاعیارسولا — بان الذم یغسله الوفاء
(خبردار ، خزاعی کے پاس قاصد بھیج دے ، کہ وفاداری مذمت کو دھو دیتی ہے)

وانک خیر عثمان بن عمر — واسناهااذاذکر النساء
(تم عثمان بن عمرو کی اولاد میں سب سے بہتر ہو ، جب خوبی و بلندی کا ذکر کیا جائے تو ان سب سے زیادہ
بلند و خوب تر ہو)

وبایعت الرسول و کان خیرا الی خیر واداک الثراء
(تم نے رسول اللہ ﷺ سے بعیت کی اور وہ خیر تھی جو خیر کی طرف پہنچ گئی اور تمہیں دولتمندی نے پہنچا دیا)
فمایعجزک اومالاتطقۃ من الاشیاء لاتعجز عداء
(تم کو عاجز نہ کرے یا جن اشیاء کی تم کو طاقت نہیں ہے اس سے قوم عداء عاجز نہ ہو)

خزاعی اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے قوم، ان بزرگ کے شاعر نے تم کو خاص کیا لہٰذا میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں، ان لوگوں نے کہا کہ ہم تم پر اعتراض نہ کریں گے، وہ سب لوگ اسلام لائے اور بطور وفد نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔

فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ مزینہ کا جھنڈا خزاعی کو دیا، اس دن وہ ایک ہزار آدمی تھے، وہ (خزاعی) عبداللہ بن المغفل کے والد مغفل کے بھائی اور عبداللہ ذی البجادین کے بھائی تھے۔

(۲) وفد اسد...... ہشام بن محمد الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابتدائے ۹ھ میں بنی اسد بن خزیمہ کے دس گروہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، جن میں حضرمی بن عامر، ضرار بن الازور، وابصہ بن معبد، قتادہ بن القائف، سلمہ بن حبیش، طلحہ بن خویلد، نقادہ بن عبداللہ بن خلف بھی تھے۔

حضرمی بن عامر نے کہا کہ ہم لوگ سخت اندھیری رات اور سخت خشک سالی میں سفر کر کے آپؐ کے پاس آئے ہیں حالانکہ آپؐ نے ہمارے پاس کوئی لشکر نہیں بھیجا، انہیں لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی، "یمنّون علیک ان اسلموا" (کہ یہ لوگ اپنے اسلام لانے کا آپ پر احسان جتاتے ہیں، آپ کہہ دیجیے کہ اللہ احسان جتاتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کر دی)

ان لوگوں کے ہمراہ بنی الزینہ کی بھی ایک قوم تھی جو مالک بن مالک بن ثعلبہ بن دودان بن اسد کی اولاد تھے ان لوگوں سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ الرشدہ کی اولاد ہو ان لوگوں نے عرض کی کہ ہم مثل اولاد محولہ کے نہیں ہیں یعنی مثل عبداللہ بن غطفان کے نہیں ہیں۔

بنی مالک بن مالک کے ایک شخص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نقادہ بن عبداللہ بن خلف بن عمیرہ بن مری بن سعد بن مالک الاسدی سے فرمایا کہ اے نقادہ میرے لئے ایک ایسی اونٹنی تلاش کرو جو دودھ بھی دے اور سواری کا کام بھی دے، اسے بچے سے جدا نہ کرنا۔

انہوں نے اپنے جانوروں میں تلاش کی مگر کوئی نہ ملی، البتہ اپنے چچازاد بھائی کے پاس پائی جن کا نام سنان بن ظفیر تھا، وہ اونٹنی منگائی اور نقادہ اُسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے۔

آنحضرت ﷺ نے اس کے تھن چھوٹے اور نقادہ کو بلایا، انہوں نے اس کا دودھ دوہ لیا اور کچھ حصہ چھوڑ دیا فرمایا کہ اے نقادہ دودھ کا وہ حصہ چھوڑ دو جس سے دوبارہ دودھ اُترے۔

رسول اللہ ﷺ نے خود نوش فرمایا، اصحاب کو بلایا، نقادہ کو اپنا بچا ہوا دیا، اور فرمایا کہ "اے اللہ اس اونٹنی کو اور اس شخص کو جس نے اسے دیا ہے برکت دے"۔

نقادہ نے کہا "یا نبی اللہ اور اس شخص کو جو اسے لایا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا" اور اس شخص کو جو اسے لایا ہے،

(۳) وفد تمیم....... سعید بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بشر بن سفیان کو جن کو نحام العدوی بھی کہا جاتا تھا خزاعہ کے بنی کعب کے صدقات (وصول کرنے پر) مامور فرما کر بھیجا، بنی عمرو بن جندب بن العنبر ابن عمرو بن تمیم جوان (بنی کعب) کے اطراف میں اترے ہوئے تھے آئے۔

خزاعہ نے اپنے مواشی زکوۃ کے لئے جمع کیے تو اس امر کو بنی تمیم نے برا جانا اور (زکوۃ سے) انکار کیا، کمانوں کی طرف بڑھے اور تلواریں نکال لیں۔

محصل زکوۃ (یعنی بشیر بن سفیان) نبی ﷺ کے پاس آئے اور خبر دی فرمایا کہ ان لوگوں (کی سرکوبی) کے لئے ہے کوئی؟ عیینہ بن بدر الفزاری تیار ہو گئے۔

نبی ﷺ نے انہیں پچاس عرب سواروں دے کر بھیجا جن میں نہ کوئی مہاجر تھا نہ انصاری، بھیج دیا۔

ان لوگوں نے حملہ کیا، گیارہ مرد، گیارہ عورتیں اور تیس بچے گرفتار کر لیے، اور انہیں مدینے میں گھسیٹ لائے

رؤسائے بنی تمیم کی ایک جماعت جو عطارد بن حاجب، زبرقان بن بدر، قیس ابن عاصم، قیس بن الحارث، نعیم بن سعد، اقرع بن حابس، ریاح بن الحارث، عمرو بن الاہتم پر مشتمل تھی آئی، کہا جاتا ہے کہ ہمراہ اسی یا نوے آدمی تھے۔

یہ لوگ مسجد میں ایسے وقت داخل ہوئے کہ بلال ظہر کی اذان کہہ چکے تھے، اور لوگ رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے کے منتظر تھے۔

ان لوگوں نے عجلت کی اور آپ کی آمد میں دیر سمجھے تو پکارا کہ اے محمد ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، بلال نے اقامت کہی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر پڑھائی۔

لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے، اقرع نے کہا کہ یا محمد ﷺ مجھے اجازت دیجیے کیونکہ واللہ میری سعی موجب زینت ہے اور میری مذمت عیب ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں جواب دیا کہ تم نے جھوٹ کہا، یہ تو اللہ تبارک وتعالی کی شان ہے، رسول اللہ ﷺ نکلے اور بیٹھ گئے، اُن لوگوں کے خطیب عطارد بن حاجب نے تقریر کی، رسول اللہ ﷺ نے ثابت بن قیس بن شماس سے فرمایا کہ تم ان کو جواب دو انھوں نے جواب دیا۔

ان لوگوں نے عرض کی کہ یا محمد (ﷺ) ہمارے شاعر کو اجازت دیجیے۔ آپ نے انھیں (شعر سنانے کی) اجازت دی، زبرقان بن بدر اُٹھے اور شعر پڑھے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے حسان بن ثابت سے فرمایا کہ تم ان جواب دو، انھوں نے اُن کو اُنھیں کے سے اشعار میں جواب دیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ واللہ آنحضرت کا خطیب (مقرر) ہمارے خطیب سے زیادہ فصیح وبلیغ اور آپ ﷺ کا شاعر ہمارے شاعرے بڑھا ہوا ہے اور یہ سب لوگ ہم سے زیادہ بُردبار وحلیم ہیں۔

انھیں لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی "ان الذین ینادو نک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون" (جو لوگ آپ ﷺ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں" رسول اللہ ﷺ نے قیس بن عاصم کے بارے میں فرمایا کہ یہ اونٹ کے اون والوں کے سردار ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے قیدیوں کو واپس کر دیا اور ان لوگوں کے لیے بھی اُسی طرح انعامات کا حکم دیا جس طرح آپ ﷺ وفد کو انعام دیا کرتے تھے۔

بنی النجار کی ایک خاتون سے روایت ہے کہ میں اُس دن اس وفد کو دیکھ رہی تھی جو بلال سے اپنے انعامات کی ساڑھے بارہ بارہ اوقیہ (چاندی) لے رہے تھے، میں نے ایک بچے کو دیکھا جس کو اُس روز اُنھوں نے پانچ اوقیہ دیے۔ وہ اُن میں سب سے چھوٹا تھا اور وہ عمرو بن الاہتم تھا۔

محمد بن جناح برادر بنی کعب بن عمرو بن تمیم سے روایت ہے کہ سفیان بن العذیل بن الحارث بن مصاد بن مازن بن ذویب بن کعب بن عمرو بن تمیم بطور وفد کے نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔

ان کے بیٹے قیس نے کہا کہ اے میرے باپ مجھے بھی اپنے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے دیجیے انھوں نے کہا کہ ہم عنقریب واپس آجائیں گے (تو پھر دوبارہ چلنا)

عنیم بن قیس بن سفیان نے بیان کیا کہ ہمیں ایک اونٹ سوار نظر آیا۔ اور اس نے محمد رسول اللہ ﷺ کی خبر وفات سنائی، ہم لوگ جھونپڑیوں سے نکل پڑے اور کہا کہ ہمارے ماں باپ رسول اللہ ﷺ پر قربان ہوں۔ میں نے یہ اشعار کہے۔

الالی الویل علی محمد قد کنت فی حیلتہ بمقعد

(خبردار۔ میری تباہی ہے محمد ﷺ کے واقعے پر کہ میں آپ کی حیات میں بیٹھا رہا (اور آپ کی زیارت نہ کی)

وفی امان من عدو معتدی

(میں ظالم دشمن سے بھی امن میں تھا)

روای نے کہا کہ قیس بن سفیان بن العذیل کی وفات حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں علاء بن الحضرمی کے ہمراہ بحرین میں ہوئی ایک شاعر نے یہ شعر کہا ہے۔

فان یک قیس قد مضی لسبیلہ فقد طاف قیس بالرسول و سلما

(اگر قیس اپنی راہ چلے گئے تو کیا مضائقہ رسول اللہ ﷺ کے گرد بھی تو قیس پھرے اور آنحضرتؐ کو سلام بھی تو کیا)

(۴) وفد عبس ...... ابوالشغب عکرشہ بن اربد العبسی وغیرہ سے روایت ہے کہ بنی عبس کے نوشخص بطور وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔

یہ لوگ مہاجرین اولین میں سے تھے جن میں میسرہ بن مسروق، حارث (یہی حارث کامل بھی کہلاتے تھے) ابن الربیع، قنان بن دارم بشیر بن الحارث بن عبادہ، ہدم بن مسعدہ، سباع بن زید ابوالحصن بن لقمان، عبداللہ بن مالک، فروہ بن الحصین بن فضالہ تھے۔

یہ لوگ اسلام لائے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی اور فرمایا کہ میرے لئے ایسے شخص کو تلاش کرو جو تم لوگوں سے عشر (دسواں حصہ بطور زکوٰۃ) وصول کرے تا کہ میں تمہارے لئے جھنڈا باندھ دوں۔

طلحہ بن عبیداللہ آئے، آپؐ نے ان کے لئے جھنڈا باندھ دیا، اوران لوگوں کا شعار ''یاعشرہ'' مقرر فرمایا (شعار چند مخصوص الفاظ پہلے سے مقرر کر دیے جاتے ہیں) میدان جنگ میں ان کے ذریعے سے اپنی فوج کے لوگ پہچان لئے

جائیں)

عروہ بن اذینۃ اللیثی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ قریش کا ایک قافلہ ملک شا آیا ہے، آپ نے ایک سریہ (لشکر) کے ہمراہ بنی عبس کو بھیجا اور ان کے لئے جھنڈا باندھا۔

ان لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ اگر ہم لوگ مال غنیمت پائیں تو اُسے کس طرح تقسیم کریں، ہم ہیں، فرمایا تھا کہ تمہارا دسواں میں ہوں، میں نے سب سے بڑا جھنڈا جماعت و امام کا جھنڈا کر دیا۔ بنی عبس سے چھوٹا جھنڈا نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بنی عبس کے تین شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض ہمارے پاس قاری (حافظ قرآن و معلم) آئے، انہوں نے ہمیں خبر دی کہ جو ہجرت نہ کرے اس کا اسلام نہیں ہ پاس مال (زمین) اور مواشی ہیں، جو ہمارا ذریعہ معاش ہیں، اگر اس کا اسلام نہ ہو جو ہجرت نہ کرے تو ہم اس کو فر کر دیں، اور ہجرت کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جہاں کہیں رہو اللہ سے ڈرتے رہو (تقویٰ اختیار کرو) اگر تم صمد و جازا ا رہو جب بھی وہ ہرگز تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہ کرے گا''

آپؐ نے ان لوگوں سے خالد بن سنان کو دریافت فرمایا، ان لوگوں نے کہا کہ ان کا کوئی پس ماندہ نہیں فرمایا، ایسے نبیؑ جن کو ان کی قوم نے ضائع کر دیا، اور اصحاب سے خالد بن سنان کا ذکر شروع کر دیا۔

(۵) وفد فزارہ......ابو جزۃ السعدی سے روایت ہے کہ جب ۹ ھ میں رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک سے ہوئے تو بنی فزارہ کے انیس آدمیوں کا ایک وفد دُبلے اونٹوں پر آیا جس میں خارجہ بن حصن حر بن قیس بن حصن بھی (حر بن قیس) ان سب میں چھوٹے تھے یہ لوگ اسلام کا اقرار کرتے ہوئے آئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے وطن کا حال دریافت فرمایا تو ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ہمارے میں قحط سالی ہے مواشی ہلاک ہو گئے، اطراف خشک ہو گئے اور ہمارے بچے بھوکے مر گئے لہٰذا اپنے پروردگا ہمارے لئے دعا فرمائیے۔

رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور دعا فرمائی کہ اے اللہ اپنے شہر اور جانوروں کو سیراب کر د رحمت کو پھیلا دے اور مردہ شہر کو زندہ کر دے، اے اللہ ہمیں ایسی بارش سے سیراب کر دے جو مدد کرنے والی م، سرسبز، شبانہ روز وسیع، فوری، غیر تاخیر کنندہ، مفید و غیر مفید ہو، اے اللہ ہمیں بارانِ رحمت سے سیراب کر دے نہ کہ عذاب سے یا منہدم اور غرق کرنے اور مٹانے والی بارش سے، اے اللہ ہمیں بارش سے سیراب کرا اور ہمارے دشمنوا مقابلے میں ہماری مدد کر۔

(اس دعا کے بعد) اتنی بارش ہوئی کہ لوگوں کو چھ دن تک آسمان نظر نہ آیا، رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف گئے اور دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمارے اوپر نہ ہو ہمارے اطراف ٹیلوں پر زمین سے اُبھرے ہوئے پتھروں پر، وا پر، اور جھاڑیوں پر ہو۔

مدینے سے اس طرح پھٹ گیا جس طرح کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

(۶) **وفد مرّہ**...... عبدالرحمٰن بن ابراہیم المزنی نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہ وفد مرہ "محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ۹ھ میں غزوۂ تبوک سے واپسی کے وقت حاضر ہوا، یہ تیرہا آدمی تھے جن کے رئیس حارث بن عوف تھے۔

ان لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ ہم لوگ آپ ہی کی قوم وخاندان کے ہیں، ہم لوگ لوی بن غالب کی قوم سے ہیں رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا (رئیس وفد حارث بن عوف سے) فرمایا کہ تم نے اپنے متعلقین کو کہاں چھوڑا، عرض کی واللہ ہم لوگ قحط زدہ ہیں، آپ ﷺ اللہ سے ہمارے لیے دعا فرمائی اُسی روز بارش ہوئی۔

(۷) **وفد ثعلبہ**...... بنی ثعلبہ کے ایک شخص نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ ۸ھ میں جعرانہ سے تشریف لائے تو ہم چار آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم اپنی قوم کے پسماندہ لوگوں کے قاصد ہیں، ہم اور وہ اسلام کا اقرار کرتے ہیں، آپ ﷺ نے ہماری مہمان داری کا حکم دیا، ہم لوگ چند دن مقیم رہے، پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ رخصت ہوں۔

آپ ﷺ نے بلالؓ سے فرمایا کہ ان کو بھی اسی طرح انعام دو جس طرح تم وفد کو دیتے ہو، وہ چند ٹکڑے چاندی کے لائے اور ہر شخص کو پانچ اوقیہ دیے ہمارے پاس درم (روپیہ) نہ تھا، اور ہم اپنے وطن واپس آگئے۔

(۸) **وفد محارب**............ ابی دجزۃ السعدی سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع ۱۰ھ میں وفد محارب آیا، وہ لوگ دس آدمی تھے جن میں سواء بن الحارث اور ان کے بیٹے خزیمہ بن سواء بھی تھے، یہ لوگ رملہ بنت الحارث کے مکان میں اتارے گئے، بلال صبح وشام کا کھانا ان لوگوں کے پاس لایا کرتے تھے۔

یہ لوگ اسلام لے آئے اور عرض کی کہ ہم لوگ اپنے پسماندہ لوگوں کے قائم مقام ہیں، اس زمانے میں ان لوگوں سے زیادہ رسول اللہ ﷺ پر کوئی درشت خو وسخت نہ تھا اس وفد میں انہیں کی قوم کے ایک شخص تھے جو رسول اللہ ﷺ نے پہچان لیا تو انہوں نے عرض کی کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے زندہ رکھا کہ میں نے آپ کی تصدیق کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ قلوب اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

آپؐ نے خزیمہ بن سواء کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو ان کی پیشانی سفید ومنور ہوگئی آپ نے انہیں انعام دیا جس طرح وفد کو دیا کرتے تھے، یہ لوگ اپنے متعلقین کے پاس واپس چلے گئے۔

(۹) **وفد سعد بن بکر**............ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بنی سعد بن بکر نے رجب ۵ھ میں ضمام ابن ثعلبہ کو جو بہادر بہت بال اور زلفوں والے تھے بطور وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا، وہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ٹھہر گئے، آپؐ سے سوال کیا اور سوال کرنے میں بہت سختی کی۔

پوچھا آپ کو کس نے رسول بنایا، اور کن امور کا رسول بنایا؟ آپؐ سے شرائع اسلام بھی دریافت کیا، رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان تمام امور کا جواب دیا۔

وہ ایسے مسلمان ہو کر اپنی قوم کی جانب واپس گئے کہ بتوں کو اکھاڑ پھینکا، لوگوں کو ان امور سے آگاہ کیا جس

کا آپ نے حکم دیا تھا یا منع فرمایا تھا۔
اس دن شام نہ ہونے پائی کہ تمام عورت مرد مسلمان ہو گئے ان لوگوں نے مساجد تعمیر کیں اور نمازوں کی اذانیں کہیں۔

(۱۰) وفد کلاب .... خارجہ بن عبداللہ بن کعب سے روایت ہے کہ بنی کلاب کے تیرہ آدمیوں کا ایک وفد ۹ ھ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا جن میں لبید بن ربیعہ و جبار بن سلمٰی بھی تھے، آپ نے ان لوگوں کو رملہ بنت الحارث کے مکان میں اتارا۔

جبار و کعب بن مالک میں دوستی تھی، جب کعب کو ان لوگوں کا آنا معلوم ہوا تو انھوں نے ان لوگوں کو مرحبا کہا، جبار کو ہدیہ دیا اور ان کی تواضع کی۔

یہ لوگ کعب کے ہمراہ نکلے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے آپ ﷺ کا اسلامی سلام کیا اور عرض کی کہ ضحاک بن سفیان ہمارے یہاں کتاب اللہ اور آپ ﷺ کی وہ سنت لائے جس کا آپ ﷺ نے اُنھیں حکم دیا تھا، انھوں نے ہمیں اللہ کی طرف دعوت دی، ہم نے اللہ و رسول ﷺ کے لیے قبول کر لیا اُنھوں نے ہمارے امراء سے زکوٰۃ وصول کی اور ہمارے فقراء کو واپس کر دی۔

(۱۱) وفد رؤاس بن کلاب .... ابی نفیع طارق بن علقمۃ الرءواسی سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک شخص جن کا نام عمرو بن مالک بن قیس بن بُجید بن رؤاس بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ تھا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے، وہ اپنی قوم کے پاس آئے، اُنھیں اسلام کی دعوت دی تو اُن لوگوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک اسلام نہ لائیں گے۔ جب تک بنی عُقیل بن کعب پر اُسی طرح مصیبت نہ نازل کر لیں جس طرح انھوں نے ہم پر کی۔

وہ لوگ ان کے ارادے سے نکلے، ساتھ عمرو بن مالک بھی تھے، اُن لوگوں نے اُن پر مصیبت نازل کی، اور مواشی کو ہنکاتے ہوئے نکلے تو بنی عُقیل کے ایک سوار نے جس کا نام ربیعہ بن المنتفق بن عامر بن عُقیل تھا ان کو پا لیا، وہ یہ شعر کہہ رہا تھا۔

اقسمت لااطعن الا فارسا اذالکماۃلبسواالقوانسا

(میں نے قسم کھائی ہے کہ سوائے سوار کے کسی کو نیزہ نہ ماروں گا، جبکہ مسلم لوگ خود پہنیں)

ابو نفع نے کہا کہ اے گروہ پیادہ آج کے دن تو تم بچ گئے (کیونکہ تم پیادہ ہو اور یہ سوار کے قتل کی قسم کھاتا ہے۔ اُس عقیلی نے بنی عبید بن رؤاس کے ایک شخص کو جس کا نام محرس بن عبداللہ بن عمرو بن عبید بن رؤاس تھا پالیا اُس کے بازو میں نیزہ مار کر اُسے بے کار کر دیا۔

محرس اپنے گھوڑے کی گردن سے لپٹ گئے اور کہا کہ اے رؤاس والو، ربیعہ نے کہا کہ گھوڑوں کے رؤاس کو پکارتے ہو یا آدمیوں کے، عمرو بن مالک ربیعہ کی طرف پلٹ پڑے انہوں نے نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔

ابی نفیع نے کہا کہ ہم لوگ مواشی کو ہنکاتے ہوئے نکلے بنی عُقیل ہماری تلاش میں آ گئے یہاں تک کہ ہم لوگ

تُربہ پہنچ گئے وادی تربہ نے ہمارے اوران کے درمیان سلسلہ منقطع کردیا، بنی عقیل ہماری طرف دیکھ رہے تھے اور کوئی چیز پانہ سکتے تھے ہم لاگ چل دیے۔

عمرو بن مالک نے کہا کہ میں حیران تھا کہ ایک خون کردیا حالانکہ میں اسلام لایا تھا اور نبی ﷺ سے بیعت کرلی تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ گردن سے باندھ لیا اور نبی ﷺ کے ارادے سے نکلا، آپ ﷺ کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو فرمایا کہ اگر یہ (عمرو بن مالک) میرے پاس آئیں گے تو میں طوق اُوپر ضرور ماروں گا۔

میں نے اپنا ہاتھ کھول دیا، آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور سلام کیا، آپ ﷺ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا، میں داہنی طرف سے آیا تو دوبارہ منہ پھیر لیا، بائیں طرف سے آیا اور عرض کی:۔ یارسول اللہ پروردگار کو راضی کیا جاتا ہے تو وہ راضی ہوجاتا ہے، خدا آپ ﷺ سے راضی ہو، آپ ﷺ بھی مجھ سے راضی ہوجایئے فرمایا کہ میں تم سے راضی ہوگیا۔

(۱۲) عُقیل بن کعب

.... بنی عقیل کے ایک شخص نے اپنی قوم کے شیوخ سے روایت کی کہ ہم بنی عُقیل میں سے ربیع بن معاویہ بن خفاجہ بن عمرو بن عقیل ومُطرّف بن عبداللہ بن الاعلم بن عمرو ابن ربیعہ بن عقیل وانس بن قیس بن المنتفق بن عامر بن عقیل بطور وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان لوگوں نے بیعت کی اور اسلام لائے، اپنی قوم کے پسماندہ لوگوں کی طرف سے بھی بیعت کی۔

نبی ﷺ نے ان لوگوں کو (مقام) عقیق بنی عقیل عطا فرمایا۔ یہ ایک زمین تھی جس میں چشمے اور کھجور کے باغ تھے، اس کے متعلق ان لوگوں کے لیے سرخ چمڑے پر ایک فرمان تحریر فرمادیا جس کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ سند ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے ربیع ومطرف وانس کو عطا فرمائی ہے، آپ ﷺ نے ان لوگوں اس وقت تک کے لیے عقیق عطا فرمایا ہے۔ جب تک یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں، زکوٰۃ ادا کرتے رہیں، اطاعت وفرماں برداری کرتے رہیں۔"

آپ ﷺ نے ان کو کسی مسلمان کا کوئی حق نہیں دیا۔ یہ فرمان مطرف کے قبضے میں تھا۔

یقیط بن عامر بن المنتفق بن عامر بن عقیل جو رزین کے والد تھے بطور وفد آپ ﷺ کی خدمت میں آئے، آپ ﷺ نے اُنھیں ایک پانی (کا مقام) جس کا نام نظیم تھا عطا فرمایا، انھوں نے آپ ﷺ سے اپنی قوم کی طرف سے بیعت کی۔

آپ ﷺ کی خدمت میں ابوحرب بن خویلد بن عامر بن عقیل آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اُنھیں قرآن پڑھ کر سنایا ان کے سامنے اسلام پیش کیا، انھوں نے عرض کی بے شک آپ ﷺ اللہ سے ملے ہیں یا اس سے ملے ہیں جو اللہ سے ملا ہے، بے شک آپ ﷺ ایسی بات فرماتے ہیں جس کے برابر اچھی بات ہم نہیں جانتے، لیکن میں اُس دین پر جس کی آپ ﷺ مجھے دعوت دیتے ہیں اور اُس دین پر جس پر میں (پہلے سے) ہوں اپنے یہ تیر گھماؤں گا (یعنی قرعہ ڈالوں گا) انھوں نے تیروں کو گھمایا تو کفر کا تیر اُن کے خلاف نکلا دوسری بار، تیسری بار بھی ان کے خلاف نکلا تو رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یہ تو اسی کو قبول کرتا ہے جو آپ ﷺ کی رائے ہے۔

وہ اپنے بھائی عقال بن خویلد کے پاس گئے اُن سے کہا کہ تمہاری خیر کم ہے، کیا تمہیں محمد بن عبداللہ (ﷺ) سے دلچسپی ہے جو دین اسلام کی دعوت دیتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں انہوں نے میرے اسلام لانے پر مجھے موضع عقیق

عطا فرما دیا ہے۔

عقال نے جواب دیا کہ واللہ میں تمہیں اُس زیادہ زمین دوں گا جتنی محمد (ﷺ) تمہیں دیتے ہیں، وہ (ابوحرب) اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے نیزہ لے کر اسفل عقیق کو گئے، اس کا حصّہ اسفل مع اُس چشمے کے جو اُس میں تھا لے لیا۔

عقال رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے ان کے سامنے بھی اسلام پیش کیا اور فرمایا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول اللہ ہیں، وہ کہنے لگے کی میں گواہی دیتا ہوں کہ ہُبیرہ بن النُفاضہ موضع لبان کے دونوں پہاڑیوں کی لڑائی کے دن بہت اچھے سوار تھے، آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسولؐ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خالص (دودھ یا شراب) جھاگ اور پھین کے نیچے ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے تیسری باراُن سے فرمایا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو، انہوں نے شہادت دی اور اسلام لے آئے۔

(۱۳) وفد جعدہ............ بنی عُقیل کے ایک شخص سے روایت ہے کہ الرقاد بن عمرو بن ربیعہ بن جعدہ ابن کعب بطور وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے (مقام فلج) میں اُنھیں ایک جائداد عطا فرمائی اور فرمان تحریر فرمادیا جو اُن لوگوں کے پاس ہے۔

(۱۴) وفد قشیر بن کعب............ علی بن محمد القرشی سے روایت ہے کہ بنی قشیر کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جن میں ثور بن عروہ بن عبداللہ بن سلمہ بن قشیر بھی تھے، یہ اسلام لائے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک قطعہ زمین کا عطا فرمایا اور ایک فرمان تحریر فرمادیا، اس وفد میں حیدہ بن معاویہ بن قشیر بھی تھے۔

یہ واقعہ حجۃ الوداع سے پہلے اور غزوہ حنین کے بعد ہوا، اس وفد میں قرہ بن ہبیرہ بن سلمۃ الخیر بن قیشر بھی تھے ۔اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں (کھبی کچھ) عطا فرمایا ایک چادر اڑھائی اور حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کے محصّل زکوٰۃ بن جائیں۔

قرۃ کا اشعار کہنا............ قرۃ جب واپس ہوئے تو انہوں نے یہ اشعار کہے۔

حباها رسول الله اذا نزلت به　　　واسكتها من مائل غير منفد

ترجمہ: وفد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے یہ عنایت کی وفد کو ایسا فیض بخشا جو کبھی ختم ہونے والا نہیں۔

فاصحت بروض الخطر وهي حيثلثة　　　وقد انجحت حاجاتها من محمدٍ

ترجمہ: وفد کی جماعت جو بہت گرم رو تھی سرسبز مرغزار میں ٹھہر گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف وکرم سے اس کی حاجتیں پوری ہوگئیں۔

عليها فتى لا يردف الذم وحله　　　نزوک لامر الحاجز المتردو

ترجمہ: اس جماعت کا سرگروہ وہ جوان ہے کہ اس کے کجاوے کے ساتھ عیب کا گزر نہیں جو لوگ عاجز

وند بذب ہیں ان کے معاملات کو وہی درست کرتا ہے۔

وفد بنی البکاء

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنی البکاء کے کچھ لوگ آئے...... جعد بن عبداللہ بن عامر البکاء نے جو بنی عامر بن صعصعہ میں سے تھے، اپنے والد سے روایت ہے کہ ۹ھ میں بنی البکاء کے تین آدمیوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جن میں معاویہ بن ثور بن عبادہ بن البکاء تھے جو اس زمانے میں سو برس کے تھے، ان کے ساتھ ان کے ایک بیٹے بھی تھے، جن کا نام بشر تھا، اور فُجیع بن عبداللہ بن جندح بن البکاء تھے ان لوگوں کے ساتھ عبد عمرو البکائی بھی تھے جو بہرے تھے۔

حضرت معاویہؓ نے آپؐ سے عرض کی...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو ٹھہرانے اور مہمان رکھنے کا حکم دیا ان کو انعامات عطا فرمائے، اور یہ لوگ اپنی قوم میں واپس آ گئے معاویہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مس (چھونے) سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہوں، میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میرا یہ لڑکا میرے ساتھ نیکی کرتا ہے لہٰذا اس کے چہرے پر اپنا دست مبارک سے مسح فرما دیجئے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشر بن معاویہؓ کے چہرے پر دست مبارک پھیر دیا۔

محمد بن بشر نے اشعار کہے........... جعداری نے کہا کہ اکثر بنی البکاء پر قحط سالی کی مصیبت آئی مگر ان لوگوں پر نہیں آئی محمد بن بشر بن معاویہؓ بن ثور بن عبادہ بن البکاء نے اشعار ذیل کہے ہیں۔

وابی الذی مسح الرسول براسه ودعا له بالخیر والبرکات

ترجمہ: میرے باپ وہ ہے جن کے سر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک پھیرا ہے اور ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی ہے۔

اعطاه احمدؐ اذا تاه اغذا عفوا انوا جل لیس باللجبات

میرے والد کو جب وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے چند سفید اچھی نسل والی بھیڑیں عطا فرمائیں جو کم دودھ والی نہ تھی۔

یملاء ن وفد الحی کل خشیتة ویعود ذاک الملاء وبالغدوات

ترجمہ: جو ہر شب کو قبیلے کے وفد کو دودھ سے بھر دیتی تھیں، اور یہ دودھ بھرنا پھر صبح کو دوبارہ بھی ہوتا تھا۔

بورکن من مسخ وبورک مانحا وعلیه منی ماحییت صلاتی

ترجمہ: جو عطا کی وجہ سے بابرکت تھیں اور عطا کرنے والے بھی بابرکت تھے اور جب تک میں زندہ رہوں میری طرف سے آپؐ پر میرا درود پہنچتا رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان...... ہشام بن محمد بن السائب الکلبی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے نُجیع کے لیے ایک فرمان تحریر فرمایا، کہ محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے نُجیع اور ا کے تابعین کے لئے جو اسلام لائے، نماز قائم کرے، زکوۃ دے اللہ ورسول کی اطاعت کرے، مال غنیمت میں سے اللہ کا خمس دے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے اصحاب کی مدد کرے اپنے اسلام پر گواہی دے اور مشرکین کو چھوڑ دے تو وہ اللہ عز وجل ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امان میں ہے۔

اصحاب صفہ میں سے ایک صحابی کا نام...... ہشام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد عمر والا عاصم کا نام عبدالرحمٰن رکھا، ان کے لئے اس پانی (یعنی کنویں کی معافی) کے لئے جس کا نام ذی القصہ تھا تحریر فرمایا، عبدالرحمٰن اصحاب صفہ میں سے تھے۔

آپ کا جنگ تبوک کے لئے تیاری کرنا...... ابوقلابہ وغیرہ سے روایت ہے کہ واثلہ الاسقع اللیثی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور بطور وفد کے آئے تھے یہ ایسے وقت مدینے آئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی تیاری فرمارہے تھے، چنانچہ انھوں نے آپؐ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔

آپؐ نے فرمایا کہ تم کون ہو تمہیں کیا چیز لائی ہے اور تمہاری ضرورت کیا ہے، انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نسب بتایا اور کہا کہ میں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ اللہ ورسول پر ایمان لاؤں لہذا میں جو پسند کروں سب پر مجھ سے بیعت لے لیجئے، آپؐ نے ان سے بیعت لے لی۔

ایک بہن کا اسلام لانا...... وہ اپنے رشتہ داروں میں واپس گئے، انھیں خبر دی تو ان کے والد نے کہا کہ بخدا میں تم سے کبھی کوئی بات نہ کروں گا، بہن نے گفتگو سنی تو وہ اسلام لے آئیں اور ان کا سامان سفر درست کر دیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کو روانہ ہوئے تو معلوم ہوا آپ تبوک کا حصہ اسی کا ہو؟ کعب بن حجرہ نے سواء کرلیا، یہاں تک کہ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملادیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک حاضر ہوئے۔

خالد بن ولید کی فراخ دلی...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں خالد بن ولید کے ساتھ اکیدر کی جانب بھیج دیا، مال غنیمت حاصل ہوا تو اپنا حصہ کعب بن حجرہ کے پاس لائے لیکن انھوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا اور انھیں کے لئے جائز کر دیا یہ کہہ کر کہ میں نے صرف اللہ کے لئے تمہیں سواری دی تھی۔

اہل علم نے کہا کہ وفد بنی عبد بن عدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری ہوا جو مشتمل تھا بر حارث بن اہبان، عویمر بن الاخرم، حبیب بن ملۃ، ربیعہ بن ملۃ پر ان کے ہمراہ قوم کی ایک جماعت بھی تھی۔

قافلے کا اسلام لانا...... ان لوگوں نے عرض کیا کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم لوگ حرم کے رہنے والے واہل حرم ہیں۔

جو لوگ اس میں ہیں ان سب سے زیادہ طاقتور ہیں، ہم آپؐ سے جنگ کرنا نہیں چاہتے اگر آپ قریش کے علاوہ دوسروں سے جنگ کریں گے تو ہم بھی آپؐ کے خاندان سے محبت کرتے ہیں اگر غلطی سے ہم میں سے کسی کا

آپؐ سے خون ہو جائے تو اس کا خون بہا آپؐ کے ذمے ہوگا اور اگر غلطی سے آپؐ کے اصحاب میں سے کسی کا ہم سے خون ہو جائے تو اس بدلہ دینا ہمارے ذمے ہوگا، آپؐ نے فرمایا کہ ہاں، پھر وہ اسلام لے آئے۔

وفد اشجع

جنگ خندق...... اہل علم نے کہا کہ قبیلہ واشجع کے لوگ غزوہ خندق وال سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے وہ سوآدمی تھے جن کے رئیس مسعود بن رخیلہ تھے یہ لوگ (محلّہ) شعب سلع میں اترے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے پاس تشریف لے گئے، آپؐ نے ان کے لئے کھجوروں کا حکم دیا۔

ان لوگوں نے عرض کیا، یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنے قوم میں سے کسی کو نہیں جانتے جس کا مکان ہم سے زیادہ آپؐ کے قریب ہو اور جس کی تعداد ہم سے زیادہ قلیل ہو ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کی جنگ سے تنگ آ گئے ہیں لہٰذا آپؐ کے پاس حاضر ہوئے ہیں کہ صلح کریں، آپؐ نے ان سے صلح کر لی۔

اشجع کا اسلام لانا...... کہا جاتا ہے کہ اشجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بنی قریظہ سے فارغ ہونے کے بعد آئے وہ سات سوآدمی تھے، آپؐ نے ان سے صلح کر لی، اس کے بعد وہ اسلام لے آئے۔

وفد باہلہ

مطرف بن الکل ہن الباہلی کا اپنی قوم کے لئے امن طلب کرنا...... اہل علم نے کہا کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مطرف بن الکاہن الباہلی اپنی قوم کے قاصد بن کر آئے، اور اسلام لائے اپنی قوم کے لئے امن حاصل کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے ایک فرمان تحریر فرمایا جس میں صدقات کے فرائض تھے۔

حضرت عثمان کا تحریر فرمانا

اس کے بعد نہشل بن مالک الوائلی جو قبیلہ باہلہ سے تھے، اپنی قوم کے قاصد بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اوران کی قوم کے مسلمین کے لئے ایک فرمان تحریر فرمایا دیا جس میں شرائع اسلام تھے۔ اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نے لکھا تھا۔

وفد سلیم

قیس بن نسیبہ کا آپؐ کے پاس آنا...... اہل علم نے کہا کہ بنی سلیم کے ایک شخص جس کا نام قیس بن نسیبہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپؐ کا کلام سنا، چند باتیں دریافت کیں آپؐ نے انہیں جواب دیا اور انھوں نے ان سب کو حفظ کر لیا۔

قیس بن نسبیہ کا اسلام لانا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو اسلام لے آئے اپنی قوم بنی سلیم کی جانب واپس ہو گئے، اور کہا کہ میں نے روم کا ترجمہ (سیرت) فارس کا غیر مفہوم کلام، عرب کے اشعار کاہن کی پیشنگوئی اور قبیلہ حم کے مقرر کی تقریر سنی مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ان میں سے کسی کے بھی مشابہ نہیں لہٰذا تم لوگ میری پیروی کرو اور آنحضرتؐ سے اپنا حصہ لے لو۔

فتح مکہ کے بعد...... جب فتح مکہ کا سال ہوا تو بنی سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوئے آپؐ سے قدید میں ملے، یہ سات سو آدمی تھے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک ہزار تھے جن میں عباس بن مرداس انس بن عباس بن رعل راشد بن عبدربہ بھی تھے، یہ سب لوگ اسلام لائے، اور عرض کی آپؐ ہم لوگوں کو اپنے مقدمۃ الجیش میں کر دیجئے ہمارا جھنڈا سرخ رکھیے اور ہمارا اشعار مقدم مقرر فرمائیے۔ آپؐ نے ان کے ساتھ یہی کیا۔

عین الرسول...... وہ لوگ آپ کے ساتھ فتح مکہ حنین وطائف میں حاضر ہوئے آپؐ نے راشد بن عبدربہ کو (مقام) رباط عطاء فرمایا، اس میں ایک چشمہ تھا جس کا نام عین الرسول تھا۔

لومڑیوں کا پیشاب کرنا...... راشد بنی سلیم کے بت کے نگران تھے ایک روز دو لومڑیوں کو اس پر پیشاب کرتے دیکھ کر یہ شعر کہا۔

ادب یبول الثعلبان برائه لقد ذل من بالت علیه الثعالب

ترجمہ: کیا وہ دب ہو سکتا ہے جس کے سر پر لومڑیاں پیشاب کرتی ہوں بے شک وہ ذلیل ہے جس پر لومڑیاں پیشاب کرتیں۔

انھوں نے اس پر حملہ کیا اور اسے پارہ پارہ کر دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپؐ نے نام پوچھا انھوں نے کہا کہ غادی بن عبدالعزی، فرمایا کہ تم راشد بن عبدربہ ہو (غادی کے معنی گمراہ اور راشد کے معنیٰ ہدایت یافتہ ہیں)

عرب میں بہتر خیبر، بنی سلیم میں بہتر راشد

وہ اسلام لائے، ان کا اسلام خالص تھا فتح مکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرب کے دیہات میں سب سے بہتر خیبر ہے۔ اور بنی سلیم میں سب سے بہتر راشد ہیں، آپؐ نے انہیں اپنی قوم کا علم بردار بنایا۔

قدر بن عمار کا اسلام لانا...... بنی سلیم کے ایک شخص سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک شخص جن کا نام قدر بن عمار تھا، بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے اسلام لائے اور عہد کیا کہ اپنی قوم کے ایک ہزار شہسواروں کو آپ ﷺ کی خدمت میں لائیں گے اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

شدت بینی اذا تیت محمداً بخیر بید شدت بحجرة مزر

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اپنے داہنے ہاتھ کو ایک بہترین ہاتھ میں وابستہ کرلیا،

وذاک امرء وقاسمته نصف دينه واعطيته الف امرء ى غير اعمر

ترجمہ: وہ ایسے ہیں کہ میں نے تقسیم کرکے اپنے آدھا دین کو دے دیا اور ایسے شخص کی الفت ومحبت ان کو پیش کی جو تنگ دست نہیں ہے۔

قوم کا اسلام............قوم کے پاس آئے، اس واقعے کی خبر کی تو ان کے ساتھ نوسو آدمی روانہ ہوئے سو آدمی قبیلے میں چھوڑ دئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان لوگوں کو لے گئے، انھیں موت آ گئی۔

تین فردوں کو وصیت کرنا.......... قوم کے تین فردوں کو وصیت کی ایک عباس بن مرداس کو اور انھیں تین سو آدمیوں پر امیر بنایا دوسرے جبار بن الحکم کو اور یہی فرار الشریدی تھے، ان کو بھی تین سو آدمیوں پر امیر بنایا، تیسرے اخنس بن یزید کو ان کو بھی تین سو آدمیوں پر امیر بنایا

ان لوگوں سے کہا کہ آنحضرتؐ کے پاس جاؤ، تاکہ وہ عہد پورا ہو جو میرے اوپر ہے پھر ان کی وفات ہوگئی

وفات کے بعد روانگی........... یہ لوگ روانہ ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بہت خوبصورت بولنے والا سچا مومن کہاں ہے ان لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ انھیں اللہ نے دعوت دی تو اس کو انھوں نے قبول کرلیا۔

آپ کا پیشنگوئی دینا............ان لوگوں نے آپ کو واقعہ بتایا، آپؐ نے فرمایا کہ وہ باقی ایک ہزار کہاں ہیں جن کا انہوں نے مجھ سے عہد کیا تھا، لوگوں نے عرض کیا اس جنگ کے خوف سے جو ہمارے اور بنی کنانہ کے درمیان ہے سو آدمیوں کو قبیلے میں چھوڑ دیا ہے آپؐ نے فرمایا ان کو بھی پیغام بھجوایا کیونکہ اس سال تمہیں کوئی ناگوار حادثہ پیش نہیں آئے گا۔

مقام ہدہ میں ملاقات ....ان لوگوں نے انہیں بھی پیغام بھیجا (مقام) ہدہ میں آپؐ کے پاس آ گئے، یہ وہی سو آدمی تھے جن پر مقنع بن مالک بن امیہ بن عبد العزی بن عمل بن کعب بن الحارث بن بہثہ بن سلیم امیر تھے۔

جب ان لوگوں نے لشکر کا شور سنا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ حاضر کردیے گئے، آپؐ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تمہارے نفع کے لئے نہ کے تمہارے نقصان کے لئے، یہ سلیم بن منصور ہے جو آیا ہے، یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکہ وحنین میں حاضر ہوئے۔ مقنع ہی کے لیے امیر لشکر عباس بن مرداس نے یہ شعر کہا ہے۔

(ان سو آدمیوں کے لشکر کے امیر جن سے انھوں نے نوسو کو پورا کردیا اور وہ مکمل سخت وبہادر ہزار ہوگئے)

(۲) وفد ہلال بن عامر

بنی ہلال کی جماعت کا آنا...... اہل علم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بنی ہلال کی ایک جماعت حاضر ہوئی جن میں عبد عوف بن اصرمبن عمرو بن شعیبة بن الہز مبھی تھے جو قبیلہ روَیبہ سے تھے، آپؐ نے نام دریافت فرمایا تو انھوں نے بتایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم عبداللہ ہوان کی اولاد میں سے ایک شخص نے یہ شعر کہا ہے۔

ترجمہ: (وہ میرے ہی دادا ہیں جن کو تمام قبیلہ ہوازن نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور بھیجنے کے لیے منتخب کیا)۔

قبیصہ بن المخارق کا عرض کرنا.......... ان میں سے قبیصہ بن المخارق نے عرض کیا۔ یارسول اللہ میں نے (ادائے قرض میں) اپنی قوم کی ضمانت لی ہے لہذا اس میں میری مدد فرما دیجئے۔ فرمایا۔ جب صدقات آئیں گے تو اس میں سے تمہیں دیا جائے گا۔

میمونہ کے مکان میں جانا.......... اشیاخ بنیعامر سے مروی ہے کہ زید بن عبداللہ بن مالک بن بجیر بن الہز ام ابن رویبہ بن عبداللہ بن بلال بن عامر بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے جب وہ مدینہ شریف میں داخل ہوئے تو میمونہ بنت الحارث زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر چلے گئے، جو زیاد کی خالہ تھیں جن کی والدہ گرہ بن الحارث تھیں اور وہ اس زمانے میں جوان تھے۔

آپؐ کا ناراض ہو کر واپس چلے جانا............ اسی حالت میں کہ وہ میمونہ کے پاس تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ وسلم تشریف ناراض ہو کر تشریف لے گئے۔ میمونہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو میرے بھانجے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے آئے آپ مسجد میں تشریف لے گئے۔ آپؐ کے ساتھ زیاد بھی تھے۔ نماز ظہر پڑھی، زیاد کو نزدیک کیا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ اپنا ہاتھ ان کے سر پر رکھا پھر ان کے ناک کے کنارے تک اتارا۔

چہرے پر برکت کا مشاہدہ کرنا.......... بنی ہلال کہا کرتے تھے کہ ہم لوگ برابر زیاد کے چہرے پر برکت کا مشاہدہ کیا کرتے تھے۔ ایک شاعر نے علی بن زیاد کے لئے کہا ہے کہ۔

ترجمہ: (اے اس شخص کے بیٹے جس کے سر پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا اور مسجد میں اس کے لئے دعا خیر فرمائی)

ترجمہ: (میری مراد زیاد ہے۔ ان کے علاوہ اور کوئی مراد نہیں۔ چاہے وہ غور کا ہو یا تہامہ کا یا نجد کا)

ترجمہ: (یہ نور ان کے چہرے میں چمکتا رہا۔ یہاں تک کے خانہ نشین ہو کے آخر قبر میں چلے گئے)

(۱۲) وفد عامر بن صعصعہ

عامر بن طفیل کا آپؐ سے تبصرہ کرنا............اہل علم نے کہا ہے کہ عامر بن الطفیل بن مالک بن جعفر بن کلاب واربن ربیعہ بن جعفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کہا کے اگر میں اسلام لاؤں تو میرے کیا حقوق ہوں گے آپ نے فرمایا وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور تم پر وہی امور لازم ہوگے جو مسلمانوں پر لازم ہیں۔انھوں نے کہا کہ آپؐ اپنے بعد میرے لئے کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا خلافت نہ تمہارے لئے ہوگی اور نہ تمہاری قوم کے لئے۔عرض کیا اچھا تو آپ یہ کرتے ہیں کے دیہات میرے لیے ہوں اور شہر آپ کے لیے۔آپؐ نے فرمایا نہیں میں گھوڑوں کی باگیں تمہارے نام کردوں گا کیونکہ تم شہ سوار ہواس نے کہا کہ کیا مجھ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ میں پیدل سوار لشکر سے آپؐ پر عافیت تنگ کردوں۔پھر یہ دونوں واپس گئے۔

آپؐ کا دعا فرمانا............ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ ان دونوں سے میری کفایت کر اے اللہ بنی عامر کو ہدایت کر،اور اے اللہ اسلام کو عامر بن الطفیل سے بے نیاز کر۔

اللہ تبارک تعالی نے عامر کی گردن پر ایک بیماری مسلط کردی جس سے اس کی زبان اس کے حلق میں بکری کے تھن کی طرح سوج کر لٹک پڑی وہ بنی سول کی ایک عورت کے گھر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ گھینگا بیل کی طرح کا ہے،اور سلولیہ کے گھر میں موت ہے اور اربد پر ایک بجلی بھیجی جس نے اسے قتل کردیا،اس پر لبید بن ربیعہ روئے۔

اس وفد میں مطرف کے والد عبداللہ الشخیر بھی تھے،انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ ہمارے سردار ہیں،اور ہم پر مہربان وکرم فرما ہیں آپؐ نے فرمایا کہ سردار تو اللہ ہی ہے شیطان تم کو بہکا نہ دے۔

اہلعلم نے کہا علقمہ بن علاثہ بن الاحوص بن جعفر بن کلاب،ہوذہ بن خالد بن ربیعہ اور انکے بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ علقمہ کے لیے جگہ کردو،تو انھوں نے علقمہ کے لیے جگہ کردی اور وہ آنحضرتؐ کے پاس آکر بیٹھ گئے۔

آپؐ نے اسلام کے احکام بیان فرمائے......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرائع اسلام بیان فرمائے،قرآن پڑھ کر سنایا،تو انھوں نے عرض کیا کہ یارسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک آپؐ کا رب کریم ہے اور میں آپؐ پر ایمان لاتا ہوں،عکرمہ بن خصفہ برادر قیس کی طرف سے بیعت کرتا ہوں۔

ہوذہ وان کے بیٹے اور بھتیجے بھی اسلام لائے اور ہوذہ نے بھی عکرمہ کی طرف سے بیعت کی۔

آپؐ سے مقام ابطح پر ملاقات......عون بن ابی جحیفۃ السوائی نے اپنے والد سے روایت کی کہ وفد بن عامر آیا،ان لوگوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عریضہ بھی تھا۔ہم لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (مقام) ابطح میں ایک سرخ خیمے میں پایا۔

آپ کو سلام کیا تو پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ بنی عامر بن صعصعہ،آپؐ نے فرمایا کہ تمہیں

مرحبا تم میرے اور میں تمہارا ہوں ،نماز کا وقت آ گیا تو بلال اٹھے ،اذان کہی اور اذان میں گھومنے لگے (تاکہ آواز ہر طرف آواز جائے)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوفرمانا............رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ ایک برتن لے کر آئے جس میں پانی تھا، آ اپؐ نے وضوفرمایا زائد پانی بچ گیا تو ہم لوگ آپؐ کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے کی کوشش کرنے لگے، بلال نے اقامت کہی ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی ،عصر کا وقت آ گیا تو بلال اٹھے اور اذان کہی ،اذان میں گھومنے لگے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی

(۲۲) وفد ثقیف

غیلان کا ترتیب حاصل کرنا......عبداللہ بن یحییٰ الاسلامی سے مروی ہے کہ عروہ بن مسعود، غیلان بن سلمہ طائف کے محاصرے میں موجود نہ تھے یہ دونوں جرش میں پتھر مارنے کا فن ، قلعے کی دیوار سوراخ کرنے کا فن ، گوپھن وغیرہ جنگی ہتھیار کی صنعت سیکھ رہے تھے۔

یہ دونوں اس وقت آئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہو چکے تھے ،ان لوگوں نے پتھر توڑنے کا سامان دیوار سوراخ کرنے کے ہتھیار (گوپھن) نصب کئے اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔

عروہ کا اسلام لانا......اللہ نے عروہ کے قلب میں اسلام ڈال دیا، انہیں اس حالت سے بدل دیا جس میں وہ تھے، وہ نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے۔

عروہ کا اجازت طلب کرنا............رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم کے پاس جانے کی اجازت چاہی کہ انھیں بھی اسلام کی دعوت دیں۔آپؐ نے فرمایا وہ لوگ تم سے جنگ کریں گے ،عروہ نے کہا کے میں ان کے نزدیک ان کے اکلوتے بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز ہوں پھر عروہ نے دوبارہ اور سہ بارہ آپؐ سے اجازت چاہی تو آپؐ نے فرمایا اگر یم چاہو تو جاؤ۔

قوم سے بحث ومباحثہ...........عروہ نکلے اور چار دن طائف کی طرف چلے عشاء کا وقت آیا تو اپنے مکان میں چلے گئے ان کی قوم آئی اور شرک کا سلام کیا تو عروہ نے کہا کہ تمہیں اہل جنت کا سلام اختیار کرنا چاہیئے جو (اسلام) ہے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو وہ لوگ نکل کر ان کے متعلق مشورہ کرنے لگے۔

اوس بن عوف کا تیر مارنا..........صبح ہوئی تو عروہ اپنی کھڑکی (کے بالا خانے) پر آئے اور اذان کہی ہر طرف کے لوگ نکل پڑے بنی مالک کے ایک شخص نے جس کا نام اوس بن عوف تھا عروہ کو تیر مارا جو ان کی رگ ہفت اندامپر (جو کلائی میں ہوتی ہے اور اسی میں فصد کھولی جاتی ہے) لگا ان کا خون بند نہ ہوا۔

صحابہ کرام کا جنگ کے لئے اسلحہ لینا...... غیلان بن سلمہ وکنانہ بن عبد یالیل وحکم بن عمرو بنو وہب اور حلفاء کے معززین اٹھ کھڑے ہوئے انھوں نے ہتھیار پہن لئے اور سب کے سب (انتقام کے لیے) تیار ہو گئے۔

عروہ کا معاف کرنا...... عروہ نے یہ کیفیت دیکھی تو انھوں نے کہا کہ میں نے اپنا خون کرنے والے کو معاف کر دیا تا کہ اس کے ذریعے سے میں تمہارے درمیان صلح کرادوں، یہ تو ایک بزرگی ہے جس کے سبب سے اللہ نے میرا اکرام کیا، اور شہادت ہے جس کو اللہ نے میرے پاس بھیج دیا مجھے ان شہداء کے ساتھ دفن کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شہید ہوئے۔

صاحب یٰسین کی مثال...... ان کی وفات ہوگئی تو لوگوں نے انھیں شہداء کے ساتھ دفن کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ ان کی مثال صاحب یٰسین کی سی ہے جنہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا تو ان لوگوں نے انہیں قتل کر دیا۔

ابوالملیح وقارب کا اسلام لانا...... ابوالملیح بن عروہ وقارب بن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور اسلام لے آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک عوف کا پوچھا تو ان دونوں نے جواب دیا کہ ہم دونوں نے انھیں طائف میں چھوڑا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطیہ...... آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگ انھیں خبر کر دو کہ وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئیں تو میں ان کے رشتہ دار و مال واپس کر دوں گا اور مزید سو اونٹ دوں گا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپؐ نے انھیں یہ سب عطا فرمایا انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ثقیف کے لئے تو میں کافی ہوں، میں ان کے مویشی لوٹتا رہوں گا تاوقتیکہ وہ مسلمان ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوں۔

ثقیف پر لوٹ مار...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قوم کے مسلمین اور قبائل پر عامل بنا دیا، بنو ثقیف کی مویشی کو لوٹتے اور لوگوں سے جنگ کرتے رہے، جب بنو ثقیف نے یہ حالت دیکھی تو وہ لوگ عبد یالیل کے گئے اور باہم یہ مشورہ کیا کہ اپنی قوم کے چند آدمی بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کریں۔

عبد یالیل اور ان کے دو بیٹے کنانہ و ربیعہ اور شرجیل بن غیلان بن سلمہ اور حکم بن عمرو بن وہب بن مقب وعثمان بن ابی العاص واوس بعوف ونمیر بن خرشہ ابن ربیعہ نکلے اور ستر آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے، یہ چھ آدمی ان کے رئیس ہوئے۔

مقام ذی حرض...... بعض اہل علم نے کہا یہ سب انیس آدمی تھے، یہی زیادہ ٹھیک تھے۔ مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میں مسلمانوں کے ساتھ مقام ذی حرض میں تھا کہ اتفاق سے عثمان بن ابی العاص مجھ سے ملکر حالات دریافت کرنے

لگے، جب میں نے (ثقیف کے) ان لوگوں کو دیکھا تو بہت تیزی سے نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے آنے کی بشارت دوں۔

آپ کا خوش ہونا...... میں ابوبکر صدیقؓ سے ملا اور انھیں ان لوگوں کے آنے کی خبر دی، انھوں نے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ مجھ سے پہلے ان لوگوں کے آنے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دینا، وہ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے آنے سے خوش ہوئے۔

ان میں جو لوگ پیچھے تھے وہ مغیرہ بن شعبہ کے پاس اترے، مغیرہ نے ان لوگوں کا اکرام کیا، جو لوگ بنی مالک میں سے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لئے مسجد میں خیمہ نصب فرمایا۔

آپ کا ایک قدم پر بھی دوسرے قدم...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب کو بعد نماز عشاء ان لوگوں کے پاس تشریف لاتے تھے، اور ان کے پاس کھڑے رہتے یہاں تک کہ آپ بھی ایک قدم پر کھڑے ہوتے تھے کبھی دوسرے قدم پر، آپ قریش کی شکایت کرتے تھے اور اس جنگ کا ذکر فرماتے تھے جو آپؐ اور قریش کے درمیان ہوئی۔

عثمان کو عامل بنانا...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فیصلے پر بنو ثقیف نے صلح کر لی، ان لوگوں کو قرآن سکھایا گیا ان پر عثمان بن ابی العاص کو عامل بنایا گیا۔ ثقیف نے لات وعزیٰ کے منہدم کرنے سے معافی چاہی آپؐ نے انھیں معاف فرمادیا۔

حضرت مغیرہ کا عرض کرنا...... مغیرہ نے کہا کہ میں نے ان کو نیست و نابود کیا، یہ لوگ اسلام میں داخل ہو گئے ۔مغیرہ نے کہا کہ میں عرب کے کسی خاندان یا قبیلے کی کسی قوم کو نہیں جانتا جن کا اسلام ان لوگوں سے زیادہ صحیح ہو اور جو اس سے بہت دور ہو کہ ان میں اللہ اور اسکی کتاب کے لیے کوئی دغا پائی جائے۔

وفود قبیلہ ء ربیعہ/ (۲۳) وفد عبد القیس

رئیس عبداللہ بن عوف الاشج...... عبدالمجید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بحرین کو تحریر فرمایا کہ ان میں سے بیس آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوں بیس آدمی حاضر ہوئے۔ جن کے امیر عبداللہ بن عوف الاشج تھے، ان لوگوں میں بہار ودوا اور اشج کے بھانجے منقذ بن حیان بھی تھے ان کی آمد فتح مکہ والے سال ہوئے۔

عرض کیا گیا یہ عبدالقیس کا وفد ہے آپؐ نے فرمایا ان کو خوش آمدید ہے عبدالقیس بھی کیسی اچھی قوم ہے۔

آپ کا افق کی طرف دیکھنا...... جس شب کو یہ لوگ آئے اس کی صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افق کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ضرور ضرور مشرکین کی ایک جماعت آئے گی جن کو اسلام پر مجبور نہیں کیا گیا ہے جنہوں نے

اونٹوں کو (چلاتے چلاتے تھکا کر) دبلا کر دیا ہے اور سفر کے سامان کو ختم کر دیا ہے ان کے ساتھی میں ایک علامت بھی ہے ،اے اللہ عبدالقیس کی مغفرت کر جو میرے پاس مال مانگنے نہیں آئے ہیں جو اہل مشرق میں سب سے بہتر ہیں۔

آپ کا دریافت کرنا...... یہ لوگ اپنے کپڑوں میں آئے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے ،ان لوگوں نے آپ کو سلام کیا ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم میں عبدالاشج کون ہیں؟ عبداللہ نے کہا یا رسول اللہ میں ہوں ،وہ کریہ منظر (بدشکل) آدمی تھے۔

انسان کو دو چیزوں کی ضرورت...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ انسان کی کھال کی خشبو نہیں بنائی جاتی ،البتہ انسان کو دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ،ایک اسکی زبان اور ایک اس کا دل۔

آپ کا ارشاد فرمانا حلم اور وقار کے بارے میں...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے عبداللہ) تم میں دو عادتیں ایسی ہیں جن کو اللہ پسند کرتا ہے۔عبداللہ نے کہا وہ کونسی ،آپ ؐ نے فرمایا کہ حلم اور وقار ،انھقس نے عرض کیا کہ یہ چیزیں پیدا ہوگئی ہیں یا میری پیدائش اسی پر ہوگئی ہے آپ ؐ نے فرمایا کہ تمہاری خلقت اسی میں ہوئی ہے جارود نصرانی تھے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اسلام کی دعوت دی ،وہ اسلام لے آئے اور انکا اسلام اچھا تھا

عبداللہ الاشج کا فقہ وقرآن سیکھنا...... آپ ؐ نے وفد عبدالقیس کو رملہ بنت الحارث کے گھر ٹھہرایا ،ان لوگوں کی مہمان داری فرمائی ،یہ لوگ دس روز مقیم رہے ،عبداللہ الاشج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فقہ وقرآن دریافت کیا کرتے تھے۔

آپ کا انعام کا حکم فرمانا...... آپ ؐ نے ان لوگوں کے لیے انعامات کا حکم دیا ،عبداللہ الاشج کو سب سے زیادہ دلایا انھیں ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی مرحمت فرمائی ،اور منقذ بن حیّان کے چہرے پر دست مبارک پھیرا۔

(۲۴) وفد بکر بن وائل

آپ ؐ سے قیس بن ساعدہ کے بارے میں دریافت کرنا...... اہل علماء فرماتے ہے کہ بکر بن وائل کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ،ان میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ آپ قس بن ساعدہ کو پہچانتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تم میں سے نہیں ہے یہ تو قبیلہ ایاد کا ایک شخص ہے ،جو زمانۂ جاہلیت میں حنفی یعنی دین ابراہیم کو ماننے والا بن گیا ،اس وقت عکاظ پہنچا کہ لوگ جمع تھے ،وہ ان لوگوں سے باتیں کرنے لگا جو اس سے یاد کر لی گئی ہیں ،اس وفد میں بشیر بن الخصاصیہ وعبداللہ بن مرثد وحسّان بن حوط بھی تھے ،حسّان کی اولاد میں سے کسی نے یہ شعر کہا ہے:

ترجمہ: (میں حسّان بن حوط کا بیٹا ہوں ،میرے والد تمام قبیلۂ بکر کی طرف سے قاصد بن کر نبی ﷺ کے پاس گئے تھے)

آپ کا برکت کی دعا کرنا...... انھیں لوگوں کے ساتھ عبداللہ بن اسود بن شہاب بن عوف بن عمرو بن الحارث بن سدوس بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، یہ رمامہ میں رہا کرتے تھے، وہاں جو مال تھا اسے فرخت کر کے ہجرت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجور رکھنے کا ایک تھیلا لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔

(۲۵) وفد تغلب

آپؐ کے پاس بنی تغلب اور نصاریٰ کے وفد کا آنا............ یعقوب بن زید بن طلحہ سے روایت ہے کہ بنی تغلب کے سولہ مسلمانوں کا اور نصاریٰ کا جو سونے کی صلیبیں پہنے ہوئے تھے ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا یہ لوگ رملہ بنت الحارث کے مکان میں اترے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصاریٰ سے اس شرط پر صلح کر لی کہ آپؐ انھیں نصرانیت پر رہنے دیں گے اور وہ لوگ اپنی اولاد کو نصرانیت میں نہ رنگیں گے، ان میں سے مسلمانوں کو آپؐ نے انعامات عطا فرمائے۔

(۲۶) وفد حنیفہ

امیر سلمٰی بن حنظلہ............ اہل علم نے کہا ہے کہ بنی حنیفہ کے انیس آدمیوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ جن میں رَحال بن عنفوہ سلمہ بن حنظلہ الحجی طلق بن علی بن قیس اور بنی شمر میں سے صرف حمران بن جابر، علی بن سنان، اقعس سلمہ زید زید بن عمرو، ومسیلمہ بن حبیب تھے، اس وفد کے رئیس سلمٰی بن حنظلہ تھے۔

مہمان نوازی کرنا............ یہ لوگ رملہ بنت الحارث کے مکان پر ٹھرائے گئے اور مہمان نوازی کی گئی، ان لوگوں کو دونوں وقت کھانا دیا جاتا تھا، کبھی گوشت روٹی، کبھی روٹی کبھی گھی روٹی، اور کبھی کھجور جوانکے لیے دسترخوان میں پھیلادی جاتی تھی۔

قرآن کا درس لینا............ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہو سلم کی خدمت میں حاضر ہوئے سلام کیا اور حق شہادت دی آتے ہوئے مسیلمہ کو اپنے کجاوے میں چھوڑ گئے تھے چند روز مقیم رہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آمدورفت کرتے رہے، رح بن عنفوابی بن کعب سے قرآن کا درس لیتے رہے۔

آپ کا انعام دینا............ واپسی کا جب ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ہر شخص کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی انعام دینے کا حکم دیا، ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے اپنے ایک ساتھی کو کجاوے میں

چھوڑ دیا ہے جو نگرانی کرتا ہے، وہ ہمارے ساتھیوں میں سے ہے اور ہمارے اونٹوں کی حفاظت کرتا ہے۔

مسیلمہ کی غلط فہمی ....رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بھی اتنے انعام کا حکم دیا جتنا اس کے ساتھوں کو دلایا تھا، اور فرمایا تھا کہ وہ تمہارے اونٹ اور کجاوے کی نگرانی کی وجہ سے تم میں سب سے بڑے درجے کا آدمی نہیں ہے یہ بات مسلیمہ سے کہی گئی تو اس نے کہا کہ آنخضرت سمجھ گئے کہ آپ ؐ کے بعد نبوت کا معاملہ میرے سپرد ہوگا۔

آپ ؐ نے مشکیزہ عطا کیا...... لوگ یمامہ واپس گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پانی کا ایک مشکیزہ عطا کیا جس میں آپ ؐ کے وضو کا بچا ہوا پانی تھا اور فرمایا کہ جب تم اپنے وطن کو پہنچو تو بت خانہ توڑ ڈالنا، اسکی جگہ کو اس پانی سے دھوڈالنا اور وہاں مسجد بنا دینا۔

ان لوگوں نے یہی کیا یہ مشکیزہ اقعس بن مسلمہ کے پاس رہا، طلق بن علی موذین ہوئے، انہوں نے اذان کہی تو اس کے گرجا کے راہب نے سنا اور کہا کہ حق کی دعوت ہے اور بھاگ گیا یہ اس کا آخری زمانہ تھا۔

رحال بن عنفوہ کی شہادت...... مسیلمہ لعنۃ اللہ علیہ نے نبوت کا دعوٰی کیا، رحال بن عنفوہ نے گواہی دی کہ نبی محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو شریک کار بنایا ہے، لوگ اس سے فتنے میں مبتلا ہوئے۔

(۲۷) وفد شیبان

اثواب بن ازہر کا اپنی بھتیجیوں کو چھین لینا...... عبداللہ بخسان جو بنی کعب کے بھائی ہے بنی العنبر میں سے تھے ان سے روایت ہے کہ ان سے ان کی دونوں دادیوں صفیہ بنت علیبہ نے قیلہ بنت مخرمہ کی حدیث بیان کی یہ دونوں دادیاں قیلہ کی پوردہ تھیں اور قیلہ صفیہ اور دحیبہ کے والد کی نانی تھیں۔ انھوں نے کہا کہ قیلہ حبیب بن ازہر بنی جانب کے بھائی کے عقد میں تھیں، ان کے یہاں ان سے لڑکیاں پیدا ہوئیں ابتدائے اسلام میں حبیب بن ازہر کی وفات ہوگئی قیلہ سے ان کی لڑکیوں کو لڑکیوں کے چچا اثواب بن ازہر نے چھین لیا۔

قیلہ کا اول اسلام آپ کو تلاش کرنا...... قیلہ اول اسلام میں آپ ؐ کیصحبت کی تلاش میں نکلیں ان لڑکیوں میں سے ایک لڑکی حدیباء رونے لگی اس لڑکی کو خترصہ نے لے لیا تھا، اس کے بدن پر سیاہ کالا اون کا کمبل تھا، قیلہ اس لڑکی کو اپنے ساتھ لے چلیں۔

جس وقت یہ دونوں اونٹ کو دوڑا رہی تھیں تو یکا یک ایک خرگوش سوراخ سے نکلا۔ شریف حدیباء نے کہا اس بارے میں تمہارا تختہ اثواب کے ٹخنے سے ہمیشہ بلند رہے گا (یعنی یہ تمہارے لیے فال نیک ہے) لومڑی نکلی تو اس پر بھی حدیباء نے کچھ کہا جس کو عبداللہ بن حسّان بھول گئے، اس کے بارہ میں بھی حدیباء نے اسی طرح کہا جو خرگوش کے بارے میں کہا تھا۔

اثواب کا سحر .... جس وقت یہ دونوں اونٹ کو بھگا رہی تھیں یکا یک اونٹ بھڑ کا، اس پر لرزہ چڑھ گیا، حدیباء نے کہا کہ امانت کی قسم تجھ پر اث واب کے سحر کا اثر پڑ گیا میں نے (یعنی قیلہ نے) گھبرا کر حدیباء سے کہا کہ تجھ پر افسوس ہے، اونٹ نے کیا کیا۔ حدیباء نے کہا کہ اپنے کپڑوں کو الٹ لو، استر کا رخ ابرہ کی طرف کرلو پیٹ کو پیچھے کی طرف پھیر لو۔ اونٹ کے گدے کو پلٹ دو پھر لڑکی نے اپنا کمبل اتارا، اسے الٹ لیا اپنے شکم کو پشت کی طرف گھما دیا (یعنی رخ بدل گیا، پیر پھیلائے اور پیشاب کیا احدیباء نے کہا کہ اپنے سامان کو دوبارہ اپنے اوپر کرلو، میں نے کرلیا۔

اثواب کا تلوار سے لیے آنا ...... ہم لوگ اونٹ کو دوڑائے ہوئے روانہ ہوئے، اتفاق سے اثواب تیز چمک دار تلوار لئے ہوئے ہمارے پیچھے دوڑ رہا تھا، ہم نے مکانوں کی ایک گھنی صف کی پناہ لی، اس نے اونٹ کو ایک فرمانبردار اونٹ کی طرح درمیانی مکان سکے گیلری تک پہنچا دیا، میں نے مکان کے اندر گھس چکی تھی۔

اس نے مجھے تلوار سے روک لیا، اس کی دھار میری پیشانی کے ایک حصے پر لگی اور کہا کہو وہ لونڈی میری بھیجتی کو میرے آگے ڈال دے میں نے لڑکی کو اس کے آگے پھینک دیا، خود نکل کر اپنی بہن کے پاس چلی جس کی شادی بنی شیبان میں ہوئی تھی، تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت تلاش کروں۔

حریث ابن حسان الشیبانی کا آنا ...... ایک دن کو بہن کے یہاں تھی وہ مجھے سوتا ہوا سمجھتی تھی یکا یک اس کے شوہر مجلس سے آئے اور کہا کہ تمہارے والد کو قسم میں نے قیلہ کے لئے ایک سچے آدمی کو پالیا میری بہن کہا کہ وہ کون ہے، انھوں نے کہا کہ وہ حریث ابن حسان الشیبانی ہیں، جو صبح کو بکر بن وائل کے وفد کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جایا کرتے ہیں۔

میں اپنے اونٹ کے پاس گئی ان دونوں کی گفتگو سن چکی تھی، اس پر کجاوہ کس دیا، حریث کو دریافت کیا تو معلوم ہوا وہ دور نہیں ہیں ان سے ہمراہ لے چلنے کی درخواست کی تو انھوں نے کہا کہ ہاں بسروچشم،

اونٹ تیار تھے ان صاحب صدق کے ساتھ روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز صبح پڑھا رہے تھے، نماز اس وقت شروع کی گئی تھی جب پو پھٹ گئی تھی اور ستارے آسمان میں جھلملا رہے تھے، لوگ رات کی تاریکی کی وجہ سے باہم پہنچان نہ سکتے تھے۔

قیلہ کا مردوں کے صف میں کھڑی ہونا ...... میں مردوں کی صف میں کھڑی ہوگئی میں ایک ایسی عورت تھی جس کا زمانہ جاہلیت سے قریب تھا مجھ سے ایک مرد نے جو صف میں میرے ساتھ تھے کہا کہ تم عورت ہو یا مرد؟ میں نے کہا کہ عورت، انھوں نے کہا کہ تم نے تو بہ مجھے فتنہ میں ڈال دیا تھا، تم عورتوں کے ساتھ نماز پڑھو جو تمہارے پیچھے ہیں۔

اتفاق سے حجروں کے پاس عورتوں کی صف قائم ہوگئی تھی جس کو میں نے داخل ہونے کے وقت نہیں دیکھا تھا کہ انھیں میں ہو جاتی،

سورج نکل آیا تو میں نزدیک گئی میں نے یہ کرنے لگی کہ جب کسی شخص کو تر و تازہ، سرخ و سفید دیکھتی تو اس کی

طرف نظر اٹھاتی تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے اوپر دیکھوں،

آفتاب بلند ہو چکا تھا کہ ایک شخص آنے انہوں نے کہا "السلام علیکم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر پیوند دار و پرانی چادریں تھیں جن سے زعفرانی کا رنگ دور کیا ہوا تھا کہ آپ نے کے پاس کھجور کی ایک چھڑی تھی جس کا چلکا اترا ہوا تھا، اوپر کی چھال نہیں اتری تھی آپ کے ہاتھ پاؤں سمیٹے ہوئے بیٹھے تھے۔

قیلہ کا کانپنا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نشست میں فروتنی و عاجزی کرتے دیکھا تو میں خوف سے کانپنے لگی ہمنشیں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مسکینہ کانپ رہی ہے، آپ نے مجھے دیکھا نہ تھا حالانکہ میں آپ کی پشت کے پاس تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسکینہ اطمینان سے رہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو اللہ نے جو رعب میرے قلب میں ڈال دیا تھا اسے دور کر دیا۔

میرے ساتھی آگے بڑھے، انہوں نے نے اپنی قوم کی طرف سے سب سے پہلے آپ سے بیعت کی، پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مقام) داہناء کے متعلق آپ ہمارے اور بنی تمیم کے درمیان یہ تحریر فرما دیجئے کہ ان لوگوں میں سے سوائے مسافر پڑوسی کے اور کوئی شخص اس مقام سے ہماری طرف نہ بڑھے فرمایا کہ اے لڑکے ان کو دہناء کے متعلق لکھ دو، جب میں نے دیکھا کہ آپ نے ان کے لئے حکم دے دیا کہ دہناء کے متعلق لکھ دیا جائے تو مجھ سے رہا نہ گیا، یہ میرا وطن اور میرا مکان تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن انھوں نے آپ سے درخواست کی تو زمین کے متعلق انصاف نہیں کیا، یہی دہناء آپ کے نزدیک بھی اونٹوں کے روکنے کی جگہ اور بکریوں کی چراگاہ ہے، بنی تمیم کی عورتیں اور ان کے بچے اس کے پیچھے ہیں۔

مسکینہ کا سچ بولنا...... فرمایا کہ اے لڑکے ابھی رک جاؤ یعنی نہ لکھو یہ مسکینہ سچ کہتی ہے، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، پانی اور درخت دونوں کے لئے ہیں دونوں فتنہ انگیز کے مقابلے میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

جب حریث نے دیکھا کہ ان کے فرمان میں رکاوٹ پڑ گئی تو انھوں نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ میں مارا اور مجھ سے کہا کہ میں اور تم اس طرح تھے جس طرح کہا گیا ہے کہ "بھیڑیا کی موت اس میں ہے کہ دوسری بھیڑ کو اس کے سم پکڑ کے اٹھا لے۔

میں نے کہا واللہ تم اندھیرے میں رہنما تھے، مسافر کے ساتھ سخی اور اپنی دوست عورت کے ساتھ پاکدامن تھے، یہاں تک کے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گئی، لیکن جب تم نے اپنے حصے کی درخواست کی تو میرے حصے پر مجھے ملامت نہ کرو۔

انھوں نے کہا کہ تمہارا باپ نہ رہے دہناء میں تمہارا کیا حصہ ہے؟ میں نے کہا کہ میرے اونٹ رکھنے کی جگہ ہے جس کو تم اپنی عورت کے لیے مانگتے ہو، انھوں نے کہا کہ میں بغیر کسی رکاوٹ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناؤں گا کہ جب تک زندہ ہوں تمہارا بھائی ہوں۔ اس لیے کہ تم نے آنحضرت کے سامنے میری مدد کی ہے، میں نے کہا کہ جب تم نے اس کو شروع کیا ہے تو میں ہرگز اسے ضائع نہ کروں گی (یعنی برادری کو)

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ان عورت کے بیٹے کو اس پر ملامت کی جا سکتی ہے کہ وہ کمرے کے، اندر سے کام کا فیصلہ کرے۔

میں روئی اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم وہ میرے یہاں عقل مند ہی پیدا ہوا تھا، جنگ بدر میں آپکے ساتھ تھا وہ میرے لیے غلہ لینے خیبر گیا، وہاں خیبر کا بڑھئی آ گیا اور میرے پاس لڑکیاں چھوڑ گیا۔

آپ کا نہ خوش ہونا...... آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم مسکینہ نہ ہوتی تو ہم تم کو تمہارے منہ کے بل گھسیٹتے، کیا تم میں سے کوئی شخص مغلوب ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ساتھی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے مطلب یہ ہے کہ بظاہر قیلہ کے کلام سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ میرا لڑکا میرے لیے عذاب لانے گیا، یہی اس کی موت کا باعث ہوا۔ اس پر آپؐ ناخوش ہوئے اور آپؐ کے کلام کا مفہوم یہ ہے کہ نیکی سے مصیبت نہیں آتی۔

جب اس کے اور اسکے درمیان وہ شخص حائل ہو گیا جو اس سے زیادہ اس کے قریب تھا تو اس نے واپس لے لیا۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ اے اللہ تو نے جو گزار دیا اس کو مجھ سے بھلا دے، اور جو تو نے باقی رکھا ہے اس پر میری مدد کر، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، تم میں سے ایک شخص روتا ہے، پھر اس کے پاس اس کا ساتھی روتا ہے لہٰذا اے خدا کے بندوں اپنے بھائیوں پر عذاب نہ کرو۔ آپ نے سرخ چمڑے کے ایک ٹکڑے پر قیلہ اور قیلہ کے بیٹوں کے لیے تحریر فرمایا کہ ان کے حق میں ظلم نہ کیا جائے نہ انھیں نکاح پر مجبور کیا جائے، ہر مؤمن مسلمان ان کا مددگار رہے، تم عورتیں بھی اچھا کرو، برائی نہ کرو۔

صفیہ و دعیبہ دختران علیبہ سے جن کے دادا حرملہ تھے، روایت ہے کہ حرملہ نکلے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے آپؐ کے پاس رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں عارف بنا دیا، تب انھوں نے کوچ کیا۔

حرملہ نیکی پر عمل کرو اور بدی سے پرہیز کرو...... حرملہ نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو ملامت کا قصد کیا کہ اب نہ جاؤں گا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ کر اپنے علم میں اضافہ نہ کروں، میں آیا، کھڑا ہو گیا، اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ مجھے کیا عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں فرمایا کہ اے حرملہ نیکی پر عمل کرو، اور برائی سے پرہیز کرو۔

میں روانہ ہو کے اپنی سواری کے پاس آ گیا واپسی میں اپنے مقام پر یا اس کے قریب کھڑا ہو گیا، عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ مجھے کیا عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا کہ!

اے حرملہ نیکی کرو اور بدی سے پرہیز کرو، دیکھو کہ جب تم قوم کے پاس سے اٹھو تو تمہاری ساعت کیا پسند کرتی ہے کہ قوم تمہاری نسبت کیا کہے، بس وہی کرو اور جب تم اپنی قوم کے پاس سے اٹھو تو سوچو کہ تم اپنے حق میں قوم کے کیا کہنے کو ناپسند کرتے ہو، بس اسی سے پرہیز کرو۔

وفود اہل یمن

وفد طے...... عبادۃ الطائی نے اپنے مشائخ سے روایت کی کہ قبیلہ طے کے پندرہ آدمیوں کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جن کے رئیس وسردار زید خیر تھے، یہی زید خیر زید خیل بن مہلہل تھے، جو بنی نبہان میں سے تھے ان لوگوں میں وزر بن جابر بن سدوس بن اصمع ابنہانی وقبیصہ بن الاسود ابن عامر بھی تھے، جو طے کی شاخ جرم کے تھے، بنی حسن میں سے مالک بن عبداللہ ابن خیبری اور قعین بن جدیلہ تھے، بنی بولان میں سے بھی ایک شخص تھے۔

قبیلہ طے والے آپؐ کے خدمت میں حاضر ہوئے...... جب مدینے میں داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد ہی میں تھے ان لوگوں نے اپنی سواریوں کو مسجد کے سامنے والے میدان میں باندھ دیا ،اندر گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انعام دینا...... آپؐ نے ان لوگوں کے سامنے اسلام پیش کیا، سب مسلمان ہوئے ہر شخص کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی انعام میں دی زید خیل کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے عرب کے کسی شخص کا تذکرہ نہیں کیا گیا، جس کو میں نے اس سے کم نہ پایا ہو جیسا کہ ذکر کیا گیا بجز زید کے کہ ان کی جتنی خوبیاں بیان کی گئیں اس سے زیادہ ہی پائیں۔

آپؐ نے فرمان لکھ بھیجا زید خیل کے نام...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام خیل رکھا آپؐ نے انھیں فید اور دوزمینوں کی جاگیر عطا فرمائی اس کے متعلق انھیں ایک فرمان لکھ دیا وہ اپنی قوم کے ساتھ واپس ہوئے ،مقام فردہ پہنچے تو فوت کر گئے ،ان کی بیوی نے تمام حکم ناموں پر قبضہ کرلیا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمنے زید کو لکھے تھے، اور پھاڑ ڈالا۔

بت فلسی کا منہدم...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ طے کے بت فلس کی جانب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا تھا کہ اسے منہدم کردیں اور ہر طرف سے گھیر لیں ،دو، دوسو سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے انھوں نے خاندان حاتم کے حاضرین پر چھاپہ مارا ،دختر حاتم ان لوگوں کے ہاتھ لگیں یہ لوگ انھیں بھی قبیلہ طے کے قیدیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔

حاتم کی بیٹی کی گرفتاری...... ہشام بن محمد کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں سے جن صاحب نے قبیلۂ طے پر چھاپہ مارا اور حتم کی بیٹی کو گرفتار کیا۔ وہ خالدؓ بن اولید تھے (علیؓ بن ابی طالب نہ تھے)

(اس گرفتاری کے وقت) عدی بن حاتم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر سے بھاگ نکلے ،اور ملک شام پہنچ گئے۔ وہ دین نصرانیت پر تھے، اپنی قوم کے ساتھ (مقام) مرباغ جایا کرتے تھے۔

حاتم کی بیٹی کی فریاد...... حاتم کی بیٹی کو مسجد نبویؐ کے دروازے کے ایک سائبان میں کر دیا گیا، وہ خوبصورت اور شیریں کلام تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو اٹھ کر آپؐ کے پاس آئیں اور عرض کیا والد مر گئے وافد (بطور وفد آنے والے) (کھو گئے) لہٰذا مجھ پر رحم فرمائیے، اللہ آپؐ پر احسان فرمائے گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تمہارا وفد کون ہے؟ انھوں نے کہا کہ عدی بن حاتم، او وہ تو اللہ و رسولؐ سے بھاگنے والے ہیں۔

آپ کا حاتم کی بیٹی کو عطیہ دینا...... ایک وفد قبیلہ قضاء سے آیا ہوا تھا حاتم کی بیٹی کہتی ہے کہ نبیؐ نے مجھے لباس عطا فرمایا، خرچ دیا اور سواری عطا فرمائی، میں انھیں (قبیلہ قضاء) سے روانہ ہوئی، ملک شام میں عدی کے پاس آئی، ان سے کہا کہ اے قطع رحم کرنے والے ظالم تم نے اپنے بیوی بچوں کو تو سوار کر لیا اور والد کے غمزدہ کو چھوڑ دیا۔

عدی کی روانگی.......... چند روز وہ عدی کے پاس مقیم رہیں، انھوں نے عدی سے کہا، میری رائے یہ ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملو، عدی روانہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ کو سلام کیا اس وقت آپ مسجد میں تھے آپؐ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انھو نے عرض کیا عدی بن حاتم۔

آپ کا اسلام پیش کرنا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اپنے مکان پر لے گئے، ایک گتا بچھا دیا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور فرمایا کہ اس پر بیٹھو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ گئے، آپؐ نے انکے سامنے اسلام پیش کیا وہ اسلام لے آئے۔

آپ کا عدی کو عامل بنانا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ان کی قوم کے صدقات (محاصل) پر عامل بنا دیا، جمیل بن مرشد الطائی نے اپنے شیوخ سے روایت کی ہے کہ عمرو بن المسیح بن کعب بن عمرو بن عصر بن غنم بن حارثہ بن ثوب بن معن الطائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ اس زمانے میں ڈیڑھ سو برس کے تھے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار کے بارے میں دریافت کیا، آپؐ نے فرمایا کہ جس کو تم قتل کر دو اور اس کو خود مرتے دیکھ لو تو کھاؤ، جو شکار زخمی ہو کر بھاگ جائے، اور تمہارے نظر سے اوجھل ہو کہ مر جائے تو اسے چھوڑ دو۔

امراؤالقیس کی رائے ...... یہ عرب میں سب سے بڑے تیر انداز تھے، یہی وہ شخص ہین جن کے بارے میں شاعر امراؤالقیس بن حجر یہ شعر کہتا ہے۔

رب رام من بنی ثعل　　　مخرج کفید ھی سترہ

ترجمہ: قبیلہ بنی ثعل میں ایسے تیر انداز بھی ہیں کہ چھپے ہوئے مقام سے اپنی دونوں ہتھلیاں نکال کے تیر چلاتے ہیں،

وفد تجیب

قبیلہ تجیب کے مردوں کا آنا .... ابوالوریث سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۹ ھ میں قبیلہ تجیب کا وفد آیا، یہ لوگ تیرہ آدمی تھے اپنے ہمراہ وہ صدقات بھی لیتے آئے جو اللہ نے ان پر فرض کئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو مرحبا فرمایا، اچھی جگہ ٹھہرایا، اور خاص مہمان خانہ بنایا، حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ ان کی مہمان نوازی اچھی طرح کریں اور انعامات دیں۔

آپؐ عام طور پر وفد کو جتنا عطا فرمایا کرتے تھے، ان لوگوں کو اس سے زائد دیا اور فرمایا کہ اب تو تم میں کوئی نہیں رہا، جس کو انعام نہ ملا ہو، ان لوگوں نے عرض کی ایک لڑکا ہے جس کو ہم اپنے کجاودں پر چھوڑ آئے ہیں وہ ہم سب میں سب سے کم سنی، فرمایا کہ اسے بھی ہمارے پاس لاؤ۔

لڑکے کا سوال کرنا ...... لڑکا حاضر خدمت ہوا اور عرض کی میں بھی اسی گروہ سے تعلق رکھتا ہوں، جو ابھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، آپؐ نے ان کی ضرورت پوری کردی ہیں، میری حاجت بھی پوری فرما دیجئے۔

فرمایا کہ تمہاری ضروت کیا ہے؟ عرض کی اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ میری مغفرت کرے، مجھ پر رحمت نازل کرے اور میری اور میرے دل میں کردے، فرمایا کہ اے اللہ اس کی مغفرت کر اس پر رحمت نازل کر اور اس کی امیری اس کے دل میں کردے۔

آپؐ نے اس کے لئے ابھی اتنے ہی انعام کا حکم دیا تھا جتنا اس کے ساتھیوں میں سے ہر ایک کو دلایا تھا یہ لوگ اپنے متعلقین کے پاس روانہ ہوگئے۔

سولہ آدمی حج کے زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منا قبیلے والوں ملے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے اس لڑکے کے بارے میں پوچھا فرمایا، ان لوگوں نے عرض کی کہ اسے جو کچھ اللہ دے دے اس پر اس سے زیادہ قناعت کرنے والا ہم نے کسی کو نہیں دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ سے آرزو کرتا ہوں کہ ہم سب کا خاتمہ اسی طرح ہو۔

وفد خولان

بت کے بارے میں دریافت کرنا ...... متعدد اہل علم سے روایت ہے کہ قبیلہ خولان کا وفد، جو دس آدمیوں پر مشتمل تھا شعبان ۱۰ ھ میں آیا ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ اللہ پر ایمان رکھنے والے اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والے اور اپنی قوم کے رہ جانے والوں کے قائم مقام ہیں اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اونٹوں کو تھکا کر سفر کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عم انس جوان لوگوں کا بت تھا کیا ہوا؟ ان لوگوں نے عرض کیا کہ وہ تو خواب اور بری حالت میں ہے ہم نے اسے اس اللہ سے بدل لیا جس کو آپ لائے ہیں، اگر ہم اس کی طرف واپس ہوں گے، تو منہدم کر دیں گے۔

ان لوگوں نے دین کے احکام کے متعلق چند باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیں تو آپؐ ان کے متعلق بتانے لگے، آپؐ نے کسی کو حکم دیا کہ انھیں قرآن وحدیث کی تعلیم دے، یہ لوگ رملہ بنت الحارث کے مکان میں ٹھہرائے گئے، اور ان کی مہمان نوازی کی گئی۔

چند روز کے بعد جب رخصت ہونے آئے تو آپؐ نے ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی انعام دینے کا حکم دیا یہ لوگ اپنی قوم میں واپس گئے، اپنے اسباب کی گرہ تک نہ کھولی جب تک عم انس بت کو منہدم نہ کر دیا، ان لوگوں نے ان چیزوں کو حرام کر لیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر حرام کر دی تھیں اور انھیں حلال کر لیا جو آپ نے ان کے لئے حلال کر دی تھیں۔

وفد جعفی

دل کو حرام سمجھنا...... ابی بکر بن قیس الجعفی سے روایت ہے کہ قبیلہ جعفی کے لوگ زمانہ جاہلیت میں دل کو حرام سمجھتے تھے، ان میں سے دو آدمی قیس بن سلمہ بن شراحیل بنی مرآن بن جعفی میں سے اور سلمہ بن یزید بن شجعہ بن الجمع بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

یہ دونوں اخیافی بھائی تھے ان کی والدہ ملیکہ بنت الحلو ان مالک بن حریم بن جعفی میں سے تھی، دل نہیں کھاتے ان دونوں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا بغیر اس کے کھائے ہوئے تمہارا اسلام مکمل نہیں ہوسکتا۔

آپؐ نے ان کے لئے دل منگایا وہ بھونا گیا، آپؐ نے سلمہ بن یزید کو دیا جب اس نے لیا تو اس کا ہاتھ کانپنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے کھالو، اس نے کھالیا اور یہ شعر کہا:

علی انی اکلت القلب کرھا وترسل حین مستہ بنانی

ترجمہ: اس بات پر کہ میں نے جبر دل کو دیکھا یا جب یہ میری انگلیوں نے اسے چھوا تو وہ کانپنی تھیں۔

زندہ دفن کرنا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس بن سلمہ کو ایک فرمان لکھ دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ یہ فرمان محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قیس بن سلمہ بن شراحیل کے لئے ہے کہ میں نے تم کو قوم مرآن ان کے موالی، حریم اور ان کے موالی اور کلاب اور ان کے موالی میں سے ان لوگوں پر عامل بنایا جو نماز کو قائم کریں زکوۃ دیں اپنے مال کا صدقہ دیں اسے پاک وصاف کریں۔

راوی نے کہا کہ قبیلہ کلاب میں اردوزبید وجزء بن سعد العشیر ہ وزید اللہ ابن سعد وعائذ اللہ بن سعد و بنی صلاتہ تھے جو بنی الحارث بن کعب میں سے تھے۔

راوی نے کہا کہ ان دنوں قیس بن سلمہ وسلمہ بن یزید نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری والدہ ملیکہ

بنت الحلو قیدی کو رہا کراتی تھی فقیر کو کھلاتی تھی مسکین پر رحم کرتی تھی ، وہ مرگئی ہے اس نے اپنی ایک بہت چھوٹی لڑکی کو زندہ درگور کردیا تھا۔

اس کا کیا حال ہے؟

فرمایا کہ جس نے زندہ دفن گور کیا (وہ بطور عذاب کے)اور جس کو زندہ دفن کیا گیا (وہ بطور انتقام یا شہادت) دوزخ میں ہیں ،(یہ سن کر) دونوں ناراض ہوکر اُٹھ کھڑے ہوئے۔

فرمایا کہ میرے پاس آؤ ، دونوں واپس آئے تو آپؐ نے فرمایا کہ میری والدہ بھی تمہاری والدہ کے ساتھ ہیں ،مگر یہ دونوں نہ مانیں اور چلے گئے ، دونوں کہتے جاتے تھے کہ واللہ جس شخص نے ہمیں دل کھلایا اور یہ دعویٰ کیا کہ ہماری ماں دوزخ میں ہے وہ اس کا اہل ہے کہ ہرگز اسکی پیروی نہ کی جائے۔

یہ دونوں چلے گئے راستے میں کسی مقام پر پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی ملے جن کے ساتھ زکوۃ کے کچھ اونٹ تھے ،صحابی کو ان دونوں نے رسّی سے باندھ دیا اور اونٹ ہنکا لے گئے یہ واقعہ نبی کو معلوم ہوا تو دوسرے جن پر لعنت کی گئی ہے ان کے ساتھ ان دونوں پر بھی لعنت فرمائی کہ رِعَل وذکوان عصیہ ولیحان اور لیلہ کہ دونوں بیٹوں جو حریم ومرآن کہ خاندان سے ہیں اللہ لعنت کرے۔

وادی کا نام حروان رکھا...... ولید بن عبداللہ الجعفی نے اپنے والد سے اورانھوں نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہ ابوسبرہ جن کا نام یزید بن مالک بن عبداللہ بن الذویب بن سلمہ بن عمرو بن ذہل بن مان بن جعفی تھا بطور وفد نبی کی خدمت میں حاضر ہوئے انکے ساتھ ان کے دو بیٹے سبرہ وعزیز بھی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عزیز سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے ،انھوں نے کہا عزیز۔(غلبہ وعزت والا) فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی عزیز نہیں ،تم عبداللہ ہو یہ لوگ اسلام لے آئے۔

ابوسبرہ نے عرض کیا یارسول اللہ میری ہتھیلی کی پشت میں ایک دانہ ہے جو مجھے اپنی سواری کی نکیل پکڑنے سے روکتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگوایا ،اس سے دانے پر مارنے لگے اور چھونے لگے چنانچہ وہ ختم ہوگیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دونوں بیٹوں کے لئے دعا فرمائی۔

ابوسبرہ نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے میری قوم کی وادئ یمن بطور جاگیر عطا فرمایئے ،آپؐ نے عطا فرمادی ،اس وادی کا نام حروان تھا۔یہی عبدالرحمن خیثمہ بن عبدالرحمن کے والد تھے۔

(۳۲) وفد صداء

قبیلہ صداء...... بنی المصطلق کے ایک شیخ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۸ھ میں جب جعرانہ سے واپس ہوئے تو قیس بن سعد بن عبادہ کو یمن کے اطراف میں بھیجا اور حکم دیا کہ قبیلہ صدا کو روند ڈالیں۔

وہ چار سو مسلمانوں کے ساتھ قنادۃ کے اطراف میں شکر کو جمع کیا قبیلہ مصداء کا ایک شخص آیا ،اس لشکر سے پوچھا تو اسے ان لوگوں کے متعلق بتایا گیا۔

وہ تیزی سے روانہ ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوااورعرض کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے پیچھے والوں کی طرف سے وفد کے طور پر حاضر ہواہوں ،آپ ان لوگوں کو واپس بلا لیجئے ،میں اپنی قوم کے ساتھ آپ ہی کا ہوں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کوواپس بلالیا۔

اس کے بعد ان (صداء کے)لوگوں میں سے پندرہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ،اسلام لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم کے پس ماندہ لوگوں کی طرف سے بیعت کی اور اپنے وطن واپس گئے ۔

اسلام ان لوگوں میں پھیل گیا،ان میں سے سوآدمی حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے

حضرت زیادؓ ایک سفر میں اذان کہی ...... زیاد بن الحارث الصدائی سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ میری قوم کی طرف لشکر بھیج رہے ہیں لشکر کوواپس بلا لیجئے ،میں اپنی قوم کے ساتھ آپ کے ساتھ ہوں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کوواپس بلالیا۔

میری قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے مجھے فرمایا کہ اے برادر صداء بیشک تمہاری قوم میں تمہاری اطاعت کی جاتی ہے،عرض کی یہ اللہ ورسول کے طفیل میں ہے۔

راوی نے کہا کہ یہی (زیاد) وہ شخص ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں اذان کہنے کاحکم دیا تو انھوں نے اذان کہی ،بلالؓ آئے کہ اقامت کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برادر صداء نے اذان کہی ہےاور جس نے اذان کہی ہے وہی اقامت کہے گا۔

وفد مراد

فرائض صدقہ کے بارے میں ......محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے روایت ہے کہ فردہ بن مسیک المرادی شاہان کندہ کو چھوڑ کر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع بن کر بطور وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ،سعد بن عبادہ کے یہاں ٹھہرے ،وہ قرآن اور فرائض وشرائع اسلام سیکھا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بارہ اوقیہ چاندی انعام فرما کر ایک اچھی نسل کا اونٹ سواری کے لئے ،اور عمان کا بنا ہوا ایک جوڑا پہننے کے لئے عنایت فرمایا۔

انھیں قبیلہ مراد و مذحج وزبید پر عامل بنایا ان کے ہمراہ خالد بن سعید ابن العاص کوصدقات پر مامور فرما کر بھیجا ایک فرمان تحریر فرمادیا جس میں فرائض صدقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک برابر وہ عامل صدقہ رہے۔

وفد زبید

قبیلہ زبیدہ کے بعض آدمیوں کا اسلام لانا...... محمد بن عمارہ بن حزیمہ بن ثابت سے روایت ہے کہ عمر بن سعد کرب الزبیدی قبیلہ زبید کے دس آدمیوں کے ساتھ مدینہ آئے، پوچھا کہ اس سرسبز جگہ میں رہنے والے بنی عمر و بن عامر کا سردار کون ہے؟ ان سے کہا کہ سعد بن عبادہ رہیں۔

اپنی سواری کو گھسیٹتے ہوئے روانہ ہوئے یہاں تک کہ سعد کے دروازے پر پہنچے، سعد نکل کر ان کے پاس آئے، انھیں ''مرحبا'' کہا، کجاوے کے اتارنے کا حکم دیا اور ان کی خاطر تواضع کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئے وہ اور ان کے ہمراہ اسلام لائے چند روز مقیم رہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں انعام دیا اور اپنے وطن کو واپس گئے، اپنی قوم کے ساتھ اسلام پر قائم رہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو مرتد ہو کر کافر ہو گئے۔ اس کے بعد پھر اسلام کی طرف رجوع کیا جنگ قادسیہ وغیرہ میں خوب شجاعت ظاہر کی۔

وفد کندہ

آپ کے انیس اونٹ سوار کے ساتھ حاضر ہوئے...... حضرت زہریؒ سے روایت ہے کہ اشعث بن قیس قبیلہ کندہ کے انیس اونٹ سواروں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں آئے وضع یہ تھی کہ عامل بڑھے ہوئے تھے، سرمہ لگا تھا، جبرہ کے جبے پہنے ہوئے تھے جن کا حاشیہ حریر کا تھا اور اوپر سے ریشمی کپڑے تھے جن پر سونے پتر چڑھے ہوئے تھے۔

آپ نے فرمایا کہ اسلام کیوں نہیں لایا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا کہ کیا تم لوگ اسلام نہیں لائے؟ ان لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں، فرمایا کہ یہ کیا حال ہے جو اپنا بنا رکھا ہے؟ ان لوگوں نے اسے ختم کر دیا۔

جب وطن کی واپسی کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو دس دس اوقیہ انعام دیا اور اشعث کو بارہ اوقیہ عطا فرمایا۔

وفد صدف

سواریوں کا حلیہ...... شرحبیل بن عبدالعزیز الصدنی نے اپنے بزرگوں سے روایت ہے کہ ہمارا وفد نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کل انیس آدمی تھے جو اونٹوں پر سوار تھے دھوتی اور چادر لباس تھی۔

سلام کی اہمیت ...... یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپؐ کے مکان اور منبر کے درمیان پہنچے اور بیٹھ گئے سلام نہیں کیا، فرمایا کہ تم لوگ مسلمان ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ جی ہاں فرمایا کہ پھر سلام کیوں نہیں کیا؟

وہ لوگ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ''**السلام علیکم ایھاالنبی ورحمة الله**'' آپؐ نے فرمایا ''**وعلیکم ورحمة اللــه وبرکاتــه**'' بیٹھ جاؤ لوگ بیٹھ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوقات نماز دریافت گئے آپؐ نے انھیں بتائے۔

وفد خشین

قبیلہ خشین کے سات فردوں کا اسلام لانا .... مجن بن وہب سے روایت ہے کہ ابوثعلبہ الخشنی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب آپؐ خیبر کی تیاری فرما رہے تھے، وہ اسلام لائے، آپؐ کے ہمراہ روانہ ہوئے اور خیبر میں حاضر ہوئے اس کے بعد خشین کے سات آدمی آئے اور ابوثعلبہ کے پاس اترے اسلام لائے بیعت کی اور اپنی قوم میں واپس گئے۔

وفد سعد ہذیم

آپ کا مسجد میں نبوی میں نماز جنازہ پڑھانا ...... ابونعمان نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ میں اپنے قوم کے چند آدمیوں ہمراہ بطور وفد کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہم لوگ مدینے کے آس پاس اترے مسجد نبویؐ کے ارادے سے نکلے تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں جنازے کی نماز پڑھاتے دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم کون لوگ ہو؟ عرض کیا ہم بنی سعد ہذیم میں سے ہیں، ہم اسلام لائے، بیعت کی اور اپنی سواریوں کی طرف واپس ہوئے۔

آپؐ نے ہمارے متعلق حکم دیا تو ہم ٹھہرائے گئے، ہماری مہمان نوازی کی گئی، تین دن تک مقیم رہے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے کہ رخصت ہوں آپؐ نے فرمایا کہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنالو، حضرت بلال کو حکم ہوا کہ تو انھوں نے ہمیں چند اوقیہ چاندی انعام دی ہم لوگ اپنی قوم کی طرف واپس آئے اللہ نے انھیں بھی اسلام عطا فرمایا۔

وفد بلّی

قبیلہ ابوانصار کا مسلمان ہونا...... رویفع بن ثابت البلوی سے مروی ہے کہ میری قوم کا وفد ربیع الاول ۹ھ میں آیا میں نے ان لوگوں کو اپنے مکان (واقع محلّہ) بنی حدیلہ میں اتارا میں ان لوگوں کو لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت اصحاب کے ہمراہ اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے تھے، شیخ وفد ابوالضباب آگے بڑھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے، اور گفتگو کی یہ قوم اسلام لے آئی۔

آپؐ سے ضیافت کے بارے میں دریافت کرنا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضیافت اور اپنے دینی امور میں چند باتیں دریافت کیں آپؐ نے جواب دیا کہ میں ان لوگوں کو اپنے مکان واپس لایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تھیلا کھجور لا کر فرمانے لگے کہ اس کھجور کو استعمال کرو یہ لوگ کھجور وغیرہ کھایا کرتے تھے، تین دن تک رہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپؐ سے رخصت ہوا۔ آنحضرتؐ نے ان لوگوں کو بھی انعام دیا جیسا کہ ان سے پہلے والوں کو دیا تھا، یہ لوگ اپنے وطن واپس گئے۔

وفد بہراء

قبیلہ بہراء کا فرائض اسلام سیکھنا...... ضباعہ بنت الزبیر بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ وفد بہراء یمن سے آیا جو تیرہ آدمی تھے یہ لوگ اپنی سواریوں کو گھسیٹتے ہوئے آئے (محلّہ) بنی ضدیلہ میں مقداد بن عمرو کے دروازے پر پہنچے، مقداد نکل کر ان لوگوں کے پاس آئے، ان کو مرحبا کہا اور مکان کے ایک حصے میں ٹھہرایا یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اسلام لائے فرائض سیکھے اور چند روز قیام کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ آپؐ سے رخصت ہوں، آپؐ نے ان کو انعام کا حکم دیا یہ لوگ اپنے متعلقین کے پاس واپس آ گئے۔

وفد عذرہ

ابی عمرو بن حریث العذری سے روایت ہے کہ میں نے اپنے بزرگوں کے خط میں پایا کہ بارہ آدمیوں کا وفد صفر ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جن میں حمزہ بن النعمان العذری وسلیم وسعد فرزندان مالک و مالک بن ابی ریاح بھی تھے۔

ایام جاہلیت کا سلام...... یہ لوگ رملہ بنت الحارث البخاریہ کے مکان میں اترے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، ایام جاہلیت کا سلام کیا، اور کہا کہ ہم لوگ قصی کے اخیافی بھائی (باپ شریک) ہیں، ہمیں لوگوں نے خزاعہ

و بنی بکر کو مکے سے ہٹایا تھا، ہماری قرابتیں اور رشتہ داریاں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مرحبا و اھلاً'' مجھ سے کسی نے تمہارا تعارف نہیں کرایا، تمہیں اسلامی سلام سے کس نے روکا ان لوگوں نے کہا کہ ہم اپنی قوم کی فکر میں آئے ہیں۔

امور دین کے متعلق چند باتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، سب مشرف بہ اسلام ہوئے چند روز قیام کیا پھر اپنے قبیلے میں واپس آ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اسی طرح انعامات دیے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفود کو دیا کرتے تھے، ان میں سے ایک کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر بھی اڑھائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مومن جن کے بارے...... ابوزمر الکلبی سے روایت ہے کہ زمل بن عمر والعذری بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، انھوں نے عذرہ کے بت سے (تصدیق رسالت کے متعلق) جو کچھ سنا تھا بیان کیا، فرمایا کہ یہ (کہنے والا) کوئی مومن جن تھا (بت نہ تھا)

زمل اسلام لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے قوم کی سرداری کا جھنڈا باندھ دیا صفین میں معاویہؓ کے ساتھ حاضر ہوئے، انھیں کے ساتھ مرج میں تھے کہ قتل کر دیئے گئے۔

جس وقت وہ بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو یہ اشعار زبان پر تھے۔

الیک رسو ل الله اعملت لفها　　اکلفها حزنا وقوزامن الرسول

ترجمہ (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ ہی کی جانب سواری کا رخ پھیرا ہے ناہموار و دشوار گزار ریگستان طے کرنے میں اسے تکلیف دے رہا ہوں)

لانصر خیر الناس نصرامؤ زرا　　واعقد حبلامن حبالک فی حبلی

ترجمہ عرض یہ ہے کہ بہترین انسان کی محکم نہ استوار امداد کروں، اور آپؐ کے رشتہ مبارک کی ایک دھجی خود بھی باندھ لوں)

واشهدان الله لا شئی غیره　ادین له اثقلت قدمی نعلی

ترجمہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز نہیں میں اس وقت تک اسی کے دین پر رہوں گا جب تک میرا جوتا میرے قوم کو بھاری رکھے۔

وفد سلاماں

قبیلہ سلاماں کا اسلام لانا...... محمد بن یحییٰ بن سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد کے خطوط میں پایا کہ حبیب بن عمرو السلامانی بیان کرتے تھے، کہ ہم لوگ وفد سلاماں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، ہم سات آدمی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ مسجد سے نکل کر ایک جنازے کی طرف جس کی آپؐ نے دعوت دی تھی جارہے تھے، ہم نے کہا، السلام علیکم یا رسول اللہ'' فرمایا وعلیکم تم لوگ کون ہو؟ عرض کیا ہم سلامان سے

ہیں، اور اس لئے آئے ہیں کہ آپؐ سے اسلام پر بیعت کریں، ہم اپنی قوم کے پسماندہ لوگوں کے بھی قائم مقام ہیں۔

آپؐ سے جھاڑ پھونک کے بارے میں دریافت کرنا............ آپؐ اپنے غلام ثوبان کی طرف مڑے اور فرمایا کہ اس وفد کو بھی وہیں اتارو جہاں وفد اترتے ہیں نماز ظہر پڑھی لی تو اپنے مکان اور منبر کے درمیان بیٹھ گئے، ہم لوگ آپؐ کے پاس گئے، نماز شرائع اسلام اور جھاڑ پھونک کے بارے میں دریافت کیا۔

آپؐ نے ہم میں سے ہر شخص کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی عطا فرمائی، ہم لوگ وطن واپس گئے، یہ واقعہ شوال ۱۰ھ ہے۔

وفد جہینہ

قبیلہ جہینہ کے لوگ آپؐ کے خدمت میں حاضر ہوئے...... ابوعبدالرحمٰن المدنی سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے تو آپؐ کے پاس عبدالعزیٰ بن بدر بن زید بن معاویہ الجہنی جو بنی اربعہ ابن رشدان بن قیس بن جہینہ میں سے تھے، بطور وفد آئے ان کے ساتھ باپ شریک اور چچازاد بھائی ابوروعہ بھی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالعزیٰ سے فرمایا کہ تم عبداللہ ہو، ابوروعہ سے فرمایا کہ انشاء اللہ ہم دشمن کو دہلا دو گے۔

غیان کے معنیٰ...... آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم لوگ کون ہو، انھوں نے کہا کہ ہم بنی غیان ہیں (غیان کے معنیٰ سرکشی کے ہیں) فرمایا کہ تم بنی رشدان ہو (رشدان کے معنیٰ ہدایت پانے کے ہیں)۔

ان لوگوں کی وادی کا نام غویٰ تھا (جس کے معنیٰ گمراہی وسرکشی کے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام رشد رکھا آپؐ نے جہینہ کے کوہ اشعر وکوہ افرد کے بارے میں فرمایا کہ یہ دونوں جنت کے پہاڑوں میں سے ہیں جن کو کوئی فتنہ نہ روند سکے گا۔

فتح مکے کے دن جھنڈا عبداللہ بن بدر کو دیا، ان لوگوں کو مسجد کے لئے زمین عطا فرمائی یہ مدینے کی سب سے پہلی مسجد تھی جس کے لئے زمین دی گئی۔

بت کا توڑنا...... عمرو بن مرہ الجہنی سے روایت ہے کہ ہمارا ایک بت تھا، جس کی سب تعظیم کیا کرتے تھے، میں نے اس کا مجاور تھا، جب میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سنا تو اسے توڑ ڈالا، وہاں سے روانہ ہوا مدینہ شریفہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، مسلمان ہوا کلمہ شہادت ادا کیا حلال وحرام کے متعلق جو احکام تھے سب پر ایمان لایا۔

اسی مضمون کو میں ان اشعار میں کہتا ہوں۔

شهدت بان الله حق وانني لآلهة الاحجار اول تارک

ترجمہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ حق ہے بے شک میں پتھروں کے معبودوں کا سب سے پہلا چھوڑنے والا ہوں۔

شمرت عن ساقي الازار مهاجرا اليک اجوب الوعث بعد الدکارک

ترجمہ میں اپنی پنڈلی سے دھوتی چڑھا کر آپ کی طرف اس طرح ہجرت کی کہ میں سخت ودشوار راہ زمین کو قطع کرتا ہوں)

لا اصحب خیر الناس نفسا ووالدا　　رسول ملیک الناس فوق الحبائک

ترجمہ　تاکہ میں ایسے شخص کی صحبت اٹھاؤں جو اپنی ذات وخاندان کے اعتبار سے سب سے بہترین اور لوگوں کے اس مالک کے رسول ہیں، جو آسمانوں کے اوپر ہے۔

قوم کا اسلام لانا......اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قوم کی طرف بھیجا کہ انھیں اسلام کی دعوت دیں ان سب نے اس کو قبول کیا، سوائے ایک شخص کے جس نے ان کی بات کا رد کیا۔

عمرو بن مرہ بدعا کرنا......عمرو بن مرہ نے اس پر بدعا کی جس سے اس کا منہ ٹوٹ گیا، وہ بات کرنے پر قادر نہ رہا نابینا اور محتاج ہو گیا

وفد کلب

عبد عمرو بن جبلہ بن وائل بن الجلاح الکلبی سے روایت ہے کہ میں اور ایک شخص عاصم جو بنی عامر کے بنی رقاش میں سے تھے، روانہ ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپؐ نے ہمارے سامنے اسلام پیش کیا ہم اسلام لائے۔

آپ کا ارشاد فرمانا......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نبی امی، صادق و پاکیزہ ہوں، خرابی اور پوری خرابی اس شخص کی ہے، جو مجھے جھٹلائے اور مجھ سے منہ موڑے اور جنگ کرے، بہتری اور پوری بہتری اس شخص کی ہے، جو مجھے جگہ دے، میری مدد کرے، مجھ پر ایمان لائے، میرے قول کی تصدیق کرے اور میرے ساتھ جہاد کرے۔

ہم دونوں نے عرض کیا کہ ہم تو آپؐ پر ایمان لاتے ہیں، آپؐ کے قوم کی تصدیق کرتے ہیں، دونوں اسلام لے لائے، عبد عمرو یہ شعر پڑھنے لگے۔

احببت رسول اللہ اذا جاء الھدی　　واصبحت بعد الجحد باللہ ارجوا

ترجمہ　میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لیا، جب آپؐ ہدایت لائے پہلے میں اللہ کا منکر تھا، اب مومن ہوں اور اس کا مجھے اجر ملے گا۔

ودوعت لذات القداح وقد اری　　بھا سدکا عمری وللحواصورا

ترجمہ: تیزوں کے ذریعے سے فال وشگون لینے کے مزے میں نے ترک کر دیے، حالانکہ ایسے ہی لہو ولعب میں میری عمر گذری تھی۔

وامنت باللہ العلی مکانہ　　واصبحت للاوثان ماعشت منکرا

ترجمہ: میں اللہ پر ایمان لایا جس کی منزلت برتر ہے، میں جب تک زندہ ہوں بتوں کا منکر رہوں گا،

حمل بن سعدانہ کے لئے جھنڈا۔

ربیعہ بن ابراہیم الدمشقی سے روایت ہے کہ حارثہ بن قطن بن زائر بن حصن بن کعب بن علیم الکلبی اور حمل بن سعدانہ بن حارثہ بن مغفل بن کعب بن علیم بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

حمل بن سعدانہ کے لئے جھنڈا باندھا، وہ اس جھنڈے کو لے کر معاویہ کے ساتھ صفین میں تھے۔

حارثہ بن قطن کے لئے تحریر............حارثہ بن قطن کے لیے ایک فرمان تحریر فرمادیا جس میں یہ مضمون تھا کہ

یہ فرمان نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دومۃ الجندل اور اس کے اطراف کے ان باشندگان کے لئے جو قبیلہ کلب کے حارثہ بن قطن کے ساتھ ہیں، بارش سے سیراب ہونے والی صحرائی کھجور کے درخت ہمارے ہیں شہر کے کھجور کے درخت تمہارے ہیں جس زمین پر چشمہ وغیرہ کا پانی جاری ہو اس پر محصول عشر (دسواں حصہ) ہے۔ اور جو بارش سے سیراب ہو اس پر محصول نصف عشر (بیسواں حصہ) ہے نہ تمہارے اونٹوں کی جمعیت کو جمع کیا جائیگا اور نہ ایک دو مواشی ہوں تو ان کو برابر کیا جائے گا تمہیں نماز کو وقت پر ادا کرنا ہوگا، اور زکوۃ اس کے حق کے موافق ادا کرنا ہوگی تم سے گھاس نہیں روکی جائے گی اور نہ سامان خانہ داری کا عشر (دسواں حصہ) لیا جائے گا تم سے اس عہد و میثاق ہے تمہارے ذمے خیر خواہی وفاداری اور اللہ و رسول کی ذمہ داری ہے، اللہ اور مومنین حاضرین گواہ ہیں۔

وفد جرم

اصقع اور ہودہ کا اسلام لانا......سعد بن مرۃ الجرمی نے اپنے والد سے روایت ہے کہ ہمارے دو آدمی بطور وفد کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ایک کا نام اصقع ابن شریح بن مریم بن عمرو بن ریاح بن عوف بن عمیرۃ بن الہون بن اعجب بن قدامہ بن جرم ابن ریاں بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھا ،اور دوسرے ہودہ بن عمرو بن ریاح تھے۔

دونوں اسلام لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک فرمان تحریر فرمادیا، مجھے بعض جرمیین نے وہ شعر سنائے جو اصقع یعنی عامر بن عصمہ بن شریح نے کہے تھے۔

وکان ابوشریح الخیر عمی　　　فتی الفتیان حمال الغرامه

ترجمہ: ابوشریح الخیر میرے چچا تھے، جو بڑے بہادر اور ذمہ داری کو برداشت کرنے والے تھے،

عمید الحی من جرم اذا ما　　　ذوالآ کان ساموناظلامه

ترجمہ: ایسی حالت میں بھی وہ قبیلہ جرم کے سردار تھے جب کہ مال اسباب لوٹنے والوں نے ہمیں مصیبت میں ڈال رکھا تھا۔

وسابق قومه لما دعاهم　　　الی للاسلام احمدٌ من تهامه

ترجمہ: جب کہ احمدؐ نے مکے سے ان کی قوم کو اسلام کی دعوت دی تو وہ اس دعوت حق کے قبول کرنے میں اپنی تمام قوم سے سبقت لے گئے۔

فلبا ه وکان له ظهیرا　　　فوفله علی حی قدامه

ترجمہ: انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لبیک کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار ہو گئے، آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے انھیں قدامہ کے دونوں قبیلوں پر سردار بنا دیا۔

عمرو بن سلمۃ بن قیس الجرمی سے روایت ہے کہ جب یہ لوگ اسلام لائے تو ان کے والد اور قوم کے چند آدمی بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے قرآن سیکھا حوائج دینی پوری کیں۔

آپؐ سے دریافت کیا کہ نماز کون پڑھائے...... ان لوگوں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ ہمیں نماز کون پڑھائے، آپؐ نے فرمایا کہ تم میں نماز وہ پڑھائے، جس نے سب سے زیادہ قرآن یاد کیا یا سیکھا ہو،

عمرو بن سلمہ کا نماز پڑھانا...... یہ لوگ اپنی قوم میں آئے تلاش کیا مگر کوئی ایسا شخص نہ ملا جو مجھ سے زیادہ قرآن کا جاننے والا ہوا، حالانکہ میں اس زمانہ میں اتنا چھوڑا تھا کہ میرے بدن پر صرف ایک چادر تھی، ان لوگوں نے مجھے امام بنایا اور میں نے انھیں نماز پڑھائی آج تک قبیلہ جرم کا کوئی مجمع ایسا نہ ہوا جس میں میں موجود ہوں اور امام نہ ہوں۔

راوی نے کہا عمر بن سلمہ اپنی وفات تک برابر لوگوں کی نماز جنازہ پڑھاتے اور مسجد میں امامت کرتے۔

ابو یزید عمرو بن سلمہ الجرمی سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک ایسے پانی (کے کنوئیں) کے سامنے رہا کرتے تھے، جس پر لوگوں کا راستہ تھا لوگوں سے پوچھا کرتے تھے، کہ یہ امراء اسلام کیا ہے وہ کہتے تھے کہ ایک شخص نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ نبی ہیں، اللہ نے انھیں رسول بنایا ہے اور یہ وحی بھیجی ہے۔

قبول اسلام کے لئے فتح مکہ کا منتظر رہنا...... میں یہ کرنے لگا کہ اس میں سے جو کچھ سنتا تھا اسے اس طرح یاد کر لیتا تھا کہ گویا میرے سینے پر رنگ چڑھا دیا گیا ہے یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں بہت سا قرآن جمع کر لیا عرب قبول اسلام کے لئے فتح مکہ کے منتظر تھے کہتے تھے کہ دیکھتے رہو، اگر آنحضرتؐ ان لوگوں پر غالب آجائیں تو آپؐ صادق و نبی ہیں۔

جب فتح مکہ کی خبر آئی تو ہر قوم نے اسلام لانے میں سبقت کی میرے والد ہمارے ہمسایہ لوگوں کے اسلام کی خبر آنحضرت کے پاس) نے گئے جب تک اللہ کو ان کا قیام منظور ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقیم رہے اس کے بعد آئے جب وہ ہمارے نزدیک آگئے تو ہم نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔

امامت کا حق اس کو جو زیادہ قرآن جانتا ہو...... انھوں نے کہا بخدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے تمہارے پاس آیا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اس بات کا حکم دیتے ہیں، اور اس اس بات سے منع فرماتے ہیں، فلاں نماز فلاں وقت پڑھو، اور فلاں نماز فلاں وقت، جب نماز کا وقت آئے تو کوئی تم میں سے اذان کہے، تمہاری امامت وہ شخص کرے جو تم میں سب سے زیادہ قرآن جانتا ہو۔

عمرو کا چھ سال میں امامت کرنا...... ہمارے ہمسایہ نے غور کیا تو ان لوگوں نے کوئی شخص مجھ سے زیادہ قرآن جاننے والا نہ پایا اس لئے کہ میں اونٹ سواروں سے یاد کیا کرتا تھا، ان لوگوں نے مجھے اپنا امام بنایا میں انھیں نماز

پڑھایا کرتا تھا حالانکہ میں چھ برس کا تھا، میرے بدن پر ایک چادر تھی کہ جب میں سجدہ کرتا تو وہ بدن سے ہٹ جاتی تھی، قبیلے کی ایک عورت نے کہا کہ تم لوگ اپنے قاری کے سرین کو ہم سے کیوں نہیں چھپاتے ان لوگوں نے مجھے بحرین کا ایک کرتہ پہنایا جتنی مسرت مجھے اس کرتے سے ہوئی اتنی کسی چیز سے نہیں ہوئی۔

عمرو بن سلمہ کا اونٹ سواروں سے آیت سیکھنا ...... عمرو بن سلمہ الجرمی سے روایت ہے کہ میں اونٹ سواروں سے ملتا تھا وہ مجھے آیتیں پڑھاتے تھے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں امامت کیا کرتا تھا''

عمرو بن سلمہ الجرمی سے روایت ہے کہ میرے والد اپنی قوم کے اسلام کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے، آپؐ نے ان لوگوں کے لئے جو کچھ فرمایا اس میں یہ بھی تھا کہ تمہاری امامت وہ شخص کرے جو تم میں سب سے زیادہ قرآن جانتا ہو۔

میں ان سب میں چھوٹا تھا اور امامت کیا کرتا تھا ایک عورت نے کہا کہ اپنے قاری کے سرین تو ہم سے چھپاؤ پھر ان لوگوں نے میرے لئے کرتہ بنایا میں جتنا اس کرتے سے خوش ہوا کسی چیز سے خوش نہیں ہوا۔

امامت کے مستحق ہونا ...... عمرو بن سلمہ سے روایت ہے کہ جب میری قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس آئی تو ان لوگوں نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ تمہاری امامت وہ شخص کرے جو تم میں سب سے زیادہ قرآن جانتا ہو۔

عمرو کا رکوع وسجود سیکھانا ...... ان لوگوں نے مجھے بلایا رکوع وسجود دسکھایا، میں انھیں نماز پڑھایا کرتا تھا، میرے بدن پر ایک پھٹی ہوئی چادر تھی لوگ میرے والد سے کہا کرتے کہ تم سے اپنے بیٹے کے کولہے کیوں نہیں چھپاتے

وفد ازد

قبیلہ ازد کا اسلام لانا ...... منیر بن عبداللہ الازدی سے روایت ہے کہ صرد بن عبداللہ الازدی اپنی قوم کے انیس آدمیوں کے ہمراہ بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، فردہ بن عمرو کے پاس اترے، فردہ نے ان لوگوں کو سلام کیا، اور ان کا اکرام کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاد کا حکم دینا ...... یہ لوگ ان کے یہاں دس روز ٹھہرے صرد ان سب میں افضل تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی قوم کے مسلمانوں پر امیر بنایا اور حکم دیا کہ وہ ان مسلمانوں کے ساتھ ان مشرک قبائل یمن سے جہاد کریں جو قرب وجوار میں ہیں۔

یہ نکلے اور جوش میں پڑاؤ کیا جو ایک محفوظ شہر تھا اسی میں قبائل یمن تھے جو قلعہ بند ہو گئے تھے صرد نے پہلے اسلام کی دعوت دی انکار کی تو ایک مہینے تک محاصرہ رکھا ان کے موشی حملہ کر کے لوٹ لیا کرتے تھے۔

وہ محاصرہ اٹھا کر کوہ شکر کی طرف چلے گئے، یہ سمجھے کہ بھاگ گئے لوگ ان کی تلاش میں نکلے، صرد نے اپنی صفیں آراستہ کیں اور حملہ کر دیا جس طرح چاہا ان لوگوں کو تہ تیغ کیا بیس گھوڑے پکڑ لیے دو پہر تک طویل جنگ ہوئی۔

اہل جرش نے دو آدمیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تھا جو متلاشی و منتظر تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لوگوں کے مقابلے اور صرد کی فتح کی خبر دی۔

آپ کا تم ''میرے ہو اور میں تمہارا ہوں'' فرمانا...... یہ دونوں اپنی قوم کے پاس آئے اور سارا حال بیان کیا، ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا ارکان وفد اسلام لائے، آپؐ نے انھیں ''مرحبا فرمایا'' اور فرمایا کہ تم لوگ صورت کے اچھے ملاقات میں سچے، کلام میں پاکیزہ اور امانت میں بڑے ہو تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں۔

آپؐ نے ان لوگوں کا میدان جنگ میں شعار (لفظ) مبرور مقرر فرمایا، اور ان کے گاؤں کو خاص نشانوں سے محفوظ و محدود فرما دیا۔

قبیلہ غسان کا تیرہ افراد کا اسلام لانا...... محمد بن بکیر الغسانی نے اپنی قوم غسان سے روایت ہے کہ ہم لوگ رمضان ۱۰ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینے آئے، کل تیرہ آدمی تھے رملہ بنت الحارث کے مکان میں اترے دیکھا کہ تمام عرب کی جماعتیں سب کے سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر رہے تھے کہ ہم نے آپس میں کہا کہ عرب کے عقل مند لوگ کیا اس نظر سے دیکھیں گے کہ عرب بھر میں ہم ہی برے ہیں۔

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اسلام لائے، تصدیق کی اور گواہی دی کہ آپؐ جو کچھ لائے ہیں سب حق ہے، ہم جانتے نہ تھے کہ قوم ہماری پیروی کرے گی یا نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں انعامات دیئے۔

یہ لوگ واپس ہوئے، قوم کے پاس آئے تو ان لوگوں نے ان کی بات نہیں مانی، ان لوگوں نے اپنا اسلام پوشیدہ رکھا ان میں سے دو مسلمان مر گئے اور ایک نے جنگ یرموک میں عمرؓ بن الخطاب کو پایا، وہ ابو عبیدہ سے ملے اپنے اسلام کی خبر دی وہ ان کی اکرام کیا کرتے تھے۔

وفد حارث بن کعب

حضرت خالد بن ولید کا اسلام کی دعوت دینا...... عبداللہ بن عکرمہ بن عبدالرحمٰن بن الحارث نے اپنے والد سے روایت کی کہ ربیع الاول ۱۰ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو چار سو مسلمانوں کے ساتھ نجران بھیجا اور حکم دیا کہ جہاد کرنے سے پہلے تین مرتبہ اسلام کی دعوت دیں۔

خالد نے یہی کیا جو بنی الحارث بن کعب وہاں تھے انھوں نے اسلام قبول کر لیا، اور اس مذہب میں داخل ہو گئے، جس کی انھیں خالد نے دعوت دی تھی خالد انھیں لوگوں کے پاس ٹھہر گئے، انھیں اسلام و شرائع اسلام، کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ کی خبر دینا...... یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا اور بلال بن الحارث المزنی کے ساتھ بھیج کر آپ کو مسلمانوں کے غلبے اور بنی الحارث کے اسلام کی طرف تیزی سے سبقت کرنے کی خبر دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کو تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کو خوش خبری دو اور ڈراؤ بھی واپس اس طرح آؤ کہ تمہارے ساتھ ان کا وفد بھی ہو اخالد اسی طرح آئے کہ ساتھ ان لوگوں کا وفد بھی تھا جن میں قیس بن الحصین ذوالفصہ ، یزید بن عبدالمنان ، عبداللہ بن المدان یزید بن المحجل ، عبداللہ بن قراد ، شداد بن عبداللہ القنانی وعمرو بن عبداللہ بھی تھے۔

خالد اور دیگر لوگوں کا آپ کی خدمت میں حاضر ہونا...... خالد نے ان لوگوں کو اپنے پاس ٹھہرایا ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ لوگ بھی ساتھ تھے آپؐ نے فرمایا کہ کون لوگ ہیں جو ہندوستانی معلوم ہوتے ہیں عرض کیا گیا کہ یہ بنی الحارث بن کعب ہیں۔

کلمہ شہادت کا پڑھنا...... ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا کلمہ شہادت ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھا ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو دس دس اوقیہ چاندی انعام عطا فرمائی ، قیس بن الحصین کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمائی ، انھیں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی الحارث بن کعب پر امیر بنایا۔

یہ لوگ بقیہ ایام شوال میں اپنی قوم کی طرف واپس گئے اس کے چار ماہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''صلوات اللہ علیہ ورحمة اللہ وبرکاته کثیراً دائماً'' کی وفات ہوگئی۔

شعبی سے روایت ہے کہ عبدہ بن مسہر الحارثی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ سے وہ چیزیں دریافت کیں جن کو وہ پیچھے چھوڑ آئے تھے ، اور اپنے سفر میں انہوں نے دیکھی تھیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم انھیں وہ چیزیں بتانے لگے ، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اے ابن سہر اسلام لے آؤ اور اپنے دین کو دنیا کے عوض فروخت نہ کرو' اسلام لے آئے۔

وفد ہمدان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرحبا کہنا...... حبان بن ہانی مسلم بن قیس بن عمرو بن مالک بن لائی الہمدانی ثم الارجبی نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہ قیس بن مالک بن لائی الارجبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ، آپؐ مکے میں تھے انھوں نے عرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپؐ پر ایمان لاؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدد کروں۔

فرمایا کہ ''مرحبا'' اے گروہ ہمدان کیا تم لوگ وہ اختیار کرو گے جو مجھ میں ہے؟ انھوں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں جی ہاں فرمایا اچھا تم اپنی قوم کے پاس جاؤ اگر انہوں بھی یہی کیا تو واپس آنا میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا دینا...... قیس اپنی قوم کی طرف روانہ ہوئے وہ لوگ اسلام لائے غسل کے لئے اندر گئے، قبلے کی طرف رخ کیا، قیس بن مالک ان لوگوں کے اسلام کی خبر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روانہ ہوئے، عرض کی کہ میری قوم اسلام لے آئی ہے انھوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپؐ سے اخذ کروں (یعنی کچھ سیکھ لو)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیس کیسے اچھے قوم کے قاصد ہیں، اور فرمایا کہ تم نے وفا کی اللہ تمہارے ساتھ وفا کرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشانی پر ہاتھ پھیرنا...... آپؐ نے ان کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا ان کی قوم ہمدان کے (قبائل) جو خالص ونجیف تھے، وہ لوگ ان کی بات سنیں اطاعت کریں اور یہ کہ ان کے لئے اللہ ورسول کی ذمہ داری ہے جب تک تم لوگ نماز کو قائم رکھو، اور زکوٰۃ ادا کرو۔

آپؐ نے قیس کو تین سوفرق (پیمانہ یمن) بیت المال میں سے ہمیشہ کے لئے جاری فرمایا، دوسوفرق کشمش اور جوار نصف نصف اور ایک سوفرق گیہوں۔

ابواسحاق نے اپنی قوم کے بزرگوں سے روایت ہے کہ ایام حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپؐ کو قبائل عرب کے سامنے پیش کیا، قبیلہ ارجب کے ایک شخص جن کا نام عبداللہ بن قیس بن امام غزال تھا آپؐ کے پاس گزرے فرمایا، کیا تمہاری قوم کے پاس تھا باز کرنے کی قوت ہے عرض کیا جی ہاں۔

آپؐ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا، وہ مسلمان ہوئے، مگر یہ اندیشہ ہوا کہ ان کی قوم آپؐ کے ساتھ وعدہ خلافی کرے گی اس لئے آپؐ سے آئندہ حج کا وعدہ کیا۔

آپؐ نے قبیلہ ہمدان کی جماعت کو ان کی قوم کے ارادے سے روانہ فرمایا، بنی زبید کے ایک شخص زباب نے انھیں قتل کر دیا اس کے بعد قبیلہ ارحب کے چند نوجوانوں نے عبداللہ بن قیس کے عوض زباب الزبیدی کو قتل کر دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشنگوئی .... اہل علم سے روایت ہے کہ وفد ہمدان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کیفیت سے آیا کہ ان کے بدپ رجبرہ کے بنے ہوئے کپڑے تھے کن کی گوٹ دیباج ریشم کی تھی ان لوگوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمدان کیا اچھا قبیلہ ہے کہ مدد پر سب سے پہلے پر پہنچے والا اور مصیبت میں صبر کرنے والا ہے، انھیں میں سے اسلام کے سردار ابدال ہوں گے۔

یہ لوگ اسلام لے آئے نبی کریمؐ نے ان لوگوں کے متعلق تحریر فرمایا کہ ہمدان کے خلاف دیام شاکر کے علاقے، اہل الہضب وحقاف الرمل مسلمانوں کے لئے ہیں۔

وفد سعد العشیرہ

ایک شخص کا فراض نامی بت پر حملہ...... عبدالرحمٰن بن ابی سبرۃ الجعفی سے روایت ہے کہ جب لوگوں نے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کی خبر سنی تو بنی انس اللہ بن سعد العشیر ہ کے ایک شخص ذباب نے سعد العشیر ہ کے بت پر جس کا نام فراض تھا، اوراسے ریزہ ریزہ کر دیا۔

اس کے بعد وہ بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، اسلام لائے اور یہ شعر کہے

تبعت رسول الله اذجاء بالهدیٰ وخلقت فراضا بدارهوان

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر لی جب آپؐ ہدایت لائے اور فراض کو میں نے ذلت کے مقام میں چھوڑ دیا،

شدوت علیه شدة فترکته کان لم یکن والدهر ذوجن شان

ترجمہ: میں نے اس پر حملہ کیا اور اسے اس حالت میں چھوڑا کہ گویا وہ تھا ہی نہیں زمانہ تو انقلاب والا ہے ہی،

فلمارایت الله ظهر دینه اجبت رسول الله حین وعانی

ترجمہ: جب میں نے دیکھا کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا تو جب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی میں نے قبول کر لی،

فاصبحت الاسلام ماعشت ناصحوا والقیت فیها کلکلی وجوانی

ترجمہ: میں جب تک زندہ رہوں گا اسلام کا مددگار رہوں گا، اور اسی میں اپنا تمام زور لگاؤں گا،

فمن مبلغ سعد العشیره انی شریت المذیقی بآخر فان

ترجمہ: ہے کوئی جو سعد العشیر ہ کو یہ خبر پہنچا دے کہ میں نے فانی چیز کے بدلے باقی رہنے والی چیز خریدی ہے،

مسلم بن عبداللہ بن شریک النخعی نے اپنے والد سے روایت ہے کہ عبداللہ ابن زباب الانسی جنگ صفین میں علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ تھے وہ ان کے لئے کافی تھے۔

وفد عنس

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا تناول فرمانا...... مذحج کے عنسی بن مالک کے قبیلے کے ایک شخص سے روایت ہے کہ ہم میں ایک شخص تھے، جو بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا رہے تھے، آپؐ نے انھیں کھانے کے لئے بلایا تو یہ بیٹھ گئے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرما رہے تھے تو نبی کریمؐ ان قریب آئے اور فرمایا کہ کیا تم شہادت دیتے ہو کہ سوائے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بندہ و رسول ہیں انھوں نے کہا کہ

''اشهدان لااله الا الله وان محمداً عبده ورسوله''

فرمایا: تم طمع سے آئے ہو یا خوف سے، عرض کیا کہ طمع کے متعلق یہ عرض ہے کہ بخدا آپؐ کے قبضے میں کوئی مال نہیں (جس کا کوئی لالچ کرے) اور خوف کے متعلق یہ گزارش ہے کہ بخدا میں ایسے شہر میں رہتا ہوں جہاں آپؐ کے لشکر نہیں پہنچ سکتے (کہ کوئی خوف نہ کرے) لیکن مجھے (عذاب آخرت کا) خوف دلایا گیا تو میں ڈر گیا، مجھ سے کہا گیا کہ اللہ پر ایمان لاؤ میں ایمان لے آیا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا کہ قبیلہ عنس کے اکثر لوگ مقرر ہیں چند روزہ قیام میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آمد و رفت کرتے رہے۔

آخر آپؐ سے رخصت ہونے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روانہ ہو جاؤ آپؐ نے انھیں سفر کا سامان دیا اور فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی (مرض وغیرہ) محسوس ہو تو کسی قریب کے گاؤں میں پناہ لے لینا۔

وہ روانہ ہوئے، راستے میں شدید بخار آ گیا، انھوں نے کسی قریب کے گاؤں میں پناہ لی اور وہیں وفات پائی، اللہ ان پر رحمت کرے، ان نام ربیعہ تھا۔

وفد داریین

آپ کی واپسی کے وقت...... حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ وغیرہ سے روایت ہے کہ داریین کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبوک سے واپسی کے وقت آیا یہ دس آدمی تھے، جن میں تمیم نعیم فرزندان اوس بن خارجہ بن سواد بن جذیمہ بن ورآع بن عدی بن المار بن ہانی بن حبیب بن نمارہ بن ملم، یزید بن قیس بن خارجہ، الفاکہ بن النعمان بن جبلہ بن صفارہ یا صفار بن ربیعہ بن دراع بن عدی بن الدار، جبلہ بن مالک بن صفارہ، ابو ہند وطیب فرزندان ذرابہی، ذرعبداللہ بن رزین بن رعمیت بن ربیعہ بن دراع تھے۔ ہانی بن حبیب عزیز ومرہ فرزندان مالک بن سواد بن جزیمہ تھے۔

آپ ﷺ کا نام تجویز فرمانا...... یہ لوگ اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طیب کا نام عبداللہ اور عزیز کا نام اور ایک ریشمی جبہ جس میں سونے کے پتر لگے ہوئے تھے، بطور ہدیہ پیش کی۔

آپ ﷺ نے گھوڑوں اور قبا کو قبول فرمالیا، (اور مشک کو قبول نہیں فرمایا) یہ جبہ عباس بن عبدالمطلب کو عطا فرمائی حضرت عباسؓ نے عرض کی کہ میں اسے کیا کروں گا (کیونکہ اس کا پہننا جائز نہیں، فرمایا، سونا نکال کر اپنی عورتوں کے لئے اس کا زیور بنوالو یا اسے (فروخت کر کے) خرچ کرلو، جبہ کے ریشم کو فروخت کر ڈالو اور اس کی قیمت لے لو۔

حضرت عباس نے اسے ایک یہودی کے ہاتھ آٹھ ہزار دراھم میں فروخت کر دیا، تمیم نے عرض کی ہمارے اطراف میں روم کی ایک قوم ہے جن کے دو گاؤں ہیں ایک کا نام جوی اور دوسرے کا بیت عینون ہے، اگر اللہ آپ ﷺ کو ملک شام پر فتح عطا فرمائے تو یہ دونوں گاؤں مجھے ہبہ فرما دیجئے، فرمایا وہ تمہارے ہی ہوں گے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا گاؤں واپس کرنا...... جب ابوبکر صدیق خلیفہ ہوئے تو انھوں نے ان کو یہ گاؤں دے دیے، انھیں ایک فرمان لکھ دیا، داریین کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک مقیم رہا آپ ﷺ نے ان لوگوں کے لئے ایک سو وسق (پیمانہ غلہ) وصیت فرمائی

وفد الرہاویین از قبیلہ مذحج

آپ ﷺ کو ہدیہ پیش کیا گیا...... زید بن طلحۃ التیمی سے روایت ہے کہ ۱۰ھ میں پندرہ آدمی رہاویین کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے یہ لوگ قبیلہ مذحج کے تھے، رملہ بنت الحارث کے مکان پر اترے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے پاس تشریف لائے، بڑی دیر تک باتیں کرتے رہے ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چند ہدایا پیش کئے جن میں ایک گھوڑا بھی برواج نام کا تھا، آپ ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا تو آپ ﷺ کے سامنے پھیرا گیا، آپ ﷺ نے اسے پسند فرمایا۔

آپ ﷺ کا انعام دینا...... یہ لوگ اسلام لائے، قرآن وفرائض سیکھے، آپ ﷺ نے ان لوگوں کو بھی اسی طرح انعام دیا جس طرح آپ ﷺ وفد کو دیا کرتے تھے کہ ان کے بڑے درجے والے کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی اور کم درجے والے پانچ اوقیہ، یہ لوگ اپنے وطن واپس گئے۔

ان میں سے چند آدمی آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے سے حج کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک مقیم رہے، آپ ﷺ نے خیبر کی پیداوار سے لشکر کی عوض میں ان لوگوں کے لئے ایک سو وسق جاری کرنے کی وصیت فرمائی اور فرمان لکھ دیا۔

ان لوگوں نے اس کو زمانہ معاویہ میں فروخت کر ڈالا...... حضرت عمرو بن ہزان بن سعد الرہادی نے اپنے والد سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی جن کا نام عمرو بن سبیع تھا بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے۔

آپ ﷺ کا حکم باندھنا......... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے ایک جھنڈا باندھ دیا، یہی جھنڈا لے کر انھوں نے معاویہ کے ساتھ جنگ صفین میں (حضرت علیؓ کے لشکر سے) جنگ کی، بارگاہ رسالت میں اپنی حاضری کے متعلق یہ اشعار کہے۔

الیک رسول اللہ اعملت نصها		تجوب الفیا فی سملقا بعد سملق

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے سواری کا رخ آپ ﷺ کی جانب کر دیا ہے، جو یکے بعد دیگرے جنگل و بیابان کی صحرا نوردی کر رہی ہے،

علی ذات الواح اکلفها السری		تخب برحلی مرۃ ثم تعنق

ترجمہ: وہ سواری جس پر لکڑی کی زین ہے میں اس کو شب نوردی کی تکلیف دے رہا ہوں میرا سامان اٹھائے ہوئے کبھی تو جھک جاتی ہے، اور کبھی گردن اونچی کر لیتی ہے،

فما لک عندی راحۃ او تلجلجی		بباب النبی لهاشمی الموافق

ترجمہ: اے سواری میرے ہاں تجھے اس وقت تک آرام نہیں ملے گا، جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

دروازے تک تو نہ پہنچ جائے۔

عتقت اذامن رحلة ثم رحلة وقطع دیا میهم وهم مسؤ رق

ترجمہ: وہاں پہنچنے کے بعد پھر تو ہر ایک سفر سے رہا و آزاد ہو جائے گا، نہ تجھے کہیں جانا پڑے گا نہ ایسی زحمت ہوگی کہ رات بھر بیدار رہے۔

تیسرے شعر میں ''تلجج'' کا لفظ ہے اس کے معنیٰ بتاتے ہوئے ہشام کہتے ہیں کہ تلجج اونٹنی کے ایسے بیٹھ جانے کو کہتے ہیں کہ پھر نہ اٹھے۔

شاعر کہتا ہے:

فمن مبلغ الحسناء ان حليلها مما دبن مذعور تلجج غادرا

ترجمہ: محبوبہ سے کون ہے کہ جا کے کہہ دے کہ اس کا شوہر غداری کی وجہ سے تذبذب میں پڑ گیا ہے۔

وفد عامد

ابی کعب کا قرآن سکھانا............متعدد اہل علم سے روایت ہے کہ وفد غامد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے پاس رمضان میں آیا، یہ دس آدمی تھے جو بقیع الغرقد میں اُترے، اپنے اچھے کپڑے پہنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوئے آپ کو سلام کیا اور اسلام کا اقرار کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک حکم نامہ تحریر فرمادیا جس میں اسلام کی شرائط تھے، یہ لوگ ابی بن کعب کے پاس آئے تو انھوں نے ان لوگوں کو قرآن سکھایا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اُسی طرح انعام دیا جس طرح وفد کو دیتے تھے اور یہ واپس گئے۔

وفد النخع

ارقم اور ارطاۃ کا اسلام لانا...... آپ کی دعا کرنا شیوخ نخع سے روایت ہے کہ قبیلہ نخع نے اپنے دو آدمیوں کو جن میں سے ایک کا نام ارطاۃ بن شراحیل بن کعب تھا کہ بنی حارثہ بن سعد مالک بن النخع میں سے تھے دوسرے جہلش کو جن کا نام ارقم تھا کہ بنی بکر بن عوف بن النخع میں سے تھے بطور وفد اپنے اسلام کی خبر کے ساتھ رسول اللہ کے پا س بھیجا، یہ دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

آپؐ نے ان دونوں کے سامنے اسلام پیش کیا، دونوں نے قبول کیا اور اپنی قوم کی جانب سے بیعت کی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کی حالت اور حسن ہئیت پسند آئی، فرمایا، کیا تمہارے پیچھے تمھاری قوم سے کوئی تم دونوں کے مثل ہے، انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اپنی قوم کے ایسے ستر آدمی چھوڑ آئے ہیں جو سب ہم دونوں سے افضل ہیں، ان میں سے ہو ایک معاملات کا فیصلہ کرتا ہے اور کاموں کو پورا کرتا ہے۔ جب کوئی کام ہوتا ہے تو لوگ ہمارے شریک حصہ دار نہیں ہوتے ہیں۔

آپ نے ان کی قوم کے لئے دعا فرمائی...... رسول اللہ صلی علیہ وسلم ان کے اور ان کی قوم کے لیے خیر کی دعا فرمائی اور فرمایا کہ اے اللہ نخع کو برکت دے، ارطاۃ کو امیر قوم بنا کے ایک جھنڈا عطا فرمایا جو فتح مکہ میں ان کے ہاتھ میں تھا، وہ اسے قادسیہ میں بھی لائے تھے، اسی روز (یعنی جنگ قادسیہ میں) شہید ہو گئے، ان کے بھائی درید نے اسے لے لیا اور وہ بھی شہید ہو گئے، دونوں پر اللہ رحمت نازل کرے، پھر اسے بنی جزیمہ کے سیفہ بن الحارث نے لے گیا، اور کوفہ لے گئے۔

آپ کی خدمت میں یمنی دوسو آدمی حاضر ہوئے...... محمد بن عمر الاسلمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو سب سے آخری وفد آیا وہ وفد نخع تھا یہ لوگ یمن سے دس محرم ۱۱ ھ میں آئے، یہ دوسو آدمی تھے جو رملہ بنت الحارث کے مکان پر اترے، رسول اللہ ﷺ کے پاس اسلام کا اقرار کرتے ہوئے آئے۔

ان لوگوں نے یمن میں معاذ بن جبل سے بیعت کی تھی، ان میں زرارہ بن عمرو بھی تھے، ہشام بن محمد نے کہا کہ یہ زرارہ بن قیس بن الحارث بن عذاء تھے، اور یہ نصرانی تھے۔

وفد بجیلہ

آپ ﷺ کی پیشنگوئی...... عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جریر بن عبداللہ البجلی ۱۰ ھ میں مدینہ آئے، ان کے ساتھ قوم کے ڈیڑھ سو آدمی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان لوگوں کی آمد سے پہلے بطور پیشنگوئی حاضرین سے) فرمادیا تھا کہ اس وسیع راہ سے تمہیں ایک بہترین بابرکت شخص نظر آئے گا جس کی پیشانی پر سلطنت کا نشان ہوگا۔

جریر اپنی سواری پر نظر آئے، ان کے ساتھ ان کی قوم بھی تھی یہ لوگ اسلام لائے اور بیعت کی، جریر نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیلا دیا، اور مجھے بیعت کیا اور فرمایا کہ (یہ بیعت) اس پر ہے کہ تم شہادت دو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں نماز قائم کرو، زکوۃ دو رمضان کے روزے رکھو، مسلمانوں کی خیر خواہی کرو، امیر کی اطاعت کرو اگر چہ وہ حبشی غلام ہی ہو۔

عرض کی! جی ہاں آپ ﷺ نے انھیں بیعت کر لیا۔

آپ نے فرمایا کہ تم کون ہو؟...... حضرت قیس بن عزارہ الاحمسی قبیلہ احمس کے ڈھائی سو آدمیوں کے ساتھ کے ہمراہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے فرمایا کہ تم کون ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہم لوگ احمس اللہ (اللہ کے بہادر ہیں زمانہ جاہلیت میں ان لوگوں کو یہی کہا جاتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج سے تم لوگ احمس اللہ (اللہ کے بہادر) ہو حضرت بلال کو حکم دیا کہ بجیلہ کے اونٹ سواروں کو انعام دو اور چمپئن سے شروع کرو انھوں نے یہی کیا۔

فرمایا کہ اللہ نے اسلام کو غلبہ عطا فرمایا...... جریر بن عبداللہ کا قیام فروہ بن عمرو البیاضی کے پاس تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان کے پس پشت والوں کا حال دریافت فرمایا، عرض کی یا رسول اللہ اللہ نے اسلام کو غلبہ عطا فرمایا'' اذان کو مساجد اور صحنوں میں غالب کر دیا، قبائل نے اپنے وہ بت توڑ ڈالے جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔ فرمایا، اچھا ذوالخلصہ (بت) کیا ہوا عرض کی کہ ابھی تو اپنی حالت پر باقی ہے، انشاء اللہ اس سے بھی راحت مل جائے گی

آپ ﷺ نے بت توڑنے کا حکم دیا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ذوالخلصۃ کو توڑنے کے لئے بھیجا، ان کے لئے جھنڈا باندھا تو عرض کی کہ میں (سواری نہ جاننے سے) گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اے اللہ ان کو ہادی (ہدایت کرنے والا) اور مہدی (ہدایت یافتہ) بنا دے۔

وہ اپنی قوم کے ہمراہ تقریباً دو سو تھے روانہ ہوئے، زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ واپس آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اسے توڑ ڈالا؟ عرض کی! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا جی ہاں (توڑ ڈالا) اس پر جو کچھ تھا میں نے لے لیا، اسے آگ میں جلا دیا ایسی حالت بنا دی کہ جو اس سے محبت کرتا ہے، اسے ناگوار ہوگا، ہمیں اس کے توڑنے سے کسی نے نہیں روکا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز قبیلہ احمس کے پیادوں اور سواروں کے لئے دعائے برکت کی۔

وفد خثعم

آپ ﷺ کا حکم نامہ تحریر فرمانا...... یزید اور دیگر علماء سے روایت ہے کہ جریر بن عبداللہ کے ذوالخلصہ کو توڑنے اور قبیلہ خثعم کے کچھ لوگوں کو قتل کرنے کے بعد وفد عثعث بن زحر و انس بن مدرک قبیلہ خثعم کے چند آدمیوں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، ان لوگوں نے کہا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر جو کچھ وہ اللہ کے پاس سے لائے ایمان لاتے ہیں آپ ﷺ ہمیں ایک فرمان کلمہ دیجئے کہ جو کچھ اس میں ہو ہم اس کی پیروی کریں۔

آپ ﷺ نے ان لوگوں کو ایک فرمان لکھ دیا جس میں جریر بن عبداللہ و حاضرین کی گواہی تھی۔

وفد الاشعرین

آپ ﷺ کا وفد کو مشک سے تشبیہ دینا...... علماء نے فرمایا کہ اشعر بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، وہ پچاس آدمی تھے، جن میں ابوموسیٰ الاشعری، ان کے بھائی اور ان کے ہمراہ قبیلہ عکرمہ کے دو آدمی تھے یہ لوگ کشتی میں سمندری راستے سے آئے اور جدہ میں اترے۔

جب مدینے کے نزدیک پہنچ گئے تو کہنے لگے کہ ''**غداً نلقی الاحبہ محمد اخربہ**'' (کل ہم احباب سے ملیں گے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی گروہ سے)

یہ لوگ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر خیبر میں پایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی، بیعت کی اور اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اشعرین لوگوں میں ایسے ہیں جیسے تھیلی میں مشک ہو۔

وفد حضر موت

آپ ﷺ کا دعا فرمانا...... اہل علم نے کہا ہے کہ وفد حضر موت وفد کندہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا یہ لوگ بنی ولیعہ شاہان حضرت موت حمدۃ ومخوس ومشرح والصفہ تھے یہ لوگ اسلام لائے۔

مخوس نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، عرض کی کہ میں اسلام وہجرت کے شوق میں آیا ہوں، آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اوران کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

الصلوٰۃ جامعۃ کی آواز لگانا...... حضرت وائل بن حجر کی آنے کی خوشی میں آواز لگائی گئی کہ الصلوٰۃ جامعۃ تا کہ لوگ جمع ہوجائیں (جب کسی کام کے لئے لوگوں) کو جمع کرنا مقصود ہوتا تھا تو یہی آواز لگائی جاتی تھی،

آپ نے معاویہ کو حکم دیا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ بن ابی سفیان کو حکم دیا کہ انھیں ٹھہرائیں وہ وائل کے ہمراہ روانہ ہوئے، وہ وائل اونٹ پر سوار تھے۔

معاویہ نے ان سے کہا کہ اپنا جوتا میری طرف ڈال دیجئے (میں اسے پہن لوں) انہوں نے کہا کہ نہیں میں ایسا نہیں ہوں کہ تمہارے پہننے کے بعد میں اسے پہنوں، معاویہ نے کہا کہ گرمی کی شدت میرے پاؤں جھلسے دیتی ہے، انھوں نے کہا کہ میری اونٹنی کے سائے میں چلو، بس یہی تمہارے شرف کے لئے کافی ہے۔

جب انھوں نے اپنے وطن کی روانگی کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمان لکھ دیا۔

یہ فرمان محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے وائل بن حجر شاہ حضرت موت کے لئے ہے کہ تم اسلام لائے، جو زمینیں اور قلعے تمہارے قبضے میں ہیں وہ میں نے تمہارے لئے کردیئے تم سے دس میں سے ایک حصہ لے لیا جائے گا، جس میں انصاف کرنے والا غور کرے گا، میں نے تمہارے لئے یہ شرط کی ہے، تم اس میں کمی نہ کرنا، جب تک کہ دین قائم ہے اور نبی ومومنین اس کے مددگار ہیں۔

آپ ﷺ کا لقوہ کے لئے دوا بتانا...... ابن ابی عبیدہ سے روایت ہے کہ کہ مخوس بن معدی کرب بن ولیعہ مع اپنے ساتھیوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطور وفد آئے یہ لوگ روانہ ہوئے تو مخوس کو لقوہ ہوگیا، ان میں سے کچھ لوگ واپس آئے، اور عرض کی یارسول اللہ عرب کے سردار کو لقوہ ہوگیا، آپ ہمیں اس کی دوا بتایئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سوئی لو، اسے آگ میں تپاؤ پھر ان کی دونوں پلکوں کو الٹو، بس اسی میں اس کی شفاء ہے لامحالہ اسی کی طرف جانا ہے، اللہ ہی زیادہ جانتا ہے کہ تم لوگوں نے میرے پاس سے روانہ ہوتے وقت کیا کہا تھا، (جس کی وجہ سے یہ سزا ملی، انھوں نے حضرت معاویہ سے متکبرانہ کلمات کہے تھے، جو اللہ کو ناگوار ہوئے، ان لوگوں نے یہی کیا وہ اچھے ہوگئے۔

عمرو بن مہاجر امکندی سے روایت ہے کہ ایک خاتون حضرت موت کے قبیلہ تنعہ کی تھیں جن کا نام تہناۃ بنت کلیب تھا، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک لباس بنایا اپنے بیٹے کلیب کو بلایا اور کہا کہ اس لباس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ وہ اسے آپ ﷺ کے پاس لائے، اور اسلام قبول کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی ان کی اولاد میں سے ایک شخص نے اپنی قوم کہ تعریف کرتے ہوئے یہ اشعار کہے ہیں۔

لقد مسح الراس ابابینا ولم یمسح وجن بنی بحیر

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دادا کے چہرے پر ہاتھ پھیرا بنی بجیر کے چہروں پر آپ نے ہاتھ نہیں پھیرا

شبابهم وشیبهم سواء فهم فی الو م اسنان الحمیر

ترجمہ: چنانچہ ان لوگوں کے بوڑھے اور جوان سب برابر ہیں وہ سب کمینہ پن میں گدھوں کے دانتوں کی طرح ہیں۔

کلیب جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انھوں نے یہ اشعار کہے:

من وشنربرهوت تهوی بی عذافرة الیک یا خیرمن یحفی وینتعل

ترجمہ: میں برہوت سے آرہا ہوں آتے ہوئے جھک جھک جاتا ہوں میں آپ کی جناب کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں اے ان سب سے بہتر جو پابرہنہ اور پاپوشیدہ ہیں۔

تجوب بی صفصفاغیر اسامله تزداد عفواذاساکلت الابل

ترجمہ: سواری مجھے ایسے میدانوں سے لارہی ہے، جہاں تالابوں کے گھاٹ بھی گردآلود ہیں، اونٹ جب تھک جائیں تو ان کا گردوغبار اور بڑھ جائے،

شهرین اعملها تهاعلی وجل ارجوبداک ثواب الله یارجل

ترجمہ: اسی دشت نوردی میں دو مہینے گزر گئے کہ ندامت کے ساتھ سفر کر رہا ہوں اور اس سفر سے اللہ کے اجر وثواب کی امید رکھتا ہوں۔

انت النبی الذی کنا نخبره وبشوتنا بک التورة والرسل

ترجمہ: آپؐ وہی نبی ہیں جن کی ہمیں خبر دی جارہی تھی ہمیں توریت نے اور پیمبروں نے آپؐ کے متعلق بشارت دی تھی۔

آپؐ کا دعا فرمانا ...... علقمہ بن وائل سے روایت ہے کہ وائل بن حجر بن سعد الخزرمی بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپؐ نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی انھیں ان کی قوم کا سردار بنایا۔

آپؐ نے لوگوں سے تقریر فرمائی کہ اے لوگو، یہ وائل بن حجر ہیں جو تمہارے پاس اسلام کے شوق میں حضرموت سے آئے ہیں، اس پر آپؐ نے اپنی آواز کو بلند فرمایا، پھر معاویہ سے فرمایا کہ انھیں لے جاؤ اور ان کو حرۃ میں کسی مکان میں ٹھہراؤ۔

حضرت معاویہؓ کا مہمان نوازی کرنا ...... حضرت معاویہ نے کہا کہ میں انھیں لے گیا گرمی کی

شدت سے میرے پاؤں جھلس رہے تھے، میں نے (وائل بن حجر سے) کہا کہ مجھے (اونٹ پر) اپنے پیچھے بٹھا لیجئے ،انھوں نے کہا کہ تم بادشاہوں کے ساتھ ہم نشینوں میں سے ہو، میں نے کہا کہ اچھا اپنے جوتے مجھے دے دیجئے کہ انھیں پہن کر گرمی کی تکلیف سے بچو،انھوں نے کہا کہ اہل یمن کو یہ خبر نہ پہنچے کہ رعایا نے بادشاہ کا جوتہ پہن لیا اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے اپنی اونٹی کو (تیزی سے) روک لوں اور تم اس کے سائے میں چلو۔

حضرت معاویہؓ نے کہا کہ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی گفتگو کی خبر دی تو فرمایا کہ بے شک ان میں جاہلیت کا حصہ باقی ہے، جب انھوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو آپؐ نے فرمان لکھ دیا۔

وفد ازدعمان

علاء بن الحضرمی کو اہل یمن کی طرف بھیجنا......علی بن محمد سے روایت ہے کہ اہل عمان اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن الحضرمی کو ان لوگوں کے پاس بھیجا کہ وہ ان کو شرائع اسلام سکھائیں اور زکوۃ وصول کریں۔

ان لوگوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روانہ ہوا جن میں اسد بن یبرح الطاحی بھی تھے، یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے آپؐ سے درخواست کی کہ ان کے ہمراہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے شخص کو بھیجیں جو ان کے معاملات کا انتظام کرے۔

مخربتہ العبدی نے جن کا نام مدرک بن خوط تھا عرض کیا کہ مجھے ان لوگوں کے پاس بھیج دیجئے، کیونکہ ان کا مجھ پر ایک احسان ہے،انھوں نے جنگ جنوب میں مجھے گرفتار کر لیا تھا، پھر مجھ پر احسان کیا (کہ رہا کر دیا)

مسلمہ بن عیاذ کا آپؐ کے پاس آنا......آپؐ نے انھیں کو ان لوگوں کے ہمراہ عمان بھیج دیا ان کے بعد سلمہ بن عیاذ الازدی اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ہمراہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس کی عیادت کرتے ہیں اور کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بتایا تو عرض کی کہ آپؐ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ ہماری بات اور الفت کو جمع کر دے۔

آپؐ نے ان لوگوں کے لئے دعا فرمائی سلمہ اور ان کے ہمراہ اسلام لائے۔

جلیحہ بن شجار کا نبی کریمؐ کے پاس آنا......اہل علم نے کہا ہے کہ جلیحہ بن شجار بن صحار الغافقی اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ اپنی قوم کے اور ادھیڑ عمر کے لوگ ہیں اسلام لائے ہیں ہمارے صدقات میدانوں میں رکے ہوئے ہیں۔

فرمایا کہ تمہارے وہی حقوق ہیں جو مسلمانوں کے ہیں تم پر وہی امور لازم ہیں جو مسلمانوں پر لازم ہیں۔

حضرت عوذ بن سریر الغافقی نے کہا کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کے رسول کی پیروی کی۔

وفد بارق

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان قبیلہ بارق کے واسطے...... اہل علم نے کہا ہے کہ وفد بارق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو آپؐ نے انھیں اسلام کی دعوت دی، وہ لوگ اسلام لائے اور بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمان لکھ دیا کہ:

یہ فرمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بارق کے لئے ہے نہ تو بارق سے بغیر پوچھے ان کے پھل کاٹے جائیں گے، نہ سردی یا گرمی میں ان کے بطن میں جانور پاس سے گزرے تو اس کی تین دن کی مہمان داری (ان کے ذمے) ہوگی جب ان کے پھل پک جائیں تو مسافر کو اتنے گرے پڑے پھل اٹھانے کا حق ہوگا جو اس کے پیٹ کو بھر دے، بغیر اس کے کہ وہ اپنے ہمراہ لادکر لے جائے۔

گواہ شد ابوعبیدہ بن الجراح وحذیفہ بن الیمانی (بقلم ابی بن کعب)

وفد دوس

طفیل بن عمرو دوسی کا اسلام لانا...... اہل علم نے کہا ہے کہ جب طفیل عمرو بن الدوسی اسلام لائے تو انھوں نے اپنی قوم کو دعوت دی، وہ اسلام لائے اور ستر یا اسی آدمی جو قرابت دار تھے، مدینے آئے ان میں ابوہریرہؓ وعبداللہ بن ازہیر الدوسی بھی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے یہ لوگ آپؐ کے پاس گئے اور وہیں آپؐ سے ملاقات کیں ہم سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت میں سے ان لوگوں کا بھی حصہ لگایا یہ لوگ آپؐ کے ہمراہ مدینے آئے۔

طفیل بن عمیر نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ میں اور میری قوم میں جدائی نہ فرمائیے، آپؐ نے ان سب کو حرہ الدجاج میں ٹھہرایا۔

حضرت ابوہریرہؓ جب وطن سے نکلے تو اپنی ہجرت کے بارے میں یہ شعر کہا۔

رات کو سفر کرتے تو تکلیف اٹھاتے رہ نورد ہیں کے اس سفر نے کفر کی آبادی سے نجات دلادی۔

حضرت عبداللہؓ ابن ازہیر نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی قوم میں شرافت و مرتبہ حاصل ہے آپؐ مجھے ان پر مقرر فرمادیجئے۔

آپؐ نے عمر دوسی سے ارشاد فرمایا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے برادر دوس اسلام غریب (ہونے کی حالت میں) شروع ہوا اور غریب ہی ہوجائے گا جو اللہ کی تصدیق کرے گا نجات پائے گا جو کسی اور طرف مائل ہوگا برباد ہوجائے گا، تمہاری قوم میں سب سے بڑے ثواب والا وہ شخص ہے جو صدق میں سب سے بڑا ہو ااور حق عنقریب باطل پر غالب ہوجائے گا۔

وفد ثمالہ والحدان

سعد بن عبادہ و محمد بن مسلمہ کی شہادت ...... اہل علم نے کہا ہے کہ عبداللہ بن عنس الثمالی ومسلیۃ بن ہزان الحدانی اپنی اپنی قوم کے گروہ کے ساتھ مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم کی جانب سے بیعت کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو زکوٰۃ ان کے اموال پر مقرر فرمائی اس کے متعلق ایک حکم نامہ ان لوگوں کو تحریر فرمادیا جس کو ثابت بن قیس بن شماس نے لکھا اس پر سعد بن عبادہ و محمد بن مسلمہ کی شہادت ہوئی۔

وفد اسلم

قبیلہ اسلم کے موشی اور فرائض زکوٰۃ کا فرمان تحریر ...... اہل علم نے کہا کہ عمیر بن افصی قبیلہ اسلم کی ایک جماعت کے ہمراہ آئے ، ان لوگوں نے کہا کہ ہم اللہ و رسولؐ پر ایمان لائے ، آپؐ کے طریقے کی پیروی ، آپؐ اپنے یہاں ایسا مرتبہ تحریر فرمادیجئے جس کی فضیلت عرب بھی جائیں ، کیونکہ ہم لوگ انصار کے بھائی ہیں اور تنگی و فراخی میں ہمارے ذمے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاداری و مددگار رہے۔

ابوعبیدۃ اور حضرت عمرؓ کی شہادت ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلم کو خدا سلامت رکھے اور غفار کی خدا مغفرت کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلم اور تمام مسلم قبائل عرب کے لئے خواہ وہ ساحل پر رہتے ہوں یا میدان میں ایک فرمان تحریر فرمادیا جس میں مواشی کے فرائض وزکوٰۃ کا ذکر تھا ، اس صحیفہ کو ثابت بن قیس بن شماس نے لکھا اور ابوعبیدۃؓ بن الجراح و عمرؓ بن الخطاب کی شہادت ہوئی۔

وفد جذام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بطور ہدیہ غلام بھجوانا .... اہل علم نے کہا کہ رفاعہ بن زید بن عمیر بن معبد الجذامی جو بنی الضبیب کے ایک فرد تھے ، قبل خیبر ایک صلح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ہدایۃ ایک غلام دیا ، اور اسلام لائے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک فرمان لکھ دیا۔

یہ فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رفاعہ بن زید کے لئے ان کی قوم اور ان کے ہمراہیوں کے نام ہے رفاعہ ان لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیں جو آ جائے وہ اللہ کے گروہ میں ہے جو انکار کرے اسے دو ماہ کے لئے امان ہے ، قوم نے دعوت قبول کی اور اسلام لائی۔

فردہ بن عمرو کا خچر ہدیہ کرنا ...... لقیس بن ناتل الجذامی سے روایت ہے کہ قبیلہ جذام میں بنی نفاثہ کے

ایک شخص تھے جن کا نام فردہ بن عمرو بن النافرہ تھا، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسلام کی خبر بھیجی اور ایک سفید مادہ خچر بطور ہدیہ پیش کی۔

اہل روم کی زیادتی ...... فردہ روم کی جانب سے رومیوں سے ملے ہوئے علاقہ عرب پر عامل تھے ان کا متقر ین اور اس کے متصل کا علاقہ شام تھا، اہل روم کو ان کے اسلام کی خبر پہنچی تو ان کو طلب کیا گرفتار کر کے قید کر لیا پھر انھیں نکالا کہ گردن ماردیں۔

انھوں نے یہ شعر کہے۔

ابلغ سواة المومنین بانبی   سلم لوبی اعظمی ومقامی

ترجمہ: سردار مومنین کو میری خبر پہنچادو اپنے رب کے لئے میرے ہڈیاں بھی مطیع ہیں اور میرا مقام بھی فرماں بردار مقام ہے

وفد مہرہ

آپ ؐ کے پاس قبیلہ مہرہ کا آنا ...... اہل علم نے کہا کہ وفد مہرہ جن پر مہری بن الابیض رئیس تھے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا یہ لوگ اسلام لائے آپ ؐ نے ان کو انعام دیا اور ایک فرمان لکھ دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہرہ بن الابیض کے لئے فرمان .... یہ فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مہرہ بن الابیض کے لئے ان مہرہ کے متعلق ہے جو آنحضرت ؐ پر ایمان لائیں نہ تو یہ فنا کیسے جائیں نہ برباد کیئے جائیں، ان پر شرائع اسلام کا قائم کرنا واجب ہے جو اس حکم کو بدلے گا وہ گویا جنگ کرے گا اور جو اس پر ایمان لائے گا تو اس کے لئے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری ہے، گری پڑی چیز (مالک کو) پہنچانا ہوگی مواشی کو سیراب کرنا ہوگا میل کچیل برائی ہے، بے حیائی نافرمانی ہے۔ (بقلم محمد بن مسلمۃ الانصاری)

قبیلہ مہرہ کا ایک اور فرد .... اہل علم نے کہا کہ قبیلہ مہرہ کے ایک شخص جن کا نام زہیر بن قرضم بن العجیل بن قباث بن قومی بن نقلان العبدی بن الآمری بن حیدان بن عمرو ابن الحاف بن قضاعہ جو الشحر سے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بعد مسافت کی وجہ سے اکرام و مدارت فرماتے تھے، جب انھوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو آپ ؐ نے انھیں بٹھایا اور سوار کرایا، اور انھیں ایک فرمان تحریر کردیا جو آج تک (بہ عہد مصنف) ان لوگوں کے پاس ہے۔

وفد حمیر

قبیلہ حمیر کا ایک فرد .... قبیلہ حمیر کے ایک شخص سے جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور بطور وفد آپ ؐ کے پاس حاضر ہوئے، روایت ہے کہ مالک بن مرارۃ الرہاوی قاصد شاہان حمیر ان لوگوں کے خطوط و خبر اسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔

یہ واقعہ ۹ ھ کا ہے........... یہ واقعہ ۹ ھ کا ہے، آپؐ نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ ان کو ٹھہرائیں مدارت وضیافت کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عبدالکلال ونسیم بن عبد کلال ونعمان سرداروں ذی عین ومعافر ء ہمدان کے نام تحریر فرمایا کہ!

قبیلہ حمیر کے لئے فرمان...... امابعد میں اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں تمہارے قاصد ملک رام سے واپسی کے وقت ہمارے پاس پہنچے، انھوں نے تمہارا پیغام اور تمہارے یہاں کی خبریں ہمیں پہنچائیں تمہارے اسلام اور قتل مشرکین کی خبر دی، بس اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں اپنی ہدایت سے سرفراز نہ کیا ہے بشرطیکہ تم لوگ نیکی کرو اللہ ورسول کی اطاعت کرو نماز کو قائم کرو زکوۃ ادا کرو اور غنیمت میں سے اللہ کا خمس اس کے نبی کا خمس اور منتخب حصہ جو صدقہ وزکوۃ مومنین پر فرض کیا گیا ہے ادا کرو۔

وفد نجران

قبیلہ نجران کے فرمان...... اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فرمان اہل حجر کے نام بھیجا ان کے چودہ شرفا نے نصاری کا ایک وفد آپؐ کے پاس روانہ ہوا۔ جن میں قبیلہ کندہ کے عاقب عبدالمسیح بنی ربیعہ کے ابوالحارث بن علقمہ اور ان کے بھائی علقمہ اور ان کے بھائی کرز اور میداؤس فرزندان حارث وزید بن قیس وشیبہ وخویلہ وخالد وعمرو وعبیداللہ بھی تھے۔

ان میں تین آدمی تھے جو تمام معاملات کے منتظم تھے،

حضرت عاقب امیر ومشیر تھے، انھیں کی رائے پر وہ لوگ عمل درآمد کرتے تھے،

ابوالحارث اسقف (پادری) اور عالم وامام ومنتظم مدارس تھے سیدان کی سواریوں کے منتظم تھے۔

کرز برادر ابوالحارث یہ شعر پڑھتے ہوئے ان سب کے آگے بڑھے۔

الیک تغدو وقلقاوغینها　　معرضا وبطنها جنینها

ترجمہ: آپ کی خدمت میں اس طرح حاضر ہو رہے ہیں کہ مرکب کے شکم میں جو بچہ ہے وہ بھی مضطرب ہے

مخالفا دین النصاریٰ دینها

ترجمہ: نصاریٰ کے مذہب سے ان کا مذہب بالکل جدا ہے۔ (یہ شعر پڑھتے ہوئے) وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، وفد ان کے بعد آیا، لوگ میں داخل ہوئے ان کے بدن پر چہرہ کے کپڑے اور چادریں تھیں جن پر حریر کی پٹیاں لگی تھیں۔

آپ کا منہ پھیر لینا........... یہ لوگ مسجد میں مشرق کی جانب (جدھر بیت المقدس ہے، نماز پڑھنے کو

کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو رہنے دو۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپؐ نے ان کی طرف سے منہ پھیرلیا۔ بات نہیں کی، حضرت عثمانؓ نے ان سے کہا کہ یہ تمہاری اس ہیئت کی وجہ سے ہے۔

آپ ﷺ کا مباہلہ کرنے کے لیے کہنا ...... اس روز وہ لوگ واپس چلے گئے، صبح کو راہبوں کے لباس میں آئے اسلام کیا تو آپ ﷺ نے جواب دیا انھیں اسلام کی دعوت دی ان لوگوں نے انکار کیا، اور آپس میں بہت گفتگو اور بحث ہوئی۔

آپ ﷺ نے انھیں قرآن سنایا اور فرمایا کہ میں تم سے جو کچھ کہتا ہوں اگر تم انکار کرتے ہو تو آؤ میں تم میں سے مباہلہ کروں گا، (یعنی یہ دعا کروں گا کہ ہم دونوں میں جو فریق باطل پر ہو خدا اس پر لعنت کرے)

آپ ﷺ کے پاس صلح کے لئے آنا ...... اس بات پر وہ لوگ واپس گئے، صبح کو عبدالمسیح اور ان میں سے دو صاحب عقلمند رائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، عبدالمسیح نے کہا کہ ہمیں یہ مناسب معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ سے مباہلہ نہ کریں آپ ﷺ جو چاہیں حکم دیں ہم مان لیں گے اور آپ ﷺ سے صلح کرلیں گے۔

آپ ﷺ نے ان سے دو ہزار ہتھیا روں پر (اور امور ذیل پر اس طرح صلح فرمائی کہ ایک ہزار ہتھیار ہر رجب میں اور ایک ہزار ہر صفر میں واجب الاداء ہوں گے اگر یمن سے جنگ ہو تو نجران کے ذمے بطور عاریت تیس زرہیں اور تیس نیزے اور تیس اونٹ اور تیس گھوڑے ہوں گے۔ نجران اور ان کے آس پاس والوں کی جان، مال مذہب، ملک، زمین، حاضر، غائب اور ان کی عبادت گاہوں کے لئے اللہ کی پناہ اور محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری ہے، نہ تو ان کا کوئی اسقف اپنی اسقفی سے نہ کوئی راہب اپنی رہبانیت سے اور نہ کوئی قوف کرنے والا اپنے وقف سے ہٹایا جائے گا اس پر آپ ﷺ نے چند گواہ قائم فرمائے جن میں سے ابوسفیان بن حرب واقرع بن حابس ومغیرہ بن شعبہ بھی تھے۔

اہل نجران کا عہد وفا ...... یہ لوگ اپنے وطن واپس گئے، سید وعاقب بہت ہی کم ٹھہرنے پائے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے، اور اسلام لائے آپ ﷺ نے انھیں ابوایوب انصاری کے مکان پر اتارا۔

اہل نجران، جو فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے تحریر فرمایا تھا آپ ﷺ کی وفات تک اس کے مطابق رہے (اللہ کا سلام وصلوات وسلام ورحمت وعنوان آپ ﷺ پر ہو)

ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اپنی وفات کے وقت ان کے متعلق وصیت تحریر فرمایا اس پر عمل کرتے ہوئے، ان کو کوئی نقصان نہ پہنچائے امرائے شام وعراق میں سے یہ لوگ جس کے پاس پہنچیں وہ انھیں فراخ دلی سے زمین دیں اگر وہ اس میں کام کریں تو وہ نہ ان کے خلاف کیلئے صدقہ ہے۔ اس میں کسی کو ان پر نہ گنجائش ہے اور نہ کوئی جو مسلمان کے پاس موجود ہو تو ان پر ظلم کرنے والے کے خلاف ان کی مدد کرے کیونکہ یہ وہ قوم ہے کن کی ذمہ داری ہے (عراق وشام آئے کے بعد ان کا دو سال کا جزیہ انھیں معاف کردیا جائے گا انھیں سوائے اس جائداد کے جس میں یہ کام کریں اور کسی چیز میں (محصول دینے کی تکلیف نہ دی جائے گی نہ ان پر ظلم کیا جائے، گواہ شد، عثمان بن عفان ہیعتہ

معتیب بن ابی فاطمہ ان میں سے کچھ لوگ عراق پہنچے اور مقام تجرانیہ میں اترے جو کوفہ میں ہے۔

وفد جیشانی

عامل یمن کا شراب کے متعلق دریافت کرنا...... عمرو شیب سے روایت ہے کہ ابووہب الجیشانی اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ان لوگوں نے آپؐ سے یمن کی شراب کے متعلق پوچھا گیا، اس ذیل میں تبع کا نام لیا جو شہد سے بنتی ہے اور ہزر کا جو جو سے بنتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں اس سے نشہ ہوتا؟ عرض کی، زیادہ پیئں تو نشہ ہوتا ہے آپؐ نے فرمایا کہ اس کا قبیل بھی حرام ہے جس کے قبیل سے نشہ ہوتا ہے ہوا انھوں نے آپؐ سے اُس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو شراب بنائے اور اپنے کارندوں کو پلائے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نشہ والی چیز حرام ہے

وفد السباع (درندوں کا وفد)

بھیڑیا کا آپؐ کے سامنے آنا...... مطلب بن عبداللہ بن خطب سے روایت ہے کہ جس وقت مدینے میں رسول اللہ صلی علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے ایک بھیڑیا آیا رسول اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا اور آواز کرنے لگا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ درندوں کا قاصد ہے جو تمہارے پاس آیا ہے، اگر تم لوگ اُس کا کوئی حصہ مقرر کر دو تو اس کے علاوہ کسی چیز پر نہ بڑھے گا اور اگر تم اس کو چھوڑ دو اور اس سے بچو تو وہ جو کچھ لے لے گا اس کا رازق ہوگا۔

صحابہ نے عرض کیا! یا رسول اللہ ہم تو اس کے لیے کسی چیز پر بھی راضی نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی طرف اپنی اُنگلیوں سے اشارہ فرمایا کہ ان لوگوں کے پاس سے جلدی چلا جا، وہ پلٹ گیا، دیکھا تو بھاگ رہا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ توریت وانجیل میں

تورات میں آپ کی تعریف کا تذکرہ...... ابن عباس سے روایت ہے کہ میں نے کعب الاحبار سے پوچھا کہ آپ توریت میں نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی تعریف پاتے ہیں انھوں نے کہا۔

ہم آپ کو اسطرح پاتے ہیں کہ (نام نامی) محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مقام ولادت مکہ اور ہجرت گاہ کھجوروں کا باغ (یعنی مدینہ) ہوگا آپ کی سلطنت شام میں ہوگی، نہ تو آپؐ (معاذ اللہ نے ہودہ بات کرنے والے ہوں گے نہ بازاروں میں شوروغل کرنے والے بدی کا بدلہ نہ لیں گے، معاف کر دیں گے اور بخش دیں گے۔

آپ کی نعت تورات میں...... ابوصالح سے روایت ہے کہ کعب نے کہا! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت صفت توریت میں یہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے پسندیدہ بندے ہیں، نہ بد خلق ہیں نہ سخت کلام، نہ بازاروں میں

شوروغل کرنے والے ہیں نہ برائی کے بدلے بُرائی، بلکہ معاف کردیں گے اور بخش دیں گے ان کی جائے ولادت مکہ اور جائے ہجرت مدینہ ہوگی ان کی سلطنت شام میں ہوگی۔

کعب سے روایت ہے کہ ہم توریت میں یہ پاتے ہیں کہ محمد نبی مختار نہ بداخلاق ہوں گے نہ سخت کلام نہ بازاروں میں شوروغل کرتے والے ہوں گے، بُرائی کے بدلے بُرائی نہ کریں گے، معاف کردیں گے اور بخش دیں گے۔

آپ ؐ کا بشیر ونذیر ہونا......... زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ہمیں معلوم ہوا عبداللہ بن سلام کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت توریت میں یہ ہے کہ ''اے نبی ہم نے آپ کو شاہد (یعنی آپ کی شریعت کو موجود رہنے والا، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور الیین کا محافظ بنا کر بھیجا ہے آپ ؐ میرے بندے اور رسول ہیں، میں آپ ؐ کا نام متوکل (خدا پر بھروسہ کرنے والا، رکھا ہے، نہ تو وہ بداخلاق ہوں گے نہ سخت کلام نہ راستوں میں شورغل کرنے والے، اور بُرائی کے بدلے بُرائی کریں گے، لیکن ذریعے سے ٹیڑ ھے ہو جانے والے مذہب کو سیدھا نہ کردوں اس طرح سے کہ لوگ '' لاالـہ الاالله '' کہنے لگیں، اُن کے ذریعے سے نابینا آنکھوں کو اور بہرے کانوں کو اور غلاف چڑھے ہوئے دلوں کو کھول دے گا۔''

حضرت کعب کو معلوم ہوا تو انھوں نے کہا کہ عبداللہ بن سلام نے سچ کہا۔

یہودی کا فعل...... آپ ؐ کے بارے میں ایک یہودی نے کہا! توریت میں رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی کوئی نعت صفت ایسی نہ رہی جو میں نے نہ دیکھ لی ہو، سوائے حکم کے، میں نے تیس دینار ایک معینہ میعاد وقت کے لیے آپ کو قرض دیئے تھے، میں آپ کو چھوڑے رہا جب میعاد وقت کا ایک روز رہ گیا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرا حق ادا کردیجیے، اے نبی عبدالمطلب کے جماعت آپ لوگوں کی ٹال مٹول بہت بڑھ گئی ہے۔

حضرت عمر کا غصہ...... حضرت عمرؓ نے کہا او یہودی خبیث، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تیرا سر توڑ ڈالتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوحفص (عمرؓ) خدا تمہاری مغفرت کرے۔ ہم دونوں کو اس کلام کے علاوہ تم سے اس امر کی ضرورت تھی کہ تم مجھے اُس کا قرض ادا کرنے کا مشورہ جو مجھ پر واجب ہے، وہ (یہودی) اس کا محتاج تھا کہ تم اس کا حق وصول کرنے میں اس کی مدد کرتے۔

آپ کی فراخ دلی......... یہودی نے کہا کہ میری جہالت وسختی سے برابر آپ ؐ کے حکم ونرمی میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ آپ ؐ نے فرمایا اے یہودی تیرے حق کا وقت تو کل ہوگا، اس کے بعد آپ ؐ نے فرمایا کہ اے ابوحفص اس کو اُس باغ میں لے جاؤ جو اس نے پہلے روز مانگا تھا، اگر یہ راضی ہو جائے تو اس کو اتنے اتنے صاع دے دو اور جو کچھ تم نے اس کو کہا ہے اُس کی وجہ سے اتنے اتنے صاع زائد دے دو، اگر وہ راضی نہ ہو تو پھر یہی اسکوفلاں فلاں باغ سے دے دو۔

وہ کھجور پر راضی ہو گیا، عمرؓ نے اُس کو وہ دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور اتنا زیادہ بھی جس کا آپ ؐ نے حکم دیا تھا۔

یہودی کا کلمہ شہادت پڑھنا...... یہودی نے کھجور پر قبضہ کرلیا تو کہا'' اشھد ان لا الہ الا اللہ وانہ رسول اللہ '' اے عمرؓ آپ نے مجھے جو کچھ کرتے دیکھا مجھے اس پر محض صرف اس بات نے تیار آمادہ کیا کہ میں نے تمام صفات جو مذکور ہے توریت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مشاہدہ دیکھ لی تھیں صرف حکم باقی تھا آج میں نے وہ بھی آزمالیا، میں نے آپ کو توریت کی صفت کے مطابق پایا۔

میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ کھجور اور میرے مال کا نصف حصہ تمام فقرائے مسلمین پر صرف ہوگا، عمرؓ نے کہا کہ یا بعض فقراء تو اس نے کہا کہ یا بعض فقراء پر۔

اس یہودی کے تمام گھر والے اسلام لے آئے سوائے ایک سو ۱۰۰ صد سالہ بڈھے کے جو اپنے کفر پر قائم رہا

توارت میں آپؐ کے بارے میں مذکور ہونا...... عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت جو مزکور ہے توریت میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ ''ہاں'' واللہ توریت میں بھی آپ کی وہی صفت بیان کی گئی ہے جو قرآن میں ہے یا ایھا النبی انا ارسلنا ک شاھد ا و میشرا و نـذیـرا، یہی توریت میں ہے کہ اے نبی ہم نے آپ کو شاہد و بشیر و نذیر اور بے پڑھوں کا محافظ بنا کر بھیجا ہے آپؐ میرے بندے اور رسول ہیں، میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے، نہ تو بد اخلاق ہیں نہ سخت کلام نہ راستوں میں بکواس کرنے والے، برائی کے بدلے بُرائی نہ کریں گے، بلکہ معاف کردیں گے اور بخش دیں گے، میں اس وقت تک اُنھیں وفات نہ دوں گا تا جب تک کہ تا وقتیکہ میں آپ کے ذریعے سے ٹیڑھے دین کو سیدھا نہ کردوں اس طرح کہ لوگ ''لا الہ الا اللہ '' کہنے لگیں اس کے ذریعے سے نابینا آنکھ اور بہرے کان پائیں گیا اور غلاف چڑھے ہوئے دل کو اللہ اس طرح کھول دے گا کہ وہ ''لا الہ الا اللہ'' کہنے لگیں۔

کعب احبار نے بھی یہی بیان کیا سوائے اس کے کہ ان کے الفاظ بدلے ہوئے تھے جن کے معانی یہی تھے۔

حدیث قدسی کا مفہوم...... کثیر بن مرہ روایت ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ تمہارے پاس ایسے رسول آگئے جو تو سُست ہیں نہ کاہل، وہ اُن آنکھوں کو کھولیں گے جو نابینا تھیں، ان کانوں کو سننے والا بنائیں گے جو بہرے تھے، اُن دلوں کا پردہ چاک کریں گے جو غلاف میں تھے، اور اُس سنت کو سیدھا کریں گے جو ٹیڑھی ہوگئی تھی یہاں تک کہ لا الـہ الا اللہ کہا جانے لگے۔

آپؐ کا امت کا شکرادا کرنا...... قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بعض کتب (سماویہ) میں یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بد خلق ہوں گے نہ سخت کلام نہ بازاروں میں بکواس کرنے والے اور نہ بُرائی کے عوض بُرائی کرنے والے بلکہ معاف کریں گے اور درگزر کریں گے، ان کی امت ہر حال میں حمد (وشکر) کرنے والی ہوگی۔

یہود و نصاریٰ سے پوچھو!............ ابن عباس سے ''فاسئلوا اھل الذکر'' کی تفسیر میں روایت ہے کہ

''فاسئلوا'' (دریافت کرلو، کا خطاب مشرکین قریش سے ہے کہ تم یہود و نصاریٰ سے پوچھ لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر توریت و انجیل میں ہے یا نہیں۔

قتادہ سے اس آیت ''ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدی الایة'' جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی، ہدایت و دلایل کو چھپایا، حالانکہ ''وھم یجد و نه مکتوبة عندھم فی التورة والانجیل '' (وہ اُنھیں اپنے یہاں توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں،'' ویلعنھم اللاعنون (اور لعنت کرنے والے اُن پر لعنت کرتے ہیں، یعنی اللہ کے ملائکہ و مومنین۔

آپ ؐ کے متعلق تورات...... عیزار بن حریث سے روایت ہے کہ عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انجیل میں لکھا ہے کہ نہ بدخلق ہوں گے نہ سخت کلام نہ بازاروں میں بکواس کرنے والے اور نہ بُرائی کے بدلے بُرائی کریں گے بلکہ معاف کریں گے اور درگزر کریں گے۔

آپ کی صفات توارت میں...... سہل مولائے عتیبہ سے روایت ہے کہ وہ اہل مریں کے نصرانی تھے اور اپنی والدہ اور چچا کی پرورش میں یتیم تھے، جو وہ انجیل پڑھا کرتے تھے۔

انھوں نے کہا کہ میں اپنے چچا کا لیجہ (انجیل) لیا اور اُسے پڑھا، جب میرے سامنے ایک ورق گزرا تو مجھے اُس کی تحریر سے تعجب ہوا، میں نے اُسے اپنے ہاتھ سے چھوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان اوراق کے کچھ حصے گوند سے جوڑے ہوئے ہیں

میں نے انھیں چاک کیا تو اُس میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت صفت پائی کہ ''نہ تو آپ ؐ پست قامت ہوں گے نہ بلند بالا، گورے ہوں گے اور کاکلیں ہوں گی، دونوں شانوں کے درمیان مہر ہوگی، وہ بکثرت زانو سمیٹ کر بیٹھیں گے، اور صدقہ قبول نہ کریں گے، گدھے اور اُنٹ پر سوار ہوں گے بکری کا دودھ دوہیں گے، پیوند دار کرتہ پہنیں گے، جو ایسا کرے وہ تکبر سے پاک بری ہے اور وہ ایسا کریں گے، وہ اسماعیل کی اولاد میں ہوں گے اُن کا نام احمدؐ ہوگا۔

چچا کا مارنا............ جب میں ذکر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اس مقام تک پہنچا تو میرے چچا آ گئے، اُنھوں نے ان اوراق کو دیکھا تو مجھے مارا اور کہا کہ تجھے کیا ہوگیا ہے کہ تو ان اوراق کو کھولتا اور پڑھتا ہے میں نے کہا کہ اس میں احمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت صفت ہے انھوں نے کہا کہ وہ ابھی تک نہیں آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ

آپ ؐ کا خلق قرآن کریم...... حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ عائشہؓ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق دریافت پوچھے گئے تو انھوں نے کہا کہ آپ ؐ کے اخلاق بس قرآن تھے (یعنی بالکل قرآن کے مطابق تھے)۔

مسروق کا حضرت عائشہؓ سے پوچھنا...... مسروق بن الاجدع سے مروی روایت ہے کہ وہ عائشہؓ کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ رسول اللہ نے کہا کہ ہوں کیوں نہیں، انھوں نے کہا کہ قرآن ہی آپ ؐ کے اخلاق تھے۔

سعید بن ہشام سے مروی روایت ہے کہ میں نے عائشہؓ سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے آگاہ کیجیے انھوں نے کہا کہ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے۔ میں نے کہا کہ کیوں نہیں عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن پاک تھے۔

قتادہؓ نے کہا کہ قرآن انسان کے لیے بہترین اخلاق لایا ہے۔

حسن سے مروی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا ایک گروہ جمع ہوا اور کہا کہ کاش ہم لوگ اُمہات المومنین کے پاس جاتے، اُن سے وہ اعمال پوچھتے کرتے جو لوگوں نے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کئے ہیں۔ شاید ہم لوگ اُس کی پیروی کرتے۔

آپ کی اخلاق کے بارے میں...... ان لوگوں نے ان کے پاس پھر اُنھیں بھیجا، مگر قاصد ایک ہی بات لایا کہ تم لوگ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق دریافت کرتے ہو، آپؐ کے اخلاق قرآن تھے، آپؐ رات گزارتے تھے، نماز پڑھتے تھے اور سوتے تھے، روزہ رکھتے تھے اور روزہ نہیں بھی رکھتے تھے، اپنی بیویوں کے پاس بھی جاتے تھے۔

سب سے بہتر چیز...... حضرت انسؓ سے مروی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اخلاق میں سب سے بہتر تھے۔

حضرت ابی عبداللہ کا عائشہؓ...... ابی عبداللہ الجدلی سے روایت ہے کہ میں نے عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اپنے گھر میں کیسے تھے، انھوں نے کہا کہ آپؐ سب سے بہتر اخلاق کے تھے، نہ تو خود حد سے بڑھتے تھے اور نہ دُوسروں کو بری بات سُناتے تھے، نہ آپؐ راستوں میں بکواس کرنے والے تھے آپؐ برائی کے بدلے نہیں کرتے تھے بلکہ معاف کرتے اور درگزر فرماتے تھے۔

مسروقؓ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا! رسول اللہ صلی علیہ وسلم نہ خود حد سے بڑھتے تھے، نہ کسی کو بری بات سناتے تھے۔

آپؐ کے زید بن ثابت کا پڑوسی ہونا...... خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے کہ کچھ لوگ زید بن ثابت کے پاس آئے اور کہا کہ!

ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بیان کیجئے، انھوں نے کہا کہ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوسی تھا میں تم سے کیا کیا بیان کروں۔ جب آپؐ پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپؐ مجھے پیغام بھیجتے تھے اور میں اسے آپ کو لکھ دیتا تھا، ہم لوگ جب دنیا کا زکر کرتے تھے تم سے بیان کروں۔

عائشہؓ سے روایت...... عائشہؓ سے روایت ہے کہ اُن سے پوچھا گیا کیا رسول اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر میں تنہا ہوتے تھے تو کیون کر رہتے تھے۔ عائشہؓ نے جواب دیا کہ آپؐ سب سے زیادہ نرم اور سب سے زیادہ صاحب کرم تھے، تمھارے مردوں میں سے ایک مرد تھے، سوائے اس کے آپؐ ہنسنے والے اور تبسم کرنے والے تھے۔

اسود سے روایت ہے کہ میں نے عائشہؓ سے کہا کہ رسول اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ آپؐ اپنے متعلقین کی خدمت میں مشغول رہتے تھے، جب نماز کا وقت آتا تھا تو نکل کے نماز پڑھتے تھے۔

آپ ﷺ کا کپڑے میں پیوند لگانا اور جوتا ٹانکنا...... ہزام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عائشہؓ سے کہا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ اُنھوں نے کہا کہ جو تم میں سے کوئی کرتا ہے۔ اپنے کپڑے میں پیوند لگاتے تھے، اور جوتا ٹانکتے تھے۔

ہزام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عائشہؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے اُنھوں نے کہا کہ اپنا کپڑا سیتے تھے، جوتا ٹانکتے تھے اور وہ کام کرتے تھے جو مرد اپنے گھروں میں کیا کرتے ہیں۔

آپ ﷺ کا متعلقین کی خدمت کرنا...... اسود سے روایت ہے کہ عائشہؓ سے پوچھا کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے متعلقین میں کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ آپ اپنے متعلقین کی خدمت میں مشغول رہتے تھے ، جب نماز کا وقت آتا تھا تو نماز کو چلے جاتے تھے۔

آپ ﷺ کا سلائی کا کام کرنا...... ابن شہاب سے روایت کہ عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ علیہ وسلم گھر کے کام کاج کیا کرتے تھے زیادہ تر آپؐ سلائی کرتے تھے۔

آپ ﷺ کا آسان کام کا کرنا...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی ایسی دو باتوں میں اختیار دیا جاتا تھا جن میں سے ایک آسان ہوتا آپؐ اسی کو اختیار فرماتے تھے جو آسان ہو۔

آپ ﷺ کا کبھی انتقام نہ لینا...... عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم کو جب دو باتوں میں اختیار دیا جاتا تھا تو آپؐ اُن میں سے آسان کو اختیار فرماتے تھے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔ اور اگر وہ گناہ ہوتا اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا، سوائے اس کے کہ اللہ کی حرمت کو توڑا جائے، تو آپؐ اللہ کے لیے انتقام لیتے تھے۔

عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو باتوں میں اختیار دیا گیا تو آپؐ نے اُن میں آسان کو اختیار فرمایا۔

آپ ﷺ کا جہاد کرنا...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے کسی مسلمان پر ایسی کوئی لعنت نہیں کی جو یاد کی جائے نہ آپؐ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے مارا، سوائے اس کے کہ آپؐ جہاد فی سبیل اللہ میں مارتے تھے۔

آپ ﷺ کا سائل کو نا امید نہ کرنا...... کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ ﷺ سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ ﷺ نے اس سے انکار ہوا سوائے اس کے کہ آپ ﷺ سے گناہ کا سوال کیا جائے تو بے شک آپ ﷺ سب سے زیادہ دور رہنے والے تھے، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ ﷺ کو دو باتوں میں اختیار دیا گیا ہو اور آپ ﷺ نے ان میں سے آسان تر کو نہ اختیار فرمایا ہو جب جبرائیلؑ سے درس قرآن کا زمانہ قریب ہوتا تھا تو آپ ﷺ بھلائی میں تیز آندھی سے زیادہ سخی ہوتے تھے۔

آپ ﷺ کا جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہونا...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اپنے خادم کو مارا نہ عورت کو اور نہ کبھی کسی اور کو، سوائے اس کے کہ آپ ﷺ جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اپنے خادم کو مارا نہ عورت کو اور نہ کبھی کسی اور کو، سوائے اس کے کہ آپ ﷺ جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوں آپ ﷺ کو جب کبھی دو باتوں میں اختیار دیا گیا تو ان میں سے سب سے زیادہ پسند آسان تر بات ہوتی تھی، بشرطیکہ وہ گناہ ہو، گناہ کی صورت میں آپ ﷺ اس سے سب سے زیادہ دور رہنے والے تھے، کبھی کوئی بات آپ ﷺ کے ساتھ کی گئی تو آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لئے اس کا انتقام نہیں لیا، یہاں تک کہ اللہ کی حرمات نہ توڑی جائیں اس وقت بے شک آپ ﷺ اللہ کے لئے انتقام لیتے تھے۔

ایک اور روایت کا بھی یہی مضمون ہے۔

حضرت علیؓ بن حسینؓ (زین العابدین) سے روایت ہے کہ نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی عورت کو مارا نہ خادم کو، آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہ مارا سوائے کہ اس کے کہ آپ ﷺ جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حیادار تھے...... ابی سعید الخدری سے روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی اپنے پردے میں جتنی حیا کرتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی زیادہ حیادار تھے، آپ ﷺ جب کوئی بات ناپسند فرماتے تھے تو ہم اس کو آپ ﷺ کے چہرے سے محسوس کر لیتے تھے۔

حضرت عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ مجھے، معلوم ہوا ہے کہ جب کوئی مجرم بے قصور لایا جاتا تھا تو آپ ﷺ اسے ضرور معاف کر دیتے تھے۔

آپ کی فراخ دلی...... حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مانگا گیا ہو اور آپ ﷺ نے ''نہیں'' فرمایا ہو۔

محمد بن الحنفیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کسی چیز کے لئے ''نہیں''، ''نہیں'' فرماتے تھے، جب آپ ﷺ سے درخواست کی جاتی تھی اور آپ ﷺ کرنا چاہتے تھے تو ''ہاں'' فرماتے تھے، اور جب نہیں کرنا چاہتے تھے تو سکوت فرماتے تھے، اور آپ ﷺ کی یہ بات مشہور تھی۔

آپ ﷺ سے جبرئیلؑ کا ہر رات ملاقات کرنا...... ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی میں سب سے زیادہ سخی تھے، رمضان میں جب آپ ﷺ کی ملاقات جبرئیل سے ہوتی تھی تو آپ ﷺ سب اوقات سے زیادہ سخی ہوتے تھے، رمضان میں جبرئیل مہینے کے ختم تک ہر رات کو آپ ﷺ سے ہر رات ملاقات کرتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں قرآن سناتے تھے جب جبرئیل آپ ﷺ سے ملتے تھے تو آپ ﷺ آندھی سے زیادہ بھلائی میں سخی ہو جاتے تھے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو گالی دیتے تھے اور نہ فحش گو تھے، اور نہ لعنت

کرتے تھے، ہم میں سے کسی سے ناخوشی کے وقت یہ فرماتے تھے کہ "اسے کیا ہوا" یا اس کی پیشانی خاک آلود ہو"

آپ ﷺ کی دو خصلتیں .... حضرت زیادؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو خصلتیں تھیں جن کو آپ ﷺ کسی کے سپرد نہ کرتے تھے۔ رات کا وضو جب آپ ﷺ اٹھتے تھے اور سائل کھڑا رہتا تھا یہاں تک کہ آپ ﷺ اس کو دیتے تھے۔

آپ ﷺ کا بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد کا عمل ...... حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ مجھے سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہ دیکھا گیا کہ آپ ﷺ بیت الخلاء سے نکلے ہو اور وضوء نہ کیا ہو۔

حضرت زینبؓ بنت جحش سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری زردلگن سے وضو کرنا بہت پسند تھا۔

آپ ﷺ کا رحم دل ہونا ...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے ہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو باتوں میں اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے ان میں سے آسان تر کو اختیار فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا، سوائے اس کے کہ آپ ﷺ کو اللہ کے بارے میں تکلیف دی جائے تو آپ ﷺ انتقام لیتے تھے۔

آپ ﷺ کا اپنے دست مبارک سے صدقہ کرنا ...... میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ خیرات سوائے اپنے کسی اور کے سپرد کرتے ہوں (یعنی سائل کو اپنے دست مبارک سے عطا فرماتے تھے کسی خادم سے نہیں دلواتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ خود ہی اس صدقے کو سائل کے ہاتھ میں رکھتے تھے۔

آپ ﷺ کا اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرتے ...... میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنے وضو کا پانی لانے کو کسی کے سپرد کیا ہو، آپ ﷺ خود ہی اسے مہیا کرتے تھے، یہاں تک کہ رات کی نماز تہجد پڑھتے تھے۔ (جب کسی سے پانی نہیں منگاتے تھے)

حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر بھی سوار ہوتے تھے، اور غلام کے پکارنے کا جواب دیتے تھے۔

آپ ﷺ کا غلام کی پکار کا سننا ...... حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم (پکارنے کا جواب دیتے تھے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے ہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوتے تھے۔ اپنے پیچھے کسی کو سوار بھی کر لیتے تھے اور غلام بھی سنتے تھے۔

حضرت حمزہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دو خصلتیں تھیں جو ظالم (امراء) میں نہیں ہوتیں، آپ کو سرخ یا سیاہ آدمی پکارتا، آپ ﷺ اسے ضرور جواب دیتے تھے، اکثر آپ گری پڑی کھجور پاتے تھے

تو اللہ کی نعمت سمجھ کر لے لئے تھے اور اپنے منہ تک لے جاتے تھے، آپ ﷺ کو یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ صدقے (زکوۃ) کی نہ ہو (تو پھر نوش نہیں فرماتے) آپ ﷺ گدھے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہوتے تھے جس پر کوئی چیز نہ ہوتی تھی۔

حضرت شعبیؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے کی ننگی پیٹھ کر بھی سوار ہوئے ہیں۔

راشد بن سعد المقرئی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارنے کا بھی جواب دیا ہے۔

آپ ﷺ کا گدھے پر سواری کرنا...... حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی عیادت کرتے تھے، جنازے میں شریک ہوتے تھے، گدھے پر سوار ہوتے تھے اور غلام کی پکار پر آ جاتے تھے، میں نے جنگ خیبر میں آپ ﷺ کو آپ ﷺ کو ایک گدھے پر دیکھا جس کی باگ کھجور کی چھال کی تھی۔

آپ ﷺ کی پسندیدہ شئی...... حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ زمین پر بیٹھا کرتے تھے، زمین پر کھانا کھاتے تھے، غلام کی دعوت قبول کرتے تھے، فرماتے تھے کہ اگر مجھے دست کے گوشت کی دعوت دی جائے تو ضرور قبول کروں، اور اگر مجھے کریلی کا گوشت ہدیے طور پر دیا جائے تو ضرور قبول کروں آپ ﷺ اپنی بکری بھی اپنے ہاتھ سے باندھتے تھے۔

آپ ﷺ کی عاجزوانکساری...... حضرت یحییٰ بن ابن کثیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح غلام کھاتا ہے۔ اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جس طرح غلام بیٹھتا ہے کیونکہ میں تو اللہ کا غلام ہی ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوزانوں بیٹھا کرتے تھے۔

کچھ لوگوں کا حد سے زیادہ تجاوز کرنا...... حضرت انس بن مالک روایت ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خفیہ طور پر آپ ﷺ کے عمل کو دریافت کیا تو انھوں نے ان لوگوں کو خبر دی ان میں سے بعض نے کہا کہ میں عورتوں سے رجوع نہ کروں گا، بعض نے کہا کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا، بعض نے کہا کہ میں بستر پر نہ سوؤں گا، بعض نے کہا کہ میں روزہ رکھوں گا، اور روزہ ترک نہ کروں گا۔

آپ ﷺ کا جواب...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد وثناء کی اس کے بعد فرمایا کہ ان جماعتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے فلاں فلاں بات کہی میں تو نماز پڑھتا ہوں سوتا ہوں روزہ رکھتا ہوں ترک بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح کرتا ہوں پس جو میری سنت سے منہ پھیر لے وہ میرا نہیں ہے۔

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ابن عباس سے فرمایا، اس امت میں سب سے بہتر وہ ہے جس کی سب سے زیادہ بیویاں ہوں۔

خداتعالیٰ کا فرمان آپ ﷺ کے واسطے...... حضرت حسن سے روایت ہے کہ جب اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تو فرمایا یہ میرے نبی ﷺ ہیں یہ میرے پسندیدہ ہیں ان سے محبت کرو ان کی سنت اور اس کے

طریقے کا اختیار کرو جن پر دروازے بند نہیں کئے جاتے اور جن کے آگے دربان کھڑے ہوتے ہیں، (یعنی ان کی زندگی شاہانہ نہ ہوگئی) نہ ان کے پاس صبح کو کھانے کے بڑے برتن لائے جاتے ہیں نہ شام کو، (یعنی بادشاہوں کی طرح لوگ نزارنہ نہیں دیتے بلکہ فاقے ہوتے ہیں، وہ زمین پر بیٹھتے ہیں، اپنا کھانا بھی زمین پر کھاتے ہیں اور موٹا جھوٹا کپڑا پہنتے ہیں گدھے پر سوار ہوتے ہیں اپنے پیچھے بھی کسی کو سوار کر لیتے ہیں یعنی اپنے ساتھ بٹھانے میں عار نہیں کرتے جیسا کہ امراء کرتے ہیں، آپ ﷺ کھانے کے بعد اپنی انگلیاں چاٹ لیتے ہیں، اور آپ ﷺ فرمایا کرتے ہیں کہ میری سنت سے منہ پھیرے گا وہ میرا نہیں ہے۔

سماک بن حرب سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن سمرہ سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے، انھوں نے کہا کہ ہاں اور آپ ﷺ بہت خاموش رہنے والے آدمی تھے آپ ﷺ کے اصحاب اشعار پڑھا کرتے تھے، زمانہ جاہلیت کی باتوں کا ذکر کرتے تھے اور ہنستے تھے جب وہ ہنستے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے۔

آپ ﷺ کا تبسم فرمانا...... حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سو مرتبہ سے زیادہ بیٹھا ہوں، مسجد میں آپ ﷺ کے اصحاب اشعار پڑھا کرتے تھے، اور زمانہ جاہلیت کی باتیں بیان کرتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکثر تبسم فرماتے دیتے۔

حضرت عبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تبسم کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔

ابن عمرؓ سے روایت...... ابن عمر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نہ کسی کو سخی نہیں دیکھا نہ شجاع نہ بہادر نہ پاک وصاف۔

آپ ﷺ سب سے زیادہ بہادر اور سخی تھے...... انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ بہادر، سب سے زیادہ حسین اور سب سے زیادہ سخی تھے ایک شب کو اہل مدینہ گھبرائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آواز کی طرف تشریف لے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل مدینہ سے ملے، حالانکہ آپ ﷺ ان سب سے آگے تھے، اور فرما رہے تھے کہ ہرگز نہ ڈرو، آپ ﷺ ابوطلحہؓ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر تھے، گلے میں تلوار تھی لوگوں سے فرمانے لگے کہ ہرگز نہ ڈرو اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے اس گھوڑے کو دریا پایا۔

حضرت بکر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار ہوئے اسے تیز دوڑایا اور فرمایا کہ ہم نے اسے دریا پایا۔

قوتِ جماع

حضرت جبرئیلؑ کا ہانڈی لانا...... حضرت صفوان بن سلیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ جبرئیل ایک ہانڈی لائے، میں نے اس میں سے کھایا تو مجھے جماع میں چالیس مردوں کی قوت دی گئی۔

مجاہدؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس مردوں کی قوت دی گئی تھی، جنت کے ہر شخص کو اسّی مردوں کی قوت دی جائے گی۔

طاؤسؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جماع میں چالیس مردوں کی قوت دی گئی تھی۔

مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان فرق...... ابوجعفر محمد بن رکانہ نے اپنے والد سے روایت ہے کی کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کشتی لڑی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں پچھاڑ دیا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان ٹوپیوں پر عمامے باندھنے کا فرق ہے (یعنی مشرکین بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھتے ہیں اور ہم ٹوپی پر)

قصاص بذاتِ خود

حضرت عمر فاروق کا شام تشریف لے جانا...... حضرت عمر بن شعیب سے روایت ہے کہ جب عمرؓ شام میں آئے تو ان کے پاس ایک شخص آیا جو ان سے اس امیر (حاکم) کے خلاف فیصلہ کرانا چاہتا تھا جس نے اسے مارا تھا، عمرؓ نے اس حاکم کے بیڑیاں ڈالنا چاہیں تو عمرو بن العاصؓ نے کہا ہم آپ کے کسی عہدے پر کام نہ کریں گے۔

حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں اس کی وجہ سے قید کرنے میں پروانہیں کرتا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ اپنی ذات سے قصاص لینے کا موقع دیتے تھے، عمرو بن العاصؓ نے کہا کہ اچھا تو کیا ہم اسے راضی کردیں، انھوں نے کہا کہ تم چاہو تو اسے راضی کردو۔

حضرت عطاء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدش کو اپنی ذات سے قصاص لینے کا موقع دیا

حضرت سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے اپنی اپنی ذات سے قصاص لینے کا موقع دیا۔

حسن کلام

آپ ﷺ کا حسن کلام کا انداز...... حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کی طرح پے درپے (تیزی سے) کلام نہیں فرماتے تھے، آپ ﷺ جدا جدا جملوں سے کلام فرماتے تھے، جس کو ہر سننے والا یاد کر لیتا تھا۔

آپ ﷺ کا ترتیل وترسیل سے کلام...... حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں ترتیل وترسیل تھی (یعنی جملوں کی ترتیب نہایت خوبی سے ہوتی تھی اور بہت ٹھہر ٹھہر کر بیان فرماتے تھے۔

قراءت اور خوش الحانی

آپ ﷺ کا خوش الحانی سے قراءت کرنا ...... ابراہیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کی حرکت سے معلوم ہو جاتی تھی۔

ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت اس طرح تھی، انھوں نے بسم الرحمٰن الرحیم'' اور الحمد للہ رب العلمین'' کے ایک حرف کا طریقہ بتایا۔

آپ ﷺ کی قراءت کی کیفیت ...... حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ حضرت انسؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کی کیفیت دریافت کی گئی تو انھوں نے کہا کہ آپ ﷺ کی قراءت مد تھی، پھر کہا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' میں آپ ﷺ بسم اللہ کو الرحمٰن کو اور الرحیم کو کھینچتے تھے (مد کرتے تھے)

آپ ﷺ کی آواز کے بارے میں ...... حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ اللہ نے کوئی نبی مبعوث نہیں کیا جو خوبصورت اور خوش آواز نہ ہو، یہاں تک کہ اللہ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تو آپ ﷺ کو بھی خوبصورت وخوش آواز بنا کر بھیجا، آپ ﷺ (قراءت میں) لحن نہیں کرتے تھے، مگر کسی قدر مد (دراز) کرتے تھے

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن سے کم میں قرآن کریم مکمل فرماتے۔

شان خطابت

آپ ﷺ کا خطبہ کے وقت کی کیفیت ...... حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں سے خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو آپ ﷺ کی دونوں آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں، آپ ﷺ آواز کو بلند کرتے تھے، اپنے غضب کو تیز کرتے تھے، گویا آپ ﷺ کسی ایسے لشکر سے ڈرا رہے ہیں ہیں، جو صبح یا شام کو آنے والا ہے، اس کے بعد فرماتے تھے کہ اور قیامت اس طرح مبعوث ہوئے ہیں، آپ ﷺ کلمے کی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ فرماتے تھے، پھر فرماتے تھے کہ بہترین ہدایت محمد ﷺ کی ہدایت ہے سب سے بری بات وہ ہے جو دین میں ایجاد ہو، ہر بدعت (یعنی نو ایجاد) گمراہی ہے جو مر جائے اور مال چھوڑ جائے، تو وہ اس کے رشتہ داروں کا ہے، جو قرض یا جائداد چھوڑ جائے تو وہ میرے سپرد ہوگا، اور میرے ذمے ہوگا۔

عامر بن عبداللہ بن الزبیرؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ میں چھڑی لے کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔

حسن اخلاق وطرز معاشرت

آپ ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا...... ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے اللہ جس طرح تو نے میری پیدائش اچھی کی اسی طرح میرے اخلاق بھی اچھے کر دے۔

آپ ﷺ کے بارے میں حضرت عمر کا فرمانا...... حضرت مسروقؒ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر کیپاس گیا وہ کہہ رہے تھے، کہ تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بدخلق تھے نہ فحش گو، آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے اچھے اخلاق کا ہو۔

آپ ﷺ رمضان کو قیدیوں کو آزاد کرتے تھے...... ابن عباسؓ و عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب رمضان آتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قیدی کو رہا کر دیتے تھے۔ اور ہر سائل کو دیتے تھے۔

اسماعیل بن عیاش سے روایت ہے کہ لوگوں کے گناہوں پر سب سے زیادہ صابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔

آپ ﷺ کا جھوٹ سے نفرت کرنا...... حضرت ابراہیم بن میسرہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹ سے زیادہ کوئی عادت ناگوار نہ تھی، جب کبھی آپ ﷺ کو صحابہ کے ادنیٰ سے جھوٹ کی بھی اطلاع ہو جاتی تھی تو آپ ﷺ ان سے رک جاتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو معلوم ہو جاتا کہ انہوں نے توبہ کر لی ہے۔

آپ ﷺ کا مصافحہ کے بعد عمل...... حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی شخص ملتا تھا اور آپ ﷺ سے مصافحہ کرتا تھا تو آپ ﷺ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہیں کھینچتے تھے تاوقتیکہ وہ شخص خود ہی اس کو نہ پھیرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہمنشین کے آگے پاؤں پھیلاتے کبھی نہیں دیکھا گیا۔

آپ ﷺ کے جسم مبارک سے خوشبو کا آنا...... مولائے انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے جب کوئی شخص آپ ﷺ سے ملتا تھا، اور آپ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہو جاتا تھا تو آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیتا تھا تو آپ ﷺ بھی اس کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے، اور اپنا ہاتھ نہ کھینچتے تھے تاوقتیکہ وہ خود اپنے ہاتھ کو نہ کھینچ لے۔ جب آپ ﷺ اصحاب میں سے کسی سے ملتے تھے، اور وہ (چپکے سے بات کہنے کو) آپ ﷺ کا کان لے لیتے تھے تو آپ ﷺ بھی ان کا کان لے لیتے تھے، پھر اس کو نہ چھڑاتے تھے، جب تک کہ وہ خود چھڑائیں۔

عکرمہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی شخص آتا تھا اور آپ ﷺ اس کے چہرے پر خوشی دیکھتے تھے تو اس کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے۔

سعید المعمری سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی عمل کرتے تھے، تو اسے قائم رکھتے تھے، یہ نہیں کہ کبھی کریں اور کبھی چھوڑیں۔

حسن رفتار

آپ ﷺ کا چلنے کا طریقہ...... سیار بن ابی الحکم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تھے تو ایک بازار والے کی طرح چلتے تھے، نہ تو تھکے ہوئے معلوم ہوتے تھے، اور نہ عاجز۔

حضرت ابی ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ میں ایک جنازے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا جب چلتا تھا تو آپ ﷺ میرے آگے ہو جاتے تھے، میں ایک شخص کی طرف متوجہ ہوا جو میرے پہلو میں تھے، اور کہا کہ آنحضرت کے لئے ابراہیم خلیلؑ کے طرح تو زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔

آپ ﷺ کا چلتے وقت چادر وغیرہ اٹک جانا...... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تھے تو ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے، اکثر آپ ﷺ کی چادر درخت یا کسی اور چیزیں میں اٹک جاتی تھی مگر آپ ﷺ پلٹتے نہ تھے، لوگ ہنستے تھے اور وہ آپ ﷺ پلٹنے سے بے خوف تھے۔

آپ ﷺ سے زیادہ کوئی شئی حسین نہیں...... حضرت زید بن مرثد سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی، گویا کہ آفتاب ہے، جو اپنے سامنے جاتا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا گویا زمین آپ ﷺ کے لئے لپیٹ دی جاتی تھی، ہم لوگ کوشش کرتے تھے، کہ آپ ﷺ کے ساتھ چلیں، حالانکہ آپ ﷺ تیز چلنے کی کوشش نہیں کرتے تھے۔

حضور ﷺ کا کھانے کے آداب

آپ ﷺ کے اوصاف.......... اسحاق بن عیسیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگا کر کھاتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا گیا، نہ آپ ﷺ کے نشان قدم پر کوئی چل سکتا تھا۔

حضرت جبرئیلؑ کا آپ ﷺ سے ملاقات...... ابوجحیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تکیہ لگا کر کبھی نہیں کھاتا۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیلؑ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آنحضرت ﷺ مکے کے بالائی قطعہ (عوالی) میں تکیہ لگا کر کھانا کھا رہے تھے، جبرئیلؑ نے آپ ﷺ سے کہا کہ یا محمد ﷺ بادشاہوں کی طرح؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک فرشتہ آیا جو اس سے پہلے آپ ﷺ کے پاس نہیں آیا تھا، اس کے ساتھ جبرائیلؑ بھی تھے اس فرشتے نے کہا اور جبرائیلؑ خاموش رہے کہ آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو اس

میں اختیار دیتا ہے کہ آپ ﷺ نبی و بادشاہ ہوں یا نبی و بندہ، بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیلؑ کی طرف ان سے مشورہ طلب کرنے والے کی طرح دیکھا، جبرائیلؑ نے مشورہ دیا کہ آپ ﷺ تواضع کیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی و بندہ ہونا مجھے پسند ہے۔

حضرت زہری نے کہا کہ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے عائشہؓ اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے تھے، میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کی دھوتی کا گرہ کعبے کے برابر تھی اور کہا کہ آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو سلام کہتا ہے، اور کہتا ہے کہ اگر آپ ﷺ بنی و بادشاہ بننا چاہیں (تو میں بنادوں) اور اگر بنی و بندہ بننا چاہیں تو میں بنادوں حضرت جبرائیلؑ نے مجھے مشورہ دیا کہ آپ ﷺ تواضع کیجئے، میں نے کہا کہ بنی و بندہ (بننا چاہتا ہوں)

حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگا کر نہیں کھاتے تھے، اور فرماتے تھے کہ میں اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح بندہ کھاتا ہے اور اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندہ بیٹھتا ہے۔

حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین انگلیوں سے کھاتے دیکھا، انگوٹھے سے اور جو اس کے متصل ہے اور بیچ کی انگلی سے میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ انگلیوں کے پونچھنے کا ارادہ کرتے تھے تو میں قبل اس سے کے کہ انھیں پوچھیں اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹتے تھے، پہلے بیچ کی انگلی چاٹتے تھے، پھر اس کے قریب والی پھر انگوٹھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا...... ابی امامہ سے روایت ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب نے میرے سامنے پیش کیا کہ وہ میرے لئے مکے کی کنکریوں کو سونا بنادے میں نے کہا کہ اے میرے رب نہیں، میں ایک روز بھوکا رہوں گا اور ایک روز پیٹ بھروں گا، (یہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یا اسی کے قریب فرمایا) جب بھوکا ہوں گا تو تیرے آگے عاجزی کروں گا اور تجھے یاد کروں گا جب پیٹ بھروں گا تو تیری حمد کروں گا اور شکر کروں گا۔

آپ ﷺ کے اخلاق کی خوبیاں

آپؐ کے اخلاق کے بارے میں...... حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کام سے بھیجا میں نے لڑکوں کو دیکھا تو ان کے ساتھ بیٹھ گیا، بنی صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور آپ ﷺ نے لڑکوں کو سلام کیا۔

حضرت ام سلمہ کی روایت...... ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک کنیز کو بھیجا اس نے دیر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر قصاص (کا اندیشہ) نہ ہوتا تو میں تجھے اس مسواک سے مارتا۔

حضرت انسؓ نے آپ ﷺ کی دس سال تک خدمت کی...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی مگر کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے ہمنشینوں کے گھٹنوں کی

طرف پاؤں پھیلائے ہوں نہ ایسا ہوا کہ کسی نے آپ ﷺ سے مصافحہ کیا ہوا، اور آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے کھینچ لیا ہو، یہاں تک کہ وہ شخص خود ہی آپ ﷺ سے جدا ہو جاتا تھا، نہ ایسا ہوا کہ کوئی شخص آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گیا ہو پھر آپ ﷺ اس سے ہٹ گئے ہوں تاوقتیکہ وہ شخص خود نہ ہٹے، میں نے جو کام کیا اس کے متعلق آپ ﷺ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ ایسا کیوں کیا، نہ یہ فرمایا کہ تم نے یہ ایسا اور یہ کیوں نہ کیا، میں نے عطر سونگھا ہے، مگر کوئی خوشبو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ اچھی نہیں سونگھی، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے آپ ﷺ کی طرف (خفیہ بات کے لئے) کان جھکایا ہو اور آپ ﷺ نے اپنا سر ہٹا لیا ہو، تاوقتیکہ وہ خود نہ ہٹ گیا ہو۔

حسنؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل کے طور پر یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

كفى بالاسلام والشيب للمرء ناناهيا ء

یعنی آدمی کو اسلام اور ضعیفی (بدی سے) روکنے کے لئے کافی ہے، حضرت ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہ شاعر نے تو اس طرح کہا ہے۔

كفى الشيب والاسلام للمر ء نانامليا ء

ترجمہ: ضعیفی اور اسلام انسان کو بدی سے روکنے کے لئے کافی ہے پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے تھے۔

كفى بالاسلام والشيب للمرء نهيا

حضرت ابو بکر کا گواہی دینا ...... ابو بکرؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں نہ تو آپ ﷺ کو شعر کا علم ہے، اور نہ یہ آپ ﷺ کے لئے مناسب ہے۔

عکرمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ ﷺ نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور مثل شعر پڑھتے سنا، تو انھوں نے کہا کہ جب آپ ﷺ اپنے گھر میں داخل ہوتے تھے تو کبھی کبھی یہ شعر پڑھتے تھے۔

ويا تيک بالاخبار من لم يرد د

ترجمہ: اور تیرے پاس وہ شخص خبریں لائے گا جس کو تر دد نہیں،

یحیٰ بن عبید الجہنی نے اپنے والد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کے لئے اسی طرح تکیہ لگاتے تھے، جس طرح مکان (میں بیٹھنے) کے لئے۔

مقداد بن شریح نے اپنے والد سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ کو اللہ کی قسم کھا کر یہاں بیان کرتے سنا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا کسی نے آپ ﷺ کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے نہیں دیکھا۔

آپ ﷺ کا بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے ...... حبیب بن صالح سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تھے تو اپنا جوتہ پہن لیتے تھے اور اپنا سر ڈھانک لیتے تھے۔

آپ ﷺ بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد ...... ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (استنجاء سے) نکل کر پانی بہا دیا کرتے تھے، پھر مٹی سے مسح (تیمم) کرتے تھے میں کہتا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی تو آپ ﷺ کے قریب ہے فرماتے تھے، کیا مولائے عائشہؓ سے روایت ہے کہ عائشہؓ نے کہا کہ میں نے

کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ نہیں دیکھی۔

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں جاتے تھے تو جب تک ان مقام کے قریب نہ ہو جائیں جس کا ارادہ ہوتا تھا آپ ﷺ اپنے کپڑے نہ اٹھاتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

آپ ﷺ کے پاؤں پر ورم آ جانا...... مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی نماز پڑھتے تھے کہ آپ ﷺ کے پاؤں پر ورم آ جاتا تھا، آپ ﷺ سے (کسی کو) کہا جاتا تو فرماتے تھے کہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

اللہ کے نزدیک پسندیدہ...... ابوسلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہ ہوئی تاوقتیکہ آپ ﷺ کی اکثر نماز بیٹھ کر نہ ہوگئی آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے نزدیک وہ عمل سب سے زیادہ پسندیدہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ کم ہو۔

آپ ﷺ کا پانی پیتے وقت تین سانس لینا...... ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے روایت ہے کہ انس برتن میں (پانی پیتے وقت) تین مرتبہ سانس لیتے تھے، اور بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برتن میں تین مرتبہ سانس لیتے دیکھا گیا۔ (یعنی سنت یہ ہے کہ جب برتن سے پانی پئے تو یکے بعد دیگرے باہر منہ نکال کر تین بار سانس لے۔ اص، غ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے میں تین مرتبہ سانس مرتبہ لیتے تھے، اور فرماتے تھے کہ یہ زیادہ خوش گوار مبارک اور نیک ہے۔ حضرت انسؓ نے کہا لہٰذا میں بھی پینے میں تین مرتبہ سانس لیتا ہوں۔

ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پیاسے ہوتے تھے تو اپنی آواز پست کر دیتے تھے اور چہرہ ڈھانک لیتے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا...... عطاء سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہم انبیاء کی جماعت کو حکم دیا گیا ہے کہ سحری میں تاخیر کریں افطار میں تعجیل کریں اور نماز میں داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھیں۔

یزید بن الاصم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی نماز میں جمائی لیتے نہیں دیکھا گیا۔

حضرت زہری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے ساتھ کبھی سوار نہیں ہوئے۔

حضرت عبدالعزیز بن ابی رداد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب جنازے میں شریک ہوتے تھے تو خاموشی زیادہ کرتے تھے، اور اپنے دل میں باتیں زیادہ کرتے تھے، لوگ خیال کرتے تھے کہ آپ ﷺ میت کے بارے میں دل میں باتیں کرتے ہیں نہ آپ ﷺ کو (اس وقت) کوئی جواب دیتا تھا اور نہ آپ م سے سوال کیا جاتا تھا۔

حضرت راشد بن سعد وغیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے۔ تو اپنا داہنا

ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت...... حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع (پانی) سے غسل کرتے تھے اور ایک مُد (پانی) سے وضو کرتے تھے۔

آپ ﷺ کے لئے رومال پیش کرنا...... ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں رات کو اپنی خالہ میمونہؓ کے یہاں رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے، آپ ﷺ نے غسل کیا پھر آپ ﷺ کے پاس رومال لایا گیا، مگر آپ ﷺ نے اسے نہیں چھوا فرمانے لگے ہاتھ سے اس طرح یعنی نمی کو ہاتھ سے خشک کرتے رہے۔

آپ ﷺ کا داڑھی مبارک کا خلال کرنا...... حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، اپنی داڑھی مبارک میں خلال کیا، اور فرمایا کہ میرے رب نے مجھے اس کا حکم دیا ہے، راوی اول عبید اللہ نے اپنا داہنا ہاتھ اپنی ٹھوڑی کے نیچے داخل کیا کہ گویا کہ وہ اپنی داڑھی آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔

ایاس بن جعفر الحنفی سے روایت ہے کہ مجھے خبر دی گئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک رومال تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کے وقت پانی پوچھتے تھے۔

ہر چیز کی ابتداء دائیں طرف...... حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز میں داہنی طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے، وضو کرنے میں، چلنے میں اور جوتا پہننے میں۔

آپ ﷺ اپنی قربانی اپنے دست مبارک فرماتے تھے...... حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح فرماتے اور اس میں اللہ کا نام لیتے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز جس میں صلیب کی تصویر توڑے بغیر نہیں چھوڑتے تھے۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی ضرورت کے بھولنے کا اندیشہ کرتے تھے تو اپنی چھنگلیاں یا اپنی انگوٹھی میں ڈورا لپیٹ لیتے تھے۔

آپ ﷺ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے...... حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا روزہ رکھتے تھے کہ کہا جاتا آپ ﷺ روزہ رکھتے ہیں اور روزہ اتنا ترک کرتے تھے کہ کہا جاتا تھا آپ ﷺ نے روزہ ترک کر دیا۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر میں کھجوروں سے افطار فرماتے تھے، پھر (نماز کو) چلے جاتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی تاریک گھر میں نہیں بیٹھتے تھے تا وقتیکہ آپ

علیہ ﷺ کے لئے چراغ نہ روشن کردیا جائے۔

حضرت عبادہ بن الصامت سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ کھڑے ہوجاؤ تا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس منافق کی فریاد کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لئے کھڑے نہ ہو اللہ ہی کے لئے کھڑے ہو۔

آپ ﷺ کے لئے نیا پھل لانا ...... ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نیا پھل لایا جاتا تو آپ ﷺ اسے بوسہ دیتے تھے، آنکھوں سے لگاتے اور فرماتے تھے کہ اے اللہ جس طرح تو نے ہمیں اس کا اول دکھایا ہے اسی طرح اس کا آخر بھی دکھا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ...... ابی حمید یا ابی اسید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میری طرف سے کوئی حدیث سنو جس کو تمہارے دل مان لیں تمہارے روئیں اور دل اس کے لئے نرم ہوجائیں اور تم یہ سمجھو کہ وہ تم سے قریب ہے تو میں تم سے زیادہ اس کے قریب ہوں (یعنی اگر وہ مضمون میرے اور تمہارے مناسب ہے تو سمجھو کہ میں نے بیان کیا ہوگا؟ اور جب تم میری طرف سے کوئی ایسی حدیث سنو جس کا تمہارے دل انکار کریں، اس سے تمہارے روئیں اور دل نفرت کریں اور تم یہ سمجھو کہ وہ تم سے دور ہے تو بہ نسبت تمہارے اس سے بہت زیادہ دور ہوں (کہ میں نے ایسی بری بات نہ کہی گئی)

قبول ہدیہ اور رد صدقہ

حضور ﷺ کا ہدیہ قبول کرنا اور صدقے قبول نہ کرنا ...... حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرلیا کرتے تھے، اور صدقہ نہیں قبول فرماتے تھے۔

حضرت حبیب بن عبید الرجی سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی چیز لائی جاتی تھی تو آپ ﷺ فرماتے تھے، کہ یہ صدقہ ہے یا ہدیہ، اگر وہ لوگ کہتے کہ صدقہ ہے تو آپ ﷺ اسے اہل صفہ کے پاس بھجوادیتے تھے، اگر کہتے کہ ہدیہ ہے، (آپ اسے رکھوا لیتے) اور اہل صفہ کو بلا لیتے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رشتہ داروں کے یہاں سے کھانا لایا جاتا تھا تو آپ ﷺ پوچھا کرتے تھے، اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو کھاتے تھے اور اگر کہا گیا کہ صدقہ ہے (ہم لوگوں سے) فرماتے تھے کہ کھاؤ، خود نہیں کھاتے تھے۔

رشید بن مالک سے روایت ہے کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا، ایک شخص ایک طباق لایا جس میں کھجوریں تھیں فرمایا کہ یہ کیا ہے "صدقہ ہے یا ہدیہ؟ اس شخص نے کہا کہ صدقہ ہے فرمایا کہ اسے اس قوم (اصحاب صفہ) کے آگے بڑھادو، حسنؓ آپ ﷺ کے آگے مٹی میں کھیل رہے تھے، انھوں نے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں رکھ لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھ لیا آپ ﷺ نے اپنی انگلی ان کے منہ میں ڈال کر وہ کھجور نکال لی اسے پھینک دیا اور فرمایا کہ ہم آل محمد ﷺ) صدقہ نہیں کھاتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبداللہ بن بسری سے روایت ہے کہ میری بہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجا کرتی تھی آپ ﷺ اسے قبول فرماتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن بسر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے، صدقہ نہیں قبول فرماتے تھے

حضرت علیؓ سے روایت ...... حضرت علی سے روایت ہے کہ کسریٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجا آپ ﷺ نے قبول فرمایا سلاطین آپ ﷺ کو ہدیہ بھیجتے تھے تو آپ ﷺ قبول فرماتے تھے۔

آپ ﷺ کا دست کا گوشت اور کریلی پسند فرماتے تھے ...... حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے دست (کو گوشت) بطور ہدیہ بھیجا جائے تو میں ضرور قبول کرلوں گا، اور اگر مجھے کریلی (گوشت) کی دعوت دی جائے تو میں ضرور قبول کرلوں گا۔

حمید بن عبدالرحمٰن الحمیر ی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے دست کی دعوت دی جائے تو میں ضرور قبول کروں گا، اور اگر یہی بطور ہدیہ دیا جائے تو ضرور قبول کروں۔

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے یہاں گئے، آپ ﷺ کے پاس کھانا لایا گیا، جس میں گوشت نہ تھا، فرمایا کیا میں تمہارے یہاں ہانڈی نہیں دیکھتا ہوں؟ لوگوں نے عرض کی جی ہاں یہ بریرہ کو بطور صدقہ دیا گیا ہے، اور آپ ﷺ صدقہ نہیں کھاتے، فرمایا کہ وہ مجھے تو بطور صدقہ نہیں دیا گیا ہے اگر تم لوگ کھلاؤ گے تو ضرور کھالوں گا۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ یہی مضمون ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ بریرہ کے لئے صدقہ ہے، اور بریرہ کی جانب سے ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر اور میرے اہل بیت پر صدقہ حرام ...... حسنؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے گھر میں کھجوریں پڑی دیکھتا ہوں جن کو میرا جی چاہتا ہے مگر مجھے اس کے کھانے سے اس کے صدقہ ہونے کا خوف باز رکھتا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ...... حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کھجور پر گذر ہو جو راستے میں پڑی ہوئی تھی، فرمایا کہ اگر مجھے اس کے صدقہ ہونے اندیشہ نہ ہوتا تو ضرور کھالیتا۔ ابن عمرؓ کا ایک پڑی ہوئی کھجور پر گذر ہوا تو انھوں نے اسے کھالیا۔

آپ ﷺ سے کھجور کھائی تو ...... عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے، سوتے سوتے حرکت کی اور بیدار ہو گئے، پہلو کے نیچے ایک کھجور پائی اسے آپ ﷺ نے لے کر تناول فرمالیا، آخر رات تک سخت بے چین رہے اور آپ ﷺ کو نیند نہیں آتی تھی آپ ﷺ نے بعض ازواج سے بیان کیا کہ اپنے پہلو کے نیچے ایک کھجور پائی جو کھالی مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ صدقے کی نہ ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا صدقہ میل کچیل ہے...... عبدالملک بن المغیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے بنی عبدالمطلب صدقہ لوگوں کا میل کچیل ہے لہٰذا نہ تو اسے کھاؤ اور نہ اس پر عامل (کلکٹر) بنو۔

پسندیدہ طعام

حضور ﷺ کا پسندیدہ کھانا...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو حلوا اور شہد پسند تھا۔

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا آفاق سے اہل مدینہ میں سے ایک درزی نے آپ ﷺ کی دعوت کی تھی، وہ آپ ﷺ کے پاس جو کی روٹی اور بہت سی چربی لایا، اس میں لوکی بھی تھی میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کو لوکی پسند آ رہی تھی، میں اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بڑھانے لگا، انسؓ نے کہا کہ جب سے میں نے لوکی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پسند آتے دیکھا ہے اس روز سے وہ مجھے بھی پسند ہے۔

آپ ﷺ لوکی بہت پسند...... انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لوکی پسند تھی۔

ابی طالوت سے روایت ہے کہ میں انس بن مالک کے پاس گیا وہ لوکی کھا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے پیارے درخت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تجھے پسند فرمانے سے تو مجھے بھی کیسا پسند ہے۔

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ جب ہمارے یہاں لوکی ہوتی تھی تو ہم اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دیتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ککڑی کھجور کے ساتھ کھاتے دیکھا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہانڈی کے پاس آتے تھے، اس میں سے دست کی بوٹی لے لیتے تھے، اور اس نوش فرماتے تھے، پھر نماز پڑھتے تھے نہ وضو کرتے تھے نہ کلی کرتے تھے۔

آپ ﷺ نے دست کا گوشت کھانے کے بعد بغیر وضو نماز پڑھی...... حضرت عمرو بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے دست نوش فرمایا پھر اٹھے کلی کی اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حضرت اسحاق بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ام حکیم بنت الزبیر ان میں سے تھیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کچھ ہدیہ بھیجتی تھی، ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے تو انھوں نے ایک دست آپ ﷺ کے آگے رکھا وہ اس کے پاس ٹکڑے کرنے لگیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نوش فرمانے لگے پھر آپ ﷺ اٹھے اور نماز پڑھی وضو نہیں کیا۔

ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت نوش فرمایا اور نماز پڑھی وضو نہیں کیا۔

حضرت ابورافعؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بکری ذبح کی تو آپ ﷺ نے

فرمایا کہ اے ابورافع دست مجھے دے دو، میں نے آپ ﷺ کو دے دیا، پھر فرمایا کہ دست مجھے دے دو، میں نے آپ ﷺ کو دوسرا بھی دے دیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ دست مجھے دے دو، عرض کی یا رسول اللہ کیا بکری کے دو سے زائد دست بھی ہوتے ہیں، فرمایا کہ اگر تم خاموش رہتے جو میں نے مانگتا تھا وہ مجھے ضرور دیتے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تر کھجور اور پکا ہوا گوشت ساتھ ساتھ نوش فرماتے تھے۔

کھجور کا ثرید اور روٹی کا ثرید...... ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ پسندیدہ کھانا روٹی کا ثرید اور کھجور کا ثرید اور کھجور کا ثرید یعنی حلوا تھے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثرید پسند تھا۔

حضرت علیؓ بن الاقمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کھاتے تھے جب آپ ﷺ اس کے ردی حصے پر پہنچے، تو اسے اپنے ہاتھ میں رکھ لیتے کوئی عرض کرتا کہ یہ جو بچ گئی ہے، مجھے عطا فرما دیجئے تو فرماتے تھے کہ میں جس چیز سے اپنے لئے ناخوش ہوں اس سے تمہارے لئے بھی خوش نہیں۔

عبدالمہیمن بن عباس بن سہل بن سعد نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے کہ انھیں ایک پیالہ صاف ستھری سفید چیز بطور ہدیہ دی گئی تو انھوں نے کہا یہ کیا چیز ہے؟ یہ کھانا تو میں نے دیکھا بھی نہیں راوی نے دریافت کیا کہ کیا اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جس سے تم لوگ سرکشی نہیں کرتے۔

ابوصخرہ سے روایت...... ابوصخرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بادام کے ستو لائے گئے، آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہا انھیں دور رکھو یہ تو دولت میں مست ہونے والوں کا شربت ہے۔

آپ ﷺ نے ستو سے پینے سے منع فرمایا...... یزید بن قیط سے روایت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے، جو بادام کے تھے، جب پیش ہوا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے، لوگوں نے عرض کی کہ بادام کے ستو، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے مجھ سے دور رکھو، یہ ناز پروردوں کے پینے کی چیز ہے، ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی پنیر اور ایک گوہ بطور ہدیہ دی گئی، آپ ﷺ نے گھی اور پنیر نوش فرمایا گوہ کے لئے فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جو میں نے کبھی نہیں کھائی، جو اسے کھانا چاہے وہ کھائے، وہ آپ ﷺ کے دسترخوان پر کھائی گئی۔

آپ ﷺ نے گوہ کے متعلق فرمایا...... ثابت بن دویعۃ الانصاری سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گوہ لائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک امت ہے جو مسخ کر دی گئی (یعنی بطور عذاب انسان کو اس شکل میں بدل دیا گیا، واللہ اعلم۔

ثابت بن یزید بن دویعہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمراہ تھے (شکار میں) گوہیں ملیں تو ہم نے انھیں بھونا ایک گوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے آپ ﷺ نے ایک لکڑی لی اور اس گوہ کی انگلیاں گننے لگے، اور فرمایا کہ بنی اسرائیل کی امت مسخ کر کے زمین کے حیوانات بنا دیے گئے۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کون سے حیوان ہیں، آپ ﷺ نے اسے نہ کھایا اور نہ منع کیا۔

ابن عباس سے روایت ...... ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میمونہؓ کے یہاں تھے کہ ایک خوان لایا گیا جس میں گوہ کا گوشت تھا، آنحضرت ﷺ نے کھانا چاہا تو میمونہؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ جانتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا نہیں عرض کی یہ گوہ کا گوشت ہے فرمایا! یہ وہ گوشت ہے جو میں نے کبھی نہیں کھایا آپ ﷺ کے پاس فضل بن عباس وخالدؓ بن ولید اور ایک خاتون بھی تھیں، خالدؓ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا نہیں تم لوگ کھاؤ فضل وخالدؓ اوران خاتون نے کھایا، میمونہؓ نے کہا کہ میں وہ چیز نہ کھاؤں گی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھائی۔

حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ...... ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات گوہیں ایک بہت بڑے پیالہ میں لائی گئیں جن پر گھی پڑا ہوا تھا فرمایا تم لوگ کھاؤ خود نہیں نوش فرمایا لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم کھالیں، حالانکہ آپ ﷺ نوش نہیں فرماتے؟ ارشاد ہوا کہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔

حضرت ابی سعید الخدری سے روایت ...... ابی سعید الخدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گوہ لائی گئی تو فرمایا اسے پشت کی طرف پلٹ دو، لوگوں نے اسے پلٹ دیا حکم ہوا کہ اسے شکم کی طرف پلٹ دو لوگوں نے اسے پلٹ دیا تو فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک خاندان جس پر اللہ نے غضب کیا تھا بھٹکتا رہا اگر وہ ہوگا تو یہی ہوگا اگر وہ ہوگا تو یہی ہوگا۔

ابن عباسؓ سے روایت ...... ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ میں اور خالد بن الولید میمونہؓ بنت الحارث کے پاس گئے میمونہ نے کہا کہ کیا میں آپ لوگوں کو اس ہدیے میں سے کھلاؤں جو ہمیں ام عفیق نے دیا ہے؟ فرمایا ہاں دو بھنی ہوئی گوہیں لائی گئیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں غور سے دیکھا خالدؓ بن الولید نے عرض کی کیا آپ ﷺ اسے ناپسند فرماتے ہیں، فرمایا ہاں، ام سلمہؓ نے کہا کہ میں آپ ﷺ لوگوں کو وہ دودھ نہ پلاؤں جو ہمیں بطور ہدیہ دیا گیا ہے، فرمایا بہتر ہے ایک برتن دودھ کا لایا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے نوش فرمایا آپ ﷺ کی داہنی طرف میں تھا بائیں طرف خالدؓ مجھ سے فرمایا کہ پیو۔ یہ تمہارا ہے چاہو تو اس میں خالد کو ترجیح دوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ کوئی کھانا کھلائے تو اسے یہ کہنا چاہیے کہ اے اللہ ہمیں اس میں برکت دے اور زیادہ دے، کیونکہ دودھ کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں جو کھانے اور پینے سے کفالت کرے۔

آپ ﷺ نے گوہ کو ناپسند .... ابن عباسؓ روایت ہے کہ ام حفید خالہ ابن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی پنیر اور چند گوہیں بطور ہدیہ بھیجیں، آپ ﷺ نے گھی اور پنیر نوش فرمایا اور ناپسندیدگی کی وجہ سے گوہوں کو چھوڑ دیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتیں۔

ابن عمرؓ سے روایت...... ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی کہ آپ ﷺ گوہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا! نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ اسے حرام کہتا ہوں۔

محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گوہ لائی گئی تو فرمایا کہ ہم لوگ شہری ہیں اس سے ہمیں کراہیت آتی ہے۔

عورت اور خوشبو

آپ ﷺ نے فرمایا...... حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دنیا میں عورتوں اور خوشبو سے محبت دی گئی اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی۔

حضرت حسن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا میں دنیا کے عیش میں سوائے عورتوں اور خوشبو کے کچھ نہیں چاہتا۔

میمون سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی عیش میں سے سوائے عورت اور خوشبو کے کچھ حاصل نہیں کیا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت...... عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی تین چیزیں پسند تھیں، عورتیں اور کھانا، آپ ﷺ نے دو چیزیں پائیں اور ایک چیز نہیں پائی عورت اور خوشبو پائی کھانا نہیں پایا۔

سلمہ بن کہیل سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے کوئی ایسی چیز نہیں پائی جو آپ ﷺ کو عورت اور خوشبو سے زیادہ پسند ہو۔

معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھوڑے سے زیادہ کوئی چیز پسند نہ تھی پھر کہا اے اللہ معاف کرنا عورت سے زیادہ کوئی چیز پسند نہ تھی۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ لوگ خوشبودار ہوا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلنا جان لیتے تھے۔

آپ ﷺ آتے وقت ہوا خوشبودار ہو جاتی...... حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے تھے تو خوشبودار ہوا سے پہنچان لئے جاتے تھے۔

حضرت ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے روایت ہے کہ ان (ہدیہ) خوشبو واپس نہیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو واپس نہیں کرتے تھے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خوشبو پیش کی گئی ہو اور آپ ﷺ نے واپس کردی۔

محمد بن علیؓ سے روایت...... محمد بن علیؓ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہؓ سے کہا کہ اے ماں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو لگاتے تھے۔ انھوں نے کہا ہاں ذکاۃ الطیب لگاتے تھے، میں نے کہا ذکارۃ الطیب کیا چیز ہے

انھوں نے کہا کہ مشک وعنبر۔
حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خوشبو (مشک) تھی جس میں سے آپ لگاتے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا مشک اچھی خوشبو ہے...... ابی سعید الخدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشک کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا یہ سب سے اچھی خوشبو نہیں ہے۔
عبیدہ بن حریج سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمرؓ سے کہا کہ اے عبدالرحمٰن میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اس خلوق (خوشبو) کو اچھا سمجھتے ہیں انھوں نے کہا کہ یہ خوشبو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پسند تھی۔

حضرت نافع سے روایت...... حضرت نافع سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ جب دھونی لیتے تھے تو کافور کو عود پر رکھتے تھے، اس سے دھونی لیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح دھونی لیتے تھے۔

تنگی معاشی

آپ ﷺ کے کھانے کی تنگی...... ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی راتیں خالی پیٹ گزارتے تھے، آپ ﷺ کے متعلقین کو رات کا کھانا نہ ملتا تھا اور ان حضرات کی روٹی اکثر جو کی ہوتی تھی۔
حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ فاطمہؓ ایک ٹکڑا روٹی کا نبی علیہ السلام کے پاس لائیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے فاطمہ یہ ٹکڑا کیسا ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے ایک ٹکیا پکائی تھی میرا جی خوش نہ ہوا میں یہ ٹکڑا آپ ﷺ کے پاس لائی، فرمایا کہ تین دن کے بعد یہ سب سے پہلا کھانا ہے جو تمہارے والد کے منہ میں گیا ہے۔

حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت...... ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوک کی وجہ سے اپنی پشت سے پتھر باندھتے تھے۔
حضرت مسروقؒ سے روایت ہے کہ ایک روز دن کے وقت عائشہؓ مجھ سے حدیث بیان کررہی تھیں تو یکا یک رونے لگیں، میں نے کہا کہ ام المومنین آپ کو کیا چیز رلاتی ہے کہا کھانے سے میں سیر نہیں ہوئی جب رونا چاہا تو اس پر روئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چار چار مہینے گزر جاتے تھے کہ آپ ﷺ گیہوں کی روٹی سے پیٹ نہ بھرتے تھے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت...... عائشہؓ سے روایت ہے کہ پے در پے تین تین دن تک آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم صبح وشام جو کی روٹی سے بھی شکم سیر نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ ﷺ اللہ سے واصل ہوگئے۔ (یعنی اس فانی دنیا سے رخصت ہوگئے)
حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن تک گیہوں کی روٹی سے شکم سیر نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی، نہ آپ ﷺ کے دستر خوان سے کوئی ٹکڑا افاضل اٹھایا گیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ...... ابی ہریرۃ سے روایت ہے کہ ایک چاند سے دوسرا چاند آل محمد ﷺ پر گزر جاتا تھا کہ آپ ﷺ کے مکان میں آگ نہ سلگائی جاتی تھی، نہ روٹی کے لئے نہ سہاگ کے لئے لوگوں نے کہا کہ اے ابوہریرۃؓ پھر یہ لوگ کس چیز سے جیتے تھے، انھوں نے کہا کہ کھجور اور پانی سے، انصار ہمسایہ تھے، اللہ انھیں جزائے خیر دے ان کے دودھ والے جانور تھے، وہ لوگ آپ ﷺ کو کچھ دودھ بھیج دیا کرتے تھے۔

ابوامامہ سے روایت ہے کہ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کی روٹی بھی فاضل نہ ہوتی تھی۔

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ آل محمد ﷺ میں واللہ ایک صاع (ساڑھے تین سیر) غلہ بھی رات بھر نہ رہا حالانکہ وہ نو گھر تھے، واللہ آنحضرت نے یہ کلمہ اللہ کے رزق کو کم سمجھ کر نہیں فرمایا، بلکہ اس سے آپ نے اپنی امت کی غم خواری کی ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ واللہ آل محمد ﷺ پر بہت سی راتیں ایسی گزرتی تھیں کہ وہ شام کا کھانا نہ پاتے تھے۔

احسیبین کے مولی ولید کے بعض خاندان والوں سے روایت ہے کہ جس وقت ہم لوگ اپنی ایک گزرگاہ پر کھانا کھا رہے تھے، تو ہمیں ابوہریرہؓ نظر آئے، ہم نے انھیں مرحبا کہا اور کہا کہ آیئے (کھانا کھایئے) انھوں نے کہا نہیں واللہ میں اسے نہ چکھوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حالت میں وفات ہوگئی۔ کہ نہ آپ ﷺ جو کی روٹی سے شکم سیر ہوئے نہ آپ ﷺ کے اہل وعیال۔

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ...... عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میں دو مرتبہ شکم سیر نہیں ہوئے یہاں تک کہ واصل بہ حق ہوگئے، نہ ہم نے شکم سیری کی وجہ سے آپ ﷺ کا بچا ہوا کھانا اٹھایا یہاں تک کہ آپ اللہ سے واصل ہوگئے، سوائے اس کے کہ ہم اسے کسی غیر حاضر کے لئے اٹھا لیتے تھے۔

پھر عائشہؓ سے دریافت کیا گیا کہ آپ ﷺ لوگوں کی معاش کیا تھی، انھوں نے کہا کہ پانی اور کھجور ہمارے ہمسایہ انصار تھے، اللہ انھیں جزائے خیر دے ان کے دودھ والے جانور تھے، وہ ان کا دودھ ہمیں پلاتے تھے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آل محمد ﷺ تین دن تک گیہوں کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی نہ آپ ﷺ کے دسترخوان سے کوئی فاضل ٹکڑا اٹھایا گیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ پے درپے دو یا زیادہ دن سوائے جو کی روٹی کے آل محمد ﷺ اور کسی چیز سے سیر نہیں ہوئے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی راہ چلے گئے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ایک مہینہ ایسا گزر جاتا تھا کہ ہم لوگ روٹی تک نہ پکاتے تھے، راوی نے پوچھا کہ ام المومنین پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا نوش فرماتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ ہمارے ہمسایہ انصار تھے، اللہ انھیں جزائے خیر دے ان کے پاس کھجور دودھ ہوتا تھا، اسی میں سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ دیتے تھے۔

عبدالرحمٰن کا رونا ...... نوفل بن ایاس الہذلی سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف ہمارے ہم نشین تھے اور بڑے اچھے ہم نشین تھے ایک دور زہ واپسی میں ہمیں بھی لے گئے، ہم ان کے گھر میں داخل ہوئے، انہوں نے غسل

کیا باہر آئے اور ہمارے ساتھ بیٹھ گئے ،ایک تھالی لائے جس میں روٹی گوشت تھا جب وہ رکھا گیا تو عبدالرحمٰن رونے لگے میں نے کہا اے ابو محمد آپ کو کیا چیز رلاتی ہے؟ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تو اس حالت میں ہوگئی کہ نہ آپ ﷺ جو کی روٹی سے شکم سیر ہوئے اور نہ آپ ﷺ کے اہل بیت ، میں یہ نہیں خیال کرتا کہ ہم لوگ اس (گوشت روٹی) کے لئے چھوڑ دیے گئے ہیں اس لئے کہ یہ ہمارے لئے بہترین ہے۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سوکھے ٹکڑے سے بھی شکم سیر نہ ہوئے ،اور آپ ﷺ دنیا کو چھوڑ گئے ۔تمہاری یہ کیفیت ہے کہ تم لوگ دنیا کو رائگاں لئے ہوئے ہو ایہ کہہ کہ انہوں نے اپنی انگلیاں بجائیں۔

ابن شہاب سے روایت ...... ابن شہاب سے روایت ہے کہ ابو ہریرہؓ مغیرہ بن الاخنس کے پاس سے گزرا کرتے تھے ،اور وہ کھانا کھاتے ہوتے تھے ابو ہریرہؓ نے کہا یہ کیا کھانا ہے؟ انھوں نے کیا کہ میدے کی روٹی اور فربہ گوشت ،ابو ہریرہؓ نے کہا کہ میدہ (نقی) کیا ہے ،انھوں نے کہا کہ آٹا ہے ،ابو ہریرہؓ نے تعجب کیا پھر کہا کہ اے مغیرہ تم تعجب ہے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ عزوجل نے اس حالت میں اٹھالیا کہ آپ ﷺ روٹی اور زیتون کے تیل سے بھی دن میں دومرتبہ شکم سیر نہ ہوئے تم اور تمہارے ساتھی یہاں آپس میں دنیا کو رائگاں کئے ہوئے ہو وہ اس طرح اپنی انگلی سے بجاتے تھے کہ گویا وہ لوگ بچے ہیں۔

آپ ﷺ نے صبح وشام کے کھانے میں کبھی گوشت کی روٹی کو جمع نہیں فرمایا

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح وشام کے کھانے میں کبھی ۸ گوشت روٹی کو جمع نہیں کیا سوائے اس کے کوئی خاص حالت پیش آئے۔

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ولیمے میں حاضر ہو جس میں نہ گوشت تھا نہ روٹی۔

حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ انسؓ بن مالک کے پاس جاتے تھے ،ان کا روٹی پکانے والا کھڑا ہوتا تھا ،ایک روز انھوں نے ہم سے کہا کہ کھاؤ مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی باریک روٹی دیکھی یا بھونی ہوئی بکری یہاں تک کہ آپ ﷺ کا واصل بحق ہو گئے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ...... عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مبارک میں ایک روز میں دو کھانے کبھی جمع نہیں ہوئے اگر آپ ﷺ نے گوشت نوش فرمایا تو اس پر کسی چیز کا اضافہ نہیں فرمایا ،کھجور کھائی تو اس کے ساتھ کوئی دوسری چیز نہیں اور اگر روٹی کھائی تو تنہا آپ ﷺ مریض آدمی تھے ،عرب آپ ﷺ سے کسی دوا کی تعریف کرتے تھے ،تو آپ ﷺ اسی سے علاج کرتے تھے ،اور عجم جس کی تعریف کرتے تھے ،آپ ﷺ اس سے علاج کرتے تھے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور دن میں دومرتبہ جو کی روٹی سے بھی شکم سیر نہ ہوئے اگر ہمیں کوئی طباق بطور ہدیہ بھیجا جاتا تھا ،جس میں کھجور اور چربی کا برتن ہوتا تو ہم اس سے خوش ہوتے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ نے بکری کی ران بھیجی ...... حمید بن ہلال سے روایت ہے کہ عائشہؓ نے کہا ایک رات کو ابوبکرؓ نے بکری کی ایک ران بھیجی میں نے وہ کاٹی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اسے پکڑے رہی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاٹی اور میں پکڑے رہی، حضرت عائشہؓ سے کہا گیا کہ بغیر چراغ کے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گوشت کاٹ رہی ہیں، انہوں نے کہا کہ اگر ہمارے پاس چراغ ہوتا تو ہم روٹی اسی سالن کے ساتھ کھاتے، آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ایک مہینہ گزر جاتا ہے کہ وہ روٹی پکاتے ہیں اور نہ ہانڈی چڑھاتے ہیں حمید نے کہا کہ میں نے صفوان سے بیان کیا تو انھوں نے کہا ان لوگوں پر دو دو مہینے گزر جاتے تھے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گھر میں بیٹھی تھی، حضرت ابوبکرؓ نے بکری کی ایک ران بطور ہدیہ بھیجی، گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اسے تاریکی میں کاٹ رہی تھی کہ کسی کہنے والے نے کہا کہ کیا آپ لوگوں کے پاس چراغ نہیں ہے؟ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اگر ہمارے پاس چراغ جلانے کو تیل ہوتا تو ہم اسے کھاتے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ...... ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک رات کو ابوبکرؓ کے یہاں سے ہمارے یہاں ایک ران آئی، میں اسے پکڑے ہوئے تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کاٹ رہے تھے، یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پکڑے ہوئے تھے، اور میں کاٹ رہی تھی، پھر قوم کے ایک شخص نے ان سے کہا کہ ام المومنین کیا اس وقت آپ لوگوں کے پاس چراغ نہیں ہے، انھوں نے کہا کہ اگر ہمارے پاس چراغ ہوتا تو ہم اسے کھاتے یعنی تیل ہوتا تو اسے کھانے میں استعمال کرتے، پھر بچتا تو چراغ جلاتے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی مگر آپ ﷺ دن میں دو مرتبہ بھی روٹی اور زیتون سے شکم سیر نہ ہوئے۔

نعمان بن بشیرؓ سے روایت ...... نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب کو مسلمانوں کی وسعت رزق وکثرت فتوح کا ذکر کرتے سنا، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ بھوک کی وجہ سے اپنا دن اس طرح گزارتے تھے کہ باسی کھجوریں بھی نہ ملتی تھیں، جس سے اپنا شکم مبارک بھرتے اکثر ایسا دن گزرتا تھا کہ آپ ﷺ ردی کھجور سے بھی شکم سیر نہ ہوتے تھے۔

نعمان بن بشیر منبر پر سے کہتے تھے کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ردی کھجور سے بھی شکم سیر نہ ہوتے تھے، اور تم لوگ جملہ اقسام کی کھجور اور مکھن کے بغیر راضی نہیں ہوتے یا بغیر مختلف اقسام کے لباس کے راضی نہیں ہوتے۔

ام عائشہ کا رونا ...... عمران بن زید المدانی سے روایت ہے کہ میرے والد نے کہا ہم لوگ عائشہؓ کے پاس گئے اور اماں سلام علیک'' کہا انھوں نے ''وعلیک'' کہا اور رونے لگیں، پوچھا ام المومنین آپ کا رونا کس سبب سے ہے، کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے بعض لوگ قسم قسم کے کھانے کھاتے ہیں، پھر ایسی دوائیں تلاش کرتے ہیں جن سے کھانا ہضم ہو، اس پر مجھے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یاد آ گئے، اور اسی یاد نے مجھے رلا دیا، آپ ﷺ دنیا سے اس حالت میں

گئے کہ شکم مبارک ایک دن میں دو کھانوں سے نہیں بھرا۔ آپ ﷺ جب کھجور سے شکم سیر ہوتے تھے تو روٹی سے شکم سیر نہ ہوتے تھے اور جب روٹی سے شکم سیر ہوتے تھے تو'' کھجور سے شکم سیر نہ ہوتے تھے بس اسی بات نے مجھے رلایا۔

محمد بن المکندر رسے روایت ...... محمد بن المکندر رسے روایت ہے کہ مجھے عروہ بن الزبیر ملے انھوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا ! اے ابوعبداللہ میں نے ''لبیک'' کہا تو انھوں نے کہا کہ میں اپنی اماں عائشہؓ کے پاس گیا وہ بولیں ،اے میرے فرزند، میں نے لبیک کہا اس پردہ کہنے لگیں کہ وہ اللہ ہم لوگ چالیس چالیس رات اس طرح گزارتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آگ کے نام نہ چراغ روشن ہوتا تھا، نہ اور کچھ، میں نے عرض کی کہ اے اماں! پھر آپ لوگ زندہ کیوں کر رہتے تھے، انھوں نے کہا کہ پانی اور کھجور سے۔

حضرت معاویہؓ بن قرۃ سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح گزارتے تھے کہ سوائے پانی اور کھجور کے کوئی غذا نہ ہوتی تھی۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ...... حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ہدیہ کھجور دی گئی، آپ ﷺ اسے ہدیہ بھیجنے لگے، میں نے آپ ﷺ کو بھوک کی وجہ سے، کڑوں بیٹھ کر اس میں سے کھاتے دیکھا۔

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ ام سلیم (والدہ انس) نے انسؓ کے ساتھی کھجور کا ایک طباق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا، انسؓ نے کہا کہ آپ ﷺ اس میں سے مٹھی بھر بھر کے بعض ازواج کو بھیجنے لگے، پھر اس میں سے اس انداز سے نوش فرمایا کہ معلوم ہوتا تھا گویا آپ ﷺ کو اس کی خواہش ہے۔

حضرت انسؓ بن مالک ایک یہودی نے جو کی روٹی اور چربی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی تو آپ ﷺ نے قبول فرمالی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت .... عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ ہم لوگ پانی اور کھجور سے بھی شکم سیر نہ ہوئے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ایسے وقت ہوئی کہ لوگ پانی اور کھجور سے پیٹ بھرتے تھے۔

حضرت سہیل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میں دو مرتبہ شکم سیر نہ ہوئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے دنیا کو چھوڑ دیا۔

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے (دسترخوان پر سے) کوئی چیز کبھی نہیں اٹھائی گئی اور نہ آپ ﷺ کے ساتھ کوئی چٹائی لے جائی گئی، جس پر آپ ﷺ بیٹھتے (یعنی سفر میں)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ روغن زیتون سر میں لگایا جذب ہونے کے قابل نہ تھا۔

حضرت اسماء بنت یزید سے روایت ...... اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی وفات ہوئی اور جس روز آپ ﷺ کی وفات ہوئی آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے یہاں ایک وسق (تقریباً ۵ من) جو کے عوض رہن تھی۔

ابو حازم سے روایت ہے کہ میں نے سہل بن سعد سے پوچھا کہ کیا یہ چھلنیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی تھیں، انھوں نے کہا کہ میں نے اس زمانے میں ایک چھلنی بھی نہیں دیکھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو جو بھی چھنا ہوا نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے دنیا کو چھوڑ دیا میں نے کہا کہ آپ لوگ (جو کو) کیا کرتے تھے، انھوں نے کہا کہ اسے پیس لیتے تھے۔ اس کی بھوسی پھونک دیتے تھے، جو اڑنا ہوتی تھی وہ اڑ جاتی اور جو رہ جاتی تھی اسے رہنے دیتے تھے۔

ام سلمہ سے روایت ...... ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ایسے وقت ہوئی کہ مسلمانوں کے پاس کوئی چھلنی نہ تھی

سلمٰی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم لوگوں کے پاس کوئی چھلنی نہ تھی، جب جو پسوائے جاتے تھے تو ہم لوگ اسے صرف پھٹک لیتے تھے۔

ابن دومان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ جو کا آٹا بغیر چھنا کھاتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ...... ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اے اللہ میں تجھ سے بھوک سے پناہ مانگتا ہوں اور وہ بری ساتھی ہے۔

حضرت ابو جعفرؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہ ہوئی جب تک کہ آپ ﷺ کا کثر غذا جو کی روٹی اور کھجور نہ ہوگئی۔

حضرت حکیم بن جابر ...... حکیم بن جابر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کدو دیکھا گیا تو پوچھا گیا، آپ ﷺ اسے کیا کرتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہم اکثر اسی کو غذا بناتے ہیں، جس پر ہمارے عیال کا گزارہ ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ...... ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے رہا کرتے تھے راوی نے ابو ہریرہ سے پوچھا کہ یہ بھوک کیسی ہوتی تھی؟ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ ان لوگوں کی کثرت سے جو آپ ﷺ کو گھیرے رہتے تھے۔ اور مہمانوں کی وجہ سے اور اس قوم کی وجہ سے جو محض اسی وجہ سے آپ ﷺ کے ساتھ رہتی تھی، آپ ﷺ کبھی کوئی کھانا نہ کھاتے تھے، جس میں صحابہ اور وہ ضرورت مند ساتھ نہ ہوں جو مسجد سے پیچھے پیچھے ہو لیتے تھے، جب اللہ نے خیبر فتح کر دیا تو لوگوں کو کسی قدر وسعت ہوگئی، حالانکہ اب تک تنگی تھی اور معاش نہایت دشوار تھی، یہ ایسا ملک تھا، جو پتھریلا تھا، نہ راحت ہوتی تھی، لوگوں کی غذا محض کھجور تھی لوگ اسی حالت پر تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینے تشریف لائے اس روز سے آپ ﷺ کی وفات تک سعد بن عبادہ کا خوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں جاری تھا۔ اسعد بن عبادہ کے علاوہ دوسرے انصار بھی یہی کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اصحاب بہ کثرت ہمدردی کرتے تھے، لیکن حقوق بھی کثیر تھے، آنے والوں کی بھی کثرت تھی، ملک میں تنگی تھی کوئی معاش نہ تھی، میوے اور پھل جو نکلتے تھے وہ محض پھلوں کے رس سے نکلتے تھے جن کو لوگ اپنے کندھوں پر لاد کر لاتے تھے یا اونٹ پر، اونٹ اس کو کھاتے تھے، اکثر باغوں پر خشک سالی ہو جاتی تھی اس سال وہ پھل بھی نہ ملتے تھے۔

مقدام بن معدی کرب...... مقدام بن معدی کرب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیٹ سے زیادہ برا کوئی برتن نہیں جس کو آدمی بھرے، آدمی کو اُتنے لقمے کافی ہیں جو اُس کی پیٹھ کو قائم رکھیں اگر اُسے داس سے زائد کھانے سے کوئی راستہ نہ ہو تو (پیٹ کا) تہائی حصہ اُس کے کھانے کے لیے اور تہائی پینے کے لیے اور تہائی سانس کے لیے ہے۔

حُلیہ مبارک

حضورؐ کا حلیہ مبارک کا تذکرۃ...... ایک انصاری سے روایت ہے کہ انھوں نے علیؓ سے جو مسجد کوفہ اپنی تلوار کے پرتلے کو کمر میں لٹکائے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم کی صفت و کیفیت دریافت کی تو انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سرخی مائل خوبؐ گورے رنگ کیے۔ آپ کی آنکھیں نہایت خوبصورت سیاہ تھیں بال سیدھے (یعنی بغیر گھونگر کے) تھے داڑھی مبارک خوب گھنی تھی رخسارہ بھرا ہوا نہ تھا۔ بال کانوں تک تھے (یعنی پٹے تھے) سینہ پیٹ کے بال باریک تھے گردن چاندی کا لوٹا معلوم ہوتی تھی، سینے سے ناف تک شاخ کی طرح بال تھے، سینے وشکم میں اس کے سوا کوئی بال نہ تھا ہتھیلی بھری ہوئی تھی جب چلتے تھے تو اس انداز سے کہ گویا انحدار فرما رہے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا پتھر کی چٹان سے اُتر رہے ہیں جب مڑتے تھے (یعنی صرف گردن پھیر کر نہیں دیکھتے تھے، آپؐ کے چہرے کا پسینہ موتی معلوم ہوتا تھا پسینے کی خوشبو تیز والی مشک سے بھی زیادہ پاکیزہ تھی، چھوتے قد تھے نہ بلند و بالا، نہ کسی کام میں عاجز تھے اور نہ بدخلق (خلاصہ یہ کہ) میں نے آپ کا مثل نہ آپؐ سے پہلے دیکھا اور نہ آپؐ کے بعد (صلی اللہ علیہ وسلم)

علیؓ سے روایت...... علیؓ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بڑے سر بڑی آنکھ، لمبی پلک آنکھ میں بڑی سرخی، گھنی ڈاڑھی اور چمکتے رنگ والے تھے، جب آپؐ چلتے تھے تو اس طرح جھک جاتے تھے کہ گویا کسی بلندی پر چل رہے ہیں، اور جب مڑتے تھے پورے مڑتے تھے، آپ کی ہتھلیاں اور قدم پُر گوشت اور بھرے ہوئے۔

علیؓ سے روایت...... علی بن ابی طالبؓ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نہ بلند قامت تھے نہ چھوتا قد، سر بڑا اور ڈاڑھی گھنی تھی ہتھیلی اور قدم پُر گوشت تھی، رنگ میں خوب سُرخی مائل ملا تھی مونڈھے پُر گوشت تھے سینہ وشکم کے بال دراز تھے، جب آپؐ چلتے تو بلندی پر چلنے کی طرح چلتے تھے گویا نیچے میں اُتر رہے ہیں، نہ میں نے آپؐ سے پہلے کا مثل دیکھا نہ آپؐ کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم۔

یوسف بن مازن الراسی .... یوسف بن مازن الراسی سے روایت ہے کہ کسی نے علیؓ بن ابی طالب سے کہا کہ ہم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حُلیہ بیان کیجیے۔انھوں نے کہا کہ نہ تو آپ لمبے تھے اور نہ متوسط اندام سے زیادہ تھے مجمع میں سب سے بلند نظر آتے تھے، رنگ بہت زیادہ گورا اور سر بڑا تھا۔ حسین اور کشادہ ابرو تھے، پلکیں لمبی تھیں، ہتھیلیاں اور قدم گوشت تھے۔ جب چلتے تھے تو جھک جاتے تھے گویا نیچے میں اُتر رہے ہیں، چہرے پر پسینہ موتی معلوم ہوتا تھا، نہ میں آپؐ سے پہلے آپؐ کا مثل دیکھا نہ آپؐ کے بعد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

ابراہیم بن محمد سے روایت ...... ابراہیم بن محمد سے روایت ہے کہ علیؓ جب رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی تعریف کرتے تھے تو کہتے تھے کہ نہ تو آپؐ انتہائی طویل لمبے تھے اور نہ کچھ ایسے پست چھوتے قد قامت، آپ قوم سے بلند رہتے تھے بال نہ تو بالکل گھونگر والے تھے اور نہ محض سیدھے، بلکہ ایسے گھونگر والے تھے، جو متوسط تھے، نہ تو آپ ﷺ بہت لاغر تھے، اور نہ پیشانی و چہرہ بہت پر گوشت تھا، آپ ﷺ کے چہرے میں گولائی تھی، دونوں شانوں کے درمیان بہت فاصلہ ہے، جب آپ ﷺ چلتے ہیں تو اسی طرح جھک کر چلتے ہیں کہ گویا نشیب میں اتر رہے ہیں نہ میں نے آپ ﷺ سے پہلے آپ ﷺ کا مثل دیکھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد کوئی آپ ﷺ کا مثل دیکھا۔

حضرت علیؓ نے کہا کہ وہ خاموش ہو گیا، پھر پوچھا کہ اور کیا ہے میں نے کہا کہ یہی مجھے یاد ہے اس عالم نے کہا کہ آپ ﷺ کی آنکھوں میں سرخی ہے۔ ڈاڑھی خوب صورت اور چہرہ حسین ہے کان پورے ہیں آپ ﷺ کے سامنے بھی پورے متوجہ ہوتے ہیں، اور پیچھے بھی (یعنی صرف گردن پھیر کر نہیں دیکھتے بلکہ کسی طرف دیکھنا ہوتا ہے تو سارا بدن اسی طرف پھیر لیتے ہیں۔

حضرت علیؓ سے روایت .... حضرت علیؓ کہا واللہ آپ ﷺ کی یہی صفت ہے عالم نے کہا کہ اور بھی ہے۔ پوچھا وہ کیا عالم نے کہا کہ آپ ﷺ میں آگے کی طرف جھکاؤ ہے، علیؓ سے کہا کہ یہی وہ بات ہے جو میں نے اس طرح تم سے بیان کی آپ ﷺ اس طرح چلتے ہیں گویا نیچے اتر رہے ہیں، اس عالم نے کہا کہ میں یہی صفت اپنے والد کی کتاب میں پاتا ہوں اور میں آپؐ کے متعلق یہ بھی پاتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے حرم وامن و بیت اللہ سے مبعوث ہوں گے پھر آپ ۱۶ ایک ایسے حرم کی طرف ہجرت کریں گے جس کو آپؐ خود حرم بنائیں گے اور اس کی حرمت بھی ایسی ہی ہوگی جیسی حرمت اس حرم کی ہے جس کو اللہ نے حرم بنایا ہے۔ ہم آپؐ کے اُن انصار کو جن کے پاس آپؐ نے ہجرت فرمائی ہے اولاد عمر بن عامر کی ایک قوم پاتے ہیں جو کھجور کے باغ والے ہیں۔ اُن سے قبل اس زمین کا باشندہ یہود کو پاتے ہیں علیؓ نے کہا کہ آپؐ ایسے ہی ہیں، اور وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس عالم نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے نبی اور تمام انسانوں کی طرف اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) بوس اسی عقیدے پر زندہ رہوں گا اور اسی پر مروں گا اور انشاء اللہ اسی پر (قیامت میں اٹھایا جاؤں گا پھر وہ علیؓ کے پاس آیا کرتے تھے اور علیؓ انہیں قرآن سکھاتے تھے اور شرائع اسلام بتاتے تھے، اس کے بعد علیؓ اور وہ عالم وہاں سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ اِس (عالم) کی وفات ابوبکرؓ کی خلافت میں ہوئی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے اور آپؐ کی تصدیق کی تھی۔

انسؓ سے روایت ہے...... انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے بلند تھے، نہ تو آپؐ بہت لمبے قد تھے نہ چھوٹے قد، نہ ایسے گورے جو بالکل سفید ہوں اور نہ سیاہی مائل گندم گوں (بلکہ سرخی مائل تھے)، نہ آپ ؐ کے بال بالکل گھونگروالے تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے۔

انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم گورے اور چمک دار نورانی رنگ کے تھے جب آپ چلتے تھے تو آگے کو جھک کر چلتے تھے میں نے حریر نہ دیبا (ریشم، نہ اور کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم پائی نہ میں آپ کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار مشک یا عنبر سونگھا۔

حضورؐ کے جسم سے خوشبو کا آنا...... انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم گندمی رنگ کے تھے، میں نے کوئی مشک یا عنبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں سونگھا۔

آپ کی ہتھیلی پر گوشت اور قدم مبارک بھی خوبصورت...... ابی ہریرۃ ب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی گوشت سے پُر تھی اور قدم بھی آپؐ خوب صورت تھے میں آپؐ کے بعد آپ ؐ کا مثل نہیں دیکھا۔

ابی ہریرۃؓ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باہیں لمبی تھیں، دونوں کندھوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا، آپؐ پورے آگے طرف پھرتے اور پورے پیچھے کی طرف میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں، آپؐ نہ بد خلق تھے، نہ بدزبان، اور نہ بازاروں میں بکواس کرنے والے۔

محمد بن سعید المسیب سے روایت ہے...... محمد بن سعید المسیب سے روایت ہے کہ ابو ہریرۃؓ جب کسی اعرابی کو یا کسی ایسے شخص کو دیکھتے تھے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا تو کہتے تھے کہ کیا میں تم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہ بیان کروں؟ آپؐ کے قدم گوشت سے پُر تھے، پلکیں لمبی تھیں اور گورے تھے۔

آپؐ ایک دم سے سامنے متوجہ ہوتے تھے اور ایک دم سے پیچھے مڑتے تھے میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں آپ ؐ کا مثل نہ میں نے پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

ابی ہریرۃؓ سے روایت...... ابی ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ میں نے کوئی چیز رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھی نورانی منور گویا ایک درخشندہ آفتاب تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا گویا آپؐ کے لیے زمیں لپیٹ دی جاتی تھی، ہم لوگ اپنے آپ کو (اتنا تیز چلنے کے لیے) مشقت میں ڈالتے تھے، آپؐ بے ساختہ چلتے تھے۔

ابی ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں اور قدم گوشت سے پُر تھے۔

پنڈلیاں اور کلائیاں بڑی تھیں، دونوں کندھے موٹے تھے اور کندھوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا، سینہ بھی خوب چوڑا تھا سر کے بال نہ سیدھے تھے نہ گھونگروالے، پلکیں لمبی اور ڈاڑھی خوب صورت تھی، کان پورے تھے، مجمع میں بلند نظر آتے

تھے، نہ لمبے قد، نہ چھوٹے قد، سب لوگوں سے زیادہ خوش رنگ تھے، ایک دم سے آگے مڑتے تھے اور ایک دم سے پیچھے مڑتے تھے، میں نے تو آپ کا مثل نہ دیکھا نہ سنا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکیں لمبی تھیں کولے گورے تھے، جب سامنے مڑتے تو پورے مڑتے تھے اور جب پیچھے مڑتے تھے تو پورے مڑتے تھے، میری انکھ نے تو نہ آپ کا مثل دیکھا اور نہ ہرگز کبھی دیکھے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کوئی نہیں...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا، نورانی چہرہ آفتاب کی طرح روشن تھا، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا، گویا زمین آپؐ کے لئے لپیٹ دی تھی، ہم لوگ کوشش کرتے تھے کہ آپؐ کو پالیں اور آپؐ بے ساختہ چلتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کی خوبیاں...... بنی عامر کے ایک شخص سے روایت ہے کہ ابوامامۃ الباہلی کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابوامامۃ آپ عرب ہیں، جو کچھ بیان کریں اسے مکمل اور صحیح بیان کریں گے، لہٰذا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا وصف بیان کیجیے کہ گویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں۔

ابوامامہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے گورے رنگ کے تھے جس میں سرخی غالب تھی، آنکھیں سیاہ خوب صورت تھیں، پلکیں لمبی تھیں۔ شانے موٹے تھے، بانہوں اور سینے پر بال تھے، ہاتھ پاؤں پُر گوشت تھے، سینے پر ناف تک بالوں کی لکیر تھی، مردوں میں آپؐ سب سے لمبے بھی تھے اور ٹھگنے بھی تھے (یعنی آپؐ متوسط اندام تھے) لباس میں دوسحوی (کچے سوت کی) چادریں تھیں، دھوتی آپؐ کے گھٹنے سے تین چار انگل نیچے رہتی تھی جب آپؐ چادر اوڑھتے تو اسے لپیٹے نہ تھے، بغل کے نیچے کر لیتے تھے، چلتے تو اس طرح جھک کر چلتے کہ گویا بلند؟ پر چل رہے ہیں، جب آپؐ مڑتے تو پورے بدن سے مڑتے تھے، آپؐ کے شانوں کے درمیان میں نبوت کی مہر تھی۔

عامری نے کہا کہ آپ نے تو اس طرح مجھ سے وصف بیان کیا کہ اگر آنحضرتؐ سب لوگوں میں ہوتے تب بھی میں آپ کو پہچان لیتا۔

حضرت جابر بن عمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دہانہ بڑا تھا، اور ایڑی میں گوشت بہت کم تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک...... حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کیا تو ان سے ایک شخص نے کہا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مثل تلوار کے تھا تو حضرت جابرؓ نے کہا کہ شمس وقمر کی طرح گول تھا

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلند نظر آتے تھے، آپؐ کے شانوں کے درمیان کا فاصلہ بہت تھا، بال کان کی لَو تک پہنچ جاتے تھے اور بدن پر سرخ لباس تھا،

حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ آپؐ کے شانوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا نہ آپؐ پست قد تھے نہ بلند قامت۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا...... حضرت یزید الفارسیؒ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباسؓ کے امیر بصرہ ہونے کے زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو ابن عباس سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے، ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ شیطان کر میرے مشابہ بننے کی طاقت نہیں، اس لئے جس نے مجھے (میرے واقعی حلیے کے ساتھ) خواب میں دیکھا تو اس نے مجھی کو دیکھا، تو کیا تم اس شخص کا جس کو تم نے خواب میں دیکھا ہے حلیہ بیان کر سکتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، میں آپؐ سے بیان کرتا ہوں۔

میں نے ایک شخص کو دیکھا جو دو آدمیوں کے بیچ میں ہیں (یعنی حضرت صدیقؓ وفاروقؓ کے) ان کا جسم وگوشت گندم گوں مائل بہ سفیدی ہے، حسین دہن ہے، آنکھیں سرمہ آلود ہیں، چہرے کے خدوخال خوب صورت ہیں، ڈاڑھی یہاں سے یہاں تک بھکی ہوئی ہے (ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک اشارہ کیا) یہاں تک کہ سینے کو بھرے دے رہی ہے، عوف (راوی) نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ اس کے ساتھ اور کیا تعریف تھی، ابن عباس نے کہا کہ اگر تم آنحضرت کو بیدار میں دیکھتے تو اس سے زیادہ آپ کی صفت نہ بیان کر سکتے۔

حضرت عیسیٰؑ وموسیٰؑ اوصاف...... ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے عیسیٰ وموسیٰ وابراہیم کو دیکھا، عیسیٰؑ تو گھونگروالے بال کے سرخ رنگ کے اور چوڑے سینے کے تھے، موسیٰؑ گندم گوں خوب صورت جسم والے اور سیدھے بال والے تھے، جیسے زطّ (جاٹ) ہوتے ہیں، لوگوں نے عرض کی کہ ابراہیمؑ (کیسے تھے) فرمایا کہ اپنے صاحب یعنی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مڑنا...... حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بغیر پورے بدن کے نہ مڑتے تھے، جب چلتے تھے تو اس طرح اطمینان سے کہ آپؐ میں سستی نہ ہوتی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک...... جریری سے روایت ہے کہ میں ابی طفیل کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا، انہوں نے کہا کہ میرے سوا کوئی شخص زندہ نہیں رہا، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو، پوچھا کیا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ کہا کہ ہاں میں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا صفت تھی، انہوں نے کہا کہ آپ گورے خوبصورت اور میانہ قد کے تھے۔

جریری سے روایت ہے کہ میں نے ابی الطفیل سے کہا کہ آپؐ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گورے اور خوبصورت تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت...... حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخی، زیادہ بہادر، زیادہ شجاع ودلیر اور زیادہ نورانی و پاک صاف کسی کو نہیں دیکھا۔

زیاد مولائے سعد سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے خضاب لگایا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، آپؐ نے تو اس کا قصد بھی نہیں کیا، آپ کا بڑھاپا آپ کی ٹھوڑی اور نیچے والے ہونٹ کے درمیان اور آپ کی ۔۔۔ میں تھا (یعنی یہاں کے چند بال سفید ہوئے تھے) اگر میں ان (سفید بالوں) کو گننا چاہتا تو گن سکتا تھا، میں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت (حلیہ) کیا تھی؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال اور ڈاڑھی مبارک ...... انہوں نے کہا کہ آپؐ نے تو لمبے تھے نہ پست قد، نہ بہت زیادہ گورے اور نہ گندم گوں (سانولے) نہ بال بالکل سیدھے تھے نہ بالکل گھونگروالے، ڈاڑھی بہت خوب صورت اور پیشانی کشادہ تھی، رنگ میں سرخی ملی ہوئی تھی، انگلیاں پُرگوشت تھیں، سر اور ڈاڑھی کے بال نہایت سیاہ تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں سلام پھیرنے کی کیفیت ...... عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز کے بعد) داہنی طرف اس طرح سلام پھیرتے تھے یہاں تک کہ آپؐ کے رخسار کا گورا پن نظر آتا تھا (یعنی اس طرح مڑتے تھے کہ صف والے آپؐ کے رخسار دیکھتے تھے)

شیخ بنی کنانہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گورے، قوم میں بلند اور سب سے حسین تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک ...... حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرخی مائل گورے تھے، انگلیاں پُرگوشت تھیں، نہ بلند قامت ہی تھے نہ پست قد، بال نہ تو بالکل سیدھے تھے نہ بالکل گھونگروالے جب چلتے تھے تو لوگ آپؐ کے پیچھے دوڑتے تھے، تم آپ کا مثل کبھی نہ دیکھو گے۔

ابی الطفیل سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن دیکھا، نہ تو چہرے کے شدید گورے پن کو کبھی بھولوں گا اور نہ بالوں کی شدید سیاہی کو، وہ لوگ بھی ہیں جو آپؐ سے زیادہ لمبے ہیں اور وہ لوگ بھی ہیں جو آپؐ سے زیادہ پست قد ہیں، آپؐ پیادہ چل رہے تھے اور لوگ بھی پیادہ چل رہے تھے، میں نے اپنی والدہ خولہ سے کہا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پوچھا آپؐ کا لباس کیا تھا، انہوں نے کہا کہ وہ مجھے اب یاد نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم (پیٹ) مبارک ...... حضرت ام بلالؓ سے روایت ہے کہ میں نے جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ مبارک دیکھا تو مجھے تہ کیے ہوئے کاغذ ضرور یاد آ گئے جو ایک دوسرے پر ہوتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چُست ہونا ...... حضرت ابوایوب بن خالدؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اُن سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرح کوئی آدمی چُست نہیں دیکھا، آپ مثل نصف چاند کے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے اقدس ...... حضرت عبداللہ بن بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم سب سے خوبصورت تھے۔

حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا بایاں پاؤں پھیلا دیتے تھے، یہاں تک کہ اس کا ظاہری حصہ سیاہ نظر آتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفت...... حضرت محمد بن علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پکڑ نہایت مضبوط تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت...... حسنؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی، سب سے زیادہ بہادر سب سے زیادہ خوبصورت گورے اور خوش رنگ تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مونچھیں کتروانا...... حضرت عوفؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مونچھیں کترواتے تھے، اور آپؐ سے پہلے حضرت ابراہیم خلیل اللہ بھی اپنی مونچھیں کترواتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف مسکراتے تھے...... حضرت عوفؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے نہ تھے صرف مسکراتے تھے، اور پلٹتے تھے تو پورے بدن سے پلٹتے تھے (صرف گردن نہ پھیرتے تھے)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مڑتے تھے تو پورے بدن سے مڑتے تھے۔

انبیاء علیہم السلام کا خوش آواز ہونا...... حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ اللہ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جو خوش آواز اور خوب صورت نہ ہو، سب سے آخر میں تمہارے نبیؐ کی بھیجا، آپ بھی خوب صورت وخوش آواز تھے، آپؐ (قرأت میں) گٹکری نہ کرتے تھے البتہ کسی قدر مد کرتے تھے۔

آخری عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت...... حضرت نافع بن جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرا بدن بھاری ہو گیا ہے، لہٰذا تم لوگ نماز کے قیام اور رکوع وسجود میں مجھ سے سبقت نہ کرو (یعنی میرے قیام و رکوع وسجود کے بعد کیا کرو، کیونکہ امام سے پہلے جائز نہیں)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نماز بیٹھ کر نہ پڑھتے جب عمر زیادہ ہو گئی تب بیٹھنے لگے، یہاں تک کہ جب سورۃ کی تیس یا چالیس آیتیں رہ جاتی تھیں تو اٹھ کر پڑھتے تھے اور سجدہ کرتے تھے۔

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن اقرم الخزاعی سے روایت ہے کہ مجھ سے والد نے بیان کیا کہ وہ اپنے والد کے ساتھ ایک سخت زمین کے ہموار میدان میں تھے، جو سرزمین ''عزہ'' میں تھا، ہمارے پاس سے ایک قافلہ گزرا، ان لوگوں نے راستے کے کنارے قیام کیا مجھ سے والد نے کہا کہ نماز شروع کی گئی، اتفاق سے ان لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے، ان لوگوں کے ساتھ میں نے بھی نماز پڑھی، وہ منظر میری آنکھوں میں ہے کہ جب آنحضرتؐ سجدہ کرتے تھے تو گویا میں آپ کی دونوں بغلوں کے بال دیکھتا تھا۔

آپ ﷺ کی سجدے کی کیفیت...... حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ حالت سجدہ پیٹ کو زمین سے دور کیے ہوئے دیکھا، اور میں نے آپؐ کے بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو بغل کی سفیدی نظر آتی تھی۔

حضرت میمونہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو اپنے ہاتھ دور رکھتے تھے، یہاں تک کہ جو آپؐ کے پیچھے ہوتا تھا وہ آپ کی بغل کی سفیدی دیکھتا تھا۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو آپؐ کی بغل کی سفیدی نظر آتی تھی

حضرت ابی سعید الخدری سے روایت ہے کہ وہ منظر میری آنکھوں میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے میں ہوتے تھے تو آپؐ کے کولوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو آپ کی بغل کی سفیدی نظر آتی تھی۔

حضرت ابی اسحاق سے روایت ہے کہ ہم سے براء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی صفت بیان کی، وہ اپنی ہتھیلیوں پر ٹک گئے، سرین بلند کر دیے، اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح سجدہ کرتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی کے بالائی حصے سے مع پیشانی کے بالوں کی جڑ کے سجدہ کرتے تھے۔

حضرت حسن بن علی سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالۃ التمیمی سے دریافت کیا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کیا کرتے تھے میں چاہتا تھا کہ مجھ سے بھی کچھ بیان کریں، اس لئے میں ان کے ساتھ رہتا تھا۔

انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بزرگ محترم و معظم تھے، چہرہ مبارک اس طرح چمکتا تھا جس طرح چاند چودھویں رات کو چمکتا ہے، درمیانے قد والے سے لمبے اور لمبے قد والے سے چھوٹے تھے سر مبارک بڑا تھا، بال نہ گھونگر والے تھے نہ بالکل سیدھے، جب بال بکھرتے تھے تو کنگھی کر لیتے تھے لیکن اگر بڑھاتے تھے تو کانوں کی لو سے آگے نہ بڑھتے تھے، رنگ خوبصورت اور چمک دار تھا، پیشانی کشادہ تھی، ابرو باریک اور دراز تھیں، ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصے کی حالت میں متحرک ہو جاتی تھی، ناک ایسی تھی کہ بیچ سے بانسہ اُبھرا ہوا تھا اور نتھنے چھوٹے چھوٹے تھے، آپؐ کا ایک نور تھا جو ناک کے اوپر اس طرح تھا کہ جو شخص اس پر غور نہ کرے وہ سمجھے کہ آپ کی ناک ہی اتنی بلند ہے، ڈاڑھی گھنی تھی، دہانہ بڑا تھا، دانت باہم ملے ہوئے نہ تھے، سینے پر بالوں کی لکیر باریک تھی گردن لمبی اور خوبصورت تھی، اس میں خون کی سی خوبصورت سرخی تھی جو صفائی میں چاندی کی طرح تھی، مزاج معتدل تھا، بدن بھاری بڑے ضابطہ برداشت کرنے والے سینہ اور پیٹ برابر تھا، (یعنی ناف ابھری ہوئی نہ تھی) سینہ چوڑا تھا، دونوں کندھوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا، پنڈلیاں موٹی تھیں، آپؐ نہایت نورانی و مستقل مزاج تھے، گلے سے ناف تک خط کی طرح بالوں کا سلسلہ تھا، شکم و پستان پر بال نہ تھے، اس کے علاوہ شانوں اور بانہوں پر اور سینے کے بلند حصوں پر بال تھے، ہاتھ کے گٹے لمبے تھے، ہتھیلی کشادہ، ہڈیاں معتدل تھیں۔ ہتھیلیاں اور قدم پُر گوشت تھے، ہاتھ پاؤں لمبے تے تلوے زمین پر نہ لگتے تھے، دونوں قدم ہموار تھے، جن سے پانی دُور رہتا تھا، جب چلتے تھے تو اُترنے والے کی طرح اور قدم اس طرح ڈالتے تھے جیسے نشیب میں اُتر رہے ہیں، بڑے وقار سے چلتے تھے بڑے تیز رفتار

تھے، جب چلتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ نیچے اتر رہے ہیں، اور جب مڑتے تھے تو پورے بدن سے مڑتے تھے، آنکھ نیچی رکھتے تھے، نگاہ جتنی دیر آسمان کی طرف رہتی تھی، یعنی آپ کی اکثر نظر مراقبہ تھا، (ہر کام میں) اصحاب سے آگے رہتے تھے جو شخص آپ سے ملتا تھا تو آپؐ ہی سلام میں سبقت فرماتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف...... حضرت حسنؓ نے کہا کہ میں نے (اپنے ماموں سے) کہا کہ مجھ سے آنحضرتؐ کی گفتگو کی صفت بھی بیان کیجیے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر پریشانی میں رہتے تھے، ہمیشہ سوچا کرتے تھے، آپ کو کوئی راحت نہ تھی، بے ضرورت کلام نہ فرماتے تھے، اکثر خاموش رہتے تھے، کلام کی ابتداء وانتہا نہایت بلیغ طریقے پر کرتے تھے، جامع کلام فرماتے تھے جس میں کارآمد حصہ ہوتا تھا بے کار نہ ہوتا تھا اور نہ کوئی کمی ہوتی تھی، آپ خلیق تھے، سخت مزاج نہ تھے، نعمت کی عظمت میں کمی نہ فرماتے، اگر وہ حقیر ہوتی تو نہ اس کی مذمت کرتے تھے، ذائقہ کی بُرائی اور اس کی تعریف بھی نہ فرماتے، آپ کو دنیا اور جو کچھ دنیا کے لئے ہو ناراض نہ کرتا تھا (آپؐ کی ناراضی صرف دین کے لئے ہوتی تھی) جب کوئی حق دبایا جاتا تھا تو نہ اُسے کوئی جانتا تھا اور نہ اُس کے ختم ہونے پر کوئی شہادت ہوتی تھی، جب تک کہ آپؐ اس کے مددگار نہ ہوتے، آپؐ اپنی ذات کے لئے ناراض نہ ہوتے تھے اور نہ اس کے لئے انتقام لیتے تھے جب اشارہ کرتے تھے تو اپنی پوری ہتھیلی سے اشارہ کرتے تھے اور جب تعجب کرتے تھے تو ہتھیلی کو پلٹ دیتے تھے، جب بات کرتے تھے تو ہتھیلی کو ملا کر داہنی ہتھیلی کو بائیں انگوٹھے کے اندرونی حصے میں مارتے تھے، ناخوش ہوتے تو منہ پھیر لیتے اور رخ بدل لیتے، خوش ہوتے تو آنکھ جھکا لیتے تھے آپ کی اکثر ہنسی مسکراہٹ تک ہوتی تھی، اور جب ہنستے تھے تو اولے کی طرح چمک دار دانتوں سے ہنستے تھے۔

حضرت حسنؓ کا حضرت حسینؓ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اوصاف چھپانا

حضرت حسنؓ نے کہا کہ میں نے ایک زمانے تک اس کو حسینؓ بن علیؓ سے پوشیدہ رکھا، جب ان سے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے اس بات کو معلوم کر چکے ہیں، اور میں نے جو کچھ اپنے ماموں سے پوچھا وہ بھی پوچھ چکے ہیں، مجھے معلوم ہوا کہ وہ اپنے والد سے آنحضرتؐ کی آمد و رفت، نشست و برخاست اور شکل و صورت پوچھ چکے ہیں، اور انہوں نے اس میں سے کوئی بات چھوڑی نہیں ہے۔

حضرت حسینؓ نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ آپؐ کو اپنی ذات کے لئے (گھر میں) تشریف لانے کی (اللہ کی طرف سے) اجازت تھی، جب آپؐ مکان میں ٹھہرتے تھے تو اس تشریف فرمائی کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے تھے۔

(وقت قیام کا) ایک حصہ اللہ کے لئے ایک حصہ اہل بیت (یعنی ازواج) کے لئے اور ایک حصہ اپنی ذات کے لئے، اپنے حصے کو اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے تھے، ان لوگوں سے کوئی چیز ذخیرہ نہ کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ...... عادت تھی کہ اہل فضل و کمال کو اپنی مجلس میں ترجیح دیتے اور بقدر ان کی دینی فضیلت کے ان کی قدر کرتے ان میں بعض ایسے تھے جو ایک ضرورت والے تھے، اور بعض دوسے زائد ضرورت والے، آپؐ ان کے ساتھ مشغول رہتے اور خود انہیں سے ان باتوں کو دریافت کر کے جو ان کے اور امت

کے لئے بہتر ہوتی تھیں اور ان امور کو بتاکے جوان کے لئے مناسب ہوتے انہیں بھی مشغول رکھتے تھے، فرماتے کہ جو حاضر ہے وہ ان امور کو غائب تک پہنچادے اور میرے پاس اُس شخص کی ضرورت پہنچادیا کرو جو خود اپنی ضرورت مجھ تک نہ پہنچا سکے، کیونکہ جو شخص بادشاہ کو ایسے شخص کی ضرورت پہنچادے جس کو وہ خود بادشاہ تک نہ پہنچا سکے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو ثابت قدم رکھے گا، آپؐ کے یہاں سوائے ایسے امور کے کوئی ذکر نہ ہوتا اور نہ آپ کسی کی کوئی بات اس کے سوا قبول فرماتے، لوگ طالب بن کر آتے، بغیر خاص مذاق لئے ہوئے نہ جاتے، اور رہبر و مطلوب بن کر نکلتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باہر رہنے کی کیفیت

......حضرت حسنؓ نے کہا کہ میں نے علیؓ سے آنحضرتؐ کے باہر آنے کو پوچھا کہ آپ کیا کرتے تھے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان روکے رہتے سوائے ایسی باتوں کے جو لوگوں کے لئے مفید ہوتیں، ان میں محبت پیدا کرتیں، اور جدائی یا نفرت سے بچاتیں، آپؐ ہر قوم کے بزرگ کا اکرام فرماتے اور اسی کو ان لوگوں کا والی بناتے تھے۔

لوگوں سے پرہیز فرماتے، ان سے بچتے بغیر اس کے کہ کسی سے اپنا رخ یا اخلاق بدلیں، اصحاب کی غم خواری فرماتے اور لوگوں سے خبریں دریافت فرماتے، اچھائی کی تعریف وتائید کرتے اور برائی کی مذمت کر کے اسے کمزور وسُست بنادیتے۔

ہر کام میں معتدل تھے، کسی عادت میں اختلاف نہ تھا، لوگوں کی غفلت کے خوف سے غافل نہ ہوتے تھے، ہر صورتِ حال کے لئے تیار رہتے حق میں کوتاہی نہ فرماتے، قرض حد سے نہ گزرتا کہ لوگ آپ کی مدد کریں۔

آپؐ کے نزدیک سب سے بہتر وافضل وہ لوگ تھے جن کی خیر خواہی سب سے زیادہ عام ہوتی اور سب سے بڑے مرتبے والے وہ لوگ تھے جو ہمدردی و مددگاری میں سب سے اچھے ہوتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھنے کی کیفیت

......حضرت حسن نے کہا کہ میں علیؓ سے آنحضرتؐ کی مجلس کو دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر ذکر الٰہی کے نہ اُٹھتے تھے نہ بیٹھتے تھے، مکانوں میں قیام نہ کرتے، اور اُن میں قیام سے منع فرماتے۔

جب کسی قوم کے پاس پہنچتے تو وہیں بیٹھ جاتے تھے جہاں مجلس میں آ لگتی تھی وہیں بیٹھ جاتے تھے) اور اسی کا حکم دیتے تھے اپنے ہر ہمنشیں کو (جگہ میں) اس کا حصہ دیتے تھے کوئی یہ خیال نہیں کرتا تھا کہ آپؐ کے نزدیک اُس سے زیادہ قابل احترام دوسرا ہے۔

جو شخص کسی ضرورت سے آپؐ کے پاس بیٹھ جاتا یا آپؐ کے ساتھ کھڑا ہو جاتا تو آپؐ اُس کے ساتھ رُکے رہتے یہاں تک کہ وہ خود ہی واپس ہو جائے اور جب کوئی شخص آپؐ سے کسی حاجت کا سوال کرتا تو آپؐ اُسے یا تو اس کے ساتھ واپس کرتے تھے یا نرم جواب کے ساتھ، آپؐ کا خلق وکرم سب لوگوں پر وسیع تھا، آپؐ اُن کے لیے باپ تھے، حق میں آپؐ کے نزدیک سب برابر تھے۔

آپؐ کی مجلس صبر وحیاء وحلم وامانت کی مجلس تھی، جس میں آوازیں بلند نہ ہوتیں عیب بیان کیا جاتا تھا نہ لوگوں کی کمزوریوں کی اشاعت کی جاتی تھی سب کے ساتھ مساوات کا سلوک ہوتا، جو فضیلت پاتے تقوے کی وجہ سے فضیلت پاتے،

متواضع رہتے، بڑوں کا وقار ملحوظ رکھتے چھوٹوں پر رحم کرتے، صاحب حاجب کے ساتھ ایثار اور مسافر کی مدد کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوستوں کے ساتھ سلوک...... حضرت حسنؓ نے کہا کہ میں نے علیؓ سے پوچھا کہ اپنے ہمنشینوں میں آنحضرتؐ کی سیرت کیسی تھی؟ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ خندہ پیشانی رہنے والے، نرم اخلاق والے، سہولت کی زندگی بسر کرنے والے تھے، نہ تو درشت مزاج تھے نہ بدمزاج، نہ بکواس کرنے والے، نہ بے ہودہ بکنے والے نہ عیب جوئی کرنے والے جس چیز کی خواہش نہ ہوتی اُس سے بے پرواہی تے نہ اُس کا عیب بیان کرتے تھے اور اُس کی مزمت ظاہر فرماتے تھے۔

تین چیزیں آپؐ نے خود ترک فرمادی تھیں، شک کرنا، مال کثیر جمع کرنا، اور غیر مفید باتیں کرنا، تین چیزوں سے آپؐ نے لوگوں کو چھوڑ دیا تھا، آپ کسی کی مذمت نہیں کرتے تھے، نہ کسی کو عار دلاتے تھے، اور نہ کسی کی پوشیدہ بات کا تجسس کرتے تھے۔

صرف وہی کلام جس میں آپؐ کو ثواب کی اُمید ہوتی تھی جب آپ کلام کرتے تھے تو اہل مجلس اس طرح خاموش ہو جاتے تھے جیسے اُن کے سروں پر چڑیاں بیٹھتی ہیں (کہ ذرا بولیں گے تو اُڑ جائیں گی) پھر جب آپ خاموش ہو جاتے تھے تو لوگ کلام کرتے تھے،

اگر کوئی شخص آپؐ کے پاس بات کرتا تھا تو لوگ اُس کی بات نہیں کاٹتے تھے، اس کے فارغ ہونے تک ایسے خاموش رہتے گویا سر پر چڑیاں بیٹھتی ہیں لوگ اپنے ابتدائی زمانے کی باتیں کرتے کسی بات پر ہنستے تو آپ بھی ہنستے اور جس شے سے خوش ہوتے اس سے آپؐ بھی خوش ہوتے۔

مسافر وغریب کو بات کرنے اور سوال کرنے میں اس کی بے ادبی پر صبر فرماتے، اس وقت اصحاب اُسے دُور ہٹا دینا چاہتے تو فرماتے کہ جب تم کسی طالب حاجت کو دیکھو کہ وہ کچھ طلب کرتا ہے تو اس کی مدد کرو، سوائے تلافی کرنے والے کے اور کسی کی مدح وثنا نہیں قبول کرتے تھے، آپؐ کسی کی بات کو قطع نہ کرتے، جب تک کہ وہ خود ہی نہ گزر جائے اور روکنے یا اُٹھ جانے سے قطع نہ کردے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی...... حضرت حسنؓ نے کہا کہ پھر میں علیؓ سے دریافت کیا کہ آنحضرتؐ کے سکوت کی کیا کیفیت تھی تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت چار طرح پر تھا، ۱۔ حلم پر ۲۔ احتیاط پر ۳۔ تقریر پر یعنی کسی امر کے برقرار رکھنے مان لینے اور قبول کر لینے پر، ۴۔ غور وفکر پر،

آپ کی تقریر پر نظر ڈالنے اور لوگوں کی بات سننے میں ہوتی تھی (یعنی دیکھ کر یا سن کر کچھ نہ فرماتے تھے جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ آپؐ کے نزدیک دُرست ہے، اور آپؐ کا غور وفکر ان امور میں ہوتا تھا جو باقی رہنے اور فنا ہونے والے ہیں۔

حلم وصبر کے جامع تھے، آپ کو نہ تو کوئی چیز غضب ناک کرتی اور نہ بیزار، احتیاط صرف چار باتوں پر منحصر تھی نیکی کے حاصل کرنے میں کہ اس کی پیروی کریں، بدی کے ترک کرنے میں کہ اس سے باز رہیں، عقل سے غور وفکر ایسے امور میں جو امت کی بہبود کے ہوں اور ان امور کو قائم کرنے میں جن سے امت کی دنیا وآخرت جمع ہو۔

مہر نبوت جو رسول اللہ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان تھی

خاتم رسالت ...... حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت دونوں کندھوں کے درمیان تھی جو جسم وشکل میں کبوتر کے انڈے کے مشابہ تھی۔

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے وہ مہر نبوت دیکھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ میں کبوتر کے انڈے کے برابر نشانِ زخم کی طرح تھی۔

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ کی مہر دیکھی جو انڈے کی مثل تھی۔

حضرت ابی رمثہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو رمثہ قریب آؤ اور میری پیٹھ پر پیار سے ہاتھ پھیرو، میں قریب گیا، پیٹھ سہلائی، پھر اپنی انگلیاں مہر نبوت پر رکھیں اور انہیں چھوا تو وہ بال تھے جو شانوں کے پاس اکٹھا ہو گئے تھے۔

حضرت معاویہؓ بن قرہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں قبیلہ مزنیہ کے ایک گروہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بیعت کی، آپ کا کُرتہ کھلا ہوا تھا، میں نے اپنا ہاتھ کُرتے کے گریبان میں ڈالا اور مہر نبوت کو ہاتھ لگایا۔

حضرت عاصم الاحول بن عبداللہ بن سرجس سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، میں آپؐ کے پیچھے گھوم گیا تو آپؐ میرا مطلب سمجھ گئے اور اپنی پشت سے چادر ہٹادی، میں نے مہر نبوت دیکھی جو مثل مٹھی کے تھی جس گرد ایسے خال تھے جو مسے معلوم ہوتے تھے، میں آیا اور انہیں چوما اور کہا کہ یارسول اللہ آپ کی مغفرت کرے، فرمایا تمہاری بھی مغفرت کرے، بعض حاضرین نے عرض کی، یارسول اللہ کیا یہ آپؐ کے لئے مغفرت کرتے ہیں، فرمایا ہاں تمہارے لئے بھی، اور آپؐ نے یہ آیت پڑھی: "واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات" (اے نبی آپؐ اپنی لغزشوں کی مغفرت کی دعا کیجیے اور مومنین ومومنات کے لئے بھی)

ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ "پھر میں آیا اُسے بوسہ دیا اور عرض کیا، یارسول اللہ میرے لئے دعائے مغفرت کیجیے، فرمایا کہ اللہ تمہاری مغفرت کرے"

حضرت ابی رمثہ سے روایت ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گیا، والد نے زخم کی طرح کا ایک نشان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان دیکھا تو عرض کیا یارسول اللہ میں بڑا طبیب ہوں، کیا اس کا علاج نہ کردوں؟ فرمایا نہیں اس کا طبیب وہی ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔

حضرت ابی رمثہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے کندھے میں اونٹ مینگنی یا کبوتر کے انڈے کی طرح کا نشان ہے، عرض کیا، یارسول اللہ کیا اس کی دوا نہ کردوں؟ کیوں کہ ہم لوگ اس خاندان کے ہیں جو طبابت کرتے ہیں فرمایا "اس کی دوا وہی کرے گا جو اسے ظہور میں لایا ہے۔

حضرت ابی رمثہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، ہمراہ میرا بیٹا بھی تھا، فرمایا

کیا تم اس سے محبت کرتے ہو، عرض کیا جی ہاں، فرمایا، نہ یہ تم پر شفقت کرے اور نہ تم اس پر شفقت کرو۔

پھر میں متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپؐ کے کندھوں کے پیچھے مثل سیب کے نشان ہے، عرض کی! یا رسول اللہ میں دوا کرتا ہوں اجازت دیجیے کہ اس میں گڑھا کروں اور اس کا علاج کروں، فرمایا، اس کا طبیب وہی ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی طبیب نہیں ...... حضرت ابی رمثہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، ساتھ میرا ایک بیٹا بھی تھا، میں نے کہا اے میرے بیٹے یہ اللہ کے نبیؐ ہیں جب اُس نے آپ کو دیکھا تو ہیبت سے کانپنے لگا، جب میں پہنچا تو عرض کیا یا رسول اللہ میں اطباء کے خاندان سے ہوں، میرے والد بھی زمانہ جاہلیت میں طبیب تھے، ہماری یہ بات مشہور ہے مجھے اس نشان کے بارے میں جو آپؐ کے شانوں کے درمیان ہے علاج کی اجازت دیجیے، اگر یہ زخم ہے تو میں اس میں گڑھا کروں گا، اور اللہ اپنے نبی کو شفا دے گا، فرمایا کہ سوائے اللہ کے کوئی طبیب نہیں، وہ کبوتر کے انڈے کے برابر تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے بال تھے جو کندھوں سے لگتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کان کی لو تک ...... حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کان کی لو تک تھے۔

حضرت براء سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کی مخلوق میں کسی کو نہیں دیکھا کہ سرخ جوڑے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین معلوم ہوتا، آپؐ کے بال کندھوں کے قریب لگتے تھے۔

حضرت براء سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوب صورت نہیں دیکھا جب آپؐ سرخ لباس میں پیدل چلتے تھے اور بال دونوں کندھوں کے قریب ہوتے تھے۔

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں سے تجاوز نہ ہوتے تھے۔

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال ایسے تھے جو کندھوں تک پہنچتے تھے کندھوں سے لگتے تھے۔

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں سے تجاوز نہ ہوتے تھے،

حضرت ابی رمثہ سے روایت ہے کہ میں خیال کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کے مشابہ نہ ہوں گے دیکھا تو آپؐ بشر تھے اور آپ کے پٹے (کانوں تک بال) تھے۔

حضرت علیؓ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف مروی ہے کہ آپؐ پٹے والے تھے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال پٹے سے زیادہ اور پورے بالوں سے کم تھے۔

ابو المتوکل الناجی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں کی لو سے نیچے تھے جو آپؐ کی

لوکو چھپائے رہتے تھے۔

حضرت ام ہانی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کی چار مینڈھیاں یعنی بال تھے

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اہل کتاب اپنے بال (بغیر کنگھی کے) پڑے رکھتے تھے اور مشرکین اپنے سروں میں کنگھی کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس معاملے میں حکم نہیں دیا جاتا تھا اس میں اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیشانی کے بال پڑے رکھے بعد کو کنگھی کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن تک بال رکھنے سے منع فرمایا...... حضرت حکیم بن عمیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرتے تھے، کنگھی کرنے کا حکم دیتے تھے اور گردن تک بال رکھنے سے منع کرتے تھے۔

حضرت ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک اللہ نے چاہا پیشانی کے بال چھوڑے رہے اس کے بعد کنگھی کرنے لگے۔

حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اور ڈاڑھی کے بال بڑھانے تھے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے غسل کے بارے میں دریافت کیا...... حسن بن محمد بن الحنفیہ سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالتے تھے حسن نے کہا کہ میرے بال بہت ہیں، تو جابرؓ نے کہا کہ اے بھتیجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بال تمہارے بالوں سے بہت زیادہ اور بہت زیادہ اور بہت پاکیزہ تھے۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پیشانی کے بالوں کی جڑ پر سجدہ کرتے دیکھا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے قتادہؓ کے بالوں سے زیادہ کسی کے بال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے مشابہ نہیں دیکھے، اس روز حضرت قتادہؓ بہت خوش ہوئے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح دیکھا کہ نائی آپ ﷺ کی حجامت بنا رہا تھا اور اصحاب آپؐ کے گرد گھوم رہے تھے، جو آپؐ کے بال سوائے ہاتھ میں لینے کے گرانا نہیں چاہتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑھاپا

خضاب لگانا...... حمید الطویل سے روایت ہے کہ حضرت انسؓ بن مالک سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا، انہوں نے کہا کہ اللہ نے آپ کو بڑھاپے کی بدزیبی نہیں دی، آپؐ میں بڑھاپے کا کوئی حصہ نہ تھا جس کو خضاب کیا جاتا، ڈاڑھی کے اگلے حصے میں صرف چند بال (سفید) تھے اور آپ کا بڑھاپا بیس بالوں تک بھی نہیں پہنچا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب استعمال فرمایا...... حمید الطویل سے روایت ہے کہ حضرت انسؓ بن مالک سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خضاب لگاتے تھے، انھوں نے کہا کہ آپؐ کے بالوں کے سیاہی میں سفیدی کی آمیزش اس سے بہت کم تھی۔ (یعنی بال اتنے سفید نہ ہونے پائے تھے کہ خضاب کی ضرورت ہوتی) آپ کی ڈاڑھی کے سفید بال بھی بیس کی مقدار تک نہ پہنچنے پائے تھے ہونٹوں کے نیچے سترہ بال سفید تھے۔

حضرت ثابتؒ سے روایت ہے کہ حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے ہو گئے تھے؟ انھوں نے کہا کہ اللہ نے آپ کو بڑھاپے کا عیب نہیں دیا، آپؐ کے سر اور ڈاڑھی میں سترہ اٹھارہ بال سفید تھے۔

حضرت ثابت البنانی سے روایت ہے کہ انسؓ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کو دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا بڑھاپا نہیں دیکھا جس میں خضاب لگایا جاتا ہے صرف زیریں لب کے کچھ بال کھچڑی تھے، جن کو اگر تم چاہتے تو شمار کر سکتے تھے۔

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ایسے وقت ہوئی کہ سر اور ڈاڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

حضرت قتادہؒ سے روایت ہے کہ میں نے انسؓ بن مالک سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا، انھوں نے کہا کہ آپؐ اس عمر کو نہیں پہنچے، کچھ بڑھاپا صرف آپ کی کاکلوں میں تھا۔

حضرت ابوبکر کا خضاب لگانا...... محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ میں نے انسؓ بن مالک سے دریافت کیا، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا، انھوں نے کہا کہ آپؐ اس عمر کو نہیں پہنچے لیکن ابوبکرؓ نے خضاب لگایا ہے پھر میں اُسی روز آیا اور خضاب لگایا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خضاب نہیں لگایا، ڈاڑھی کے اگلے حصے میں ہونٹوں کے نیچے تھوڑی سے سفیدی تھی، اور سر کن پٹی میں تو اس قدر قلیل تھی کہ نظر بھی نہ آتی تھی۔

ابن سیرین سے روایت ہے کہ میں نے انسؓ بن مالک سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خضاب لگاتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ آپ خضاب کی حد تک نہیں پہنچے، ڈاڑھی میں چند سفید بال تھے۔

سماک بن حرب سے روایت ہے کہ جابر بن سمرہ سے دریافت کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے ہو گئے تھے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور ڈاڑھی میں بڑھاپا نہ تھا، صرف چند بال آپؐ کی مانگ میں سفید تھے، جب تیل لگاتے تھے تو تیل ان کو پوشیدہ کر لیتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سر پر تیل لگاتے تھے...... حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ اُن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑھاپے کو دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ جب آپؐ اپنے سر میں تیل لگاتے تھے بڑھاپا ظاہر نہ ہوتا تھا اور جب تیل نہیں لگاتے تھے تو ظاہر ہوتا تھا۔

حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اور ڈاڑھی کے بال مل گئے (کھچڑی ہو گئے) تھے، جب آپؐ اس میں تیل لگاتے اور کنگھی کرتے تھے ظاہر نہ ہوتے تھے اور جب بال بکھر جاتے تھے

تو ظاہر ہوتے تھے۔

یوسف بن طلق بن حبیب سے روایت ہے کہ ایک حجام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مونچھیں کتریں، ڈاڑھی میں سفیدی دیکھی تو کترنے کا قصد کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اُسے روکا اور فرمایا کہ اسلام میں جو کچھ بھی بوڑھا ہوگا قیامت میں اُس کے لیے ایک نور ہوگا۔

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن المسیبؒ سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تھا؟ انھوں نے کہا کہ آپؐ اس حد تک نہیں پہنچے تھے۔

ایک شخص بنی کنانہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذوالمجاز کے بازار میں پیدل جاتے ہوئے دیکھا، آپؐ کے بال گھونگروالے، سر اور ڈاڑھی کے بال سیاہ تھے۔

زیادہ مولائے سعد سے روایت ہے کہ میں نے سعد بن ابی وقاص سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تو انھوں نے کہا کہ نہیں، آپؐ نے تو اس کا ارادہ بھی نہیں کیا، آپؐ کا بڑھاپا ڈاڑھی میں ہونٹوں کے نیچے اور پیشانی میں تھا اگر میں اُسے شمار کرنا چاہتا تو شمار کرسکتا تھا۔

الہثیم بن دہر الاسلمی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑھاپا ہونٹوں کے نیچے اور پیشانی میں دیکھا میں نے اس کا اندازہ کیا تو تیس عدد سفید بال ہوں گے۔

بشیر مولائے ماز نیین سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تو انھوں نے کہا کہ نہیں۔ آپؐ کا بڑھاپا خضاب کا محتاج نہ تھا، ہونٹوں کے نیچے اور پیشانی میں ہلکی سی سفیدی تھی اگر ہم اُسے شمار کرنا چاہتے تو شمار کر لیتے (کہ کتنے بال سفید ہیں)

جریر بن عثمان سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن بشر سے کہا کہ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم بوڑھے ہو گئے تھے؟ انھوں نے کہا کہ ہونٹوں کے نیچے چند بال سفید ہو گئے تھے۔

جریر بن عثمان الرجبی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبداللہ بن بشر سے دریافت کیا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے تھے؟ اُنھوں نے کہا کہ آپؐ اس (عمر) سے تو جوان تھے، لیکن ڈاڑھی میں یا ہونٹوں کے نیچے چند بال سفید ہو گئے تھے۔

ابی جحیفہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے وقت دیکھا کہ آپؐ کا یہ حصہ ہونٹوں کے نیچے سفید ہو گیا تھا، ابوجحیفہ سے کہا گیا کہ آپؐ اُس زمانے میں کیا کرتے تھے تو اُنھوں نے کہا کہ میں تیر کی لکڑی بناتا تھا اور اس میں لگاتا تھا۔

جحیفہ کے والد وہب السوائی سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ نیچے والے ہونٹ میں، ڈاڑھی کے بچہ میں، ایک انگل سفیدی تھی

ابی جحیفہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ڈاڑھی بچہ سفید ہو گیا تھا۔

قاسم بن الفضل سے روایت ہے کہ میں محمد بن علی کے پاس آیا اور اصلت بن زبید کی طرف دیکھا جن کے ڈاڑھی بچہ پر بڑھاپے کی آمیزش دوڑ رہی تھی (یعنی ہونٹوں کے نیچے سفید ہو گئے تھے) محمد نے کہا کہ اس طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی سیاہی سفیدی کی آمیزش آپؐ کے ریش بچہ میں جاری تھی اصلت اس سے بہت خوش ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت تلاوت فرمائی ...... حجاج بن دینار بن محمد بن واسع سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا، یارسول اللہ بڑھاپا بہت تیزی سے آپ کی طرف آ رہا ہے، فرمایا کہ مجھے سورہ ہود "الــر کتــب اُحکمــت ایاتـه ثم فصلت " نے اور ایسی ہی دوسری سورتوں نے بوڑھا کر دیا (یعنی ان سورتوں میں قیامت کے جو ہولناک احوال بیان کیے گئے ہیں اُن کے خوف سے مجھ پر بڑھاپا طاری ہو گیا۔

ابی سلمہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا، یارسول اللہ ہم لوگ سر مبارک میں بڑھاپا دیکھتے ہیں، فرمایا کہ کیونکر بوڑھا نہ ہوں، حالانکہ میں سورۂ "هود و اذلشمس كورت" پڑھتا ہوں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں ولادت میں آپؐ سے بڑا ہوں، اور آپؐ مجھ سے بہتر و افضل ہیں (پھر آپؐ مجھ سے پہلے کیوں بوڑھے ہو گئے) فرمایا کہ سورہ ہود اور اس کے ساتھ کی سورتوں نے اور اُن واقعات نے جو مجھ سے پہلے اُمتوں کے ساتھ کیے گئے مجھے بوڑھا کر دیا۔

حضرت ابن عباس سے روایت کہ ابوبکرؓ نے کہا کہ یارسول اللہ میں دیکھتا ہوں کہ آپ بھی بوڑھے ہو گئے فرمایا کہ مجھے تو سورۂ ہود والواقعہ والمر سلٰت وعم يتسالون وا ذالشمس كورت نے بوڑھا کر دیا۔

عطا سے روایت ہے کہ بعض اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا یارسول اللہ بڑھاپا بہت تیزی سے آپ کی طرف آ رہا ہے فرمایا، ہاں، مجھے ہود اور اس جیسی سورتوں نے بوڑھا کر دیا، عطاء نے کہا کہ اس کی سی سورتیں "اقتــرب الساعة ،والمرسلت واذالشمس كورت " ہیں۔

حضرت عکرمہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپؐ بوڑھے ہو گئے اور آپؐ پر بڑھاپا جلد آ گیا فرمایا مجھے سورۂ ہود اور اس جیسی دوسری سورتوں نے بوڑھا کر دیا۔

حضرت عکرمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ آپؐ کو کس نے بوڑھا کر دیا فرمایا کہ "سـوره هــود والـواقـعه ،والمرسلت وعم يتساء لون واذالشمس كورت " نے۔

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ منبر کے سامنے بیٹھے تھے ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج کے حجرے سے برآمد ہوتے ہوئے اپنی ڈاڑھی پونچھتے اُسے اُٹھاتے اور دیکھتے ہوئے نظر آئے۔

حضرت انسؓ نے کہا کہ آنحضرتؐ ڈاڑھی میں بہ نسبت سر کے بڑھاپے کا اثر زیادہ تھا، جب آپؐ ان دونوں کے پاس آ کر ٹھہرے تو آپؐ نے سلام کیا، حضرت ابوبکرؓ نرم دل تھے اور حضرت عمرؓ سخت مزاج، حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں، آپ پر بڑھاپا تیزی سے آ رہا ہے، آنحضرتؐ نے اپنی ڈاڑھی ہاتھ سے اُٹھائی اور اسے دیکھا، حضرت ابوبکرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں مجھے سورۂ ہود اور اس کی بہنوں نے بوڑھا کر دیا، حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں، اس کی بہنیں کونسی ہیں۔ فرمایا کہ "الواقعه ،القارعه ،سئال سائل ،اذالشمس كورت ،الحاقه ماالحاقه .

قائلین خضاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کے بارے میں پوچھنے والے...... عثمان بن عبداللہ بن موہب سے روایت ہے کہ ہم لوگ ام سلمہؓ کے پاس گئے تو وہ ہمارے پاس ایک تھیلی لائیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال تھے، اس میں مہندی اور نیل کا (سرخ) خضاب لگا ہوا تھا۔

ابن موہب سے روایت ہے کہ انہیں ام سلمہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرخ بال دکھائے۔

حضرت عکرمہ بن خالد سے روایت ہے کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال ہیں جو رنگین ہیں اور خوش بُو ہیں۔

یحییٰ بن عباد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہمارا ایک سونے کا گھنگرو تھا جس کو لوگ دھوتے تھے، اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تھے، چند بال نکالے جاتے تھے جن کا رنگ مہندی اور نیل سے بدل دیا گیا تھا۔

حضرت عثمان بن حکیم سے روایت ہے کہ میں نے ابی عبیدہ بن عبداللہ بن زمعہ کے خاندان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند بال دیکھے جو مہندی سے رنگے ہوئے تھے۔

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند بال دیکھے جو سرخ تھے، میں نے ان سے دریافت کیا تو کہا کہ یہ خوشبو سے سرخ ہو گئے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہندی اور نیل کا خضاب لگایا...... حضرت ابی جعفر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دونوں رخساروں کے بال کھچڑی ہو گئے تھے، آپؐ نے ان پر مہندی اور نیل کا خضاب لگایا۔

حضرت ابی رمثہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بال کان کی لو تک تھے، ان میں مہندی کا اثر تھا۔

ابن جریج سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا میں دیکھتا ہوں کہ آپ بھی اپنی (سفید) ڈاڑھی کا رنگ بدلتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بھی (کبھی کبھی) اپنی ڈاڑھی کا رنگ بدلتے تھے۔

عبید بن جریج سے روایت ہے کہ میرے والد نے کہا میں حضرت ابن عمرؓ کے پاس گیا اور کہا میں دیکھتا ہوں کہ سوائے اس زردی کے آپ اپنی ڈاڑھی کا رنگ اور کسی رنگ سے نہیں بدلتے، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بھی یہی کرتے تھے۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ اپنی ڈاڑھی خلوق (خوشبو) سے زرد رنگتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی زرد رنگتے تھے۔

عبدالرحمٰن الشمالی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی کا رنگ بیری کے عرق سے بدلتے

تھے اور عجمیوں کی مخالفت کے لئے بالوں کا رنگ بدلنے کا حکم دیتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑھاپے کو بدلنا اور خضاب کو ناپسند کرنا

حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑھاپے کا (بالوں کا سفید) رنگ بدل دو اور یہود و نصاریٰ کی مشابہت نہ کرو۔

حضرت زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑھاپے کو بدل دو اور یہود کی مشابہت نہ کرو۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑھاپا بدل دو اور یہود کی مشابہت نہ کرو۔

حضرت ابی ذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سب سے اچھی چیز جس سے تم اپنے بڑھاپے کا رنگ بدلو مہندی اور نیل ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مہندی اور نیل کا خضاب اچھا ہے

......کہمس نے عبداللہ بن بریدہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سب سے اچھی چیز جس سے تم اپنے بڑھاپے کو بدلو مہندی اور نیل ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے، لہٰذا تم لوگ ان کی مخالفت کرو۔

حضرت ابراہیم بن محمد بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اپنے بڑھاپے کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کی وہ اسے کسی رنگ سے نہیں بدلتے، فرمایا کہ تم لوگ ان کی مخالفت کرو، اور سب سے افضل چیز جس سے تم بڑھاپے کو بدلو مہندی اور نیل ہے۔

حضرت اسود بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ انصار، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید تھے، آپؐ نے انہیں رنگ بدلنے کا حکم دیا، تو لوگ سرخ و زرد کے درمیان ہو گئے۔

حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو لامحالہ رنگ بدلنا پڑے تو وہ مہندی اور نیل کا خضاب کرے۔

عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑھاپے کو (سیاہی سے) بدلنا پسند فرماتے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک شخص کا گزر ہوا جو مہندی کا خضاب لگائے ہوئے تھا، فرمایا، کیسا اچھا (رنگ) ہے، اس کے بعد ایک اور شخص آپؐ کے سامنے سے گزرا جو مہندی اور نیل کا خضاب لگائے ہوئے تھا، فرمایا: یہ تو ان سب سے اچھا ہے۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رنگوں سے (بڑھاپے کو) بدل دیا کرو، اور اس میں مجھے سب سے زیادہ پسند وہ رنگ ہے جو سب سے زیادہ گہرا ہو۔

حضرت عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ خضاب سے منع فرمایا۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی

جو (جنگلی) کبوتروں کے پوٹوں کی طرح سیاہ خضاب لگائے گی، وہ لوگ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھیں گے۔

حضرت عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس شخص کی طرف (رحمت سے) نہ دیکھے گا جو سیاہ خضاب لگائے گا۔

حضرت مجاہدؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ بال سیاہ کئے ہوئے ہے، شام کو جب دیکھا تو بال سفید تھے، فرمایا تم کون ہو، عرض کی میں فلاں ہوں، فرمایا تم شیطان ہو۔

ڈاڑھی پر مہندی اور نیل کے علاوہ خضاب لگانے والا ملعون

حضرت زہریؒ سے روایت ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ وہ شخص ملعون ہے جو ڈاڑھی کو سیاہی سے بدلے۔

عبدالملک بن ابی سلیمان سے روایت ہے کہ عطاء سے وسمہ کے (سیاہ) خضاب کو دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ لوگوں کی بری عادت میں سے ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت کو دیکھا ہے مگر ان میں سے کسی کو وسمے کا خضاب لگاتے نہیں دیکھا وہ لوگ تو صرف مہندی اور نیل اور اسی زردی کا خضاب لگاتے تھے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونے کا لیپ لگایا

حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جب پوشیدہ بال دور کرنے کے لیے، چونے کا لیپ لگاتے تھے تو اپنے ہی ہاتھ سے پوشیدہ مقام اور زیر ناف کام لیتے تھے،

حضرت حبیبؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب لیپ لگاتے تھے تو اپنے ہی ہاتھ سے زیر ناف کا کام لیتے تھے

حضرت حبیبؓ بن ابی ثابت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونہ لگایا۔

حضرت قتادہؓ وغیرہ سے روایت ہے کہ نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، نہ حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ وحضرت عثمانؓ نے، نہ خلفاء نے اور نہ حسنؓ نے چونہ لگا۔

حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونہ لگایا نہ حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ نے

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ناخن اور مونچھیں کترانا اور زیر ناف کے بال مونڈنا فطرت ہے۔

تشریط یا پچھنے لگانا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے .... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے، ابوطیبہ نے آپؐ کے پچھنے لگائے، آنحضرتؐ نے ان کے لئے (بطور اجرت) دو صاع (غلے) کا حکم دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ، ان پر جو محصول ہے اس میں تخفیف کر دیں۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ماہ رمضان کو دن کے وقت ابوطیبہ پچھنے لگانے کے آلات ہمارے پاس لائے پوچھا، تم کہاں تھے، انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپؐ کے پچھنے لگا رہا تھا۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطیبہ کو بلایا، انہوں نے آپؐ کے

پچھنے لگائے، دریافت فرمایا کہ تمہارا اخراج کتنا ہے، عرض کی کہ تین صاع، آپؐ نے ایک صاع کم کر دیا۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ابوطیبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پچھنے لگائے، پوچھا کہ تمہارا اخراج کتنا ہے، عرض کیا کہ اتنا اتنا ہے، آپؐ نے اُن کا اخراج کم کر دیا اور انہیں (اس پیشے سے) منع نہیں کیا۔

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے، ابوطیبہ جو بعض انصار کے آزاد کردہ غلام تھے، انہوں نے آپؐ کے پچھنے لگائے، آپؐ نے انہیں دو صاع غلّہ عطا فرمایا، ان کے آقاؤں سے فرمایا کہ ان سے جو ٹیکس لیتے ہوں اس میں کمی کر دیں، اور فرمایا کہ پچھنے لگانا تمہاری بہترین دوا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اس کی اُجرت عطا فرمائی، اگر یہ (اُجرت) ناپاک ہوتی تو آپؐ اُسے نہ دیتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی حالت میں بھی پچھنے لگوائے

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی حالت میں پچھنے لگوائے اس روز آپؐ پر غشی طاری ہوگئی۔ اسی لیے روزہ دار کے لیے پچھنے لگوانا مکروہ ہے۔

حضرت عامر سے روایت ہے کہ بنی بیاضہ کے ایک غلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پچھنے لگائے فرمایا: تمہارا اخراج کتنا ہے، اُس نے کہا کہ اتنا اتنا ہے، آپؐ نے اُس کے خراج میں کمی کر دی اور اُجرت نہیں دی۔

سب سے بہتر دوا...... حضرت سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپؐ نے ایک حجام کو بلایا، اس نے سینگوں کے پچھنے لگانے کے آلات سے آپؐ کے پچھنے لگائے، دو چھری کی نوک سے آپؐ کے کاٹنے لگا، ایک اعرابی آیا، اُس نے آپؐ کو دیکھا اور وہ جانتا نہ تھا کہ پچھنے لگانا کیا چیز ہے، پریشان ہوگیا، عرض کیا یارسول اللہ آپؐ اسے کس بات پر (اُجرت) دیتے ہیں، یہ تو آپؐ کی کھال کاٹتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حجامت (پچھنے لگانا) ہے، اُس نے کہا کہ حجامت کیا چیز ہے فرمایا لوگ جو دوا کرتے ہیں اس میں سب سے بہتر چیز ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور اُنھوں نے ان دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے، اور آپؐ نے حجام کو اُس کی اُجرت عطا فرمائی۔

حضرت زید بن ثابت حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے، حجام کو اُجرت دی اور زائد دی۔

حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں (بہ حالت اعتکاف) پچھنے لگوائے۔

حضرت سعیدؓ بن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں پچھنے لگوائے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ حالت احرام پچھنے لگوائے جس کا سبب یہ تھا کہ آپؐ نے اُس بکری کے گوشت کا ایک لقمہ کھالیا تھا جس کو اہل خیبر کی ایک عورت نے زہر آلود کر دیا تھا، جب سے آپؐ نے یہ زہر آلود لقمہ کھایا، برابر شاکی (مریض) ہی رہے۔

حضرت عطاءؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ حالت احرام پچھنے لگوائے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ حالتِ احرام و روزہ پچھنے لگوائے۔

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو پچھنے گردن کی رگوں میں لگواتے تھے اور ایک گدی میں۔

آپ نے اس کا منقدر رکھا...... جُبیر بن نفیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وسط سر میں (بھی) پچھنے لگوائے، عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وسط سر میں پچھنے لگوائے آپؐ اس کو (مرض کا) دُور کرنے والا فرمایا کرتے تھے (یعنی اس کا نام منقدر رکھا تھا)

آپؐ نے پچھنے لگوانے کو بیماری سے شفاء قرار دیا...... بُکیر بن الاشج سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ اقرع بن حابس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُس وقت گئے جب آپؐ وسط سر کی رگ میں پچھنے لگوا رہے تھے، انھوں نے کہا کہ اے ابن ابی کبشہ آپؐ نے وسط سر کی رگ میں کیوں پچھنے لگوائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن حابس اس میں دردسر کی رگ ڈاڑھوں کے درد نیند اور بیماری شفاء ہے، راوی کہتے ہیں کہ مجھے شک ہے کہ آپؐ نے جنون بھی فرمایا۔

آپؐ نے اپنے ساتھیوں کو پچھنے لگوانے کا حکم دیا...... حسنؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر میں پچھنے لگوائے اور اصحاب کو بھی اپنے سروں میں پچھنے لگوانے کا حکم دیا۔

انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سر میں پچھنے لگوانا ہی مغیثہ (یعنی فریادرس وشفادہندہ) ہے۔

حضرت جبریلؑ نے مجھے اس کا مشورہ دیا...... جب میں نے (خیبر والی) یہودیہ کا (زہرآلود) کھانا کھالیا تو مجھے جبریلؑ نے اس کا مشورہ دیا۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سب سے بہتر چیز جس سے تم علاج کرو پچھنے لگوانا ہے اور قسط بحری (ایک دوا کا نام) ہے۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جس شب میں معراج ہوئی میں ملائکہ کے جس گروہ پر گزرا انھوں نے یہی کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کو حجامت (پچھنے لگوانے) کا حکم دیجئے۔

ملائکہ نے مشورہ دیا...... عمرو بن سعید بن ابی الحسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (معراج میں) میں جس فرشتے کے پاس یا ملاءِ اعلیٰ سے گزرا سب نے مجھے پچھنے لگوانے کا مشورہ دیا۔

آپؐ نے فرمایا کہ پچھنا لگوانا سال بھر کی بیماری کی دوا...... معقل بن یسار سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینے کی ۱۷ تاریخ کپڑا اختیار کرنا چاہیے، اسی کو تمہارے زندہ لوگ پہنیں اور اسی کا اپنے مردوں کو کفن دو، کیونکہ یہ تمہارا بہترین کپڑا ہے۔

آپؐ نے سفید کپڑے پہنے کا حکم دیا...... سمرہ بن جندب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ خوب پاک وپاکیزہ ہوتے ہیں اور اسی کا اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔

آپؐ نے مردوں کو سفید کپڑے کا کفن دینا...... ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو اور اپنے مردوں کو اسی کا کفن دیا کرو۔

براء سے مروی ہے کہ میں نے سرخ جوڑے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔

براء سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر سرخ جوڑا دیکھا، میں نے کوئی چیز آپؐ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔

مقام ابطح میں آپؐ سے میری ملاقات ہوئی...... عون بن ابی جحیفہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں ابطح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، آپؐ سرخ خیمے میں تھے بدن پر ایک سرخ جبہ اور سرخ جوڑا تھا، گویا پنڈلیوں کی زیبائش میری نظر میں ہے۔

زر بن حبش الاسدی سے مروی ہے کہ قبیلہء مراد کہ ایک شخص صفوان بن عسال نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپؐ مسجد میں سرخ چادر پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔

آپؐ جمعہ و عیدین کی نماز میں سرخ چادر اوڑھا کرتے تھے...... حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جمعہ و عیدین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرخ چادر اوڑھا کرتے تھے۔

قبیلہء کنانہ کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح دیکھا کہ جسم اطہر پر دو سرخ چادریں تھیں۔

آپؐ جمعے اور عیدین کے موقع پر سرخ چادر اور عمامے باندھتے تھے...... ابی جعفر محمد بن علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کو سرخ چادر اوڑھتے تھے اور عیدین میں عمامہ باندھتے تھے۔

قیس بن سعد بن عبادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہم نے آپؐ کے لئے غسل کا پانی رکھ دیا، آپؐ نے غسل کیا، ہم ایک قسم کا رنگا ہوا رومال لائے جسے آپؐ نے اوڑھ لیا، گویا شکم مبارک کی بٹوں میں کُسم کا اثر آج بھی میری نظر میں ہے۔

بکر بن عبداللہ المزنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کُسم کا رنگا ہوا رومال تھا، جب ازواج کے یہاں گشت کرتے تو اس کا پانی نچوڑتے تھے (اسے باندھ کر غسل کرتے تھے)

اسماعیل بن اُمیہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک رومال دیکھا جو کُسم میں رنگا ہوا تھا۔

آپؐ کا کرتہ، چادر اور تہبند زعفران اور کُسم میں رنگا ہوا ہوتا تھا...... ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ و چادر اور تہبند زعفران اور کُسم میں رنگا جاتا تھا، آپؐ اسی لباس میں (گھر سے) نکلتے تھے۔

یحییٰ بن عبداللہ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے، کرتہ، چادر اور عمامہ زعفران

میں رنگے جاتے تھے۔

اسماعیل بن عبداللہ جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر چادر اور عمامہ عبیر یعنی زعفران کا رنگا ہوا دیکھا۔

زید بن اسلم سے روایت ...... زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کپڑے زعفران میں رنگے جاتے تھے یہاں تک کہ عمامہ بھی۔

شاید ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے زرد رنگے جاتے تھے۔

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کپڑے یہاں تک کہ عمامہ بھی زعفران میں رنگے جاتے تھے۔

ابی رمثہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سبز چادریں اوڑھے دیکھا۔

یعلیٰ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے سبز چادر کو بغل کے نیچے سے اوڑھے ہوئے دیکھا۔

یمنی دھوتی اور پیوندار کمبل ...... ابی بردہ سے روایت ہے کہ میں عائشہؓ کے پاس گیا تو وہ ایک یمن کی بنی ہوئی موٹی دھوتی اور ایک پیوندار کمبل نکال لائیں، اور قسم کھائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اسی لباس میں ہوئی

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اون کی ایک سیاہ چادر بنائی گئی، آپؐ نے اسے اوڑھا عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گورے پن اور اس چادر کی سیاہی کا ذکر کیا، آنحضرتؐ کو اس میں پسینہ آیا تو اون کی بو محسوس ہوئی اسے پھینک دیا، آپؐ کو خوشبو پسند تھی۔

کنکریوں کی ٹھنڈک سے بچنے کیلئے ...... عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن فلاں بن الصامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنی عبدالاشہل سے میں ایک کمبل میں نماز پڑھی جس کو آپؐ اوڑھے تھے، کنکریوں کی ٹھنڈک سے بچنے کے لیے آپؐ اُسی پر ہاتھ رکھتے تھے۔

مشیخہ بن عبدالاشہل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنی عبدالاشہل میں ایک کمبل اوڑھ کر نماز پڑھی، آپؐ جب سجدہ کرتے تھے تو کنکریوں کی ٹھنڈک سے بچنے کے لیے اسی کمبل پر ہاتھ رکھتے تھے۔

آپ کو بطور ہدیہ کے چادر دیا جانا ...... سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بنی ہوئی چادر لائیں جس میں دو حاشیے تھے، اور عرض کی! یا رسول اللہ یہ چادر میں نے اپنے ہاتھ سے بُنی ہے، میں اسے لائی ہوں کہ آپؐ کو اُڑھاؤں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے ضرورت کی بنا پر اسے لے لیا، ہم لوگوں کے پاس اس کیفیت سے تشریف لائے کہ وہی چادر آپ کی دھوتی تھی۔

صحابیؓ نے آپؐ سے چادر مانگی ...... حاضرین میں سے ایک شخص نے جن کا راوی نے نام بھی بتایا اس

چادر کو ہاتھ سے ٹٹولا اور عرض کی: یارسول اللہ یہ مجھے اڑھا دیجیے، فرمایا، اچھا، پھر جب تک خدا کو منظور ہوا آپؐ مجلس میں بیٹھے اور واپس تشریف لے گئے، جب اندر پہنچے تو اسے تہ کیا اور اس شخص کے پاس بھجوا دیا، حاضرین نے اس سے کہا کہ تم نے اچھا نہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت ہونے کی وجہ سے اسے استعمال کیا اور تم نے آپؐ سے مانگ لی، حالانکہ تم جانتے تھے آنحضرت مسائل کو ٹالتے نہیں، اس شخص نے جواب دیا کہ واللہ میں نے اسے آنحضرت سے لباس بنانے کے لیے نہیں مانگا ہے، بلکہ میں نے اسے اس لیے آپؐ سے مانگا ہے کہ جس روز میں مروں تو وہی میرا کفن ہو۔

آپؐ کا جبہ مبارک...... عبداللہ مولائے اسماء سے روایت ہے کہ اسماءؓ ہمارے پاس ایک جبہ نکال کر لائیں جو دیبائے خسروانی کا تھا، اس کی آستین کی بغل میں خسروی دیبا تھی، اور چاک وگریبان میں اسی کی مغزی تھی، اسماءؓ نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ ہے جسے آپؐ پہنا کرتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو یہ عائشہؓ کے پاس رہا، عائشہؓ کی وفات ہوگئی تو میں نے اسے لے لیا، ہم لوگ اسے اپنے مریض کے لیے دھوتے ہیں۔

انس بن مالک سے روایت...... انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون کا لباس پہنا کرتے تھے۔

حسنؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جاڑے کی رات میں اٹھے اور ازواج میں سے کسی کے کمبل میں نماز پڑھی، جو نہ باریک تھا نہ موٹا۔

سیاہ رنگ اور عمامے

حضرت ابی الزبیر سے روایت...... ابی الزبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں اس طرح داخل ہوئے کہ سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

جعفر بن عمرو بن حریث نے اپنے والد سے روایت کی کہ آنحضرتؐ نے اس طرح خطبہ ارشاد فرمایا کہ سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

رسولؐ کا ایک سیاہ جھنڈا تھا جس کا نام عقاب تھا...... حسنؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جھنڈا سیاہ تھا جس کا نام عقاب تھا، اور آپؐ کا عمامہ بھی سیاہ تھا۔

یزید بن ابی حبیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے سیاہ تھے۔

صالح بن غیوان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تھے تو عمامے کو اپنی پیشانی سے اٹھا دیتے تھے۔

یزید بن ابی حبیب سے روایت...... یزید بن ابی حبیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے سیاہ تھے۔

صالح بن غیوان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو عمامے کو اپنی پیشانی سے اٹھا دیتے تھے۔

عطاء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا آپؐ کے سر پر عمامہ تھا، عمامہ سر سے اٹھایا اور آگے کے حصے پر مسح کیا۔

حضرت حسنؓ سے روایت ...... حسنؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو اسے دونوں شانوں کے درمیان لٹکاتے۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو اسے دونوں شانوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔

آپ کو ہدیتہً ایک عمامہ دیا ...... عمروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نقش ونگار کا عمامہ ہدیتہً دیا گیا، آپؐ نے اس کے نقش ونگار کو کاٹ ڈالا، پھر اسے باندھا۔

قتادہؓ سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ کونسا لباس پسند تھا، انھوں نے کہا کہ یمنی چادر۔

محمد بن بلالؓ سے روایت ...... محمد بن بلالؓ سے روایت ہے کہ میں نے (خلیفہ) ہشام بن عبدالملک کے بدن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک یمنی چادر دیکھی جس کے دو حشیے تھے۔

وہ سندس (ریشم) وحریر (ریشم) جس کا رسول اللہ ﷺ نے لباس بنایا پھر اسے ترک فرمایا

شاہ روم کی طرف سے آپؐ کیلئے ریشم کا ایک جبہ ھدیہ ...... انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ شاہ روم نے بطور ہدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشم کا ایک جبہ بھیجا، آپؐ نے اسے پہنا، گویا مجھے آپؐ کے ہاتھ اب بھی نظر آ رہے ہیں جو اپنے طول کی وجہ سے ہلتے تھے حاضرین کہنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ (تو معلوم ہوتا ہے کہ) آپؐ پر آسمان سے نازل کیا گیا ہے فرمایا کہ تم لوگ اس سے کیا تعجب کرتے ہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے سعد بن معاذ کا جنت میں ایک رومال اس سے بہتر ہے، پھر آپؐ نے اسے جعفر بن ابی طالب کو بھیج دیا، انھوں نے پہنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میں نے تمہیں اس لیے نہیں دیا تھا کہ خود پہنو عرض کی پھر میں اسے کیا کروں فرمایا اسے اپنے بھائی نجاشی کو بھیج دو۔

آپ ؐ نے فرمایا کہ عبا متقی لوگوں کے لیے مناسب نہیں ...... عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حریر کی ایک عبا بطور ہدیہ بھیجی گئی، آپ ؐ نے پہنی اسی میں نماز پڑھی، پھر فارغ ہوئے تو اسے اس طرح سختی سے اتار دیا کہ آپ ؐ اسے ناپسند کرتے ہیں۔ اور فرمایا کہ یہ متقی لوگوں کے لیے مناسب نہیں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ...... عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی چادر میں نماز پڑھی جس میں نقش و نگار تھے آپ ؐ نے اس کے نقش و نگار کو دیکھا جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ میری یہ چادر ابوجہم کے پاس لے جاؤ کیونکہ ابھی اس نے مجھے نماز سے بہکایا، میرے پاس ابوجہم کی (مقام) انج والی چادر لاؤ۔

آپ ؐ نے فرمایا کہ چادر واپس کر دو ...... عائشہؓ سے روایت ہے کہ ابوالجہم بن حذیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شامی چادر ہدیہ دی جس میں نقش و نگار تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی چادر میں نماز کو تشریف لے گئے جب واپس ہوئے تو فرمایا کہ یہ چادر ابوجہم کو واپس کر دو، کیونکہ نماز میں میری نظر اس کے نقش و نگار پر پڑی اور وہ مجھے فتنے میں ڈالنے ہی کو تھی۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر اوڑھی جس میں نقش و نگار تھے آپ ؐ نے وہ ابوجہم کو دے دی اور ابوجہم سے انبجانی (انبج کی ہوئی) چادر لے لی، ابوجہم نے کہا: یا رسول اللہ یہ کیوں؟ فرمایا کہ نماز میں میری نظر اس کے نقش و نگار پر پڑتی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقسام لباس مع طول وعرض

اعرابی کا سوال کرنا ...... انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ میں ایک روز رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا، آپ ؐ کے بدن پر نجرانی چادر تھی جس کا حاشیہ موٹا اور سخت تھا، ایک اعرابی ملا اس نے آپ کی چادر کو اس زور سے گھسیٹا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن کی کھال میں چادر کے حاشیہ کا نشان پڑ گیا اس نے کہا کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے اس مال میں سے مجھے بھی دلوایئے جو آپ ؐ کے پاس ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے اور ہنسے، پھر اس کے لیے دینے کا حکم دیا۔

حضرت انسؓ سے روایت ...... انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ سوتی کم لمبا والا اور چھوٹی آستین کا تھا۔

بُدیل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین ہاتھ کے گٹے (پہنچے) تک تھی۔

آپ کی چادر کی لمبائی ...... عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کا طول چار ہاتھ اور عرض دو ہاتھ ایک بالشت تھا۔

عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ چادر جس میں آپؐ وفد کے پاس تشریف لائے اور ایک نرمی چادر کی لمبائی چار ہاتھ اور چھوڑائی دو ہاتھ ایک بالشت تھا۔ وہ خلفاء کے پاس تھی۔ بوسیدہ ہوگئی تھی اور اس کو انھوں نے ایک چادر میں تہ کر کے رکھا تھا، عیدین میں (نماز کے وقت) اوڑھا کرتے تھے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتہ پہنتے تھے جس کی لمبائی اور آستینین کم تھیں

عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ سے روایت ہے کہ میں نے ابوالقاسم کو دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک تنگ آستین والا شامی جبہ تھا۔

ازار (تہ بند) مبارک

آپؐ کے دھوتی مبارک ...... یزید بن ابی حبیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دھوتی سامنے سے لٹکاتے تھے اور پیچھے سے اونچی رکھتے تھے۔

عکرمہ مولائے ابن عباس سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباسؓ کو دیکھا کہ جب وہ دھوتی باندھتے تھے تو اگلا حصہ اتنا لٹکاتے تھے کہ اس کے کنارے ان کی پشتِ پا پر پڑے رہتے تھے، اور دھوتی کو اپنے پیچھے سے اونچا رکھتے تھے میں نے ان سے کہا کہ آپؐ اس طرح کیوں دھوتی باندھتے ہیں انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح دھوتی باندھتے دیکھا ہے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ناف کے نیچے دھوتی باندھتے تھے اور آپؐ کی ناف کھلی رہتی تھی، عمرؓ کو دیکھا کہ وہ ناف کے اوپر دھوتی باندھتے تھے۔

ایک ہی کپڑے پر قناعت کرتے کا استعمال

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ...... انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر بکثرت سر سے اوڑھا کرتے تھے چادر کا کنارہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا تیل والے کا کپڑا ہے (سر کا تیل لگ جاتا تھا)

انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اپنی چادر سے سر ڈھانک لیا کرتے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ تیل والے یہ زیتون والے کی چادر ہے۔

آپؐ معاویہ بن قرۃ سے روایت ...... معاویہ بن قرۃ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں قبیلہء مزنیہ کے ایک گروہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، اور بیعت کی، آپؐ کا کرتہ کھلا ہوا تھا، اپنا ہاتھ کرتے کے گریبان میں ڈالا اور مہر نبوت کو مس کیا، عروہ کہتے ہیں کہ میں نے معاویہ اور ان کے بیٹے کو ہمیشہ جاڑے گرمی میں اسی طرح دیکھا کہ یہ دونوں کبھی گھنڈی نہیں لگاتے تھے اور گلا کھلا رکھتے تھے۔

آپؐ نیا کپڑے پہنتے تھے تو شکریہ ادا کرتے...... ابی سعید الخدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نیا کپڑا بناتے تو اسے کرتہ دھوتی یا عمامے کے نام سے یاد فرماتے اور فرماتے کہ اے اللہ تیرے ہی لیے حمد ہے تو ہی مجھے یہ پہناتا ہے تجھ سے اس کا بہترین اور جو اس کے لیے بنایا گیا ہے اس کا بہترین مانگتا ہوں۔

آپؐ نے فرمایا...... عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی کپڑا پہنے تو یہ کہے (سب تعریف اسی اللہ کے لیے ہے جس سے میں اپنا ستر چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں خوب صورتی حاصل کرتا ہوں)۔

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن عفان کو مکہ بھیجا تو انھیں ابان بن سعید نے پناہ دی، انھوں نے ان کو اپنی زین پر سوار کرلیا اور پیچھے بٹھالیا یہاں تک کہ مکے لائے اور کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے میں آپ کو متواضع دیکھتا ہوں آپ بھی اپنی دھوتی اسی طرح لٹکایئے جس طرح آپؐ کی قوم کے لوگ لٹکاتے ہیں، عثمانؓ نے کہا کہ اسی طرح ہمارے صاحب (یعنی آنحضرتؐ) اپنی نصف پنڈلیوں تک کی دھوتی باندھتے ہیں، ابان نے کہا کہ اے چچا کے بیٹے بیت اللہ کا طواف کیجیے تو انھوں نے کہا کہ ہم لوگ کوئی کام نہیں کرتے، تاوقتیکہ ہمارے صاحب نہ کرلیں۔ اور ہم تو انھیں کے نقشِ قدم کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ واقعہ صلح حدیبیہ کا ہے

ایاس بن جعفر سے روایت...... ایاس بن جعفر الحنفی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک رومال تھا، جب آپؐ وضو کرتے تو اسی سے پونچھتے۔

محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوڑا یا کپڑا انیس اونٹنیوں کے عوض میں خریدا۔

اسحاق بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سترہ اوقیہ چاندی کا ایک جوڑا خریدا۔

موسیٰ الحاری سے جو زمانہ بنی امیہ میں تھے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک طیلسان (عجمی عباء) کا ذکر کیا گیا فرمایا، یہ وہ کپڑا ہے جس کا شکرادا نہیں ہوسکتا۔

اسماعیل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر آٹھ دینار کی تھی۔

ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنا اور ایک ہی کپڑا پہننا

آپؐ کا نماز پڑھنا...... ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی چادر میں نماز پڑھتے دیکھا جس کے زائد حصے سے آپؐ زمین کی سردی و گرمی سے بچتے تھے۔

انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سب سے آخری نماز قوم کے ساتھ پڑھی وہ ایک ہی کپڑے میں ابوبکرؓ کے پیچھے پڑھی جسے آپؐ ایک بغل کے نیچے اور ایک کندھے کے اوپر سے اوڑھے ہوئے تھے۔

انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں ایک ہی کپڑے میں جسے آپؐ بغل

کے نیچے اور کندھے کے اوپر سے اوڑھے ہوئے تھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔

موسیٰ بن ابراہیم سے روایت...... موسیٰ بن ابراہیم بن ابی ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ انسؓ بن مالک کے پاس گئے تو وہ اُٹھ کر ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنے لگے، ہم نے کہا آپؓ ایک ہی کپڑے (دھوتی) میں نماز پڑھتے ہیں حالانکہ آپ کی چادر بھی رکھی ہوئی ہے۔

انھوں نے کہا کہ ہاں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

ام الفضل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کے زمانے میں اپنے گھر میں ہمیں نماز مغرب ایک ہی کپڑے میں پڑھائی جسے آپؐ ایک بغل کے نیچے اور ایک شانے کے اوپر سے اوڑھے ہوئے تھے، آپؐ نے سورۂ مرسلت پڑھی، اس کے بعد وفات تک (اس طرح) کوئی نماز نہیں پڑھی۔

عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھی جس کے دونوں کنارے نیچے اوپر تھے۔

عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مکان میں ایک ہی کپڑے میں جسے آپؐ اوڑھے تھے نماز پڑھتے دیکھا۔

عمر بن ابی سلمہ المخزومی سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی کپڑا اوڑھے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا۔

ابن عقیل سے روایت ہے کہ ہم نے جابر بن عبداللہ سے کہا کہ ہمیں اس طرح نماز پڑھایئے جس طرح آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا ہے، انھوں نے اپنی چادر لی اسے سینے کے نیچے سے باندھا اور کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

ابوالزبیر سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا جس کو وہ ایک بغل کے نیچے سے اور ایک شانے کے اوپر سے اوڑھے تھے جابر نے ابوالزبیر کو بتایا کہ جابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپ بھی ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے جس کو ایک بغل کے نیچے اور ایک شانے کے اپر سے اوڑھے تھے، حالانکہ ان کے پاس اور کپڑے بھی تھے، جابر نے کہا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی دھوتی باندھے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا اس کے سوا آپؐ کے جسم پر کوئی کپڑا نہ تھا۔

ابن عمار بن یسار نے اپنے والد سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی کپڑے میں ہماری امامت کی جسے آپؐ ایک بغل کے نیچے اور ایک شانے کے اوپر سے اوڑھے تھے، اس کا ایک کنارہ دوسرے کنارے پر پڑا تھا، پھر جب آپ فارغ ہوئے تو عمرؓ نے کہا کہ اس میں 'اُس میں' یعنی جنابت وشب خوابی کے کپڑے میں نماز؟ آپؐ نے فرمایا! ہاں۔

ابی سعید الخدری سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپؐ کے مکان میں

گیا، آپؐ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے جسے ایک بغل کے نیچے سے اور ایک شانے کے اوپر سے اوڑھے تھے۔

معاویہ بن ابی سفیان سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی بہن ام المومنین ام حبیبہؓ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کپڑے میں نماز پڑھتے تھے جس میں مجامعت کرتے تھے تو انھوں نے کہا کہ ہاں جب اس میں نجاست نہیں دیکھتے تھے۔

حالت استراحت

حضرت عائشہؓ سے روایت ...... عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چمڑی گدے پر جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی لیٹا کرتے تھے۔

عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن الخطاب کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح لیٹے ہوئے تھے کہ آپؐ کے اور زمین کے درمیان سوائے ایک بوریے کے اور کچھ نہ تھا پہلو میں بوریے کے نشان پڑ گئے تھے، سر کے نیچے ایک چمڑی تکیہ تھا جس میں کھجور کی کھال بھری ہوئی تھی اور سرہانے چربی لٹکی تھی جس میں بو بھی تھی۔

انصاری کا بستر بھجوانا ...... عائشہؓ سے روایت ہے کہ میری پاس ایک انصاریہ آئیں تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ایک تہ کی ہوئی عباء دیکھی، وہ گئیں اور آپؐ کو انھوں نے ایک بستر بھیجا جس میں اُون بھرا تھا پھر میرے پاس رسول اللہ صلی علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ کیا ہے عرض کی! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں انصاریہ میرے پاس آئی تھیں انھوں نے آپ کا بستر دیکھا اور وہ گئیں اور انھوں نے یہ بستر بھیج دیا، فرمایا کہ اس کو واپس کر دو، میں نے واپس نہیں کیا مجھے اچھا معلوم ہوا کہ وہ میرے گھر میں رہے آپؐ نے تین مرتبہ یہی فرمایا، پھر فرمایا کہ واللہ اے عائشہؓ اگر میں چاہتا تو اللہ میرے ساتھ سونے چاندی کے پہاڑ کر دیتا۔

عائشہؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک عبا بچھا دیتی تھیں جس پر دونوں سوتے تھے، آپؐ ایک شب کو تشریف لائے، میں نے اس (عباء) کو چوہرا کر دیا تھا، آپؐ اس پر سوئے، پھر فرمایا کہ اس شب کو میرے بستر کو کیا ہوا تھا کہ وہ جیسا پہلے تھا ویسا نہیں تھا عرض کی یا رسول اللہ میں نے اسے چوہرا کر دیا تھا، آپؐ نے فرمایا کہ اسے اسی طرح کر دو جس طرح تھا۔

عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کوئی چیز جس میں صلیب ہو بغیر توڑے نہیں چھوڑتے تھے۔

جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے مکان میں گیا تو آپؐ کو ایک گدے پر دیکھا۔

آپؐ کے انگلی سے خون آنا ...... جندب بن سفیان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے کھجور کا

کانٹا لگ گیا انگلی سے خون نکل آیا، فرمایا کہ یہ انگلی ہی ہے جو خون آلود ہوگئی، اللہ کی راہ میں اس کا سابقہ نہیں پڑا (یعنی یہ جہاد میں خون آلود نہیں ہوئی) آپ کو چارپائی پر لٹایا گیا جو کھجور کی چھال کی رسی سے بنی ہوئی تھی، سرہانے ایک تکیہ رکھا گیا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

حضرت عمر فاروق ؓ کا رونا...... حضرت عمرؓ آئے دیکھا کہ پہلو میں رسّی کے نشان پڑ گئے ہیں رونے لگے تو فرمایا کہ تمہیں کیا چیز رُلاتی ہے، عرض کی: یارسول اللہ مجھے کسریٰ وقیصر یاد آ گئے جو سونے چاندی کے تختوں پر بیٹھتے ہیں اور سندس واستبرق کا (ریشمی) لباس پہنتے ہیں، فرمایا کیا تم لوگ اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہارے لیے آخرت ہو اور ان کے لیے دنیا، اس مکان میں (جس میں آنحضرت تشریف فرماتے) چربیاں تھیں جن کی بُو آتی تھی، عمرؓ نے کہا کہ آپ انھیں نکلوا دیں (تو بو جاتی رہے) فرمایا نہیں، یہ گھر والوں کا سرمایہ ہے۔

حضرت عمر آپ ؐ کے پاس تشریف لائے...... حسنؒ سے روایت ہے کہ عمرؓ بن الخطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، آپ کو بوریے پر دیکھا جس کے نشان پہلو میں پڑ گئے تھے، اسی گھر میں کچھ بدبودار چربیاں بھی تھیں، عمرؓ رونے لگے تو آپ ؐ نے فرمایا کہ اے عمرؓ تمہیں کیا چیز رلاتی ہے؟ عرض کی! آپ ؐ اللہ کے نبیؐ ہیں (اور اس حالت میں ہیں) اور کسریٰ وقیصر سونے کے تختوں پر ہیں فرمایا کہ اے عمرؓ کیا تم راضی نہیں کہ دنیا ان کے لیے ہو اور آخرت ہمارے لیے۔

آپ ؐ نے فرمایا خدا کے نزدیک دنیا ایک مچھر کے پر کے برابر نہیں...... عطاء سے روایت ہے کہ ایک روز عمرؓ بن الخطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، آپ ؐ ایک چمڑی بستر پر کروٹ لیٹے ہوئے تھے جس میں کھجور کی چھال بھری تھی، اسی مکان میں چربی بھی پڑی تھی، عمرؓ رونے لگے تو فرمایا، اے عمرؓ تمہیں کیا چیز رولاتی ہے، عرض کی! میں اسے چیز پر روتا ہوں کہ کسریٰ وقیصر طرح طرح کے ریشمی فرشوں پر ہیں، اور آپ ؐ الہ کے منتخب وبرگزیدہ ہو کر اس حالت میں ہیں جیسا کہ میں دیکھتا ہوں، فرمایا کہ اے عمرؓ نہ رو کیونکہ اگر میں چاہتا کہ میرے ساتھ پہاڑ سونا بن کر چلیں تو ضرور چلتے، اور اگر دنیا خدا کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی (باوقعت) ہوتی تو وہ اس سے کافر کو کچھ نہ دیتا۔

آپ ؐ نے فرمایا کہ مجھے دنیا سے کیا مطلب...... عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوریے پر لیٹے جلد مبارک میں بوریے کا نشان پڑ گیا، بیدار ہوئے تو میں سہلانے لگے، اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں کیوں نہیں اجازت دیتے کہ اس پر کوئی چیز بچھا دیا کریں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوریے سے بچائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دنیا سے کیا مطلب میں اور دنیا محض اس طرح ہیں جیسے کہ ایک سوار کہ ایک درخت کے سایہ میں آیا کہ پھر چلا گیا اور اسے چھوڑ گیا۔

آپ ؐ کا بوریے میں لیٹنا...... ابی نصر مولائے عمر بن عبیداللہ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطابؓ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس گئے، آپؐ ایک بوریے پر لیٹے تھے جس نے بدن میں نشان ڈال دیے تھے۔

حضرت ابوطلحہ کے گھر میں نماز پڑھی ...... حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوطلحہ کے گھر میں ایک فرش پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ام سلیمہ کے مکان میں ایک بوریے پر نماز پڑھائی جو پرانا ہونے کی وجہ سے خراب ہو گیا تھا، آپؐ نے اسے کسی قدر پانی سے تر کر دیا پھر اس پر سجدہ کیا

رسول کریمؐ کے پاس ایک چمڑی استر کا جبہ ...... حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک چمڑی استر کا جبہ تھا جس پر آپؐ نماز پڑھتے تھے، اور آپؐ چرمی استر کا جبہ دباغت کیا ہوا پسند فرماتے تھے (تاکہ بدبو نہ آئے)

حضرت جریر یا ابی جریر سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا، آپؐ ہم لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے میں نے آپؐ کے تکیے پر ہاتھ رکھ کر دیکھا کہ وہ بھیڑ کی کھال کا تھا۔

سعید المقر ی سے روایت ...... سعید المقر ی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کھجور کا بوریا تھا جسے آپؐ دن کو بچھاتے تھے، جب رات ہوتی تو مسجد کے حجرے میں رکھ دیتے اور وہیں نماز پڑھتے تھے۔

فرض کے سوا سب سے بہتر نماز گھر کی نماز ...... زید بن ثابت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوریے کا ایک حجرہ بنایا تھا آپؐ نے چند شب اس میں نماز پڑھی، پھر لوگ آپؐ کے پاس جمع ہوئے، ایک رات کو انھوں نے آپؐ کی آواز سنی تو خیال کیا کہ آپؐ سو گئے ہیں، بعض کھنکھارنے لگے کہ آپ ان کے پاس نکل آئیں، آپ تشریف لائے، اور فرمایا کہ میں برابر تمہارے اس برتاؤ کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں تم پر فرض نہ کر دیا جائے، اگر یہ تم پر فرض کر دیا جائے تو تم اسے قائم نہ کر سکو گے، (یہ واقعہ نماز تراویح کے متعلق ہے) لہٰذا اے لوگو اپنے گھروں میں نماز پڑھو، کیونکہ فرض نماز کے سوا آدمی کی سب سے بہتر نماز وہ ہے جو اس کے گھر میں ہو۔

وہ بوریا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے

آپؐ بوریے پر نماز پڑھا کرتے تھے ...... ابی قلابہ سے روایت ہے کہ میں ام سلمہؓ کے گھر میں گیا ان کی پوتی ام کلثوم سے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی جگہ دریافت کی تو انھوں نے مجھے مسجد دکھائی جس میں ایک چھوٹا سا بوریا تھا، میں نے چاہا کہ اسے ہٹا دوں تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی بوریے پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ...... حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے سے بوریے پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مسجد سے بوریا لا دو عرض کی، میں تو حائضہ ہوں فرمایا تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے، آپؐ نے کنیز سے فرمایا کہ مجھے بوریا دے دے حضرت عائشہ نے کہا کہ آپؐ کا مقصد یہ تھا کہ ہم اسے بچھا دیں کہ آپؐ اس پر نماز پڑھیں۔

ابن عمرؓ سے روایت ...... ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ مجھے مسجد سے بوریا دے دو، عائشہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ میں تو حائضہ ہوں فرمایا کہ وہ تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹے بوریے پر نماز پڑھی۔

حضرت میمونہؓ سے روایت ہے کہ (ام المومنین) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے بوریے پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سونے کی مہر

آپ کا انگوٹھی اتار پھینکنا ...... ابن عمرؓ سے متعدد طرق سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سونے کی مہر بنوائی جب آپؐ اسے اپنے داہنے ہاتھ میں پہنتے تھے تو اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے، پھر لوگوں نے سونے کی انگوٹھیاں (مہریں) بنوالیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے، آپؐ نے اسے اتار ڈالا اور فرمایا کہ میں انگوٹھی (مہر) پہنتا تھا اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتا تھا آپؐ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا واللہ میں اسے کبھی نہ پہنوں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پھینک دی تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

حضرت طاؤس سے روایت ...... حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی ایک روز جس وقت آپؐ خطبہ فرما رہے تھے نظر اس پر پڑی اسے دیکھ کر فرمایا کہ تم لوگوں کے لئے دوسری ہے پھر آپؐ نے اسے اتار ڈالا، اور پھینک دیا اور فرمایا کہ میں اسے کبھی نہ پہنوں گا۔

آپ کا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا ...... حضرت جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بائیں ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے، آپؐ لوگوں کے پاس برآمد ہوئے تو لوگ آپ کی طرف دیکھنے لگے آپؐ نے داہنا ہاتھ اپنی بائیں چھنگلیاں پر رکھ لیا، پھر اپنے اہل بیت کے پاس واپس آئے اور اسے پھینک دیا۔

ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سونے کی مہر

ابن عمر سے روایت ...... ابن عمرؓ سے متعدد طرق سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم کے نام فرمان تحریر فرمایا کہ اور اس پر مہر نہیں لگائی، آپؐ سے کہا گیا کہ بغیر مہر کے آپ کا فرمان پڑھا نہیں جائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چاندی کی مہر بنوائی اور اس پر نقش کرایا، نقش یہ تھا ''محمد رسول اللہ'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں اس کی سفیدی گویا اب بھی مجھے نظر آ رہی ہے۔

حماد بن مسلمہ سے روایت ...... حضرت حماد بن سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر بنوائی تھی انہوں نے کہا کہ ہاں ایک مرتبہ آپؐ نے عشاء میں تقریباً نصف شب تاخیر کر دی، جب آپؐ نے نماز پڑھ چکے تو ہم لوگ متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ لوگ تو نماز پڑھ چکے اور سو گئے اور تم لوگ اس وقت تک نماز ہی میں ہو جب تک تم اس کے انتظار میں رہو، اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کی چمک جو دست مبارک میں تھی گویا اس وقت بھی میری نظر میں ہے اور حضرت انس بن مالک نے اپنا بایاں ہاتھ بلند کیا (انگوٹھی بائیں ہاتھ میں تھی)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی بنوائی جو خالص چاندی کی تھی، اور فرمایا کہ اس طرح کی انگوٹھی کوئی نہ بنوائے۔

آپ کی انگوٹھی چاندی کی تھی ...... حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی جس کا نگینہ بھی اسی کا تھا۔

حضرت زہیر نے کہا کہ میں نے حمید سے دریافت کیا کہ نگینہ کیسا تھا تو انھوں نے بتایا کہ انھیں نہیں معلوم کہ وہ کیسا تھا۔

آپ کی انگوٹھی کا نگینہ حبشی کا تھا ...... انس بن مالک سے روایت ہے کہ انھوں نے صرف ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی، جب لوگوں نے چاندی کی انگوٹھیاں بنوا کر پہنیں تو نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی پھینک دی، پھر لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک مہر بنوائی جو آپؐ کے ہاتھ میں رہی، آپؐ کے بعد پھر وہ ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رہی، ان کے بعد وہ عمرؓ کے ہاتھ میں رہی، یہاں تک کہ چاہ اریس میں (حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے) گر پڑی، اس کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا۔

ابن عمرؓ سے روایت ...... ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی (مہر) چاندی کی بنوائی جس میں ''محمد رسول اللہ'' منقوش تھا، آپؐ اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔

ابراہیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر چاندی کی تھی، اس پر ''محمد رسول اللہ'' منقوش تھا۔

جعفر بن محمد سے روایت...... جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی مہر پھینک دی اور ایک مہر چاندی کی بنوالی، آپ اسے اپنے بائیں ہاتھ میں رکھتے تھے۔

عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر چاندی کی تھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر جس پر چاندی چڑھی ہوئی تھی

ابراہیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر لوہے کی تھی جس پر چاندی کا پانی، چڑھا ہوا تھا۔

مکحول سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر لوہے کی تھی جس پر چاندی کا پانی، چڑھا ہوا تھا سوائے اس کے کہ اس کا نگینہ کھلا ہوا تھا۔

سعید سے روایت...... سعید سے روایت ہے کہ خالد بن سعید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، ان کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ انگوٹھی کیسی ہے، عرض کی! یہ انگوٹھی میں نے بنوائی ہے، فرمایا کہ اسے مجھے اتار دو، انھوں نے اسے اتار دیا تو وہ لوہے کی تھی جس پر چاندی منڈی تھی، فرمایا کہ اس پر کیا منقوش ہے۔ عرض کی ''محمد رسول اللہ'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے کے پہن لیا، جو مہر آپؐ کے ہاتھ میں تھی وہی تھی۔

آپؐ کا فرمان...... عمرو بن یحییٰ بن سعید القرشی نے اپنے دادا سے روایت کی عمرو بن سعید بن العاص جس وقت حبشہ سے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے فرمایا کہ اے عمرو تمہارے ہاتھ میں یہ انگوٹھی کیسی ہے، عرض کی یارسول اللہ یہ چھلا ہے فرمایا اس نقش کیا ہے عرض کی! ''محمد رسول اللہ'' اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لیا اور اسے مہر بنالیا، وہ آپؐ کی وفات تک ہاتھ میں رہی پھر، ابوبکرؓ کی وفات تک ان کے پاس رہی، پھر عمرؓ کی وفات تک ان کے ہاتھ میں رہی پھر اسے عثمانؓ نے پہنا، وہ اہل مدینہ کے لیے ایک کنواں کھدوا رہے تھے جس کا نام ''بیر اریس'' تھا، وہ اس کے کنارے بیٹھے ہوئے کھودنے کا حکم دے رہے تھے کہ مہر کنویں میں گر پڑی، عثمانؓ بکثرت اپنی مہر اپنے ہاتھ سے اتارا اور پہنا کرتے تھے، لوگوں نے اسے تلاش کیا مگر کوئی اس پر قابو نہ پا سکا۔

نقش نگین خاتم

آپ کی انگوٹھی کا نقش ابن سیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر ''بسم اللہ محمد رسول اللہ'' منقوش تھا۔

انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر پر تین سطر میں ''محمد رسول اللہ'' منقوش

تھا، محمد ایک سطر میں رسول ایک سطر میں اللہ ایک سطر میں (اور اس کی) ہیت یہ تھی (محمد رسول اللہ)۔

آپ کا منع فرمانا...... حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہر بنوائی ،اور فرمایا کہ ہم نے ایک مہر بنوائی ہے، اس میں ایک نقش کندہ کرایا ہے لہذا کوئی شخص اس نقش پر نقش نہ کندہ کرائے (یعنی اپنی مہر پر یہ نقش نہ کندہ کرائے)۔

طاؤس سے روایت ہے کہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی! یہاں ایسے لوگ ہیں جو گویا عجم کو چاہتے ہیں کہ کوئی فرمان بغیر مہر کے جاری نہیں کرتے ،اسی بات نے آپ کو اس پر آمادہ کیا کہ اپنی مہر بنوائیں آپ نے اس پر ''محمد رسول اللہ'' کندہ کرایا اور فرمایا کہ میری مہر کا سا نقش کوئی نہ کندہ کرائے۔

انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا

حضرت حسنؓ سے روایت...... حسنؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایک مہر بنوائی ہے لہذا کوئی شخص اس کی خلاف ورزی نہ کرے، اس کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا۔

حضرت حسنؓ سے دریافت کرنا...... حجاج بن ابی عثمانؓ سے روایت ہے کہ حسنؓ سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس کی انگوٹھی میں اللہ کا کوئی نام کندہ ہو اور وہ اسے بیت الخلاء میں لے جائے ،انھوں نے کہا کہ کیا یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر میں قرآن کی ایک آیت کندہ نہ تھی یعنی ''محمد رسول اللہ'' (اور آپ اسی کو پہنے ہوئے بیت الخلاء بھی جاتے تھے)۔

ابراہیم وغیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا۔

آپ کی مہر کا نقش...... محمد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا۔

ابوخلدہ سے روایت ہے کہ میں نے ابوالعالیہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کا نقش کیا تھا'' انھوں نے کہا کہ صدق اللہ ثم الحق لحق بعدہ محمد رسول اللہ (اللہ سچا ہے پھر حق حق ہی ہے اس کے بعد محمد اللہ کے رسول ہیں)

انگوٹھی پر نقش ''محمد رسول اللہ''...... محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو یمن بھیجا، جب وہ یمن سے آئے تو اس طرح کہ ہاتھ میں ایک چاندی کی مہر تھی جس کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مہر کیسی ہے ،عرض کی! یا رسول اللہ میں لوگوں کو احکام لکھا کرتا تھا ،اندیشہ ہوا کہ کہیں اس میں کم وبیش نہ کر دیا جائے۔اس لئے میں نے ایک مہر بنوائی جس کو لگا دیتا ہوں ،فرمایا کہ اس کا نقش کیا ہے ،عرض کی! ''محمد رسول اللہ'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ای کہ معاذ کی ہر چیز ایمان لائی یہاں تک کہ ان کی مہر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے لیا اور اپنی مہر بنالی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کا انجام کیا ہوا

آپ کی مہر کیا بنا...... حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر وفات تک آپؐ کے ہاتھ میں رہی، ابوبکرؓ وعمرؓ کی وفات تک ان کے ہاتھوں میں رہی، چھ برس عثمانؓ کے ہاتھ میں رہی جب (خلافت عثمانؓ کے) بقیہ چھ سال کا وقت آیا تو ہم لوگ بیر اریس پر ان کے ساتھ تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کو اپنے ہاتھ میں ہلا رہے تھے کہ ان کنویں میں گر پڑی، ہم لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ اسے تین روز تک تلاش کیا مگر نہ پا سکے۔

حضرت علی کا نقش کندہ کرانا...... حضرت علی بن حسینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ کے ساتھ تھے جب اس (مہر) کو حضرت عثمانؓ نے لے لیا تو وہ گر پڑی اور غائب ہوگئی، پھر حضرت علیؓ نے اس کا نقش کندہ کرالیا۔

حضرت محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر عثمانؓ کے ہاتھ سے گر پڑی، تلاش کی گئی مگر نہیں ملی۔

آپؐ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے...... ابن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مہر کا نقش ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔

حضرت حماد بن سلمہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن ابی رافع کو داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے دیکھا تو میں نے ان سے دریافت کیا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر کو داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

حضرت لیلیٰ بن شداد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

سعید بن المسیب سے روایت...... سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پہنی، یہاں تک کہ آپؐ واصل بحق ہوگئے۔ نہ حضرت ابوبکرؓ نے انگوٹھی پہنی یہاں تک کہ وہ واصل بہ حق ہوگئے۔ اور نہ عمرؓ نے انگوٹھی پہنی یہاں تک کہ وہ بھی واصل بحق ہوگئے اور نہ حضرت عثمانؓ نے انگوٹھی پہنی یہاں تک کہ وہ واصل بہ حق ہوگئے، اس کے بعد انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین اصحاب کا ذکر کیا۔

رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی پاپوش

آپؐ کے نعلین مبارک...... حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارک میں دو تسمے تھے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ محمد بن علیؓ نے ان لوگوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش نکالی، انہوں نے مجھے دکھائی کہ اس کی ایڑی حضرمی جوتی کی طرح تھی اور اس کے دو تسمے تھے۔

عبداللہ بن الحارث سے روایت

حضرت عبداللہ بن الحارث سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش میں دو تسمے تھے جس کے سرے ایڑی میں جڑے تھے۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش میں دو تسمے تھے جن پر بال نہ تھے۔

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش دیکھی کہ جو پتلی ایڑی والی اور زبان کی طرح نوک دار تھی، ان کے دو تسمے تھے۔

حضرت عیسیٰ بن طہمان سے روایت...... حضرت عیسیٰ بن طہمان سے روایت ہے کہ ہم لوگ جب حضرت انس بن مالک کے پاس تھے تو انہوں نے حکم دیا کہ ایک پاپوش نکالی گئی جس کے دو تسمے تھے، پھر میں نے ثابت البنانی کو کہتے سنا کہ یہ پاپوش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

ابن عون سے روایت...... حضرت ابن عون سے روایت ہے کہ میں نے مکے میں نعلین تسمہ ڈلوانے کے لئے گیا، میرا خیال ہے کہ یہ ۱۰۰ھ تھا یا ۱۱۰ھ میں ایک کفش ساز کے پاس گیا کہ وہ ان میں تسمے ڈال دے اور ان میں ایک قسم کے تسمے موجود تھے میں نے اس سے کہا کہ دوسری قسم کے تسمے ڈال دے تو اس نے کہا کہ میں ان میں اس قسم کے تسمے نہیں ڈالوں گا جیسے کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین میں دیکھے ہیں میں نے کہا کہ تم نے کہاں دیکھے اس نے کہا کہ حضرت فاطمہؓ بنت عبیداللہ بن عباس کے پاس میں نے اس سے کہا کہ اس میں اس قسم کے تسمے ڈال دے، اس نے اس قسم کے تسمے ڈال دیے، اور دونوں کے کان داہنی طرف کیے۔

کفش ساز (موچی) کا قول...... ابن عونؒ سے رویات ہے کہ میں نے ایک موچی کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میری نعلین کے تسمے بنا دے، اس نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں ان میں داہنی طرف تسمے لگا دوں جیسا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین میں دیکھا ہے میں نے پوچھا کہ تم نے انھیں کہاں دیکھا اس نے کہا حضرت فاطمہؓ بنت عبیداللہ بن عباس کے پاس دیکھا ہے، میں نے کہا کہ ان میں اسی طرح کے تسمے لگا دو جیسے تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین میں دیکھے، اس نے دونوں تسمے داہنی طرف لگا دیئے۔

کچھ اصحاب کا انکار کرنا...... عمرو بن حریث سے روایت ہے کہ انھوں نے چند لوگوں کو دیکھا کہ وہ جوتے پہن کر نماز نہیں پڑھتے (یعنی اس کے جواز سے انکار کرتے ہیں) انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پیوند لگی ہوئی نعلین میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

زیاد بن فیاض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کبھی کبھی) اپنی پیوند دار نعلین میں نماز پڑھتے تھے۔

ایک اعرابی سے روایت ہے کہ میں نے تمہارے نبی علیہ السلام کی پیوند لگی ہوئی پاپوش دیکھی ہے۔

آپ ؐ کا نعلین مبارک کے ساتھ نماز پڑھنا

سعید بن یزید سے روایت ہے کہ میں انسؓ بن مالک سے دریافت کیا نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعلین پہن کر نماز پڑھتے تھے تو انھوں نے کہا کہ ہاں۔

محمد بن اسماعیل بن مجمع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی حبیبہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح پایا، تو انھوں نے کہا کہ میں نے آپ ؐ کو مسجد قبا میں نعلین پہن کر نماز پڑھتے دیکھا۔

آپ ؐ برہنہ پا اور پاپوش کے ساتھ نماز پڑھتے تھے...... عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ پا بھی نماز پڑھتے دیکھا ہے اور پاپوش پہن کر بھی، آپ ؐ (بعد نماز تسبیح پڑھنے کے لیے) داہنی جانب بھی پلٹتے تھے اور بائیں جانب بھی، سفر میں روزہ بھی رکھتے تھے، انھیں بھی رکھتے تھے، پانی کھڑے ہو کر بھی پیتے تھے اور بیٹھ کر بھی پیتے تھے۔

خالد بن معدان...... خالد بن معدان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاپوش پہن کر بھی نماز پڑھی اور برہنہ پا بھی، کھڑے ہو کر بھی اور بیٹھ کر بھی اور آپ ؐ داہنی طرف بھی پلٹتے تھے اور بائیں طرف بھی۔

حضرت جبرئیلؑ نے آپ کو پاپوش اتارنے کا حکم دیا...... ابی سعید سے روایت ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے تو نعلین اتار کر بائیں طرف رکھ دیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کر چکے تھے تو فرمایا کہ تمہیں کس نے حکم دیا کہ جوتے اتارو، لوگوں نے عرض کیا کہ ہم نے دیکھا کہ آپ ؐ نے اتار ڈالیں تو ہم نے بھی اتار ڈالیں، فرمایا کہ حضرت جبرئیلؑ نے مجھے بتایا کہ ان میں نجاست بھری ہے، جو شخص اپنی نعلین میں نجاست دیکھے تو وہ اسے چھڑا ڈالے اور اسی میں نماز پڑھے۔

آپ ؐ اکثر نماز نعلین میں پڑھتے تھے...... محمد بن عباد بن جعفر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر نمازیں نعلین پہن کر ہوتی تھیں، آپ ؐ کے پاس حضرت جبرئیلؑ آئے اور کہا ان میں کچھ نجاست ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نعلین اتار ڈالیں، پھر سب نے اپنی نعلین اتار ڈالیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پوری کر چکے تو فرمایا کہ تم لوگوں نے کیوں اتاریں، لوگوں نے عرض کی کہ ہم نے دیکھا کہ آپ ؐ نے اتار دیں تو ہم نے بھی اتار دیں، فرمایا کہ مجھے حضرت جبرئیل نے بتایا کہ ان میں کچھ نجاست ہے۔

حضرت ابراہیم سے روایت...... حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں اپنی نعلین اتار دیں، جب لوگوں نے دیکھا کہ آپ ؐ نے اپنی نعلین پھینک دیں تو لوگوں نے بھی اپنی نعلین پھینک دیں، جب آپ ؐ نے دیکھا کہ لوگوں نے اپنی نعلین پھینک دیں اور آپ ؐ نے پہن لیں، اس کے آپ کو نعلین اتارتے نہیں

دیکھا گیا۔

پاپوش مبارک کا تسمہ ٹوٹ گیا...... ابی النضر سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش کا تسمہ ٹوٹ گیا، تو آپؐ نے اسے تھوڑے سے حریر (ریشم) سے جوڑ لیا، پھر اسے دیکھنے لگے، جب نماز پوری کر چکے تھے فرمایا کہ اس کو نکال دو اور وہی رہنے دو جو پہلے تھا، یارسول اللہ کیوں؟ فرمایا کہ میں نماز کی حالت میں اس کی طرف دیکھتا تھا۔

آپ کام کی ابتداء دائیں طرف فرماتے...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہر حالت میں داہنی طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے۔ وضو میں کنگھی کرنے میں، پاپوش پہننے میں راوی نے کہا کہ جہاں تک ہو سکے داہنی طرف سے شروع فرمانا چاہیئے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر نعلین پہنتے تھے، اور بیٹھ کر بھی، کھڑے ہوکر پانی پیتے تھے اور بیٹھ کر بھی، آپؐ نے اپنی داہنی جانب سے شروع کرتے تھے اور بائیں جانب سے بھی

آپؐ نے سبتی پاپوش پر منع فرمایا...... حضرت عبید بن جریج سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمرؓ سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن میں دیکھتا ہوں کہ آپؓ بھی سبتی پاپوش پسند کرتے ہیں۔ (سبتی وہ چمڑا ہے جس پر بال نہ ہو) انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی پہنتے اور انہیں میں وضو کرتے دیکھا ہے۔

حضرت عبید بن جریج سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ صرف سبتی (بغیر بال کے چمڑے کی) جوتیاں پہنتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

منہال بن عمر سے روایت...... حضرت منہال سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفش بردار و آب بردار تھے۔

چمڑی موزہ

آپؐ چمڑے کے موزے پر مسح کرتے تھے...... حضرت عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ صاحب حبشہ نے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سادہ چمڑی موزے بطور ہدیہ بھیجے، آپؐ ان پر مسح کرتے۔

ابن بریدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سیاہ سادہ موزے بطور ہدیہ بھیجے، آپؐ نے پہنے اور ان پر مسح کیا۔

مسواک

آپ کا معمول سو کے اٹھنے کے بعد مسواک فرماتے ...... عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات یا دن کو جب سو کر بیدار ہوتے تو وضو سے پہلے مسواک ضرور کرتے۔

شداد بن عبداللہ سے روایت ہے کہ مسواک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسوڑھے پتلے کر دیے تھے۔

عائشہؓ سے روایت ہے کہ رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک رکھ دی جاتی اور آپؐ مسواک شروع کرتے، جب رات کی نماز کو اٹھتے تو مسواک کرتے، وضو کرتے مختصر سی دو رکعتیں پڑھتے پھر آٹھ رکعتیں پڑھتے، تب وتر پڑھتے تھے۔

ابی ہریرہؓ سے روایت ...... ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ اپنے ہاتھ میں مسواک لے کر دانت صاف کرتے تھے، مسواک آپؐ کے منہ میں ہوتی تھی اور آپؐ ''عاعا'' کہتے تھے، گویا ابکائیاں لیتے ہیں۔

آپؐ روزے کی حالت میں کھجور کی ہری شاخ سے مسواک فرماتے ...... عکرمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی حالت میں کھجور کی ہری شاخ سے مسواک کی، قتادہ سے کہا گیا کہ لوگ اس کو ناپسند کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں کھجور کی ہری شاخ سے مسواک کرتے تھے۔

خالد بن معدان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں مسواک لے جاتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شانہ، سرمہ دانی آئینہ اور پیالہ

آپ کا کنگھا ہاتھی دانت کا تھا ...... ابن جریج سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھی دانت کا کنگھا تھا جس سے آپ کنگھا کرتے تھے۔

خالد بن معدان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں کنگھا آئینہ، تیل، مسواک اور سرمہ لے جاتے تھے۔

آپؐ بکثرت سر میں تیل لگاتے ...... انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت سر میں تیل ڈالتے اور ڈاڑھی پانی سے صاف کرتے تھے۔

آپؐ سونے سے پہلے سرمہ لگاتے ...... ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

سرمہ دانی تھی جس سے آپؐ سوتے وقت ہر آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے تھے۔

عمران بن ابی انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داہنی آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے اور بائیں میں دو مرتبہ۔

محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں بھی سرمہ اثمد لگاتے تھے۔

ابن عباسؓ سے روایت ...... ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں اثمد استعمال کرنا چاہیے، کیونکہ یہ نظر کو تیز کرتا ہے، بال اُگاتا ہے اور آنکھ روشن کرنے والی چیزوں میں سے بہترین ہے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ مقوقس نے ایک شیشے کا پیالہ نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ہدیہ بھیجا آپؐ اس میں پانی پیا کرتے تھے۔

عطاء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک شیشے کا پیالہ تھا جس میں آپؐ پانی پیتے تھے۔

آپؐ کا چاندی کا پیالہ تھا ...... حمید سے روایت ہے کہ میں نے انسؓ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ دیکھا جو چاندی سے بندھا ہوا تھا (شیشے کا تھا اس ٹوٹ گیا غالباً انسؓ نے چاندی کے تار سے اسے بندھوالیا ہوگا)۔

ابی النضر سے مروی ہے کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہانے کا برتن پیتل کا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار

تلوار ذوالفقار جنگ بدر پائی ...... عبد المجید بن سھیل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں ہجرت فرماہے اور ان کے ساتھ ایک تلوار بھی تھی جو ماثور کے والد کی تھی

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار ذوالفقار جنگ بدر میں غنیمت میں پائی ابن المسیب سے بھی اسی طرح روایت ہے اسکے بعد یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام برقرار رکھا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ...... عامر سے روایت ہے کہ علی بن حسینؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ہمارے پاس نکال کر لائے تو اس کے قبضے پر چاندی چڑھی تھی، اس کا وہ اور کڑی جس میں حمائل ہوتی ہے چاندی کی تھی، وہ کمزور اور پتلی ہوگئی تھی جو منبہ بن الحجاج السہمی کی تھی اور جنگ بدر میں آپ کو ملی تھی۔

آپ نے ایک تلوار جنگ بدر سے اپنے لئے خاص کر لی ...... ابن عباس سے روایت ہے کہ رسواللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں ایک تلوار اپنے لئے مخصوص کر لی اس کا نام ذوالفقار تھا اور آپ نے اسی تلوار کے بارے میں غزوہ احد میں خواب میں دیکھا تھا۔

علقمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا نام ذوالفقار اور جھنڈے کا نام عقاب تھا. واللہ اعلم۔

تلواروں کے نام...... مروان بن ابی سعید بن المعلّٰی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی قینقاع کے ہتھیاروں میں سے تین تلواریں ملیں، ایک تلوار قلعی تھی، ایک کا نام بتار، اور ایک کا نام حتف (موت) تھا، اسکے بعد آپ اسکے بعد آپکے پاس مخزوم ورسوب تھیں جو آپکو فلس سے ملی تھیں۔

زیاد ابن مریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار خیف کی تھی جس میں تیز دھار تھی۔

عامر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی تلوار ذوالفقار کے میان پر پڑھا کہ خون بہا مومنین پر ہے، اسلام میں بغیر مولی کے کوئی چھوڑا نہ جائے (یعنی نومسلم کا مولی ضرور بنایا جائے) اور مسلم کو کافر کے عوض قتل نہ کیا جائے.

انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے قبضے پر چاندی چڑھی ہوئی تھی۔

عمرو بن عاصم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے میلان کی نوک چاندی کی تھی، اس کے قبضے پر بھی چاندی چڑھی تھی اور اس کے درمیان چاندی کی کڑیاں تھیں۔

سعید بن الحسن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے قبضے پر چاندی چڑھی تھی.

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے میان کی نوک اور حلقے اور قبضے پر چاندی چڑھی تھی۔

زرہ مبارک

ایک کا نام سعدیہ دوسری کا فضہ...... مروان بن ابی سعید بن المعلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو قینقاع کے اسلحہ میں دو زرہیں بھی ملیں جن میں ایک کا نام سعدیہؔ اور ایک کا نام فضہؔ تھا

محمد بن مسلمہ سے روایت ہے کہ میں نے غزوہٗ احد میں رسول اللہ ﷺ کے بدن پر دو زرہیں دیکھیں جن میں سے ایک زرہ کا نام ذات الفضول تھا اور ایک کا نام فضہؔ، میں نے غزوہٗ خیبر میں آپ ﷺ کے بدن پر دو زرہیں دیکھیں جن میں ایک ذات الفضول تھی اور ایک سعدیہ۔

عامر سے روایت ہے کہ علی بن حسینؓ رسول اللہ ﷺ کی زرہ نکال کر ہمارے پاس لائے وہ بھی یمنی تھی، باریک حلقہ دار، جب اس کی کڑیوں کے بل لٹکا دیا جاتا تھا تو زمین سے نہیں لگتی تھی.

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک زرہ ابوالشحم یہودی کے یہاں جو بنی ظفر کا ایک فرد تھا جو کے عوض رہن رکھی تھی۔

ابن عباس و عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کی زرہ تیس یا ساٹھ صاع جَو کے عوض رہن تھی جو عیال کے نفقے کے لئے دئے تھے۔

اسماء بنت یزید سے روایت ہیکہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی، اور جس روز آپ کی وفات ہوئی آپ کی زرہ ایک وسق جَو کے عوض ایک یہودی کے پاس رہن تھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھال...... مکحول سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ڈھال تھی جس میں مینڈھے کے سر کی تصویر تھی، نبی ﷺ نے تصویر کا ہونا ناپسند فرمایا، صبح ہوئی تو اللہ نے اس تصویر کو دور کر دیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیزے اور کمان

ایک کا نام روحا دوسرے کا نام بیضاء تیسرا کا نام صفراء...... مروان بن ابی سعید بن المعلی سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ کو بنی قینقاع کے اسلحہ میں سے تین نیزے اور تین کمانیں ملیں، ایک کمان کا نام روحا تھا جو درخت شوحط کی لکڑی کی تھی کمان کا نام بیضاء تھا، ایک زرد رنگ کی کمان کا نام صفراء تھا جو درخت نبع کی لکڑی کی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے اور چوپائے...... محمد بن یحیٰی بن سہل بن ابی حثمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلا گھوڑا جس کے رسول اللہ ﷺ مالک ہوئے وہ تھا جسے آپ نے مدینے میں بنی فرازہ کے ایک شخص سے دس اوقیہ چاندی میں خریدا تھا، اس کا نام اس اعرابی کے یہاں ضرس تھا، نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکب رکھا، یہ سب سے پہلا گھوڑا تھا جس پر رسول اللہ ﷺ نے احد کی جنگ کی، اس روز سوائے اس گھوڑے کے اور ابو بردہ بن نیار کے ایک گھوڑے کے جس کا نام ملاوح تھا مسلمانوں کے ہمراہ اور کوئی گھوڑا نہ تھا۔

گھوڑے کا نام سکب تھا...... یزید بن ابی حبیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک گھوڑا تھا جس کا نام سکب تھا۔

علقمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھوڑے کا نام سکب تھا، اس کی پیشانی سفید تھی اس کے ہاتھ پاؤں میں سفیدی نہ تھی، واللہ اعلم۔

انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گھوڑے کی جس کا نام سبحہ تھا دوڑ کرائی، وہ اوّل آیا، آپ ﷺ خوش ہوئے اور اسے پسند فرمایا۔

آپ کے گھوڑے کا نام مرتجز تھا...... ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک گھوڑے کا نام المرتجز تھا۔

محمد بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے محمد بن یحیٰی بن سہیل بن ابی حثمہ سے مرتجز کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ گھوڑا تھا جس رسول اللہ ﷺ نے اس اعرابی سے خریدا تھا جس کے بارے میں خزیمہ بن ثابت نے آپ ﷺ کے موافق شہادت دی تھی اور یہ اعرابی بنی مرہ کا تھا۔

لزاز، ظرب، لحیف بطور ہدیے بھیجے...... ابی بن عباس بن سہل نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان

کے دادا سے روایت کی کہ میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے تین گھوڑے تھے،لزاز،ظرب،لحیف،لزاز کومقوقس نے بطور ہدیہ دیا تھا اور لحیف ربیعہ بن ابی البراء نے بطور ہدیہ دیا تھا،آپ نے اس کے عوض میں بنی کلاب کے مواشی کی زکوٰۃ وصول کرنے کی خدمت ان کو دے دی تھی،اورضرب فروہ بن عمرو الجزامی (والی عمان) نے بطور ہدیہ دیا تھا،ایک گھوڑا تمیم الداری نے بھی رسول اللہ ﷺ کو بطور ہدیہ دیا تھا جس کا نام ورد تھا جو آپ ﷺ نے حضرت عمر کو دے دیا حضرت عمرؓ نے اس گھوڑے پر چڑھ کے اللہ کی راہ میں جہاد کیا،بعد میں معلوم ہوا کہ بیچ ڈالنے کے قابل ہے۔

ابی عبداللہ واقد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اٹھ کر اپنے ایک گھوڑے کے پاس گئے،آستین سے اس کا منہ پونچھا تو لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ کیا آپ اپنے کرتے سے (اس کا منہ پونچھتے ہیں) فرمایا گھوڑوں کے معاملے میں جبرائیلؑ نے مجھ پر عتاب کیا ہے۔

آپ کو سفید مادہ خچر بطور ہدیہ بھیجا......ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک سفید مادہ خچر بطور ہدیہ دی گئی یہ سب سے پہلی سفید مادہ خچر اسلام میں تھی رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی زوجہ ام سلمہؓ کے پاس بھیجا ،میں (ام سلمہؓ سے) اون اور کھجور کی چھال آپ ﷺ کے پاس لایا،میں نے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے رسّی اور راس بٹی،آپ ﷺ گھر میں

تشریف لے گئے،ایک اچھی نئی عبا لائے اور اسے تہ کیا،اس کی پشت پر اس (عباء) کا چار جامہ بنایا،آپ اُچکے اور سوار ہو گئے اپنے پیچھے مجھے بھی بٹھالیا۔

اسلام میں سب سے زیادہ مادہ خچر دیکھی گئی......موسیٰ بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ دُلدل نبی علیہ السلام کی مادہ خچر تھی،یہ سب سے پہلی مادہ خچر تھی جو اسلام میں دیکھی گئی،اور یہ آپ کو مقوقس نے بطور ہدیہ دی تھی،اس کے ہمراہ اُس نے ایک گدھا بھی جسکا نام عفیر تھا آپ ﷺ کو بطور ہدیہ دیا تھا،مادہ خچر معاویہؓ کے زمانہ تک زندہ رہی۔

زہری سے روایت ہے کہ دُلدُل کو فروہ بن عمرالجزامی نے بطور ہدیہ بھیجا تھا (مگر یہ سہو ہے) اسے مقوقس نے بھیجا تھا۔

دلدل نامی مادہ خچر......علقمہ سے روایت ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی مادہ خچر کا نام دُلدُل تھا،وہ سفید تھی،اور ینبع میں رہی یہاں تک کہ وہیں مرگئی،واللہ اعلم۔

یعفور نامی خچر ابوبکر کو ہدیہ کر دیا......زامل بن عمرو سے روایت ہے کہ فروہ بن عمرو الجزامی نے نبی ﷺ کو ایک مادہ خچر جس کا نام فضہ تھا بطور ہدیہ بھیجی،آپ نے وہ مادہ خچر اور اپنا گدھا یعفور ابوبکر کو ہبہ کر دیا۔ یہ گدھا حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت مر گیا۔

حضرت علی بن ابی طالب سے روایت......علیؓ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک مادہ خچر بطور ہدیہ دی گئی،ہم نے عرض کی،یارسول اللہ اگر ہم اسکو اپنے گھوڑوں سے گابھن کرائیں تو یہ ہمارے پاس

اپنے ہی جیسی مادہ خچر لائے گی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو وہی لوگ کرتے ہیں جو جاہل ہوتے ہیں۔

علقمہ سے روایت ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گدھے کا نام یعفور تھا، واللہ اعلم۔

ابی عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود نے اپنے والد سے روایت کی کہ انبیاء کمبل پہنا کرتے، بکریاں دوہتے اور گدھوں پر سوار ہوتے، رسول اللہ ﷺ کا بھی ایک گدھا تھا جس کا نام عفیر تھا.

جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی مادہ خچر کا نام شہباء اور گدھے کا نام یعفور تھا.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُونٹ

حضرت ابوبکر صدیق نے آٹھ سو درہم میں خریدا............موسیٰ بن محمد بن ابراہیم التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ قصواء (اونٹنی) بنی الحریس کے مواشی میں تھی اُس کو اور اُسکے ساتھ ایک دوسری اُنٹنی کو حضرت ابوبکرؓ نے آٹھ سو درہم میں خریدا تھا، (قصواء) کو رسول اللہ ﷺ نے ابوبکرؓ سے چار سو درہم میں لے لیا، وہ آپ کے پاس رہی یہاں تک کہ مرگئی، اس اُنٹنی پر آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی، جس وقت رسول اللہ ﷺ مدینے تشریف لائے تو وہ چار دانت کی تھی، اور اس کا نام قصواء جدعاء تھا، عضباء تھا۔

ابن المسیب سے روایت ہے کہ اس کا نام عضباء تھا اور اس کے کان کا کنارہ کٹا ہوا تھا.

جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کیا اونٹنی کا نام قصواء تھا۔

علقمہ سے روایت ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کا نام قصواء تھا، واللہ اعلم۔

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی کا نام قصواء تھا، واللہ اعلم۔

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی کا نام عضباء تھا، وہ کبھی (کسی اونٹ سے) پیچھے نہیں رہتی تھی، ایک اعرابی اپنے نو جوان اونٹ پر آیا اور اُس نے اُس کے ساتھ دوڑایا تو عضباء پیچھے رہ گئی، مسلمانوں کو نا گوار ہوا، لوگوں نے کہا کہ عضباء پیچھے رہ گئی، یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پر واجب ہے کہ دنیا کی جو چیز بلند ہو وہ اُسے نیچا کر دے۔

آپ کا فرمان کہ خدا اسے نیچا کر دیتا ہے......سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ قصواء رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی تھی کہ جب کبھی دوڑ میں بھیجی جاتی تو آگے ہو جاتی وہ پیچھے رہ گئی تو اُس کے پیچھے رہ جانے سے مسلمانوں کو سخت بے چینی پیدا ہوئی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ جب کسی چیز کو بلند کرنا چاہتے ہیں تو خدا اسے نیچا کر دیتا ہے

قدامہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حج میں اپنی اونٹنی صہبا پر رمی کرتے دیکھا۔

سلمہ بن نبیط نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے حج میں رسول اللہ ﷺ کو عرفہ میں سُرخ اونٹ پر سوار دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ والی اونٹنیاں

آپ کی دودھ والی اونٹنی......معاویہ بن عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی رافع سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی

دودھ والی اونٹنیاں تھیں، یہ وہی تھیں جن پر قوم غابہ میں چھاپہ مارا تھا، کل بیس تھیں انہیں سے رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت زندگی بسر کرتے تھے، ہر رات کو آپ کی خدمت میں دو بڑی مشکوں میں دودھ لایا جاتا تھا، ان میں دودھ والی اونٹنیاں بھی تھیں جن کا دودھ بہت کثرت سے تھا، ان کا نام حناء، سمراء، عریس سعدیہ، بغوم یسیرا اور دبّاء تھا۔

نبہان مولائے ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے ام سلمہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہماری زندگی دودھ پر تھی، یا یہ کہا کہ ہماری اکثر زندگی غابہ میں رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اونٹنیاں تھیں، جن کو آپ ﷺ نے ازواج پر تقسیم فرما دیا تھا، ان میں سے ایک کا نام عریس تھا، ہم لوگ اس کے دودھ پر (زندگی بسر کرتے) تھے اور جتنا دودھ چاہتے (لے سکتے تھے)

حضرت عائشہ کی سمراء نامی اونٹنی ...... حضرت عائشہؓ کی اونٹنی جس کا نام سمراء تھا بہت دودھ والی تھی اور وہ میری اونٹنی کی طرح نہ تھی، ان سب کا چرواہا دودھ والی اونٹنیوں کو ایک چراگاہ لے گیا جو نواح جوانیہ میں تھی، وہ ہمارے گھروں پر آیا کرتی تھیں، ان دونوں (عریس وسمراء) کو لایا جاتا تھا اور ان کا دودھ دوہا جاتا تھا، نبی ﷺ کی اونٹنی اپنے برابر کی اونٹنیوں سے زیادہ دودھ والی پائی جاتی تھی۔

بردہ نامی اونٹنی کے بارے ام سلمہ کا خیال ...... ثابت مولائے ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ام سلمہؓ نے کہا کہ ضحاک بن سفیان الکلابی نے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کو ایک اونٹنی جس کا نام بُردہ تھا بطور ہدیہ دی، میں نے کبھی کوئی اونٹنی اس سے اچھی نہیں دیکھی، اس کا دودھ اتنا دوہا جاتا تھا جتنا وہ بکثرت دودھ دینے والی اونٹنیوں کا دوہا جائے، وہ ہمارے گھروں پر آتی تھی، اس کو ہند اور اسماء باری باری کبھی احد اور کبھی جماء میں چراتے تھے، پھر اُسے اُس کے ٹھکانے پر لاتے تھے اور اُن کے ساتھ چادر بھر کر درخت کے گرے ہوئے یا درخت کے لاٹھی سے جھاڑے ہوئے پتے بھی ہوتے تھے، وہ رات سے صبح تک چارے میں بسر کرتی تھی، اکثر اسے آپ ﷺ کے مہمانوں کے لئے دوہا جاتا تھا، وہ لوگ پیتے تھے یہاں تک کہ پہلی رات کا دودھ لوگ پی لے تے تھے، اور جو بچتا تھا بعد کو ہم لوگوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا، اس صبح دودھ اچھا ہوتا تھا۔

دودھ والی انٹنیاں مہرہ، کاشقر اور دبا .... عبدالسلام بن جبیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دودھ والی اونٹنیاں تھیں جو ذی الجدر اور جما میں رہتی تھی ان کا دودھ ہمارے پاس آجاتا، ایک اونٹنی کا نام مہرہ تھا ایک کا شقراء اور ایک کا دبّا، مہرہ بن عقیل کے مواشی میں سے سعد بن عبادہ نے بھیجی تھی، وہ بہت دودھ والی تھی، شقراء ودبّا کو آپ ﷺ نے سوق النبط میں بنی عامر سے خریدا تھا۔

بردہ وسمراؤ عریس ویسیرہ وحنّا کا دودھ دوہا جاتا تھا اور ہر رات کو آپ ﷺ کے پاس لایا جاتا تھا، انہیں میں رسول اللہ ﷺ کا ایک غلام یسار تھا جس کو لوگوں نے قتل کر دیا۔

آپ نے ارشاد فرمایا ...... سعید ابن المسیب سے روایت ہے کہ جب شام ہوجاتی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آپکی اونٹنیوں کا دودھ نہیں آتا تھا تو آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ اسکو پیاسا کرے جس نے اس رات کو آل محمد

ﷺ کو پیاسا کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی بکریاں

آپ کی دودھ دینے والی بکریاں...... ابراہیم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی بکریاں سات تھیں، عجوہ، زم زم، سقیا، بُرکہ، وَرِسَہ، اطلال اور اطراف۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سات دودھ دینے والی بھیڑیں تھیں جن کو ام ایمن چراتی تھی

محمد بن عبداللہ بن الحصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بکریاں اُحد میں چرائی جاتی تھی، ہر رات کو اُس گھر پر آتی تھیں جس میں رسول اللہ ﷺ کا دورہ ہوتا تھا۔

وجیہہ کنیز ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ام سلمہؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ جنگل تشریف لے جاتے تھے، تو انہوں نے کہا کہ نہیں، واللہ میں نے آپ ﷺ کو (جنگل جاتے) نہیں دیکھا ہماری سات بھیڑیں تھیں، چرواہا کبھی انھیں اُحد لے جاتا اور کبھی جمّا، اور شام کو انہیں ہمارے پاس لاتے، ذی الجدر میں رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی اونٹنیاں تھیں، رات کو اُن کا دودھ ہمارے پاس آجاتا تھا، غابہ میں بھی تھیں، رات کو اُن کا دودھ بھی ہمارے پاس آجاتا تھا، اونٹ اور بکری ہی سے ہماری اکثر زندگی تھی۔

مردار کی کھال کے بارے میں...... مکحول سے روایت ہے کہ اُن سے مردار کی کھال کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کی ایک بکری کا نام قمر تھا ایک روز وہ آپ ﷺ کو نہ ملی، فرمایا کہ قمر کیا ہوئی، لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ وہ تو مرگئی، فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیا کی؟ لوگوں نے عرض کی، وہ تو مردار تھی، فرمایا دباغت اس کی طہارت ہے۔

ابی الہیثم بن التیہان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جن لوگوں کے یہاں بکری ہے ان کے یہاں برکت ہے۔

خالد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جن لوگوں کے یہاں تین بکریاں (چر کے) رات کو آئیں ان کے یہاں رات بھر ملائکہ رہتے ہیں جو صبح تک ان کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں۔

خدام و آزاد کردہ غلام

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میرا خیال تو یہی ہے کہ ہند و اسماء فرزندان حارثہ الاسلمی رسول اللہ ﷺ کے غلام ہی تھے یہ دونوں آپ ﷺ کی خدمت کرتے تھے، انسؓ بن مالک اور یہ دونوں آپ ﷺ کے دروازے سے ٹلتے نہ تھے۔

آپ نے اپنی خادمہ کو آزاد کردیا...... سلمٰیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خادمہ میں تھی اور خضرہ، رضویٰ و میمونہ بنت سعد تھیں، ہم سب کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کردیا تھا۔

آپ کی کنیزہ کا نام خضرہ تھا...... جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک کنیزہ کا نام خُضرہ تھا۔

عتبہ بن جبیرۃ الاشہلی سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن حزم کو تحریر فرمایا کہ میرے لئے رسول اللہ ﷺ کے خدام مرد اور عورتوں اور آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلاموں کے ناموں کی تحقیق کرو۔

ام ایمن کا نام برکہ تھا...... انہوں نے لکھا کہ ام ایمن تھیں جن کا نام برکہ تھا، یہ رسول اللہ ﷺ کے والد کی کنیز تھیں۔

رسول اللہ ﷺ ان کے وارث ہوئے تو آپ نے انہیں آزاد کر دیا، عبید خُزرجی نے مکے میں ان سے نکاح کیا، ان کے یہاں ایمن پیدا ہوئیں۔

آپ نے حضرت خدیجہ سے سوال کیا...... خدیجہؓ زید بن حارثہ کی مالک ہوئیں، جن کو خدیجہؓ کے لئے حکیم بن حزام ابن خویلد نے بازار عکاظ میں چار سو درہم میں خریدا، رسول اللہ ﷺ نے خدیجہؓ سے سوال کیا کہ وہ زید بن حارثہ کو آپ کو ہبہ کر دیں، یہ واقعہ آپ ﷺ کے ان سے نکاح کر لینے کے بعد ہوا، خدیجہؓ نے انہیں آپ ﷺ کو ہبہ کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو آزاد کر دیا، ان کی بیوی برکہ کو بھی آزاد کر دیا۔

ثوبان یمن کے ایک شخص تھے، جن کو رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں خرید کر آزاد کر دیا، ان کا نسب یمن میں ہے۔

رباح حبشی تھے، اُنہیں بھی رسول اللہ ﷺ نے غلامی سے رہائی عطا فرمائی۔

یسار حبشی غلام تھے جن کو آپ ﷺ نے غزوہ بنی عبد بن ثعلبہ میں پایا تھا، انہیں آزاد کر دیا۔

ابورافع کی آزادی...... ابورافع عباس کے غلام تھے، اُن کو عباس نے رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا، جب عباس اسلام لائے تو ابورافع نے رسول اللہ ﷺ کو اُن کے اسلام کا ثمرہ سنایا، رسول اللہ ﷺ خوش ہوئے اور انھیں آزاد کر دیا، ابورافع کا نام اسلم تھا۔

فضالہ یمنی آپ ﷺ کے آزاد کئے ہوئے غلام تھے جنہوں نے بعد کو شام کی سکونت اختیار کر لی۔

مُویہبہ مزینہ میں پیدا ہوئے تھے، انھیں بھی آپ ﷺ نے آزادی بخشی۔

رافع، سعید بن العاص کے غلام تھے، سعید کے لڑکے رافع کے وارث ہوئے اُن میں سے بعض نے اسلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا اور بعض رکے رہے، رافع رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے اُن لوگوں کے بارے میں طالب امداد ہوئے جنہوں نے آزاد نہیں کیا تھا تا کہ وہ بھی انھیں آزاد کر دیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں اُن سے گفتگو فرمائی تو انہوں نے آپ ﷺ کو ہبہ کر دیا، آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا وہ کہا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا مولی ہوں۔

مدعم آپ کے غلام تھے...... مدعم، رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے، ان کو رفاعہ بن زید الجزامی نے آپ ﷺ کے

ہبہ کیا تھا، یہ حمیٰ میں پیدا ہوئے تھے، ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ مدعم رفاعہ بن عمرو الجزامی نے آنحضرت ﷺ کو ہبہ کیا تھا، رسول اللہ ﷺ جب خیبر آئے تو وادی القریٰ کی طرف واپس ہوئے، وہاں اپنا کجاوہ اتار رہے تھے کہ مدعم کے پاس ایک نامعلوم تیر آیا، جس نے انہیں قتل کر دیا، کہا گیا کہ شہادت اُنہیں مبارک ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جس چادر کو جنگ خیبر میں اس نے ہم سے لیا تھا وہ اس پر آگ میں جلائی جائیگی، کرکرہ بھی رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے۔

ایاس بن سلمہ بن اکوع نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک غلام کا نام رباح تھا، یہ رسول اللہ ﷺ کے اس سامان کے ساتھ تھے، جس پر عُیَیْنہ بن حصن نے چھاپہ مارا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکانات اور ازواج کے حُجرے

آپ کے مکان کے بارے ...... عبداللہ بن یزید الہذلی سے روایت ہے کہ میں نے ازواج نبی علیہ السلام کے مکانات اُس وقت دیکھے جب اُن کو عمر بن عبدالعزیز نے منہدم کیا یہ کچی اینٹ کے مکان تھے، حجرے کھجور کی ٹہنیوں کے تھے جن پر گارے کی کہگل کی ہوئی تھی، میں نے شمار کیا تو مع حجرے کے نو مکان تھے، وہ عائشہؓ کے مکان کے درمیان سے اُس دروازے تک تھے جو باب النبی علیہ السلام کے متصل تھا، اسماء بن حسن بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس کے مکان تک۔

میں نے ام سلمہ کا مکان اور اُن کا حجرہ کچی اینٹ کا دیکھا تو ان کے ایک بیٹے سے دریافت کیا انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے غزوہ دومۃ الجندل کیا تو ام سلمہؓ نے اپنا حجرہ کچی اینٹ کا بنوالیا، رسول اللہ ﷺ آئے تو آپ کی نظر اینٹ پر پڑی، آپ ﷺ اپنی ازواج میں سب سے پہلے ام سلمہؓ کے پاس گئے اور فرمایا کہ اے ام سلمہؓ وہ سب سے بدتر چیز جس میں مسلمان کا مال صرف ہو تعمیر ہے۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ میں نے یہ حدیث معاذ بن محمد الانصاری سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ ایک مجلس میں جس میں عمر بن ابی انس بھی تھے میں عطاء خراسانی کو کہتے سنا، اور وہ قبر مبارک اور منبر شریف کے درمیان تھے، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج کے حجرے کھجور کی شاخوں کے پائے جن کے دروازوں پر سیاہ بالوں کے ٹاٹ کے پردے پڑے تھے، میں ولید بن عبدالملک کا فرمان آنے کے وقت موجود تھا جو پڑھا جارہا تھا، اس میں انہوں نے ازواج رسول اللہ ﷺ کے حجروں کو مسجد رسول اللہ ﷺ میں داخل کرنے حکم دیا تھا، میں نے اُس روز سے زیادہ لوگوں کو روتے ہوئے نہیں دیکھا۔

آپ کس چیز پر کفایت کرتے ہیں؟ ...... عطاء کہتے ہیں کہ میں نے اسی روز سعید بن مسیب کو کہتے ہوئے سنا کہ واللہ میں تو چاہتا تھا کہ یہ لوگ ان حجروں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیتے، اہل مدینہ میں سے جو پیدا ہونے والا پیدا ہوتا اور اطراف عالم سے جو آنے والا آتا وہ دیکھتا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں کس چیز پر کفایت فرمائی یہ ایک ایسی بات تھی جو لوگوں کو بکثرت مال جمع کرنے اور آپس میں فخر کرنے سے نفرت دلاتی۔

معاذ نے کہا کہ جب عطاء خراسانی اپنی حدیث سے فارغ ہوئے تو عمر بن ابی انس نے کہا کہ اُن میں سے چار مکان کچی

اینٹ کے تھے جن کے حجرے کھجور کی شاخ کے تھے، پانچ مکان کہگل کی ہوئی کھجور کی شاخ کے تھے جن میں حجرے نہ تھے، دروازوں پر بالوں کا ٹاٹ پڑا تھا، میں نے پردے کو ناپا تو وہ تین ہاتھ طویل اور ایک ہاتھ سے زیادہ چوڑا تھا۔

صحابہ کرام کا رونا...... یہ جو تم نے اُس روز کے رونے کا حال بیان کیا تو میں نے خود ایک ایسی مجلس میں دیکھا ہے جس میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کے فرزندوں کی ایک جماعت تھی جن میں ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف اور ابوامامہ بن حنیف اور خارجہ بن زید بن ثابت بھی تھے لوگ رو رہے تھے یہاں تک کہ آنسوؤں نے ان کی ڈاڑھیوں کو تر کر دیا تھا اس روز ابوامامہ نے کہا کہ کاش وہ چھوڑ دیے جاتے اور منہدم نہ کیے جاتے تا کہ لوگ تعمیر میں کمی کرتے۔ اور دیکھتے اللہ اپنے نبی علیہ السلام کے لئے کس چیز پر راضی تھا، حالانکہ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

عبداللہ بن عامر الاسلمی سے روایت ہے کہ ابوبکر بن حزم اپنی نماز گاہ میں تھے، وہیں انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس ستون کے جو قبر مبارک کے اس کنارے کے متصل ہے کہ دوسرے ستون سے ملا ہوا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے راستے میں واقع ہے یہی زینبؓ بنت جحش (ام المومنین) کا مکان ہے، رسول اللہ ﷺ اسی میں نماز پڑھتے تھے یہ سب آج تک اسماء بنت حسن بن عبداللہ بن عبیداللہ بن العباس کے مکان سے صحن مسجد تک ہے، آنحضرت ﷺ کے یہی مکانات ہیں جن کو میں نے کھجور کی شاخ کا دیکھا جن پر گارے کی کہگل کی ہوئی تھی اور ان پر بالوں کا ٹاٹ پڑا تھا۔

ایک شیخ اہل مدینہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے حجرے منہدم کیے جانے سے پہلے دیکھے جو کھجور کی شاخوں کے تھے، جن پر کھالوں کے ٹکڑے منڈھے تھے۔

داؤد بن شیبان سے روایت ہے کہ میں نے ازواج نبی ﷺ کے حجرے دیکھے جن پر ٹاٹ پڑے تھے۔

حسنؒ سے روایت ہے کہ عثمانؓ بن عفان کی خلافت میں میں ازواج نبی علیہ السلام کے حجروں میں داخل ہوتا تھا اور ان کی چھتیں اپنے ہاتھ سے چھوتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات (اوقاف)

سب سے پہلے وقف کرنے والا...... محمد بن کعب سے روایت ہے کہ اسلام میں سب سے پہلا صدقہ (یعنی وقف) رسول اللہ ﷺ کا اپنے اموال کا وقف ہے، جب مخریق احد میں قتل کر دیے گئے اور انہوں نے یہ وصیت کی کہ اگر میں مر جاؤں تو میرے اموال رسول اللہ ﷺ کے لیے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے اُن پر قبضہ کیا اور انھیں وقف (تصدق) کر دیا۔

مخریق نے کہا کہ...... عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ جنگ اُحد میں مخریق نے کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو میرے اموال محمد ﷺ کے لیے ہیں وہ انہیں جہاں اللہ بتائے خرچ کریں، یہ رسول اللہ ﷺ کے صدقات عامہ تھے۔

حضرت مخریق جنگ احد میں شہید ہوئے ...... عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ وہ اپنے زمانہ خلافت میں خناصرہ میں کہتے تھے کہ میں نے مدینے میں اُس زمانے میں سنا جب مشائخ مہاجرین وانصار میں سے بہت لوگ موجود تھے کہ نبی محمد ﷺ نے سات باغ اموال مخریق میں سے وقف کیے تھے، مخریق نے یہ کہا تھا کہ اگر میں مر جاؤں تو میرے مال محمد ﷺ کے لئے ہیں وہ انہیں جہاں اللہ بتائے خرچ کریں، وہ غزوۂ احد میں قتل کر دیے گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مخریق سب سے اچھے یہودی ہیں۔

اس کے بعد عمرؓ نے ہمارے لئے اُن (باغوں) کی کھجوریں منگائیں، ایک طباق میں کھجوریں لائی گئیں، انہوں نے کہا کہ مجھے ابوبکر بن حزم نے لکھا ہے کہ یہ کھجوریں اُنہیں خوشوں میں سے ہے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھے، اور رسول اللہ ﷺ اس میں سے نوش فرماتے تھے۔

کھجور کی تقسیم ...... راوی نے کہا کہ امیر المومنین انھیں ہم میں تقسیم کر دیجیے، انھوں نے جب تقسیم کیں تو ہم میں سے ہر شخص کو نو نو کھجوریں ملیں۔

عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ جب میں والی مدینہ تھا تو میں بھی ان باغوں میں گیا اور اس درخت کی کھجور کھائی، میں نے اس جیسی شیریں اور تازہ کھجور نہیں دیکھی۔

مخریق یہود و توریت کے علماء میں سے تھے ...... ابی وجزہ یزید بن عبید السعدی سے روایت ہے کہ مخریق بنی قینقاع کے سب سے بڑے امیر تھے وہ علمائے یہود اور توریت کا علم رکھنے والوں میں سے تھے، رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کی مدد کرنے کے لئے اُحد گئے، حالانکہ وہ اپنے دین (یہودی) پر تھے، محمد بن مسلمہ وسلمہ بن سلامہ سے کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو میرے اموال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حوالے ہیں، وہ جہاں انہیں اللہ بتائے خرچ کریں۔

آپ نے مخریق کے بارے میں فرمایا ...... جب ہفتے کا دن ہوا اور قریش بھاگ گئے اور مقتولین دفن کر دیے گئے تو مخریق مقتول پائے گئے جن کے زخم بھی تھے، وہ مسلمانوں کی قبروں سے علیحدہ دفن کیے گئے، آپ ﷺ نے ان نماز جنازہ نہیں پڑھی، نہ اُس روز اور نہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے اُن کے حق میں دعائے رحمت سنی گئی، آپ ﷺ نے اس سے زیادہ نہیں فرمایا کہ مخریق سب سے اچھے یہودی تھے، بس یہی آپ ﷺ کا حکم ہے۔

عثمان بن وثاب سے روایت ہے کہ یہ سب باغ اموال بنی نضیر میں سے ہیں، رسول اللہ ﷺ اُحد سے واپس آئے تو آپ ﷺ نے مخریق کے اموال تقسیم فرما دیے۔

زہری سے مروی ہے کہ یہ ساتوں باغ اموال بنی نضیر میں سے ہیں۔

سات باغوں کے نام ...... محمد بن سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وقف اموال بنی نضیر میں سے تھا، اور وہ سات باغ تھے (جن کے نام یہ ہیں)

(۱) الاعواف (۲) الصافیہ (۳) الدلال (۴) المثیب (۵) بُرقہ (۶) حنیٰ (۷) مشربۂ ام ابراہیم
مشربۂ ام ابراہیم اس لئے نام رکھا گیا کہ ابراہیم کی والدہ ماریہ اُسی میں رہتی تھیں، یہ کل مال سلام بن مشکم النفیری کا تھا۔

محمد بن کعب القرظی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اوقاف میں تھے، الاعواف، الصافیہ، الدلال، المثیب، بُرقہ، حسنیٰ، مشربۂ ام ابراہیم۔

ابن کعب نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد مسلمانوں نے اپنی اولاد پر اور اپنی اولاد کی اولاد پر وقف کیا ہے۔

آپ ؐ نے مال غنیمت کے تین مخصوص حصے منتخب فرمائے ...... حضرت عمرؓ بن الخطاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے غنیمت میں سے تین مخصوص و منتخب حصے تھے۔

(اموال) بنی النفیر آپ کے حوادث کے لیے وقف تھے۔

فدک مسافروں کے لیے اور خیبر وقف تھا۔ خمس کو بھی آپ ﷺ نے تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ دو جزو مسلمانوں کے لیے تھے اور ایک جزو میں سے آپ ﷺ اپنے اہل و عیال پر صرف فرماتے اگر کچھ فاضل رہتا تو اسے فقرائے مہاجرین میں تقسیم فرما دیتے۔

کنویں جن کا پانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا

آپ ؐ نے مخصوص کنوؤں میں لعاب دہن ڈالا ...... مروان بن ابی سعید المعلی سے روایت ہے کہ میں نے ان کنوؤں کو تلاش کیا ہے جن کا پانی رسول اللہ پیتے تھے اور جن میں آپ ﷺ نے برکت کی دعا فرمائی اور لعاب دہن ڈالا۔

آپ ﷺ بیر بُضاعہ کا پانی پیتے تھے جس کو بیر ابی اَنس کہا جاتا ہے۔

آپ ﷺ ایک کنویں کا پانی پیتے تھے جو آج قصر بنو حُدیلہ کے پہلو میں ہے۔ آپ ﷺ جاسم کا پانی پیتے تھے۔

آب دار خانوں کا پانی بھی پیتے تھے۔

قباء کے بیر غرس کے پانی کے بارے ...... قباء کے بیر غرس کا پانی بھی پیتے تھے، اس میں آپ ﷺ نے برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا کہ یہ جنت کا ایک چشمہ ہے۔

عُبیرہ کا پانی پیتے تھے جو بنی اُمیہ بن زید کا کنواں ہے، اس پر آپ ﷺ کھڑے ہوئے، دعائے برکت فرمائی، اس میں لعاب دہن ڈالا اور اُس کا پانی پیا، آپ ﷺ نے اس کا نام پوچھا تو عُبیرہ بتایا گیا، آپ ﷺ نے اُس کا نام یسیرہ رکھا۔

آپ ﷺ عقیق کے بیر رومہ کا بھی پانی پیتے تھے۔

ابوایوب انصاری آپ کے خادم...... سلمیٰ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ابوایوب کے مکان پر اترے تو ابوایوب آپ ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے، آپ ﷺ کے لئے ابی انس مالک بن النضر کے کنویں سے پانی لایا کرتے تھے، جب رسول اللہ ﷺ اپنے مکان چلے گئے تو انسؓ بن مالک اور ہند واسماء فرزندان حارثہ بیر سقیا سے پانی کے گھڑے لادکر آپ ﷺ کی ازواج کے مکانات پر لے جاتے تھے، پھر آپ ﷺ کے خادم رُباح جو حبشی غلام تھے آپ ﷺ کے حکم سے کبھی بیر غرس سے پانی بھرتے تھے کبھی بیر بیوت السقیا سے،

الہیثم بن نضر دہر الاسلمی سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا خادم تھا اور محتاجین کی جماعت کے ساتھ آپ ﷺ کے دروازے سے وابستہ تھا، میں آپ ﷺ کے پاس ابی الہیثم بن التیہان کے بیر جاسم سے پانی لاتا تھا، اس کا پانی بہت اچھا تھا۔

بیر غرس جنت کے چشمے میں سے ہے...... ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا جب آپ بیر غرس کی مینڈھ پر بیٹھے تھے کہ میں نے آج رات کو خواب میں دیکھا کہ جنت کے ایک چشمے پر بیٹھا ہوں، مراد یہی کنواں تھا۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیر غرس جنت کا ایک چشمہ ہے۔

آپ بیر غرس کے پانی سے غسل فرماتے...... عمر بن الحکم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیر غرس بھی کیسا اچھا کنواں ہے، یہ جنت کا ایک چشمہ ہے اس کا پانی سب پانیوں سے اچھا ہے، رسول اللہ ﷺ کے لئے اس کا پانی بھرا جاتا تھا اور آپ ﷺ کو بیر غرس سے غسل کرایا جاتا تھا۔

آپؐ نے ڈول میں کلی کی تو پانی جوش مارنے لگا...... انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ قباء گئے، آپ ﷺ بیر غرس پہنچے، اُس میں ایک گدھے پر پانی بھرا جارہا تھا ہم لوگ دن کے اکثر حصے میں اس طرح کھڑے رہے کہ ہمیں اُس میں پانی ہی نہ ملتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ڈول میں کلی کی اور اُسے کنویں میں ڈالدیا تو وہ تری میں جوش مارنے لگا۔

ابی جعفر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے بیر غرس کا پانی بھرا جاتا تھا اور اسی سے آپ ﷺ کو غسل کرایا جاتا تھا۔

سہل بن ابی سعد سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کو بیر بضاعہ کا پانی پلایا ہے۔

آپؐ نے بیر بضاعہ سے علاج کے لئے ارشاد فرمایا...... اُبی بن عباس بن سہل بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی ایک جماعت سے سنا جن میں ابواسید وابوحمید وابی سعد بن سہل بھی تھے کہ رسول اللہ ﷺ بیر بضاعہ پر تشریف لائے، ڈول سے وضو کیا اور اُسے کنویں میں ڈال دیا، دوبارہ ڈول میں کلی کی اور اس میں لعاب دہن ڈالا اور آپ ﷺ نے اُس کا پانی پیا، آپ ﷺ کے زمانے میں جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو فرماتے تھے کہ اسے بضاعہ کے پانی سے نہلاؤ، وہ نہلایا جاتا تو اسکی یہ کیفیت ہوجاتی، گویا رسی سے کھول دیا گیا ہے۔

ابوحمید الساعدی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بار ہا بیر بضاعہ پر کھڑے دیکھا ہے، آپ ﷺ کے گھوڑوں کو اُسکا پانی پلایا جاتا تھا، آپ ﷺ نے بھی اُسکا پانی پیا اور وضو کیا اور اسکے بارے میں دعائے برکت کی۔

حضرت عثمان نے بیر رومہ کو چار سو دینار میں خرید کر وقف کر دیا...... محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیر رومہ کی طرف دیکھا جو قبیلہ مزنیہ کے ایک شخص کا تھا، وہ اُجرت پر اس کا پانی پلاتا تھا اور فرمایا کہ اُس مسلمان کا یہ کیسا اچھا صدقہ ہو جو اسے مُزنی سے خرید لے اور وقف کر دے، عثمانؓ بن عفان نے اُس کو چار سو دینار میں خریدا اور وقف کر دیا، جب اُس پر مُنڈیر بنادی گئی تو اُدھر سے رسول اللہ ﷺ گزرے آپ ﷺ نے اسے دریافت کیا کہ عثمانؓ نے اسے خرید کر وقف کر دیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ ان کے لئے جنت واجب کر دے، پھر آپ ﷺ اس کے پانی کا ایک ڈول منگایا اور اُس میں پیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیریں پانی ہے، دیکھو خبردار اس وادی میں کنوؤں کی کثرت ہوگی اور وہ شیریں ہوں گے، اور مُزنی کا کنواں ان سب سے زیادہ شیریں ہے۔

آپ کا مزنی کے کنویں پر سے گزر...... مطلب بن عبداللہ بن خطیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن مُزنی کے کنویں پر سے گزرے، اس کنویں کے پہلو میں اُن کا ایک خیمہ تھا اور ایک گھڑا تھا جس میں ٹھنڈا پانی تھا، گرمی میں رسول اللہ ﷺ نے ٹھنڈا پانی پیا اور فرمایا کہ یہ شیریں وصاف ہے۔

محمود بن الربیع سے روایت ہے اُنھیں وہ کلی یاد ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ڈول میں کر کے بیر انس میں ڈالی تھی۔

انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے اسی کنویں کا پانی پیا ہے۔

عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے بیر السقیا سے پانی بھرا جاتا تھا۔

بدر جاتے وقت آپ نے بیر السقیا سے پانی پیا...... عاصم بن عبداللہ الحکمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر جاتے وقت بیر السقیا کا پانی پیا۔ اس کے بعد بھی آپ ﷺ اس کا پانی پیا کرتے تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ،ولا الہ الا اللہ،واللہ اکبر

اللھم صلّ علیٰ نبیّک محمدو علیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم ربّ انعمت علیّ فزد

ابوعبیدہ بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ سبحانک اللھمّ وبحمدک، اللھم اغفر لی، کثرت سے فرمایا کرتے تھے، پھر جب سورۂ اذا جاء نصر اللہ و الفتح کا نزول ہوا تو فرمایا سبحانک اللھم وبحمدک ،اللھم اغفر لی، انّک انت التوّاب الرحیم.

رسول اللہ ﷺ پر جب اذا جاء نصر اللہ والفتح، ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا، فسبح بحمد ربّک واستغفرہ انہ کان توّابا، نازل ہوئی تو حسن نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کی اجل قریب آ گئی، اور آپ ﷺ کو کثرت تسبیح واستغفار کا حکم دیا گیا۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اذا جاء نصر اللہ و الفتح کی طرف بلانے والی اور دنیا سے رخصت کرنے والی ہے۔

آپؐ آخر عمر میں اکثر یہ کلمہ پڑھتے تھے...... عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ آخری عمر میں یہ کلمات بکثرت فرمایا کرتے تھے سبحان الله وبحمده ،استغفر الله واتوب اليه ، میں نے عرض کی، یارسول اللہ آپ ﷺ کلمہ سبحان الله وبحمده،استغفر الله واتوب اليه کی اس قدر کثرت فرماتے ہیں کہ اس سے قبل نہیں فرماتے تھے۔

حضور ﷺ نے فرمایا، میرے پروردگار نے مجھے میری امت میں ایک علامت کی خبر دی کہ جب اس کو دیکھنا تو اپنے پروردگار کی حمد وتسبیح کرنا اور اس سے استغفار کرتے رہنا، میں نے اس علامت کو دیکھ لیا ہے، اذا جاء نصر الله و الفتح ،ورايت الناس يدخلون فی دين الله افواجا الخ۔

آپؐ نے فاطمہ کو بلا کر کہا مجھے موت کی خبر سنائی دی گئی...... ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب سورۂ اذا جاء نصر الله و الفتح ، نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ کو بلایا اور فرمایا کہ مجھے میری موت خبر سُنا دی گئی۔

حضرت فاطمہ کا رونا...... فاطمہ کہتی ہے یہ سن کر میں رونے لگی تو فرمایا، رو نہیں، میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تو ہی مجھ سے ملے گی۔ یہ سن کر میں ہنسی، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اذا جاء نصر الله والفتح یمن کے لوگ آئے جو رقیق القلب تھے، فرمایا، ایمان بھی یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے۔

آپ کی وفات سے پہلے مسلسل وحی نازل ہوئی...... انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر آپ ﷺ کی وفات سے پہلے پے درپے وحی بھیجی یہاں تک کہ آپ ﷺ وفات پا گئے۔ سب سے زیادہ وحی اس دن نازل ہوئی جس دن رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔

صحابہ کرام کی گزارش...... عکرمہ سے روایت ہے کہ عباسؓ نے کہا کہ میں ضرور معلوم کرلونگا کہ ہم میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی کتنی باقی ہے، انہوں نے آپ سے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ اپنے لئے تخت بنا لیتے (تو بہتر ہوتا) کیونکہ لوگوں نے آپ ﷺ کو بھائی بنا لیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، واللہ میں ان کے درمیان اسی طرح رہونگا کہ وہ میری چادر چھینتے ہونگے اور مجھے ان کا غبار پہنچتا ہوگا، یہانتک کہ اللہ مجھے ان سے راحت دے گا، عباسؓ نے کہا کہ ہم نے سمجھ لیا کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہم میں کم ہے۔

آپؐ نے فرمایا کہ میں وفات میں تم سب سے اول ہوں...... واثلہ بن الاسقع سے روایت ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میری وفات تم سب کے آخر میں ہوگی آگاہ رہو کہ میں وفات میں تم سب سے اوّل ہوں، کجاوے کی لکڑیوں کی طرح تم لوگ میرے پیچھے ہوگے کہ تم میں سے بعض بعض کو ہلاک کریں گے خالد بن خداش کی روایت میں (بجائے اقتادا بہ معنے کجاوے کی لکڑیاں) اُفنادا بہ معنے قوم

و جماعت ہے۔

آپؐ نے فرمایا...... سالم بن ابی الجعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اس عالم میں جسے سونے والا دیکھتا ہے، دنیا کی کنجیاں دی گئیں، تمہارے نبی ﷺ کو اچھے راستے کی طرف لے گئے اور تم دنیا میں اس حالت میں چھوڑ دیے گئے کہ سُرخ و زرد و سفید حلوا کھا رہے ہو، کہ اصل سب کی ایک ہے (یعنے) شہد اور گھی اور آٹا، لیکن تم لوگوں نے نفسانی خواہشوں کی پیروی کی۔

بطور نصیحت آپ کا فرمان...... بکر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا! میری حیات تمہارے لئے بہتر ہے (جس میں) تم بھی باتیں کرتے ہو اور تم سے بھی باتیں کی جاتی ہیں، جب میرا انتقال ہوگا تو میری وفات تمہارے لئے بہتر ہوگی، تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کیے جائیں گے، اگر میں خیر دیکھوں گا تو اللہ کی حمد کروں گا اور اگر شر دیکھوں گا تو تمہارے لئے اللہ سے استغفار کروں گا۔

میرے بعد دو چیزوں کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رہنا...... ابو سعید الخدری نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا، عنقریب مجھے دعوت دی جائے گی جو میں قبول کرلوں گا، میں تم میں دو پاکیزہ چیزیں چھوڑنے والا ہوں کتاب اللہ اور اپنی عترت (زریت) کتاب اللہ ایک رسی ہے جو آسمان سے زمین کی طرف دراز کی گئی ہے، اور میری عترت میرے اہل بیت ہیں مجھے لطیف وخبیر نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں جُدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر دونوں وارد ہوں، دیکھو تم ان دونوں کے بارے میں میرے بعد کیسا برتاؤ کرتے ہو۔

سالِ وفات میں جبرئیلؑ کے ساتھ قرآن کا دور اور آپ ﷺ کا اعتکاف

آپؐ ہر سال حضرت جبرئیلؑ کے ساتھ قرآن کریم کا دور فرماتے...... ابو صالح سے روایت ہے کہ جبرئیلؑ ہر سال ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو قرآن مجید سُناتے جب وہ سال ہوا اس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی، تو آپ ﷺ کو انہوں نے دو مرتبہ سُنایا، رسول اللہ ﷺ رمضان کے عشرہ آخر میں اعتکاف کیا کرتے تھے، جس سال وفات ہوئی آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

آپؐ نے وفات والے سال دو مرتبہ قرآن سنایا...... ابن سیرین نے کہا کہ جبرئیلؑ ہر سال رمضان میں ایک مرتبہ نبی ﷺ کو قرآن مجید سُناتے جب وہ سال ہوا جس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی، تو آپ ﷺ کو انہوں نے دو مرتبہ سُنایا، (محمد بن سیرین) نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ ہماری قراءت آخری مرتبہ سنانے کے مطابق ہے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر رمضان میں قرآن مجید جبرئیلؑ کو سناتے تھے جب نبی ﷺ اس شب کی صبح کرتے تھے جس میں آپ ﷺ کو جو سنانا ہوتا تھا وہ سناتے تھے تو آپ ﷺ کی صبح اس حالت میں ہوتی تھی کہ آندھی سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے، آپ ﷺ سے جو چیز مانگی جاتی تھی وہ عطاء فرماتے تھے، جب اس

(رمضان کا) مہینہ ہوا جس کے بعد آپ ﷺ وفات پا گئے تو آپ ﷺ نے ان کو دو مرتبہ سُنایا۔

رمضان المبارک میں آپؐ سب سے سخی ہو جاتے تھے...... ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیر میں سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے، آپ ﷺ رمضان میں ہمیشہ سے زیادہ سخی ہو جاتے تھے، یہاں تک کہ وہ ختم ہو جاتا تھا جب آپ ﷺ سے جبرئیلؑ ملتے تھے تو رسول اللہ ﷺ ان کو قرآن مجید سناتے تھے اور تیز آندھی سے زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔

یزید بن زیاد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سال جس میں آپ اٹھا لیے گئے عائشہؓ سے فرمایا کہ جبرئیلؑ مجھ کو ہر سال ایک مرتبہ قرآن سناتے تھے مگر اس سال انہوں نے دو مرتبہ سنایا ہے، کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جو اپنے اُس بھائی کی نصف عمر نہ زندہ رہا ہو جو اس کے قبل تھا، عیسیٰ بن مریم ایک سو پچیس سال زندہ رہے، یہ (میری زندگی کے) باسٹھ سال ہوئے، اس کے نصف سال بعد آپ ﷺ وفات پا گئے۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ جبرئیلؑ رسول اللہ پر نازل ہو کر ہر سال رمضان میں ایک مرتبہ آپ ﷺ کو قرآن مجید پڑھاتے تھے، جب وہ سال ہوا جس میں رسول اللہ ﷺ اٹھا لیے گئے جبرئیلؑ نازل ہوئے اور انھوں نے آپ ﷺ کو دو مرتبہ قرآن مجید پڑھایا۔

عبداللہ نے کہا کہ میں نے اس سال رسول اللہ ﷺ کے دہن مبارک سے (سُن کر) پڑھا، واللہ اگر میں یہ جانتا کہ کوئی ایسا شخص ہے جو مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا عالم ہے اور اس کے پاس مجھے اونٹ پہنچا ئیں گے تو میں ضرور سوار ہو کر اس کے پاس جاتا۔ واللہ میں اسے نہیں جانتا۔

یہود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا تھا

لبید بن الاعصم نے آپؐ پر جادو کروایا...... عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا، آپ ﷺ خیال کرتے تھے کہ یہ کام کریں گے مگر اسے نہ کرتے تھے، ایک دن میں نے آپ ﷺ کو دعا کرتے دیکھا تو آپ ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا تم سمجھیں، میں جس بارے میں اللہ سے دریافت کرتا تھا اس نے مجھے بتا دیا میرے پاس دو شخص آئے ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا دوسرا پائنتی میں (پلنگ یا چارپائی کا پاؤں کی طرف کا حصہ)، ایک نے کہا کہ اس شخص کی بیماری کیا ہے؟ دوسرے نے کہا ان پر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر جادو کیا گیا ہے، اس نے کہا کس نے آپ ﷺ پر جادو کیا ہے، کہا لبید بن الاعصم نے، اس نے کہا کس چیز میں (اس نے سحر کیا) کہا کنگھے میں، کنگھے سے گرے ہوئے بالوں میں، اور ایک موٹے کھجور کے درخت کے کنویں میں۔ پوچھا وہ درخت کہاں ہے، اس نے کہا ذی ذروان میں۔

آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ...... رسول اللہ ﷺ وہاں گئے، جب واپس آئے تو حضرت عائشہ کو خبر دی کہ اس کھجور کے درخت ایسے ہیں جیسے شیاطین کے سر، اور اس کا پانی ایسا ہے جیسا مہندی کا پانی، میں نے (عائشہؓ نے) کہا، یا رسول اللہ اسے لوگوں کے لیے ظاہر کر دیجیے، فرمایا اللہ نے مجھے تو شفا دے دی، میں اس سے ڈرتا

ہوں کہ کہیں لوگوں میں شر نہ برانگیختہ ہو۔

حضرت جبرائیلؑ اور حضرت میکائیلؑ نے خبر دی......غفرہ کے آزاد کردہ غلام عمر سے روایت ہے کہ لبید بن الاعصم یہودی نے نبی ﷺ پر جادو کیا جس سے آپ ﷺ کی بینائی کم ہوگئی، اصحاب نے آپ ﷺ کی عیادت کی، جبرائیلؑ اور میکائیل علیہما السلام نے آپ ﷺ کو اس کی خبر دی، نبی ﷺ نے اس (ساحر) کو پکڑا تو اس نے اقرار کیا، آپ ﷺ نے سحر کو اس گڑھے میں سے نکلوایا جو کنویں کی تہ میں تھا، پھر اسے کھینچا اور تھوک دیا، وہ (سحر) رسول اللہ ﷺ سے دور ہوا اور آپ ﷺ نے اسے (یہودی) کو معاف کر دیا۔

لبید بن الاعصم سب سے بڑا ساحر تھا......عمر بن الحکم سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ذی الحجہ میں حدیبیہ سے واپس آئے اور محرم آگیا تو یہود کے وہ سردار جو مدینے میں باقی تھے، ان لوگوں میں سے تھے جو اسلام ظاہر کرتے تھے، حالانکہ وہ منافق تھے، یہ لوگ بن الاعصم یہودی کے پاس آئے جو بنی رزیق کا حلیف اور ایسا ساحر تھا کہ یہود جانتے تھے کہ وہ ان سب میں زیادہ سحر وزہر کا جاننے والا ہے۔

منافقوں نے لبید کو تین دینار پر راضی کر لیا......ان لوگوں نے اس سے کہا کہ اے ابوالاعصم تو ہم سب سے زیادہ سحر جاننے والا ہے، ہم نے محمد ﷺ پر سحر کیا ہے، ہمارے مردوں اور عورتوں نے ان پر سحر کیا ہے، مگر ہم لوگ (ان کا) کچھ نہ کر سکے۔ تو تو دیکھتا ہے کہ ہم پر ان کا کیا اثر ہے، ہمارے دین کے کیسے مخالف ہیں، جن کو وہ قتل وجلائے وطن کر چکے ہیں تو ان سے بھی آگاہ ہے۔ ہم لوگ تجھے اجرت دیں گے، تو ان پر ایسا سحر کر کہ انھیں ہلاک کر دے، تین دینار مقرر کیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر سحر کرے۔

اس نے آپ ﷺ کے کنگھے کا اور ان بالوں کا جو کنگھا کرنے سے گرتے ہیں قصد کیا، اس میں چند گرہیں لگائیں تھوکا اور ایک موٹی کھجور کے نیچے (دفن) کر دیا، پھر اسے لے جا کے ایک کنویں کے (قریب) حوض میں (دفن) کر دیا۔

آپؐ پر سحر کے اثرات......رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسی بات کو محسوس کیا جو آپ ﷺ کو ناپسند تھی، آپ ﷺ کسی کام کے کرنے کا خیال کرتے تھے (مگر بھول جانے کی وجہ سے) کرتے نہ تھے، آپ ﷺ کی بصارت میں کمی آگئی تھی، یہاں تک کہ اس پر آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے آگاہ کیا، آپ ﷺ نے جبیر بن ایاس الزرقی کو بلایا جو بدر میں حاضر ہوئے تھے، انہیں کنواں وذروان کے اس مقام کا راستہ بتایا جو اس کنویں کے حوض کے نیچے تھا۔

آپؐ نے کہا کہ مجھے اللہ نے خبر دے دی......جبیر روانہ ہوئے، انہوں نے اسے نکال لیا، آپ ﷺ نے لبید بن الاعصم کو بلا بھیجا اور اس سے فرمایا کہ تو نے جو کچھ کیا اس پر تجھے کس نے برانگیختہ کیا؟ اللہ نے مجھے تیرے سحر سے آگاہ کر دیا اور جو کچھ تو نے کیا اس کی خبر دے دی، اس نے کہا اے ابو القاسم دیناروں کی محبت نے (مجھے برانگیختہ کیا)۔

لبید کی بہنیں تھیں ...... اسحاق بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن کعب بن مالک کو اس حدیث کی خبر دی تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ پر تو اعصم کی لڑکیوں نے سحر کیا تھا جو لبید کی بہنیں تھیں، وہ لبید سے زیادہ ساحر اور زیادہ خبیث تھیں، لبید وہ شخص تھا جو اسے لے گیا اور کنویں کے حوض کے نیچے دفن کیا، جب ان لوگوں نے وہ گرہیں لگائیں تو رسول اللہ ﷺ کی بینائی جاتی رہی۔

اعصم کی بیٹیوں میں سے ایک نے یہ مکاری کی کہ وہ عائشہؓ کے پاس گئیں، نبی محمد ﷺ کی بینائی جانے کی عائشہؓ نے اسے خبر دی یا اس نے عائشہ کو ذکر کرتے سُن لیا، وہ نکل کر اپنی بہنوں کے اور لبید کے پاس گئی اور انہیں خبر دی، ان میں سے ایک عورت نے کہا کہ اگر یہ نبی ہونگے تو انہیں (بذریعہ وحی) خبر دے دی جائے گی، اگر نہ ہوں گے تو یہ اس کے عوض میں ہوگا، جو کامیابی آپ ﷺ نے ہماری قوم اور ہمارے اہل دین پر حاصل کی ہے، اللہ نے آپ ﷺ کو خبردار کر دیا۔

اس کو کنوائیں کو منہدم کر دیا ...... حارث بن قیس نے کہا یارسول اللہ، کیا ہم وہ کنواں منہدم کر دیں، آپ ﷺ نے انکار کیا مگر حارث بن قیس اور ان کے ساتھیوں نے اسے منہدم کر دیا حالانکہ اس سے میٹھا پانی بھرا جاتا تھا۔

انہوں نے دوسرا کنواں کھودا، جب وہ دوسرا جس میں سحر کیا گیا تھا منہدم کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے کھودنے پر ان کی مدد کی یہاں تک کہ انہوں نے اس کا پانی نکالا، بعد میں وہ منہدم کر دیا گیا ہے، کہا جاتا ہے کہ جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے سحر کو نکالا اور وہ بجائے جبیر بن ایاس الزرقی کے قیس بن محصن تھے۔

ابن المسیب اور عروۃ بن الزبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ پر یہودی بنی زریق نے سحر کیا۔

دونوں فرشتوں نے آپ کو پوری تفصیل بتادی ...... ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے، عورتوں سے اور کھانے پینے میں سحر کیا تھا، آپؐ پر دو فرشتے اس وقت اترے کہ آپؐ خواب و بیداری کی درمیانی حالت میں تھے، ان میں سے ایک آپؐ کے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا پائینتی، ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ انہیں کیا شکایت ہے، کہا سحر کیا گیا ہے، اس نے کہا کس نے آپؐ پر کیا، کہا لبید بن اعصم یہودی نے، اس نے کہا کس چیز میں، کہا ایک کھجور کے پھول میں، کہا اسے اس نے کہاں رکھا، کہا چاہ ذروان میں ایک پتھر کے نیچے، کہا اس کا علاج کیا ہے۔ کہا کنویں کا پانی نکالا جائے پتھر اٹھایا جائے اور کھجور کا پھول نکالا جائے، (یہ کہہ کر) وہ دونوں فرشتے اُٹھ گئے۔

آپؐ نے حضرت علیؓ و حضرت عمار کو بھیجا ...... نبی ﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت عمار کو بلا بھیجا، دونوں کو حکم دیا کہ اس حوض پر جائیں اور وہی کریں جو آپؐ نے (ملائکہ سے) سنا تھا۔ وہ دونوں گئے، اس کا پانی ایسا ہو گیا تھا گویا مہندی سے رنگ دیا گیا ہے، اس (پانی) کو انہوں نے نکالا، پتھر اٹھا کر کھجور کے پھول کو نکالا اس میں ایک بال تھا جس میں گیارہ گرہیں تھیں، یہ دونوں سورتیں نازل کی گئیں "قل اعوذ برب الفلق" "قل اعوذ برب الناس"، رسول اللہ ﷺ نے یہ کیا کہ آپؐ جب ایک آیت پڑھتے تھے تو ایک گرہ کھل جاتی تھی یہاں تک کہ تمام گرہیں کھل گئیں

نبی ﷺ کھانے پینے میں اور عورتوں کے بارے میں آزاد ہو گئے

ایک اور روایت...... زید بن ارقم سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے نبی ﷺ کے لئے گرہ لگائی وہ ایسا شخص تھا جس پر آپ کو اطمینان تھا، اسے وہ فلاں فلاں کنویں میں لے گیا، آپ کی عیادت کے لئے دو فرشتے آئے ایک نے ساتھی سے کہا کہ جانتے ہو کہ آپ کو کیا ہوا؟ آپؐ کے لئے فلاں انصاری نے گرہ لگائی اور اسے فلاں فلاں کنویں میں پھینک دیا۔ اگر آپؐ اسے نکال لیں تو ضرور صحت ہو جائے۔

لوگ اس کنویں کی طرف روانہ کیے گئے، پانی کو سبز پایا، انہوں نے اسے نکال لیا اور پھینک دیا، رسول اللہ ﷺ کی صحت ہوگئی، نہ تو آپؐ نے (اس انصاری سے) اس کے متعلق بیان کیا، نہ آپؐ کے چہرے میں (ناگواری کا کوئی اثر) دیکھا گیا۔

ساحر کے بارے میں فتویٰ...... زہریؒ سے ذمی ساحر کے بارے میں (یہ فتویٰ) روایت ہے کہ وہ قتل نہیں کیا جائے گا، کیونکہ اہل کتاب میں سے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ پر سحر کیا مگر آپؐ نے اسے قتل نہیں کیا۔

عکرمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس (ساحر) کو معاف کر دیا، معاف کرنے کے بعد اسے دیکھتے تھے تو اس سے منہ پھیر لیتے تھے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ ہمارے نزدیک ان لوگوں کی روایت ہے جنہوں نے کہا کہ آپؐ نے اسے قتل کر دیا یہ زیادہ ثابت ہے (کہ معاف کر دیا)

رسول اللہ ﷺ کو کیا زہر دیا گیا تھا

یہودی نے آپ کو اور حضرت ابوبکر کو زہر دیا...... ابراہیم سے روایت ہے کہ (صحابہ) فرمایا کرتے تھے کہ یہود نے رسول اللہ ﷺ کو اور حضرت ابوبکرؓ کو زہر دیا۔

یہودی عورت نے آپ کو ایک زہر آلود بکری ہدیہ کی...... حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نے رسول اللہ ﷺ کو ایک زہریلی بکری ہدیۃً دی، آپؐ نے اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا لے کر منہ میں ڈال کر چبایا، پھر تھوک دیا، اصحاب سے فرمایا کہ رک جاؤ کیونکہ اس کی ران مجھے بتاتی ہے کہ وہ زہریلی ہے، اس یہودیہ کو بلا بھیجا اور اس سے فرمایا کہ تو نے جو کچھ کیا اس پر تجھے کس نے برانگیختہ کیا، اس نے کہا کہ میں نے یہ جاننا چاہا کہ اگر آپؐ صادق ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی اطلاع کر دے گا اور اگر کاذب ہوں گے تو میں لوگوں کو آپؐ سے راحت دے دوں گی۔

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صدقہ نہیں کھاتے تھے ہدیہ کھاتے تھے، ایک یہودیہ نے آپ کو ایک پکی ہوئی بکری ہدیۃً بھیجی رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحاب نے اس میں سے کھایا اس بکری نے کہا میں زہریلی ہوں، آپؐ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تم لوگ اپنے ہاتھ اٹھالو، کیونکہ اس نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ زہریلی

ہے، سب نے اپنے ہاتھ اٹھا لیے۔

آپ ؐ نے یہودیہ عورت کو قتل کا حکم دیا...... حضرت بشیر بن البراء مر گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلا بھیجا اور فرمایا کہ جو کچھ تو نے کیا اس پر تجھے کس نے برانگیختہ کیا؟ اس نے کہا میں نے جاننا چاہا کہ اگر آپ ؐ نبی ہوں گے تو وہ آپ کو نقصان نہ کرے گا اور اگر آپ ؐ بادشاہ ہوں گے تو میں لوگوں کو آپ ؐ سے راحت دوں گی، آپ ؐ نے اس کے متعلق حکم دیا تو وہ قتل کر دی گئی۔

آپ ؐ جب زہر کا اثر محسوس کرتے تو پچھنے لگواتے...... ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہود خیبر کی ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کو کچھ کیا اس پر تجھے کس نے ابھارا اس نے کا علم ہو گیا کہ وہ زہریلی ہے، اسے بلا بھیجا اور فرمایا تو نے جو کچھ کیا اس پر تجھے کس نے ابھارا اس نے کہا میں جاننا چاہتی تھی کہ اگر آپ ؐ نبی ہیں تو اللہ اس کی اطلاع کر دے گا اور اگر آپ کاذب ہوں گے تو ہم لوگوں کو آپ ؐ سے راحت دلا دیں گے، رسول اللہ ﷺ جب اس کا اثر محسوس کرتے تھے تو پچھنے لگواتے تھے، آپ ؐ ایک مرتبہ مکے روانہ ہوئے جب احرام باندھا تو (زہر کا) کچھ اثر محسوس ہوا، آپ ؐ نے پچھنے لگوائے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے تعرض (باز پرس) نہیں فرمایا۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر سحر کیا گیا، آپ ؐ کے پاس ایک شخص آیا جس نے سینگ سے آپ کی دونوں کنپٹیوں میں پچھنے لگائے۔

آپ ؐ نے اسے قتل کا حکم دیا...... غفرہ کے آزاد کردہ غلام عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو قتل کا حکم دیا جس نے بکری میں زہر ملایا تھا۔

ابوالاحوص سے روایت ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ مجھے نو مرتبہ قسم کھانا اس بات پر کہ رسول اللہ ﷺ شہید ہوئے ایک مرتبہ قسم کھانے سے زیادہ پسند ہے یہ اس لئے کہ اللہ نے آپ کو نبی بنایا اور آپ کو شہید کیا۔

آپ کو بکری کے گوشت میں سب سے زیادہ دست کا گوشت پسند تھا...... حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت سعید بن المسیب اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ان میں بعض نے بعض سے کچھ زیادہ کہا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا اور آپ مطمئن ہو گئے، زینب بنت الحارث جو مرحب کی بھتیجی اور سلام بن مشکم کی زوجہ تھی، دریافت کرنے لگی کہ بکری کا کونسا حصہ محمد ﷺ کو زیادہ پسند ہے لوگوں نے کہا کہ دست۔

یہودیوں نے زہر کا مشورہ دیا...... اس نے اپنی ایک بھیڑ کو ذبح کیا، اسے بھونا ایسا زہر دینا چاہا کہ زندہ نہ چھوڑے، زہروں کے بارے میں یہودیوں سے مشورہ کیا تو سب نے اسی زہر پر اس سے اتفاق کیا اس نے بکری کو زہر آلود کیا، اس کے دونوں باہوں اور شانوں (دست) میں اور زیادہ زہر بھرا۔

جب آفتاب غروب ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھا کر واپس ہوئے تو وہ آپ ؐ کے

قدموں کے پاس (آ کے) بیٹھ گئی، آپؐ نے اس سے) (حال) دریافت کیا، اس نے کہا اے ابوالقاسم ہدیہ ہے جو میں آپ کو دیتی ہوں۔

آپؐ نے فرمایا کہ ہاتھ اٹھالو............ نبی ﷺ کے حکم سے اس سے لے کے آپؐ کے آگے رکھ دیا، اصحاب موجود تھے یا جوان میں سے موجود تھے ان میں بشر بن البراء بن معرور بھی تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قریب ہو جاؤ اور شب کا کھانا کھاؤ، رسول اللہ ﷺ نے دست لے کے کچھ اس میں سے منہ میں ڈال لیا، بشر بن البراء نے ایک دوسری ہڈی منہ میں ڈالی۔

رسول اللہ ﷺ اپنا لقمہ اتار چکے تو بشر بن البراء نے جو کچھ ان کے منہ میں تھا اتارا، جماعت نے بھی اس میں سے کھایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے ہاتھ اٹھالو کیونکہ یہ دست اور بعض نے بیان کیا کہ یہ یہ بکری کا شانہ مجھے خبر دیتا ہے کہ زہریلا ہے۔

زہر آلود کھانا کی وجہ بشر کی موت واقع ہوئی...... بشر نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کا اکرام کیا، میں نے اسے اپنے اسی نوالے میں جسے میں نے کھایا تھا نگلتے ہی محسوس کر لیا، مگر مجھے بیان کرنے سے صرف اس بات نے روکا کہ یہ ناگوار ہوا کہ میں کھانے سے آپ کو نفرت دلاؤں، جب آپؐ نے منہ کا نوالہ کھالیا تو میں نے آپؐ کی جان کو چھوڑ کے اپنی جان سے رغبت نہیں کی، اور تمنا کی کہ آپؐ نے اسے نہ نگلا ہوتا۔ کیونکہ اس میں نافرمانی ہے بشر اپنے مقام سے اُٹھنے نہ پائے کہ ان کا رنگ طیلسان (سبز کپڑے) کی طرح ہو گیا، انہیں ان کے درد نے ایک سال کی مہلت دی کی کہ وہ بغیر کروٹ دلائے کروٹ نہیں لے سکتے تھے یہاں تک کہ مر گئے، بعض لوگوں نے بیان کیا کہ بشر اپنے مقام سے ہٹنے بھی نہ پائے کہ انتقال کر گئے، اس میں سے کتے کو ڈالا گیا، اس نے کھایا، اپنا ہاتھ پیچھے کیا تھا کہ مر گیا۔

آپؐ نے اس یہودیہ عورت کو بشر کے ورثاء کے حوالہ کر دیا...... رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت الحارث کو بلا کر فرمایا کہ تو نے جو کچھ کیا اس پر تجھے کس نے برانگیختہ کیا، اس نے کہا آپؐ نے میری قوم کے ساتھ جو کچھ کیا وہ کیا، میرے باپ، چچا اور شوہر کو قتل کیا، میں نے کہا کہ اگر آپؐ نبی ہوں گے تو یہ دست خبر دیدے گا بعض نے یہ بھی بیان کیا کہ اور اگر بادشاہ ہوں گے تو ہم آپؐ سے راحت پا جائیں گے، وہ یہودیہ جیسی آئی تھی، لوٹ گئی۔ روای نے کہا کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے بشر بن البراء کے ورثاء کے سپرد کر دیا، انہوں نے اسے قتل کر دیا، اور یہی ثابت ہے۔

آپؐ نے زہر کی وجہ سے پچھنے لگوائے...... رسول اللہ ﷺ نے اس کے کھانے کی وجہ سے اپنی گدی میں پچھنے لگوائے جو ابو ہند نے سینگ اور چھری سے لگائے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا، انہوں نے بھی اپنے سروں کے بیچ میں پچھنے لگوائے۔

آپؐ شہادت کی موت پائی...... رسول اللہ ﷺ اس کے بعد تین۔ سال تک زندہ رہے یہاں تک کہ آپ کو وہ درد ہوا جس میں آپؐ اُٹھا لئے گئے، آپؐ اپنے مرض کے بارے میں فرمانے لگے ہیں برابر اس نوالے کا اثر محسوس

کرتا رہا جو خیبر کے دن کھایا تھا، یہاں تک کہ آج میری ابہر کے جو پشت میں ایک رگ ہے انقطاع کا وقت ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے شہادت کی وفات پائی۔ (صلوات اللہ علیہ ورحمتہ وبرکاتہ ورضوانہ)

آنحضرت ﷺ کا بقیع جانا اور شہداء اور اہل بقیع کے لئے استغفار کرنا

حضرت عائشہؓ نے اپنی خادمہ کو آپؐ کے پیچھے بھیجا...... علقمہ اپنی والدہ سے راوی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ کو کہتے سنا کہ ایک رات کو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے، آپؐ نے اپنے کپڑے پہنے، پھر باہر نکلے، میں نے (عائشہؓ نے) اپنی خادمہ بریرہ کو حکم دیا تو وہ آپؐ کے پیچھے ہو گئیں، جب آپؐ بقیع میں آئے تو اس کے قریب اتنی دیر ٹھہرے جتنی دیر اللہ نے چاہا، وہاں سے واپس ہوئے تو بریرہ آپؐ کے آگے آگئیں، انہوں نے مجھے بتایا، آپؐ سے میں نے کچھ بیان نہیں یہاں تک کہ صبح ہو گئی میں نے آپؐ سے یہ واقعہ بیان کیا تو فرمایا کہ میں اہل بقیع کی طرف بھیجا گیا تھا کہ ان کے لئے رحمت کی دعا کروں۔

حضرت عائشہ سے روایت...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رات کے کسی حصے میں، میں نے نبی ﷺ کو نہ پایا تو میں آپؐ کے پیچھے گئی، اتفاقاً آپؐ بقیع میں تھے، آپؐ نے فرمایا ''السلام علیکم اے قوم مومنین تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں، اے اللہ ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ کر، اور نہ ان کے بعد ہمیں فتنے میں مبتلا کر'' عائشہؓ نے کہا کہ پھر آپؐ میری طرف متوجہ ہوئے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ کی شب رات ان کے یہاں بسر ہوتی تھی تو آپؐ آخر رات میں بقیع کی طرف نکل جاتے تھے اور فرماتے تھے ''السلام علیکم اے قوم مومنین ہم سے اور تم سے جو وعدہ کیا گیا ہے (وہ حق ہے) انشاء اللہ ہم لوگ تم سے ملنے والے ہیں، اے اللہ بقیع الغرقد والوں کی مغفرت فرما''

آپؐ کے ہمراہ آزاد کردہ غلام ابورافع بھی تھا...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ وسط شب میں رسول اللہ ﷺ اپنی خواب گاہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ میرے باپ آپؐ پر فدا ہوں'' کہاں'' فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اہل بقیع کے لئے استغفار کروں، پھر رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے ہمراہ آپؐ کے آزاد کردہ غلام ابورافع بھی روانہ ہوئے، ابورافع بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے لئے بہت دیر تک دعائے مغفرت فرمائی، واپس ہوئے تو فرمانے لگے مجھے دنیا کے خزانے اور بقائے دوام اور اس کے بعد میرے رب کی ملاقات اور جنت کے درمیان اختیار دیا گیا۔ میں نے اپنے پروردگار کی ملاقات کو اختیار کر لیا۔

آپؐ نے ابومویہبہ کو حکم دیا کہ اہل بقیع کے لئے استغفار کرو

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ابومویہبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وسط شب میں فرمایا، اے ابومویہبہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اہل بقیع کے لئے استغفار کروں، لہٰذا میرے ساتھ چلو، آپؐ روانہ ہوئے، ساتھ میں بھی روانہ ہوا۔ آپؐ بقیع میں آئے، اہل بقیع کے لئے بہت دیر تک استغفار کی، پھر فرمایا تم کو وہ حالت مبارک ہو جس میں

تمہیں صبح ہوئی اس حالت سے جس میں اور لوگوں کو صبح ہوئی، اسی طرح فتنے آ رہے ہیں جس طرح تاریک شب کے حصے کہ ایک کے پیچھے ایک آئے گا، آخر اول کے پیچھے آئے گا، آخر اول سے برا ہوگا۔

پھر فرمایا، اے ابومویہبہ، مجھے دنیا کے خزانے اور بقائے دوام پھر جنت دی گئی، پھر ان سب کے اور میرے پروردگار کی ملاقات اور جنت کے درمیان اختیار دیا گیا، میں نے (ابومویہبہ نے) عرض کی، میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں، آپؐ دنیا کے خزانے اور ہمیشگی کو جنت کے ساتھ ساتھ اختیار فرما لیجیے، فرمایا اے ابومویہبہ میں نے لقائے الٰہی اور جنت اختیار کر لی جب آپؐ واپس ہوئے تو وہ درد شروع ہوا جس میں آپؐ کو اللہ نے اٹھا لیا۔

آپؐ نے فرمایا کہ اہل بقیع کے دعائے مغفرت کیجئے ...... حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی بھیجا گیا، آپؐ سے کہا گیا، چلئے اور اہل بقیع کے لئے دعائے رحمت کیجیے، آپؐ گئے اور ان کے لئے رحمت کی دعا کی، فرمایا، اے اللہ اہل بقیع کی مغفرت فرما، پھر آ کر سو رہے، کوئی شخص آپؐ کے پاس بھیجا گیا اور آپ سے کہا گیا کہ چلیے اور شہدائے اُحد کے لئے دعائے رحمت کیجیے، آپ تشریف لے گئے، اور ان شہداء کے لئے دعائے رحمت کی، آپؐ سر میں پٹی باندھ کر لوٹے، یہ آپؐ کے اس درد کی ابتدا تھی، جس میں آپ کی وفات ہوئی (ﷺ)۔

آپؐ نے آٹھ سال کے بعد .... عقبہ بن عامر الجہنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ سال کے بعد اس طرح شہدائے احد کے لئے دعائے رحمت کی جس طرح زندہ اور مُردہ لوگوں کو رخصت کرنے والا آپؐ منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ "میں تمہارے سامنے آگے جانے والا ہوں، میں تم لوگوں پر گواہ ہوں تم لوگوں سے (ملنے کا) وعدہ حوض (کوثر پر) ہے، میں اسے دیکھ رہا ہوں حالانکہ میں اپنے اسی مقام پر ہوں، مجھے تم سے اس ایک اندیشہ نہیں کہ تم شرک کرو گے لیکن مجھے تم پر دنیا کا خوف ہے کہ تم اس میں رغبت کرو گے۔"

عقبہ نے کہا کہ یہ میری آخری نظر تھی جو میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف کر لی۔

رسول اللہ ﷺ کی کس عارضے میں وفات ہوئی

آغاز عارضہ ...... ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا وہ عارضہ جس میں آپ کی وفات ہوئی، شروع ہوا تو آپؐ حضرت میمونہؓ کے مکان میں تھے، اسی روز روانہ ہو کر میرے پاس آ گئے، میں نے کہا "ہائے سر" تو آپؐ نے فرمایا، میں چاہتا ہوں کہ ایسا ہوتا کہ میں اپنی زندگی میں تمہاری نماز جنازہ پڑھتا اور تمہیں دفن کرتا، میں نے کہا کہ آپؐ ایسا چاہتے ہیں، تو اس روز مجھے یہ نظر آتا ہے کہ آپؐ کسی اور عورت سے شادی کریں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں "ہائے سر" کہنے کا تم سے زیادہ مستحق ہوں کیونکہ تمہارے دردِ سر سے میرا دردِ سر بہت زیادہ ہے، اس لئے میری طرف توجہ کرو، پھر رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہؓ کے مکان واپس گئے، آپؐ کا درد اور شدید ہو گیا۔

ابراہیم بن میسرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا "ہائے سر" نبی ﷺ نے فرمایا، میں نے "ہائے سر" کہنے کا زیادہ مستحق ہوں) یہ آپؐ کے اس درد کی ابتدا تھی جس میں آپؐ کی وفات ہوئی حالانکہ آپ کسی درد کی اس طرح شکایت نہیں کرتے تھے کہ آپ کو درد ہے۔

عمر بن علی سے روایت ہے کہ سب سے پہلے جس روز رسول اللہ ﷺ کا عارضہ شروع ہوا وہ چہار شنبہ تھا، آغاز عارضے سے وفات تک تیرہ دن ہوئے۔

حضور ﷺ کی شدّت مرض ...... ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے درد ہوا تو آپ کراہنے لگے اور اپنے بستر پر کروٹیں بدلنے لگے، حضرت عائشہؓ نے کہا، یا رسول اللہ، اگر ہم میں سے کوئی ایسا کرتا تو آپؐ اس پر غصہ کرتے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں جواب دیا کہ (بہ روایت لفضل بن دکین) صالحین پر (اور بہ روایت مسلم بن ابراہیم) مومنین، پر سختی کی جاتی ہے، اس لئے کہ مومن کو ایک کانٹے کی یا اس سے بھی کم (اور بہ روایت مسلم) اور درد کی تکلیف پہنچائی جاتی ہے تو اس کی وجہ سے اللہ اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کی ایک خطا معاف کر دیتا ہے (اور بہ روایت لفضل بن دکین) اللہ اس کی وجہ سے اس کا ایک گناہ معاف کر دیتا ہے۔

آپؐ نے فرمایا کہ مومن پر سختی گناہوں کا کفارہ ...... حضرت ابو بردہؓ نے بعض ازواج نبی ﷺ سے روایت کی ہے اور ان کا گمان یہ ہے کہ وہ حضرت عائشہ تھیں کہ رسول اللہ ﷺ ایسے بیمار ہوئے کہ اس سے آپؐ کی بے قراری یا درد بڑھ گیا، میں نے کہا یا رسول اللہ آپ گھبراتے ہیں اور بے قرار ہوتے ہیں، اگر ہم میں سے کوئی عورت ایسا کرتی تو آپؐ اس سے تعجب کرتے، فرمایا، تمہیں معلوم نہیں کہ مومن پر سختی کی جاتی ہے کہ وہ سختی اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔

آپؐ سے ازواج مطہرہ نے عرض کیں ...... حضرت ابو بردہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے درد اتنا شدید ہو گیا کہ اس نے آپ کو بے قرار کر دیا، جب فاقہ ہوا تو آپؐ کی کسی بیوی نے عرض کی کہ آپؐ نے مرض میں اس قسم کی شکایت کی کہ اگر ہم میں سے کوئی ایسی شکایت کرتی تو اسے خوف ہوتا کہ آپؐ اس پر غصہ کریں گے، فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مومن پر اس کے مرض میں اس لئے سختی کی جاتی ہے کہ اس کے ذریعے سے اس کے گناہ معاف کئے جائیں؟

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جسے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ شدید درد ہوا۔

آپؐ نے فرمایا کہ ...... حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا جب کہ آپؐ کو بخار تھا، میں نے آپؐ کو چھوا اور عرض کی یا رسول اللہ آپ کو شدید بخار ہے، فرمایا، ہاں، مجھے اتنا بخار ہوتا ہے جتنا تمہارے دو آدمیوں کو، عرض کی، آپؐ کے اجر بھی دو ہوں گے، فرمایا، ہاں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، رُوئے زمین پر کوئی مسلمان ایسا نہیں، جسے مرض کی یا اور کسی بات کی تکلیف پہنچے تو اس کی وجہ سے اللہ اس کے گناہ اس طرح نہ کم کرتا ہو، جس طرح درخت اپنے پتے (موسم خزاں میں) کم کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود آپؐ کے پاس تشریف لائے ...... حضرت علقمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن مسعود نبی ﷺ کے پاس آئے، انہوں نے آپؐ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا، پھر کہا یا رسول اللہ، آپ کو تو بہت

سخت بخار ہے، فرمایا، ہاں، مجھے ایسا بخار ہوتا ہے جیسے تمہارے دو آدمیوں کو، عبداللہ نے کہا کہ یا رسول اللہ، یہ اس لئے کہ آپؐ کے لئے دو اجر ہیں فرمایا، ہاں، خبردار، کوئی عبد مسلم ایسا نہیں کہ اسے اذیت پہنچے اور اس کی وجہ سے اللہ اس کے گناہ اس طرح کم نہ کردے جس طرح یہ درخت اپنے پتے گراتا ہے۔

صحابہ کرام آپ کی شدت بخار کی تسبیح پڑھنے لگے...... حضرت ابوسعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ کو ایسا سخت بخار تھا کہ ہم لوگوں میں سے کسی کا ہاتھ شدت حرارت سے آپؐ پر ٹھہر نہیں سکتا تھا ہم لوگ تسبیح پڑھنے لگے۔

آپؐ نے فرمایا کہ کسی نبی پر ایسی مصیبت نہیں گزری...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص انبیاء سے زیادہ سخت مصیبت میں نہیں ہوتا، جیسی ہم پر مصیبت سخت ہوتی ہے ویسے ہی ہمارا اجر بھی دو چند ہوتا ہے۔ اللہ کے نبیوں میں سے ایک نبی وہ ہوتا ہے کہ اس پر جوئیں مسلط کی جاتی ہیں یہاں تک کہ اسے قتل کر دیتی ہیں اور اللہ کے نبیوں میں ایک نبی وہ ہوتا ہے جو برہنہ ہوتا ہے اور اسے سوائے عباء کے جسے وہ پہن لیتا ہے اور کچھ نہیں ملتا کہ ستر چھپائے۔

آپؐ نے فرمایا کہ ہم پر سخت مصیبت کی جاتی اور دو چند اجر ملتا ہے...... حضرت ابوسعید الخدریؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حالت میں آئے کہ آپ کو بخار تھا اور آپؐ ایک چادر اوڑھے تھے، انہوں نے آپؐ کے اوپر ہاتھ رکھا تو چادر کے اوپر سے اس کی حرارت محسوس کی انہوں نے کہا آپؐ کو کس قدر سخت بخار ہے، فرمایا ہم لوگوں پر اسی طرح سخت مصیبت کی جاتی ہے اور ہمارا اجر زیادہ کیا جاتا ہے۔

آپؐ سے پوچھا گیا کہ سب سے مصیبت کس پر ہوتا ہے

حضرت ابوسعید نے پوچھا کہ سب سے زیادہ مصیبت والا کون ہے، فرمایا انبیاء، انہوں نے کہا، پھر کون، فرمایا، صالحین، ان میں کا کوئی فقر میں مبتلا کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ سوائے عباء کے جسے وہ قطع کرتا ہے اور کچھ نہیں پاتا، اور جوؤں میں مبتلا ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ اسے قتل کر دیتی ہیں، ان میں کا ایک شخص مصیبت میں اتنا خوش ہوتا ہے جتنا تم میں کا ایک شخص عطاء میں۔

آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں...... بکر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ اس حالت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے کہ آپ کو بخار تھا، انہوں نے آپؐ پر ہاتھ رکھا، شدت حرارت سے اُٹھا لیا، عرض کی یا نبی اللہ آپ کا بخار یا آپ کا باری کا بخار کس قدر سخت ہے، فرمایا کہ رات کر یا شام کو بحمد للہ میں نے ستر سورتیں پڑھیں، جن میں سات طویل تھیں، عرض کی یا نبی اللہ، اللہ نے آپؐ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے اس لئے اگر آپ اپنے نفس پر نرمی کریں یا اپنے نفس سے تخفیف کریں (تو بہتر ہو) فرمایا، کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

آپ نے درد کی حالت میں سات طویل سورتیں تلاوت فرمائی...... حضرت ثابت البنانی

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس حالت میں اپنے اصحاب میں تشریف لائے کہ آپؐ پر درد کا اثر معلوم ہو رہا تھا، آپؐ نے فرمایا، تم مجھے جس حالت میں دیکھ رہے ہو (اسی حالت میں) میں نے سب کو سات طویل سورتیں پڑھی ہیں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (نماز تہجد میں) اتنا قیام کرتے تھے کہ آپؐ کے دونوں قدموں پر ورم ہو جاتا تھا، آپؐ سے کہا گیا کہ آپؐ یہ کیوں کرتے ہیں اللہ نے تو آپؐ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں، فرمایا تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

آپؐ نماز اور روزے میں خوب سعی فرماتے ...... حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز اور روزے میں خوب سعی فرماتے تھے، اپنے اصحاب کی طرف تشریف لاتے تھے تو آپؐ ایک پرانی مشک کے مشابہ ہوتے تھے، (راوی) یزید نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ حالانکہ آپؐ سب سے زیادہ تندرست تھے۔

آپؐ سے دریافت کیا کہ سب سے زیادہ مصیبت کس پر آتی ...... حضرت سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ سب سے زیادہ مصیبت کس پر آتی ہے؟ فرمایا، انبیاء پر، پھر جو زیادہ مشابہ ہو، پھر جو اس کے زیادہ مشابہ ہو، آدمی بہ قدر اپنے دین کے مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے، وہ اگر سخت دین دار ہے تو اس کی مصیبت بھی سخت ہوگی، اور اگر اس کے دین میں ڈھیلا پن ہے، تو وہ بہ قدر اپنے دین کے مبتلا ہوگا، بندے پر برابر مصیبتیں نازل ہوتی رہتی ہیں، جس سے اس کی ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ جب وہ اس عالم سے رخصت ہوتا ہے تو اس پر کوئی گناہ (باقی) نہیں رہتا (یعنی وہ مصیبتیں اس کے گناہوں کو مٹاتی رہتی ہیں اور مرنے تک اسے بالکل پاک و صاف کر دیتی ہیں)۔

مصعب بن سعد سے روایت ہے کہ سعد بن مالک نے پوچھا، یا رسول اللہ سب سے زیادہ مصیبت والا کون ہے (الخ) مثل حدیث مذکور۔

آپؐ نے فرمایا کہ چیخ کر نہیں روتا سوائے کافر کے ...... ابوالمتوکل سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے آپ کا مرض شدید ہو گیا تو ام سلمہؓ چلا کے رونے لگیں فرمایا، ٹھہرو، سوائے کافر کے کوئی چیخ کر نہیں روتا

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ پر موت کی سختی کے بعد مومن پر موت کی شدت میں رشک کرتی ہوں۔

جن کلمات سے رسول اللہ ﷺ دعائے حفاظت کرتے
جبرئیلؑ آپؐ کے لئے دعائے حفاظت کیا کرتے تھے

آپؐ ان کلمات سے دعائے حفظ کرتے تھے ...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات سے دعائے حفظ کیا کرتے تھے "**اذهب الباس رب الناس اشف وانت الشافي لاشفاء**

الاشفا ء ک شفاء لایغادر سقما" (اے انسانوں کے پروردگار تکلیف کو دور کر، شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، بغیر تیری شفا کے شفا نہیں ہے، ایسی شفا دے جو کسی بیماری کو نہ باقی رکھے)

آپؐ کے آخری کلمات ...... جب رسول اللہ ﷺ کے اس مرض میں شدت ہوگئی جس میں آپؐ کی وفات ہوئی تو میں آپؐ کا ہاتھ پکڑ کے سہلانے لگی، اور ان کلمات سے آپؐ کے لئے دعائے حفظ کرنے لگی، پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ مجھ سے چھڑا لیا، اور کہا "رب اغفرلی والحقنی بالرفیق" (اے پروردگار میری مغفرت فرما اور مجھے رفیق سے ملا دے) حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یہ آخری کلمات تھے جو میں نے آپؐ سے سنے۔

آپ جب کسی مریض کی عیادت کرتے ...... ابراہیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کرتے تھے تو اپنا ہاتھ اس کے چہرے اور سینے پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے "اذھب الباس رب الناس واشف وانت الشافی، لاشفاء الاشفائک شفاء لاتغادر سقما"

آپؐ پر ان کلمات سے دم کرنے لگے ...... رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو آپؐ نے حضرت عائشہ کا سہارا لگایا، انہوں نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیا، اسے آپؐ کے چہرے اور سینے پر پھیرنے لگیں اور یہی کلمات کہنے لگیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ ان سے چھڑا لیا اور کہا "اللھم اعلیٰ جنۃ الخلد" (اے خدائے برتر، جنت خلد عطا فرما۔)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ بیمار ہوئے تو میں آپؐ کا ہاتھ پکڑ کر آپؐ کے سینے پر پھیرنے لگی اور ان کلمات سے دعا کرنے لگی "اذھب الباس رب الناس" آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھڑا لیا اور کہا (میں اللہ سے رفیق اعلیٰ واسعد کو مانگتا ہوں) "اسئال اللہ الرفیق الاعلی والاسعد"

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مرض وفات میں اپنے اوپر معوذات (حفاظت کی دعائیں) دم کیا کرتے تھے، جب آپ کو اس مرض کی شدت ہوگئی تو میں ان دعاؤں کو آپ پر دم کرنے لگی اور آپ کا ہاتھ آپؐ پر پھیرنے لگی۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ بیمار ہوئے تو میں ایک دعا سے آپؐ کے لئے دعائے حفاظت کرتی تھی، (جو یہ تھی) "اذھب الباس رب الناس بیدک الشفاء فی الاانت" (تیرے ہی ہاتھ میں شفاء ہے، تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں) "اشف شفاء لایغادر سقما" پھر جب آپ کا مرض وفات ہوا تو میں اس دعا سے آپؐ کے لئے دعائے حفاظت کرنے گئی آپؐ نے فرمایا، میرے پاس سے اُٹھ جاؤ، کیونکہ وہ دعائیں تو مجھے پہلے فائدہ کرتی تھیں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے آپؐ کے مرض میں معوذتین (قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس) سے دعائے حفظ کرتی تھیں، دم کرتی تھیں اور آپ کے چہرے پر آپ کا ہاتھ پھیرتی تھیں۔

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ رسول اللہ ﷺ کے سینے پر (ہاتھ) پھیرتی تھیں اور کہتی تھیں۔ "اکشف الباس رب الناس انت الطبیب وانت شافی" (اے لوگوں کے پروردگار، تکلیف دور کر، تو ہی طبیب ہے، تو ہی شفا دینے والا ہے) نبی ﷺ فرمانے لگے، "الحقنی بالرفیق، الحقنی بالرفیق" (مجھے رفیق

سے ملا دے مجھے رفیق سے ملا دے)

آپ کو جب ڈنک مارا گیا تو ...... قاسم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ڈنک مارا گیا، تو آپؐ نے پانی اور نمک منگایا، اس میں اپنا ہاتھ ڈال کر "قل ھو اللہ احد" "قل اعوذ برب الفلق" "قل اعوذ برب الناس " پوری پوری پڑھی۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ہم میں سے جو کوئی بیمار ہوتا تھا تو رسول اللہ ﷺ اس پر اپنا داہنا ہاتھ پھیر تے تھے اور فرماتے تھے، "اذھب الباس رب الناس، اشف وانت الشافی لاشفاء الاشفاء ک، شفاء لایغادر سقما "

جب آپ سخت بیمار ہوئے تو میں نے آپ کا داہنا ہاتھ لے کر اسے آپؐ پر پھیرا اور کہا "اذھب الباس رب الناس اشف وانت الشافی " آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھڑا لیا اور دو مرتبہ فرمایا "اللھم اغفرلی واجعلنی فی الرفیق الاعلیٰ " (اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھے رفیق الاعلیٰ سے ملا دے، مجھے آپ کی وفات کا علم اس وقت ہوا جب میں نے آپ کی گرانی محسوس کی۔

آپؐ نے ابن عائش سے فرمایا کہ ...... ابن عائش نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ابن عائش، کیا تمہیں میں سب سے بہتر دعائے حفاظت جو دعائے حفاظت کرنے والوں کی نہ بتادوں؟ عرض کی "ضرور "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں سورتیں "اعوذ برب الناس واعوذ برب الفلق "

حضرت میمونہ نے کہا ...... عبدالرحمٰن بن السائب الہلالی سے جو زوجہ نبی ﷺ میمونہؓ کے بھتیجے تھے، مروی ہے کہ مجھ سے حضرت میمونہؓ نے کہا، اے بھتیجے ادھر آؤ، تاکہ میں تم پر رسول اللہ ﷺ کا تعویذ (رقیہ) دم کر دوں، انہوں نے کہا "بسم اللہ ارقیک واللہ یشفیک من کل داء فیک اذھب الباس رب الناس واشف لاشافی الاانت " (میں اللہ کے نام سے جھاڑتی ہوں، اللہ تمہیں ہر اس مرض سے شفا دے، تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض میں فرمایا "بسم اللہ تربۃ ارضنا، بریقۃ بعضنا، یشفیٰ سقیمنا باذن ربنا" (اللہ کے نام سے اپنی زمین کی مٹی کو ہم میں سے کسی کے تھوک سے ملاتا ہوں تاکہ ہمارے رب کے حکم سے ہمارے بیمار کو شفا دے)

آپؐ جب بیمار ہوئے تو حضرت جبرئیلؑ نے ان الفاظ ...... حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو ان (کلمات سے) جھاڑا، "بسم اللہ ارقیک من کل شئی یوذیک من کل حاسد وعین اللہ یشفیک " (اللہ کے نام سے آپؐ کو جھاڑتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ کو ایذا دے، ہر حاسد اور نظر سے، اور اللہ آپ کو شفا دے)

حضرت عائشہ سے روایت ...... نبی ﷺ کے زوجہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ

بیمار ہوئے تو جبرئیلؑ نے آپ کو جھاڑا اور کہا'' **بسم اللہ یبریک من کل داء یشفیک من شر کل حاسد اذاحسد ومن شر کل ذی عین**'' (اللہ کے نام سے جو آپ کو ہر مرض سے صحت دے، آپ کو ہر حاسد کے حسد سے سبب وہ حسد کرے اور ہر نظر لگانے والے کے شر سے شفا دے)

حضرت جبیر بن ابی سلیمان سے روایت ہے کہ جبرئیل علیہ والسلام حضرت محمد ﷺ کے لئے دعائے حفاظت کیا کرتے تھے کہ ''**بسم اللہ الرحمن الرحیم ،بسم اللہ ارقیک من کل شئی یوزیک من شر کل ذی عین ونفس حاسد وباغ بیغیک بسم اللہ ارقیک واللہ یشفیک**''

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تھے تو جبرئیلؑ آپ کو جھاڑتے تھے اور کہتے تھے، ''**بسم اللہ یبریک من کل داء یشفیک من شر حاسد اذاحسد ومن شر کل ذی عین**''

عطاء سے روایت ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ تعویذ جو جبرئیلؑ نے نبی ﷺ کے کھانے میں یہود کے سحر کرنے کے وقت کیا یہ تھا، ''**بسم اللہ ارقیک بسم اللہ یشفیک من کل داء یعینک ،خذفلتمنیک ، من شر حاسد اذاحسد**''

آنحضرتؐ کا ایام مرض میں اصحاب کو نماز پڑھانا

صحابہ کرام آپ کی عیادت کرنے آئے ...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو درد تھا، آپؐ کے پاس اصحاب عیادت کرنے آئے، آپؐ نے انہیں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور وہ کھڑے تھے، پھر آپؐ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ، جب اپنی نماز پوری کر لی تو فرمایا، امام تو اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے ،جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو، جب رکوع کرے تو رکوع کرو جب سجدہ کرے تو سجدہ کرو، جب بیٹھے تو بیٹھ جاؤ اور ویسا ہی کرو جیسا کہ امام کرے۔

گھوڑے سے گرنا ...... الزہری سے روایت ہے کہ حضرت انسؓ بن مالک کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے پر سے گر پڑے، داہنا پہلو چھل گیا، ہم لوگ آپؐ کے پاس عیادت کرنے گئے ،نماز کا وقت آ گیا تو آپؐ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی ہم نے آپؐ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی، آپؐ نے نماز پوری کر لی تو فرمایا کہ امام اسی لئے کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو، جب رکوع کرے تو رکوع کرو، جب اٹھے تو اُٹھ جاؤ، جب وہ ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہے تو ''ربنا لک الحمد'' کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو سب لوگ اس کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھو۔

آپؐ نے حضرت ابوبکر پر سہارا لگائے ہوئے امامت کی ...... ابراہیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حالت میں لوگوں کی امامت کی کہ آپؐ سخت بیمار تھے اور نماز میں حضرت ابوبکرؓ پر سہارا لگائے ہوئے تھے۔

آپؐ نے امام کے بارے میں فرمایا ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

امام تو صرف اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو، جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو، جب وہ ''سمع اللہ لمن حمدہٗ'' کہے تو ''ربنا لک الحمد'' کہو، جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو سب مل کے بیٹھ کے نماز پڑھو۔

حضرت ابوبکرؓ کی امامت

آپؐ نے بیماری کی حالت میں ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا...... حضرت عبید بن عمر اللیثی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض وفات میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نماز شروع کر دی تو رسول اللہ ﷺ کو (درد میں) کمی محسوس ہوئی آپؐ نکلے اور صفوں کو چیرنے لگے۔

جب حضرت ابوبکرؓ نے آہٹ محسوس کی تو وہ سمجھ گئے کہ اس طرح سوائے رسول اللہ ﷺ کے اور کوئی آگے نہیں بڑھ سکتا، وہ نماز میں ادھر اُدھر نہیں دیکھتے تھے، پیچھے صف کی طرف ہٹے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کے مقام پر واپس کر دیا آنحضرت ﷺ حضرت ابوبکرؓ کے پہلو میں بیٹھ گئے، اور حضرت ابوبکرؓ کھڑے رہے۔ جب دونوں حضرات نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا ''اللہ اللہ رسول اللہ ہیں، میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ بحمد اللہ آپ تندرست ہیں، یہ ان خارجہ کو بیٹی کا ہے، وہ بنی الحارث بن الخزرج کے انصار میں سے حضرت ابوبکرؓ کی بیوی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دی۔

آپؐ نے فرمایا کہ اے فاطمہ اور اے صفیہ میں آخرت کچھ کام نہ آسکوں گا

رسول اللہ ﷺ اپنی جائے نماز پر یا حجروں کی جانب بیٹھ گئے، آپؐ نے لوگوں کو فتنوں سے ڈرایا پھر آپؐ نے اتنی بلند آواز سے ندا دی کہ آپؐ کی آواز مسجد کے دروازے سے باہر نکل رہی تھی، واللہ لوگ مجھے ذرا بھی مجبور نہیں کر سکتے، میں صرف وہی چیز حلال کرتا ہوں جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کر دی، اور وہی چیز حرام کرتا ہوں جو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کر دی، پھر فرمایا، اے فاطمہؓ اور اے صفیہؓ (رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی) جو کچھ اللہ کے پاس (نعمت آخرت) ہے اس کے لئے تم دونوں عمل کرو (بغیر عمل کے) میں تم دونوں کے کچھ کام نہ آسکوں گا،

آپ مجلس سے اُٹھ گئے آدھا دن بھی نہ گزرا کہ اللہ نے آپ کو اٹھالیا۔

آپؐ کا چہرہ وفات والے دن گویا قرآن کا ایک ورق تھا...... حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اس درد میں جس میں آپؐ کی وفات ہوئی، حضرت ابوبکرؓ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے، جب دوشنبہ ہوا اور وہ لوگ نماز کی صفوں میں تھے تو رسول اللہ ﷺ حجرے کا پردہ کھول کر ہماری طرف نظر کرنے لگے آپؐ اس طرح کھڑے تھے کہ چہرہ گویا قرآن کا ایک ورق ہے، رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا تو ہم لوگ بھی رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے کی خوشی میں مسرور ہو گئے، حالانکہ ہم لوگ نماز میں تھے، حضرت ابوبکرؓ اپنے پیچھے ہٹے کہ صف سے مل جائیں، انہیں یہ گمان ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے تشریف لائے ہوئے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ان لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی نماز پوری کرو، پھر رسول اللہ ﷺ اندر ہو گئے، اور پردہ ڈال دیا، اسی روز آپ کی وفات ہو گئی۔

الزہری سے روایت ہے کہ میں حضرت انسؓ بن مالک کو کہتے سنا سب سے آخری مرتبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دوشنبہ کے روز دیکھا، آپؐ نے جس وقت پردہ ہٹایا تو لوگ صف بستہ حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے تھے، جب آپؐ کو لوگوں نے دیکھا تو وہ گنگنائے، آپؐ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو، میں نے آپؐ کے چہرے کو دیکھا کہ گویا قرآن کا ایک ورق تھا، پھر آپؐ نے پردہ ڈال دیا اور اسی دن کے آخر میں آپ کی وفات ہوگئی۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت پردہ کھولا لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے صف بستہ تھے، آپؐ نے فرمایا، مبشرات نبوت میں سے سوائے رویائے صالحہ کے جسے مسلمان دیکھا ہے یا اسے دکھاجاتا ہے اور کچھ باقی نہیں رہا، سوائے اس کے کہ مجھے رکوع یا سجدے کی حالت میں قرأت سے منع کیا گیا ہے، لیکن رکوع میں اپنے پروردگار کی عظمت بیان کرو، اور سجدے میں خوب دعا کرو، قریب ہے کہ تمہاری دعا قبول کر لی جائے۔

آپؐ نے حضرت عائشہ سے کہا کہ ابوبکر سے کہو امامت کرائیے...... حمزہ بن عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا درد شدید ہوگیا تو آپؐ نے فرمایا، حضرت ابوبکرؓ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے عرض کی، یارسول اللہ حضرت ابوبکرؓ جب قرآن پڑھتے ہیں تو وہ نرم دل اور بہت رونے والے آدمی ہیں، اس لئے آپؐ حضرت عمرؓ کو حکم دیجیے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لوگوں کو حضرت ابوبکرؓ ضرور نماز پڑھائیں، حضرت عائشہؓ نے اپنی گفتگو کے مطابق پھر آپؐ سے دہرایا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں کو حضرت ابوبکرؓ ضرور نماز پڑھائیں، تم (عورتیں) حضرت یوسفؑ کی ساتھ والیاں ہو۔

حضرت عائشہ سے روایت...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اس معاملہ (نماز) میں میں نے رسول اللہ ﷺ سے بار بار گفتگو کی، مجھے بکثرت (ایک ہی بات کے) دہرانے پر صرف اس امر نے برانگیختہ کیا کہ میرے دل میں یہ آیا کہ لوگ اس شخص کو پسند نہ کریں گے جو آپؐ کے بعد آپ کی جگہ پر کھڑا ہو، میں یہ خیال کرتی تھی کہ شخص آپؐ کی جگہ کھڑا ہوگا لوگ اسے منحوس سمجھیں گے، میں نے یہ چاہا کہ نبی رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکرؓ سے پھر جائیں۔

حضرت ابوبکر صدیق کا فجر کی نماز پڑھانا...... حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ دوشنبہ کو جس وقت مسلمان فجر کی نماز میں تھے اور حضرت ابوبکرؓ انہیں نماز پڑھا رہے تھے، یکا یک رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے حجرے کا پردہ کھولا اور ان کی طرف دیکھا آپؐ کسی قدر مسکرائے، حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹے کہ صف میں مل جائیں انہوں نے یہ گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے نکلنے کا ارادہ فرماتے ہیں۔

مسلمانوں جب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو خوشی میں انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ اپنی نماز میں تتر بتر ہو جائیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ان کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی نماز پوری کرو، آپ حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ ڈال دیا، رسول اللہ ﷺ کی اسی روز وفات ہوگئی۔

حضرت عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس آیا، ان سے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے مرض کا حال بیان کیجئے، انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ سخت بیمار ہوئے تو فرمایا، کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ میں نے کہا نہیں، یارسول اللہ، وہ آپؐ کے منتظر ہیں، آپؐ نے فرمایا میرے لئے طشت میں پانی رکھ دو، ہم نے

رکھ دیا، آپؐ نے وضو کیا، آپؐ بہ دشواری اُٹھے کہ کھڑے ہوں، مگر بے ہوشی طاری ہوگئی، جب افاقہ ہوا تو پوچھا، کیا لوگوں نماز پڑھ لی؟ میں نے کہا نہیں، وہ لوگ آپؐ کے انتظار میں ہیں، فرمایا، میرے لئے طشت میں پانی رکھ دو، ہم نے پانی رکھ دیا آپؐ نے وضو کیا، پھر آپؐ چلے کہ بہ دشواری کھڑے ہوں، مگر بے ہوشی طاری ہوگئی، افاقہ ہوگیا تو فرمایا، کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ میں نے کہا نہیں، وہ آپؐ کے منتظر ہیں، آپؐ نے فرمایا میرے لئے طشت میں پانی رکھ دو، ہم نے ایسا ہی کیا، آپؐ گئے اور وضو کیا، پھر پوچھا، کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ میں نے کہا نہیں، وہ آپ کے منتظر ہیں۔

لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے (دن کی) آخری نماز عشاء کے لئے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر کو کہلا بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں، قاصد آیا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیجئے، حضرت ابوبکرؓ نے کہ رفیق القلب تھے کہا، اے عمر تم لوگوں کو نماز پڑھا دو، حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں، آخر حضرت ابوبکرؓ ہی نے کئی دن نماز پڑھائی۔

چند روز کے بعد نبی ﷺ کو تکلیف میں کچھ کمی محسوس ہوئی، آپؐ دو آدمیوں کے درمیان، جن میں ایک حضرت عباسؓ تھے (سہارا لگائے) نکلے اسی حالت میں نماز پڑھی کہ حضرت ابوبکرؓ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، حضرت عائشہؓ نے کہا کہ جب آپ کو حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا تو چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں، نبی ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ پیچھے نہ ہٹیں ان دونوں آدمیوں سے (جن پر سہارا لگایا تھا) فرمایا کہ مجھے حضرت ابوبکرؓ کے پہلو میں بٹھا دو، دونوں نے آپؐ کو حضرت ابوبکرؓ کے پہلو میں بٹھا دیا۔ حضرت ابوبکرؓ جو کھڑے تھے نبی ﷺ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنے لگے اور لوگ حضرت ابوبکرؓ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنے لگے اور نبی ﷺ بیٹھے تھے۔

آپؐ کے وفات کے متعلق...... حضرت عبیداللہ نے کہا کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس کے پاس گیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مرض کے متعلق مجھ سے حضرت عائشہؓ نے جو کچھ بیان کیا، کیا میں آپؐ کے سامنے بیان کروں، انہوں نے کہا بیان کرو، میں نے ان سے بیان کیا، انہوں نے اس میں سے کسی بات کا انکار نہیں کیا سوائے اس کے کہ یہ کہا کہ آیا، انہوں نے تم سے اس شخص کا نام بتایا (جو سہارا دیئے میں) حضرت عباسؓ کے ساتھ تھا، میں نے کہا نہیں، انہوں نے کہا، وہ حضرت علیؓ بن ابی طالب تھے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے مرض کے زمانے میں نماز کی اطلاع دی گئی تو فرمایا حضرت ابوبکرؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں اس کے بعد آپؐ پر بے ہوشی طاری ہوگئی جب وہ آپؐ سے دور ہوگئی تو استفسار فرمایا، آیا تم نے حضرت ابوبکرؓ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دے دیا، میں نے کہا، یا رسول اللہ وہ ایسے رقیق القلب آدمی ہیں کہ لوگوں کو (قرآن) سنا سکتے، اس لئے اگر آپؐ حضرت عمرؓ کو حکم دیں (تو مناسب ہو) آپؐ نے فرمایا، تم لوگ حضرت یوسفؑ کی ساتھ والیاں ہو، حضرت ابوبکرؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، کیونکہ بہت سے کہنے والے اور تمنا کرنے والے ہیں (جو اس منصب کے لئے کہیں گے بھی اور تمنا بھی کریں گے) اللہ اور مومنین (سوائے حضرت ابوبکرؓ کے اور سب کی (امامت) سے انکار کرتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی علالت میں شدت ہوگئی تو آپؐ نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، میں نے کہا، یا نبی اللہ، حضرت ابوبکرؓ رقیق القلب، کمزور آواز والے، قرآن

پڑھتے وقت بہت رونے والے آدمی ہیں، آپؐ نے فرمایا انہیں کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، میں نے اپنے قول سابق کا اعادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم لوگ حضرت یوسفؑ کی ساتھ والیاں ہو، انہیں کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہؓ نے کہا، میں یہ صرف اس لئے کہتی تھی کہ یہ (امامت) میرے والد سے باز رکھی جائے میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ لوگ اس شخص کو ہرگز قبول نہ کریں گے جو رسول اللہ ﷺ کی جگہ پر کھڑا ہوگا اور وہ ہر حادثے میں اس سے فال بد لیا کریں گے، اس لئے میں یہ چاہتی تھی کہ یہ میرے والد سے روک لیا جائے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شب دوشنبہ بیماری کی حالت میں گزاری، کوئی مرد اور کوئی عورت ایسی نہ رہی جو رسول اللہ ﷺ کے درد کی وجہ سے صبح کو مسجد میں نہ آئی ہو، مؤذن آیا اور اس نے آپ کو نماز صبح کو اطلاع دی، آپؐ نے فرمایا حضرت ابوبکرؓ سے لوگوں کو نماز پڑھانے کو کہو، حضرت ابوبکرؓ نے اپنی نماز کی تکبیر کہی رسول اللہ ﷺ نے پردہ کھولا اور لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا، اللہ نے میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں کی ہے۔

دوشنبہ کی صبح آپ کو فاقے کی حالت میں ہوئی، آپ فضل بن عباسؓ اور اپنے غلام ثوبان پر تکیہ لگا کر تشریف لائے اور مسجد میں آئے۔

لوگ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ صبح کی نماز کا سجدہ کر کے دوسری رکعت میں کھڑے تھے، لوگوں نے آپ کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے، آپؐ آئے یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس کھڑے ہو گئے، حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا تو نبی ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ کے ان کو جانماز پر بڑھا دیا، دونوں (حضرات) نے مل کر صف بنالی، رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے اور حضرت ابوبکرؓ آپ کی بائیں جانب کھڑے ہو کر قرآن پڑھ رہے تھے، حضرت ابوبکرؓ نے سورت پوری کر لی، تو (رکوع کے بعد) دو سجدے کیے پھر بیٹھ کر تشہد (التحیات) پڑھنے لگے، جب انہوں نے سلام پھیرا تو نبی ﷺ نے دوسری رکعت پڑھی اور واپس تشریف لے گئے۔

حضرت عبدالا بن زمعہ بن الاسود سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی مرض وفات میں عیادت کی، آپؐ کے پاس نماز کی اطلاع دینے حضرت بلالؓ آئے، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ لوگوں سے کہ دو وہ نماز پڑھ لیں۔

میں نکلا اور اس طرح لوگوں سے ملا کہ ان سے بات نہ کرتا تھا، جب حضرت عمرؓ بن الخطاب سے ملا تو ان پیچھے والے کو تلاش نہیں کیا، حضرت ابوبکرؓ موجود نہ تھے، میں نے اُن سے کہا کہ اے حضرت عمر تم لوگوں کو نماز پڑھا دو، حضرت عمرؓ مصلے پر کھڑے ہوئے، وہ بلند آواز شخص تھے، تکبیر کہی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آواز سنی، آپ نے حجرے سے سر باہر نکالا، یہاں تک کہ لوگوں نے آپ کو دیکھا، پھر آپؐ نے فرمایا نہیں نہیں، ابن ابی قحافہ (حضرت ابوبکرؓ) نماز پڑھائیں۔

رسول اللہ ﷺ غضب کی حالت میں یہ فرما رہے تھے حضرت عمرؓ واپس ہو گئے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے بھتیجے! کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حکم دیا تھا کہ تم مجھے حکم دو؟ میں نے کہا نہیں، لیکن جب میں نے یہ مناسب سمجھا کہ جو آپؐ کے پیچھے ہے اسے نہ تلاش کروں (تو میں نے آپؐ سے نماز پڑھانے کو کہہ دیا) پھر حضرت عمرؓ نے کہا کہ جب تم نے مجھے حکم دیا تو میرا یہی گمان تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے، اگر (میرا گمان) ایسا نہ ہوتا تو میں لوگوں کو نماز نہ پڑھاتا، عبداللہ نے کہا کہ جب میں نے حضرت ابوبکرؓ کو نہ دیکھا تو آپ کو بمقابلہ دوسروں کے نماز پڑھانے کا زیادہ مستحق پایا۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نماز کا وقت آیا تو نبی ﷺ نے فرمایا، حضرت ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دو، جب حضرت ابوبکرؓ نبی ﷺ کے مقام پر کھڑے ہوئے تو انھیں بہت رونا آیا، نماز کا وقت آیا تو مؤذن نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ نبی ﷺ سے کہو کہ کسی شخص لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیں کیونکہ حضرت ابوبکرؓ اور جوان کے پیچھے تھے رونے سے پریشان ہو گئے، رسول اللہ ﷺ کی زوجہ حضرت حفصہؓ نے کہا کہ جب تک اللہ اپنے رسول ﷺ کو اٹھنے کے قابل کرے حضرت عمرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

مؤذن حضرت عمرؓ کے پاس گیا، انھوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی، جب نبی ﷺ نے اُن کی تکبیر سُنی تو فرمایا یہ کون شخص ہے، جس کی تکبیر میں سنتا ہوں، آپ ﷺ کی ازواج نے کہا کہ ''حضرت عمرؓ بن الخطاب'' اور آپؐ سے بیان کیا کہ مؤذن آیا تھا، اس نے کہا کہ نبی ﷺ سے کہو کہ آپ کسی شخص کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیں کیونکہ حضرت ابوبکرؓ تو رونے سے پریشان ہو گئے، تو حفصہؓ نے کہا کہ حضرت عمرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم حضرت یوسفؑ کی ساتھ والیاں ہو، حضرت ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں کیونکہ وہ (حضرت عمرؓ) اگر ان (حضرت ابوبکرؓ) کو خلیفہ نہ کریں گے تو لوگ اطاعت نہیں کریں گے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو جب وہ مرض ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، پھر آپؐ نے انہیں اشارہ کیا، وہ اپنے مقام پر قائم رہے، نبی ﷺ حضرت ابوبکر کی بائیں جانب بیٹھ گئے، آپؐ نے وہ آیت شروع کی جسے حضرت ابوبکرؓ نے ختم کیا تھا۔

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو وہ مرض ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو آپؐ کو نماز کی اطلاع دینے کے لئے مؤذن آیا آپؐ نے اپنی ازواج سے فرمایا کہ حضرت ابوبکر کو حکم حضرت دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں کیونکہ تم تو یوسفؑ کی ساتھ والیا ہو۔

محمد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض کی حالت میں حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھاؤ، کچھ افاقہ ہوا تو آپؐ باہر نکلے اس وقت حضرت ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے پھر انہیں خبر نہ ہوئی جب تک رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے دونوں شانوں کے درمیان نہ رکھا، حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹے اور نبی ﷺ ان کی داہنی جانب بیٹھ گئے، حضرت ابوبکرؓ نے نماز پڑھی اور نبی ﷺ نے بھی ان کی نماز کے ساتھ نماز پڑھی، پھر جب آپؐ واپس ہوئے تو فرمایا، کوئی نبی ہرگز نہیں اٹھایا جاتا جب تک اس کی امت کا کوئی شخص اس کی امامت نہ کرلے۔

محمد بن قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی نبی ہرگز ہیں اٹھایا جاتا جب تک اس کی امت کا کوئی شخص اس کی امامت نہ کرلے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے تکبیر کہی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی تکبیر سنی آپؐ نے غضب کی حالت میں اپنا سر نکالا اور فرمایا، ابن قحافہ (حضرت ابوبکرؓ) کہاں ہیں، ابن ابی قحافہ (حضرت ابوبکرؓ) کہاں ہیں؟

حضرت ابوسعید الخدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ برابر اپنے درد میں مبتلا رہے، جب آپ کو کمی محسوس ہوئی تو تشریف لائے تکلیف جب شدید ہوگئی اور آپؐ کے پاس مؤذن آیا تو آپؐ نے فرمایا: حضرت ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، وہ (مؤذن) ایک روز آپؐ کے پاس سے اس حکم کے لئے نکلا کہ لوگوں کو حکم دے کہ نماز پڑھیں، اور ابن ابی قحافہ (حضرت ابوبکرؓ) موجود نہ تھے، حضرت عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں کو نماز پڑھائی، جب انہوں نے تکبیر کہی

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں نہیں نہیں، ابن ابی قحافہ کہاں ہیں؟ پھر صفیں ٹوٹ گئیں اور حضرت عمرؓ واپس ہوئے ہم لوگ ابن ابی قحافہ کے آنے تک جوالسخ میں تھے ٹھہرے رہے، پھر آگے بڑھ کے انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے درد میں (یہ کرتے) تھے کہ جب تخفیف ہوتی تو نکل کر لوگوں کو نماز پر پڑھاتے اور جب اس کی شدت محسوس کرتے تو فرماتے لوگوں کو حکم دو کہ نماز پڑھ لیں، ایک روز صبح کی نماز لوگوں کو ابن ابی قحافہ نے پڑھائی، انہوں نے ایک رکعت پڑھی، پھر رسول اللہ ﷺ نکلے اور ان کے پہلو میں بیٹھ گئے، آپ حضرت ابوبکرؓ کی اقتدا کی، جب حضرت ابوبکرؓ نے نماز پوری کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی علالت میں حضرت ابوبکرؓ کی نماز کے ساتھ فجر کی ایک رکعت پڑھی، پھر بقیہ رکعت پوری کی، محمد بن عمر نے کہا کہ میرے خیال میں ہمارے اصحاب کے نزدیک یہی ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔

حضرت محمد بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوبکرؓ بن عبداللہ بن ابی سبرہ سے پوچھا کہ حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو کتنی نمازیں پڑھائیں، انہوں نے کہا کہ انہوں نے سترہ نمازیں پڑھائیں، میں نے کہا تم سے کس نے یہ بیان کیا تو انہوں نے کہا مجھ سے ایوب بن عبدالرحمٰن بن صعصعہ نے بیان کیا، (اور ان سے) عباد بن تمیم نے (اور ان سے) رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی نے (بیان کیا) کہ ابوبکرؓ نے انہیں اتنی نمازیں پڑھائیں۔

عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو تین نمازیں پڑھائیں (جن میں رسول اللہ ﷺ بھی شریک ہوئے)

حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوئے اور آپ کے مرض میں شدت ہوگئی تو فرمایا حضرت ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت عائشہؓ نے کہا، یا رسول اللہ، حضرت ابوبکرؓ رقیق القلب ہیں، وہ جب آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے تو ممکن ہے لوگوں کو (گریہ وزاری کی وجہ سے قرآن) نہ سنا سکیں، آپ نے فرمایا، حضرت ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، تم تو حضرت یوسفؑ کی ساتھ والیاں ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ (اس دنیا سے) اُٹھا لئے گئے تو انصار نے (مہاجرین سے) کہا کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں سے ہو، حضرت عمرؓ ان کے پاس آئے اور کہا، اے گروہ انصار کیا تم نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، انہوں نے کہا، بے شک (جانتے ہیں) حضرت عمرؓ نے کہا کہ پھر تم میں کون شخص ہے جس کا دل اس سے خوش ہو کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے آگے بڑھے، انہوں نے کہا اس سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ہم حضرت ابوبکرؓ کے آگے بڑھیں۔

ایام مرض میں آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے کیا فرمایا؟

آپ کی وفات سے پہلے...... حضرت کعب بن مالک سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے آپ کی وفات کے قبل پانچ باتوں میں میرا زمانہ قریب تر ہے، میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ آپ اپنے ہاتھ کو ہلاتے تھے کہ میرے قبل کوئی نبی ایسا نہیں ہوا کہ اس کی امت میں سے اس کا کوئی خلیل (خاص دوست) نہ ہو۔ آگاہ رہو کہ میرے خلیل حضرت ابوبکرؓ ہیں، اللہ نے مجھے خلیل بنایا جیسا کہ اس نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابوبکر کو بلاؤ...... حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا کہ میرے پاس حضرت ابوبکر کو بلالو، حضرت عائشہؓ نے کہا کہ حضرت ابوبکرؓ پر گریہ غالب ہے، اگر آپؐ چاہیں تو ہم حضرت عمرؓ ابن الخطابؓ کو بلالیں، آپؐ نے (دوبارہ) فرمایا، حضرت ابوبکرؓ کو بلاؤ، حضرت عائشہؓ نے کہا حضرت ابوبکرؓ رقیق القلب ہیں، اگر آپؐ چاہیں تو ہم حضرت عمرؓ ابن الخطاب کو بلالیں۔

آپؐ نے فرمایا، تم حضرت یوسفؑ کی ساتھ والیاں ہو، میرے لئے حضرت ابوبکرؓ اور ان کے بیٹے کو بلاؤ کہ وہ لکھ لیں مبادا، حضرت ابوبکرؓ (کی خلافت) کے معاملے میں کوئی طمع کرنے والا طمع کرے، یا کوئی آرزو کرنے والا (خلافت کی) آرزو کرے، پھر فرمایا اس سے (یعنی کسی اور کی خلافت سے) اللہ اور مومنین انکار کرتے ہیں، اللہ اور مومنین اس سے انکار کرتے ہیں، حضرت عائشہؓ نے کہا کہ (ایسا ہی ہوا کہ) اللہ نے اور مومنین نے اس سے (یعنی سوائے حضرت ابوبکرؓ کے کسی اور خلافت سے) انکار کردیا اللہ نے اور مومنین نے اس سے انکار کردیا۔

محمد بن المکندر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا کہ میرے لئے حضرت ابوبکر کو بلاؤ، وہ لوگ حضرت ابن الخطاب کو آپؐ کے پاس بلالائے، آپؐ پر بے ہوشی طاری ہوگئی، جب افاقہ ہوا تو فرمایا میرے لئے حضرت ابوبکر کو بلاؤ، انہوں نے حضرت ابن الخطاب کو آپؐ کے پاس بلالیا تو فرمایا، تم حضرت یوسفؑ کی ساتھ والیاں ہو۔

اس کے بعد حضرت عائشہؓ سے کہا گیا، کہ تم نے اپنے والد کو رسول اللہ ﷺ کے لئے جیسا کہ آپؐ نے تم کو حکم دیا نہیں بلایا، انہوں نے کہا کہ مجھے یہ گمان تھا کہ لوگ جب میرے والد کی آواز سنیں گے تو کہیں گے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے کیسے بُرے جانشین ہیں، لوگوں کا اس بات کو حضرت عمرؓ کے لئے کہنا مجھے زیادہ پسند تھا بہ نسبت اس کے کہ وہ بات میرے والد کے لئے کہیں۔

قاسم بن محمد نے اور عروہ نے اور عبداللہ بن عتبہ نے اس طرح حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ ایک حدیث دوسرے کی حدیث میں داخل ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری کی ابتداء حضرت میمونہؓ کے گھر میں ہوئی، پھر رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور میں (اپنے دردسر کی وجہ سے) ''ہائے سر'' کہہ رہی تھی، فرمایا، میری زندگی ہی میں اگر ایسا ہوتا کہ میں تمہارے لئے استغفار کرتا اور تمہارے لئے دعا کرتا، تمہیں کفن دیتا اور تمہیں دفن کرتا (تو اچھا ہوتا) میں نے (حضرت عائشہؓ نے) کہا کہ ''ہائے افسوس'' خدا کی قسم آپؐ تو میرا مرنا چاہتے ہیں، اگر ایسا ہوتا تو آپؐ اس روز کسی اور سے نکاح کرتے۔

نبی ﷺ نے فرمایا! میں ہوں ''ہائے سر'' (کہنے کا مستحق کیونکہ میرا دردسر تم سے بہت زیادہ ہے) میں نے قصد کیا کہ کسی کو بھیج کر تمہارے والد اور تمہارے بھائی کو بلواؤں اور اپنا عہد مضبوط کردوں تا کہ کوئی طمع کرنے والا اس امر میں طمع نہ کرے اور نہ کہنے والے (اس کے لئے) کہیں یا تمنا کرنے والے تمنا کریں۔

پھر فرمایا، ہرگز (اس کے مضبوط کرنے کی ضرورت) نہیں، (کیونکہ سوائے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے کسی اور کی خلافت سے) اللہ بھی انکار کرے گا اور مومنین بھی رد کریں گے، یا اللہ رد کرے گا اور مومنین انکار کریں گے، بعض راویوں نے اپنی حدیث میں کہا کہ ''اللہ سوائے حضرت ابوبکرؓ کے (اور سب کی خلافت سے) انکار کرے گا۔

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے کہا، یارسول اللہ، میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دو یمنی چادریں اوڑھے ہوں، میں لوگوں کا پاخانہ روندتا ہوں، اور میرے سینے میں دو داغ ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ دو داغ (کا مطلب یہ ہے کہ) تم دو سال تک والی (ملک) رہو گے، یمنی چادر (کا مطلب یہ ہے کہ) تم اپنے بیٹے سے خوش نہ ہو گے (ایسا ہی ہوا کہ ان کے ایک فرزند حضرت عثمانؓ کے باغیوں میں شریک تھے، اور پاخانہ (تو اس کا مطلب یہ ہے کہ) تمہیں ان سے اذیت نہیں پہنچے گی، (خواب سے زیادہ تعبیر سچی ہوئی)

حضرت محمد بن جبیر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص آیا جو آپؐ سے کسی بارے میں تذکرہ کر رہا تھا، اس نے کہا کہ اگر میں آپؐ کے پاس آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو کس سے ملوں، آپؐ نے فرمایا، حضرت ابوبکرؓ کے پاس آنا، محمد بن عمر نے کہا کہ آپ کی مراد بعد موت تھی۔

محمد بن عمر والانصاری نے کہا کہ میں نے عاصم بن عمر بن قتادہؓ سے سنا کہ نبی ﷺ نے کسی شخص سے ایک مدت تک کے لئے (قرض) ایک اونٹ خریدا، اس نے کہا، یارسول اللہ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں، یعنی بعد موت کے (آؤں) تو آپؐ نے فرمایا، حضرت ابوبکرؓ کے پاس آنا، اس نے کہا، اگر میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور بعد موت کے انہیں بھی نہ پایا، تو آپؐ نے فرمایا، حضرت عمرؓ کے پاس آنا اس نے کہا اگر میں آؤں اور حضرت عمرؓ کو بھی نہ پاؤں، تو آپؐ نے فرمایا کہ جب حضرت عمرؓ بھی مر جائیں تو تجھ سے مرا جائے تو تو بھی مر جانا۔

باب صدیق کے علاوہ مسجد نبویؐ کے اندر سب کے دروازے بند کرنا

آپؐ نے لوگوں کو خطبہ دیا...... حضرت ابوسعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ سنایا کہ اللہ نے ایک بندے کو دنیا و آخرت کے درمیان اختیار دیا تو اس بندے نے جو اللہ کے پاس تھا اسے اختیار کر لیا، حضرت ابوبکرؓ رونے لگے، میں نے اپنے دل میں کہا کہ کیا اس شیخ کو یہ بات رلاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہی وہ شخص تھے جسے اختیار دیا گیا تھا اور حضرت ابوبکر ہم سب سے زیادہ اسے جانتے تھے۔

آپؐ نے حضرت ابوبکر کے بارے میں کہا...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے حضرت ابوبکر تم بخیریت رہو، لوگوں اپنی جان و مال میں سب سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے حضرت ابوبکرؓ ہیں اگر میں انسانوں میں کسی کو خلیل بناتا تو وہ حضرت ابوبکرؓ ہی ہوتے، لیکن مجھے ان کے ساتھ اسلام کی اخوت اور اسلامی محبت ہے، مسجد کے اندر کوئی دروازہ سوائے حضرت ابوبکرؓ کے دروازے کے بند کرنے سے باقی نہ رہے۔

آپؐ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا لوگوں میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے اپنی جان و مال میں حضرت ابوبکرؓ ہیں، یہ تمام دروازے جو مسجد کے اندر نکلتے ہیں، سوائے حضرت ابوبکرؓ کے دروازے کے سب بند کر دو۔

حضرت ابوبکر صدیق کے دروازے پر نور دیکھتا ہوں...... معاویہ بن صالح نے کہا لوگوں نے (اعتراضاً) کہا کہ آپؐ نے ہمارے دروازے بند کر دیے اور اپنے خلیل کا دروازہ چھوڑ دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مجھے معلوم ہو گیا جو کچھ تم نے حضرت ابوبکرؓ کے دروازے کے بارے میں کہا، میں حضرت ابوبکرؓ کے دروازے پر نور دیکھتا ہوں اور تمہارے دروازے پر ظلمت دیکھتا ہوں۔

آپؐ مرض وفات میں ایک پٹی سر پر باندھی...... حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مرض وفات میں اپنے سر میں ایک کپڑے کی پٹی باندھے ہوئے نکلے، منبر پر بیٹھے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا کہ کوئی شخص حضرت ابوبکرؓ بن ابی قحافہ سے زیادہ اپنی جان و مال میں مجھ پر احسان کرنے والا نہیں ہے، اگر میں انسانوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو حضرت ابوبکر کو خلیل بناتا، لیکن اسلامی دوستی افضل ہے، وہ تمام کھڑکیاں جو اس مسجد میں ہیں ،سوائے حضرت ابوبکرؓ کی کھڑکی کے بند کر دو۔

آپؐ نے منبر پر بیٹھنے کے بعد...... ایوب بن بشیر الانصاری نے بعض رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حجرے سے) برآمد ہوئے اور منبر پر بیٹھے آپ ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھا، جب تشہد پورا ہو گیا تو سب سے پہلے شہدائے احد کے لئے استغفار کی، پھر فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کو دنیا اور اللہ کے پاس کی قیمتوں کے درمیان اختیار دیا گیا، اس نے جو اس کے رب کے پاس ہے اسے اختیار کر لیا۔

لوگوں میں سے پہلے اسے ابوبکر الصدیقؓ سمجھ گئے، ،انھیں معلوم ہو گیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد بندے سے اپنی ذات ہے وہ رونے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے ابوبکر صدیق تم اپنے رحم کرو ،وہ تمام دروازے جو مسجد میں نکلتے ہیں سوائے ابوبکر کے دروازے کے، سب بند کر دو کیونکہ میں صحابہ میں ان کے برابر کسی شخص کو اپنے نزدیک احسان میں افضل نہیں جانتا۔

حضرت عمر فاروقؓ کا عرض کرنا...... ابوالحویرث سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازوں کے متعلق حکم دیا کہ سوائے ابوبکرؓ کے دروازے کے سب بند کر دیئے جائیں تو عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چھوڑ دیجئے کہ میں ایک کھڑکی کھول لوں تا کہ جب آپ ﷺ نماز کو نکلیں تو میں آپ ﷺ کو دیکھ لوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں"

حضرت عباس بن عبدالمطلب کا عرض کرنا...... حضرت عاصم بن عدی سے روایت ہے کہ عباس بن عبدالمطلب نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا بات ہے کہ آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کے دروازے مسجد میں کھلے رہنے دیئے اور کچھ لوگوں کے بند کرا دیئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عباسؓ نہ میں نے اپنے حکم سے کھلے رہنے دیے اور نہ میں نے اپنے حکم دے بند کیے (بلکہ جو کچھ کیا وہ اللہ کے حکم سے کیا)

حیات اور موت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار

آپ ﷺ کو حیات وموت کا اختیار دیا گیا تھا...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا کرتی تھی کہ کوئی نبی نہیں مرتا تاوقتیکہ اسے دنیا وآخرت میں اختیار نہ دیا جائے، اشتد ادمرض میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بیٹھ گئی تو میں نے آپ ﷺ کو کہتے سنا ”مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقاً (ان تینوں اور صدیقوں اور شہدائے وصالحین کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کی اور وہ لوگ بہت اچھے رفیق ہیں) مجھے یقین ہوگیا کہ آپ ﷺ کو بھی اختیار دیا گیا۔

عبد المطلب بن عبد اللہ سے روایت...... عبد المطلب بن عبد اللہ بن حنطب میں سے روایت ہے کہ عائشہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کرتے تھے، کہ کوئی ایسی نبی ایسا نہیں جن کی جان قبض نہ کی جائے، اسے اس کا ثواب نہ دیکھا جائے، اور وہ جان (جان) اسی طرف واپس نہ کردی جائے، پھر اسے جان کے اس کی طرف واپس کیے جانے اور (عالم آخرت میں) بلائے جانے میں اختیار نہ دیا جائے۔

”میں نے یہ بات آپ ﷺ سے سن کر یاد کر لی تھی، میں نے آپ ﷺ کو اپنے سینیے لگائے ہوئے تھی کہ، پھر میں نے آپ ﷺ کی گردن جھک گئی، سمجھی شاید آپ ﷺ نے قضا کی، مجھے وہ بات یاد آ گئی جو آپ ﷺ نے کہی تھی، پھر میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا کہ آپ ﷺ اٹھے اور آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس وقت میں نے کہا کہ واللہ آپ ﷺ ہمیں اختیار نہیں کریں گے، آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں رفیق اعلیٰ کے ساتھ ان انبیاء وصدیقین وشہدائے وصالحین کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا، اور یہ لوگ بہت اچھے رفیق ہیں“

آپ ﷺ کا تندرست کی حالت میں فرمانا...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تندرست تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ کوئی نبی نہیں اٹھایا جاتا تاوقتیکہ اسے جنت میں ٹھکانہ نہ دکھا دیا جائے، اور اسے اختیار نہ دیا جائے۔

آپ ﷺ عارضے میں مبتلاء ہوئے...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عارضے میں مبتلاء ہوئے آپ ﷺ کے سر میرے زانو پر تھا، تھوڑی دیر کے لئے آپ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہوئی، افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے اپنی نظر مکان کی چھت کی طرف اٹھائی اور فرمایا کہ اے اللہ رفیق اعلیٰ۔

”میں سمجھ گئی کہ اب آپ ﷺ ہمیں اختیار نہ کریں گے، اور میں جان گئی کہ جو حدیث آپ ﷺ ہم سے بیان کیا کرتے تھے وہ صحیح ہے، یہ آخری کلمہ تھا جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلم فرمایا“

ام سلمہ سے روایت...... حضرت ام سلمہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اختیار دیا جائے گا تو آپ ﷺ ہمیں اختیار نہ کریں گے۔

آپ ﷺ کی وفات سے قبل...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل وفات کے کہتے سنا ایسی حالت میں کہ آپ ﷺ کو اپنے سینے سے لگائے تھی کہ **اللھم اغفرلی وارحمنی بالرفیق** ''اے اللہ میری مغفرت فرما مجھ پر رحمت فرما اور مجھے رفیق سے ملا دے۔

حضرت عباد بن عبداللہ بن الزبیرؓ سے روایت ہے کہ عائشہ نے خبر دی کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل وفات اس حالت میں کہ وہ آپ ﷺ کی پشت سے سہارا لگائے ہوئے تھیں، خوب غور سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے ''**الکھم اغفرلی وارحمنی الحفنی بالرفیق الاعلیٰ**''

آپ ﷺ نے فرمایا...... حضرت مالک بن انسؓ سے روایت مجھے عائشہؓ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی نہیں مرتا تاوقتیکہ اسے اختیار نہ دیا جائے، جب میں نے آپ ﷺ کو کہتے سنا ''**اللھم الرفیق الاعلیٰ**'' تو سمجھ گئی کہ آپ اب اس دنیا میں مقام نہ فرمائیں گے۔

حضرت عائشہ کا دعا مانگنا...... حضرت ابی بردہ بن ابی موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عائشہؓ اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھیں اور شفا کی دعا کر رہی تھیں آپ ﷺ کو افاقہ ہو گیا تو فرمایا کہ ''نہیں میں اللہ سے جبرئیلؑ ومیکائیلؑ واسرفیلؑ کے ساتھ رفیق اعلیٰ واسعد کو مانگتا ہوں۔

آپ ﷺ نے بیماری کی حالت میں ارشاد فرمایا...... ابوسعید الخدری سے روایت ہے، ہم لوگ مسجد میں بیٹھے تھے یہ یکا یک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیماری کی حالت میں، سر پر کپڑے کی پٹی باندھے، برآمد ہوئے آپ ﷺ نکل کر چلنے لگے یہاں تک کہ منبر پر کھڑے ہو گئے، پھر جب آپ ﷺ اس پر بیٹھ گئے تو بہ روایت ابی ضمرہ انس بن مالک بن عیاض وصنخان فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے'' اور بہ روایت ہے کہ محمد بن اسماعیل، فرمایا قسم ہے کہ اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، قیامت کے روز میں ضرور حوض پر کھڑا ہوں گا، ایک شخص کے سامنے دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی مگر اس نے آخرت کو اختیار کر لیا''

حاضرین میں سے سوائے ابوبکرؓ کے کوئی نہ سمجھا، وہ روئے اور کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں ہم سب لوگ اپنی جان و مال اور باپ بیٹے آپ ﷺ پر فدا کرتے ہیں، پھر آپ ﷺ منبر سے اترے اور اس پر قیامت تک نہ کھڑے ہوئے۔

ازواج مطہرات کے ساتھ تقسیم اوقات

آپ ﷺ نے اوقات مقرر فرمائے تھے...... جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیماری کی حالت میں ایک چادر پر اٹھائے جاتے تھے اور اس طرح ازواج پر گشت کر کے ان کی باری پوری کرتے تھے۔

ابی قلابہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کے درمیان (اوقات) تقسیم کرتے تھے، آپ ﷺ ان سب میں مساوات ملحوظ رکھتے اور فرماتے !اے اللہ یہ وہ ہے جس کا میں مالک ہوں اور تو زیادہ مالک ہے اس شئی کا جس کا میں مالک نہیں ہوں یعنی حب قلبی۔

ازواج سے اجازت کہ آپ ﷺ کی تیمارداری عائشہؓ کے گھر میں کی جائے

آپ ﷺ آخری عمر میں...... ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درد شدید ہو گیا تو آپ ﷺ نے اپنی ازواج سے عائشہؓ کے گھر میں رہنے کی اجازت چاہی، کہا جاتا ہے کہ ان سے فاطمہؓ نے کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آمد و رفت گراں ہے سب نے اجازت دے دی، آپ ﷺ نے میمونہؓ کے گھر سے نکلے کر عائشہ کے گھر کی طرف اس طرح روانہ ہوئے کہ آپ ﷺ عائشہؓ کے گھر میں داخل ہو گئے، غالباً ابن عباسؓ سے پوچھا کہ وہ دوسرا شخص کون تھا کہ لوگوں نے لاعلمی ظاہر کی تو انھوں نے کہا کہ وہ علی بن ابی طالب تھے۔

آپ ﷺ کا ازواج مطہرات سے اجازت چاہنا...... حضرت عائشہؓ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار ہو گئے اور درد شدید ہو گیا تو آپ ﷺ نے تو آپ ﷺ نے اپنی ازواج سے اس امر کی اجازت چاہی کہ آپ ﷺ کی تیمارداری میرے گھر میں کی جائے سب نے آپ ﷺ کو اجازت دے دی آپ ﷺ اپنے دونوں پاؤں زمین پر رگڑتے ہوئے فضل بن عباس اور ایک شخص کے درمیان نکلے۔

آپ ﷺ نے فرمایا وہ علی ہے...... عبیداللہ (راوی حدیث) نے کہا جو کچھ عائشہ نے کہا اس کی میں نے ابن عباس کو خبر دی تو انھوں نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو وہ دوسرا شخص کون تھا، جس کا عائشہ نے نام نہیں لیا، میں نے کہا نہیں ابن عباسؓ نے کہا وہ علیؓ تھے، ان کے کسی خیر پر عائشہ کا دل خوش نہیں ہوتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ سات مشکوں سے پانی ڈالو...... حضرت عائشہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں داخل ہونے کے بعد اس حالت میں کہ آپ ﷺ کا درد شدید ہو گیا تھا، فرمایا کہ مجھ پر سات، مشکوں سے (پانی) ڈالو جن کی ڈوریاں نہ کھولی جائیں، میرے ذمے ضروری ہے کہ لوگوں سے عہد لوں، ان دونوں یعنی (میمونہ کے گھر سے لانے والوں) نے آپ ﷺ کو حفصہؓ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لگن میں بٹھا دیا ہم لوگ ان مشکوں سے آپ ﷺ پر پانی ڈالنے لگے، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ہماری طرف اشارہ کرنے لگے کہ بس تم لوگ کر چکے، پھر آپ ﷺ لوگوں کی جانب نکلے، انھیں نماز پڑھائی اور خطبہ سنایا۔

یزید بن بابنوس سے روایت ہے کہ میں نے اور میرے ایک ساتھی نے حضرت عائشہؓ سے ملنے کی اجازت چاہی انھوں نے ہمیں اجازت دی جب ہم لوگ داخل ہوئے، تو انھوں نے درمیان کا پردہ کھینچ لیا، اور ہمارے لئے ایک فرش بچھا دیا جس پر ہم لوگ بیٹھ گئے۔

آپ ﷺ نے جاریہ سے فرمایا...... انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے دروازے پر گزرتے تھے تو مجھے کوئی ایسی بات پہنچاتے تھے، جس سے اللہ نفع دے، آپ ایک روز گزرے مگر کچھ نہیں فرمایا پھر ایک روز گزرے مگر کچھ نہیں فرمایا تب میں نے کہا اے جاریہ (لونڈی) میرے لئے دروازے پر فرش بچھادیا میں آپ ﷺ کے راستے میں اس فرش پر بیٹھ گئی اور اپنے سر پر پٹی باندھ لی۔

آپ ﷺ نے بیماری کی حالت میں ازواج مطہرہ کو جمع فرمایا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس گزرے اور فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے کہا مجھے دردسر کی شکایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھی "ہائے سر" یعنی دردسر میں مبتلاء ہوں پھر آپ ﷺ چلے گئے، اور بہت تھوڑی دیر ٹھہرے تھے کہ آپ ﷺ کو ایک یعنی چادر میں لاد کر لایا گیا اور میرے گھر میں داخل کیا گیا۔

آپ ﷺ نے اپنی ازواج کو بلا بھیجا سب آپ ﷺ کے پاس جمع ہوئیں، فرمایا میں علیل ہوں اور تم لوگوں کے گھروں میں گھوم نہیں سکتا، لہٰذا تم لوگ چاہوں تو مجھے اجازت دے دو کہ میں عائشہ کے گھر میں میں رہوں، سب نے اجازت دے دی میں آپ ﷺ کی تیمارداری کرتی تھیں، حالانکہ میں نے آپ ﷺ کے قبل کسی مریض کی تیمارداری نہیں کی تھی۔

آپ ﷺ کا دریافت کرنا کہ کل میں کہاں ہوں گا...... جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض شدید ہوگیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں کل کہاں ہوں گا" لوگوں نے کہا فلاں بیوی کے یہاں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر میں کل کے بعد کہاں ہوں گا، لوگوں نے کہا فلاں بیوی کے پاس یہاں ،ازواج سمجھ گئیں کہ آپ ﷺ کی مراد عائشہؓ ہیں، سب نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے اپنے دن اپنی بہن عائشہ کو ہبہ کردیئے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج پر دورہ کیا کرتے تھے، جب آپ ﷺ میمونہؓ کے گھر میں تھے تو آپ ﷺ کی ازواج سمجھ گئیں کہ آپ ﷺ میرے گھر میں رہنا چاہتا ہیں، انھوں نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا وہ دن جو ہمیں پہنچتا ہے ہماری بہن عائشہؓ کے لئے ہے۔

مسواک جو آنحضرت ﷺ نے مرضِ وفات میں کی تھی۔

عائشہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی روز واپس ہوکر میرے حجرے میں آ گئے تو میری آغوش میں کروٹ کے بل لیٹ گئے، میرے پاس ابوبکرؓ کے خاندان میں سے ایک شخص آیا جس کے ہاتھ میں سبز مسواک تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے مسواک کی طرف حالانکہ وہ اس کے ہاتھ میں تھی ایسی نظر سے دیکھا کہ میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ کو اس کی خواہش ہے، میں نے کہا کہ رسول اللہ آپ ﷺ چاہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کو یہ مسواک دوں، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، میں نے اسے لے کے چبایا جب نرم ہوگئی تو آپ ﷺ کو دی، آپ ﷺ نے اس سے بہت زیادہ دانت صاف کیے جتنے کہ اس کے قبل میں نے آپ ﷺ کو دانت صاف کرتے دیکھا تھا، پھر آپ ﷺ نے اسے رکھ دیا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں آپ ﷺ

کے پاس آئے میں آپ ﷺ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھی، عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں مسواک تھی، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ میں اسے دانتوں سے نرم کردوں میں نے نرم کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی۔

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ کو کہتے سنا کہ مجھ پر اللہ کے انعامات اور میرے ساتھ اس کے اچھ عطایا میں سے تھا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات میرے مکان میں میری باری کے دن میں اور میرے ہی آغوش میں ہوئی، موت تک وقت بھی میرا اور آپ ﷺ کا لعاب دہن جمع ہو گیا۔

قاسم بن محمد نے کہا کہ جو کچھ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ سب ہم سمجھ گئے مگر آپ ﷺ کے اور آنحضرت کے لعاب دہن میں کیونکہ اجتاع ہوا، انھوں نے کہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ام رومان آپ ﷺ کی عیادت کے لئے آئے ان کے ہاتھ میں تر مسواک تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسواک کا بہت شوق تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنی نظر اس کی طرف اٹھاتے ہیں اے عبدالرحمٰن مسواک کو دانت سے کچل کے مجھے دے دو، میں نے اسے چبایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں ڈال دیا آپ ﷺ نے اس سے مسواک کی میرے اور آپ ﷺ کے لعاب دہن کا اجتماع ہو گیا۔

دوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض میں پلائی گئی ...... عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے تو آپ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہوئی، پھر افاقہ ہوا جس وقت آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو ازواج آپ ﷺ کو دوا پلا رہی تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیونکہ تم لوگوں نے مجھے دوا پلا دی، حالانکہ میں روزہ دار تھا؟ شاید اسماء بنت عمیس نے تمہیں اس کا حکم دیا کہ کیا انھیں یہ اندیشہ تھا کہ مجھے (مرض) ذات الجنب ہے؟ اللہ کی مرضی نہیں ہے کہ وہ مجھ پر ذات الجنب کو مسلط کرے، سوائے میرے چچا عباسؓ کے گھر میں کوئی بغیر دوا پلائے نہ چھوڑا جائے، جیسا کہ ان لوگوں نے مجھے پلائی، آپ ﷺ کی ازواج اٹھ کر ایک دوسرے کو دوا پلانے لگیں۔

آپ ﷺ کو ایک روز شدید درد ہو گیا تھا ...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کولے میں درد ہو جاتا تھا جو بہت شدید تھا، ایک روز وہی درد آپ ﷺ کو ہو گیا، جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی بے ہوشی طاری ہوئی ہم لوگ یہ سمجھے کہ بستر پر آپ ﷺ کی وفات ہو گئی، ہم نے آپ ﷺ کو دوا پلا دی جب افاقہ ہوا تو آپ ﷺ سمجھ گئے کہ ہم نے آپ ﷺ کو دوا پلائی ہے، فرمایا تم لوگ سمجھتی تھیں کہ اللہ نے مجھے پر ذات الجنب کو مسلط کیا ہے، اللہ کی مرضی نہیں ہے کہ اسے مجھ پر غالب کرے واللہ گھر میں کوئی بغیر اس کے نہ رہے کہ تم اسے دو پلاؤ، سوائے میرے چچا عباسؓ کے۔

پھر گھر میں کوئی نہ بچا جسے دوا نہ پلائی گئی ہو اتفاق سے آپ ﷺ کی ازواج میں سے کسی نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں، لوگوں نے کہا کہ تم سمجھتی ہو گی ہم تمہیں چھوڑ دیں گے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گھر میں کوئی بغیر دوا پلائے نہ چھوڑا جائے ہم نے انھیں بھی دوا پلا دی، حالانکہ وہ روزہ دار تھیں۔

حضرت ام سلمہ سے روایت ...... ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درد میمونہؓ کے گھر

میں شروع ہوا جب آپ ﷺ کی تکلیف میں کمی ہوگئی تو آپ ﷺ نے نکل کر لوگوں کو نماز پڑھائی، جب شدت محسوس کی تو فرمایا کہ لوگوں کو حکم دو کہ وہ نماز پڑھ لیں ہم نے آپ ﷺ پر ذات الجنب کا اندیشہ کیا شدت ہوگئی، تو دوا پلا دی۔

آپ ﷺ کو دوا پلائی اسما بنت عمیس کے کہنے پر...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوا کی تیزی محسوس کی تو افاقہ ہوگیا، تو فرمایا تم لوگوں نے میرے ساتھ کیا کیا انھوں نے کہا ہم نے آپ ﷺ ک دوا پلائی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کس چیز کی؟ ہم نے کہا عود ہندی قدرے کم کسم، اور چند قطرے روغن زیتون کے، آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں کس نے اس کا مشورہ دیا، انھوں نے کہا کہ اسماء بنت عمیس نے،

فرمایا! یہ وہ طب ہے جوان کے پاس ملک حبشہ سے آئی ہے، گھر میں کوئی بغیر دوا پلائے نہ رہنے پائے، سوائے ان کے جو رسول اللہ کے چچا تھے یعنی عباسؓ، پھر فرمایا کہ وہ کیا چیز تھی جس کا تمہیں مجھ پر اندیشہ تھا، تو انھوں نے کہا ذات الجنب، فرمایا اللہ کی مرضی نہیں ہے کہ وہ اسے مجھ پر مسلط کرے۔

آپ ﷺ کو بہت تیز بخار ہوا تھا...... حضرت عثمانؓ بن محمد الاخنسی سے روایت ہے کہ ام بشر بن البراء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں، انہوں نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا بخار آپ ﷺ کو ہے کسی کو نہ ہوا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے لئے دو چند مصیبت ہوتی ہے، جیسا کہ ہمارے لئے دو چند اجر ہوتا ہے۔

فرمایا کہ لوگ میرے مرض کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ ذات الجنب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی مرضی نہیں ہے کہ وہ اسے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مسلط کرے کیونکہ وہ تو شیطان کی مار ہے، یہ اس لئے لقمے کی وجہ سے ہے جیسے میں نے اور تمہارے بیٹے (بشر بن البراء نے یوم خیبر میں) کھایا تھا، یہ وہ وقت ہے کہ اس نے میری رگ پشت کاٹ دی۔

آپ ﷺ کو دوا پلایا...... ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درد ہوا تو لوگوں نے آپ ﷺ کو دوا پلائی، آپ ﷺ نے فرمایا، تمہیں کس نے اس کا مشورہ دیا کیا تمہیں یہ اندیشہ ہوا کہ مجھے ذات الجنب ہوگا، اللہ کی مرضی نہیں ہے کہ وہ اسے مجھ پر مسلط کرے تمہیں اسماء بنت عمیس نے اس کا مشورہ دیا جو اسے ملک حبشہ سے لائیں، سوائے میرے چچا عباسؓ کے گھر میں کوئی بغیر دوا پلائے نہ چھوڑا جائے۔

ابن عباسؓ نے کہا کہ پھر ایک دوسرے کو دوا پلانے لگے۔

آپ ﷺ کی طرف بطور سزا کے...... حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام سے روایت ہے کہ ام سلمہؓ اور اسماء بنت عمیس نے ہی نے آپ ﷺ کو دوا پلائی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کی وجہ سے اس روز میمونہ کو بھی دوا پلائی گئی حالانکہ وہ روزہ دار تھیں یہ گویا آپ ﷺ کی طرف سے ان لوگوں کو سزا تھی۔

آپ ﷺ کا مرض الموت میں دینار تقسیم فرمانا...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ دینار آئے جنہیں آپ ﷺ نے سوائے چھ کے سب کو تقسیم کر دیا چھ دینار اپنی کسی زوجہ کو دے دیئے، آپ ﷺ کو نیند نہ آئی، فرمایا کہ وہ چھ دینار کیا ہوئے، لوگوں نے کہا آپ ﷺ نے وہ فلاں بیوی کو دے دیئے، فرمایا کہ وہ میرے پاس لاؤ جب لائے گئے، تو آپ ﷺ نے ان میں سے پانچ انصار کے پانچ گھروں میں تقسیم کر دیے، اور فرمایا کہ اس ایک کو خرچ کرو اس کے بعد ارشاد ہوا، آپ ﷺ مجھے چین آیا، اور آپ ﷺ سو رہے۔

آپ ﷺ نے حضرت عائشہ سے دینار لے کر تقسیم فرما دیا...... عبدالمطلب بن عبداللہ بن حطب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جو آپ ﷺ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھیں فرمایا اے عائشہؓ وہ سونا کیا ہوا انہوں نے کہا میرے پاس ہے فرمایا کہ اسے خرچ کر ڈالو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہو گئی۔ آپ ﷺ ان کے (عائشہ کے) سینے ہی پر تھے، جب افاقہ ہوا تو فرمایا کہ اے عائشہ کیا، وہ سونا تم نے خرچ کر دیا؟ انھوں نے کہا، واللہ نہیں، یا رسول اللہ، آپ ﷺ نے اسے منگا، اپنے ہاتھ پر رکھا، شمار کیا تو چھ دینار تھے، فرمایا، محمد ﷺ کا اپنے رب کے ساتھ کیا گمان ہوگا اگر وہ اس حالت میں اللہ سے ملاقات کرے کہ یہ اس کے پاس ہو، آپ ﷺ نے وہ سب خرچ کر دیئے اور اسی روز آپ ﷺ کی وفات ہو گئی۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ احد کے پہاڑ کے برابر ہو تو بھی تین دن نہ گزرنے دوں

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر یہ احد میرے پاس سونا (ہو کر آ جائے) تو میں یہ پسند نہ کروں گا کہ اس حالت میں اس پر تین دن بھی گزریں کہ میرے پاس اس میں کا ایک دینار بھی باقی ہو اور مجھے ایسا شخص بھی ملے جو اسے بطور صدقہ کے قبول کرے سوائے اس کے کہ میں اس سے کچھ بقدر اس قرض کے جو مجھ پر ہے محفوظ کر لوں۔

آپ ﷺ کا نماز عصر سے فارغ ہونے کے بعد...... عقبہ بن الحارث سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر سے فارغ ہو کر لوٹے تو آپ ﷺ اس قدر تیزی سے گئے کہ آپ ﷺ کو کسی نے نہ پایا لوگوں کو آپ ﷺ کی سرعت سے تعجب ہوا جب آپ ﷺ ان کے پاس واپس آئے تو آپ ﷺ نے ان کے چہرے میں جو (اثر تعجب) تھا پہنچان لیا فرمایا میرے پاس گھر میں میں سونا تھا، مجھے یہ ناگوار ہوا کہ میں اسے اپنے پاس وقت گزارنے دوں اس لئے میں نے اس کی تقسیم کا حکم دے دیا۔

آپ ﷺ رات بھر نہ سوئے...... حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح ہوئی تو میرے چہرے سے معلوم ہوا کہ رات اس حالت میں گزری ہے کہ کسی امر نے آپ ﷺ کو فکر میں ڈال دیا ہے، لوگوں عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ ﷺ کے چہرے میں تغیر پاتے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ آج رات آپ ﷺ کو کسی امر نے متفکر کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بات) یہ ہے کہ سونے کا دو اوقیہ رات کو میرے پاس

رہ گیا تھا جسے میں نے روانہ نہیں کیا تھا۔

آپ ﷺ نے حضرت عائشہ سے فرمایا...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا کہ سونا کیا ہوا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ میرے پاس ہے فرمایا، یہاں لاؤ وہ سات اور پانچ دینار کے درمیان تھے آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں رکھا اور فرمایا کہ محمد ﷺ کے متعلق اللہ کیا گمان کرے گا، اگر وہ اللہ سے اس حالت میں ملے کہ یہ دینار اس کے پاس ہوں (اے عائشہؓ) انھیں خرچ کر ڈالو۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وفات میں فرمایا اے عائشہؓ وہ سونا لاؤ، وہ آپ ﷺ کے پاس دینار لائیں جو سات تھے، آپ ﷺ نے انہیں ہاتھ میں لیا، اور فرمایا کہ محمد ﷺ کا کیا گمان ہے اگر وہ اللہ سے ملے اور یہ دینار اس کے پاس ہوں۔

آپ ﷺ نے سائل کو دے دیئے...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ شام ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آٹھ درم آئے، آپ ﷺ نے برابر اس حالت میں کھڑے یا بیٹھے رہے کہ آپ ﷺ کو نیند نہ آتی تھی یہاں تک کہ ایک سائل کو سوال کرتے سنا تو آپ ﷺ نے میرے پاس سے نکلے اور زیادہ دیر نہ گزری کہ اندر آئے، میں نے آپ ﷺ کی سانس کی آواز سنی، صبح ہوئی تو عرض کی یا رسول اللہ میں نے آپ ﷺ کو ابتدائی شب میں بیٹھا یا کھڑا دیکھا، آپ ﷺ کو نیند نہ آتی تھی، یہاں تک کہ ایک سائل کو سوال کرتے سنا تو آپ ﷺ میرے پاس سے نکلے اور زیادہ دیر نہ گزری کہ اندر آئے، میں نے آپ ﷺ کی سانس کی آواز سنی۔ فرمایا کہ ہاں شام ہونے کے بعد آٹھ درم آئے اللہ کیا سمجھے گا، اگر میں اس سے اس حالت میں ملوں کہ چند درم پاس ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ دینار حضرت علی کی طرف بھیج دو...... حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات دینار تھے جو آپ ﷺ نے عائشہ کے پاس رکھ دیئے تھے جب آپ ﷺ بیمار ہوئے تو فرمایا اے عائشہؓ سونے کے دینار علیؓ کے پاس بھیج دو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہوگئی، اور حضرت عائشہ آپ ﷺ کی بیماری میں مشغول ہوگئیں،، آپ ﷺ تین مرتبہ یہی فرمایا اور ہر مرتبہ آپ ﷺ پر بیہوشی طاری ہو جاتی تھی، اور غشی عائشہ کو مشغول کر لیتی تھی، انھوں نے وہ علیؓ کے پاس بھیج دیئے، اور حضرت علیؓ نے تصدیق کر دیئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوشنبہ کی شام ہوئی جو موت کی شب تھی، حضرت عائشہؓ نے کسی بیوی کے پاس اپنا چراغ بھیجا اور کہا کہ اس میں اپنے مشکیزے سے گھی ٹپکا دو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی شب ہوئی ہے۔

کنیسہ جس کا تذکرہ ازواج مطہرات نے مرض نبوی ﷺ میں کیا آنحضرت ﷺ نے کنیسے کے متعلق کیا فرما

آپ ﷺ سے کنیسہ کے بارے میں کیا فرماتے...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے بہ زمانہ بیماری جناب رسالت آپ ﷺ، آپ ﷺ ہی کے حضور میں اس کنیسے کا آپس میں ذکر کیا جو ملک حبشہ میں تھا، اور جس کا نام ماریہ تھا، انھوں نے اس کی خوب صورتی و تصاویر کا تذکرہ کیا، ام سلمہ

ؓ وام حبیبہ ﷺ ملک حبشہ میں جا چکی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ قوم ہے کہ جب ان میں کوئی مرد صالح ہوتا ہے تو یہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بنالیتے ہیں، وہ لوگ خدا کے نزدیک بدترین خلایق ہیں۔

حضرت عائشہؓ وعبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض نازل ہوا تو آپ ﷺ اپنے چہرے پر سارا رومال (مربع وسیاہ) ڈالنے لگے، جب آپ ﷺ کا دم گھٹتا تھا تو اسے اپنے چہرے سے ہٹا دیتے تھے، آپ ﷺ اسی طرح کر رہے تھے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہود ونصاریٰ پر خدا کی لعنت کہ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد بنالیا، آپ ﷺ لوگوں کو ان یہود ونصاریٰ کے عمل سے ڈرا رہے تھے۔

آپ ﷺ انبیاء اور صالحین کی قبروں کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا

جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پانچ روز قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا خبردار جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیاء وصالحین کی قبور کو مساجد بنالیتے تھے، مگر تم لوگ قبور کو مساجد نہ بنانا، کیونکہ میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔

آپ ﷺ نے بدعا کی خدا تعالیٰ یہود ونصاریٰ کو غارت کرے ...... عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو آخری بات معلوم ہوئی، وہ یہ تھی کہ "خدا غارت کرے یہود کو انھوں نے نے اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد بنالیا۔

اسماعیل بن ابی حکیم سے روایت ہے کہ انھوں نے عمرو بن عبدالعزیز کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عارضہ موت میں فرمایا کہ خدا غارت کرے یہود ونصاریٰ کو جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا، یہود ونصاریٰ کے دونوں دین ملک عرب میں ہرگز باقی نہ رہیں گے۔

آپ ﷺ سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ...... حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی پرستش کی جائے، اس قوم پر اللہ کا بہت سخت غضب ہوا جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد بنالیا۔

آپ ﷺ نے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے منع فرمایا

حضرت عائشہ سے روایت ...... حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض میں فرمایا جس سے آپ ﷺ نہ اٹھے، کہ یہود ونصاریٰ پر اللہ لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا، اگر یہ ارشاد نہ ہوتا تو لوگ آپ ﷺ کی قبر کی محض زیارت نہ کرتے بلکہ اس پر سجدہ کرتے لیکن آپ ﷺ نے پہلے ہی اس کے سجدہ گاہ بنائے جانے کا خوف ظاہر کردیا۔

آپ ﷺ دفن کی جگہ ...... حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ لوگوں نے مشورہ کیا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں دفن کریں، حضرت عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے آغوش میں سر رکھے ہوئے تھے

، جب آپ ﷺ نے فرمایا ،اللہ ان قوموں کو غارت کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبریں مسجد بنالیں ،توان سب کی رائے اس پر متعلق ہوگئی ،کہ آپ ﷺ کو عائشہ کے مکان میں اسی مقام پر دفن کریں جہاں آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔
اے اللہ گواہ ،اے اللہ گواہ رہنا

حضرت کعب بن مالک سے روایت ہے کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات کا قریب تر زمانہ آپ ﷺ کی وفات سے پانچ روز پہلے کا ہے ،میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جولوگ تم سے پہلے تھے ،انھوں نے اپنے مکان کو قبر بنالیا ،تمہیں اس سے منع کرتا ہوں خبر دار کیا میں حق کی تبلیغ کر دی ،اے اللہ گواہ رہ ،اے اللہ گواہ رہ۔
آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ یہودی پر لعنت کرے

حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہ زمانہ بیماری عیادت کرنے آئے ،ہم نے آپ ﷺ کو اس حالت میں پایا کہ آپ ﷺ ایک عدنی چادر سے منہ ڈھانکے کھڑے تھے آپ ﷺ نے اپنا منہ کھول دیا ،اور فرمایا کہ واللہ یہود پر لعنت کرے جو چربی کو حرام کہتے ہیں۔اوراس کی قیمت کھاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنا ،اللہ اس قوم پر لعنت کرے ،جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد بنالیا۔

نامہ جس کے لکھنے کا آنحضرت ﷺ نے مرض موت میں ارادہ فرمایا

آپ ﷺ نے فرمایا کہ دوات اور کاغذ لاؤ...... ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پنجشنبہ کو بیمار ہوئے وہ کہہ کر ابن عباسؓ رونے لگے اور کہنے لگے پنجشنبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درد شدید ہوگیا تو فرمایا دوات کاغذ لاؤ میں تمہارے لئے ایسا فرمان لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوسکو ،جولوگ آپ ﷺ کے پاس تھے ،ان میں سے کسی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں چھوڑتے ہیں ،پھر آپ ﷺ سے کہا گیا کہ آیا جو آپ ﷺ نے طلب فرمایا (دوات وکاغذ) ہم آپ ﷺ کے پاس لائیں ،آپ ﷺ نے فرمایا اس (گفتگو) بعد آپ ﷺ نے وہ کاغذ وغیرہ نہیں منگایا۔

سلیمان بن ابی مسلم نے جو ابن ابی نجیح کے ماموں تھے سعید بن جبیر سے سنا کہ ابن عباس نے کہا پنجشنبہ ،اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درد شدید ہوگیا ،آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس دوات اور کاغذ لاؤ ،میں تمہیں ایسا فرمان لکھ دوں کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو لوگ آپس میں جھگڑنے لگے۔حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑنا مناسب نہیں ،پھر لوگوں نے کہا آپ ﷺ کا کیا حال ہے کیا آپ ﷺ نے ہمیں چھوڑ دیا ،چلوں خود آنحضرت ﷺ سے دریافت کریں۔

لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے اوراسی بات کو دہرائے آپ ﷺ نے فرمایا ،مجھے چھوڑ دو کیونکہ میں جس حالت میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو میں تمہیں تین وصیتیں کرتا ہوں مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو ،وفد آنے والے قاصدوں کی اس طرح مدارات کرو جس طرح میں میں ان کی مدارات کیا کرتا تھا تیسری وصیت سے راوی نے سکوت کیا ،(ارادہ کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ ابن عباس نے اسے بیان کیا اور میں بھول گیا ،یا

انھوں نے دیدہ ودانستہ اس سے سکوت کیا۔

حضرت عمرؓ کی مشورہ کی وجہ آپ ﷺ نے ارادہ تبدیل کرلیا ...... حضرت جابر بن عبداللہ الانصاری سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عارضہ ہو جس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ نے ایک کاغذ منگایا کہ اپنی امت کے لئے ایسا فرمان لکھ دیں جس سے نہ وہ گمراہ کئے جاسکیں، گھر میں شور اور بات چیت ہونے گئی، عمرؓ بن الخطاب نے (آپ ﷺ سے گفتگو کی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال ترک فرمادیا

حضرت علیؓ سے روایت ...... حضرت علی ابن طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری جب شدید ہوگئی تو فرمایا، اے علیؓ میرے پاس ایک طبق (کاغذ) لاؤ تو میں وہ بات لکھ دوں کہ میرے بعد میری امت گمراہ نہ ہو علیؓ نے کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کاغذ لانے سے پہلے آپ ﷺ کی جان نہ چلی جائے، میں کاغذ سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوں (مجھ سے زبانی فرمادیجئے)

آپ ﷺ نے فرمایا جس نے رسالت کی گواہی دی دوزخ حرام ...... آپ ﷺ کا سر میری باہوں اور بازوؤں کے درمیان تھا کہ آپ ﷺ وصیت فرمانے لگے، نماز اور زکوٰۃ اور جن (غلاموں) کے تم لوگ مالک ہو (ان کا خیال رکھنا) آپ ﷺ اسی طرح فرمارہے تھے، کہ روح پرواز کرگئی۔ آپ ﷺ نے کلمہ شہادت "لاالہ الاالله واشهدان محمد اعبده ورسوله کا حکم دیا اور فرمایا جس نے ان دونوں (توحیدورسالت) کی شہادت دی اس پر دوزخ حرام کردی گئی۔

ابن عباس سے روایت ...... ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ پنجشنبہ اور کونسا پنجشنبہ؟ راوی نے کہا کہ گویا میں ابن عباسؓ کے آنسوں دیکھ رہا ہوں جوان کے رخسار پر موتی کی لڑی کی طرح (جاری) تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس کتف اور دوات لاؤ، میں تمہارے لئے ایک فرمان لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو، لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں چھوڑتے ہیں۔

آپ ﷺ مرض کی حالت میں فرمایا ...... حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے ہمارے اور عورتوں کے درمیان پردہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سات مشکوں سے غسل دو اور کاغذ دوات لاؤ میں تمہارے لئے ایک ایسا فرمان لکھ دوں جس کے بعد تم لوگ بھی گمراہ نہ ہو عورتوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ ﷺ کی حاجت کی چیز یعنی کاغذ وغیرہ لے آؤ، میں نے کہا تم خاموش رہو تم لوگ آپ ﷺ کی اس طرح کی ساتھ والیاں ہو کہ جب آپ ﷺ مریض ہوئے تو تم نے اپنی آنکھیں نچوڑ دیں یعنی خوب روئیں اور جب آپ ﷺ تندرست ہوئے تو تم نے آپ ﷺ کی گردن پکڑلی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عورتیں تم لوگوں سے بہتر ہیں

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت کاغذ منگایا کہ اپنی

امت کے لئے ایسا فرمان لکھ دیں جس سے وہ گمراہ ہوں نہ گمراہ کئے جائیں ،لوگوں نے آپ ﷺ کے پاس شور کیا ،یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ترک کر دیا۔

آپس میں اختلاف...... ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو گھر میں لوگ تھے جن میں عمرؓ بن الخطاب بھی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آؤ میں تمہارے لئے ایک فرمان لکھ دوں کہ اس کے بعد تم لوگ گمراہ نہ ہو، عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درد غالب ہے، تمہارے پاس قرآن ہے، جو کافی ہے۔

گھر والوں نے اختلاف کیا اور جھگڑنے لگے، بعض وہ تھے جو کہتے تھے، (کاغذ آپ کے) قریب کر دوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے کئے لکھ دیں دوسرے لوگ وہی کہتے تھے، جو عمرؓ نے کہا تھا، جب شور واختلاف بہت ہو گیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے پریشان کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ نے کہا کہ ابن عباس کہا کرتے تھے، مصیبت اور وہ بھی پوری مصیبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان لکھنے میں جو چیز حائل ہوئی وہ ان کا اختلاف اور شور وغل تھا۔

آپ ﷺ نے مرض وفات میں فرمایا...... ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں فرمایا میرے پاس دوات و کاغذ لاؤ میں تمہارے لئے ایسا فرمان لکھ دوں، جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو، عمر بن الخطاب نے کہا کہ فلاں فلاں روم کے شہروں کا کون فاتح ہوگا، رسول اللہ علیہ وسلم ہرگز مرنے والے نہیں تاوقتیکہ ہم لوگ اسے فتح نہ کر لیں اور اگر آپ ﷺ فتح کے قبل مر گئے، تو ہم لوگ آپ ﷺ کا انتظار کریں گے، جیسا بنی اسرائیل نے موسیٰ کا انتظار کیا تھا، زینبؓ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کیا تم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں سنتے جو تم سے عہد لیتے ہیں لوگوں نے شور کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اٹھ جاؤ لوگ گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے مقام پر وفات ہو گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں عباسؓ نے علیؓ سے کیا کہا؟

آپ ﷺ کی بیماری کے وقت...... عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دور میں جس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی آپ ﷺ نے کس طرح صبح کی انھوں نے کہا بحمد اللہ تندرستی کی حالت میں صبح کی۔

عباس بن عبد المطلب نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ تم نہیں دیکھتے کہ تین سب کے بعد تم لاٹھی کے غلام ہو گئے، واللہ مجھے نظر نہیں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس درد میں وفات پا جائیں گے میں اولاً عبد المطلب کے چہرے (بوقت وفات) پہنچانتا ہوں، تم ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو، ہم آپ ﷺ سے دریافت کریں کہ آپ ﷺ کے بعد یہ حکومت کس کو ملے گی؟ اگر ہم کو ملے تو ہمیں وصیت کر دیں۔

حضرت علیؓ نے کہا، واللہ اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی درخواست کریں گے تو آپ ﷺ ہمیں اس سے روکیں گے کہ لوگ تمہیں یہ خلافت کبھی نہیں دیں گے اس لئے میں آپ ﷺ سے کبھی درخواست نہ کروں گا۔

حضرت عامر الشعبی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات میں علیؓ سے کہا کہ میں آپ ﷺ کی وفات کو عنقریب سمجھتا ہوں، تم ہمیں آپ ﷺ کے پاس لے چلو تو ہم آپ ﷺ سے دیافت کریں کہ کون آپ ﷺ کا خلیفہ ہوگا، اگر ہم میں سے آپ ﷺ کسی کو خلیفہ بنائیں تو بہتر ہے ورنہ ہمیں وصیت کر دیں تا کہ ہم اس شخص کو یاد رکھیں کو آپ ﷺ کے بعد خلیفہ ہو، علیؓ نے ان اس وقت وہی کہا جو پہلے کہا تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھائیے تو انھیں صاحب نے علی سے کہا کہ آپ ﷺ اپنا ہاتھ پھیلائیے میں آپ ﷺ سے بیعت کرلوں تا کہ لوگ بھی آپ ﷺ سے بیعت کرلیں مگر علیؓ نے اپنا ہاتھ روک لیا۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عباسؓ بن عبدالمطلب کی اولاد کو بلا بھیجا اور انھیں پاس جمع کیا علیؓ ان کے گھر میں ایسے مقام پر تھے کہ وہاں کوئی اور نہ تھا، عباسؓ نے علیؓ سے کہا، اے بھتیجے میں نے ایک رائے سوچی ہے مگر میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے بغیر مشورہ لئے کچھ کروں، علیؓ نے کہا وہ کیا؟ انھوں نے کہا ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور آپ ﷺ سے دریافت کریں کہ آپ ﷺ کے بعد یہ امر (خلافت) کس کی طرف ہوگا۔ اگر ہم میں ہوتو ہم اسے ترک نہ کریں، واللہ ہم میں سے کسی کا روئے زمین پر کوئی مال باقی نہ رہا۔ اور اگر کسی اور میں ہوتو ہم آپ ﷺ کے بعد اسے کبھی طلب نہ کریں، حضرت علیؓ نے کہا اے میرے چچا یہ حکومت تو آپ ﷺ ہی کی ہوگئی، کوئی ہے بھی جو آپ ﷺ سے جھگڑا کر سکے، ابن عباسؓ نے کہا پھر سب لوگ منتشر ہو گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں گئے۔

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ ﷺ کے مرض وفات میں عباس آئے تو حضرت علیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ آپ ﷺ کیا چاہتے ہیں، عباسؓ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ ہم میں سے کسی کو خلیفہ بنادیں، حضرت علیؓ نے کہا آپ ﷺ ایسا نہ کیجئے، پوچھا کیوں؟ جواب دیا، مجھے اندیشہ ہے کہ آنحضرت فرمادیں گے ''نہیں'' اور آپ ﷺ کے نہیں کہنے کے بعد جب ہم لوگوں سے خلافت طلب کریں گے تو وہ بھی انکار کردیں گے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا ہے۔

حضرت فاطمہؓ بنت حسینؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عباسؓ نے کہا ''اے علیؓ تم اٹھو تا کہ تمام لوگ تم سے بیعت کریں موقع جب ایک مرتبہ گزر جاتا ہے تو دوبارہ نہیں آتا، اس وقت موقع ہے حضرت علیؓ نے کہا، کون ہے جو ہمارے سوا اس معاملے میں طمع کرے گا، حضرت عباسؓ نے کہ او اللہ میرا گمان ہے ہے کہ کوئی ہو جائے گا۔

جب ابوبکرؓ سے بیعت کر کے لوگ مسجد کو واپس ہوئے تو حضرت علیؓ نے تکبیر سنی، پوچھا یہ کیا ہے، حضرت عباسؓ نے کہا یہ وہی ہے جس کی میں نے تمہیں دعوت دی تھی، اور تم نے مجھے سے انکار کیا تھا، حضرت علیؓ نے کہا کیا یہ ممکن ہے عباسؓ نے جواب دیا کہ اس قسم کا موقع دوبارہ کبھی نہیں آتا، حضرت عمرؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوگئی، اور ابوبکرؓ آپ ﷺ کے پاس نکلے تو حضرت علیؓ اور عباسؓ اور زبیر آپ ﷺ کے پیچھے تھے، یہ وقت کی بات ہے جب عباسؓ گفتگو کر رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی فاطمہؓ سے کیا فرمایا؟...... حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں اپنی بیٹی فاطمہ کو بلایا اور خفیہ طور پر ان سے کچھ کہا

تو وہ رونے لگیں، پھر انھیں بلایا، اور پوشیدہ طور پر ان سے کچھ کہا تو وہ ہنسنے لگیں۔

حضرت عائشہ نے کہا کہ میں نے ان سے اس بات کو پوچھا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی کہ وہ اپنے اس درد میں اٹھا لیے جائیں گے، تو میں نے رونے لگی، تو میں (خوش ہو کر) ہنسی۔

حضرت عائشہ نے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ ہوئی تھی کہ فاطمہؓ اس طرح چلتی ہوئی آئیں کہ ان کی رفتار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار کے مشابہ تھی، آپ ﷺ نے فرمایا میری بیٹی کو "مرحبا" پھر آپ ﷺ نے انھیں اپنی بائیں جانب یا داہنی جانب بیٹھا لیا اور خفیہ طور پر ان سے کچھ کہا وہ رونے لگیں، پھر ان سے خفیہ طور پر کچھ فرمایا تو ہنسنے لگیں، میں نے کہا رونا اور ہنسنا میں نے اس طرح قریب تر نہیں دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تمھیں اپنے کلام کے لئے مخصوص کیا پھر تم روتی ہو، وہ کیا بات تھی جو طور راز کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے بیان کی، انھوں نے کہا میں ایسی نہیں ہوں کہ آپ ﷺ کا راز فاش کر دوں۔

جب آپ ﷺ کی وفات ہوگئی تو میں نے ان سے پھر دریافت کیا انھوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جبرئیل میرے پاس ہر سال آتے تھے، اور ایک مرتبہ قرآن کا دور کرتے تھے، اس سال بھی وہ آئے، اور دو دور کیے خیال کرتا ہوں کہ میری اجل آ گئی میں تمہارے لئے کیسا اچھا پیش رد ہوں، پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر والوں میں مجھ سے ملنے میں سب سے پہلی تم ہوگی میں اس کی وجہ سے روئی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس سے خوش نہیں کہ تم اس امت کی عورتوں یا تمام عالموں کی عورتوں کی سردار ہو جاؤ، تو میں ہنسی۔

ام سلمہؓ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت وفات آیا تو آپ ﷺ نے فاطمہ کو بلایا اور ان کے کان میں بات کہی، وہ رونے لگیں، پھر آپ ﷺ نے ان کے کان میں بات کہی، جس سے وہ ہنسنے لگیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک ان سے دریافت نہیں کیا، وفات کے بعد میں نے فاطمہؓ سے ان کے ہنسنے اور رونے کا سبب پوچھا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی کہ آپ ﷺ کی وفات ہو جائے گی، پھر آپ ﷺ نے مجھے خبر دی کہ مریمؑ بنت عمران کے بعد اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی تو اس کی وجہ سے میں ہنسی۔

ابی جعفر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فاطمہ کو ہنستے نہیں دیکھا، سوائے اس کے کہ ان کے منہ کا کنارہ کھل جاتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زیدؓ کے متعلق کیا فرمایا؟ ...... حضرت عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کو حکم دیا تھا کہ وہ لشکر بلغاء کی طرف لے جائیں جہاں ان کی والدہ ام جعفر شہید ہوئی تھیں، اسامہ اور ان کے ساتھی تیاری کر رہے تھے، اور انھوں نے الجرف میں لشکر جمع کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پڑ گئے، جب افاقہ ہوا اور آپ ﷺ نے کچھ راحت محسوس کی تو سر میں پٹی باندھ کر باہر تشریف لائے اور تین مرتبہ فرمایا، اے لوگوں اسامہ کے لشکر کو روانہ کر دو، یہ فرما کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے، بیماری بہت بڑھ گئی اور آپ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی یہ گفتگو سنی کہ آپ ﷺ نے اسامہؓ

بن زید کو مہاجر و انصار پر عامل بنا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ منبر پر بیٹھے آپ ﷺ نے اللہ کی حمد وثناء کی اور فرمایا اے لوگوں! اسامہ کے لشکر کو روانہ کر دو میری کی قسم، اگر اب تم نے ان کی امارات کے بارے میں کلام کیا ہے تو ان کے قبل تم نے ان کے والد کی امارت میں بھی کلام کیا ہے، حالانکہ وہ امارت کے اہل ہیں جس طرح ان کے والد بھی اس کے اہل تھے، لشکر اسامہ روانہ ہو گئے، وہ الجرف پہنچے اور لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے، وہ لوگ اس حالت میں روانہ ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدید ہو گئی تھی، اسامہ اور ان کے ہمراہ ہی انتظار کر رہے تھے کہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا فیصلہ کرتا ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری بہت بڑھ گئی تو میں اپنے لشکر سامنے آیا لوگ بھی میرے ہمراہ آ گئے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری تھی، آپ ﷺ بولتے نہ تھے، آپ ﷺ اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر مجھ پر چھوڑنے لگے، میں سمجھا کہ آپ ﷺ میرے لئے دعا کرتے ہیں۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ بھیجا جس میں ابوبکرؓ وعمرؓ بھی تھے، ان پر آپ ﷺ نے اسامہ بن زید کو عامل بنا دیا لوگوں نے ان کے بارے میں یعنی ان کے کمسن ہونے کے بارے میں طعن کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ منبر پر چڑھے اللہ کی حمد وثناء کی اور کہا لوگوں نے اسامہ کے ساتھ خبر کی وصیت کرتا ہوں۔

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر اسامہ بن زید کو امیر بنایا ، بعض لوگوں نے ان کی امارت میں طعن کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم ان کی امارت میں کلام کرتے ہو تم ان کے قبل ان کے والد کی امارت میں بھی کلام کرتے تھے، خدا کی قسم وہ امارت کے اہل تھے، وہ میرے محبوب ترین لوگوں میں تھے۔

حضرت عبداللہ بن سالم نے اپنے والد سے روایت کی ہے، انھوں نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے سنا کہ جس وقت آپ ﷺ نے اسامہ بن زید کو امیر بنایا تو آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ لوگوں نے اسامہ کی برائی کی اور ان کی امارت میں کلام کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا (بہ روایت سالم) خبردار تم لوگ اسامہ کی برائی کرتے ہو اور ان کی امارت میں طعن کرتے ہو حالانکہ اس کے قبل یہی تم ان کے باپ کے ساتھ بھی کر چکے ہو بخدا وہ امارت کے اہل تھے۔ وہ سب لوگوں سے زیادہ میرے محبوب تھے، اور ان کے بیٹے مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں لہٰذا ان کے بارے میں خبر کی وصیت قبول کرو کیونکہ وہ تمہارے بہترین لوگوں میں سے ہیں، لہٰذا ان کے بارے میں خیر کی وصیت قبول کرو، کیونکہ وہ تمہارے بہترین لوگوں میں سے ہیں، سالم نے کہا کہ میں نے عبداللہ کو بھی یہ حدیث بیان کرتے نہیں سنا یا سوائے اس کے کہ انھوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے فاطمہ کو مستثنیٰ نہیں کیا۔

آنحضرت ﷺ نے انصار کے لئے کیا فرمایا ...... حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم سات کنوؤں کے پانی کی سات مشکیں آپ ﷺ پر ڈالیں، ہم نے اس حکم کی تعمیل کی جب آپ ﷺ نے غسل کر لیا، تو آپ ﷺ کی راحت محسوس ہوئی، آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی انہیں خطبہ سنایا شہدائے احد کے لئے دعائے مغفرت کی اور ان کے لئے ورحمت کی دعا کی، پھر آپ ﷺ نے انصار کے لئے وصیت کی

،فرمایا اے گروہ مہاجرین تم نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ تم لوگ ترقی کرو گے اور انصار نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ وہ اپنی اس حالت سے جس پر وہ آج ہیں ترقی نہیں کریں گے، وہ ایسے ہیں کہ میں نے ان کے ہاں پناہ لی، ان کے کریم کا اکرام کرو اور ان کے برے آدمی سے درگزر رے کرو۔

عبداللہ بن کعب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر پٹی باندھے ہوئے باہر آئے اور فرمایا ،اے گروہ مہاجرین تم نے اس حالت میں صبح کی ہے ،کہ تم ترقی کرو گیا ور انصار نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ وہ جس حالت پر آج ہیں اس سے زیادہ ترقی نہیں کریں گے، میرے انصار ایسے ہیں کہ انہوں نے مجھے دی ان میں جو نیک ہوں ان کا اکرام کرنا جو مدہوں سے درگزر، اور جو محسن ہوں ان کے ساتھ احسان سے پیش آنا۔

ابوسعید الخدری سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب برآمد ہوئے ،تو لوگ علقہ کئے ہوئے آپ ﷺ کا حال دریافت کررہے تھے ،آپ ﷺ نہایت تیزی سے نکلے ،چادر کے دونوں کنارے شانوں پر پڑے تھے اور ایک سفید کپڑے کی پٹی سر پر بندھی تھی آپ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے لوگ اٹھ کر آپ ﷺ کی طرف آ گئے یہاں تک کہ مسجد بھر گئی ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ شہادت پڑھا ،جب اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا ،لوگوں انصار ایسے ہیں کہ انھوں نے مجھے پناہ دی اور ہر طرح سے میرا ساتھ دیا لہٰذا ان کے بارے میں میرا خیال رکھو، ان کے محسن کو قبول کرو اور ان کے بد سے درگزر کرو۔

نعمان بن مرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض موت میں فرمایا کہ ہر نبی کا ترکہ یا جائداد ہوتی ہے، انصار میرا ترکہ و جائداد ہیں ،لوگ کم بھی ہوتے ہیں اور زیادہ بھی لہٰذا تم ان کے محسن کو قبول کرو اور ان کے بد کو معاف کرو۔

ابوسعید الخدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے انصار وہ ہیں کہ مجھے اور میرے اہل بیت کو پناہ دی ،تم ان کے محسن کو قبول کرو اور ان کے بد سے درگزر کرو۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ (یہ مضمون عبیداللہ نے اپنی حدیث میں بیان کیا ، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے گئے ،آپ ﷺ سے کہا گیا کہ یہ انصار جو مسجد میں ہیں ان کی عورتیں اور مرد آپ ﷺ رفیق اعلیٰ سے جا ملیں گے ،پھر سب راوی اس حدیث میں متفق ہو گئے ،ان سب نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے آپ ﷺ تیزی کے ساتھ بڑھے اور منبر پر بیٹھ گئے ،آپ ﷺ ایک رضائی اوڑھے تھے جس کا ایک کنارا اپنے کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے ،اور سر میں ایک پٹی باندھے ہوئے تھے ،(عبیداللہ نے اپنی حدیث میں کہا کہ) وہ پٹی میلی تھی (اور ابو نعیم اور ابوالولید نے کہا کہ) چکنی تھی آپ ﷺ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا کہ اے گروہ انسان آدمی تو بہت ہوتے ہیں مگر انصار (مددگار) کم ہوتے ہیں، وہ کھانے میں نمک کی طرح ہوتے ہیں لہٰذا جو شخص ان کے معاملات کا والی ہو وہ ان کے محسن کو قبول کرے اور ان کے بد سے درگزر کرے ،(ابوالولید نے اپنی حدیث میں کہا کہ) آپ ﷺ اپنے مرض موت میں نکلے تھے اور یہ آپ ﷺ کی آخری مجلس تھی جس میں آپ ﷺ بیٹھے ،یہاں تک کہ آپ ﷺ اٹھا لیے گئے، ''صلی اللہ علیہ وسلم''

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح برآمد ہوئے کہ سر پر پٹی بندھی

تھی، انصار نے اپنے خدام اور اولاد سے آپ ﷺ کا استقبال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کی ہاتھ میں میری جان ہے میں تم سب لوگوں سے محبت کرتا ہوں، انصار نے جو کچھ ان پر واجب تھا ادا کر دیا، جو تمہارے ذمے ہے وہ باقی نہ رہا لہٰذا ان نے محسن کے ساتھ احسان کرو اور ان کے بدسے درگزر کرو۔

حضرت احسنؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے گروہ انصار میرے بعد تم تکلیف سے دوچار ہوگے انھوں نے کہا یا نبی اللہ پھر آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں یہ حکم دیتا ہوں کہ تم صبر کرنا یہاں تک کہ اللہ و رسول اور اس کے رسول ﷺ سے مل جاتا۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ مصعب بن الزبیر نے انصار کے ایک کارکن کو پکڑ لیا، اور اس کے ساتھ (بدی) کا قصد کیا، حضرت انس بن مالک نے کہا میں تمہیں خدا کی قسم دلاتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت انصار کے بارے میں یاد دلاتا ہوں، انھوں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس بات کی وصیت کی تو میں نے کہا آپ ﷺ نے یہ وصیت کی کہ ان کے محسن کا احسان قبول کیا جائے، اور ان کے بدسے درگزر کیا جائے، وہ اپنے فرش سے لپٹ گئے، یہاں تک کہ اس پر گر پڑے اور لوٹ گئے، اور فرش سے اپنا رخسار لگالیا، اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سر اور آنکھوں پر ہے اسے تم دونوں روانہ کردو یا کہا کہ اے تم دونوں چھوڑ دو۔

آنحضرت ﷺ نے مرض موت میں کس بات کی وصیت کی

...... حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت آ گیا تو آپ ﷺ کی اکثر وصیت یہ تھی ''نماز'' اور تمہارے لونڈی غلام'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ انے سینے میں گنگنارہے تھے اور آپ ﷺ کی زبان اسے ادا نہ کرسکتی تھی۔

کسی شخص سے روایت ہے کہ جنھوں نے انس بن مالک کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر وصیت جب کہ آپ ﷺ کی سانس اکھڑی ہوئی تھی نماز اور لونڈی غلام کے متعلق تھی۔

ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موت کی حالت میں فرمانے لگے ''نماز اور تمہارے لونڈی غلام'' (یزید راوی نے کہا کہ) آپ ﷺ یہ فرمارہے تھے، مگر زبان اسے ادا نہ کرتی تھی، (عفان راوی نے کہا کہ) آپ ﷺ اس کا تکلم فرماتے تھے، مگر زبان ادا نہ کرتی تھی۔

حضرت کعب بن مالک سے روایت ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہوئی، افاقہ ہوا تو فرمایا اپنے لونڈی غلام کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو۔ ان کو کپڑے پہناؤ ان کے شکم کو سیر کرو، اور ان سے نرم بات کرو۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخر زمانے میں وصیت فرمائی کہ دونوں دین (دین یہودی و دین نصاریٰ) ملک عرب میں نہ رہنے دیئے جائیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ سب سے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات فرمائی یہ تھی کہ اللہ یہود و نصاریٰ کو غارت کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا، دونوں دین (یہود و نصاریٰ کے) ملک عرب میں نہ باقی رکھے جائیں۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ سب سے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات پوری

کی وہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے ان رہاویین کے لئے وصیت فرمائی جوالرہاء کے باشندوں میں سے تھے، انھیں آپ ﷺ نے کچھ مال بھی دیا، اور فرمایا اگر میں باقی رہ گیا تو جزیرہ العرب میں دونوں دینوں کو نہ چھوڑوں گا۔

حضرت علیؓ بن عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راویوں اور رہادیوں اور دوسیوں کے لئے مال کی وصیت فرمائی۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ ﷺ کی وفات سے تین شب پہلے سنا کہ اپ ﷺ فرماتے تھے، خبردار تم میں سے کوئی شخص بغیر اس کے نہ مرے کہ اللہ کے ساتھ اس کا گمان اچھا ہو۔

کسی مکی سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے زمانے میں فضل بن عباس آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے فضل یہ پٹی میرے سر پر باندھ دو انھوں نے باندھ دی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں اپنے ہاتھ کا سہارا دو انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیا، آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ان کے سہارے سے مسجد میں داخل ہوئے، اللہ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا کہ تم میں سے بعض کے حقوق مجھ سے وابستہ تھے میں بھی ایک بشر ہوں، اس لئے جس شخص کی آبرو کو میں نے کچھ نقصان پہنچایا ہو، تو یہ میری آبرو موجود ہے اسے بدلہ لے لینا چاہیے جس شخص کے جسم کو میں نے تکلیف پہنچائی ہو تو یہ میرا جسم موجود ہے اسے بدلہ لے لینا چاہیے۔، جس شخص کے مال کو میں نے نقصان پہنچایا ہو تو یہ میرا مال موجود ہے اسے لے لینا چاہیے، جان لو کہ تم میں سب سے زیادہ مجھے سے محبت کرنے والا وہ شخص ہوگا کہ ان حقوق میں سے اس کا کوئی حق ہو، اور وہ اسے لے لے یا مجھے بری کردے، تاکہ میں اپنے رب سے اس حالت میں ملوں کہ میں اپنے کو بری کر چکا ہوں، کوئی شخص ہرگز یہ نہ کہے کہ مجھے انتقام لینے میں رسول اللہ ﷺ کی عداوت وبغض کا اندیشہ تھا۔ کیونکہ یہ دونوں باتیں میری طبعیت میں نہیں ہیں۔ جس شخص کا نفس کسی بری بات میں اس پر غالب آ گیا ہو تو اسے بھی مجھ سے مدد لینا چاہیے کہ میں اس کیلئے دعا کرونگا۔

ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک سائل آیا تھا، آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اسے تین درم دے دئے، فرمایا سچ ہے، اے فضل وہ درم ان کو دے دو۔

ایک اور آدمی کھڑا ہوا یا رسول اللہ، میں بخیل ہوں، بزدل ہوں اور بہت سونے والا بھی ہوں، لہذا آپ ﷺ دعا کیجئے کہ وہ میرے بخل اور بزدلی اور خواب کو مجھ سے دور کردے، رسول اللہ ﷺ نے اس کیلئے دعا فرمائی،

ایک عورت اٹھی اور اس نے کہا ہے کہ میں ایسی ہوں، اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھ سے اسے دور کردے، آپ ﷺ نے فرمایا عائشہؓ کے مکان میں چلو، جب رسول اللہ ﷺ عائشہؓ کے مکان پر واپس آئے تو آپ ﷺ نے اپنے عصا اس کے سر پر رکھا اور اس کیلئے دعا فرمائی، عائشہ نے کہا کہ پھر وہ دیر تک بہ کثرت سجدے کرتے رہی، آپ ﷺ نے فرمایا، سجدے دراز کرو، کیونکہ بندہ اللہ سے قریب تر جب ہوتا ہے کہ وہ سجدے کی حالت میں ہو عائشہ نے کہا کہ واللہ وہ مجھ سے جدا نہ ہوئی تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ کی دعا کا اثر اس میں دیکھ لیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض موت میں فرمایا: اے لوگوں کوئی بات بھی مجھ پر معلق نہ کرو، میں صرف وہی حلال کیا اور وہی حرام کیا جو اللہ نے حرام کیا۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض موت میں فرمایا: اے لوگو واللہ کسی شے کو مجھ پر معلق نہ کرو کہ میں نے اسے حلال کیا اور حرام کیا، میں تو صرف اسی شے کو حلال کرتا ہوں جسے اللہ نے حلال کیا، اور اسی

شے کو حرام کرتا ہوں جسے اللہ نے حرام کیا، اے فاطمہؓ اور صفیہؓ (عمۂ رسول ﷺ) جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس کیلئے عمل کرو کیونکہ میں تم دونوں کو اللہ سے کسی امر میں بے نیاز نہیں کر سکتا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اولاد عبد مناف، میں تمہیں اللہ سے کسی امر میں نے نیاز نہیں کر سکتا، اے عباسؓ بن عبد المطلب میں تمہیں اللہ سے کسی امر میں بے نیاز نہیں کر سکتا، اے فاطمہؓ بنت محمد ﷺ میں تمہیں اللہ سے کسی امر میں بے نیاز نہیں کر سکتا، اے فاطمہؓ بنت محمد ﷺ میں تمہیں اللہ سے کسی امر میں بے نیاز نہیں کر سکتا دنیا میں تم لوگ مجھ سے جو چاہو مانگ لو، مگر آخرت میں صرف تمہارے عمل ہی کام آئیں گے۔

متقی جنت میں اور گناہگار دوزخ میں ...... ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ہمارے نبی ﷺ اور ہمارے حبیب ﷺ نے ہمیں اپنی موت سے ایک ماہ قبل اپنی خبر موت کی سنادی، میرے ماں باپ اور میری جان اُن پر فدا ہوں، جب جدائی کا زمانہ قریب آ گیا تو آپ ﷺ نے ہمیں ہماری ماں عائشہ کے گھر پر جمع کیا، ہمارے لئے آپ ﷺ نے سختی برداشت کی، فرمایا تم لوگوں کو، مرحبا، اللہ تمہیں سلامتی عطاء کرے، اللہ تم پر رحم کرے، اللہ تمہاری حفاظت کرے، اللہ تمہیں غنی کرے، اللہ تمہیں رزق دے، اللہ تمہیں بلند کرے، اللہ تمہیں نفع دے، اللہ تمہیں بچائے، میں تمہیں خوف خدا کی وصیت کرتا ہوں، اللہ سے تمہارے لیے وصیت کرتا ہوں، اسی پر تم کو چھوڑتا ہوں، اور تمہیں اللہ سے ڈراتا ہوں، اس کی طرف سے تمہارے لئے کھلا ہوا ڈرانے والا ہوں، اللہ کے حکم کے خلاف اس کے بندوں اور اس کے شہروں میں زیادتی اور فساد نہ کرو نیک انجام تو متقیوں ہی کیلئے ہے، اللہ نے فرمایا کیا متکبرین کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے۔

صحابہ کرام نے آپؐ سے آپ کی اجل کے بارے میں پوچھا ...... ہم لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ ﷺ کی اجل کب تک ہے، آپ ﷺ نے فرمایا جدائی اللہ کی طرف جنۃ الماویٰ کی طرف اور سدرۃ المنتھیٰ کی طرف اور رفیق اعلیٰ کی طرف اور کاس ادنیٰ کی طرف اور حظ اور مبارک عیش کی طرف واپسی کا وقت قریب آ گیا۔

عرض کی، یا رسول اللہ، ہم آپ کو کس چیز میں کفن دیں، آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میرے انھیں کپڑوں میں یا یمنی چادروں میں۔

عرض کی یا رسول اللہ، آپ پر نماز کون پڑھے گا، ہم بھی رونے لگے اور آپ ﷺ بھی روئے پھر فرمایا: ٹھہر جاؤ، اللہ تم پر رحم کرے، اور تمہارے نبی ﷺ کی طرف تمہیں جزائے خیر دے جب تم مجھے غسل و کفن دے چکنا تو مجھے میرے اسی تخت پر میرے اسی گھر میں میری قبر کے کنارے مجھے رکھ دینا تھوڑی دیر کے لئے میرے پاس سے باہر ہو جانا، کیونکہ سب کے سے پہلے مجھ پر نماز پڑھیں گے وہ میرے حبیب و خلیل جبرئیلؑ ہونگے، پھر میکائیلؑ، پھر اسرافیلؑ، پھر ملک الموت کہ ان کے ہمراہ ان کے تمام لشکر ملائکہ ہوں گے پھر تم ایک ایک گروہ ہو کر اندر آنا، مجھ پر صلوۃ و السلام پڑھنا مجھے اوصاف بیان کرنے اور بہ آواز بلند رونے سے اذیت نہ دینا، مجھ پر میرے عزیز مرد نماز پڑھیں، پھر ان کی عورتیں پھر بعد کو تم لوگ، میرے جو اصحاب موجود نہیں ہیں انہیں سلام کہدینا، ان لوگوں کو جو میری اس قوم میں سے میرے دین میں میری پیروی کریں انھیں بھی سلام پہنچا دینا۔

عرض کی یا رسول اللہ آپ کو قبر میں کون داخل کرے گا، فرمایا، میری اعزہ، بہت سے ملائکہ کے ہمراہ، جو اس

طرح تمہیں دیکھتے ہیں کہ تم نہیں دیکھتے۔

نزول موت...... ابی الحوث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کسی مرض موت کی شکایت ہوتی تھی تو آپ ﷺ سے عافیت کی دعا کرتے تھے، جب جب مرض موت ہوا تو آپ نے شفا کی دعا نہیں کی اور فرمانے لگے اے نفس تجھے کیا ہوا، کہ تو ہر جائے پناہ کی پناہ لے لیتا ہے۔

آپؐ نے موت نازل ہونے پر...... جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کی کہ جب نبی ﷺ پر موت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے ایک پانی کا ایک پیالہ منگایا، اسے اپنے چہرے پر پھیرنے لگے اور کہنے لگے اے اللہ موت کی سختی پر میری مدد کر، اور تین مرتبہ یہ فرمایا، اے جبرائیلؑ، میرے وریب ہو جاؤ، اے جبرائیلؑ، میرے وریب ہو جاؤ۔

آپؐ نے سکرات موت پر فرمایا...... عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ ﷺ انتقال فرما رہے تھے، آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں پانی تھا، آپ ﷺ اس پیالے میں ہاتھ ڈالتے تھے، پھر اپنے منہ پر پانی پھیرتے اور فرماتے تھے اے اللہ سکرات موت پر میری مدد کر۔

ابن عباسؓ و عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر موت نازل ہوئی تو آپ ﷺ ایک چادر اپنے چہرے پر ڈال لیتے تھے، جب اس سے دم گھٹتا تھا، تو اسے چہرے سے ہٹا دیتے تھے اور فرماتے تھے یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد بنایا۔

وفات

آپ کی وفات سے تین دن سے قبل کا واقعہ...... جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کو تین راتیں باقی رہ گئیں تو آپ ﷺ پر جبرئیل نازل ہوئے اور کہا، اے احمد ﷺ، مجھے اللہ نے آپ کے پاس آپ کے اکرام اور آپ ﷺ کی فضیلت اور خصوصیت کے لیے بھیجا ہے، آپ ﷺ سے وہ بات دریافت کرتا ہے جسے وہ آپ ﷺ سے زائد جانتا ہے آپ ﷺ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل میں مغموم اور کرب و بے چینی میں پاتا ہوں۔

جب تیسرا دن ہوا تو پھر جبرئیل نازل ہوئے، ان کے ہمراہ ملک الموت اور ایک اور فرشتہ بھی اترا جس کا نام اسماعیل، جو ہوا میں رہتا ہے، نہ کبھی آسمان کی طرف چڑھتا ہے، اور نہ کبھی زمین کی طرف اترتا ہے، وہ ایسے ستر ہزار فرشتو ں پر مقرر ہے جن میں کوئی ایسا فرشتہ نہیں ہے جو ستر ہزار فرشتوں پر مقرر نہ ہو۔

جبرئیل ان سب کے آگے بڑھے اور کہا، اے احمد اللہ نے مجھے آپ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کے اکرام اور آپ ﷺ کی فضیلت اور آپ ﷺ کی خصوصیت کیلئے بھیجا ہے آپ ﷺ سے وہ بات دریافت کرتا ہے جسے وہ آپ ﷺ سے زائد جانتا ہے آپ ﷺ اپنے سے کہتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے کو کیسے پاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، اے جبرئیل اپنے کو مغموم اور کرب و بے چینی میں پاتا ہوں۔

آپ سے ملک الموت نے اجازت چاہی...... ملک الموت نے اجازت چاہی تو جبرئیل نے کہا یا احمد ﷺ یہ ملک الموت، جو آپ سے اجازت چاہتے ہیں، انھوں نے نہ آپ ﷺ سے پہلے کسی سے اجازت چاہی اور نہ آپ ﷺ کے بعد کسی سے اجازت چاہیں گے، آپ نے فرمایا، انھیں اجازت دے دو۔

آپؐ سے ملک الموت کی گفت وشنید...... ملک الموت داخل ہوئے، رسول اللہ ﷺ کے آگے رک گئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ یا احمد ﷺ، اللہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ جو حکم فرمائیں میں اس میں آپ ﷺ کی اطاعت کرو، اگر آپ ﷺ حکم دیں تو میں آپ کی روح قبض کروں تو میں اسے قبض کروں گا، اور اگر آپ ﷺ حکم دیں کہ میں اسے چھوڑ دوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا، اے ملک الموت تم اطاعت کرو گے، انھوں نے کہا مجھے ایسی ہی حکم دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ جو حکم دیں میں اس کی اطاعت کروں۔

جبرئل نے کہا، یا احمد ﷺ، اللہ آپ ﷺ کا مشتاق ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، اے ملک الموت تمہیں جس کا حکم دیا گیا، اسے جاری کرو، جبرئیل نے کہا، السلام علیک یا رسول اللہ، یہ میری زمین پر آخری مرتبہ آنا ہے دنیا میں مجھے صرف آپ ﷺ ہی سے حاجت تھی۔

پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی، اور اس طرح تعزیت کی آواز آئی کہ لوگ آواز اور آہٹ سنتے تھے اور کسی شخص کو نہ دیکھتے تھے۔

یا اہل البیت، السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته ''كل نفسٍ ذائقة الموت '' (ہر جان موت کا مزہ چکنے والی ہے) ''موافقها اجوركم يوم القيمه '' (قیامت کے دن تم لوگوں کے ثواب ضرور پورے دیے جائیں گے) بے شک اللہ کے نام میں ہر مصیبت کی تسلی ہے، ہر مرنے والے کا جانشین اور فوت شدہ کا تدارک، پس اللہ ہی کا بھروسہ کرو اور اسی سے امید رکھو، مصیبت زدہ زدہ تو صرف وہی شخص ہے جو ثواب سے محروم کیا گیا، والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته۔

علیؓ سے مروی ہے کہ ان کے پاس قریش کے دو آدمی آئے، انھوں نے کہا ہے کیا میں تم دونوں کو رسول اللہ کا حال سناؤ، دونوں نے کہا ہاں ہم سے ابوالقاسم کا حال بیان کیجئے، انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات سے تین دن قبل کا زمانہ ہوا تو آپ ﷺ کے پاس جبرئلؑ اُترے، پھر علیؓ نے پہلی حدیث کے مطابق بیان کیا اور اس کے آخر میں بیان کیا، کیا تم جانتے ہو کہ تعزیت کرنے والے کون ہیں؟ انھوں نے کہا نہیں، تو کہا یہ خضر ہیں۔

ان لوگوں کا ذکر جو کہتے ہیں رسول اللہ نے کوئی وصیت نہیں کی

آپ ﷺ کی وفات کس کی آغوش میں ہوئی

آپ ؐ نے کتاب اللہ پر عمل کی وصیت فرمائی ...... طلحہ بن مصرف سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی ادنی سے کہا کہ کیا نبی ﷺ نے مسلمانوں کو وصیت فرمائی ؟ انھوں نے کہا ، آپ ﷺ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی ۔ مالکؒ نے کہا اور طلحہؒ نے کہا ہزیل بن شرجیلؒ نے کہا کہ کیا ابو بکرؓ رسول اللہ کے وصی پر زبردستی حکومت کرتے تھے ؟ کیا ابو بکرؓ نے پسند کیا کہ انھیں رسول اللہ ﷺ سے کسی اور کے لئے کوئی عہدہ ملا پھر ان کی ناک میں خلافت کی نکیل ڈال دی گئی (یعنی اگر رسول اللہ ﷺ کی خلافت کے لئے وصیت ہوتی تو ابو بکرؓ اسی پر عمل کرتے ۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ نہ رسول اللہ ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ کوئی درم ، نہ کوئی بکری ، نہ کوئی اونٹ اور نہ کسی بات کی وصیت کی ۔

اسودؒ سے مروی ہیکہ عائشہؓ سے پوچھا گیا کیا رسول اللہ ﷺ نے وصیت کی ؟ انھوں نے کہا آپ ﷺ کیونکر وصیت کرتے ، آپ ﷺ نے ایک طشت منگایا تا کہ اس میں پیشاب کریں پھر آپ ﷺ ڈھیلے پڑ گئے اور مجھے معلوم نہ ہوا کہ آپ ﷺ کی وفات میرے سینے اور آغوش ہی میں ہوئی ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت

اسودؒ سے مروی ہے کہ ام المومنین سے کہا گیا کیا رسول اللہ ﷺ نے علیؓ کو وصیت کی تھی ، تو انھوں نے کہا کہ آپ ﷺ کا سر میرے آغوش میں تھا ، آپ ﷺ نے طشت منگایا ، اس میں پیشاب کیا ، آپ ﷺ میرے آغوش میں ڈھیلے پڑ گئے اور مجھے خبر نہ ہوئی ، پھر کب آپ ﷺ نے علیؓ کو وصیت کی ؟

ابراہیمؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس حالت میں اُٹھا لئے گئے کہ آپ ﷺ حضرت عائشہؓ کے سینے سے تکیے لگائے ہوئے تھے ۔

وفات کی حالت ...... عائشہؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ ایک روز جب کہ رسوال اللہ ﷺ میرے سینے پر تھے اور آپ ﷺ نے اپنے سر میرے شانے پر رکھ دیا یکا یک آپ ﷺ سر جھک گیا ، مجھے گمان ہوا کہ آپ ﷺ میرے سر میں سے کچھ چاہتے ہیں ، آپ ﷺ کے منہ سے ٹھنڈا پانی نکلا جو میری پھسلی کی ہڈی پر پڑا جس میرے جلد کے روئے کھڑے ہوگئے ، مجھے یہ گمان ہوا کہ آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی تو میں نے آپ ﷺ کو ایک کپڑے سے ڈھانک دیا ۔

ان ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میرے گھر میں اور میرے آغوش میں ہوئی ، جب آپ ﷺ بیمار ہوئے تو جب جبرئیل آپ ﷺ کیلئے ایک دعا کرتے تھے ، میں بھی آپ ﷺ کیلئے وہی دعا کرنے لگی تو آپ ﷺ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اُٹھائی اور فرمایا رفیق اعلیٰ کے ساتھ ۔

آپ کو سبز ٹہنی دی...... عبدالرحمن بن ابی بکر آئے ان کے ہاتھ میں ایک سبز ٹہنی تھی، آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو مجھے خیال ہوا کہ آپ ﷺ کو اس کی ضرورت ہے، میں نے اس کا سرا چبایا اور دانت سے کچل کر اور تر کر کے آپ ﷺ کو دے دی، پھر جس طرح آپ ﷺ کو میں نے مسواک کرتے دیکھا تھا اس سے زیادہ اچھی طرح آپ ﷺ نے اس سے مسواک کی، آپ ﷺ اسے لیے رہے، تا آنکہ وہ آپ ﷺ کی ہاتھ سے گر گئی یا آپ ﷺ کا ہاتھ گر گیا۔

دنیا کی خیر ساعت اور آخرت کے پہلے دن میں بھی اللہ تعالیٰ نے میرا اور آپ ﷺ کا لعاب دہن جمع کر دیا۔

حضرت عائشہ نے کہا...... عائشہؓ سے مروی ہے کہ مجھ پر اللہ کے انعامات میں سے یہ ہے کہ میری آغوش میں اور میرے گھر میں اور میری نوبت میں جس میں میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا نبی ﷺ کی وفات ہوئی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میری آغوش میں اور میری باری کے روز ہوئی جس میں میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا۔

آپ وفات پائے حضرت عائشہ کی آغوش میں...... عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میری آغوش میں اور میری ہی باری میں ہوئی جس میں میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا (یعنی اور ازواج کی باری نہیں تھی کیونکہ انہوں نے اپنے دن خوشی سے حضرت عائشہؓ کو ہبہ کر دیے تھے) مجھے اپنی کمسنی سے تعجب ہوا کہ رسول اللہ کہ رسول اللہ ﷺ میرے آغوش میں اٹھائے گئے، میں نے آپ ﷺ کو اس حالت پر بھی نہ چھوڑا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کو غسل دیا گیا، لیکن میں نے ایک تکیہ لیکر آپ ﷺ کے سر کے نیچے رکھ دیا میں عورتوں کے ساتھ کھڑی ہو کر چیخنے لگی سر اور منہ پیٹنے لگی، میں نے آپ ﷺ کا سر تکیہ پر رکھ دیا تھا، اور آپ ﷺ کو اپنے آغوش سے ہٹا دیا تھا۔

کیا آنحضرت ﷺ کی وفات علیؓ بن ابی طالب کی آغوش میں ہوئی

جابر بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ کعب احبار نے عمرؓ کے زمانہ خلافت میں کہا کہ ہم لوگ امیر المومنین عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے میں نے پوچھا: وہ کیا بات تھی جو سب سے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے فرمائی، عمرؓ نے کہا کہ علیؓ سے پوچھوں، کعب نے کہا وہ کہاں ہیں؟ انھوں نے کہا وہ یہی ہیں، انھوں نے اُن سے پوچھا تو علیؓ نے کہا کہ میں آپ ﷺ کو اپنے سینے سے لگائے تھا، آپ ﷺ اپنا سر میرے کندھے پر رکھتے تھے، جب فرمایا: "نماز، نماز" کعبؓ نے کہا کہ انبیاء کا آخر زمانہ ایسا ہی ہوتا ہے، اور اسی کا انہیں حکم دیا گیا ہے اور اسی پر وہ مبعوث ہوتے ہیں۔

کعبؓ نے کہا امیر المومنین آپ ﷺ کو کس نے غسل دیا، فرمایا: علی سے پوچھوں، اُن سے کعبؓ نے پوچھا تو انھوں نے کہا، میں آپ ﷺ کو غسل دے رہا تھا، عباسؓ بیٹھے ہوئے تھے، اسامہؓ اور شقران پانی لے کر میرے پاس آ جا رہے تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض موت میں فرمایا کہ میرے بھائی کو بلاؤ، علیؓ بلائے گئے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرے

قریب ہو جاؤ، علیؓ نے کہا کہ میں آپ ﷺ کے قریب ہو گیا آپ ﷺ نے مجھ پر تکیہ لگا لیا، آپ ﷺ برابر مجھ سے تکیہ لگائے رہے اور گفتگو فرماتے رہے، نبی ﷺ کا کچھ لعاب دہن بھی میرے لگتا رہا، رسول اللہ ﷺ موت نازل ہوئی، میری آغوش میں آپ ﷺ کو مرض کی شدت ہوئی تو می نے پکارا، اے عباسؓ مجھے سنبھالو میں ہلاک ہوتا ہوں، عباسؓ آئے، دونوں نے مل کے آپ ﷺ کو لٹا دیا۔

علیؓ بن حسینؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس حالت میں اٹھائے گئے کہ آپ ﷺ کا سر علیؓ کے آغوش میں تھا۔

شعبیؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ ﷺ کا سر علیؓ کے آغوش میں تھا۔ علیؓ نے آپ ﷺ کو غسل دیا، فضل آپ ﷺ کو آغوش میں لئے تھے اور اسامہ فضل کو پانی دے رہے تھے۔

ابی غطفانؓ سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا، کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ ﷺ کا سر کس کے آغوش میں تھا؟ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ ﷺ علیؓ کے سینے سے تکیہ لگائے ہوئے تھے، میں نے کہا عروہ نے عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ کی وفات میری آغوش میں ہوئی، ابن عباسؓ نے کہا کہ کیا تمہیں عقل ہے؟ واللہ رسول اللہ ﷺ کی وفات اسی حالت میں ہوئی کہ آپ ﷺ علیؓ کے سینے سے تکیہ لگائے ہوئے تھے علیؓ وہ شخص ہیں کہ انھوں نے اور میرے بھائی فضل بن عباسؓ نے آپ ﷺ کو غسل دیا، میرے والد عباسؓ نے غسل دیا، میرے والد عباسؓ نے غسل میں موجود رہنے سے انکار کیا، اور کہا رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم پوشیدہ رہیں، وہ پردے کے پاس تھے۔

یمنی چادر

آپ کی وفات ہوئی تو یمنی چادر اڑھائی گئی ...... ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ ام المومنین عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب آپ ﷺ کو وفات ہوئی تو یمنی چادر اڑھائی گئی۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ کہتے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو یمنی چادر اڑھائی گئی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جس وقت وفات ہوئی تو آپ ﷺ کو یمنی چادر اڑھائی گئی۔

کیا ابوبکر صدیقؓ نے بعد وفات آنحضرت کو بوسہ دیا؟ ...... البہی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی جب وفات ہوگئی تو آپ ﷺ کے پاس ابوبکرؓ آئے، انھوں نے آپ ﷺ کو بوسہ دیا اور کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں، آپ ﷺ کیسی پاکیزہ حیات والے اور کیسی پاکیزہ وفات والے ہیں۔

البہی سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نبی ﷺ کی وفات کے وقت موجود نہ تھے، وہ آپ ﷺ کے وفات کے بعد آئے، آپ ﷺ کا چہرہ سے چادر ہٹائی پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا آپ ﷺ کیسی پاکیزہ وفات والے اور کیسی پاکیزہ وفات والے ہیں بے شک آپ ﷺ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ مکرم ہیں کہ آپ ﷺ کو دو مرتبہ (موت) سے سیراب کرے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو ابوبکر آئے اور آپ ﷺ کے پاس گئے، میں نے پردہ، اٹھا دیا، انھوں نے آپ ﷺ کے چہرے سے چادر ہٹائی اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا، پھر کہا واللہ رسول اللہ کی وفات ہوگئی، وہ آپ ﷺ کے سر کی طرف سے ہٹ گئے اور کہا ''ہائے نبی'' پھر انھوں نے اپنا منہ جھکایا، آپ ﷺ کے چہرے کو بوسہ دیا، اپنا سر اُٹھایا اور کہا سوائے خلیل پھر انھوں نے اپنا منہ جھکایا، آپ ﷺ کی پیشانی کو بوسہ دیا، پھر سر اٹھایا اور کہا ''وائے صفی'' پھر اپنا منہ جھکایا، آپ ﷺ کی پیشانی کو بوسہ دیا پھر آپ ﷺ کو چادر اڑھادی اور باہر چلے گئے۔

ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے وفات کے بعد نبی ﷺ کے پاس جانے کی اجازت چاہی تو لوگوں نے کہا کہ آج آپ ﷺ کے پاس جانے کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں، انھوں نے کہا تم سچ کہتے ہو، وہ اندر گئے آپ ﷺ کے چہرے سے چادر ہٹائی اور بوسہ دیا۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ عائشہؓ زوجہ نبی ﷺ نے انہیں خبر دی کہ ابوبکرؓ اپنے السخ کے مکان سے گھوڑے پر آئے وہ اترے، مسجد میں داخل ہوئے انھوں نے کسی سے بات نہیں کی، یہاں تک کہ عائشہؓ کے پاس گئے پھر رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا قصد کیا جو ایک یمنی چادر سے ڈھکے ہوئے تھا، انھوں نے آپ ﷺ کا چہرہ کھولا، جھک کر بوسہ دیا، اور روئے، پھر کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں واللہ آپ ﷺ پر دو موتیں کبھی جمع نہیں کرے گا لیکن وہ موت جو آپ ﷺ پر لکھ دی گئی تھی تو اس موت سے آپ ﷺ مر چکے۔

سعید ابن المسیب سے مروی ہے کہ جب ابوبکر نبی ﷺ کے پاس پہنچے جو چادر سے ڈھکے ہوئے تھے تو کہا رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اللہ کی بے شمار رحمتیں آپ ﷺ پر ہوں، وہ آپ ﷺ پر جھکے، بوسہ دیا اور کہا آپ ﷺ حیات میں پاکیزہ رہے اور وفات میں بھی۔

ابن عباسؓ و عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکر نے رسول اللہ ﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

کیا اصحابؓ کو آنحضرت کی وفات کا یقین نہ ہوا؟

حضرت عمر بن الخطاب فرمایا...... انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو لوگ رونے لگے، عمر بن الخطاب مسجد میں خطیب بن کے کھڑے ہوئے اور کہا ہرگز کسی کو یہ کہتے نہ سنوں گا کہ محمد ﷺ مر گئے، انھیں بلا بھیجا گیا، جیسے موسیٰ بن عمران کو بلا بھیجا گیا تھا وہ اپنے قوم سے چالیس رات غائب رہے، واللہ مجھے امید ہے کہ ان لوگوں کے ہاتھ پاؤ کاٹے جائیں جو یہ گمان کریں گے کہ آپ ﷺ مر گئے۔

عکرمہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ کی روح کو معراج ہوئی ہے، جیسے کہ موسیٰ کی روح معراج ہوئی تھی، عمرؓ خطیب بن کے کھڑے ہوئے اور منافقین کو ڈرانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ مرے نہیں صرف آپ ﷺ کی روح کو معراج ہوئی ہے جیسا کہ موسیٰ کی روح معراج ہوئی تھی، رسول اللہ نہیں مرے گے تاوقتیکہ قوموں کے ہاتھ اور زبانیں نہ کاٹ دیں۔

عمرؓ برابر اسی طرح کلام کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے دونوں باچھوں سے جھاگ نکل آیا، پھر عباسؓ نے

کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بو بدل سکتی ہے جیسے کہ بشر کی بو بدل جاتی ہے، رسول اللہ ﷺ رحلت فرما چکے ہیں، اپنے صاحب کو دفن کر دو۔ کیا تم میں سے کسی کو اللہ ایک مرتبہ موت دے گا اور رسول اللہ ﷺ کو دو مرتبہ وہ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ مکرم ہیں، پھر اگر ایسا ہی ہو جیسا کہ تم لوگ کہتے ہو تو اللہ پر یہاں مرگراں نہیں کہ وہ آپ ﷺ پر سے مٹی کو کھود کر آپ ﷺ کو نکال دے، آپ ﷺ نہ مرے تاوقتیکہ آپ ﷺ نے سبیل الٰہی کو واضح بنا کے نہ چھوڑا، آپ ﷺ نے حلال کو حلال کیا اور حرام کو حرام کیا، آپ ﷺ نے نکاح کیا اور طلاق دی (یعنی دونوں کے احکام ظاہر کئے) جنگ کی اور صلح کی، آپ ﷺ ایسے بکریاں چرانے والے نہ تھے جن کا مالک انھیں اپنے پیچھے پہاڑوں کے چوٹیوں پر لے جا کر ان پر ببول کی پتیاں جھاڑنے کی لکڑی سے جھاڑتا ہے اور ان کے حوض کی مینڈھا اپنے ہاتھ سے پتھروں کی بناتا ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تمہیں تکان پہنچا تا تھا۔

حضرت عائشہ سے حضرت عمر و مغیرہ نے اجازت چاہی ...... عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو عمرؓ اور مغیرہؓ بن شعبہ نے اندر آنے اجازت چاہی، دونوں آپ ﷺ کے پاس آئے، چہرہ مبارک سے چادر ہٹائی، عمرؓ نے کہا "ہائے غشی" رسول اللہ ﷺ کی غشی کس قدر سخت ہے" دونوں کھڑے ہوگئے، جب دروازے تک پہنچے تو مغیرہؓ نے کہا "اے عمرؓ واللہ رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے عمر نے کہا تم جھوٹے ہو رسول اللہ ﷺ مرے نہیں تم ایسے شخص ہو کہ فتنہ تمہیں شکار کر لیتا ہے، رسول اللہ ﷺ ہرگز نہ مرے گے تاوقتیکہ آپ منافقین کو فنا نہ کر دیں۔

ابو بکرؓ اسی حالت میں آئے کہ عمر لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے، ابو بکرؓ ان سے کہا خاموش ہو جاؤ تو وہ خاموش ہوگئے، ابو بکر منبر پر چڑھے، انھوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر یہ آیت پڑھی "**انک میت و انهم میتون**" آپ ﷺ بھی (اے رسول) مریں گے (اور یہ لوگ بھی مریں گے) پھر انھوں نے یہ آیت پڑھی "**وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم**" (اور محمد بھی صرف رسول ﷺ ہی ہیں، ان سے پہلے تمام رسول گزر گئے، تو کیا وہ مر جائیں یا قتل کر دئے جائیں تو تم لوگ پس پشت واپس ہو جاؤ گے؟) وہ آیت سے فارغ ہوئے تو کہا تو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا ہو تو محمد مر گئے، اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہو تو اللہ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔

حضرت عمر فاروق نے کہا لوگو! حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کرلو ...... عمرؓ نے کہا یہ کتاب اللہ میں ہے تو انھوں نے کہا ہاں، عمرؓ نے کہا اے لوگو! یہ ابو بکر مسلمانوں کے بوڑھے ہیں، لہٰذا ان سے بیعت کرو، لوگوں نے ان سے بیعت کر لی۔

سعید بن المسیبؒ سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ کہتے تھے کہ ابو بکرؓ اسی حالت میں مسجد میں آئے کہ عمر بن الخطاب لوگوں سے بات چیت کر رہے تھے، وہ سیدھے نبی ﷺ کے مکان میں داخل ہوئے جہاں آپ ﷺ کی وفات ہوئی تھی اور جو عائشہ کا مکان تھا، انھوں نے نبی ﷺ کے چہرے سے یمنی چادر ہٹائی جس میں آپ ﷺ ڈھکے ہوئے تھے، آپ ﷺ کا چہرہ دیکھا اس میں جھکے، بوسہ دیا اور کہا، میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں، واللہ آپ ﷺ

اللہ دو موتیں جمع نہیں کرے گا، آپ ﷺ بے شک اس موت سے مر گئے، جس کے بعد آپ ﷺ نہیں مریں گے۔

حضرت ابوبکر کا صحابہ کرام کو تسلی دینا...... ابوبکر مسجد سے نکل کر مسجد میں لوگوں کے پاس آئے دیکھا تو عمرؓ ان سے کلام کر رہے تھے، ابوبکرؓ نے کہا اے عمرؓ بیٹھ جاؤ، عمرؓ نے بیٹھنے سے انکار کیا، ابوبکرؓ نے ان سے دو یا تین مرتبہ گفتگو کی جب عمر نہیں بیٹھے تو ابوبکر نے کھڑے ہو کر تشہد (کلمہ شہادت وخطبہ) پڑھا، لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور عمر کو چھوڑ دیا، ابوبکرؓ اپنے تشہد کو پورا کر چکے تو کہا، امابعد، تم میں جو شخص محمد کی عبادت کرتا تھا، تو محمد مر گئے اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا، تو اللہ زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا'' وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شياءً و سيجزى الله الشاكرين ' '(محمد ﷺ بھی اللہ کے رسول ہیں، کیا یہ اگر مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم لوگ اپنے ایڑیوں کے بل واپس ہو جاؤ گے؟ اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل واپس ہو جائے گا تو وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا، اللہ شکر گزاروں کو جزا دے گا۔)

جب ابوبکرؓ نے اس کی تلاوت کی تو لوگوں کو رسول ﷺ کی موت کا یقین ہو گیا۔ سب نے یا اکثر نے اسے ان سے حاصل کیا یہاں تک کہ بعض کہنے والوں نے کہا واللہ (ابوبکرؓ کے تلاوت کرنے تک گویا لوگ جانتے ہی نہ تھے کہ یہ آیت بھی نازل کی گئی ہے۔) سعید ابن المسیب کا گمان ہے کہ عمر بن الخطاب نے کہا کہ واللہ یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ابوبکرؓ تلاوت کرتے میں نے سنا میں بے ہوش ہو گیا حالانکہ میں کھڑا تھا یہاں تک کہ میں نے یقین کر لیا کہ نبی ﷺ مر گئے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نہیں مرے، سوائے اس کے کوئی بات میرے دل میں نہیں آتی کہ اللہ آپ ﷺ کو ضرور بھیجے گا، آپ ﷺ لوگوں کے ضرور ہاتھ پاؤں کاٹیں گے پھر ابوبکرؓ آئے انہوں نے نبی ﷺ کا چہرہ کھولا، اسے بوسہ دیا، اور کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں، آپ ﷺ حیات میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات میں بھی، قسم ہے اس ذات کی جس کی قبضے میں میری جان ہے، اللہ آپ ﷺ کو کبھی دو موتیں نہ چکھائے گا

صحابہ کرام چیخ چیخ کر رونا...... ابوبکرؓ باہر آئے اور عمرؓ نے کہا، اے اپنی مہلت پر قسم کھانے والے، مگر عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کلام نہ کیا، عمرؓ بیٹھ گئے، ابوبکرؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا خبردار جو شخص محمد کی عبادت کرتا تھا، جان لے کہ محمد ﷺ مر گئے، اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ زندہ ہیں اور کبھی نہیں مرے گا، اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا اور کہا'' انک میت و انهم میتون پھر کہا وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئاً و سيجزى الله الشاكرين ''۔لوگ چیخ چیخ کر رونے لگے۔

انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہؓ کے پاس جمع ہوئے تو انہوں نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک مہاجرین میں سے۔

ابوبکرؓ وعمرؓ وابوعبیدہ بن الجراح ان کے پاس گئے، عمر نے گفتگو شروع کی تو ابوبکرؓ نے انھیں خاموش کر دیا عمرؓ

کہتے تھے کہ واللہ میں اس گفتگوں کا صرف اس کئے ارادہ کیا تھا کہ میں نے ایسی بات سوچی تھی جو مجھے پسند آئی تھی، اور مجھے اندیشہ تھا کہ ابو بکرؓ اس بات کو نہ بیان کریں گے۔ ابو بکرؓ نے گفتگوں کی ان کی گفتگوں سب سے زیادہ بلیغ تھی، انھوں نے اپنے کلام میں کہا کہ ہم مہاجرین امیر ہیں اور تم انصار وزیر۔

حباب بن المنذر السلمی نے کہا نہیں واللہ ہم کبھی یہ گوارانہ کریں گے، ایک امیر ہم میں سے ہواور ایک تم میں سے، ابو بکرؓ نے کہا ''نہیں ہم لوگ امیر ہیں اور تم لوگ وزیر ہو قریش مسکن و دار کے اعتبار سے وسط عرب کے ہیں اور باعتبار نسب کے سب سے زیادہ شریف ہیں لہذا عمرؓ اور ابو عبیدہؓ سے بیعت کرلو۔

حضرت عمر نے کہا ہم آپ سے بیعت کرتے ...... عمرؓ نے کہا کہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں کیونکہ آپ ہمارے سردار ہیں، آپ ہم میں سب سے بہتر ہیں اور آپ ہم سب سے زیادہ نبی ﷺ کے محبوب ہیں، عمرؓ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا انھوں نے ان سے بیعت کرلی اور لوگوں نے بھی ان سے بیعت کرلی، کسی کہنے والے نے کہا کہ تم نے سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا، تو عمر نے کہا، انھیں اللہ نے قتل کیا۔

زہری سے مروی ہے کہ مجھے انس بن مالک نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو عمرؓ لوگوں میں خطیب بن کر کھڑے ہوئے انھوں نے کہا کہ میں کسی کو یہ کہتے ہوئے ہرگز نہ سنوں کہ محمد ﷺ مر گئے، کیونکہ محمد ﷺ مرے نہیں، انھیں ان کے رب نے بلا بھیجا، جیسا کہ اس نے موسیٰ کو بلا بھیجا تھا اور وہ چالیس رات اپنے قوم سے غائب رہے تھے۔

الزہری نے کہا کہ مجھے سعید بن المسیب نے خبر دی کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے اسی خطبے میں یہ بھی کہا کہ مجھے یہ بھی امید ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کو کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے وفات پائی۔

زہری نے کہا کہ مجھے ابو سلمہؓ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے خبر دی کہ عائشہؓ زوجہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکرؓ اپنی قیام گاہ سے جو السخ میں تھی، ایک گھوڑے پر آئے اور مسجد نبوی میں داخل ہوئے انھوں نے کسی سے بات نہیں کی عائشہ پاس گئے اور رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا قصد کیا جو چادر سے ڈھکے ہوئے تھے، انہوں نے آپ ﷺ کے چہرے سے چادر ہٹائی، جھکے آپ ﷺ کو بوسہ دیا اور رونے لگے، پھر کہا، میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں، اللہ آپ ﷺ کو دو موتیں کبھی جمع نہیں کریں گا، وہ موت جو آپ ﷺ پر لکھی گئی تھی اب آچکی۔

ابو سلمہؓ نے کہا کہ مجھے ابن عباس نے خبر دی ہے کہ ابو بکرؓ اس حالت نکلے کہ عمرؓ لوگوں سے کلام کر رہے تھے، انھوں نے ان سے کہا بیٹھ جاؤ عمرؓ نے بیٹھنے سے انکار کیا، پھر کہا کہ بیٹھو مگر وہ نہیں بیٹھے،

ابو بکرؓ نے تشہد شروع کیا تو لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور عمرؓ چھوڑ دیا، انھوں نے کہا ''امابعد، ہم میں وہ شخص جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو محمد مر گئے اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ زندہ ہے جو نہیں مرے گا، اللہ نے فرمایا: ''وما محمد الارسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله شیأ و سیجزی الله الشاکرین''۔

اس آیت سے صحابہ کرام کا حیران ہونا...... راوی نے کہا واللہ ابوبکرؓ کے اس آیت کے تلاوت کرنے سے پہلے گویا لوگ جانتے ہی نہ تھے کہ اللہ نے یہ آیت بھی نازل کی ہے سب لوگوں نے اسے ابوبکر سے اس طرح حاصل کیا کہ کوئی بشر ایسا نہ تھا جسے تم یہ آیت تلاوت کرتا نہ سنو۔

الزہری نے کہا کہ مجھے سعید ابن المسیب نے خبر دی کہ عمرؓ بن الخطاب سے صبح کو سنا جس وقت رسول اللہ کی مسجد میں ابوبکر سے بیعت کی گئی اور ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر بیٹھے، عمرؓ نے ابوبکرؓ سے پہلے تشہد پڑھا، پھر کہا۔

''امابعد کل میں نے تم سے ایک بات کہی تھی جو ایسی نہ تھی، واللہ میں نے اسے نہ اس کتاب میں پایا جو اللہ نے نازل کی اور نہ اس عہد میں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے لیا وہ صرف میری آرزو تھی کہ رسول اللہ ﷺ زندہ رہیں گے۔

پھر عمرؓ نے وہ بات کہی جو کہنا چاہتے تھے کہ، آپ ﷺ ہم سب کے آخر میں وفات پائیں گے مگر اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے لئے تمہاری نزدیکی پر اپنی نزدیکی کو پسند کیا، اور یہ وہ کتاب ہے جس کے ذریعے سے اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت کی۔ لہذا تم اسے اختیار کرو تو تم وہی راہ پاؤ گے جس کے ذریعے سے اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت کی، لہذا تم اسے اختیار کرو تو تم وہی راہ پاؤ گے جس کی رسول اللہ کو ہدایت کی گئی۔

الحسنؒ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ اٹھا لیے گئے تو آپ ﷺ کے اصحاب نے مشورہ کیا کہ اپنے نبی ﷺ کا انتظار کرو، شاید آپ ﷺ کو معراج ہوئی ہو، انہوں نے آپ ﷺ کا انتظار کیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کا پیٹ بڑھ گیا، ابوبکرؓ نے کہا جو محمد ﷺ کی پرستش کرتا تھا تو محمد ﷺ مر گئے اور اللہ کی پرستش کرتا تھا تو اللہ زندہ ہے اور نہیں مرے گا۔

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ لوگ عائشہؓ کے گھر میں نبی ﷺ کے پاس آ کر آپ ﷺ کو دیکھنے گئے، انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ کیسے مر سکتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ ہم پر گواہ ہیں اور ہم اور لوگوں پر گواہ ہیں، پھر آپ ﷺ مر جائیں گے حالانکہ آپ ﷺ نے لوگوں پر شہادت نہیں دی؟ نہیں، واللہ آپ ﷺ نہیں مرے، آپ ﷺ محض اٹھ لئے گئے جیسا کہ عیسیٰ بن مریم کو اٹھا لئے گئے اور آپ ﷺ ضرور ضرور واپس آئیں گے، انہوں نے ان لوگوں کو ڈرایا جنہوں نے یہ کہا کہ آپ ﷺ مر گئے، عائشہؓ کے حجرے میں اور دروزے پر انہوں نے ندا دی کہ آپ ﷺ کو دفن نہ کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ مرے نہیں۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو عباسؓ بن عبدالمطلب نکلے اور کہا کہ اگر تم میں سے کسی کے پاس رسول اللہ وفات کے بارے میں کوئی عہد ہے تو وہ ہم سے بیان کرے، لوگوں نے کہا ''نہیں ہے'' انہوں نے کہا اے عمر اس میں سے کچھ تمہارے پاس ہے تو انہوں نے کہا ''نہیں'' عباسؓ نے کہا گواہ رہو کہ جو شخص نبی ﷺ پر عہد کی کہ آپ ﷺ نے اپنی وفات کے بعد، کے لیے اس سے لیا ہے شہادت دے گا تو وہ کذاب ہوگا، قسم ہے اس اللہ کی کہ سوائے اس کے کے کوئی معبود نہیں، رسول اللہ ﷺ نے انتقال کیا۔

وفات کے بعد مہر نبوت اٹھالی گئی...... محمد بن ابی بکرؓ یا معاویہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ

کی موت میں شک کیا گیا تو بعض لوگوں نے کہا، آپ ﷺ مر گئے اور بعض نے کہا نہیں مرے، اسماء بنت عمیس نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان پشت پر رکھا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی، کیونکہ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان سے مہر نبوت اٹھالی گئی۔

آنحضرتؐ کتنے روز بیمار رہے اور کس روز آپ ﷺ کی وفات ہوئی؟

آپ کی وفات...... محمد بن قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۱۹ صفر ۱۱ھ چہارشنبہ کو بیمار ہوئے آپ ﷺ تیرہ رات بیمار رہے اور آپ ﷺ کی وفات ۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ ہوئی۔

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۲۹ صفر ۱۱ھ یوم چہارشنبہ کو بیمار ہوئے اور ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔

ابن عباسؓ اور عائشہؓ سے (دوسری سلسلہ روایت سے) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو ہوئی اور آپ ﷺ سہ شنبہ کو دفن کیے گئے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات دوشنبہ کو ہوئی، آپ ﷺ بقیہ روز اور ساری رات اور دوسرے دن تک رکھے رہے یہاں تک کہ رات کو دفن کے گئے۔

عثمان بن محمد الاخنسی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات دوشنبہ کو ہوئی جب آفتاب ڈھل گیا تھا اور آپ ﷺ چہارشنبہ کو دفن کیے گئے۔

ابی بن عباسؓ بن سہل نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات دوشنبہ کو ہوئی آپ ﷺ دوشنبہ و سہ شنبہ کو رکے رہے یہاں تک کہ چہارشنبہ کو دفن کیے گئے۔

مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات پیر کو وفات ہوئی، اور آپ ﷺ منگل کو دفن کئے گئے۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پیر کو زوال آفتاب کے بعد ہوئی۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ تمہارے نبی ﷺ کی وفات پیر کو ہوئی۔

البہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد ایک شبانہ روز تک دفن نہ ہوئے حتیٰ کہ آپ ﷺ کا کرتہ پھول گیا اور آپ ﷺ کی خنصر میں تغیر دیکھا گیا۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخنوں میں جب سبزی آ گی اس وقت مدفون ہوئے۔

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ جب وہ نہ ہوا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا لیے گئے تو مدینے کی ہر شے تاریک ہوگئی، ہم نے آپ ﷺ کے دفن کی گرد سے اپنے ہاتھ بھی نہ جھاڑے تھے کہ اپنے قلوب کو متغیر پایا (یعنی وہ نور نہ رہا جو آپ ﷺ کی حیات میں تھا)

سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعزیت...... حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میرے بعد لوگ ایک دوسرے سے میری تعزیت کریں گے، یہ حدیث سن کے لوگ کہتے تھے کہ یہ کیا ہے۔ (یعنی تعزیت کا کیا مطلب ہے) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا لئے گئے تو لوگ ایک دوسرے سے مل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعزیت کر رہے تھے۔

ابی رباع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کسی کو جب کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اپنی اس مصیبت کو یاد کر لے جو میری وفات سے ہے۔ کیونکہ یہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔

حضرت قاسمؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں سے ان کے مصائب میں میری وفات کی مصیبت کی بھی تعزیت کی جائے گی۔

حضرت جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو تعزیت کی آواز آئی جس کو لوگ سنتے تھے مگر کسی کو دیکھتے نہ تھے کہ ''السلام علیکم ورحمة الله وبركاته''، اے اہل بیت ''كل نفس ذائقة الموت'' (ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے) ''وانما توفون اجوركم يوم القيامه'' (صرف قیامت ہی میں تمہارے اجر پورے دئے جائیں گے) ''ان في الله عزاءً من كل مصيبه'' (بے شک اللہ کے نام میں ہر مصیبت کی تسلی ہے) ''وخلفاً من كل مالك'' (اور ہر مرنے کا عوض ہے) ''ودركاً من كل مافات'' (اور ہر فوت شدہ شے کا تدارک ہے) ''انما المصاب من حرم الثواب'' (صرف وہی مصیبت زدہ ہے جو مصیبت کے ثواب سے محروم رہا) ''والسلام عليكم ورحمة الله''

وہ کرتہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا

...... حضرت جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کرتے میں غسل دیا گیا (یہ روایت سلیمان بن بلال) جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔

حضرت مالک بن انس سے میری ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا وقت ہوا تو لوگوں نے آپ ﷺ کا کرتہ اتارنے کا ارادہ کیا، انھوں نے ایک آواز سنی کہ کرتہ نہ اتارو، آپ ﷺ کا کرتہ میں اتارا گیا، اور آپ ﷺ کو اسی حالت میں غسل دیا گیا کہ وہ کرتا آپ ﷺ کے جسم پر تھا۔

حضرت شعبیؒ سے روایت ہے کہ نہلانے والوں کو گھر کی جانب سے ندا دی گئی کہ کرتہ نہ اتارو آپ ﷺ کو اسی طرح غسل دیا گیا کہ وہ کرتا آپ ﷺ کے جسم پر تھا۔

حضرت شعبیؒ سے روایت ہے کہ نہلانے والوں کو گھر کی جانب سے ندا دی گئی کہ کرتہ نہ اتارو، آپ ﷺ کو اسی طرح غسل دیا گیا کہ وہ کرتہ آپ ﷺ پر تھا۔

ایک آواز آئی کہ کرتے نہ اتارو

حضرت غیلان بن جریر سے روایت ہے کہ جس وقت لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دے رہے تھے تو انھیں دفعۃً ایک ندا دی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ نہ کرو۔

حضرت الحکم بن عتیبہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو انھوں

نے آپ ﷺ کا کرتہ اتارنا چاہا ایک آواز آئی کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ نہ کرو، انھوں نے اسی طرح آپ ﷺ کو غسل دیا کہ آپ ﷺ کا کرتہ آپ ﷺ کے جسم پر تھا۔

حضرت منصور سے روایت ہے کہ ان لوگوں کو گھر کی جانب سے ندادی گئی کہ کرتہ نہ اتارو۔

بنی ہاشم کے آزاد کردہ غلام سے روایت ہے کہ جب ان لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ کا کرتہ اتارنے چلے، کسی منادی نے گھر کے کونے سے ندادی کہ آپ ﷺ کا کرتہ نہ اتارو، اسی طرح غسل دیا گیا کہ وہ کرتا آپ ﷺ کے جسم پر تھا۔

حضرت شعبیؒ سے روایت ہے کہ نہلانے والوں کو گھر کی جانب سے ندادی گئی کہ آپ ﷺ کے جسم مبارک سے کرتہ نہ اتارو اور آپ ﷺ کو اسی طرح غسل دیا گیا کہ وہ کرتہ آپ ﷺ پر تھا۔

حضرت غیلان بن جریر سے روایت ہے کہ جس وقت لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دے رہے تھے تو انھیں دفعۃً ایک ندادی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ نہ کرو۔

الحکم بن عتیبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو انھوں نے آپ ﷺ کا کرتہ اتارنا چاہا ایک آواز آئی کہ اپنے نبی ﷺ کو برہنہ نہ کرو انھوں نے اسی طرح آپ ﷺ کو غسل دیا کہ آپ ﷺ کا کرتہ آپ ﷺ پر تھا۔

حضرت منصور سے روایت ہے کہ ان لوگوں کو گھر کی جانب سے ندادی گئی کہ کرتہ نہ اتارو۔

بنی ہاشم کے آزاد کردہ غلام سے روایت ہے کہ جب ان لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو وہ آپ ﷺ کا کرتہ اتارنے چلے، کسی منادی نے گھر کو کونے سے ندادی کہ آپ ﷺ کا کرتہ نہ اتارو۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اگر مجھے میرا معاملہ پہلے ہی معلوم ہو جاتا تھا جو بعد کو معلوم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے آپ ﷺ کی ازواج کے کوئی غسل نہ دیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو اصحابؓ نے آپ ﷺ کے غسل میں اختلاف کیا بعض نے کہا کہ اس طرح غسل دو کہ آپ ﷺ کے اوپر آپ ﷺ کے کپڑے ہوں اسی وقت جب کہ وہ لوگ اختلاف میں تھے، انھیں غنودگی آ گئی جس سے ان میں سے ہر شخص کی ڈاڑھی اس کے سینے پر پڑ گئی، پھر کسی کہنے والے نے کہا کہ جو معلوم نہ ہو کہ کون تھا، آپ ﷺ کو اسی طرح غسل دو کہ کپڑے آپ ﷺ کے جسم پر ہوں۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو جو لوگ آپ ﷺ کو غسل دے رہے تھے، انھوں نے اختلاف کیا پھر انھوں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ جو انھیں معلوم نہ ہوا کہ کون ہے کیا ہے، اپنے نبی کو اس طرح غسل دو کہ ان پر ان کا کرتہ ہو، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ ﷺ کے کرتے ہی میں غسل دیا گیا۔

آنحضرت ﷺ کو کس نے غسل دیا...... حضرت عامرؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علیؓ ابی طالب اور فضل بن عباسؓ اور اسامہ بن زیدؓ نے غسل دیا، حضرت علیؓ آپ ﷺ غسل دیتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں آپ ﷺ حیات میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات میں بھی

حضرت عامرؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دے رہے تھے اور غسل اور اسامہ آپ ﷺ کو سنبھال لے ہوئے تھے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ...... حضرت شعبیؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں غسل دیا گیا کہ عباسؓ بیٹھے تھے اور فضل آپ ﷺ کو سینے سے لگائے تھے، حضرت علیؓ آپ ﷺ کو اس طرح غسل دے رہے تھے کہ آپ ﷺ پر آپ ﷺ کا کرتہ تھا، اور اسامہ پانی دینے کے لئے آمد و رفت کر رہے تھے۔

حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عباسؓ اور حضرت علیؓ اور فضل نے غسل دیا، فضل بن وکین نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ حضرت عباس انھیں چھپائے ہوئے تھے۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا ذمہ کا ذکر عباس بن عبدالمطلب علی بن علی بن ابی طالب، فضل بن عباسؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام صالح نے لیا۔

حضرت زہری سے روایت ہے کہ حضرت عباسؓ بن علی بن عبدالمطلب فضل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام صالح نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا انتظام کیا اور آپ ﷺ کا پردہ ہے۔

آپ کی وصیت کی کہ علیؓ کے سوا کوئی غسل نہ دے...... حضرت یزید بن بلال سے روایت کی ہے کہ علیؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وصیت کی تھی کہ انہیں میرے سوا کوئی غسل نہ دے اور نہ کوئی بغیر اس کے کہ آنکھیں ڈھانک دی جائیں میرا ستر دیکھے۔

فضل اور اسامہ دونوں آدمی مجھے پردے کے پیچھے سے پانی دیتے تھے، اور ان دونوں کی آنکھوں پر پٹی بندھی تھی، میں کسی عضو کو بھی لیتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا تیس آدمی میرے براہ اسے الٹتے پلٹتے ہیں، یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کے غسل کے فارغ ہو گیا۔

حضرت ابوبکر نے کہا حضرت علیؓ و فضلؓ و اسامہ کے سوا کوئی اندر نہ جائے...... حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی تیاری شروع کی تو سب لوگوں کو باہر کر کے بند دروازہ بند کر لیا، انصار نے ندا دی کہ ہم لوگ آپ ﷺ کے ماموں ہیں اور ہمارا مرتبہ اسلام میں وہ ہے جو سب جانتے ہیں، قریش نے ندا دی کہ ہم لوگ آپ ﷺ کے جاری عزیز ہیں، پھر ابوبکرؓ نے پکار کے کہا اے گروہ مسلمین ہر قوم اپنے جنازے کی اپنے غیر سے زیادہ مستحق ہے اس لئے میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تم لوگ اندر جاؤ گے تو تم ان پر علیؓ و فضل و اسامہ کو آپ ﷺ سے مٹا دو گے، واللہ آپ ﷺ کے پاس کوئی نہ جائے سوائے اس کے جو بلایا گیا ہے۔

حضرت علیؓ بن حسینؓ سے روایت ہے کہ انصار نے ندا دی کہ ہمارا بھی حق ہے کیونکہ آپ ﷺ تو ہمارا بیٹی کے بیٹے ہیں، ہمارا مرتبہ اسلام میں وہ ہے، جو ہے انھوں نے ابوبکرؓ سے مطالبہ کیا تو انہوں نے کہا کہ وہی جماعت (علیؓ و اسامہ و عباسؓ) آپ ﷺ سے زیادہ محبت کرنے والی ہے تم لوگ علیؓ و عباسؓ سے درخواست کرو کیونکہ ان کے پاس وہی جا سکتا ہے جیسے وہ چاہیں۔

عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علیؓ کو فضل و اسامہ بن زید و شقران نے غسل

دیا آپ ﷺ کے حصہ زیرین کے غسل کا انتظام علیؓ نے کیا اور فضل آپ ﷺ کو سینے سے لگائے تھے، عباسؓ اور اسامہ بن زید اور شقران پانی ڈال رہے تھے۔

آپ کو چار آدمیوں نے کفن دیا...... سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل حضرت علیؓ نے دیا اور آپ ﷺ کو کفن چار آدمیوں نے دیا، یعنی علیؓ اور عباسؓ اور فضل اور شقران نے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علیؓ اور فضل نے غسل دیا، عباسؓ سے ان لوگوں نے کہا کہ وہ غسل کے وقت موجود رہیں، اگر انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ ہم پوشیدہ رہیں۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علیؓ، اور فضل بن عباسؓ نے غسل دیا، علیؓ جو قوی تھے، آپ ﷺ کو الٹتے پلٹتے تھے، عباسؓ دروازے پر تھے، انھوں نے کہا کہ مجھے آپ ﷺ کے غسل میں موجود رہنے سے صرف اس امر نے روکا کہ میں دیکھتا تھا کہ آپ ﷺ مجھ سے شرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کو برہنہ دیکھوں۔

حضرت موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث الیتمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علیؓ، حضرت فضل اور اسامہ بن زید اور حضرت شقران نے غسل دیا، حضرت علیؓ نے آپ ﷺ کو اپنے سینے سے لگایا ان کے ہمراہ فضل نے بھی جو آپ ﷺ کو الٹتے پلٹتے تھے، حضرت اسامہ بن زید اور حضرت شقران آپ ﷺ پر پانی ڈال تھے، آپ ﷺ پر آپ ﷺ کا کرتا تھا۔

حضرت اوس بن خولی نے کہا کہ اے علیؓ ہم تمہیں اللہ کی قسم دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہمارا حصہ بھی دو، حضرت علیؓ نے ان سے کہا اندر آ جاؤ وہ اندر گئے اور بیٹھ گئے۔

حضرت ابی جعفر محمد بن علیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین غسل دیئے گئے، بیری کے پانی سے آپ ﷺ کو اپنے کرتے میں غسل دیا گیا، آپ ﷺ کو اس کنویں میں سے غسل دیا گیا، جس کا نام الغرس تھا جو قباس سعد بن خثیمہ کا تھا، اور آپ ﷺ اس کا پانی پیتے تھے، حضرت علیؓ آپ ﷺ کے غسل پر مامور تھے، حضرت عباسؓ پانی ڈالتے تھے فضل آپ ﷺ کو سینے سے لگائے تھے اور کہتے تھے مجھے راحت دیجئے آپ ﷺ نے میری رگ قلب قطع کر دی، میں ایسی چیز محسوس کرتا ہوں جو مجھ پر دو مرتبہ نازل ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن الحارث سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت علیؓ کھڑے ہوئے، انھوں نے دروازہ مضبوط بند کر دیا، پھر عباسؓ آئے ان کے ہمراہ عبدالمطلب کے خاندان والے بھی تھے، وہ لوگ دروازے پر کھڑے ہو گئے، علیؓ کہنے لگے کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں، آپ ﷺ حیات بھی پاکیزہ تھے اور وفات میں بھی۔

ابن ایسی پاکیزہ ہوا چلی کہ ویسی انھوں نے کبھی نہ پائی تھی، حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ عورت کی طرح ناک میں بوسا چھوڑ دو، اور تم لوگ اپنے صاحب کے پاس آ ؤ، حضرت علیؓ نے کہا کہ میرے پاس فضل کو بھیجو۔

انصار نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سے حصے میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتے

ہیں، انھوں نے اپنا ایک آدمی اندر بھیجا، جن کا نام اوس بن خولی تھا، وہ اپنے ایک ہاتھ میں گھڑا لیے تھے۔

حضرت علیؓ نے اس طرح آپ ﷺ کو غسل دیا کہ کہ وہ اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے کرتے کے نیچے داخل کرتے تھے، فضل آپ ﷺ پر کپڑا اڈالے ہوئے تھے، اور انصاری پانی دے رہے تھے، حضرت علیؓ کے ہاتھ پر ایک کپڑا جس کے اندران کا ہاتھ تھا اور آپ ﷺ کے جسم پر کرتہ تھا۔

عبدالوجد بن ابی عون سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض موت میں حضرت علی بن ابی طالب سے فرمایا کہ اے علیؓ جب میں مرجاؤں تو تم مجھے غسل دینا، انھوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تیار کردیئے جاؤ گے یا تمھیں آسان کردیا جائے گا، حضرت علیؓ نے کہا کہ پھر میں نے آپ ﷺ کو غسل دیا چنانچہ میں جس کسی عضو پکڑتا تھا تو وہ میرے تابع ہوتا تھا، فضل اپنے سینے سے لگائے تھے وہ کہتے تھے کہ اے حضرت علیؓ جلدی کرو میری پیٹھ ٹوٹی جاتی ہے۔

ابن جریج سے روایت ہے کہ میں نے ابوجعفر کو کہتے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ زیریں کے غسل کے منتظم علیؓ تھے۔

حضرت سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ علیؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے وقت آپ ﷺ سے بھی وہ چیز تلاش کی جو میت سے تلاش کی جاتی ہے۔ (یعنی بول و براز جو میت کا پیٹ سوت کر نکالا جاتا ہے،) مگر انہوں نے کچھ نہ پایا تو کہا کہ میرے ماں باپ پر فدا ہوں آپ ﷺ حیات میں بھی پاک تھے، اور وفات میں بھی پاک ہیں۔

کیا آنحضرت ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا؟

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کو تین سفید سوتی یمنی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ عمامہ تھا نہ کرتا۔

حضرت عبداللہ بن نمیر کی حدیث میں عروہ نے کہا ''لیکن حلہ'' (جوڑہ یا چادر (تہمن یا یمنی چادر) لوگوں کو شبہ ہوا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خریدا گیا ہے، تاکہ اس میں آپ ﷺ کو کفن دیا جائے پھر وہ چھوڑ دیا گیا، اور آپ ﷺ کو تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اس حلے کو حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ نے لے لیا، انھوں نے کہا میں اسے رکھے رہوں گا تاکہ مجھے اس میں کفن دیا جائے پھر انہوں نے کہا کہ اگر اسے اللہ اپنے نبی کے لئے پسند کرتا تو ضرور اس میں آپ ﷺ کو کفن دلواتا، انھوں نے اسے فروخت کردیا، اور اس کی قیمت خیرات کردی۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ کرتہ تھا نہ عمامہ۔

حضرت عائشہ بھی سے (دوسرے سلسلہ روایت سے) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ کرتہ تھا نہ عمامہ۔

حضرت یحیٰی بن سعید سے روایت ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ صدیق جب بیمار تھے تو انھوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا انھوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ کو تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

حضرت یعقوب بن زید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن

میں نہ کرتا تھا نہ عمامہ۔

ابن قلابہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین یمنی سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

ابن قلابہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بے جوڑ یمنی سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین روئی کے سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ کرتہ تھا نہ عمامہ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

حضرت ابی قلابہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بے جوڑ سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن القاسم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

حضرت شعبہ نے کہا کہ آپ ﷺ سے کس نے بیان کیا؟ تو انھوں نے کہا کہ میں نے اسے محمد بن علیؓ سے سنا۔

حضرت ابو اسحاق سے روایت ہے کہ میں اولاد عبدالمطلب کی مجلس کی طرف بھیجا گیا جو بہ کثرت جمع تھے، میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کس چیز میں کفن دیا گیا تو انھوں نے کہا تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ قبا تھی نہ کرتہ نہ عمامہ۔

مکحول سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

کیا آنحضرت ﷺ کو حبرہ میں بھی کفن دیا گیا؟

......حضرت سعید بن المسیب سے (متعدد سلسلہ روایت سے) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو بے جوڑ اور ایک نجرانی چادر میں کفن دیا گیا۔

حضرت سعید بن المسیب اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا دو سفید کپڑے تھے اور ایک چادر حبرہ (یمنی) تھی۔

حضرت علیؓ بن حسین سے (دو سلسلہ روایت سے) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں ایک چادر حبرہ تھی۔

حضرت جعفرؓ بن محمد سے روایت ہے کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں دو صحاری کپڑے تھے اور ایک حبرہ۔

حضرت جعفر بن محمد کہتے تھے کہ مجھے میرے والد نے اسی وصیت کی اور کہا کہ اس ہرگز کچھ اضافہ نہ کرنا محمد بن سعد (مولف کتاب) کہتے ہیں کہ میں بھی یہی خیال کرتا ہوں۔

حضرت محمد بن علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں ایک حبرہ تھا۔

ابن عباس سے (بسلسہ روایت) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سفید کپڑوں اور ایک سرخ چادر میں کفن دیا گیا۔

حضرت ابی اور الزہری سے روایت ہے کہ ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، جن میں ایک چادر حبرہ تھی۔

کیا آنحضرت ﷺ کو تین چادروں میں کفن دیا گیا یا ایک کرتے اور ایک چلے میں

حضرت عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین یمنی موٹی چادروں میں کفن دیا گیا، جن میں ایک نہ بند ایک کرتہ، ایک لفافہ تھا۔

حضرت ابواسحاق سے روایت ہے کہ میں بنی عبدالمطلب کے بوڑھوں کے پاس آیا ان سے پوچھا کہ کس چیز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیا گیا، انھوں نے کہا سرخ حملہ (جوڑا) اور ایک قطیفہ (چادر) میں۔

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قطیفہ (چادر اور حبرہ کے جوڑے میں کفن دیا گیا۔

حضرت ابراہیم سے (بہ دوسلسلہ روایت) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلے اور کرتے میں کفن دیا گیا، فضل وطلق کی حدیث میں حلہ یمانیہ ہے۔ (حلہ چادر و تہمد کے مجموعے کا نام ہے)

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلہ حبرہ اور کرتے میں کفن دیا گیا۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول للہ اللہ علیہ وسلم کو سرخ نجرانی حلے میں کہ جیسے آپ ﷺ پہنتے تھے اور ایک کرتے میں کفن دیا گیا۔

حضرت ضحاق بن مزاحم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سرخ چادروں میں کفن دیا گیا۔

ابوسحاق سے روایت ہے کہ وہ مدینے میں بنی عبدالمطلب کے چھپر میں آئے انھوں نے ان کے بوڑھوں سے دریافت کیا کہ کس چیز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیا گیا تو انھوں نے کہا کہ دو سرخ کپڑوں میں جن کے ہمراہ کرتہ نہ تھا۔

حضرت محمد بن علی بن الحنفیہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ کے بعد طرح طرح کی خبریں آتی رہیں، ان کو دیکھنے سننے والے آپؐ موجود ہوتے تو معاملہ نہ بڑھتا۔

انا فقدناک فقدا لا رض وابلها فاحتل لقومک واشهدهم ولا تعب

ہم آپؐ کو اس طرح کھو بیٹھے جیسے پانی کوز مین لاتعب کھو بیٹھے، آپؐ اپنی قوم میں آئے، انہیں دیکھیے، ان کے ساتھ رہیے، اور چلے نہ جائیے۔

قد کنت بدراً و نوراً یستضاء به علیک تنزل من ذی العزة الکتب

آپؐ چودھویں رات کے چاند تھے، ایسے نور تھے کہ اس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، عزت والے معبود کیجانب سے آپؐ پر کتابیں اترتی تھیں۔

فکان جبریل با لآیات یحضرنا فغاب عناً و کل ا لغیب محتجب

جبریل جو آیتیں لے کر ہمارے پاس آیا کرتے تھے اب ہم سے غائب ہو گئے، اور ہر ایک غیب اسی طرح پردہ میں چلا جاتا ہے۔

فقد رذئیت ابا سهلاً خلیقته محض الضریبة وا لاعراق او لغب

میں نے حقیقت میں ایسے کی مصیبت اٹھائی ہے جو والد کی حیثیت مین تھے، عادات و اخلاق کے نہایت نرم، خالص کردار اور خانسان کے تھے۔

عاتکہؓ بنت زید بن عمرو بن نفیل کا مرثیہ

امست مراکبه او حشت وقد کان یرکبها زینها
شام ہی سے سواریاں متوحش ہیں جن پر وہ سوار ہوتے کہ سواری کی اُن سے زینت بڑھ جاتی۔
وامست تبکیّ علی سیّد تردّد عبرتها عینها
شام ہی سے سردار کو رو رہی ہیں، آنکھ سے رہ رہ کے آنسو آتے جاتے ہیں۔
وامست نساء ک ما تستفیق من الحزن یعتادها دینها
فرطِ رنج وغم سے آپ کی بیبیوں کو افاقہ تک نہیں، رہ رہ کے رنج بڑھتا ہے۔
وامست شواهب مثل النصّا ل قد عطّلت وکبا لونها
وہ زرد ہوگئی ہیں، اُس سوفار کی سی حالت ہوگئی ہے جو بے کار ہوگیا ہو اور اس کا رنگ جاتا رہا ہو۔
یعالجن حزناً بعید الذهاب وفی الصدر مکتنا جبینها
اُس رنج وغم کی چارہ گری میں جو دیر میں جانے والا ہے اور سینے میں اُس کا درد ہے۔
یضرّبن بالکف حرا لوجوه علیٰ مثله جادها شیو نها
ہتھیلیوں سے چہرے بگاڑ رہی ہیں، ایسے پر ایسا ہی ہوتا ہے۔
هو الفاضل السید المصطفیٰ علی الحق نجتمعٌ دینها
وہ فاضل تھے، سردار تھے، برگزیدہ تھے، اُن کی وجہ سے حق پر دین مجتمع تھا
فکیف حیاتی بعد الرسول وقد حان میته حینها
رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد اب میں کیسے جیوں، آپ تو انتقال کر گئے۔

اُمّ ایمن

عین جودی فان بذلک للدمع شفاءٌ فاکثری ملبکاء
اے آنکھ، اچھی طرح رو، رونا ہی شفا ہے، اس لئے رونے میں کمی نہ کر۔
حین قالوا الرسول امسی فقیداً میّتا کان ذاک کل البلاء
جب لوگوں نے کہا کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) چلے گئے تو ہر قسم کی آزمائش کا یہی وقت تھا۔
وابکیا خیر من رزیناه فی الدنیا ومن خصّه بوحی السماء
اے دونوں آنکھوں، اُس کو روؤ جس کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے، وہ دنیا میں سب سے اچھے تھے، اور وحی آسمانی سے مخصوص تھے۔
یدموعِ غزیرةٍ منک حتیٰ یقضی الله فیه خیر القضاء
یہاں تک روؤ کہ اللہ اپنی بہترین قضاء وقدر سے کام لے
فلقد کان ما حملت وصولاً ولقد جاء رحمةً بالضیاء

میں جانتی ہوں کہ حضرتؐ صلہ رحم کرتے تھے، رحمت بن کے اور روشنی لے کے آپؐ آئے تھے۔

ولقد کان بعد ذلک نوراً وسراجاً یُضئی فی الظلماء

اسی قدر نہیں، بلکہ آپؐ ایسے نور اور ایسے چراغ تھے جو تاریکی میں روشن ہو،

طیب لعود والضریبة والمعدن والخلیم خاتم الانبیاء

پاک خصلت، پاک منش، پاک خاندان، پاک عادت، اور آخری پیغمبر تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات یہاں ختم ہو گئے۔

صحابہؓ جو آنحضرتؐ کے بعد اصحاب افتا اور متبع علیہم تھے، تابعین جن پر علم منتہی ہوا۔

آپؐ نے فرمایا کہ میرے بعد شیخین کی اتباع کرنا

حذیفہ بن الیمان سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان دونوں کی پیروی کرو جو میرے بعد ہوں گے (یعنی ابوبکرؓ وعمرؓ)

حذیفہؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپؐ نے فرمایا، مجھے نہیں معلوم کہ تم لوگوں میں میرا کس قدر رہنا ہوگا۔ لہٰذا تم لوگ ان دونوں کی پیروی کرنا جو میرے بعد ہوں گے آپؐ نے ابوبکرؓ وعمرؓ کی طرف اشارہ کیا۔

حذیفہؓ سے ایک اور سلسلے سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپؐ نے فرمایا، مجھے معلوم نہیں کہ تم لوگوں کے درمیان میری کتنی زندگی باقی ہے لہٰذا تم لوگ ان دونوں کی اقتدا کرنا جو میرے بعد ہوں گے، اور آپؐ نے ابوبکرؓ وعمرؓ کی طرف شارہ کیا، اور تم لوگ عمار بن یاسرؓ کی ہدایت سے ہدایت پانا اور ابن ام امام عہد کے عہد سے تمسک کرنا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہاں سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگوں کو فتویٰ کون دیتا تھا تو انہوں نے کہا کہ ابوبکرؓ وعمرؓ کہ ان دونوں کے سوا میں کسی اور کو نہیں جانتا۔

آپؐ کے زمانے میں خلیفہ راشدین فتویٰ دیا کرتے تھے

...... قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔

حمزہ بن عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا کہ میں جس وقت سورہا تھا تو میرے پاس ایک پیالہ دودھ کا لایا گیا، میں نے پیا یہاں تک کہ اُس کی خوشبو میرے ناخنوں میں جاری ہے، میں نے اپنا بچا ہوا عمرؓ کو دے دیا، لوگوں نے پوچھا کہ آپؐ نے اس کی کیا تعبیر لی فرمایا علم۔

حفاف بن ایماء سے مروی ہے کہ وہ جمعہ کی نماز عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے ساتھ پڑھا کرتے تھے جب عمرؓ نے خطبہ پڑھا تو میں نے انہیں (عبدالرحمٰن بن عوف کو) کہتے سنا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک، اے عمر آپ معلم ہیں ،عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کو ان سے تعجب ہوا، میں نے کہا اے ابومحمد تم ان سے کیوں تعجب کرتے ہو، انہوں نے کہا میں نے ابن ابی عتیق سے سنا کہ وہ اپنے والد سے اور وہ عائشہؓ سے روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں کہ اس کی امت میں ایک یا دو معلم نہ ہوتے ہوں، اگر میری امت میں کوئی معلم ہوگا تو وہ ابن الخطابؓ ہوں گے، حق عمرؓ کے زبان ودل پر ہے۔

ابوذرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے سنا کہ اللہ نے حق کو عمرؓ کی زبان پر رکھ دیا ہے جس کو وہ کہتے ہیں۔

نافع بن عمر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے حق کو عمرؓ کی زبان و دل پر کر دیا۔

ہارون البربری نے کسی اہل مدینہ سے روایت کی کہ میں عمرؓ بن خطاب کے پاس بھیجا گیا تو میں نے فقہاء (علماء) کو اُن کے پاس بچوں کی طرح دیکھا جن پر وہ (عمرؓ) اپنے علم وفقہ میں غالب تھے۔

حضرت عمر کا پلہ جھک جائے گا...... شفیق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ اگر عرب کے زندہ لوگوں کا علم ایک پلے میں اور عمرؓ کا علم ایک پلے میں رکھا جائے تو بے شک اُن سے عمرؓ ہی کے علم کا پلہ جھک جائے عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ اگر ہم عمرؓ کا حساب لگائیں تو وہ ۹،۱۰ حصہ علم کا لے گئے۔

شمر سے مروی ہے کہ حذیفہ نے کہا گویا تمام لوگوں کا علم عمرؓ کے ایک ناخن کے گوشت کے نیچے پوشیدہ تھا۔

عامر سے مروی ہے کہ جب کسی امر میں لوگ اختلاف کرتے تھے تو میں دیکھتا تھا کہ عمرؓ نے اس میں کیا فیصلہ کیا ہے کیونکہ وہ کسی امر میں اس وقت تک فیصلہ نہیں کرتے تھے تاوقتیکہ ان کے قبل اس میں فیصلہ نہ کیا گیا ہو یہاں تک کہ وہ مشورہ لیتے تھے۔

محمد سے مروی ہے کہ میں نے عبیدہ سے دادا کی میراث یا حصے کی کوئی بات پوچھی تو انہوں نے کہا کہ تم اُس کی طرف کیا قصد رکھتے ہو، میں نے اس کے بارے میں عمرؓ کے سو فیصلے یاد رکھے ہیں میں نے کہا (سو میں) سب کے سب عمرؓ کے ہیں، تو انہوں نے کہا سب عمرؓ کے ہیں۔

سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوالدرداء اور ابوذر سے فرمایا کہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے کیا ہے، پھر خود ہی فرمایا کہ میں اسے جانتا ہوں، انہوں نے ان تینوں کو اپنی وفات تک مدینے سے نکلنے نہ دیا۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کو منبر پر کہتے سنا کہ کسی شخص کو اس حدیث کی روایت جائز نہیں جو اس نے نہ ابوبکرؓ کے زمانے میں سنی ہو نہ عمرؓ کے زمانے میں، مجھے رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرنے میں کوئی مانع نہیں، آگاہ رہو کہ میں آپؐ کے ان اصحاب میں سے ہوں جو آپؐ سے حدیث کو خوب یاد رکھنے والے ہیں، آگاہ ہو کہ میں نے آپؐ کو فرماتے سنا ہے کہ جس نے مجھ پر وہ بات کہی جو میں نے نہیں کہی تو اس نے اپنی نشست گاہ آگ کی بنالی (یعنی اس کی ٹھکانہ دوزخ ہے)

علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ...... علیؓ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن بھیجا تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ مجھے بھیجتے ہیں حالانکہ میں جوان ہوں، ان لوگوں کے درمیان مجھے فیصلہ کرنا ہوگا، حالانکہ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ فیصلہ کیا چیز ہے، آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر پھیرا، پھر فرمایا اے اللہ ان کے قلب کو ہدایت کر اور ان کی زبان کو ثابت کر، قسم ہے اس ذات کی جس نے (زمین سے) دانہ نکالا کہ پھر مجھے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں شک نہیں ہوا۔

آپؐ نے قاضی بنا کر بھیجا...... علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قاضی بنا کر یمن بھیجا، میں نے کہا یا رسول اللہ آپؐ مجھے ایسی قوم کی طرف بھیجتے ہیں جو مجھ سے سوال کریں گے حالانکہ مجھے قضاء (فیصلہ کرنے) کا علم نہیں ہے، آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور فرمایا کہ اللہ تمھارے قلب کو ہدایت کرے گا اور تمھاری زبان کو ثابت کرے گا، دولڑنے والے جو تمھارے سامنے بیٹھیں تو اس وقت تک فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے سے بھی سُن نہ لینا جیسا کہ پہلے سے تم نے سنا، کیونکہ یہ طریقہ زیادہ مناسب ہے کہ تمھارے لیے اس سے فیصلہ ظاہر ہو جائے۔ میں برابر قاضی رہا یا (یہ کہا کہ) اس کے بعد مجھے فیصلہ کرنے میں کبھی شک نہیں ہوا۔

علیؓ سے (بہ دوسلسلہ) مروی ہے کہ مجھے نبی ﷺ نے یمن بھیجا۔ تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ مجھے ایسی پرانی اور بڑی قوم کی طرف بھیجتے ہیں جو سن رسیدہ ہیں، مجھے اندیشہ ہے کہ میں صواب کو نہ پہنچوں گا، فرمایا اللہ تمہاری زبان کو ثابت کرے گا اور تمہارے قلب کو ہدایت کرے گا۔

سلیمان الاحمسی نے اپنے والد سے روایت کی کہ کوئی آیت ایسی نہیں نازل ہوئی میرے رب نے مجھے ایسا قلب عطا کیا ہے جو عقل والا ہے اور ایسی زبان دی ہے جو گویا ہے۔

ابی الطفیل سے مروی ہے کہ علیؓ نے فرمایا کہ مجھ سے کتاب اللہ کو پوچھو کیونکہ اس کی کوئی آیت ایسی نہیں جس کو میں نہ جانتا ہوں کہ وہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو، ہموار زمین پر نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔

محمد سے مروی ہے کہ مجھے اطلاع دی گئی کہ علیؓ نے ابوبکرؓ کی بیعت سے تاخیر کی، انہیں ابوبکرؓ ملے تو انہوں نے کہا کہ کیا تم نے میری امارت کو ناپسند کیا، انہوں نے کہا نہیں، میں نے ایک قسم کھائی تھی کہ میں اپنی چادر سوائے نماز کے لیے جانے کے اور کسی ضرورت سے نہ اوڑھوں گا، تاوقتیکہ قرآن کو جمع نہ کرلوں، لوگوں نے خیال کیا کہ انہوں نے قرآن کو اس کی تنزیل کے مطابق لکھا ہے محمد نے کہا کہا گر یہ تحریر (قرآن) پائی جاتی تو اُس میں ایک علم ہوتا، ابن عون نے کہا کہ میں نے عکرمہ سے اس تحریر کو پوچھا تو وہ اُسے نہیں جانتے تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ علیؓ سے کہا گیا آپؓ کے لیے کیا تھا کہ آپ حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ میں جب آپؐ سے پوچھا کرتا تھا تو آپؐ مجھے بتادیتے تھے اور جب میں خاموش رہتا تو ازخود شروع کرتے تھے۔

سماک بن حرب سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ سے سنا کہ وہ ابن عباس سے بیان کرتے تھے کہ جب کوئی ثقہ (معتبر آدمی) ہم سے علیؓ کی جانب سے کوئی فتویٰ بیان کرتا تو ہم اس کے خلاف نہ کرتے۔

عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ بیان کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں علم قضاء کے سب سے بڑے عالم علیؓ بن ابی طالب ہیں۔

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ علیؓ ہم سب سے زیادہ قضاء کے عالم ہیں۔

صحابی نے کہا حضرت علی کا فتویٰ سب سے بہتر ہے...... سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ایک روز عمرؓ بن الخطاب اپنے اصحاب کے پاس گئے اور فرمایا آج میں نے ایک کام کیا ہے، مجھے اُس کے بارے میں تم

لوگ فتویٰ دو، انہوں نے کہا اے امیر المومنین وہ کیا ہے، فرمایا، میرے پاس سے ایک جاریہ (لونڈی) گزری، مجھے وہ اچھی معلوم ہوئی میں نے اُس سے جماع کیا حالانکہ میں روزہ دار تھا، ساری جماعت نے اُس کو ان پر گراں سمجھا علیؓ خاموش رہے، انہوں نے فرمایا اے علیؓ بن ابی طالب تم کیا کہتے ہو انہوں نے کہا، آپ نے حلال کام کیا، ایک دن کے بدلے ایک دن کا روزہ رکھ لیجیے، انہوں نے کہا تمہارا فتویٰ سب سے بہتر ہے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عمرؓ اُس امر مشکل و دشوار سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے جس کے حل کرنے میں ابو حسنؓ نہ ہوں۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک روز عمرؓ نے ہمیں خطبہ سنایا اور کہا کہ علیؓ ہم سب سے زیادہ علم قضاء کے ماہر ہیں، اُبی ہم سب سے زیادہ قرآن کے ماہر ہیں، ہم ان میں کچھ اشیاء چھوڑیں گے جو اُبی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، میں ﷺ کے قول کو نہ چھوڑوں گا، حالانکہ اُبی کے بعد ایک کتاب نازل ہوئی ہے۔

حضرت عمر نے فرمایا کہ قضاء کا علم سب سے جاننے والے حضرت علیؓ

...... ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ ہم سب سے زیادہ قضاء کے جاننے والے علیؓ ہیں اور ہم سب زیادہ قرآن کے جاننے والے اُبی ہیں۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ ہم سب سے زیادہ عالم قضاء علیؓ ہیں اور ہم سب سے زیادہ عالم قرآن اُبی، اور ہم کچھ اُبی کی قرأت کی وجہ سے چھوڑتے ہیں۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ علیؓ ہم سب زیادہ فیصلے کے ماہر ہیں اور اُبی ہم سب سے زیادہ قرآن کے ماہر ہیں۔

عطاء سے مروی ہے کہ عمرؓ کہا کرتے تھے کہ علیؓ ہم سب سے زیادہ قضاء کے ماہر ہیں اور اُبی ہم سب سے زیادہ قرآن کے عالم ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

...... عبداللہ بن دینار الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالرحمٰنؓ بن عوف اُن لوگوں میں سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو کچھ آنحضرت ﷺ سے سنتے تھے اس کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ بھی۔

اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ

...... اُبی بن کعب و انس و ابوحبہ البدری اور انس سے (ایک اور سلسلے سے) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُبی بن کعب سے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہیں قرآن سناؤں، بعض رواۃ نے کہا کہ (بجائے قرآن کے فلاں فلاں سورۃ فرمایا) انہوں کہا کیا میرا وہاں ذکر کیا گیا ہے بعض رواۃ نے کہا کہ (اُبی نے کہا) اللہ نے آپ سے میرا نام لیا ہے، آپؐ نے فرمایا ہاں، اُن کے آنکھوں سے خوشی سے آنسو جاری ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "فبفضل اللہ برحمتہ، فبذلک فلیفرحوا وھو خیر مما یجمعون" (اللہ کے فضل و رحمت سے، پھر اسی سے انہیں خوش ہونا چاہیے جو اس سے بہتر ہے کہ وہ جمع کرتے ہیں)

انسؓ سے مروی ہے کہ آپؐ نے انہیں سورۃ لم یکن سنائی تھی۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ جب اللہ نے اپنے رسول پر اقرأ باسم ربك الذی خلق نازل کی تو نبیؐ اُبی بن کعب کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے جبریلؑ نے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے پاس آؤں تاکہ تم اُس سورۃ کو سیکھ لو اور اسے حفظ کرلو، اُبی بن کعب نے کہا یارسول اللہ کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔

انس بن مالکؓ نے نبیؐ سے روایت کی کہ میری امت کے سب سے بڑے عالم قرآن اُبی بن کعب ہیں۔

ابوفردہ نے کہا کہ میں نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کو کہتے سنا کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا اُبی ہم سب سے زیادہ عالم قرآن ہیں

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

آپؐ نے مرض موت والے سال دو ختم کئے ہیں...... ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سوال کیا گیا تم لوگ دو قرأتوں میں سے کس کو اولیٰ شمار کرتے ہو انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت کو، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو ہر سال رمضان میں ایک مرتبہ قرآن سنایا جاتا تھا سوائے اس سال کے جس میں آپ کی وفات ہوئی، کیونکہ اس رمضان میں آپ کو دو مرتبہ قرآن سنایا گیا، عبداللہ بن مسعود آپؐ کے پاس حاضر ہوئے اور اس میں سے جو منسوخ ہو گیا یا بدل دیا گیا وہ انہیں معلوم ہے۔

مسروق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ کوئی سورۃ ایسی نہیں نازل ہوئی کہ اس کے متعلق مجھے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کس بارے میں نازل کی گئی، اگر مجھے معلوم ہوتا کہ کوئی شخص کسی ایسے مقام پر مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا عالم ہے جہاں اونٹ یا سواریاں پہنچا ئیں گی تو میں اس کے پاس ضرور جاتا۔

عبداللہ بن مسعود نے آپؐ ستر سے زائد سورتیں حاصل کی...... ابراہیم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ میں نے ستر سے زائد سورتیں رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے حاصل کیں۔

عبداللہؓ بن مسعود سے (بہ دو سلسلہ) مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ، میں نے کہا کہ میں آپ کو کیسے سناؤں، حالانکہ آپؐ ہی پر نازل کیا گیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ میں سننا چاہتا ہوں (وہب نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ) میں چاہتا ہوں کہ اسے اپنے سوا کسی اور سے بھی سنوں، میں نے آپ کو سورۃ النساء سنائی یہانتک کہ جب میں اِن آیات پر پہنچا فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید وجئنا بک علیٰ هؤلاء شهیدا، (پھر اسوقت کیونکر ہوگا جب ہم ہر امت کا گواہ لائیں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہ لائیں گے) (صرف ابونعیم نے اپنی حدیث میں کہا کہ) آپؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اتنا سنانا تمہیں کافی ہے، (اور دونوں سلسلے کے راویوں نے کہا کہ) پھر میں نے آپ کی طرف دیکھا تو نبیؐ کی آنکھیں آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی تھیں، آپؐ نے فرمایا کہ جسے یہ پسند ہو کہ وہ قرآن کی تازہ قرأت کرے جیسا کہ وہ نازل ہوا ہے تو اسے اسکو ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعودؓ) کی قرأت میں پڑھنا چاہئے۔

مثل حوض...... مسروقؒ سے مروی ہے کہ گویا میں اصحاب محمدؐ کے ساتھ بیٹھا ہوں، میں نے انھیں مثل حوض کے

پایا، ایک حوض وہ ہے جو ایک آدمی کو سیراب کرتا ہے، ایک حوض وہ ہے جو دس کو سیراب کرتا ہے، ایک حوض وہ ہے جو سو کو سیراب کرتا ہے، ایک حوض وہ ہے کہ اگر اس پر تمام زمین کے باشندے اُتر آئیں تو وہ انہیں بھی سیراب کردے، میں نے عبداللہ بن مسعود کو اسی قسم کے حوض کے مثل پایا (جو روئے زمین کو سیراب کردے)

ابوالاحوص سے مروی ہے کہ اصحابؓ نبی کی ایک جماعت (یا راوی نے یہ کہا کہ) نبیؐ کے چند اصحابؓ ابوموسیٰ کے مکان میں قرآن کا دور کررہے تھے، عبداللہ بن مسعود کھڑے ہوئے اور باہر گئے تو ابومسعود نے کہا جو کچھ اللہ نے محمدؐ پر نازل کیا اسے یہ شخص جو باہر چلا گیا ان لوگوں سے زیادہ جانتا ہے، جو یہاں رہ گئے اور جو دوسرے مقام پر ہیں، ابوموسیٰ نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو جب ہم لوگ پوشیدہ ہو جائیں گے تو اس کی بات سنی جائے گی اور جب ہم لوگ غائب ہوں گے تو وہ موجود ہوگا۔

ابوعمرو شیبانی سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری نے کہا کہ تم لوگ مجھ سے نہ پوچھا کرو جب تک یہ علامہ تم میں ہے، یعنی ابن مسعودؓ۔

ابوعطیہ الہمدانی سے مروی ہے کہ میں عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور ایک مسئلہ پوچھا، انہوں نے فرمایا کہ تم نے میرے سواکسی اور سے بھی اس کو پوچھا ہے، اس نے کہا ہاں ابوموسیٰ سے پوچھا ہے، اُس نے انہیں اُن کے قول کی اطلاع دی تو عبداللہ نے اس شخص کی مخالفت کی اور کھڑے ہو کر کہا کہ تم لوگ مجھ سے کچھ دریافت نہ کرو جب تک کہ یہ علاّمہ تمہارے درمیان ہیں۔

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ میں نے ستر سورتیں نبی ﷺ کی زبان مبارک سے سیکھیں جن میں میرا کوئی شریک نہیں۔

شقیق بن سلمہ سے مروی ہے کہ جس وقت قرأتوں کے متعلق جو حکم دیا گیا تو عبداللہ بن مسعود نے ہمیں خطبہ سنایا، انہوں نے غلول (خیانت) کا ذکر کیا اور کہا کہ من یغلل یأت بما غل یوم القیامه (جو شخص خیانت کرے گا تو جس چیز کی اس نے خیانت کی ہے اسے قیامت میں وہ لائے گا) لوگوں نے قرأتوں میں خیانت کی ہے، مجھے اپنے محبوب کی قرأت پر پڑھنا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں زید بن ثابت کی قرأت پر پڑھوں، قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اس وقت رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے ستر سے زائد سورتیں حاصل کی ہیں کہ زید بن ثابت اتنے بچے تھے کہ ان کے دو گیسو تھے اور ڈاڑھی نہ تھی اور بچوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔

پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر میں کسی ایسے شخص کو جانتا جو کتاب اللہ کا مجھ سے زیادہ عالم ہوا اور وہ ایسے مقام پر ہوتا کہ اس کے پاس اونٹ پہنچا تا تو میں ضرور اس کے پاس جاتا پھر عبداللہ بن مسعودؓ چلے گئے شقیق نے کہا کہ میں مختلف حلقوں میں بیٹھا جن میں اصحاب رسول اللہ ﷺ وغیرہم تھے میں نے کسی کو ابن مسعودؓ کے قول کی تردید کرتے نہیں سنا۔

زید بن وہب سے مروی ہے کہ ایک روز عبداللہ اس حالت میں آئے کہ عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے جب انہوں نے اُن کو آتے دیکھا تو فرمایا کہ یہ ایک صندوق ہے جو فقہ سے بھرا ہوا ہے اعمش نے بجائے فقہ کے علم کہا۔

حضرت عمر نے عبداللہ بن مسعود کے بارے میں فرمایا

......اسد بن وداعہ سے مروی ہے کہ

عمرؓ نے ابن مسعودؓ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ وہ ایک صندوق ہیں جو علم سے بھرا ہوا ہے، جن کی وجہ سے میں نے اہل قادسیہ کا اکرام کیا ہے۔

ابوموسیٰ اشعریؓ...... عائشہؓ سے (بہ دو سلسلہ) اور عبداللہ بن بریدہ کے والد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوموسیٰ اشعریؓ کی قرأت سنی اور فرمایا کہ ان کو آلِ داؤد کے مزامیر (باجوں) میں سے حصہ دیا گیا ہے۔

انسؓ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعریؓ ایک رات کو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ ازواجِ نبی ﷺ نے اُن کی آواز سنی، وہ بڑے خوش آواز تھے، وہ کھڑی سنتی رہیں، جب صبح ہوگئی تو، ابوموسیٰ سے کہا گیا کہ ازواج سن رہی تھیں، انہوں نے کہا کہ اگر مجھے علم ہوتا تو میں ضرور تم کو (تم عورتوں کو) اور اچھی طرح سناتا اور تم (عورتوں) کو مزید شوق دلاتا، (راوی) حماد نے کہا کہ میں تم (مردوں) کو اور اچھی طرح سناتا اور تم (مردوں) کو مزید شوق دلاتا۔

انسؓ سے مروی ہے کہ مجھے اشعریؓ نے عمرؓ کے پاس بھیجا، عمرؓ نے کہا کہ تم نے اشعری کو کس حالت میں چھوڑا، میں نے کہا کہ انہیں اس حالت میں چھوڑا ہے کہ وہ لوگوں کو قرآن پڑھا رہے تھے، آپ نے فرمایا دیکھو وہ عقیل وفہیم ہیں مگر یہ بات انہیں نہ سنانا پھر مجھ سے فرمایا کہ تم نے اعراب کو کس حالت میں چھوڑا، میں نے کہا اشعریوں کو؟ انہوں نے کہا نہیں، بلکہ اہل بصرہ کو میں نے کہا دیکھیے، اگر وہ یہ بات (یعنی اعراب کہنا) سن لیں تو انہیں ضرور ناگوار ہو، انہیں زجر نہ کرنا کیونکہ وہ اعراب (دیہاتی) ہیں مگر یہ کہ اللہ کوئی ایسا آدمی عطا کرے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہو۔

سلیمان یا کسی اور سے مروی ہے کہ وہ ابوموسیٰ کے کلام کو اس قصائی سے تشبیہ دیتے تھے جو ہڈی کا جوڑ معلوم کرنے میں خطا نہیں کرتا۔

قتادہؓ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ نے کہا کہ قاضی کو مناسب نہیں کہ وہ فیصلہ کرے تاوقتیکہ اسے حق اتنا واضح نہ ہو جائے جیسا کہ رات دن سے ظاہر ہو جاتی ہے، عمرؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا ابوموسیٰؓ نے سچ کہا۔

متفرق مشائخ...... ابوالبختری سے مروی ہے کہ ہم علیؓ کے پاس آئے اور ان سے اصحاب محمد ﷺ کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ان میں سے کس کا حال، ہم نے کہا کہ عبداللہ بن مسعودؓ کا حال بیان کیجیے، انہوں نے کہا کہ وہ حدیث وقرآن کے عالم ہوئے، اس علم کی انتہا کو پہنچے اور انہیں یہ علم کافی تھا۔

ہم نے کہا ابوموسیٰ کا حال بیان کیجیے تو کہا کہ وہ کافی طور پر علم میں رنگے ہوئے تھے پھر وہ اس رنگ سے باہر ہوگئے۔ ہم نے کہا کہ عمار بن یاسرؓ کا حال بیان کیجیے تو فرمایا کہ وہ مومن تھے جو بھول گئے جب یاد دلایا گیا تو یاد کرلیا

ہم نے کہا کہ حذیفہ کا حال بیان کیجیے تو کہا کہ اصحاب محمد ﷺ میں سب سے زیادہ منافقین کا علم رکھنے والے تھے۔

ہم نے کہا کہ ابوذر کا حال بیان کیجیے تو کہا کہ انہوں نے علم کو یاد کیا پھر اس میں عاجز ہوگئے۔

ہم نے کہا کہ سلمان کا حال بتائیے تو کہا کہ انہوں نے علم اول وعلم آخر کو پایا، وہ ایک ایسے دربار کے مانند تھے جس کی گہرائی کو ہم اہل بیتؓ میں سے بھی کوئی نہیں پا سکتا۔

ہم نے کہا اے امیر المومنین آپ اپنا حال بیان کیجیے، فرمایا: میرا حال تم پوچھتے ہو، میرا حال یہ ہے کہ جب میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتا تھا تو مجھے عطا ہوتا تھا اور جب میں خاموش رہتا تھا تو ازخود میرے ساتھ ابتدا کیجاتی تھی

قتادہؒ وابن سیرینؒ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے ابو درداء عویمر سے فرمایا کہ سلمان تم سے زیادہ علم رکھتے تھے۔

ابو صالح نے نبیؐ سے روایت کی کہ سلمان کو ان کی ماں روئے کہ وہ علم سے شکم سیر کر دیے گئے ہیں۔

معاذ بن جبل رحمہ اللہ

آپؐ نے حضرت معاذ بن جبل کے بارے میں فرمایا...... محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن بقدر فاصلہ حد نظر معاذ بن جبل علماء کے آگے آئیں گے۔

ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن معاذ بقدر حد نظر علماء کے آگے ہوں گے۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن معاذ بن جبلؓ کے لئے علماء کے آگے علیحدہ جگہ ہوگی۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن معاذ بن جبل بقدر حد نظر علماء کے آگے ہوں گے۔

انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ میری امت میں سب سے زیادہ حلال وحرام کا علم رکھنے والے معاذ بن جبل ہیں۔

آپؐ نے معاذ پوچھا کہ فیصلہ کس سے کرو گے؟...... معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ جب مجھے رسول اللہؐ نے یمن بھیجا تو فرمایا: اگر تمھارے سامنے کوئی قضیہ پیش کیا گیا تو تم کس چیز (قانون) سے فیصلہ کرو گے، انہوں نے کہا جو کتاب اللہ میں ہے اس کے موافق فیصلہ کروں گا، آپؐ نے فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ ہو؟ انہوں نے کہا کہ جو رسول ﷺ نے فیصلہ کیا اس کے مطابق فیصلہ کروں گا، آپؐ نے فرمایا، اگر وہ (قضیہ) ان میں سے نہ ہو جس کا رسول ﷺ نے فیصلہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوتاہی نہ کروں گا پھر آپؐ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے رسول اللہ کے قاصد کو اس امر کی توفیق دی جس سے رسول اللہ راضی ہیں۔

مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حنین روانہ ہوئے تو آپؐ نے معاذ بن جبل کو مکے میں چھوڑ دیا تاکہ وہ اہل مکہ کو فقہ کی تعلیم دیں اور انہیں قرآن پڑھائیں۔

موسیٰ بن علی بن رباح نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے لجابیہ میں خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جو شخص فقہ کو پوچھنا چاہے وہ معاذ بن جبل کے پاس آئے۔

ایوب بن نعمان بن عبداللہ بن کعب نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ جس وقت معاذ بن جبل شام روانہ ہو گئے تو عمرؓ بن الخطاب کہا کرتے تھے کہ ان کی روانگی نے اہل مدینہ کو فقہ میں اور جن امور میں وہ ان کو فتویٰ دیا کرتے تھے محتاج بنا دیا حالانکہ میں نے ابوبکرؓ سے لوگوں کو اُن کا حاجت مند ہونے کی وجہ سے کہا تھا کہ وہ انہیں روک لیں، مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ جس شخص نے جہاد کا ارادہ کیا اور شہادت چاہتا ہے تو میں اسے نہیں روکوں گا میں نے کہا واللہ آدمی کو شہادت عطا کر دی جاتی ہے حالانکہ وہ اپنے گھر میں بستر پر ہوتا ہے، جو اپنے شہر سے پورا

بے نیاز ہوتا ہے، کعب بن مالک نے کہا کہ معاذ بن جبل رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ کی حیات میں ہی فتویٰ دیا کرتے تھے۔

شہر بن خوشب سے مروی ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ قیامت کے روز جب علماء حاضر ہوں گے تو معاذ بن جبل بقدر پتھر پھینکنے کی جگہ کے اُن کے آگے ہوں گے۔

عامر سے مروی ہے کہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ معاذ اس آیت کے مصداق تھے ؛ **کان امة قانتا لله حنیفا ولم یک من المشرکین** ۔ (وہ ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے) ایک شخص نے اُن سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن آپ اس آیت کے مطلب و مصداق کو بھول گئے ، یہ تو حضرت ابراہیمؑ کی شان میں ہے، انہوں نے کہا نہیں ہم انہیں ابراہیم سے تشبیہ دیتے تھے، امت وہ شخص ہے جو لوگوں کو خیر کی تعلیم کرے اور قانت وہ ہے جو فرمانبردار ہو۔

فروۃ بن نوفل اشجعی سے مروی ہے کہ ابن مسعود نے کہا کہ معاذ بن جبل ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے، میں نے کہا کہ ابوعبدالرحمٰن غلطی کی ، اللہ نے تو ابراہیم ہی کو کہا کہ وہ ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے، حضرت علیؓ نے اسے پھر دہرایا اور کہا کہ معاذ بن جبل ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے، میں سمجھ گیا کہ انہوں نے یہ امر قصداً کیا، اس لئے خاموش ہو گیا، انہوں نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ ''امۃ'' کیا ہے اور ''قانت'' کیا ہے میں نے کہا اللہ زیادہ جانتا ہے، انہوں نے کہا کہ امۃ وہ ہے جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دے اور قانت وہ ہے جو اللہ کا اور اس کے رسول کا مطیع ہو اور معاذ بھی ایسے ہی تھے جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتے تھے اور اللہ اور اس کا رسول کا مطیع تھے۔

قانت اور امۃ کیا چیز ہے؟...... مسروقؒ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت ابن مسعودؓ کے پاس تھے انہوں نے کہا کہ معاذؓ بن جبل ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے ، فروہ بن نوفل نے ان سے کہا کہ ابوعبدالرحمن بھول گئے ، آپ کی مراد حضرت ابراہیم ہیں ، انہوں نے کہا! کیا تم نے مجھے ابراہیم کا ذکر کرتے سنا؟ ہم تو معاذ کو حضرت ابراہیمؑ سے تشبیہ دیتے ہیں یا انہیں ان کے ساتھ تشبیہ دی جاتی تھی ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ ''امۃ'' کیا ہے تو انہوں نے کہا وہ شخص ہے جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دے اور قانت وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول کا مطیع ہو۔

ابوالاحوص سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت ابن مسعودؓ اپنے اصحاب سے حدیث بیان کر رہے تھے کہ معاذ ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے ، ایک شخص نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن، حضرت ابراہیمؑ ایسے پیشوا تھے جو مطیع تھے ، اس شخص نے یہ گمان کیا کہ حضرت ابن مسعودؓ کو وہم ہو گیا، حضرت ابن مسعودؓ نے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ امۃ کیا ہے، لوگوں نے کہا بتایئے امت کیا ہے، انہوں نے کہا وہ ہے جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دے ، پھر انہوں نے کہا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ قانت کیا ہے، لوگوں نے کہا ''نہیں'' تو انہوں نے کہا کہ قانت وہ ہے جو اللہ کا مطیع ہو۔

خالد بن معدان سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کہا کرتے تھے کہ ہم سے دونوں عاقلوں کا حال بیان کرو، کہا جاتا تھا کہ دونوں عاقل کون ہیں، تو وہ کہتے تھے کہ معاذ اور ابوالدرداء۔

اعمش سے روایت ہے کہ معاذ نے کہا کہ علم کو حاصل کرو جس طرح سے وہ تمہارے پاس آئے۔

اصحابؓ جناب رسالت مآبؐ جو اہل علم وفتویٰ تھے

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا ......عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جب کوئی ایسا امر پیش آتا جس میں وہ اہل الرائے اور اہل علم کا مشورہ لینا چاہتے اور مہاجرین وانصار کے آدمیوں کو بلاتے تو وہ حضرت عمرؓ،عثمان،علیؓ،عبدالرحمٰن بن عوفؓ،معاذ بن جبلؓ ،ابی بن کعبؓ اور زید بن ثابتؓ کو بھی بلاتے تھے، یہ لوگ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں فتویٰ دیا کرتے تھے اور لوگوں کا فتویٰ صرف انہیں لوگوں کے پاس جاتا تھا ،حضرت ابوبکرؓ اسی حالت پر گزر گئے ،حضرت عمرؓ والی ہوئے وہ بھی اسی جماعت کو بلاتے تھے ،جب وہ خلیفہ تھے تو علیؓ ،عثمانؓ وابی وزید کے پاس جاتا تھا۔

تین مہاجرین اور تین آدمی انصار ......محمد بن سہل بن ابی حثیمہ نے اپنے والد سے روایت کی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو لوگ فتویٰ دیتے تھے وہ تین آدمی مہاجرین کے تھے اور تین انصا کے ،حضرت عمرؓ،عثمانؓ وعلیؓ اور ابی بن کعبؓ،معاذ بن جبلؓ وزید بن ثابت۔

دین کے معاملے میں چھ آدمی سے مشورے کرتے ......عبداللہ بن دینار الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضرت عمر کو اپنی خلافت میں جب کوئی امر شدید پیش آتا تھا تو وہ اہل شوریٰ انصار، معاذ بن جبلؓ،ابی بن کعبؓ اور زید بن ثابت سے مشورہ طلب کرتے تھے۔

المسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کا علم چھ شخصوں تک ختم ہوتا تھا،عمرؓ،عثمانؓ،علیؓ معاذ بن جبلؓ،ابی بن کعبؓ اور زید بن ثابتؓ (یعنی ہر شخص کو انہیں چھ سے علم حاصل ہوا۔

مسروق سے روایت ہے کہ میں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کے علم کی خوشبو حاصل کی تو میں نے ان کے علم کی انتہا چھ پر پائی عمرؓ،علیؓ،عبداللہؓ،معاذؓ،ابوالدرداءؓ اور زید بن ثابتؓ پھر میں نے ان کے علم کی خوشبو حاصل کی تو مجھے ان کے علم کی انتہا علیؓ وعبداللہ پر گئی۔

عامر سے روایت ہے کہ اس امت میں نبی ﷺ کے بعد چھ علماء ہوئے ،عمرؓ،عبداللہؓ،زید بن ثابتؓ جب عمرؓ کوئی بات کہتے تھے اور یہ دونوں بھی کوئی بات کہتے تھے تو ان دونوں کا قول ان کے قول کے تابع ہوتا تھا،اور علیؓ،ابی بن کعبؓ،ابوموسیٰ اشعری جب علیؓ کوئی بات کہتے تھے اور یہ دونوں بھی کوئی بات کہتے تھے تو ان دونوں کا قول علیؓ کے تابع ہوتا تھا۔

مسروق سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ میں سے عمرؓ،علیؓ،ابن مسعودؓ،زیدؓ،ابی بن کعب اور ابوموسیٰ اشعری صاحب فتویٰ تھے۔

عامر سے روایت ہے کہ اس امت کے قاضی چار ہیں،عمرؓ،علیؓ،زیدؓ،ابوموسیٰ اشعری اور اس امت کے عقلاء چار ہیں،عمرو بن العاصؓ،معاویہ بن ابی سفیانؓ ومغیرہ بن شعبہؓ وزیادؓ۔

عبداللہ بن عمروؓ بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چار آدمیوں سے قرآن حاصل

کرو،عبداللہ بن مسعودؓ،ابی بن کعبؓ،معاذ بن جبلؓ وسالم مولائے ابی حذیفہ۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب مہاجرین اولین رسول اللہ ﷺ کے آنے سے پہلے مکے سے مدینے آئے تو وہ العصبہ میں اترے العصبہ قباء کے قریب ہے،ابوحذیفہ کے مولیٰ سالم ان کی امامت کرتے تھے،اس لئے کہ وہ ان سب سے زیادہ قرآن جانتے تھے،عبداللہ بن نمیر نے اپنی حدیث میں کہا کہ ان مہاجرین اولین میں عمرؓ بن الخطاب وابوسلمہ بن عبدالاسد بھی تھے۔

حضرت عبداللہ بن سلام ...... یزید بن عمیرہ السکسی سے جو معاذ کے شاگرد تھے روایت ہے کہ معاذ نے انہیں حکم دیا کہ وہ چار سے طلب علم کریں،عبداللہ بن مسعودؓ،عبداللہ سلام،سلمان فارسی اور عویمر ابوالدرداء سے۔

معاذ سے بھی اسی طرح کی حدیث روایت ہے۔

معبد الجہنی سے روایت ہے کہ ایک شخص تھے جن کا نام یزید بن عمیرہ السکسی تھا وہ معاذ بن جبل کے شاگرد تھے،انہوں نے بیان کیا کہ جب معاذ بن جبلؓ کا وقت وفات آیا تو یزید ان کے سرہانے بیٹھے رو رہے تھے ان کی طرف معاذ نے دیکھا اور کہا کہ تمہیں کیا چیز رلاتی ہے یزید نے کہا دیکھیے میں دنیا کے لئے نہیں روتا جو مجھے آپ سے پہنچتی تھے،میں اس علم کے لئے روتا ہوں جو مجھ سے فوت ہوگیا،معاذ نے ان سے کہا کہ علم جیسا تھا گیا نہیں،میرے بعد تم چار آدمیوں سے علم حاصل کرنا،عبداللہ بن مسعود سے اور عبداللہ بن سلام سے جس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ان دس آدمیوں کے دسویں ہیں جو جنت میں ہوں گے،عمرؓ سے،لیکن عمر کو تمہارے لئے فرصت نہ ہوگی،اور سلمان فارسیؓ سے معاذ کی وفات ہوگئی اور یزید کوفے میں آگئے،وہ عبداللہ بن مسعودؓ کی مجلس میں آئے،ان سے ملے تو ابن مسعودؓ نے کہا کہ معاذ بن جبلؓ ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے،ان کے اصحاب نے کہا کہ حضرت ابراہیمؑ ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے،ابن مسعودؓ نے کہا کہ معاذ بن جبل ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور مشرکین میں سے نہ تھے۔

مجاہدؒ سے روایت ہے کہ "**ومن عنده علم الكتاب**"(اور وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم ہے) انہوں نے کہا کہ ان کا نام عبداللہ بن سلام ہے۔

مجاہدؒ سے روایت ہے کہ "**وشهد شاهد من بنى اسرائيل على مثله** "(اس قسم کی بات بنی اسرائیل کے ایک شاہد نے شہادت دی)انہوں نے کہا کہ اس شاہد کا نام عبداللہ بن سلام ہے۔

عطیہ سے اللہ کے اس قول میں روایت ہے کہ "**ان يعلم علماء بنى اسرائيل** "(اسے بنی اسرائیل کے علماء جانتے ہیں)انہوں نے کہا کہ وہ علمائے بنی اسرائیل پانچ تھے جن میں عبداللہ بن سلام ابن یامین،ثعلبہ بن قیس اسد واسید تھے۔

حضرت ابوذرؓ

کثرت سوال نصف علم ...... زاوان سے روایت ہے کہ علیؓ سے حضرت ابوذر کو دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ

انہوں نے علم کو حفظ کیا جس میں وہ عاجز رہے، وہ بخیل وحریص تھے، اپنے دین پر بخیل تھے اور علم پر حریص تھے، وہ بہ کثرت سوال کیا کرتے تھے، انہیں علم عطا ہوتا تھا، اور انہیں روک دیا جاتا تھا، دیکھو، ان کے ظرف میں ان کے لئے بھرا گیا یہاں تک کہ وہ بھر گئے، مگر ان لوگوں کو یہ نہ معلوم ہوا کہ اس قول سے آپ کی مراد کیا ہے کہ "**وعی علما عجز فیہ**" (انہوں نے علم کو حفظ کیا جس میں وہ عاجز رہے) آیا وہ اس کے ظاہر کرنے سے عاجز رہے، یا اس علم سے عاجز رہے جو ان کے پاس تھا، یا اس علم کی طلب سے عاجز رہے جو نبی ﷺ سے حاصل کیا گیا۔

مرثد یا ابن مرثد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں ابوذرؓ الغفاری کے پاس بیٹھا تھا، ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ کیا آپ کو امیر المومنین نے فتویٰ دینے سے منع نہیں کیا؟ ابوذرؓ نے کہا: واللہ اگر تم لوگ تلوار اس پر (اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا) رکھ دو، اس بات پر کہ میں اس کلمے کو ترک کر دوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے تو میں ضرور اسے پہنچا دوں گا، قبل اس کے ایسا ہو (یعنی حلق پر تلوار چلے)

ابوذرؓ سے روایت ہے کہ ہم نے اس حالت میں (یعنی اس قدر جلد) رسول اللہ ﷺ کو ترک کر دیا (یعنی آپؐ بذریعہ وفات ہم سے جدا ہو گئے) کہ کوئی پرندہ آسمان پر اپنے پر بھی نہ پھڑ پھڑانے پایا تھا کہ ہم نے آپؐ سے علم یاد کر لیا۔

عہد نبویؐ کے جامعان قرآن

چھ شخصوں نے قرآن کریم جمع کیا ہے...... شعبیؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چھ شخصوں نے قرآن جمع کیا، ۱۔ ابی بن کعب ۲۔ معاذ بن جبل ۳۔ ابوالدرداء ۴۔ زید بن ثابت ۵۔ سعد اور ۶۔ ابوزید، اور مجمع بن جاریہ نے صرف دو یا تین سورتوں کے علاوہ پورا قرآن جمع کیا، ابن مسعودؓ نے ستر سے زائد سورتیں آنحضرت ﷺ سے حاصل کیں اور بقیہ قرآن انہوں نے مجمع سے سیکھا۔

انصار کے چھ شخصوں نے قرآن کریم کو جمع کیا ہے...... عامر الشعبی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں انصار کے چھ شخصوں نے قرآن جمع کیا، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابوالدرداء، ابوزید اور سعد بن عبید نے، جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو مجمع بن جاریہ کو ایک یا دو سورت باقی رہ گئی تھی۔

محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ابی بن کعبؓ، زید بن ثابتؓ، عثمانؓ بن عفان اور تمیم الداریؓ نے قرآن جمع کیا۔

قرۃ بن خالد سے روایت ہے کہ میں نے قتادہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ابی بن کعبؓ، معاذ بن جبلؓ، زید بن ثابت اور ابوزید نے قرآن پڑھا، میں نے کہا کہ کون ابوزید، تو انہوں نے کہا کہ انسؓ کے چچاؤں میں سے،

قرآن جمع کرنے میں صحابہ کرام کا اختلاف...... محمد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ کے اصحابؓ میں سے سوائے چار کے جو سب کے سب انصار میں سے تھے کسی نے قرآن جمع نہیں کیا تھا، پانچویں میں اختلاف کیا جاتا ہے، انصار کے وہ لوگ جنہوں نے اس کو جمع کیا زید بن ثابت، ابوزید، معاذ بن جبل، اور ابی بن کعب ہیں، وہ شخص جن میں اختلاف ہے، تمیم الداری ہیں۔

قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انسؓ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قرآن کس نے جمع کیا، انہوں نے کہا، چار نے، جو سب انصار میں سے تھے، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ایک انصاری نے جن کا نام ابوزید تھا۔

آپ ﷺ کے زمانے میں چار صحابہ کرام نے قرآن حاصل کیا...... انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چار نے قرآن حاصل کیا، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید۔

محمد بن کعب القرظی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پانچ انصاریوں نے قرآن جمع کیا، معاذ بن جبل، عبادہ بن الصامت، ابی بن کعب، ابوایوب اور ابوالدرداء۔

محمد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چار آدمیوں نے قرآن جمع کیا، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید نے دو آدمیوں میں اختلاف ہے، بعض نے کہا کہ عثمانؓ وتمیم الداری میں اور بعض نے کہا کہ عثمانؓ وابوالدرداء میں۔

ابن مرسا مولائے قریش سے روایت ہے کہ عثمان بن عفانؓ نے عمرؓ کی خلافت میں قرآن جمع کیا۔

محمد بن کعب القرظی سے روایت ہے کہ پانچ انصار نے نبی ﷺ کے زمانے میں قرآن جمع کیا، معاذ بن جبل، عبادہ بن صامت، ابی بن کعب، ابوایوب اور ابوالدرداء نے جب عمر بن الخطاب کا زمانہ ہوا تو انہیں یزید بن ابی سفیان نے لکھا کہ اہل شام اس قدر زیادہ ہو گئے اور ان کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ انہوں نے شہروں کو بھر دیا، انہیں ایک ایسے شخص کی حاجت ہے جو قرآن کی تعلیم دے اور فقہ سکھائے، لہذا اے امیر المومنین میری ایسے آدمیوں سے مدد کیجیے جو ان لوگوں کو تعلیم دیں، عمرؓ نے انہیں پانچ (مذکورۂ بالا) آدمیوں کو بلایا اور ان سے کہا کہ مجھ سے تمہارے برادران اہل شام نے ایسے لوگوں کی مدد مانگی ہے جو انہیں قرآن کی تعلیم دیں اور علم دین سکھائیں تم اپنے میں سے تین سے میری مدد کرو، اللہ تم پر رحمت کرے، اگر تم لوگ قبول کرو تو آپس میں قرعہ ڈال لو اور اگر تم میں سے تین آدمی بغیر قرعے کے قبول کر لیں تو وہ روانہ ہو جائیں، انہوں نے کہا کہ ہم لوگ ایسے نہیں ہیں کہ باہم قرعہ ڈالیں، ابوایوب تو بہت بوڑھے ہیں اور ابی بن کعب بیمار ہیں۔ معاذ اور عبادہ اور ابولدرداء روانہ ہوئے، عمرؓ نے کہا کہ حمص سے شروع کرو، کیونکہ وہاں تم لوگوں کو مختلف وجوہ پر پاؤ گے ان میں کوئی ایسا ہوگا، جو سیکھ لے گا، جب تم تم دیکھنا کہ اس نے سیکھ لیا تو اس کے پاس لوگوں کی ایک جماعت کو بھیجنا، پھر جب تم ان لوگوں سے مطمئن ہو جاؤ تو وہاں تم میں سے صرف ایک آدمی قیام کرے، ایک دمشق روانہ ہو جائے اور دوسرا فلسطین، وہ لوگ حمص آئے، وہاں رہے، جب وہ مطمئن ہو گئے تو عبادہ وہیں مقیم ہو گئے، ابوالدرداء دمشق روانہ ہو گئے اور معاذ فلسطین، معاذ کو اس کے سال طاعون میں وفات پا گئے، عبادہ بعد کو فلسطین چلے گئے اور وہیں وفات پائی، لیکن ابوالدرداء اپنی وفات تک برابر دمشق ہی میں رہے۔

جعفر بن برقان سے روایت ہے کہ ابودرداء نے فرمایا کہ عالم نہیں ہوتا جب تک متعلم (طالب علم) نہ ہو، اور عالم نہیں ہوتا تاوقتیکہ علم پر عامل نہ ہو۔

ابودرداء کہا کرتے تھے...... ابی قلابہ سے روایت ہے کہ ابوالدرداء کہا کرتے تھے کہ تم اس وقت تک پورے

فقیہ (عالم) ہرگز نہ ہو گے تاوقتیکہ تم قرآن کے مختلف وجوہ نہ دیکھو۔

معاویہ بن قرہ سے روایت ہے کہ ابوالدرداء نے فرمایا علم حاصل کرو اگر تم اس اس عاجز ہو تو کم از کم اہل علم سے محبت ہی کرو، اور اگر تم ان سے محبت نہ کرو تو کم از کم ان سے نفرت نہ کرو۔

مالک بن دینار سے روایت ہے کہ ابوالدرداء نے فرمایا کہ جو علم میں بڑھ گیا وہ درد میں بڑھ گیا۔

یحییٰ بن عبادہ نے اپنی حدیث میں کہا کہ سب سے زیادہ خوف ناک چیز جس سے میں ڈرتا ہوں یہ ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے کہا جائے کہ تم عالم تھے اور میں کہوں ہاں، پھر کہا جائے تو تمہیں جو کچھ علم تھا اس کے مطابق تم نے کیا عمل کیا۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ابوالدرداء ان لوگوں میں سے تھے جنہیں علم عطا کیا گیا۔

عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر سے روایت ہے کہ معاویہ نے کہا کہ دیکھو خبردار ابوالدرداء حکماء میں سے ایک ہیں، دیکھو خبردار عمرو بن العاص بھی حکماء میں سے ایک ہیں، دیکھو خبردار، کعب احبار علماء میں سے ایک ہیں، کہ ان کے پاس پھلوں کی طرح علم تھا، اگرچہ ہم لوگ ان کے معاملے میں کوتاہی کرنے والے تھے۔

حضرت زیدؓ بن ثابت

عبرانی یا سریانی سترہ شب میں سیکھی ...... زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس غیر زبان میں لوگوں کے خطوط آتے ہیں، میں پسند نہیں کرتا کہ انہیں کوئی اور پڑھے کیا تم سے ممکن ہے کہ تم خط عبرانی یا فرمایا سریانی سیکھو، میں نے کہا ہاں پھر میں نے اسے سترہ شب میں سیکھ لیا۔

آپؐ نے فرمایا کہ یہود کی تحریر سیکھو ...... زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے تشریف لائے تو مجھ سے فرمایا کہ تم یہود کی تحریر سیکھ لو، کیونکہ واللہ میں اپنے خط پر یہود سے مطمئن نہیں ہوں پھر مین نے اسے نصف ماہ سے بھی کم مدت میں سیکھ لیا۔

زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ میں اس حالت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا کہ آپؐ اپنی ضروریات لکھا رہے تھے، آپؐ نے فرمایا قلم اپنے کان پر رکھ لو کیونکہ زید لکھوانے کے لئے زیادہ یاد رکھتے ہیں۔

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سب سے زیادہ فرائض کے عالم زید ہیں۔

حضرت انسؓ بن مالک نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا میری امت میں سب سے زیادہ فرائض کے جاننے والے زید بن ثابت ہیں۔

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ عمرؓ و عثمانؓ قضاء و فتویٰ و فرائض و قرأت میں زید بن ثابت پر کسی کو مقدم نہیں کرتے تھے۔

موسیٰ بن علی بن رباح نے اپنے والد سے روایت کی کہ جابیہ میں عمرؓ بن الخطاب نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ

جو شخص فرائض (مسائل ترکہ و میراث) پوچھنا چاہے وہ زید بن ثابت کے پاس آئے۔

نافع سے روایت ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے زید بن ثابت کو قضاء پر عامل بنایا اور ان کے لئے تنخواہ مقرر کی۔

عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ ہر سفر میں زید بن ثابت کو خلیفہ بناتے تھے، یا راوی نے کہا کہ جس سفر کا آپ ارادہ کرتے تھے، عمرؓ لوگوں کو شہروں میں بھیجا کرتے تھے اور زید کو امور مہمہ میں بھیجا کرتے تھے کہ زید کا رتبہ میرے نزدیک کم نہیں ہوا، لیکن اہل شہر ان امور میں زید کے محتاج ہیں جو انہیں پیش آتے ہیں، وہ جو کچھ زید کے پاس پاتے ہیں کسی اور کے پاس نہیں پاتے۔

قبیصہ بن ذوئب بن طلحہ سے روایت ہے کہ زید بن ثابت مدینے میں عمرؓ و عثمانؓ کے زمانے میں اور علیؓ کے زمانے میں قضاء و فتویٰ و فرائض و قرأت کے رئیس رہے، اس کے بعد (یعنی علیؓ کے ترک مدینہ کے بعد) پانچ سال تک رہے ۴۰ھ میں معاویہ والی ہوئے تو بھی وہ اسی طرح رہے یہاں تک کہ ۴۵ھ میں زید کی وفات ہوگئی۔

شعبیؒ سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ نے زید بن ثابت کے لئے رکاب پکڑ لی اور کہا کہ اسی طرح علماء اور بزرگوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے زید بن ثابت کے لئے رکاب پکڑ لی، انہوں نے کہا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے کنارے ہٹو، تو انہوں نے کہا کہ ہم اسی طرح اپنے علماء اور اپنے بزرگوں کے ساتھ کرتے ہیں۔

مسروق سے روایت ہے کہ میں مدینے آیا، اصحاب نبی ﷺ کو دریافت کیا تو زید بن ثابت مضبوط علم والوں میں نکلے۔

بکیر بن عبداللہ بن الاشج سے روایت ہے کہ سعید بن المسیب نے جو کچھ قضاء کا علم حاصل کیا یا جس سے وہ فتویٰ دیا کرتے تھے اس کا اکثر حصہ زید بن ثابت سے تھا، بہت کم ایسا ہوا کہ کوئی مقدمہ یا بڑا فتویٰ ابن المسیب کے پاس آئے جسے ان اصحابؓ نبی ﷺ کی جانب سے بیان کیا جائے جو مدینے سے باہر تھے کہ انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ زید بن ثابت اس کے بعد کہاں ہیں، کیونکہ وہ معاملات قضا میں جو ان کے سامنے آئیں سب سے زیادہ عالم ہیں اور وہ سب سے زیادہ ان معاملات میں بصیرت رکھنے والے ہیں جو ان کے پاس آتے ہیں جن میں کچھ (فیصلہ کسی اور کا) سنا نہیں گیا، ابن المسیب کہتے تھے کہ مجھے زید بن ثابت کا کوئی ایسا قول نہیں معلوم جس پر مشرق و مغرب میں اجماع کر کے علم نہ کیا جائے یا اس پر اہل مصر عمل نہ کریں ہمارے پاس ان کے سوا اور لوگوں سے احادیث و علم آتا ہے جن پر میں نے نہ اور لوگوں کو عمل کرتے دیکھا اور نہ ان کے درمیان ہیں۔

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جس روز زید بن ثابت کا انتقال ہوا ہم ابن عمرؓ کے ہمراہ تھے، میں نے کہا کہ آج انسانوں کا عالم مر گیا، ابن عمرؓ نے کہا، آج اللہ ان پر رحمت کرے، وہ عمرؓ کی خلافت میں لوگوں کے عالم اور اس (خلافت) کے علامہ تھے، عمرؓ نے عالم لوگوں کو شہروں میں منتشر کر دیا تھا انہیں اپنی رائے سے فتویٰ دینے کے منع کر دیا تھا اور زید بن ثابت مدینے ہی میں بیٹھ کر اہل مدینہ کو اور ان کے علاوہ آنے والوں کو فتویٰ دیتے رہے۔

شعبیؒ سے روایت ہے کہ مروان نے ایک شخص کو زید بن ثابت کے لئے پس پردہ بٹھایا پھر اس نے اسے بلایا، وہ بیٹھ کر زید سے سوال کر رہا تھا اور لوگ لکھ رہے تھے، زید نے ان لوگوں کو دیکھا اور کہا کہ اے مروان میرا عذر قبول کر، میں صرف اپنی رائے سے کہتا ہوں۔

عوف نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ جب زید بن ثابت دفن کیے گئے تو ابن عباسؓ نے کہا کہ اس طرح علم

جاتا ہے، انہوں نے اپنے ہاتھ سے ان کی قبر کی طرف اشارہ کیا، وہ آدمی مرجاتا ہے جو کسی ایسی شے کا عالم ہوتا ہے کہ اس کے سوا دوسرے اس کا عالم نہیں ہوتا تو جو علم اس کے ساتھ تھا وہ چلا جاتا ہے۔

قتادہؒ سے روایت ہے کہ جب زید بن ثابت کا انتقال ہوا اور وہ دفن کردیے گئے تو ابن عباسؓ نے کہا کہ اس طرح علم جاتا ہے۔

عمار بن ابی عمار سے روایت ہے کہ جب زید بن ثابت کا انتقال ہوا تو ہم لوگ قصر کے سایہ میں ابن عباسؓ کے پاس بیٹھ گئے، انہوں نے کہا کہ علم اس طرح جاتا ہے، آج بہت سا علم دفن کردیا گیا۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ جس وقت زید بن ثابت کا انتقال ہوا تو ابوہریرہؓ نے کہا کہ آج اس امت کا علامہ مرگیا، شاید اللہ ابن عباسؓ کو ان کا جانشین کردے۔

حضرت ابوہریرہؓ

آپؐ نے فرمایا کہ اپنا کپڑا پھیلاؤ ...... ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنا کپڑا پھیلاؤ، میں نے اسے پھیلا دیا، پھر مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے دن بھر حدیث فرمائی، میں نے اپنا کپڑا اپنے پیٹ کی طرف سمیٹ لیا، اس میں کچھ نہ بھولا ہوآپؐ نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی تھی۔

میں بہت سی حدیث بھول گیا ہوں ...... ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ آپ سے بہت حدیثیں سنیں مگر انہیں بھول گیا، آپؐ نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ، میں نے اسے پھیلا دیا پھر آپؐ نے اس میں اپنے ہاتھ سے پانی چھڑک دیا اور فرمایا اوڑھ تو میں میں نے وہ اوڑھ لی اس کے بعد میں کوئی حدیث نہیں بھولا۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دو برتن محفوظ کرلئے ہیں ان میں سے ایک کو میں نے پھیلا دیا اور دوسرے کے اگر میں پھیلاؤں تو یہ نرخرہ کاٹ دیا جائے۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہؓ نے حدیث کی کثرت کردی، واللہ اگر کتاب اللہ عزوجل میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک حدیث بھی بیان نہ کرتا، پھر وہ یہ آیت پڑھتے تھے "ان الذین یکتمون ماانزلنامن البینات و الھدی" وہ لوگ جوان دلائل کواور ہدایت کو چھپاتے ہیں جو ہم نے نازل کیں) یہاں تک کہ وہ آیت کے اس حصے تک پہنچتے تھے "فاؤلئک اتوب علیھم واناالتواب الرحیم" (یہ وہ لوگ ہیں جن سے میں درگزر کروں گا اور میں بڑا درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں)

پھر کہتے تھے کہ ان دونوں کا حال یہ ہے کہ ہمارے برادران مہاجرین کو بازاروں کی آمد ورفت نے مشغول کرلیا تھا، ہمارے برادران انصار کو مالی کاموں نے مشغول کرلیا تھا، حضرت ابوہریرہؓ صرف اپنی شکم پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے، وہ ایسی باتیں سنتے تھے جو دوسرے لوگ نہیں سنتے تھے، اور وہ ایسی باتیں یاد کرلیتے تھے جو اور لوگ نہیں یاد کرتے تھے۔

آپؐ نے فرمایا کہ جو جنازہ میں حاضر ہو...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص کسی جنازے پر حاضر ہوگا تو اُس کے لئے ایک قیراط ہے (قیراط دینار کا ایک حصہ) حضرت ابن عمرؓ نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہؓ تم کچھ حدیث بیان کرتے ہو، اس پر غور کرلیا کرو کیونکہ تم نبی ﷺ سے بہ کثرت حدیث بیان کرتے ہو، حضرت ابو ہریرہؓ ان کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عائشہؓ کے پاس لے گئے اور کہا کہ آپ انھیں بتادیجئے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو کیونکر کہتے سنا، حضرت عائشہؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی تصدیق کی، پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن مجھے نبی ﷺ کی صحبت سے نہ تو کھجور کی کاشت نے روکا اور نہ بازاروں کی (بغرض تجارت) آمد ورفت نے، حضرت ابن عمرؓ نے کہا کہ اے ابو ہریرہؓ تمھیں ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کا۔۔۔ ہے اور تم ہم سب سے زیادہ آپ کی حدیث کے حافظ ہو،

آپؐ نے فرمایا کہ جس نے خلوص دل سے پڑھا...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے احادیث کی روایت میں کثرت کی ہے، پھر میں ایک شخص سے ملا اور کہا کہ کل عشاء میں رسول اللہ ﷺ نے کونسی سورۃ پڑھی اس نے کہا مجھے نہیں معلوم، میں نے کہا کیا تم اس میں نہیں تھے، اس نے کہا ''ہاں'' میں نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ آپ کی شفاعت میں سب سے زیادہ سعید (کامیاب) کون ہوگا، آپؐ نے فرمایا اے حضرت ابو ہریرہؓ میرا گمان یہ تھا کہ تم سے پہلے مجھ سے یہ حدیث کوئی نہیں پوچھے گا، اس وجہ سے کہ میں حدیث پر تمہاری حرص کو دیکھتا تھا قیامت کے روز سب سے زیادہ میری شفاعت میں وہ شخص کامیاب ہوگا جس نے اپنے دلی خلوص سے ''لا الہ الا اللہ'' کہا۔

عمرو بن یحییٰ بن سعید الاموی نے اپنے دادا سے روایت کی کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے وہ حدیثیں بیان کرتے ہو جنہیں میں نے آپؐ سے نہیں سنا، حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا، اے ام المومنینؓ، میں نے انہیں اس حالت میں حاصل کیا ہے کہ آپ کو سرمہ دانی اور آئینے نے ان سے باز رکھا، مجھے ان چیزوں میں سے کسی نے مشغول نہیں کیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا...... جعفر بن برقان سے روایت ہے کہ میں نے یزید بن الاصم کو کہتے سنا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اے حضرت ابو ہریرہؓ تم نے حدیث کی کثرت کردی قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر وہ تمام باتیں بیان کردوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں تو تم لوگ مجھے گھوڑے پر پھینک دوگے اور مجھ سے بات نہ کروگے۔

محمد بن ہلال نے اپنے والد سے اور انھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ اگر میں تم لوگوں کو ان تمام باتوں سے آگاہ کردوں جو میں جانتا ہوں تو لوگ مجھے جہل کی طرف منسوب کریں گے اور کہیں گے کہ حضرت ابو ہریرہؓ مجنون ہے۔

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اگر میں تم سے وہ سب بیان کردوں جو میرے سینے میں ہے تو تم لوگ مجھے اونٹ کی مینگنیوں سے مارو گے، حضرت حسنؓ نے کہا واللہ انہوں نے سچ کہا، اگر وہ ہمیں

بتاتے کہ بیت اللہ منہدم کیا جائے گا اور جلایا جائے گا تو لوگ ان کی تصدیق نہ کرتے۔

ابو کثیر الغری سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو کہتے سنا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نہ چھپاتا ہے نہ لکھتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ

آپ ﷺ نے میرے دو مرتبہ خصوصی دعا فرمائی...... حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے دو مرتبہ دعا فرمائی کہ اللہ مجھے حکمت عطا کرے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا، میری پیشانی پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا، اے اللہ انہیں حکمت اور تفسیر قرآن کا علم دے۔

عکرمہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اے اللہ حضرت ابن عباسؓ کو حکمت عطا کر اور انہیں تفسیر کو علم دے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہؓ کے گھر میں تھے، میں نے آپ ﷺ کے لئے رات کے وضو کا پانی رکھ دیا تو فرمایا، اے اللہ انہیں دین کا علم وفہم عطا کر اور انہیں تفسیر کا علم دے۔

حضرب ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب اہل بدر کے اپنے پاس حاضر ہونے کی اجازت دیتے تھے حضرت عمرؓ نے ان لوگوں سے کوئی مسئلہ پوچھا اور مجھ سے بھی، میں نے جواب دیا تو حضرت عمرؓ نے ان لوگوں سے کہا کہ جو کچھ تم دیکھتے ہو اس کے بعد مجھے ان پر (یعنی حضرت ابن عباسؓ کے ساتھ عنایت پر) کیوں کر ملامت کرتے ہو۔

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ وحضرت عثمانؓ دونوں حضرت ابن عباسؓ کو بلاتے تھے اور اہل بدر کے ہمراہ ان سے بھی مشورہ لیتے تھے، وہ حضرت عمرؓ وحضرت عثمانؓ کے زمانے میں اپنی وفات تک مفتی رہے۔

مسروقؒ سے روایت ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ اگر حضرت ابن عباسؓ ہم لوگوں کی عمر پالیں تو ہم میں سے کوئی ان سے وصول نہ کرے، نضر (راوی) نے اسی حدیث میں اتنا اور زیادہ کیا کہ حضرت ابن عباسؓ کیسے اچھے ترجمان قرآن ہیں (مفسر قرآن ہیں)۔

سلمہ بن کہیل سے روایت ہے عبداللہ نے کہا کہ حضرت ابن عباسؓ کیسے اچھے ترجمان قرآن ہیں (مفسر قرآن ہیں)

حضرت ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے قول "**ومایعلمھم الاقلیل**" میں (یعنی انہیں سوائے چند کے کوئی نہیں جانتا) مروی ہے کہ میں ان چند میں ہوں، اور وہ سات آدمی ہیں۔

عبیداللہ بن ابی یزید سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے جب کوئی امر دریافت کیا جاتا تھا تو اگر وہ قرآن میں ہوتا تھا تو وہ اُسے بتادیتے تھے، اگر وہ قرآن میں نہ ہوتا اور رسول اللہ ﷺ سے مروی ہوتو اُسے بتادیتے، اگر رسول اللہ ﷺ سے بھی مروی نہ ہوتا اور حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ سے مروی ہوتا تو بتادیتے، اگر ان میں سے کسی سے مروی نہ ہوتا تو اپنی رائے سے اجتہاد کرتے تھے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کا نام ان کے کثرت علم کی وجہ سے دریا رکھ دیا گیا تھا۔

عطاء سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کو دریا کہا جاتا تھا اور عطاء تو (بجائے ابن عباسؓ کہنے کے) کہا کرتے تھے کہ دریا نے کیا اور دریا نے کہا وغیرہ۔

طاؤس سے روایت ہے کہ میں نے کسی شخص کو حضرت ابن عباسؓ سے زیادہ عالم نہیں دیکھا۔

ابن عباس کی قول کی طرف رجوع کرنا...... لیث بن ابی سلیم سے روایت ہے کہ میں نے طاؤس سے کہا کہ تم اس لڑکے یعنی حضرت ابن عباسؓ کے ساتھ ہو گئے اور تم نے اکابر اصحاب رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دیا، انہوں نے کہا کہ میں نے ستر اصحاب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب وہ باہم کسی امر میں مناظرہ کرتے تھے تو حضرت ابن عباسؓ کے قول کی طرف رجوع کرتے تھے۔

یوسف بن مہران سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے قرآن بہت پوچھا جاتا تھا اور کہتے تھے کہ وہ اس طرح ہے ،اور اس طرح ہے کیا تم نے شاعر کو اس طرح کہتے نہیں سنا (یعنی محاورۂ قرآنی پر شاعر کے شعر کی شہادت لاتے تھے)

عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ وحضرت ابن عباسؓ دونوں میں حضرت ابن عباسؓ قرآن کے زیادہ عالم تھے اور دونوں میں حضرت علیؓ مبہمات کے (یعنی جن کی مراد واضح نہیں ہے) زیادہ عالم تھے۔

ابن جریج سے روایت ہے کہ عطاء نے کہا کہ کچھ لوگ حضرت ابن عباسؓ کے پاس شعر دریافت کرنے کے لئے اور کچھ لوگ عرب کی جنگیں اور ان کے واقعات (دریافت کرنے) کے لئے ان میں سے کوئی قسم ایسی نہ تھی جو وہ چاہے اور ان کے سامنے پیش نہ کرے۔

عبداللہ بن عباس وہ پہلا شخص ہے...... حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بصرے میں شہرت حاصل کی اور وہ زبردست مقرر اور بہت علم والے تھے انہوں نے سورہ بقر پڑھی اور اس کی ایک ایک آیت کی تفسیر کی۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو میں نے ایک انصاری سے کہا کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کو بلالاؤ تو ہم تم ان سے حدیث دریافت کریں کیونکہ اس وقت بہتیرے صحابی موجود ہیں، انصاری نے کہا، اے حضرت ابن عباسؓ تم پر تعجب ہے، کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ وہ لوگ تمہارے حاجت مند ہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں جیسے لوگ ہیں وہ ہیں (یعنی کیسے کیسے جلیل القدر لوگ ہیں)۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے یہ خیال ترک کر دیا اور خود ہی آپ کے اصحاب رسول اللہ ﷺ سے حدیث دریافت کرنے لگا، اگر مجھے کسی شخص سے حدیث پہنچتی تھی تو میں اس کے دروازے پر جاتا تھا جب کہ وہ قیلولے میں ہوتا تھا، اپنی چادر اس کے دروازے پر بچھالیتا اور آندھی مجھ پر مٹی ڈالتی تھی، پھر وہ شخص مجھے دیکھتا تو کہتا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے آپ کو کیا ضرورت لائی، آپ نے مجھے کیوں نہ بلا بھیجا کہ میں آپ کے پاس آجاتا، میں کہتا تھا کہ ''نہیں'' مجھ پر آپ کے پاس آنے کا حق زیادہ ہے، پھر میں ان سے حدیث پوچھتا تھا۔

وہ انصاری زندہ رہے، انہوں نے مجھے اس حالت میں دیکھا کہ لوگ میرے گرد جمع ہیں اور مسائل پوچھتے ہیں، کہنے لگے یہ نوجوان مجھ سے زیادہ عاقل ہے۔

حضرت ابن عباس کی قربانی ...... حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ کی اکثر حدیثیں انصار کے پاس سے پائیں، میں کسی شخص کے پاس جاتا تھا اور اُسے سوتا ہوا پاتا تھا تو اگر میں چاہتا تو میرے لئے اس کو جگا دیا جاتا، مگر میں اس کے دروازے پر بیٹھ جاتا تھا، اور آندھی میرے منہ پر تھپیڑے مارتی تھی، وہ جب بیدار ہوتا تو میں جو چاہتا تھا اُس سے پوچھتا تھا اور واپس ہو جاتا تھا۔

ابی کلثوم سے روایت ہے کہ جب ابن عباسؓ دفن کر دیے گئے تو ابن الحنفیہ نے کہا کہ آج اس اُمت کا اللہ والا چل بسا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ چند خصلتوں میں لوگوں سے بڑھ گئے تھے، علم میں کوئی ان سے آگے نہ بڑھا، فقہ میں اُن کی رائے کی حاجت ہوتی تھی، اور حلم وعطاء واحسان میں، میں نے کسی شخص کو نہ دیکھا جو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا، جس میں وہ سب سے آگے تھے اُن سے زیادہ جاننے والا ہو، یا ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ کی قضاء کوئی اُن سے زیادہ جاننے والا ہو، اُن سے زیادہ کوئی فقیہ ہو یا سمجھ رکھتا ہو، یا اُن سے زیادہ شعر وعربیت کا اور تفسیر قرآن وحساب وفرائض کا جاننے والا ہو، نہ واقعات گزشتہ کا اُن سے زیادہ صائب الرائے تھا۔

وہ ایک روز بیٹھتے تھے تو صرف فقہ کا درس دیتے، ایک روز صرف تفسیر کا، ایک روز صرف مغازی کا، ایک روز صرف شعر کا اور ایک روز صرف تاریخ عرب کا، میں نے کسی عالم کو بغیر اس کے کبھی اُن کے پاس بیٹھتے نہیں دیکھا کہ وہ اُس کے لیے جھک نہ گئے ہوں، اور میں نے کبھی کسی طالب علم کو نہیں دیکھا کہ اُس نے اُن کے پاس علم نہ پایا ہو۔

داؤد بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے ابن المسیب کو کہتے سُنا کہ ابن عباس سب سے زیادہ عالم ہیں۔

صحابہ کرام میں ابن عباس کے بارے میں ...... عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد کو کہتے سُنا کہ میں نے کسی کو ابن عباسؓ سے زیادہ حاضر الفہم، کامل العقل، کثیر العلم، متحمل مزاج نہیں دیکھا، میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا تھا کہ وہ اُنھیں امور مہمہ کے لیے طلب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تمہارے پاس امر مہم آیا ہے پھر وہ اپنے قول کو آگے نہ بڑھاتے تھے حالانکہ اُن کے آس پاس مہاجرین وانصار سے اہل بدر بھی ہوتے تھے۔

بنہان سے روایت ہے کہ میں نے ام سلمہؓ زوجہ نبی ﷺ سے کہا کہ میں لوگوں کا اتفاق ابن عباسؓ پر دیکھتا ہوں، تو اُم سلمہؓ نے کہا کہ وہ بقیہ لوگوں سے زیادہ عالم ہیں۔

حضرت عائشہؓ سے ابن عباسؓ کے بارے میں .... عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حج کی راتوں میں ابن عباسؓ کو اس طرح دیکھا کہ اُن کے ہمراہ لوگوں کے حلقے تھے اور مناسک (حکام حج) پوچھے جا رہے تھے، عائشہؓ نے کہا کہ وہ بقیہ لوگوں سے زیادہ مناسک کے عالم ہیں۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں ایک روز عمرؓ بن الخطاب کے پاس گیا تو انھوں نے مجھ سے ایک مسئلہ پوچھا جو یعلیٰ بن اُمیہ نے یمن سے لکھا تھا، میں نے اُنھیں اس کے بارے میں جواب دیا تو انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نبوت کے مکان سے بولتے ہو۔

ابی معبد سے روایت کہ میں نے ابن عمرؓ کو کہتے سُنا کہ ابن عباسؓ ہم سب سے زیادہ عالم ہیں۔

عکرمہ سے روایت ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان کو کہتے سنا کہ تمہارے مولیٰ (یعنے عکرمہ کے آقا وآزاد کرنے

والے) واللہ مردہ وزندہ سب سے زیادہ فقیہ ہیں۔

عکرمہ سے روایت ہے کہ کعب احبار نے کہا کہ تمہارے آقا اس اُمت کے اللہ والے (ربانی) ہیں، جو مردہ وزندہ سب سے زیادہ عالم ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ الراسخ فی العلم تھے...... طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عباس مضبوط علم والوں میں سے تھے (لراسخین فی العلم میں سے تھے) طاووس نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عباسؓ اس طرح لوگوں پر چھا گئے تھے جس طرح کھجور کے لمبے درخت چھوٹے درختوں پر چھاجاتے ہیں۔

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ مجھ سے حدیث بیان کرتے تھے، پھر اگر وہ اجازت دیتے تھے کہ میں اُن کے سر دار کو بوسہ دوں تو میں بوسہ دیتا تھا۔

مالک بن ابی عامر سے روایت ہے کہ میں نے طلحہ بن عبید اللہ کو کہتے سُنا کہ ابن عباسؓ کو فہم وذکاوت وعلم دیا گیا میں نے عمرؓ بن الخطاب کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے کسی کو ان پر مقدم کیا ہو۔

محمد بن ابی بن کعب سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد ابی بن کعب کو اس وقت کہتے سنا کہ ان کے پاس حضرت ابن عباسؓ تھے، جب وہ کھڑے ہوئے تو والد نے کہا، یہ اس امت کا علامہ ہوگا، اس کو عقل وفہم دی گئی ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا کی ہے کہ (اللہ) انہیں دین میں فقیہ کرے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے صلوات اللہ علیہ کو دو مرتبہ دیکھا اور رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے دو مرتبہ دعا فرمائی۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضرت ابن عباسؓ کو بخار تھا، حضرت عمرؓ بن الخطاب عیادت کے لئے آئے، حضرت عمرؓ نے کہا کہ تمہاری بیماری نے ہمارے ساتھ کوتاہی کی، اللہ ہی سے مدد چاہی جاتی ہے۔

ابی معبد سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کو کہتے سنا کہ مجھ سے کبھی کسی شخص نے کوئی حدیث بیان نہ کی جو میں نے اُس سے پوچھ نہ لی ہو میں اُبی بن کعب کے دروازے پر آتا تھا، وہ سوتے ہوتے تھے، میں اُن کے دروازے پر سوجاتا تھا، اگر اُنھیں میری موجودگی کا علم ہوجاتا تو وہ میرے اس مرتبے کی وجہ سے جو رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے تھا ضرور پسند کرتے کہ انہیں میرے لئے بیدار کر دیا جائے، لیکن میں ناپسند کرتا تھا کہ انہیں ملول کروں۔

سلمی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے ہمراہ چند تختیاں تھیں جن پر وہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ افعال ابو رافع سے پوچھ کر لکھ رہے تھے۔

ابو سلمہ حضرمی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کو کہتے سنا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب مہاجرین وانصار کے اکابر کے ساتھ لگا رہتا تھا، ان سے رسول اللہ ﷺ کے مغازی اور ان کے بارے میں جو قرآن نازل ہوا پوچھا کرتا تھا، میں ان میں سے جس کے پاس آیا وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میری قرابت کی وجہ سے میرے آنے سے ضرور خوش ہوا، ایک روز ابی بن کعب سے جو راسخین فی العلم (مضبوط علم والوں) میں سے تھے اس قرآن کو پوچھنے لگا جو مدینے میں نازل ہوا تو انہوں نے کہا کہ اس میں ستائیس سورتیں نازل ہوئیں اور اس کا بقیہ مکے میں۔

عکرمہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمرو بن العاص کے کہتے سنا کہ حضرت ابن عباسؓ جو گزر گیا اُس

میں ہم سب سے زیادہ عالم ہیں اور معاملات میں جن میں (کتاب وسنت میں سے) کوئی شے نہیں آئی ہم سب سے زیادہ فقیہ ہیں، عکرمہ نے کہا کہ میں نے ان کے قول کی حضرت ابن عباسؓ کو خبر دی تو انہوں نے کہا کہ ان کے پاس قلبی علم ہے اور وہ بھی رسول اللہ ﷺ سے حلال وحرام دریافت کیا کرتے تھے۔

طاؤس سے روایت ہے کہ میں نے کبھی کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ حضرت ابن عباسؓ سے اختلاف کر کے اُن سے جدا ہوا ہو، پھر اُس نے انہیں تسلیم نہ کیا ہو۔

یعقوب بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے اس وقت انہیں کہتے سنا جس وقت حضرت ابن عباسؓ کی وفات کی خبر پہنچی، انہوں نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا کہ سب سے زیادہ بردبار اور سب سے زیادہ عالم مر گیا، بے شک ان کی وجہ سے اس اُمت پر ایسی مصیبت آ گئی جس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔

حضرت ابن عباس کی وفات ...... ابوبکر بن محمد عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ جب حضرت ابن عباسؓ کی وفات ہوئی تو رافع بن خدیج نے کہا کہ آج وہ شخص جس کے علم کی حاجت تمام مشرق ومغرب میں تھی۔

زیاد بن میناء سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابوسعید الخدری، ابو ہریرہؓ، عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، جابر بن عبداللہؓ، رافع بن خدیج، سلمہ بن الاکوع، ابوواقد اللیثیؓ اور عبداللہ بن بحینہ اپنے مشابہ اصحاب رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کیا کرتے تھے، ان میں سے جن لوگوں کی طرف فتویٰ پلٹ آیا وہ ابن عباسؓ، ابن عمرؓ ابوسعید الخدریؓ، ابو ہریرہؓ وجابر بن عبداللہ تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ

حضرت ابن عمر فاروقؓ سب سے زیادہ محتاط رہتے تھے ...... ابوجعفر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب سے زیادہ کوئی محتاط نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنے تو نہ اس میں کچھ بڑھائے نہ گھٹائے۔

عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ تو جوانوں کے فقہاء میں شمار کیے جاتے تھے۔

شعبیؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ حدیث کے زبردست عالم تھے، فقہ میں زبردست عالم نہ تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ

کتاب کا نام "الصادقہ" رکھا ...... عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ میں نے کچھ نبی ﷺ سے سنا تھا آپؐ سے اس کے لکھنے کی اجازت چاہی، آپؐ نے مجھے اجازت دی، پھر میں نے اُسے لکھا، عبداللہ نے اپنی اس کتاب کا نام "الصادقہ" رکھا تھا۔

مجاہد سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص کے پاس ایک دیکھی تو میں نے دریافت کیا، انہوں نے کہا کہ یہ "الصادقہ" ہے اس میں وہ حدیثیں ہیں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس طرح سنیں کہ ان

میں میرے اور آپؐ کے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا۔

بعض فقہائے صحابہ

محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ عمران بن الحصین حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے ثقہ اصحاب میں شمار کیے جاتے تھے۔

خالد بن معدان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے شام میں کوئی نہ رہا جو عبادہ بن الصامت اور شداد بن اوس سے زیادہ ثقہ، زیادہ فقیہ اور زیادہ پسندیدہ ہو۔

ابی سعید الخدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب جب بیٹھ کر باتیں کرتے تھے تو اُن کی باتیں فقہ ہوتی تھیں، سوائے اس کے کہ وہ کسی کو حکم دیں کہ وہ انہیں، سورت پڑھ کر سُنائے یا کوئی آدمی از خود قرآن کی صورت پڑھ کر سُنائے۔

حنظلہ بن ابی سفیان نے اپنے اساتذہ سے روایت کی کہ نوجوان اصحاب رسول اللہ ﷺ میں ابوسعید الخدری سے زیادہ فقیہ کوئی نہیں تھا۔

حضرت عائشہؓ زوجہ نبی ﷺ

صحابہ کرام حضرت عائشہ صدیقہ سے مسائل پوچھتے تھے...... قبیصہ بن ذُویب بن حلحلہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ اتنی بڑی عالم تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اکابر صحابہ اُن سے مسائل پوچھتے تھے۔

ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ جب کسی بات میں شک کرتے تھے تو حضرت عائشہؓ ہی سے پوچھتے تھے، وہ ان کے پاس اُس (بات) کا علم پاتے تھے۔

مسروق بن روایت ہے کہ اُن سے کہا گیا کہ آیا حضرت عائشہؓ فرائض اچھی طرح جانتی تھیں، انہوں نے کہا'' کیا خوب' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی استانی دیکھا کہ اکابر صحابہ ان سے فرائض پوچھتے تھے۔

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ زیادہ نہ کسی کو سنت رسول اللہ ﷺ کا عالم دیکھا، نہ کسی ایسے معاملے میں جس میں رائے کی حاجت ہو ان سے زیادہ کسی کو فقیہ دیکھا اور نہ کسی آیت کے شانِ نزول میں اُن سے زیادہ عالم دیکھا، نہ فرائض ہی میں۔

محمود بن لبید سے روایت ہے کہ ازواج نبی ﷺ نے کثیر احادیث حفظ کیں، مگر نہ حضرت عائشہؓ وام سلمہؓ کے برابر، حضرت عائشہؓ حضرت عمرؓ وحضرت عثمانؓ کے عہد میں اپنی وفات تک فتویٰ دیتی رہیں، اُن پر اللہ کی رحمت ہو، رسول اللہ ﷺ کے بعد آپؐ کے اکابر اصحاب حضرت عمرؓ وحضرت عثمانؓ ان کے پاس بھیج کر احادیث دریافت کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضرت عائشہؓ حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ وحضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں اپنی وفات تک مسلسل اور مستقل طور پر فتویٰ دیتی رہیں (اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے) میں برابر ان کے ہمراہ رہا، اور ان کا احسان میرے ساتھ رہا، میں بحرِ علم حضرت ابن عباسؓ کے ساتھ بھی بیٹھتا تھا، میں حضرت

ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ بھی بیٹھا ہوں، اور بہت زیادہ بیٹھا ہوں، وہاں یعنی حضرت ابن عمرؓ کے یہاں تقویٰ اور علم اور عظمت اور ان امور سے آگاہی تھی جن کے انہیں (حضرت ابو ہریرہؓ کو) علم نہ تھا۔

محمد بن عمر اسلمی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اکابر اصحاب سے صرف اس لئے روایت کی قلت ہے کہ وہ لوگ قبل اس کے کہ ان کی حاجت ہو وفات پا گئے، صرف حضرت عمرؓ بن الخطاب اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے کثرت ہوئی اس لئے کہ یہ دونوں والی ہوئے، ان دونوں نے لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے تمام اصحاب آئمہ تھے جن کی اقتدا کی جاتی تھی، ان کے ہر کام کو جو وہ کرتے تھے یاد رکھا جاتا تھا، ان سے فتویٰ پوچھا جاتا تھا، وہ فتویٰ دیتے تھے، انہوں نے احادیث سنیں اور دوسروں تک پہنچائیں۔

رسول اللہ ﷺ کے اکابر اصحاب آپؐ سے حدیث بیان کرنے میں بہ نسبت اوروں کے بہت کم رہے، مثلاً حضرت ابو بکرؓ و حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت ابی عبیدہ بن الجراحؓ، حضرت سعید بن زید ابن عمرؓ و بن نفیل، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت سعد بن عبادہ، حضرت عبادہ بن الصامت، حضرت سید بن الحضیرؓ، حضرت معاذ بن جبل اور انہیں کے ہم پلہ دوسرے لوگ۔

ان لوگوں سے کثیر احادیث نہیں آئیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے نوجوان اصحاب سے آئیں، مثلاً حضرت جابرؓ بن عبداللہ، حضرت ابی سعید الخدریؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت رافع بن خدیجؓ، حضرت انس بن مالک براء بن عازب اور ان کے ہم پلہ لوگ یہ سب کے سب فقہائے اصحاب رسول اللہ ﷺ میں شمار کیے جاتے تھے اور مع اپنے ہم جنسوں کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہتے تھے اور کم عمر تھے، جیسے عقبہ بن عامر الجہنی، زید بن خالد الجہنی عمران بن الحصین، نعمان بن بشیر، معاویہ بن ابی سفیان، سہل بن سعد الساعدی، عبداللہ بن یزید الخطمی، مسلمہ بن مخلد الزرقی، ربیعہ بن کعب اسلمی اور ہند اور اسماء فرزندان حارثہ الاسلمی جو دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے اور آپؐ کے ساتھ رہا کرتے تھے۔

اکثر روایت و علم ان اصحاب رسول اللہ ﷺ اور ان کے ہم جنسوں میں ہے، اس لئے کہ یہ زندہ رہے اور ان کی عمریں دراز ہوئیں، لوگوں کو ان کی حاجت ہوئی، رسول اللہ ﷺ کے بہت سے اصحاب آپ کی وفات سے قبل اور بعد آپؐ کا علم لے گئے ان سے کچھ منقول نہیں، اور بوجہ کثرت اصحاب رسول اللہ ﷺ کے ان کی حاجت نہ ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تبوک میں جو آپؐ کا آخری غزوہ تھا، تیس ہزار مسلمان حاضر ہوئے، یہ لوگ ان کے علاوہ تھے جو اسلام لائے اور اپنے شہر و مقام میں ہی رہے اور جہاد نہیں کیا، ہمارے نزدیک وہ ان سے زیادہ تھے جنہوں نے آپؐ کے ہمراہ غزوہ تبوک میں شرکت کی، ہم نے ان میں سے ان کا شمار کیا جن کا نام و نسب ہمیں معلوم ہو سکا اور جن کا حال غزوات و سریات میں معلوم ہو سکا اور جن کا وہ مقام بیان کیا گیا کہ جہاں انہوں نے قیام کیا۔

ان میں سے جو رسول اللہ ﷺ کی حیات میں شہید ہو گئے، جو آپؐ کے بعد، اور جو رسول اللہ ﷺ کے پاس قاصد بن کے آئے پھر اپنی قوم میں لوٹ گئے، اور جنہوں نے آپؐ سے حدیث بیان کی، ان میں بعض وہ ہیں جن کا نسب و اسلام معلوم ہے، بعض وہ ہیں جو صرف اس حدیث سے پہچانے گئے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی۔

بعض وہ ہیں جن کی موت رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پہلے ہوگئی اور ان کا نسب اور ذکر اور مشہد (مقامات

حاضری) معلوم ہیں، کچھ ایسے ہیں جن کی موت رسول اللہ ﷺ سے جو حدیث بیان کی وہ یاد کر لی گئی، بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنی رائے سے فتویٰ دیا۔

بعض وہ ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث نہیں بیان کی، شاید ان کی آپؐ سے صحبت ومجالست وسماع ان لوگوں سے زیادہ ہو جنہوں نے آپؐ سے حدیث بیان کی لیکن ہم نے اس معاملے کو (یعنی ترک روایت حدیث کو) ان کے روایت حدیث سے بچنے پر یا اس بات پر کہ بوجہ کثرت اصحاب رسول اللہ ﷺ ان کی حاجت نہیں ہوئی یا عبادت میں اور سفر یا جہاد فی سبیل اللہ میں مشغولی پر محمول کیا، یہاں تک کہ وہ اس حالت میں گزر گئے کہ ان سے نبی ﷺ کی کوئی حدیث یاد نہیں کی گئی، حالانکہ پورے طور پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی صحبت اور آپؐ سے ان کی ملاقات کا علم ہے۔

ان میں سے سب لوگ نبی ﷺ کے ساتھ نہیں رہتے تھے، ان میں بعض وہ ہیں جو آپؐ کے ہمراہ مقیم رہے، آپؐ کے ساتھ ساتھ رہے اور آپؐ کے ہمراہ تمام مشاہد (مقامات حاضری) میں حاضر ہوئے، بعض ان میں سے وہ ہیں جو آپؐ کے پاس آئے، انہوں نے آپ کو دیکھا، پھر اپنی قوم کے شہر میں پلٹ گئے، بعض وہ ہیں جو تھوڑے تھوڑے زمانے کے بعد آپؐ کے پاس اپنی حجاز وغیرہ کی منزل سے آتے تھے، ہم نے ان تمام اصحاب رسول اللہ ﷺ کو جن کا نام ہم تک پہنچا ہے المغازی میں لکھا ہے جو عرب رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے اور ان سے جنہوں نے آپؐ سے حدیث روایت کی، ان سب امور کو جہاں تک ہمیں معلوم ہوا ہم نے بیان کیا ہے، مگر ہم نے پورے علم کا احاطہ نہیں کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے بعد مہاجرین وانصار وغیرہم کے فرزندوں میں تابعین تھے جن میں فقہاء وعلماء تھے، ان کے پاس حدیث وآثار کی روایت تھی، فقہ وفتویٰ تھا، وہ گزر گئے اور اپنے بعد ایک دوسرے طبقے کو چھوڑ گئے، ان کے بعد ہمارے زمانے تک اور طبقے ہیں، ہم نے اس کی تفصیل کی ہے اور اس کو بیان کیا ہے۔

فرزندان مہاجرین وانصار جو کہ صحابہ کے بعد مدینے میں مرجع فتویٰ تھے

سعید بن المسیب ...... قدامہ بن موسیٰ الجمحی سے روایت ہے کہ سعید بن المسیب فتویٰ دیا کرتے تھے حالانکہ اصحاب رسول اللہ زندہ تھے۔

سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ ہر اس قضا کا جس کا رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ نے فیصلہ کیا مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہ رہا، مسعر نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ وحضرت معاویہؓ بھی کہا تھا۔

محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت ہے کہ سعید بن المسیب اپنے زمانے میں جو لوگ مدینے میں تھے فتویٰ میں ان کے امام اور ان پر مقدم تھے، کہا جاتا ہے کہ وہ فقیہ الفقہاء تھے۔

مکحول سے روایت ہے کہ سعید بن المسیب عالم العلماء تھے۔

اسماعیل بن امیہ سے روایت ہے کہ مکحول نے کہا کہ میں نے تم سے جو حدیثیں بیان کیں وہ مسیبؒ اور شعبیؒ سے ہیں۔

میمون بن مہران سے روایت ہے کہ میں مدینے آیا وہاں کے باشندوں میں سب سے بڑے فقیہ کو دریافت کیا تو مجھے سعید بن المسیب کے پاس بھیجا گیا، میں نے ان سے کہا کہ میں اقتباس کرنے والا (کچھ حاصل کرنے والا)

ہوں، عیب جوئی کرنے والانہیں ہوں، میں ان سے سوال کرنے لگااور مجھے ایک شخص جوان کے پاس تھا جواب دینے لگا، میں نے اس سے کہا کہ تم مجھ سے رک جاؤ کیونکہ میں چاہتاہوں کہ اس شیخ سے کچھ یاد کروں، اس نے کہا کہ لوگوں اس شخص کو دیکھو جو چاہتا ہے کہ یاد نہ کرے حالانکہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کی مجلس میں رہا ہوں۔

جب ہم لوگ نماز کو اُٹھے تو میں اس شخص کے اور سعید کے درمیان کھڑا ہوا، امام سے کوئی بات ہوگئی، جب ہم لوٹے تو میں نے اس سے کہا کہ آیا تم نے بھی امام کی نماز میں کوئی بات ناپسند کی، اس نے کہانہیں، میں نے کہا کہ کتنے ہی انسان ایسے ہیں جو حضرت ابو ہریرہؓ کی مجلس میں رہے حالانکہ ان کا قلب دوسرے مقام میں تھا، اس نے کہا کہ کیا تم نے دیکھا کہ میں نے جو جواب دیا سعید بن المسیب نے میری مخالفت کی، میں نے کہانہیں، سوائے اس کے کہ فاطمہ بنت قیس کے بارے ہیں، کہ سعید نے کہا کہ یہ وہ عورت ہے جس نے مردوں کو تعجب میں ڈال دیا، یا کہا کہ عورتوں کو تعجب میں ڈال دیا۔

مالک بن انس سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد سے کوئی مسئلہ دریافت کیا گیا اور کہا گیا کہ سعید بن المسیب نے اس میں یہ کہا ہے، معن نے اپنی حدیث میں کہا کہ قاسم نے کہا کہ وہ ہم سب سے بہتر اور ہمارے سردار ہیں، محمد بن عمرؓ نے اپنی حدیث میں کہا کہ وہ ہمارے سردار اور ہمارے عالم ہیں۔

ابوالحویرث سے روایت ہے کہ محمد بن جبیر بن مطعم آ کر سعید بن المسیب سے فتویٰ پوچھتے تھے۔

ہشام بن سعد سے روایت ہے کہ میں نے زہری کو، جب کسی سائل نے سوال کیا کہ سعید بن المسیب نے اپنے علم کس سے حاصل کیا تو، یہ جواب دیتے سنا کہ زید بن ثابت سے، اورانہوں نے سعد بن ابی وقاص، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ کی بھی ہم نشینی کی، اور نبی ﷺ کی ازواج حضرت عائشہؓ وام سلمہؓ کے پاس بھی گئے، انہوں نے عثمان بن عفان، علیؓ صہیب اور محمد بن مسلمہ سے بھی سنا، ان کی اکثر روایتوں کی سند ابو ہریرہؓ سے ہے اور وہ ان کے داماد تھے، انہوں نے عمرؓ بن عثمانؓ کے اصحاب سے بھی سنا اور کہا جاتا تھا کہ وہ تمام امور کا، جن کا فیصلہ عمرؓ وعثمانؓ نے کیا، ان سے زیادہ کوئی جاننے والا نہ تھا۔

سلیمان بن یسار کہتے تھے کہ ہم لوگ زید بن ثابت کی مجلس میں بیٹھتے تھے، میں اور سعید بن المسیب قبیصہ بن ذویت، ہم لوگ ابن عباسؓ کے ہمراہ بھی بیٹھتے تھے، لیکن سعید بن المسیب ابو ہریرہؓ کی مسندات (روایات) کو بوجہ داماد ہونے کے ہم سے زیادہ جانتے تھے۔

ابوجعفر سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد علی بن حسینؓ کو کہتے سنا کہ سعید بن المسیب ابو ہریرہ کی مسندات (روایات) کو بوجہ داماد ہونے کے ہم سے زیادہ جانتے تھے۔

ابوجعفر سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد علی بن حسینؓ کو کہتے سنا کہ سعید بن المسیب ان آثار کے، جوان سے پہلے ہوگئے سب سے زیادہ عالم ہیں، اور اپنی رائے میں سب سے زیادہ فقیہ (سمجھ دار) ہیں۔

سعید بن عبدالعزیز التنوخی سے روایت ہے کہ میں نے مکحول سے پوچھا کہ تم جن لوگوں سے ملے ان میں سب سے زیادہ عالم کون ہے تو انہوں نے کہا کہ ابن المسیب۔

میمون بن مہران سے روایت ہے کہ میں مدینے میں آیا، وہاں کے باشندوں میں سب سے زیادہ فقیہ کو دریافت کیا، تو مجھے سعید بن المسیب کے پاس بھیجا گیا، میں نے ان سے مسائل پوچھے۔

شہاب بن عباد العصری سے روایت ہے کہ میں نے حج کی، ہم مدینے میں آئے، ہم نے وہاں کے باشندوں میں سب سے زیادہ عالم کو دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ سعید بن المسیب ہیں۔

شہاب بن عباد سے روایت ہے کہ ان کے والد نے ان سے بیان کیا کہ ہم لوگ مدینے آئے، وہاں کے باشندوں میں سب سے زیادہ فاضل کو دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ سعید بن المسیب ہیں ہم لوگ ان کے پاس آئے اور کہا کہ ہم نے مدینہ میں سب سے زیادہ فاضل کو دریافت کیا تو ہم سے کہا گیا کہ سعید بن المسیب ہیں، انہوں نے کہا کہ میں تمہیں اس شخص کو بتاؤں جو مجھ سے سو گونہ زیادہ افضل ہے، وہ حضرت عمرؓ و بن حضرت عمرؓ ہیں۔

مالک بن انسؒ سے روایت ہے کہ سعید بن المسیب نے کہا کہ اگر مجھے ضرورت ہوتی تو میں صرف ایک حدیث کی تلاش میں شبانہ روز کا سفر کرتا۔

یحیٰی بن سعید بن روایت ہے کہ سعید بن المسیب سے کتاب اللہ کی کوئی آیت پوچھی گئی تو سعید نے کہا کہ میں قرآن میں کچھ نہیں کہتا۔

مالک نے کہا کہ مجھے قاسم بن محمد سے اسی کے مثل معلوم ہوا۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) نے کہا کہ مجھے مالک بن انسؒ سے اور انہیں یحیٰی بن سعید سے معلوم ہوا کہ کہا جاتا تھا کہ ابن المسیب عمرؓ کے راوی ہیں۔

مکحول سے روایت ہے کہ جب سعید بن المسیب کی وفات ہوگئی تو لوگ برابر ہو گئے، کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ سعید بن المسیب کے حلقے میں آنے سے پرہیز کرے، میں نے اس حلقے میں مجاہد کو دیکھا جو یہ کہتے تھے کہ لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک کہ سعید بن المسیب ان کے درمیان باقی ہیں۔

مالک بن انس سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کہا کرتے تھے کہ مدینے میں کوئی ایسا عالم نہیں جو اپنے علم کو میرے پاس نہ لائے، وہ بھی ان کے پاس لایا گیا جو سعید بن المسیب کے پاس تھا۔

مالک بن انسؒ سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کسی مقدمے کا فیصلہ نہیں کرتے تھے، تاوقتیکہ سعید بن المسیب سے نہ دریافت کرلیں، انہوں نے کسی کو ان کے پاس بھیج کر دریافت کیا مگر ان نے انہیں بلایا، وہ آئے اور داخل ہوئے تو عمرؓ نے کہا کہ قاصد نے خطا کی، ہم نے تو اسے صرف اس لئے بھیجا تھا کہ وہ آپ سے آپ کی مجلس دریافت کرلے۔

معمر سے روایت ہے کہ میں نے زہری کو کہتے سنا کہ قریش میں چار دریا پائے، سعید بن المسیب عروہ بن زبیر، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ۔

ایک جاہل نے طلاق کے بارے میں پوچھا...... زہری سے روایت ہے کہ میں عبداللہ ثعلبہ بن صعیر العذری کے ہمراہ بیٹھ کر ان سے اپنی قوم کا نسب معلوم کرتا تھا، ان کے پاس ایک جاہل شخص آکر اس مطلقہ کا حکم پوچھنے لگا جسے ایک ہی دفعہ میں دو طلاقیں دی جائیں پھر اس سے دوسرے آدمی نے نکاح کرلیا اور اس سے صحبت کی، اس نے بھی اسے طلاق دے دی، تو وہ عورت کس کے پاس لوٹے، آیا اپنے شوہر اوّل کے پاس انہوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم، تم اس آدمی کے پاس جاؤ، اور اس سے سعید بن المسیب کی طرف اشارہ کیا، میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو سعید سے ایک زمانہ پہلے ہے اور اس نے مجھے خبر دی تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی عقل ہے جو اس شخص کے منہ پر پھینک دی

گئی ہے۔

میں بھی سائل کے پیچھے ہولیا، اس نے سیعد بن لمسیب سے سوال کیا، میں سعید کے ساتھ ہو گیا، وہ مدینے کے علم پر غالب تھے، انہیں سے استفتا کیا جاتا تھا، ان سے اور ابوبکرؓ بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام، سلیمان بن یسار جو علماء میں سے تھے، عروہ بن الزبیر جو دریاؤں میں سے ایک دریا تھے، عبیداللہ بن عتبہ اور انہیں کے مثل ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن خارجہ بن زید بن ثابت، قاسم اور سالم، فتویٰ انہیں لوگوں کے پاس گیا، ان لوگوں کے پاس سے سعید بن المسیب ابوبکر بن عبدالرحمٰن سلیمان بن یسار، قاسم بن محمد، باوجودیکہ قاسم فتویٰ سے باز رہتے تھے، سوائے اس کے کہ وہ بغیر فتویٰ دیے کوئی چارہ نہ پائیں، اور بہت سے آدمی تھے جو ان کے مثل تھے اور ان سے زیادہ سن رسیدہ تھے اور صحابہ غیرہم کے فرزند تھے جن کو میں نے پایا۔

مہاجرین وانصار میں سے بہت سے آدمی مدینے میں تھے جن سے مسائل پوچھے جاتے تھے ان لوگوں نے اپنے آپ کو اس ہیئت پر نہیں رکھا تھا جیسا کہ ان لوگوں نے کیا تھا۔

سعید بن المسیب کی لوگوں کے نزدیک چند خصلتوں کی وجہ سے نہایت ہی عظیم قدر تھی، شدید تقویٰ، پرہیزگاری وحق گوئی، بادشاہ وغیرہ کے سامنے، بادشاہ سے کنارہ کیسی اچھی مدد ہے، یہ سب سعید بن المسیب رحمۃ اللہ میں اس زہد وفقر کی وجہ سے تھا جس میں ایسی عزت ہے جو بغیر کسوٹی کے نہیں معلوم ہو سکتی، میں ان کے روبرو کوئی مسئلہ نہیں بیان کر سکتا تھا یہاں تک کہ میں کہتا تھا کہ فلاں نے یہ یہ کہا اور فلاں نے اس اس طرح کہا، اور وہ اسی وقت جواب دے دیتے تھے۔

زہری سے روایت ہے کہ میں ثعلبہ بن ابی مالک کے پاس بیٹھا کرتا تھا انہوں نے مجھ سے ایک روز کہا تم یہ چاہتے ہو، میں نے کہا ہاں، انہوں نے کہا کہ تمہیں سعید بن المسیب کی صحبت لازم ہے، پھر میں ایک دن کی طرح دس سال ان کے ساتھ بیٹھا۔

سلیمان بن عبدالرحمٰن بن جناب سے روایت ہے کہ میں مہاجرین اور انصار کے تابعین سے ملا جو مدینے میں فتویٰ دیتے تھے، مہاجرین کے تابعین میں سعید بن المسیب، سلیمان بن یسار، ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام، ابان بن عثمانؓ بن عفان، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، عروہ بن الزبیر، قاسم اور سالم تھے، انصار کے تابعین میں سے خارجہ بن زید بن ثابت، محمود بن لبید، عمر بن خلدہ الزرقی، ابوبکرؓ بن محمد ابن عمرو بن حزم اور ابوامامہ بن سہل بن حنیف تھے۔

ابن جریج سے روایت ہے کہ صحابہ کے بعد جو لوگ مدینے میں فتویٰ دیتے تھے، ان میں سائب بن یزید مسور بن مخرمہ، عبدالرحمٰن بن حاطب اور عبداللہ بن عامر بن ربیعہ تھے، یہ دونوں، عبدالرحمٰن، عبداللہ، عمرؓ بن الخطاب کی پرورش میں تھے، اور ان دونوں کے والد بدری تھے، (جو غزوہ میں شریک ہوئے تھے) اور عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی یہ وہ سات آدمی جن سے مدینے میں مسائل پوچھے جاتے تھے اور جن کا قول آخر مانا جاتا تھا وہ سعید بن المسیب، ابوبکرؓ بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام، عروہ بن الزبیر، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، قاسم بن محمد، خارجہ بن زید اور سلیمان بن یسار تھے۔

سلیمان بن یسار...... عبداللہ بن یزید الہذلی سے روایت ہے کہ میں نے سلیمان بن یسار کو کہتے سنا کہ سعید بن المسیب لوگوں کے بقیہ ہیں، میں نے ایک سائل سے سنا جو سعید بن المسیب کے پاس آیا کہ وہ کہتے تھے کہ سلیمان بن یسار کے پاس جاؤ کیونکہ جو آج باقی ہیں وہ ان میں سب سے زیادہ عالم ہیں۔

عمرؓ و بن دینار سے روایت ہے کہ میں نے حسن بن محمد بن علیؓ بن ابی طالب کو کہتے سنا کہ ہمارے نزدیک سلیمان بن یسار سعید بن المسیب سے زیادہ سمجھ والے ہیں۔

قتادہ سے روایت ہے کہ میں مدینے آیا، وہاں کے باشندوں میں سب سے زیادہ مسائل طلاق کے جاننے والے پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ سلیمان بن یسار ہیں۔

ابوبکر بن عبدالرحمٰن...... جامع بن شداد سے روایت ہے کہ ہم لوگ حج کے لئے روانہ ہوئے اور مکے آئے ، میں نے اہل مکہ میں سب سے زیادہ عالم کو پوچھا تو کہا گیا کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کو اختیار کرو۔

عکرمہ...... عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ جابر بن زید نے میرے پاس چند مسائل بھیجے کہ میں انہیں عکرمہ سے پوچھوں اور کہنے لگے کہ عکرمہ ابن عباسؓ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہیں، یہ دریا ہیں اس لئے ان سے دریافت کرو۔

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ اگر عکرمہ لوگوں سے اپنی حدیث روک لیں تو ان کے پاس سواری کے اونٹ بندھے رہیں۔

طاؤس سے روایت ہے کہ اگر یہ مولائے ابن عباسؓ اللہ سے ڈرے اور اپنی حدیث روک لے تو ان کے پاس سواریاں بندھی رہیں۔

سلام بن مسکین سے روایت ہے کہ عکرمہ تفسیر کے سب سے بڑے عالم تھے۔

ایوب سے روایت ہے کہ عکرمہ نے کہا کہ میں بازار جاتا ہوں اور آدمی کو بات کہتے سنتا ہوں تو اس سے بھی میرے لئے علم کے پچاس دروازے کھل جاتے ہیں۔

ابواسحاق سے روایت ہے کہ عکرمہ آئے ، انہوں نے سعید بن جبیر موجود ہی تھے کہ حدیث بیان کی ، تیس گرہیں لگائیں اور کہا کہ حدیث صحیح بیان کی۔

عکرمہ سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ میرے پاؤں میں بیڑی ڈال دیتے تھے اور مجھے قرآن وحدیث کی تعلیم دیتے تھے۔

سعید بن یزی سے روایت ہے کہ ہم عکرمہ کے پاس تھے، انہوں نے کہا کہ تم لوگوں کو کیا ہوا، کیا تم لوگ نہیں ہو، ان کی مراد یہ تھی کہ میں تمہیں اپنے سے سوال کرتے نہیں دیکھتا۔

عطاء بن ابی رباح...... ابی جعفر محمد بن علی بن حسینؓ سے روایت ہے کہ عطاء بن ابی رباح سے زیادہ مناسک حج کا عالم کوئی نہیں رہا۔

اسماعیل بن امیہ سے روایت ہے کہ عطاء کلام کرتے تھے، جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو معلوم

ہوتا تھا کہ گویا ان کی تائید کی جاتی ہے۔

ابن جریج سے روایت ہے کہ جب عطاء کوئی بات بیان کرتے تھے تو میں پوچھتا تھا کہ یہ علم ہے یا رائے، اگر وہ منقول ہوتی تھی تو کہتے تھے علم ہے اور اگر ان کی رائے ہوتی تھی تو کہتے تھے کہ رائے ہے۔

اسلم منقری سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا کہ ابو محمد کہاں ہیں، اس کی مراد عطاء سے تھی، لوگوں نے سعید کی طرف اشارہ کیا، اس نے پھر کہا کہ ابو محمد کہاں ہیں؟ سعید نے کہا کہ اس جگہ ہمارے لئے عطاء کے ساتھ کوئی چیز نہیں ہے، (یعنی عطاء یہاں نہیں ہیں)

سلمہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس علم سے اُسے اللہ کی خوشنودی مقصود ہو سوائے ان تین کے عطاء، طاؤس اور مجاہد۔

حبیب بن ابی ثابت سے روایت ہے کہ مجھ سے طاؤس نے کہا کہ جب میں تم سے کوئی حدیث بیان کروں جو میں تمہیں عطا کر دوں تو اسے کسی سے نہ پوچھو۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن وعروہ بن الزبیر

...... عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکرؓ بن محمد ابن عمرو بن حزم کو لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی جو حدیث یا گزشتہ سنت یا عمرہ بنت عبدالرحمٰن کی جو حدیث دیکھو تو اسے لکھو، کیونکہ مجھے علم کے مٹنے اور اہل علم کے گزر جانے کا اندیشہ ہے۔

محمد بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ مجھ سے عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ کوئی شخص حدیث حضرت عائشہ کا ان سے یعنی عمرہ سے جاننے والا نہ رہا، انہوں نے کہا کہ عمرؒان سے پوچھا کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن قاسم سے روایت ہے کہ میں نے قاسم کو عمرہ سے مسئلہ پوچھتے سنا۔

ابن شہاب کہتے تھے کہ جب مجھ سے عروہ حدیث بیان کرتے تھے پھر عمرہ حدیث بیان کرتی تھیں تو میرے نزدیک عروہ کی حدیث صحیح ہوتی تھی، جب میں دونوں کی گہرائی میں گیا تو عروہ کو ایسا دریا پایا جس کا سارا پانی نہیں نکالا جا سکتا۔

حماد بن زید سے روایت ہے کہ میں نے ہشام بن عروہ سے سنا کہ میرے والد کہتے تھے کہ تم لوگوں نے کونسا علم حاصل کیا، کیونکہ آج تم لوگ چھوٹے ہو، اور قریب ہے کہ تم لوگ بڑے ہو جاؤ گے، ہم نے تو صغرسنی میں علم حاصل کیا تھا اور ہم بڑے ہو گئے، آج ہم اس حالت کو پہنچ گئے کہ ہم سے مسائل پوچھے جاتے ہیں۔

ابن شہاب الزہری

...... ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے بعد اتنا علم جمع کیا ہو جتنا ابن شہاب نے جمع کیا۔

سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ مجھ سے ابوبکرؓ الہذلی نے جو حسن اور ابن سیرین کی مجلس میں بیٹھے تھے کہا کہ اس حدیث کے لئے میری یہ حدیث یاد رکھو جسے زہری نے بیان کیا، ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے ان کا یعنی الزہری کا مثل کبھی نہیں دیکھا۔

مطرف بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے مالک بن انس کو کہتے سنا کہ مدینے میں سوائے ایک کے میں نے فقیہ محدث کسی کو نہیں پایا، میں نے کہا کہ وہ کون ہے، انہوں نے کہا کہ ابن شہاب زہری۔

معمر سے روایت ہے کہ زہری سے کہا گیا کہ لوگوں کا گمان ہے کہ آپ آزاد کردہ غلاموں سے حدیث نہیں بیان کرتے، انہوں نے کہا کہ میں ضروران سے حدیث بیان کرتا ہوں، لیکن جب میں مہاجرین وانصار کے فرزندوں کو پاتا ہوں توان پر وہ بھروسہ کرتا ہوں جوان کے علاوہ دوسروں پر نہیں کرتا۔

عبدالرزاق سے روایت ہے کہ میں نے عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم ابن عمرؓ بن الخطاب سے سنا کہ جب میں بڑا ہوا تو طلب علم کا ارادہ کیا، میں آل عمرؓ کے اساتذہ میں سے ایک ایک شخص کے پاس جانے لگا، میں کہتا تھا کہ آپ نے سالم سے کیا سنا، جب کبھی میں ان میں سے کسی ایک کے پاس جاتا تو وہ کہتا کہ تم ابن شہاب کو اختیار کرو، کیونکہ ابن شہاب، سالم کے ساتھ رہتے تھے، حالانکہ ابن شہاب اس وقت شام میں تھے، پھر میں نافع کے ساتھ ہو گیا، اللہ نے اس ساتھ رہنے میں خیر کثیر کر دی۔

صالح بن کیسان سے روایت ہے کہ میں اور زہری جمع ہوئے تو ہم نے کہا کہ ہم احادیث لکھ لیں انہوں نے کہا کہ جو روایتیں نبی ﷺ سے آئی ہیں وہ ہم نے لکھ لی ہیں، انہوں نے کہا کہ جو روایتیں صحابہ سے آئی ہیں وہ بھی ہم لکھ لیں گے، کیونکہ وہ بھی سنت ہیں، میں نے کہا کہ سنت نہیں ہیں، اس لئے ہم انہیں نہیں لکھیں گے، انہوں نے لکھا اور میں نے نہیں لکھا، وہ کامیاب رہے اور میں ناکام رہا۔

راوی نے کہا کہ یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن شہاب علم میں ہم سے کچھ آگے نہ بڑھے، سوائے اس کے کہ ہم مجلس میں آتے تھے تو وہ آگے بڑھ جاتے تھے، اپنا کپڑا اپنے سینے پر باندھ لیتے تھے اور جو چاہتے تھے پوچھتے تھے اور ہمیں صغر سنی مانع ہوتی تھی۔

زہری سے روایت ہے کہ ہم علم کا لکھنا پسند کرتے تھے، یہاں تک کہ ہمیں ان امراء نے لکھنے پر مجبور کیا، تو ہم نے سمجھا کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص لکھنے کو نہ روکے گا۔

ایوب سے روایت ہے کہ میں نے زہری سے زیادہ عالم کسی کو نہیں دیکھا۔

مکحول سے روایت ہے کہ میں سنت ماضیہ کا زہری سے زیادہ عالم کسی کو نہیں جانتا۔

عبدالرزاق سے روایت ہے کہ میں نے معمر سے سنا کہ ہم لوگ یہ سمجھا کرتے تھے کہ ہم زہری سے بڑھ گئے، یہاں تک کہ ولید قتل کیا گیا، اتفاق سے دفاتر اس کے خزانوں سے چوپایوں پر لادے گئے جنہیں کہتا تھا کہ یہ زہری کا علم ہے۔

الحمدللہ اختتام تاریخ ابن سعد

حصہ دوم

معیاری اور ارزاں

مکتبہ دار الاشاعت کراچی کی مطبوعہ چند درسی کتب

عربی زبان کا آسان قاعدہ (ابتدائی قواعد)	مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ
علم الصرف اول، دوم (قواعد عربی صرف)	مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ
علم الصرف سوم، چہارم (قواعد عربی صرف)	مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ
عوامل النحو مع ترکیب	مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ
عربی گفتگو نامہ (عربی بول چال)	مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ
عربی صفوۃ المصادر	مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ
روضۃ الادب	مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ
فارسی زبان کا آسان قاعدہ	مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ
فارسی بول چال (مع رہبر فارسی)	مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ
عزیز المبتدی اردو ترجمہ میزان الصرف ومنشعب	محمد عزیز اللہ غوری
مفید الطالبین عربی	مولانا محمد احسن نانوتویؒ
کتاب الصرف	مولانا عبدالرحمن امرتسری
کتاب النحو	مولانا عبدالرحمن امرتسری
مفتاح القرآن اول تا چہارم (جدید کتابت)	مولانا محفوظ الرحمن نامی
النحو الواضح للمدارس الابتدائیہ اول، دوم، سوم	علی جارم، مصطفیٰ امین
النحو الواضح للمدارس الثانویہ اول، دوم	
دروس اللغۃ العربیۃ لغیر الناطقین بہا	الدکتور ف عبدالرحیم
تیسیر المنطق اول، دوم، سوم	مولانا حافظ عبداللہ حاشیہ قدیمہ مولانا اشرف علی تھانویؒ
جمال القرآن مع حاشیہ زینت الفرقان	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
فوائد مکیہ	مولانا قاری عبدالرحمن مکی حاشیہ علامہ قاری ابن ضیاء
گلستان فارسی محشی	شیخ سعدیؒ حاشیہ قاضی سجاد حسین صاحب
بوستان فارسی محشی	شیخ سعدیؒ حاشیہ قاضی سجاد حسین صاحب
عربی کا معلم اول تا چہارم	مولانا عبدالستار خان صاحب

ناشر:- دار الاشاعت۔ اردو بازار کراچی فون ۲۶۳۱۸۶۱-۲۲۱۳۷۶۸-۰۲۱